انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل

[اسلامک فقہ اکیڈمی(انڈیا) کے اٹھائیسویں فقہی سمینار منعقدہ مؤرخہ ۸۔۱۰؍ربیع الاول ۱۴۴۰ھ
مطابق ۱۷۔۱۹؍نومبر ۲۰۱۸ء کو جامعہ اسلامیہ دار العلوم محمدیہ میل کھیڑلا، بھرتپور،
راجستھان میں پیش کئے گئے علمی، فقہی اور تحقیقی مقالات ومناقشات کا مجموعہ]

ایفا پبلی کیشنز - نئی دہلی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل
صفحات : ٦٩٦
قیمت : ۵۲۵؍روپے
سن طباعت : اکتوبر ۲۰۲۳ء

باہتمام: اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا)

ناشر

ایــفـا پبلیکیشنز - نئی دہلی
۱۶۱- ایف، جوگابائی،جامعہ نگر، نئی دہلی-۱۱۰۰۲۵
ای میل: fiqhacademyindia@gmail.com
فون: ۰۱۱ - ۲٦۹۸۱۷۷۹

مجـــلـــــس ادارتـــــــــــ

۱- مولانا محمد نعمت الله اعظمی
۲- مولانا محمدبرہان الدین سنبھلی
۳- مولانا بدر الحسن قاسمی
۴- مولانا خالد سیف الله رحمانی
۵- مولانا عتیق احمد بستوی
۶- مفتی محمد عبید الله اسعدی


بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

عنوان	مقالہ نگار	صفحہ
پیش لفظ	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	٧
باب اول: تمہیدی امور		
سوالنامہ		١١
تجاویز		١٥
تلخیص مقالات	ڈاکٹر صفدر زبیر ندوی	١٧
عرض مسئلہ (محور اول)	مفتی سید صادق محی الدین فہیم	١٦
عرض مسئلہ (محور دوم)	مفتی شاہد علی قاسمی	١١٩
عرض مسئلہ (محور سوم)	مولانامحمد صابر حسین ندوی	١٣١
باب دوم: تفصیلی مقالات		
انفارمیشن ٹکنالوجی سے متعلق مسائل	مفتی سید صادق محی الدین فہیم	١٤١
انفارمیشن ٹکنالوجی سے متعلق سوالات کے جوابات	مفتی محمد عثمان بستوی	١٧٦
انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل کا جواب	ڈاکٹر مفتی محمد شاہجہاں ندوی	٢٠٣
انفارمیشن ٹکنالوجی (ذرائع ابلاغ) سے مربوط مسائل	مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی	٢٢٧
انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل	مفتی اسعد فلاحی پالنپوری	٢٥٣
انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل واحکام	مفتی سید باقر ارشد قاسمی	٢٨٥
انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل	مفتی امانت علی قاسمی	٣٣٤
انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل کے شرعی احکام	مفتی اقبال بن محمد ٹنکاروی	٣٥٥
انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل	مولانا محمد سلمان منصورپوری	٣٨٧
انفارمیشن ٹکنالوجی سےمتعلق مسائل	مولانا اختر امام عادل قاسمی	٣٩٧
انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل	مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی	٤٠٩
انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل	مولانا محمد جمشید جوہر قاسمی	٤٢٤
انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل	مولانا محمد صابر حسین ندوی	٤٤٧

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل	مولانا محمد معین الدین ندوی قاسمی	٤٧٨
انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل	مفتی محمد ریاض ارمان قاسمی	٤٩٣
انفارمیشن ٹکنالوجی -مسائل واحکام	مفتی محمد اشرف قاسمی گونڈوی	٥١١
سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ سے متعلق اہم مسائل	ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی	٥٢٦
انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل	مولانا ندیم احمد انصاری	٥٤٤
انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل	مولانا محمد زبیر ندوی	٥٥٥
انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط چند مسائل	مولانا محمد قمر الزماں ندوی	٥٦٦
انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل اور ان کے شرعی احکام	مفتی محمد احسن عبد الحق ندوی	٥٨٧
انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل	مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی	٦٠٤
باب سوم: مختصر تحریریں		
انفارمیشن ٹکنالوجی (ذرائع ابلاغ) سے مربوط مسائل	ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام صدیقی	٦١٧
انفارمیشن ٹکنالوجی اور ملٹی میڈیا موبائل سے مربوط مسائل کا شرعی حکم	مفتی شبیر احمد قاسمی	٦٢٤
انفارمیشن ٹکنالوجی سے متعلق مسائل	مولانا محمد ظفر عالم ندوی	٦٣١
انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل	مولانا حافظ کلیم اللہ عمری مدنی	٦٣٨
سوشل میڈیا اور اسمارٹ فون کے چند شرعی مسائل	ڈاکٹر فہیم اختر ندوی	٦٤٤
انفارمیشن ٹکنالوجی سے متعلق مسائل اور ان کا شرعی حکم	مفتی ریاست علی قاسمی رامپوری	٦٥٠
انفارمیشن ٹکنالوجی (ذرائع ابلاغ) سے مربوط مسائل	مولانا عبد المنان پرمائی ویٹی	٦٥٧
انفارمیشن ٹکنالوجی	مولانا نذر توحید مظاہری	٦٦٢
انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل	مولانا یاسر مجید ندوی	٦٦٥
انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل	مفتی صفوان احمد قاسمی	٦٧٣
باب چہارم: مناقشہ		
مناقشہ		٦٨٣

پیش لفظ

موجودہ دور کو سائنس اور ٹکنالوجی کی ترقی کا دور کہا جاتا ہے، اور یہ ایسا دعویٰ ہے، جس کو آج ہر شخص سر کی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے، یو ں تو یہ ترقی ہر شعبۂ زندگی میں ہوتی ہے؛ لیکن اس کا سب سے زیادہ اثر انفارمیشن ٹکنالوجی کے شعبہ میں ہوا ہے، جن باتوں کو نصف صدی پہلے سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا، اور جن کا خواب بھی نہیں دیکھا جا سکتا تھا، وہ آج واقعہ اور مشاہدہ بن چکی ہیں، اس ترقی نے زندگی کے تمام شعبوں پر اپنا اثر ڈالا ہے اوراس ٹکنالوجی کے تحت جو چیزیں ایجاد ہوئی ہیں، وہ دو متضاد صلاحیتوں کی حامل ہیں، ان کے ذریعہ بہتر سے بہتر خیر کا کام بھی کیا جاسکتا ہے اور بدتر سے بدتر شر کا کام بھی۔

اس لئے عصر حاضر میں جو نئے شرعی مسائل پیدا ہوئے ہیں، ان میں سب سے بڑی تعداد انفارمیشن ٹکنالوجی کے واسطے سے پیدا ہونے والے مسائل کی ہے، اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے گزشتہ کئی سیمیناروں میں اس موضوع سے متعلق بعض مسائل کو بحث کا موضوع بنایا ہے، اور اس پر متوازن اور معتدل فیصلے کئے ہیں، جیسے ٹی وی اور ٹی وی چینل کا قیام، نکاح اور بیع میں آن لائن ایجاب وقبول وغیرہ؛ لیکن ضرورت محسوس کی گئی کہ اس موضوع سے جڑے ہوئے ڈھیر سارے مسائل کو ایک مستقل نشست میں اُٹھایا جائے، سائبر کرائم کو بھی شامل کیا جائے، فنی ماہرین سے بھی استفادہ کیا جائے، اور علماء وارباب افتاء ان کی روشنی میں احکام شرعیہ متعین کرنے کا فریضہ انجام دیں۔

چنانچہ مؤرخہ ۱۹-۱۷؍نومبر ۲۰۱۸ءکو دارالعلوم محمدیہ میل کھیڑلا، راجستھان میں منعقد ہونے والے اٹھائیسویں سیمینار کی ایک نشست کے لئے یہی موضوع رکھا گیا، جو تین محاور اور ۲۳؍ سوالات پر مشتمل تھا، بحمد اللہ اہل علم نے اس پر پوری توجہ دی اور سوالنامہ کے جواب میں ۲۲؍ مقالات اور دس مختصر تحریریں اکیڈمی کو موصول ہوئیں، ڈاکٹر صفدر زبیر ندوی نے اِن مقالات میں آنے والے نقاط نظر اور دلائل کی جامع تلخیص مرتب کی، نیز مقالات اور شرکاء سیمینار کے مناقشات کو سامنے رکھتے ہوئے تجاویز منظور کی گئیں؛ چنانچہ اس موضوع پر علماء کا اجتماعی فیصلہ اور سیمینار کے لئے آنے والی تحریروں کا وقیع مجموعہ اہل علم کی بارگاہ میں پیش ہے، اور امید ہے کہ یہ اصحاب ذوق کی آنکھوں کا سرمہ

بنے گا، اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صفدر زبیر ندوی (رفیق شعبۂ علمی) کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انھوں نے بڑی توجہ کے ساتھ اس کی ترتیب کا کام انجام دیا ہے، دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اکیڈمی کے کاروانِ علم وتحقیق کو اپنی منزل کی طرف رواں دواں رکھے۔ وھو المستعان

۱۳؍محرم الحرام ۱۴۴۱ھ
۱۳؍ستمبر ۲۰۱۹ء

خالد سیف اللہ رحمانی
(جنرل سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا)

* * *

پہلا باب

تمہیدی امور

سوالنامہ:

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل

سترہویں صدی کے صنعتی انقلاب کے بعد یوں تو زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق ٹکنالوجی نے حیرت انگیز ترقی کی ہے؛ لیکن جن شعبوں میں ترقی کی رفتار تیز تر رہی ہے، ان میں غالباً سرفہرست ذریعۂ ابلاغ(انفارمیشن ٹکنالوجی)ہے، خاص کر گذشتہ ۲۵؍سالوں کے دوران اس میدان میں ایسے وسائل معرض وجود میں آئے اور عام لوگوں کے ہاتھوں تک پہنچے ہیں ،جن کا تصور کرنا بھی دشوار تھا، اس ترقی کے مثبت پہلو بھی ہیں اور منفی بھی، اس کے فوائد بھی بہت ہیں اور نقصانات اس سے بھی زیادہ ہیں،مگر اب یہ زندگی کا ایسا لازمی جزو بن چکے ہیں کہ ان سے مکمل طور پر بے تعلق رہنا بھی بے حد دشوار ہے۔

اس پس منظر میں اکیڈمی نے اپنے ۲۸؍ویں سالانہ فقہی سمینارکے لئے جن عنوانات کا انتخاب کیا ، ان میں ایک موضوع یہ بھی ہے، اس سلسلہ میں چند سوالات آپ کی خدمت میں پیش ہیں، امید کہ آپ ان کا جواب عنایت فرمائیں گے، انشاء اللہ آپ کی تحریر سے ان مسائل کو حل کرنے مینروشنی حاصل ہوگی۔

محور اول:

۱-مختلف سہولتوں کے حامل موبائل(جن کو اسمارٹ فون کہاجاتا ہے) کے رکھنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا کیا حکم ہے؟ یہ سوال اس لئے اہم ہے کہ ان موبائلوں کا جائز بلکہ مستحسن کاموں کے لئے بھی استعمال کیاجاسکتا ہے اور غلط مقاصد کے لئے بھی۔

۲-ملٹی اپلیکیشن موبائل میں قرآن مجید رکھنے کی بھی گنجائش ہوتی ہے، اگر کوئی چاہے تو اسی موبائل میں فحش مناظر بھی دیکھ سکتا ہے، کیا ایسے موبائل میں تلاوت کے لئے قرآن مجید یا دوسری دینی کتابوں کو محفوظ کرنا یا آن لائن دیکھنا یا پڑھنا جائز ہوگا؟

۳-اگر موبائل میں قرآن مجید کی تلاوت کی جائے تو کیا موبائل کا پورا سیٹ قرآن مجید کے حکم میں ہوگا اور اس کو بلا وضو ہاتھ میں لیناجائز ہوگا؟ اس سلسلہ میں موبائل کی مختلف نوعیتوں کو سامنے رکھتے ہوئے احکام کی وضاحت کیجئے۔

۴-موبائل پر بعض اوقات دینی یا معلوماتی اعتبار سے مفید پیغامات آتے ہیں اور یہ تحریر اور آواز کی شکل میں ہوتے ہیں،ان کو دوسروں کے پاس بھیجنا کیا درست ہوگا؛ جبکہ بعض حضرات اپنے موبائل پر میسج بھیجنے کوپسند نہیں کرتے؟

۵-کیا اس طرح کے پیغامات غیر محرم عورت یا غیر محرم مرد کو بھیجے جاسکتے ہیں؛ جبکہ ان میں کوئی غیر اخلاقی بات شامل نہ ہو؟

۶-بعض پیغامات تصویروں کی شکل میں ہوتے ہیں، کیا ان کو آگے بڑھانا جائز ہوگا یا یہ تصویر کشی کے دائرہ میں آئینگے؟

۷-CCTVکیمرہ ایک ایسا کیمرہ ہے جو اس کے دائرہ میں آنے والی تمام نقل و حرکت کو محفوظ کرلیتا ہے، اس سے چوری اور دوسرے مجرمانہ واقعات کو روکنے میں تو مدد ملتی ہے، اس کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو بے جا الزامات اور شبہات سے بچانا بھی آسان ہوجاتا ہے، اس مصلحت کے تحت مساجد اور مدارس وغیرہ میں ایسے کیمرے نصب کرنے کا کیا حکم ہوگا؟

۸-موجودہ دور مینیہ بات ممکن ہوگئی ہے کہ اسکیننگ مشین کے سامنے سے کوئی شخص گزرے تو اس کا پورا جسم مشین پر بیٹھے ہوئے شخص کوبے لباس نظر آئے گا، بعض مغربی ممالک میں ایئر پورٹوں پر اس طرح کی اسکیننگ مشین استعمال کی جارہی ہے، یہ بات بعید نہیں ہے کہ آئندہ ہمارے ملک میں بھی اس طرح کی مشینیں استعمال کی جائیں اور ایئر پورٹ کے علاوہ دوسرے مقامات پر بھی حفاظتی اقدامات کے مقصد سے ان کا استعمال ہو، کیا تحفظ کے نقطہ نظر سے ان کا استعمال جائز ہوگا؟ اور کیا مسلمانوں کے لئے درست ہوگا کہ وہ سفر کرنے کی غرض سے ایسی مشینوں سے گزرنے کو قبول کرلیں؟

محور دوم:

۱-اللہ تعالی نے انسان کی فطرت میں اپنی چیزوں کے اخفاء کا مزاج بھی رکھا ہے، ایسی چیزوں کو آج کل انٹرنیٹ پر محفوظ کیاجاتا ہے، اگر یہ معلومات مقفل رکھی جائیں تو دوسرا شخص ان تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا، لیکن کچھ آئی ٹی ماہرین کے اندر یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ ان کا قفل توڑ کر معلومات کی چوری کرلیتے ہیں، تو کیا یہ درست ہوگا؟اور کیا اس سلسلہ میں مختلف قسم کی معلومات کی چوری کے احکامات الگ الگ ہوں گے، یعنی ایسی معلومات جن سے اس شخص کی عزت و آبروکوٹھیس لگ سکتی ہو ،یا معاشی پہلوسے نقصان پہنچ سکتا ہو، یا ایسی معلومات جن سے چوری کرنے والے کو تو فائدہ ہو، لیکن اصل شخص کوکوئی نقصان نہ ہو،جیسے علمی و مطالعاتی یادداشتیں وغیرہ؟

۲-اگر کسی شخص نے دوسرے کی معلومات چوری کر ہی لی تو اس شخص کی اجازت کے بغیر اس کو آگے بڑھانا درست ہوگا؟

۳-شوہر و بیوی بھی انٹرنیٹ کے ذریعہ ایک دوسرے کی جاسوسی کرسکتے ہیں، ان دونوں کا چونکہ ایک دوسرے سے قریب ترین تعلق ہے اور ان کے باہمی مفادات بھی ایک دوسرے سے مربوط ہیں، تو کیا ان کے لئے ایک دوسرے کی معلومات کو اطلاع کے بغیر حاصل کرنا درست ہوگا؟

۴-حکومت اور محکمہ پولس بعض دفعہ امن عامہ کے لئے شخصی معلومات حاصل کرتی ہیں؛ تاکہ جرائم پیشہ اور دہشت گرد عناصر پر نظر رکھی جاسکے، کیا اس مقصد

کے لئے دوسروں کی خفیہ معلومات تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے؟

۵-اگر کوئی شخص دوسرے کی خفیہ معلومات تک پہنچ جائے اور ان معلومات سے یہ بات واضح ہو کہ وہ کسی اور کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہے، تو کیا اس شخص کے لئے اس دوسرے آدمی کو صورت حال سے واقف کرانا درست ہوگا؟

۶-بہت سے لوگوں نے اپنا فیس بک اکائونٹ کھول رکھا ہے اور اس میں ان کی بہت سی معلومات بھی موجود ہیں، بعض کمپنیاں تجارتی مقاصد کے تحت ماہرین سے کہتی ہیں کہ وہ ان معلومات کا ڈاٹا جمع کر کے ان کو مہیا کریں، کیا متعلق شخص کی اجازت کے بغیر ایسی معلومات کاڈاٹا جمع کر کے کمپنیوں کو مہیا کرنا اور ان سے اس کی اجرت حاصل کرنا جائز ہوگا؟

۷-بعض تنظیمیں مجرموں کے جرائم پر شہادت فراہم کرنے کے لئے خفیہ کیمروں کا استعمال کرتی ہیں، جیسا کہ ہندوستان کی ''تہلکہ ڈاٹ کام '' کئی خوفناک مجرمین کے جرم کو منظر عام پر لاچکی ہے، اور اس سے مظلوموں کو مدد بھی ملی ہے، کیا اس طرح کی کارروائی شرعا جائز ہوگی؟

۸-فنی ماہرین مخصوص مقاصد کے لئے سافٹ ویئر تیار کرتے ہیں؛چونکہ اس کی تیاری کے مرحلہ میں کافی صرفہ آتا ہے، اور صلاحیتیں اور محنتیں خرچ ہوتی ہیں، اس لئے قانونی طور پر اس کو ان کی ملکیت ماناجاتا ہے اور اس کا قفل توڑ کر اس سے استفادہ کرنا قانوناً جرم ماناگیا ہے، تو کیا کسی شخص کا اپنی صلاحیت کے ذریعہ اس کا قفل توڑ دینا، پھر اس سے استفادہ کرنا یا گاہکوں کو بیچناجائز ہوگا؟اور کیا اس کا اور اس سے خرید کرنے والے شخص کا اس سافٹ ویئر کو فروخت کرنے میں ایک ہی حکم ہوگا؟

۹-بعض اوقات کسی شخص کے کمپیوٹر میں یا اس کے خاص پروگرام میں وائرس داخل ہوتا ہے، یہ وائرس اسے نقصان پہنچاتے اور برباد کردیتے ہیں، اس کا استعمال خراب اور غیر اخلاقی مواد کو ضائع کرنے کے لئے بھی کیاجاسکتا ہے، اس پس منظر میں رہنمائی فرمائیں کہ دوسرے کے کمپیوٹر کو ہیک کرنے یا اس پر وائرس چھوڑنے کا کیا حکم ہوگا؟

محور سوم:

۱-سوشل میڈیا اور الیکٹرانک ذرائع ابلاغ سے بہت سی خبریں ایک دوسرے کوپہنچائی جاتی ہیں، ان میں بعض خبریں درست ہوتی ہیں، بعض قابل تحقیق اور بعض خلاف واقعہ، عام طور پر لوگ ان خبروں کو دوسروں کے پاس بھیجتے چلے جاتے ہیں اور اس طرح وہ خبر عام ہوجاتی ہے؛ اس لئے یہ بات قابل غور ہے کہ کن خبروں کو آگے بڑھانا جائز ہے اور کن کوآگے بھیجنا درست نہیں؟ اس سلسلہ میں ضروری اصول متعین فرمائیں۔

۲-فنی مہارت کے ذریعہ غالباً یہ بات بھی ممکن ہوگئی ہے کہ ایک شخص دوسرے

شخص کو جو مراسلہ لکھتا ہے، اس میں اضافہ یا کمی کردی جائے ، اس کا کیا حکم ہے؟

٣-کیا حکومت کو اس بات کا حق ہے کہ کسی شخص کی نجی معلومات کو دوسروں تک پہنچائے یا لوگوں میں عام کردے؟اسی پس منظر میں سپریم کورٹ میں آدھار کارڈ سے متعلق مقدمہ چل رہا ہے۔

۴-انٹرنیٹ پر بہت سے تجارتی اشتہارات ڈالے جاتے ہیں، یا متعین اشخاص کو بھیجے جاتے ہیں، اور ان سے خواہش کی جاتی ہے کہ وہ مختلف گروپ یا افراد کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پیغام کو پہنچائیں، ان اشتہارات میں ایسی اشیاء کی ترغیب بھی ہوسکتی ہے جن کا استعمال جائز ہو اور ایسی اشیاء کی بھی جن کا استعمال جائز نہ ہو، ایسے اشتہارات کو پھیلانے اور دوسروں تک بھیجنے کاکیا حکم ہوگا؟

۵-انٹرنیٹ پر ڈیجیٹل تصویر کی شکل میں کارٹون بھی بنائے جاتے ہیں، اسوقت یہ دریافت کرنا مقصود نہیں کہ ڈیجیٹل تصویر شرعاً تصویر ہے یا نہیں؛ بلکہ یہ جاننا مقصود ہے کہ جو حضرات ڈیجیٹل عکس بندی کو جائز تصور کرتے ہیں، ان کے نزدیک اس طرح کے کارٹون بنانا کیاجائز ہوگا؟زیادہ تر ایسے کارٹونوں مینطنز مقصود ہوتا ہے، اور قانونی اعتبار سے ملک کے بعض معزز ترین عہدہ داروں کے علاوہ دوسروں کا کارٹون بنانا ممنوع نہیں ہے، ان کارٹونوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص کا سر کسی اور شخص یا جانور کے جسم میں لگا دیاجاتا ہے یا ایک شخص کی آواز کسی جانور کے ذریعہ پیش کی جاتی ہے، ایسا لگتا ہے کہ جیسے گدھابول رہا ہے، کیا تعمیری تنقید کے جذبہ کے تحت اس طرح کے کارٹون بنائے جاسکتے ہیں؟

۶-موبائل کمپنیاں لوگوں کی آپسی گفتگو کو محفوظ کر کے حکومتوں کو فراہم کرتی ہیں، کیا ان کا یہ عمل شرعا جائز ہوگا؟

* * *

تجاویز:

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا اٹھائیسواں فقہی سمینار ہندوستان کے خطہ میوات کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ اسلامیہ دار العلوم محمدیہ میل کھیڑلا، بھرتپور، راجستھان میں مورخہ ۱۷ تا ۱۹؍نومبر ۲۰۱۸ء مطابق ۸ تا ۱۰؍ربیع الاول ۱۴۴۰ھ منعقد ہوا جس میں ملک اور بیرون ملک سے تقریباً تین سو علماء، ارباب افتاء اوراہم علمی شخصیات نے شرکت کی، اس سہ روزہ سمینار میں چار اہم موضوعات زیر بحث آئے، ان پر بحث وتحقیق اور مناقشہ کے بعد تجاویز اتفاق رائے سے منظور ہوئیں، ان میں سے ایک موضوع ''انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل '' بھی تھا، اس کی تجاویز حسب ذیل ہیں:

۱۔ اسمارٹ فون موجودہ دور کی ایک اہم ایجاد ہے، جس کے ساتھ منافع اور مفاسد دونوں وابستہ ہیں، اگر اسمارٹ فون کا استعمال دینی، علمی، اصلاحی اور جائز مقاصد کے لئے کیا جائے تو درست ہے، لیکن اگر غیر شرعی امور کے لئے کیا جائے تو درست نہیں ہے۔

۲۔ اسمارٹ فون میں قرآن شریف اور دیگر دینی کتب کا رکھنا اور ان سے استفادہ کرنا جائز ہے۔

۳۔ اگر موبائل میں قرآن مجید محفوظ ہو تو جب تک آیات قرآنی اسکرین پر ظاہر نہ ہوں، موبائل سیٹ قرآن کے حکم میں نہیں ہوگا؛ البتہ اگر آیات قرآنی اسکرین پر نمودار ہوں تو اسکرین والے حصہ کو بلا وضو چھونا درست نہیں ہوگا، اگر موبائل پر اسکرین گارڈ اور گلاس لگے ہوئے ہوں تب بھی یہی حکم ہوگا۔

۴۔ دینی، معلوماتی اور مفید باتوں پر مبنی پیغامات خواہ تحریر کی شکل میں ہوں یا کسی اور شکل میں، انہیں صراحتاً یا دلالۃً اجازت کی صورت میں آگے بھیجنا درست ہے۔

۵۔ کسی ضرورت شرعی کے بغیر کسی مرد کا غیر محرم عورت کو یا کسی عورت کا غیر محرم مرد کو میسج کرنا جائز نہیں ہے۔

۶۔ مختلف عمومی مصالح اور حفاظتی مقاصد کے پیش نظر دینی مدارس، مساجد ودیگر ضرورت کی جگہوں میں سی، سی، ٹی، وی (CCTV) کیمرہ نصب کرنا درست ہے۔

۷۔ انٹرنیٹ پر کسی کی محفوظ معلومات کا قفل توڑنا جائز نہیں ہے، اور اس کو آگے بڑھانے کا بھی یہی حکم ہے۔

۸۔ شوہر و بیوی کا رشتہ باہمی اعتماد پر مبنی ہوتا ہے، اس لئے عام حالات میں

ایک دوسرے کی اطلاع کے بغیر ایک دوسرے کی معلومات حاصل کرنا درست نہیں ہے۔

٩۔ نجی زندگی کا تحفظ ہر انسان کا بنیادی حق ہے، لہٰذا کسی ضرورت کے بغیر دوسروں کی خفیہ معلومات حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

١٠۔ اگر کسی کو دوسرے شخص کی خفیہ معلومات حاصل ہوجائیں اور ان معلومات سے واضح ہو کہ وہ کسی اور کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس شخص کے لئے اس دوسرے آدمی کو صورت حال سے واقف کرانا درست ہے۔

١١۔ سوشل میڈیا اکاؤنٹ رکھنے والے نے مخصوص معلومات کو خفیہ رکھا ہو تو اس کی اجازت کے بغیر ڈاٹا جمع کرنا اور کسی کمپنی کو ڈاٹا فراہم کرنا او را س کی اجرت لینا جائز نہیں ہے۔

١٢۔ مجرم کے جرائم پر شہادت فراہم کرنے کے لئے خفیہ کیمرہ استعمال کرنا درست ہے۔

١٣۔ سافٹ ویئر بنانے میں کافی محنت، صلاحیت اور بڑا سرمایہ خرچ ہوتا ہے، وہ بنانے والے کی ملکیت ہے، اس لئے اس کا قفل توڑنا اور اس کی خریدوفروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

١۴۔ کسی کے کمپیوٹر کو ہیک کرنا یا اس پر وائرس چھوڑنا جائز نہیں ہے؛ البتہ مخرب اخلاق اور مضر مواد کو ضائع کرنے کے لئے اس کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔

١۵۔ جس خبر کا مصدقہ ہونا معلوم ہو اور اس کو پھیلانے سے کسی ضرر کا اندیشہ نہ ہو تو اسے آگے بڑھانا درست ہے؛ البتہ جو چیز خلاف واقعہ یا قابل تحقیق یا مضر ہو، اسے آگے بڑھانا درست نہیں ہے۔

١۶۔ کسی کے مراسلہ اور تحریر میں کمی بیشی کرنا جائز نہیں ہے۔

١٧۔ حکومت یا کسی اور کے لئے درست نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کی نجی معلومات کو اس کی اجازت کے بغیر دوسروں تک پہنچائے یا لوگوں میں عام کرے۔

١٨۔ جن اشیاء کا استعمال درست ہے، ان کی تشہیر بھی درست ہے، بشرطیکہ اس میں کوئی خلاف شرع بات نہ ہو۔

١٩۔ تمسخر اور استہزاء کے طور پر کسی کا کارٹون بنانا جائز نہیں ہے۔

٢٠۔ موبائل کمپنیوں کا لوگوں کی آپسی گفتگو محفوظ کرکے حکومت کو یا کسی اور کو فراہم کرنا امانت میں خیانت ہے، اس لئے اس کی اجازت نہیں ہوگی۔

* * *

تلخیص مقالات:

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل

ڈاکٹر صفدر زبیر ندوی•

تمہید:

اللہ تعالی نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا (ولقد کرّمنا بنی آدم) اور پوری کائنات اور کائنات کی تمام چیزوں کو اس کے لئے مسخر کردیا (وسخّر لکم ما فی السموات وما فی الأرض جمیعاً منہ)، پتھر کے زمانہ سے لےکر آج کے اس الیکٹرانک زمانہ تک جتنی بھی تبدیلیاں ہوئیں اور جتنے بھی انقلابات آئے وہ سب انسانوں کے لئے ہی ہیں، البتہ سترہویں صدی کے صنعتی انقلاب کے بعد ترقی کی رفتار میں تیزی آئی اور ادھر بیسویں صدی کی سائنسی تحقیقات وایجادات نے تو پوری دنیاکا منظر نامہ ہی بدل کر رکھ دیا، مختلف ادوار اور مراحل سے گزرتی ہوئی اس انسانی زندگی کو آج کے اس سائنسی اور تکنیکی انقلاب نے ایک نئی اور تیز رفتار زندگی سے ہمکنار کردیا اور آج کے ترقی یافتہ اور جدید آلات ووسائل نے پوری دنیا کو اس کی مٹھی میں لاکر رکھ دیا ہے، انٹرنیٹ، سیل فون، اسمارٹ فون، لیپ ٹاپ، پام ٹاپ، پین ڈرائیو، فون چپ وغیرہ ایجادات واختراعات سے جہاں ایک طرف قیمتی معلومات اور فوائد حاصل ہورہے ہیں وہیں دوسری طرف ان کے نقصان دہ پہلو بھی سامنے آرہے ہیں، چنانچہ ارباب علم ودانش کا کام وہاں سے شروع ہوجاتا ہے، جب کسی چیز کے استعمال کے فوائد کی تہوں سے ضرر کے کانٹے نکلنے لگیں اور اخلاقی حدود کی طنابیں غیر اخلاقی حدود میں داخل ہوجائیں، اسی پس منظر میں اور اس کی حساسیت اور اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے اپنے ۲۸ویں فقہی سمینار میں ایک موضوع ''انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل '' کو اپنے مباحثہ کا موضوع بنایا؛ تاکہ اس کے مضمرات لوگوں کے سامنے آئیں اور بحث ومناقشہ کے ذریعہ اس کے فوائد ونقصانات کو اجاگر کرتے ہوئے ان پر فیصلے کئے جاسکیں، اس سلسلہ میں اکیڈمی کی طرف سے تین صفحات پر مشتمل مفصل سوالنامہ علماء کی خدمت میں بھیجا گیا جس کے جواب میں مندرجہ ذیل ۳۲ علماء کے مقالات اکیڈمی کو موصول ہوئے جن کے اسماء گرامی ذیل میں پیش کئے جارہے ہیں:

۱۔ ڈاکٹر مفتی محمد شاہجہاں ندوی، ۲۔ ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام صدیقی، ۳۔ ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، ۴۔ مولانا محمد صابر حسین ندوی، ۵۔ مفتی محمد احسن عبد الحق

• رفیق شعبہ علمی، اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا)۔

ندوی، ۶۔ مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی، ۷۔ مفتی سید باقر ارشد قاسمی، ۸۔ مولانا محمد زبیر ندوی، ۹۔ مولانا محمد ظفر عالم ندوی، ۱۰۔ مولانا حافظ کلیم اللہ عمری، ۱۱۔ مولانا نذر توحید مظاہری، ۱۲۔ مفتی اسعد فلاحی پالنپوری، ۱۳۔ مفتی امانت علی قاسمی، ۱۴۔ مفتی محمد اشرف قاسمی گونڈوی، ۱۵۔ مولانا یاسر مجید ندوی، ۱۶۔ مفتی محمد عثمان بستوی، ۱۷۔ مولانا محمد سلمان منصورپوری، ۱۸۔ مولانا محمد قمر الزماں ندوی، ۱۹۔ قاضی محمد ریاض ارمان قاسمی، ۲۰۔ مفتی صفوان احمد قاسمی، ۲۱۔ مولانا محمد معین الدین ندوی قاسمی، ۲۲۔ مولانا عبد المنان آسام، ۲۳۔ مولانا ندیم احمد انصاری، ۲۴۔ مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی، ۲۵۔ مولانا محمد جمشید جوہر قاسمی، ۲۶۔ مفتی حافظ سید صادق محی الدین فہیم، ۲۷۔ مولانا اختر امام عادل قاسمی، ۲۸۔ مفتی ریاست علی قاسمی رامپوری، ۲۹۔ ڈاکٹر فہیم اختر ندوی، ۳۰۔ مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی، ۳۱۔ مفتی شبیر احمد قاسمی، ۳۲۔ مفتی اقبال بن محمد ٹنکاروی (آخر الذکر دو مقالے آخری مراحل میں اکیڈمی کو موصول ہوئے)۔

ان ۳۲ مقالات کا خلاصہ آپ حضرات کی خدمت میں پیش ہے ، سب سے پہلے بطور تمہید انفارمیشن ٹکنالوجی کے تعارف سے متعلق چند اقتباسات پیش کی جارہی ہیں:

* مفتی محمد ریاض ارمان قاسمی نے لفظ انفارمیشن اور لفظ ٹکنالوجی کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

انفارمیشن کے لغوی معنی:

انفارمیشن (Information) کے معنی آگاہی ،خبر، گوش گزاری ،واقفیت ،علم، مخبری ،خبر رسانی ،جاسوسی ،قانون دعوی جرائم خلاف سرکار کے آتے ہیں (فرہنگ آصفیہ ۱،۲۵۹)۔

ٹکنالوجی کے معنی:

ٹکنالوجی انگریزی کے لفظ(Technology) کا اردو مترادف ہے، انگریزی میں یہ لفظ یونانی زبان کے tekhnologia سے آیا ہے جس کے معنی کسی ہنر، فن یا تکنیک (طرز) کے منظم مطالعہ کے ہیں ۔

ٹکنالوجی کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے کہ کسی میکانیکی علم یا کسی فن کا توضیعی مطالعہ یا شرح ٹیکنالوجی کہلاتا ہے، ٹکنالوجی علم سائنس اور انجینئرنگ دونوں کو احاطہ کرتی ہے اور بطور خاص ان اوزاروں ،مادوں، اجسام اور آلیات (مشینوں) پر بحث کرتی ہے جو انسان کی ترقی میں اپنا ایک رول رکھتے ہیں (زمرہ ٹیکنالوجی ویکیپیڈیا)۔

* مولانا محمد صابر حسین ندوی نے انفارمیشن ٹکنالوجی پر اس طرح روشنی ڈالی ہے:

''انفارمیشن ٹکنالوجی '' کے سلسلہ میں خصوصاً کمپیوٹرکا بڑا اہم رول ہے، انفارمیشن ٹکنالوجی اسی کا ایک حصہ ہے ،یہ سمجھ لینا چاہئے کہ کمپیوٹر کے تین اہم

شعبے ہوتے ہیں :سافٹ ویئر انجینئرنگ،کمپیوٹر سائنس اور انفارمیشن ٹکنالوجی۔ ان تینوں کوایک ہی سمجھ لینا بھول ہے، تینوں کا میدان الگ الگ ہے اور تینوں ہی ترقی وتعمیر کا دوسرا نام ہیں۔

انفارمیشن ٹکنالوجی کیا ہے: دراصل روزمرہ کی زندگی بغیر معلومات کے مشکل ہے،یہ ایک ایسا ذریعہ ہے جس کی وجہ سے انسانی زندگی بہت آسان ہوجاتی ہے،قدم قدم پر پیش آنے والی مشکلات کا حل بآسانی ڈھونڈا جاسکتا ہے،چنانچہ ہمیں حتی المقدور ہر چیز کے بارے میں معلومات درکار ہوتی ہیں، نفسیات، صحت، فلسفہ،سیاست، فزکس،کیمسٹری،ریاضی اور بایولوجی وغیرہ،اسی معلومات کو ''انفارمیشن ''کہتے ہیں،یہ گویا زندگی کیلئے سروائیور (Survivor)کا کام کرتی ہے، لیکن اہم بات یہ ہے کہ یہ معلومات ہمیں کیسے حاصل ہوں ؟یہی وہ نقطہ ہے جہاں ہمیں ٹکنالوجی کی مدد لینی پڑتی ہے،جو کہاں اور کیسے کا جواب فراہم کرتی ہے،یہ ایک ایسی نعمت ہے، جسے انسانوں نے ہزارہا سالوں کے بعد دریافت کیا ہے،اس سے قبل ترسیلات کیلئے انسانی علامات یاپھر آواز اور تکلم کا سہارا لیاجاتا تھا،ساتھ ہی جب چینیوں نے کاغذ ایجاد کیا تو انفارمیشن کو محفوظ کرنے اور دوسروں تک پہونچانے کاعظیم سرمایہ ہاتھ آیا، جس سے صدیوں تک لوگوں نے خوب فائدہ اٹھایا، اور لائبریریز وکتب خانے قائم کئے گئے،جس نے انسانی زندگی میں عجب انقلاب پیدا کیا۔

اس کے بعد بیسویں صدی میں کمپیوٹر کے ایجاد نے طرز زندگی ہی بدل دی ،معلومات کا خزانہ جمع کیا جانے لگا،اور دوردراز اس کی ترسیل آسان تر ہوگئی، بنیادی طور پر انفارمیشن ٹکنالوجی انہی باتوں کو موضوع بحث بناتی ہے کہ معلومات کی ترسیل اور اس کے محفوظ کرنے کے طریقوں کو کس طرح بہتر سے بہتر بنایا جائے، دنیا کو سب سے زیادہ بدلنے والا ''کیٹا لسٹ انٹر نیٹ ''ہے،اور انٹر نیٹ پر ہی دنیا کی سب سے زیادہ انفارمیشن پڑی ہیں،اور ہر سال دوگنا کے رفتار سے اضافہ ہورہا ہے؛حتی کہ اتنی بڑی مقدار میں ڈیٹا کو محفوظ کرنا ،اسے ترتیب دینا اور ا سکی سیکوریٹی کو بہتر بنانا ایک بہت بڑا چیلنج بنتا جارہا ہے، ہر فرد ہر قوم اور ملک کی کچھ ناکچھ سیکرٹ معلومات ہوتی ہیں ،کچھ خفیہ راز ہوتے ہیں، جو دوسروں کے ہاتھ نہیں لگنے دینا چاہتے،اس قیمتی انفارمیشن کو محفوظ اسٹوریج اور ٹرانسفارمیشن کے چیلنج کا سامنا کرنا ہی ''انفارمیشن ٹکنالوجی '' کامقصد ہے؛تاکہ معلومات کی ترسیل کو آسان اور محفوظ بنایا جاسکے۔

* مولانا جمشید جوہر قاسمی نے متنوع فون اور پروگراموں سے متعلق مندرجہ ذیل معلومات فراہم کی ہیں:

اسمارٹ فون کاتعارف: اسمارٹ فون،یاذکی محمول،یاذہین فون(smart phone)عام موبائل فون کی بنسبت کئی خصوصیات کا حامل ہوتا ہے،اولین ''موبائل فون '' صرف شخصی رقمی معاون کی خصوصیات کے حامل تھے،جبکہ آج کل کے ''اسمارٹ فون '' میں

رقمی عکاسی، عالمی پوزیشننگ نظام، ٹچ اسکرین، وائی فائی، بلوٹوتھ، کلام شناسی،تسجیل ونوپیداوار آواز، برقی ڈاک،جیسے نظام موجود ہوتے ہیں۔

ابتدائی سال: پہلا ''اسمارٹ فون '' آئی بی ایم سائمن تھا، یہ ۱۹۹۲ میں تیارکیا گیاتھا، ایک تصوری مصنوعات کےطورپر دکھایاگیا، اسے ۱۹۹۳ میں عالمی منڈی میں عام فروخت کے لئے جاری کیا گیا۔ اور Nokiaکا پہلا اسمارٹ فون نوکیا کمیونیکیٹر ۹۰۰۰ تھا جسے ۱۹۹۶ میں جاری کیا تھا۔

سمبیئن: سن ۲۰۰۰ میں پہلا ٹچ اسکرین اسمارٹ فون ایرکسن R380جاری کیا گیاتھا،یہ سب سے پہلا اسمارٹ فون تھا جس میں سمبئن آپریٹنگ سسٹم کا استعمال ہوا۔ اس کےعلاوہ ۲۰۰۰ میں نوکیاکمیونیکیٹر ۹۲۱۰متعارف کرایا، جس میں رنگین اسکرین کا استعمال کیاگیا، اس کے بعد کمیونیکیٹر ۹۵۰۰ متعارف کرایا،جس میں سب سے پہلے وائی فائی کا استعمال ہوا۔

پام/ونڈوز/بلیک بیری: ۲۰۰۱ کے آغاز میں پام انکارپوریٹڈنےkyocera 6035کو متعارف کرایا، ریاست ہائے متحدہ امریکا میں بڑے پیمانے پراستعمال ہوا۔ نیز ۲۰۰۱ میں مائیکروسافٹ نے ونڈوزسی ای آپریٹنگ سسٹم کا اعلان کیا۔ ۲۰۰۷ میں ایپل انکارپوریٹڈ نےاپنا پہلاآئی فون متعارف کرایا۔

اینڈورائیڈ: اینڈورائیڈ، آپریٹنگ سسٹم اسمارٹ فون کے لئے ۲۰۰۸ میں جاری کیا گیا، اینڈورائیڈ آپریٹنگ سسٹم کو گوگل کی حمایت حاصل ہے۔ جنوری ۲۰۱۰ میں گوگل نے نیکسس ون متعارف کرایاجس میں اینڈورائیڈ اشتغالی نظام استعمال کیا گیا ہے۔

واڈا: نومبر ۲۰۰۹ میں سیمسنگ کی طرف سے واڈا آپریٹنگ سسٹم اسمارٹ فون متعارف کرایاگیا، پہلا واڈااسمارٹ فون سیمسنگ S8500جسے یکم جون ۲۰۱۰ میں جاری کیا گیا۔اور ۲۰۰۲ میں ریم(rim) پہلابلیک بیری موبائل فون متعارف کرایا جس میں برقی ڈاک کی سہولت بھی موجودتھی۔

آئی فون: ۲۰۰۷ میں ایپل انکارپوریٹڈنے اپنا پہلاآئی فون متعارف کرایا۔

محور اول:

۱۔ مختلف خصوصیات کے حامل موبائل فون کے استعمال کا حکم:

سوال (۱): مختلف سہولتوں کے حامل موبائل(جن کو اسمارٹ فون کہاجاتا ہے) کے رکھنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا کیا حکم ہے؟ یہ سوال اس لئے اہم ہے کہ ان موبائلوں کا جائز بلکہ مستحسن کاموں کے لئے بھی استعمال کیاجاسکتا ہے اور غلط مقاصد کے لئے بھی۔

* اس امر پر تمام مقالہ نگاران کا اتفاق ہے کہ مختلف سہولتوں اور خصوصیات کے حامل موبائل فون (جسے اسمارٹ فون بھی کہاجاتا ہے) کا اگر صحیح اور جائز مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے تو بہتر ہے، اس لئے کہ بقول مفتی محمد شاہجہاں ندوی وغیرہ یہ

رابطہ کا ایک مفید آلہ ہے، لہذا وہ اپنی اصل کے اعتبار سے مباح ہے، جیسے ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈر وغیرہ مباح ہے؛ کیونکہ شرعی قاعدہ ہے کہ منافع میں اصل اباحت ہے، مولانا محمد صابر حسین ندوی وغیرہ کے نزدیک اس کا استعمال صرف درست ہی نہیں بلکہ مستحسن ہے۔

دلائل:

۱۔ وعلم من ہذا أنہ لا یکرہ بیع ما لم تقم المعصیۃ بہ کبیع الجاریۃ المغنیۃ، والکبش النطوح، والحمامۃ الطیارۃ، والعصیر، والخشب ممن یتخذ منہ المعازف (رد المحتار۶؍۳۹۱) [مقالہ ڈاکٹر اسرار الحق سبیلی، مولانا اختر امام عادل قاسمی]۔

۲۔ یجوز بیع الملاہی عند أبی حنیفۃ وعندہما لا یجوز بیع ہذہ الأشیاء قبل الکسر والفتوی علی قولہما (ہندیہ ۵؍۱۳۱، تنقیح الحامدیہ۲؍۳۵۴) [مقالہ مفتی محمد عثمان بستوی]۔

۳۔ والضابط عندہم أی عند الحنفیۃ:أن کل ما فیہ منفعۃ تحل شرعاً فإن بیعہ یجوز لأن الأعیان خلقت لمنفعۃ الإنسان (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۴؍۳۰۲۹) [مقالہ مفتی محمد عثمان بستوی]۔

۴۔ اس کے استعمال سے دماغی کینسر جیسے امراض یقینی نہیں ہیں، اس لئے آیت: ‘‘ولا تقتلوا أنفسکم’’ (نساء: ۲۹)، اور آیت:‘‘ولا تلقوا بأیدیکم إلی التہلکۃ’’ (بقرہ: ۱۹۵)، اور حدیث:‘‘لا ضرر ولا ضرار’’ (ابن ماجہ: ۲۳۴۰)، ان سب کا انطباق اس پر نہیں ہوگا [مقالہ مفتی محمد شاہجہاں ندوی، مولانا صابر حسین ندوی]۔

* اور اگر غلط مقاصد اور گناہ کےکاموں کے لئے اس کا استعمال ہو تو پھر یہ ناجائز اور حرام ہوگا، جیسے کہ اس کا استعمال لوگوں کو اذیت پہنچانے یا فحش تصاویر بنانے یا برائی پھیلانے کے لئے کیا جائے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

- إن الذین یحبّون أن تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا لہم عذاب ألیم فی الدنیا والآخرۃ واللہ یعلم وأنتم لا تعلمون (سورہ نور: ۱۹) [مقالہ مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

- وینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی (سورۃ النحل: ۹۰) [مقالہ مولانا اسرار الحق سبیلی]۔

- ویحرّم علیہم الخبائث ویضع عنہم إصرہم (سورہ اعراف: ۶۴) [مقالہ مولانا محمد زبیر ندوی]۔

- الحلال ما أحلّ اللہ فی کتابہ، والحرام ما حرّم اللہ فی کتابہ، وما سکت عنہ فہو مما عفا عنہ (ترمذی: ۱۷۲۶) [مقالہ مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی]۔

- قاضی مجاہد الاسلام قاسمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اس حقیر کے نزدیک ریڈیو کی حقیقت ذریعہ ابلاغ اور ایک آلہ کی ہے، جس کے ذریعہ ہم اپنی بات دور دور تک پہنچاسکتے ہیں، اور ریڈیو کا آج جو بے جا استعمال ہورہا ہےیہ ایک ذریعہ ابلاغ کا غلط استعمال ہے، جہاں تک نفس ریڈیو کے ذریعہ اپنی بات دور تک پہنچانے کا سوال ہے اس

میں کوئی عیب نہیں، اس لئے فقہاء کی زبان میں کہا جاسکتا ہے کہ ریڈیو ''ما لا تقوم بہ المعصیۃ'' کی قبیل سے ہے، یعنی اصل شئی میں کوئی معصیت نہیں ہے، معصیت باہر سے آتی ہے، اور وہ اشیاء جن کی ذات میں معصیت نہ ہو؛ بلکہ معصیت خارج سے آتی ہو تو ان کا استعمال اس خارجی معصیت کا ارتکاب کئے بغیر جائز ہے (انٹرنیٹ اور جدید ذرائع ابلاغ، ص: ۶۸۔۶۹) [مقالہ مولانا محمد ظفر عالم ندوی]۔

- مفتی سید محمد سلمان منصورپوری ایک استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں: کیمرے والے موبائل سے چونکہ ایسے مناظر کی بھی تصویر کشی کی جاتی ہے جہاں کوئی جاندار نہ ہو، اس لئے کیمرے والے موبائل کو خریدنا مطلقاً ناجائز نہیں کہا جائے گا؛ بلکہ اس کا ناجائز استعمال ہی ناجائز ہوگا (کتاب النوازل۹۹،۱۷) [مقالہ مفتی اسعد فلاحی، مفتی ریاض ارمان قاسمی، مفتی ریاست علی قاسمی]۔

- مفتی شبیر احمد مرادآبادی فتاوی قاسمیہ میں لکھتے ہیں: موبائل اور کمپیوٹر کا گھر میں رکھنا، ان کی بیع وشراء کرنا، اور ان کی مرمت کا پیشہ اختیار کرنا بلا شبہ جائز ہے؛ کیونکہ ان دونوں کی وضع گناہ کے کاموں کےلئے نہیں ہوئی ہے .....البتہ جو شخص ان پر ناجائز چیزیں دیکھے گا تو اس کا گناہ اسی کے سر ہوگا (فتاوی قاسمیہ ۲۹۸،۲۴) [مقالہ مفتی اسعد فلاحی، مفتی ریاض ارمان قاسمی، مفتی ریاست علی قاسمی]۔

چند دیگر آراء:

۱۔ مفاسد سے بچتے ہوئے اسمارٹ فون کا استعمال مباح تو ہے، لیکن استعمال میں اعتدال سے کام لینا چاہئے؛ تاکہ موبائل کے ضرر سے حتی الامکان بچا جاسکے [مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

۲۔ مفتی محمد سلمان منصورپوری کا کہنا ہے کہ اگر کسی کے مبتلائے معصیت ہونے کا قوی امکان ہو تو ایسے شخص کے لئے ملٹی میڈیا موبائل کا استعمال مکروہ تحریمی ہوگا؛ کیونکہ جلب منفعت کے مقابلہ میں دفع مضرت کی اہمیت زیادہ ہے۔

- الأمور بمقاصدہا، یعنی الحکم الذی یترتب علی أمر یکون علی مقتضی ما ہو المقصود من ذلک الأمر (قواعد الفقہ: ۴۵، الاشباہ والنظائر: ۱۰۲) [نیز دیکھئے: مقالہ مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی، مولانا محمد احسن عبد الحق ندوی، مولانا محمد زبیر ندوی، مولانا ظفر عالم ندوی، مفتی اسعد فلاحی، مولانا قمر الزماں ندوی، مفتی ریاض ارمان قاسمی، مفتی صادق محی الدین نظامی، مولانا عبد المنان آسام، مولانا ندیم احمد انصاری، مولانا جمشید جوہر قاسمی، مفتی ریاست علی قاسمی، مولانا محمد معین الدین ندوی قاسمی، مفتی صفوان احمد قاسمی]۔

۳۔ مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی نے اس کے تعلق سے دو امور کا ذکر کیا ہے: ایک انسان کا قصد وارادہ، اور دوسرے نفع ونقصان کا موازنہ، کہ مقصد کے بدلنے سے حکم بھی بدلتا ہے، اور مندرجہ ذیل دلیلیں دی ہیں:

قصد واراده کی مثالیں:

الف: إنما الأعمال بالنیات (بخاری: ۱) [مقالہ مولانا محمد احسن عبد الحق ندوی، مولانا محمد زبیر ندوی، مفتی صادق محی الدین نظامی، مولانا جمشید جوہر قاسمی]۔

ب: ذکر قاضی خان فی فتاواہ: أن بیع العصیر ممن یتخذ خمراً إن قصد بہ التجارۃ فلا یحرم، وإن قصد بہ لأجل التخمیر حرم (الاشباہ لابن نجیم، ص: ۳۹) [مقالہ مولانا محمد احسن عبد الحق ندوی، مفتی اسعد فلاحی، مفتی امانت علی قاسمی]۔

ج: قالوا:الأکل فوق الشبع حرام بقصد الشہوۃ، وإن قصد بہ التقوی علی الصوم أو مؤاکلۃ الضیف فمستحب (الاشباہ لابن نجیم، ص: ۴۰)۔

د: الکافر إذا تترس بالمسلم فإن قصد قتل المسلم حرم، وإن قصد قتل الکافر لا (الاشباہ، ص: ۴۰)۔

ہ: صاحب در مختار لکھتے ہیں: من ذلک ضربۃ النوبۃ للتفاخر، فلو للتنبیہ فلا بأس بہ (درمختار۵؍۲۴۷) [مقالہ مولانا محمد احسن عبد الحق ندوی]۔

نفع ونقصان کے مابین موازنہ کی مثالیں:

الف: یسألونک عن الخمر والمیسر قل فیہما إثم کبیر ومنافع للناس وإثمہما أکبر من نفعہما (سورہ بقرہ: ۲۱۹)۔

ب: إن آلۃ اللہو لیست محرمۃ لعینہا، بل لقصد اللہو منہا إما من سامعہا أو من المشتغل بہا وبہ تشعر الإضافۃ، ألا تری أن ضرب تلک الآلۃ بعینہا حلّ تارۃ وحرم أخری باختلاف النیۃ بسماعہا والأمور بمقاصدہا (رد المحتار۵؍۲۴۷) [مقالہ مولانا اختر امام عادل قاسمی، مولانا محمد احسن ندوی، مفتی امانت علی قاسمی، مفتی صادق محی الدین نظامی، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی]۔

ج: مفتی عبد الرحیم لاجپوری لکھتے ہیں: ریڈیو خبریں اور تقاریر سننے کے لئے وضع ہوا ہے لیکن اب زیادہ تر گانے بجانے اور لہو ولعب میں استعمال ہونے لگا ہے، اور بڑی تعداد ایسے لوگوں کی بھی ہے جو خبریں، تقریریں اور بیانات وغیرہ جائز چیزوں کے سننے میں اس کو استعمال کرتے ہیں، لہذا اس کو آلاتِ لہو ولعب میں داخل نہیں کیا جائے گا، ناجائز طریقہ پر استعمال کرنے کا جرم ان پر عائد ہوگا جو اس کو ناجائز طور پر استعمال کرتے ہیں، لہذا اس کا بنانا، فروخت کرنا جائز طریقے سے استعمال کی نیت سے خریدنا اور اس کی مرمت کرنا وملازمت فی نفسہ مباح ہے، مگر تقوی اور احتیاط بچنے میں ہے (فتاوی رحیمیہ ۶؍۲۶۹)۔

۴۔ مولانا اختر امام عادل قاسمی کے بقول چونکہ اس میں اندیشہ فساد بھی ہے اس لئے بہتر ہے کہ حتی الامکان سادہ موبائل استعمال کیا جائے۔ علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

‘‘ولأبی حنیفۃ أنہ کما یصلح للہو والفساد یصلح للانتفاع بہ من وجہ آخر (بدائع الصنائع۷؍۱۶۸)۔

جبکہ مفتی سید باقر ارشد قاسمی کا کہنا ہے کہ شریعت میں کسی فائدہ مند شئی سے محض اختیاری نقصانات کے اندیشہ کی بنا پر احتراز کرنے یا ممنوع قرار دینے کی گنجائش نہیں ہوگی، اور مولانا قمر الزماں ندوی نے اس کے جواز پر فقہی قاعدہ ''الأصل فی الأشیاء الإباحۃ'' سے استدلال کیا ہے [نیز دیکھئے: مقالہ مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی، مولانا یاسر مجید ندوی]۔

۵۔ ڈاکٹر فہیم اختر ندوی کہتے ہیں کہ اسمارٹ فون کے ذریعہ لڑکوں اور لڑکیوں کے نہ صرف بگڑنے، آسان ہدف بن جانے بلکہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھنے کے واقعات جس طرح سامنے آئے ہیں، ان کے بعد اب یہ بات شرعی اعتبار سے بھی ضروری ہوتی جارہی ہے کہ اسمارٹ فون سے انھیں دور رکھا جائے، حالانکہ مولانا یاسر مجید ندوی کا کہنا ہے کہ بسااوقات اسمارٹ فون کا رکھنا واجب ہوگا، جبکہ واجبات کی تکمیل اسی سے ممکن ہو، جیسے والدین اور رشتہ داروں کی خبرگیری وغیرہ۔ ما لا یتوصل إلی الواجب إلا بہ فہو واجب (البحر الرائق١،٣٧)۔

٢۔ موبائل میں فحش مناظر کو بھی اور قرآن کو بھی محفوظ کرنا اور آن لائن دیکھنا یا پڑھنا:

سوال (٢):ملٹی اپلیکیشن موبائل میں قرآن مجید رکھنے کی بھی گنجائش ہوتی ہے، اگر کوئی چاہے تو اسی موبائل میں فحش مناظر بھی دیکھ سکتا ہے، کیا ایسے موبائل میں تلاوت کے لئے قرآن مجید یا دوسری دینی کتابوں کو محفوظ کرنا یا آن لائن دیکھنا یا پڑھنا جائز ہوگا؟

اکثر مقالہ نگار حضرات کی رائے ہے کہ دونوں ایپ الگ الگ ہوتے ہیں، لہذا جس موبائل میں فحش مناظر ہوں اس میں قرآن مجید کو محفوظ کرنا یا آن لائن دیکھنا اور پڑھنا جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لئے کہ بقول مفتی عثمان بستوی موبائل کی اسکرین کی مثال آئینہ کی سی ہے، اگر آئینہ میں ننگی تصویروں کا عکس نظر آتا ہے تو اس کی وجہ سے اس آئینہ میں دوسرے جائز عکس کا دیکھنا ناجائز نہیں ہوسکتا، اسی طرح مولانا اختر امام عادل قاسمی کہتے ہیں کہ موبائل اسکرین پر اسی طرح موبائل کے اندرون میں بیک وقت دونوں چیزیں جمع نہیں رہ سکتیں، جب ایک ظاہر ہے تو دوسری غائب اور مستور ہوتی ہے، اور اس کی مثال تختی سے دی ہے کہ اگر کسی تختی پر آیت قرآنی مرقوم ہو او رپھر اس کو مٹا دیا جائے تو وہ عام تختی کے حکم میں ہوجائے گی۔

- ولو محا لوحاً کُتب فیہ القرآن واستعملہ فی أمر الدنیا یجوز (فتاوی ہندیہ ٥،٣٩٨) [مقالہ مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی]۔

اسی طرح قرآن کریم کی آیات کو کپڑے میں لپیٹ کر یا کاغذ میں لپٹی ہوئی تعویذ پہن کر بیت الخلاء میں جانا، یا جس گھر میں قرآن پردے میں مستور ہو اس میں بیوی سے ہمبستری کرنا، یا اسی طرح جس کمرہ میں قرآن ہو اس کی چھت پر پیشاب کرنے کو فقہاء نے ممنوع نہیں قرار دیا ہے:

- ولا بأس بأن يشد الجنب والحائض التعاويذ على العضد إذا كانت ملفوفة (رد المحتار ۳۶۴،۶) [مقالہ مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی]۔

- قال فی نور الإیضاح:ویکرہ الدخول للخلاء ومعہ شئ مکتوب فیہ اسم اللہ أو قرآن، قال الطحاوی علی حاشیتہ ثم محل الکراہۃ إن لم یکن مستوراً فإن کان فی جیبہ فإنہ حینئذ لا بأس بہ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ۵۴) [مقالہ مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی]۔

- یجوز قربان المرأۃ فی بیت فیہ مصحف مستور (فتاوی ہندیہ ۳۹۸،۵) [مقالہ مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی]۔

- فہو کما لو بال علی سطح بیت فیہ مصحف وذلک لا یکرہ کما فی جامع البرہانی (رد المحتار ۶۵۷،۱)۔

* ڈاکٹر اسرار الحق سبیلی نے اس کی مثال لوح محفوظ سے دی ہے کہ اس میں قرآن مجید کے بشمول ہر طرح کی معلومات محفوظ ہیں:

- إنہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون (سورہ واقعہ: ۷۷-۷۸)۔

- بل ہو قرآن مجید فی لوح محفوظ (سورہ طارق: ۲۱-۲۲)۔

- إنا نحن نحي الموتی ونکتب ما قدموا وآثارہم وکل شئ أحصیناہ فی إمام مبین (سورہ یس: ۱۲) (ڈاکٹر سبیلی نے اس آیت کی تفسیر میں القرطبی (۱۳،۱۵)، البیضاوی (۲۶۴،۴) اور تفسیر ابن کثیر (۵۶۸،۶) سے عبارتیں پیش کی ہیں)۔

دلائل:

۱- خذ ما صفا ودع ما کدر (.....) [مقالہ مولانا جمشید جوہر قاسمی]۔

۲- أخبرنا یزید بن ہارون ..... قال: أربعۃ لا یقرءون القرآن: عند الخلاء، وفی الحمام، والجنب والحائض إلا الآیۃ ونحوہا للجنب والحائض (سنن الدارمی: ۱۰۳۳) [مقالہ مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی]۔

۳- فلو نقش اسمہ تعالی أو اسم نبیہ ﷺ استحب أن یجعل الفص فی کمہ إذا دخل الخلاء وأن یجعلہ فی یمینہ إذا استنجی (در مختار مع رد المحتار ۵۱۹،۹) [مقالہ مفتی ریاض ارمان قاسمی، مفتی ریاست علی قاسمی]۔

۴- ودخل الخلاء وفی جیبہ درہم علیہ اسم اللہ تعالی أو آیۃ من القرآن لا بأس بہ ولو علی خاتمہ اسم اللہ تعالی یجعل الفص باطن الکف (فتاوی بزازیہ۷۳،۴) [مقالہ مفتی محمد اشرف قاسمی]۔

۵- وحکم النوع الثانی أن یکون المنہی عنہ غیر ما أضیف إلیہ النہی فیکون ہو حسناً بنفسہ قبیحاً لغیرہ ویکون المباشر مرتکباً للحرام لغیرہ لا لنفسہ (اصول الشاشی، ص: ۱۶۵) [مولانا جمشید جوہر قاسمی]۔

۶- وسیلۃ المقصود تابعۃ للمقصود وکلاہما مقصود (اعلام الموقعین ۱۵۷،۳) [مقالہ مولانا ندیم احمد انصاری]۔

٧- ویکرہ عند قضاء الحاجۃ حمل مکتوب قرآن واسم اللہ تعالی واسم لنبی وکل اسم معظم کما فی الکفایۃ تبعاً للإمام تعظیماً لذلک (اسنی المطالب ١٠٨،١) [مقالہ مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی]۔

٨- مفتی رضاء الحق صاحب (مفتی دار العلوم زکریاجنوبی افریقہ) تحریر فرماتے ہیں: موبائل فون میں قرآن کریم محفوظ کرنا جائز اور درست ہے، اور قرآن مجید جب تک موبائل کے اندر چیپ میں محفوظ ہے قرآن کے حکم میں نہیں ہے، لہذا جیب میں رکھنا، بیت الخلاء میں لے جانا اور موبائل کو بے وضو چھونا سب درست ہے، البتہ اسکرین پر جب آیات کھلی ہوئی ہوں تو اب قرآن کریم کے حکم میں ہے، بلا وضو اسکرین کو مس کرنا اور بیت الخلاء میں لے جانا سب ناجائز ہے، اگرچہ بعض حضرات نے اس وقت بھی اسکرین کو بلا وضو چھونے کی اجازت دی ہے، لیکن قرآن کریم کے احترام کے پیش نظر پہلا قول زیادہ محتاط اور مناسب ہے (فتاوی دار العلوم زکریا ٧٢٠،٧-٧٢١، نیز دیکھئے: کتاب النوازل ٩٦،١٧) [مقالہ مفتی اسعد فلاحی، مفتی ریاض ارمان قاسمی]۔

متفرق آراء:

١۔ مفتی محمد عثمان بستوی کا کہنا ہے کہ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ جس موبائل کو تلاوت قرآن اور دینی کتابوں کے پڑھنے کے لئے استعمال کیا جائے اس میں فحش مناظر دیکھنے سے حتی الامکان احتراز کرنا واجب ہے، ویسے بھی فحش مناظر کا دیکھنا تو جائز ہے ہی نہیں، تقریباً یہی رائے مفتی محمد سلمان منصورپوری، مفتی امانت علی قاسمی، اور مفتی سید باقر ارشد قاسمی کی ہے:

- ولا تقربوا الفواحش ما ظہر منہاوما بطن (سورہ انعام: ١٥٢)۔

- عن أبی ہریرۃ أن رسول اللہ ﷺ قال: استماع صوت الملاہی معصیۃ والجلوس علیہا فسق والتلذذ بہا کفر ..... (نیل الاوطار للشوکانی: ٣٥٥٣)۔

- من حسن إسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ (جمع الجوامع: ١٩٩٩٧٠)۔

- أما الصورۃ التی لیس لہا ثبات واستقرار ولیست منقوشۃ علی شئ بصفۃ دائمۃ بالظل أشبہ (تکملۃ فتح الملہم١٦٤،٤)۔

- إن الحکم الذی یترتب علی أمر یکون علی مقتضی ما ہو المقصود من ذلک الأمر مثلاً کتابۃ اسم اللہ تعالی علی الدراہم إن کان بقصد العلامۃ لا یکرہ وللتہاون یکرہ (قواعد الفقہ: سید عمیم الاحسان المجددی، دار الکتاب دیوبند، ص: ٦٣)۔

- فتاوی ہندیہ میں ہے: ولو کتب علی خاتمہ اسمہ تعالی أو ما بدا لہ من أسماء اللہ تعالی نحو قولہ:حسبي اللہ ونعم الوکیل، أو ربي اللہ أونعم القادر فإنہ لا بأس بہ (الفتاوی الہندیہ ٣٢٣،٥، دار الکتاب دیوبند)۔

- اس سلسلہ میں دار العلوم دیوبند کا ایک فتوی ملاحظہ فرمائیں:اسمارٹ فون میں قرآن کریم، معتبر وصحیح تفسیر وحدیث ودینی کتابیں محفوظ کرسکتے ہیں اور ان کو پڑھ

سکتے ہیں، اتنا خیال رکھیں کہ ان کی بے ادبی نہ ہو یعنی موبائل میں غیر شرعی چیزیں نہ رکھیں اور جس وقت قرآنی آیات اسکرین پر نمودار ہوں اس وقت ان آیات کو بلا وضو ہاتھ نہ لگائیں اور اسی حال میں بیت الخلاء میں نہ لے جائیں، اچھا تو یہ ہے کہ بیت الخلاء جانے سے پہلے جیب سے نکال کر کسی مناسب ومحفوظ مقام پر رکھ دیں یا کم ازکم سوئچ بند کرکے جیب میں رکھ لیں (فتوی دار العلوم دیوبند، فتوی نمبر: ۶٫۹۳۴۱ = ۷۲۶-۵۶۰) [مقالہ مفتی امانت علی قاسمی]۔

۲۔ مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی لکھتے ہیں کہ ایک ہے قرآن کریم کے نقش کو ڈاؤن لوڈ کرنا، اور دوسرے اس کی آواز کو ڈاؤن لوڈ کرنا، آگے لکھتے ہیں کہ موبائل میں جو آواز لوڈ ہوتی ہے اس کا سننا کار ثواب نہیں .....بلکہ یہ محض لذت ولطف اندوزی اور وقتی تفریح کے لئے ہوتا ہے، لہذا اس طرح کی لوڈنگ لہو ولعب کے زمرے میں آئے گی؛ البتہ اگر آواز کی نقل اتارنے کی نیت ہو تو اس کو ثواب حاصل ہوگا اور لہو ولعب کے زمرے سے نکل جائے گا۔

۳۔ مولانا صابر حسین ندوی کہتے ہیں اور تقریباً یہی رائے مفتی سید صادق محی الدین اور مولانا جمشید جوہر قاسمی کی ہے کہ تعظیم مصحف دراصل شعائر اللہ میں سے ہے، چنانچہ اس کو فحش اشیاء کے ساتھ جمع کرنا مناسب نہیں ہے، یہ ادب کے خلاف اور شعائر اللہ کی توہین ہے [نیز دیکھئے: مقالہ مولانا محمد عثمان بستوی]، جبکہ مولانا ظفر عالم ندوی کا کہنا ہے کہ جائز تو ہے مگر خلاف اولی ہے۔

- گرامو فون اپنی ذات سے آلات طرب ومزامیر اور ملاہی محرمہ میں داخل نہیں، اس لئے کوئی مباح کلام فقط اس آلہ کی وجہ سے بغیر کسی عارضی کراہت یا ممانعت کے ناجائز نہ ہوگا؛ البتہ اگر بلا ضرورت محض تفریحاً سنا جاتا ہے تو یہ ایک قسم کا لہو ولعب ہے (جواہر الفقہ۵٫۱۳۱) ۔

- قل إنما حرم ربي الفواحش ما ظهر منها وما بطن (سورہ اعراف: ۳۳)۔

- وقال الذين كفروا لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا فيه لعلكم تغلبون (سورہ فصلت: ۲۶)۔

۴۔ مفتی ریاض ارمان قاسمی وغیرہ کی رائے ہے کہ اسی موبائل میں یا کسی اور موبائل میں فحش فلم دیکھنا یا محفوظ کرنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے بلکہ حرام ہے [مقالہ مفتی صادق محی الدین نظامی، مفتی ریاست علی قاسمی، مولانا محمد معین الدین ندوی قاسمی]۔

- واستماع ضرب الدف والمزمار وغير ذلك حرام، وإن سمع بغتة يكون معذوراً، ويجب أن يجتهد أن لا يسمع (درمختار مع رد المحتار ۵۶۶٫۹) [مقالہ مولانا عبد المنان آسام، مولانا محمد معین الدین ندوی قاسمی]۔

۵۔ مولانا ندیم احمد انصاری اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ اگر گناہ کے اندیشے سے ان نیک کاموں کی اجازت نہ دی گئی تو جو کچھ وقت ان نیک کاموں میں

لگتا ہے وہ بھی فحاشی اور لہو ولعب کی نذر ہوجائے گا، اس لئے موبائل کا جو غلط استعمال کیا جائے گا اس کا گناہ ہوگا، اور جو نیک کام کیا جائے گا اس کا ثواب ملے گا۔

۶۔ مفتی محمد اشرف قاسمی لکھتے ہیں کہ اسکرین پر جو چیزیں نظر آتی ہیں وہ سب آئینہ اور شاطی النہر پر نظر آنے والی تصاویر کے حکم میں ہے، اس لئے موبائل میں اگرچہ فحش مناظر بھی آتے ہیں پھر بھی اس میں دینی کتب، قرآن مجید محفوظ کرکے دیکھنا اور پڑھنا جائز ہے۔

۳۔ موبائل میں قرآن مجید کی موجودگی کی مختلف نوعیتیں اور ان کاحکم:

سوال (۳):اگر موبائل میں قرآن مجید کی تلاوت کی جائے تو کیا موبائل کا پورا سیٹ قرآن مجید کے حکم میں ہوگا اور اس کو بلا وضو ہاتھ میں لیناجائز ہوگا؟ اس سلسلہ میں موبائل کی مختلف نوعیتوں کو سامنے رکھتے ہوئے احکام کی وضاحت کیجئے۔

اس بات پر تقریباً تمام ہی مقالہ نگاروں کا اتفاق ہے کہ اگر موبائل کے اسکرین پر قرآن شریف کھلا ہوا ہو تو اسکرین کو بغیر وضو مس کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ صفحات پلٹنے کے لئے مخصوص لکڑی، قلم اور کپڑے وغیرہ کا استعمال کیا جائے تو اس کی گنجائش ہے؛ البتہ بعض حضرات کے نزدیک تلاوت کے وقت موبائل کا پورا سیٹ قرآن کے حکم میں ہوگا جیسا کہ مفتی صادق محی الدین نظامی، مولانا نذر توحید مظاہری اور مفتی ریاض ارمان قاسمی وغیرہ کی رائے ہے، مفتی سلمان منصورپوری نے اسی قول کو مبنی بر احتیاط قرار دیا ہے۔

اور بعض حضرات کے نزدیک صرف موبائل کا اسکرین ہی قرآن کے حکم میں ہوگا نہ کہ پورا موبائل سیٹ، جیسا کہ مفتی ظفر عالم ندوی، ڈاکٹر فہیم اختر ندوی، مفتی سید باقر ارشد قاسمی، مولانا محمد زبیر ندوی، مولانا عبد المنان آسام، مولانا محمد معین الدین ندوی قاسمی وغیرہ کی رائے ہے۔

لیکن اگر موبائل پر کور یا غلاف چڑھا ہوا ہو تو تلاوت کے وقت بلا وضو موبائل کو ہاتھ میں لینے اور اس کو چھونے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس پر تقریباً تمام حضرات کا اتفاق ہے، اس لئے کہ اس کا حکم کپڑے کے جزدان کی طرح ہے جو بآسانی اس سے الگ ہوسکتا ہے۔

جبکہ مولانا ندیم احمد انصاری، مفتی محمد شاہجہاں ندوی، مولانا قمر الزماں ندوی، مفتی امانت علی قاسمی اور حافظ کلیم اللہ عمری نے اس رائے کا بھی ذکر کیا ہے کہ دیگر حصہ کی طرح اسکرین کو بھی بلا وضوہاتھ لگانا جائز ہے، بعض علماء کا کہنا ہے کہ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے ایک کاغذ پر قرآن لکھ کر اس کو فریم میں کردیا ہو، اس لئے کہ موبائل یا کمپیوٹر اسکرین پر جو آیات نظر آتی ہیں وہ ایسے نقوش ہیں جو شیشے پر نہیں بلکہ ریم پر بنتے ہیں اور شیشے پر نظر آتے ہیں، لہذا اسے مصحف قرآنی کے غلاف منفصل پر قیاس کیا جائے گا، حافظ کلیم اللہ عمری نے دلیل کے طور پر درج ذیل رائے

پیش کی ہے:

راقم الحروف کے نزدیک تیسرا قول جواز کا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے؛ کیونکہ موبائل کا حکم مصحف کی طرح نہیں ہے ، اسکرین پر قرآن مجید کاضرورت کے وقت عند الطلب نظر آنا اور غائب ہوجانا مصحف کے حکم میں شامل نہیں ہوسکتا ، جیسا کہ الشیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ نے فرمایا کہ موبائل اور مصحف کے مابین شکل اور استعمال میں فرق کے اختلاف کی وجہ سے دونوں کا حکم ایک نہیں ہے ، جب کہ مصحف سے تلاوت کے لئے حدث اصغر سے پاک صاف ہوناواجب ہے، یہی رائے ڈاکٹر خالد المصلح کی ہے ، یعنی موبائل کے اسکرین پر آیات قرآنی لکھی ہوئی نہیں ہے؛ بلکہ نئی ٹکنالوجی کی مدد سے آیات اسکرین پر ظاہر ہوتی ہیں ، جس میں رسم مصحف اور شکل مصحف قرآنی نظر نہیں آتا، اس لئے موبائل فون پر قرآن کریم کے لئے مخصوص احکام مرتب نہیں ہونگے، خواہ اسے چھونے سے متعلق ہو،یا بیت الخلاء میں لے جانے سے متعلق ہو،یا اس کی کما حقہ تعظیم یا اس کی حفاظت کا مسئلہ ہو، چونکہ اس کا حکم مصحف کا نہیں ہے، نیز یہ رائے فضیلۃ الشیخ محمد العریفی کی بھی ہے، آپ نے فرمایا کہ موبائل یا آئی پیڈ سے بلا وضو تلاوت کرنا جائز ہے؛ کیونکہ یہ آلے عام مشین کی طرح ہیں، نہ کہ اس کا حکم مصحف شریف کا حکم ہے، موبائل کے اسکرین پر قرآن مجید کے سوا اور بھی کئی چیزیں، کتابیں یا دیگر کئی پروگرام دیکھنے اور سننے سے متعلق بھی اس مشین میں ظاہر ہوتی ہیناور چھپ جاتی ہیں ASSABEEL.COM))۔

* جبکہ مولانا جمشید جوہر قاسمی کے نزدیک قرآن کریم گرچہ ‘‘ریم ’’ میں ہوتا ہے لیکن اس کو غلاف منفصل پر قیاس کرنا درست نہیں؛ کیونکہ غلاف منفصل کو پلٹنے سے اوراق نہیں پلٹتے، جبکہ یہاں اوراق پلٹتے ہیں، لہذا اسے غلاف متصل پر قیاس کیا جانا چاہئے؛ کیونکہ غلاف متصل کے پلٹنے سے اوراق بھی پلٹ جاتے ہیں۔

- اسکرین پر جس وقت قرآنی آیات نظر آتی ہوں، اس وقت اس پر ہاتھ نہ لگائیں، اس لئے کہ یہاں اگرچہ درمیان میں شیشہ حائل ہے، لیکن وہ بظاہر منفصل نہیں ہے (چند اہم عصری مسائل ۱۰۴،۲)۔

- حرمۃ مس المصحف لا یجوز لہما و للجنب والمحدث مس المصحف إلا بغلاف متجاف عنہ کالخیطۃ والجلد الغیر المشرز لا بما ہو متصل بہ، ہو الصحیح، ہکذا فی الہدایۃ، وعلیہ الفتوی کذا فی الجوہرۃ النیرۃ (فتاوی ہندیہ ۳۹،۱) [مقالہ مولانا ندیم احمد انصاری، مولانا قمر الزماں ندوی، مولانا محمد زبیر ندوی، مولانا جمشید جوہر قاسمی، مفتی صفوان احمد قاسمی]۔

* مفتی محمد شاہجہاں ندوی کا کہنا ہے کہ موبائل میں موجود قرآن کریم مصحف کے حکم میں نہیں ہے، اس لئے کہ یہ لہروں کی شکل میں ہوتے ہیں اور چالو کرنے پر ہی حروف کی شکل اختیار کرتے ہیں، لہذا آیت: ‘‘لا یمسہ إلا المطہرون’’ اور حدیث: ‘‘أن لا

یمسّ القرآن إلا طاہر'' کا انطباق اس پر نہیں ہوگا بلکہ یہ صرف مصحف کے ساتھ خاص ہے، البتہ موصوف نے بعض دلائل کی بنیادپر حالت جنابت میں موبائل سے تلاوت کرنے کو ناجائز قرار دیا ہے [دیکھئے موصوف کا مقالہ]۔

* مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی ایک اور بات کہتے ہیں کہ اگر قرآن میموری کارڈ میں ہے جس کو جب چاہیں موبائل سے الگ کردیں تو موبائل کی حیثیت قرآن کے کور اور غلاف کی ہوگی جسے قرآن سے الگ کیا جاسکتا ہو تو ایسے غلاف کو بلا وضو چھونے کی اجازت ہے۔

- فإذا کان غلافہ منفصلاً عنہ کالمشمع ونحوہ جاز دخول الخلاء بہ، ومسہ وحملہ للجنب (شامی۱،۱۳۱)۔

* مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی کی رائے ہے کہ موبائل اسکرین پر آیات نقش ہوکر ظاہر ہوں یا صرف آواز سنائی دے دونوں صورتوں میں موبائل کو ہاتھ لگانا درست ہوگا، جبکہ موبائل کو اٹھانا، پکڑنا اور چھونا قرآن کے قصد سے نہ ہو، جیسا کہ عہد رسالت میں بادشاہوں کو جو خطوط لکھے گئے تھے ان میں بعض قرآنی آیات لکھی ہوتی تھیں اور ان کو بغیر وضو چھوا جاتا تھا، بہرحال مصحف کا اطلاق صرف مکتوب الفاظ قرآنی پر ہوتا تھا۔ المصحف اسم للمکتوب من القرآن الکریم المجموع بین الدفتین والجلد (الموسوعۃ الفقہیہ۳۸،۵)۔

- فلو لمس المحدث أو حمل درہماً علی نقشہ آیۃ أو ثوباً علی طرازہ آیۃ أو کتاباً فیہ أی أثبتت للاحتیاج أو للتیمن لا لدراسۃ القرآن لم یعص ..... وقد بعث رسول اللہ ﷺ کتاباً إلی حرقل، وضمنہ قولہ تعالی:''یاأہل الکتاب تعالوا إلی کلمۃ سواء'' (آل عمران: ۶۴) وعلم أن الکتاب تتداولہ أیدی الکفار وہم علی أحداثہم وجنابتہم (نہایۃ المطلب۱،۴۰۰)۔

- وأما ما کتب علیہ شئ من القرآن، لا للدراسۃ کالدراہم الأحدیۃ، والثیاب، والعمامۃ، والطعام..... فلا یحرم مسّہ ولا حملہ علی الصحیح (روضۃ الطالبین۱،۸۰)۔

الف: موبائل کے پورے سیٹ کو قرآن کے حکم میں ماننے والوں کے دلائل:

۱۔ لا یمسہ إلا المطہرون (الواقعہ: ۷۹) [مقالہ مفتی ریاض ارمان قاسمی، مولانا قمر الزماں ندوی، مولانا جمشید جوہر قاسمی، مفتی صفوان احمد قاسمی]۔

۲۔ ویحرم بہ أی بالأکبر وبالأصغر مس مصحف، أی ما فیہ آیۃ کدرہم وجدار ..... إلا بغلاف متجاف غیر مشرز أو بصرۃ، بہ یفتی، وحل قلبہ بعود (درمختار)، قولہ (أی ما فیہ آیۃ الخ) أی المراد مطلق ما کتب فیہ قرآن مجازاً .....لکن لا یحرم فی غیر المصحف إلا بالمکتوب (رد المحتار۱،۳۱۵-۳۱۶) [مقالہ مفتی صادق محی الدین، مولانا صابر حسین ندوی، مفتی امانت علی قاسمی نے اس عبارت کو اسکرین کے علاوہ حصہ کو چھونے کے درست ہونے کی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے]۔

۳۔ وفی الدر المختار: ومسہ أی القرآن ولو فی لوح أو درہم أو حائط لکن لا یمنع إلا من

مسّ المکتوب بخلاف المصحف فلا یجوز مس الجلد وموضع البیاض منہ (رد المحتار ۴۸۸،۱) [مقالہ مفتی ریاست علی قاسمی، مفتی امانت علی قاسمی، مفتی ریاض ارمان قاسمی، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی، مفتی اسعد فلاحی، مفتی محمد عثمان بستوی،مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی اور مولانا اخترامام عادل قاسمی نے اس عبارت کو اسکرین کے علاوہ حصے کو بلا وضو ہاتھ لگانے کی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے]۔

۴۔ المحدث إذا کان یقرأ القرآن بتقلیب الأوراق بقلم أو سکین لا بأس بہ (فتاوی ہندیہ ۳۹۲،۵) [مقالہ مفتی صادق محی الدین، مولانا صابر حسین ندوی]۔

۵۔ وتعبیر المصنف بمسّ القرآن أولی من تعبیر غیرہ بمسّ المصحف لشمول کلامہ ما إذا مسّ لوحاً مکتوباً علیہ آیۃ وکذا الدراہم والحائط، لکن لا یجوز مسّ المصحف کلہ المکتوب وغیرہ بخلاف غیرہ فإنہ لا یمنع إلا مسّ المکتوب (البحر الرائق ۳۴۹،۱) [مقالہ مفتی امانت علی قاسمی]۔

ب: موبائل کے پورے سیٹ کو قرآن کے حکم میں نہ ماننے والوں کے دلائل:

۱۔ ویمنع مسّہ إلا بغلافہ المنفصل أی کالجراب والخریطۃ دون المتصل کالجلد المشرز ہو الصحیح وعلیہ الفتوی، لأن الجلد تبع لہ (شامی ۴۸۸،۱) [مقالہ مفتی ظفر عالم ندوی، مفتی محمد عثمان بستوی، مفتی ریاض ارمان قاسمی]۔

۲۔ فلو نقش اسمہ تعالی أو اسم نبیہ ﷺ استحب أن یجعل الفص فی کمہ إذا دخل الخلاء (شامی ۲۵۴،۵) [مقالہ مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی، مفتی اسعد فلاحی]۔

۳۔ قال الحنفیۃ:یحرم مسّ المصحف کلہ أو بعضہ أی مسّ المکتوب منہ، ولو آیۃ علی نقود (درہم ونحوہ) أو جدار، کما یحرم مسّ غلاف المصحف المتصل بہ، لأنہ تبع لہ، فکان مسّہ مسّاً للقرآن (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۲۹۶،۱) [مقالہ مفتی سید باقر ارشدقاسمی]۔

۴۔ اتفق العلماء علی أن غیر المتوضئ یجوز لہ تلاوۃ القرآن أو النظر إلیہ دون لمسہ ..... والأفضل التوضؤ (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۲۹۵،۱) [مفتی سید باقر ارشد قاسمی]۔

۵۔ ولا یحرم مسّ الغلاف المنفصل عن القرآن کالکیس والصندوق، ویجوز مسّہ بنحو عود أو قلم أو غلاف منفصل عنہ (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۲۹۶،۱) [مفتی سید باقر ارشد قاسمی]۔

۶۔ لا یجوز لہ مسّ شئ مکتوب فیہ شئ من القرآن من لوح، أو درہم، أو غیر ذلک إذا کان آیۃ تامۃ (الجوہرۃ النیرۃ ۳۱،۱) [مقالہ ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، مولانا محمد احسن ندوی، مولانا جمشید جوہر قاسمی]۔

۷۔ ولا مانع من حمل الہاتف المحتوی علی القرآن، لأن المخزون فیہ الصوت والحروف والکلمات مستورۃ (مسائل فقہیہ معاصرہ: ۱۹۱) [مقالہ مفتی اسعد فلاحی]۔

۸۔ قرآن کی آیتیں اسکرین کے جس حصہ پر نظر آئیں اس حصہ پر تو بلا وضو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے، بقیہ دیگر حصوں پر مثلاً پشت کی طرف یا دائیں یا بائیںہاتھ لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے، گنجائش ہے (فتاوی دار العلوم دیوبند، فتوی نمبر: ۱۴۳۷، ۱۴۳۸،

۱۴۳۹) [مقالہ مفتی امانت علی قاسمی، حافظ کلیم اللہ عمری]۔

متفرق آراء:

- مفتی محمد عثمان بستوی کا کہنا ہے کہ جس موبائل کی باڈی بآسانی جدا نہ کی جاسکتی ہو وہ صندوق کے حکم میں ہوگا، لو کان المصحف فی صندوق فلا بأس للجنب أن یحملہ (شامی ۱،۴۸۸)۔

- مفتی محمد اشرف قاسمی ‘کی بورڈ موبائل ’ اور ‘ٹچ موبائل ’ کی تفصیل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

البتہ استحباب کے درجے میں نوعیتوں کے مطا بق احکام میں فرق ہو سکتا ہے ۔ مثلا قرآن مجید جب اسکرین پر ہو تو اگر ‘‘ہا رڈ کی بورڈ والا موبائل ’’ (Hard keyboard) ہوتو بلا وضو مو بائل ہا تھ میں لینے اور اسکرین وغیرہ کو مس کرنے میں کو ئی حرج نہیں ہے جیسا کہ فص خاتم میں لکھی آیات قرآ نیہ کو بلا وضو مس کرنا جائز ہے۔ اور اگر ٹچ موبائل (Tuch Mobile)ہے تو چوں کہ اسکرین کوانگلی کے ذریعہ چھونے سے با لکل ہارڈ کا پی (Hard Copy) کی طرح اوراق کھلتے اور بند ہوتے ہیں ، او پر کا غلا ف (ٹچ)‘‘ غلا ف منفصل ’’ہونے کے با جود لمس کی تما زت (بہ ظا ہر براہ راست) نیچے مکتو ب تحریروں اور اوراق پر اثر ڈا لتی ہے جس سے سطحی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ‘‘غلا ف ِمتصل ’’ہے، اس لیے ایسے موقع پر با وضو ہو کر ہی اسکرین پر قرآن کو چھو ا جائے تو بہتر ہے ۔ اسکرین کے شیشہ کوبغیر وضو کے چھونے کے سلسلے میں ‘‘تعویذ وحمائل ’’ اور ‘‘فص خاتم ’’پر مکتوب آیات قر آ نی کو بیت الخلاء میں باطن کف کرنے والی بزازیہ اور شامی کی عبارات ہما را مستدل ہیں جو کہ سوال نمبر دوم کے جواب کے تحت نقل کر چکا ہوں۔

- مولانا یاسر مجید ندوی بھی یہی کہتے ہیں کہ موبائل اگر ٹچ اسکرین نہ ہو تو ایسا موبائل حائل غیر متصل کے حکم میں ہوگا، اور اس کی اسکرین کو بلا طہارت چھونا جائز ہوگا۔

وکما لا یحل لہ مسّ الکتابۃ لایحل لہ مسّ البیاض أیضاً، وإن لمس المصحف بغلافہ فلا بأس بہ، والغلاف الجلد الذی علیہ المتصل عند بعض المشائخ، وعن بعضہم المنفصل کالخریطۃ ونحوہا، لأن المتصل بالمصحف من المصحف (المحیط البرہانی ۱،۷۷)۔

۴۔ موبائل کے مفید پیغامات کو دوسروں کے موبائل پر بھیجنے کا حکم:

سوال (۴): موبائل پر بعض اوقات دینی یا معلوماتی اعتبار سے مفید پیغامات آتے ہیں اور یہ تحریر اور آواز کی شکل میں ہوتے ہیں،ان کو دوسروں کے پاس بھیجنا کیا درست ہوگا؛ جبکہ بعض حضرات اپنے موبائل پر میسج بھیجنے کوپسند نہیں کرتے؟

موبائل پر موصول ہونے والے مفید پیغامات اور دینی معلومات کو خواہ تحریری ہوں یا صوتی، دوسروں کو بھیجنا شرعاً درست ہے، بشرطیکہ دینی اور ضروری معلومات پہنچانا اور جانکاری دینا ہی مقصود ہو۔ اس پر تقریباً تمام ہی مقالہ نگار متفق ہیں۔

دلائل:

۱۔ یا أیہا الرسول بلغ ما أنزل إلیک من ربک وإن لم تفعل فما بلغت رسالتہ (مائدہ: ۶۷) [مقالہ مفتی صادق محی الدین نظامی]۔

۲۔ کنتم خیر أمۃ أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنہون عن المنکر (آل عمران: ۱۱۰) [مقالہ مفتی صادق محی الدین نظامی، مولانا قمر الزماں ندوی]۔

۳۔ بلغوا عنی ولو آیۃ (بخاری: ۳۲۷۴) [مقالہ مفتی صادق محی الدین نظامی، مفتی امانت علی قاسمی، مفتی سید باقر ارشد قاسمی، مفتی ریاض ارمان قاسمی، مولانا قمر الزماں ندوی، مولانا جمشید جوہر قاسمی]۔

۴۔ ألا لیبلّغ الشاہد منکم الغائب (بخاری: ۱۰۵) [مقالہ مفتی صادق محی الدین نظامی، مولانا صابر حسین ندوی، مفتی سلمان منصورپوری، مفتی ریاض ارمان قاسمی، مولانا جمشید جوہر قاسمی]۔

۵۔ حجۃ الوداع کے موقع سے آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: ألا ہل بلغت، اللہم فاشہد، تو صحابہ کے مجمع نے تصدیق کرتے ہوئے کہا: نشہد أنک قد بلغت وأدیت ونصحت (مسلم، کتاب الحج) [مقالہ مفتی صادق محی الدین نظامی وغیرہ]۔

۶۔ عن مسروق قال: قالت عائشۃ: من زعم أن رسول اللہ ﷺ کتم شیئاً من کتاب اللہ، فقد أعظم علی اللہ الفریۃ (مسلم: ۲۲۸۲) [مقالہ مفتی صادق محی الدین نظامی]۔

۷۔ من سنّ فی الإسلام سنۃ حسنۃ فعمل بہا بعدہ، کتب لہ مثل أجر من عمل بہا، ولا ینقص من أجورہم شئ (مسلم: ۱۰۱۷) [مقالہ مولانا صابر حسین ندوی وغیرہ]۔

۸۔ نضر اللہ امرءاً سمع منا حدیثا فحفظہ حتی یبلّغہ فرب حامل فقہ إلی من ہو أفقہ منہ ورب حامل فقہ لیس بفقیہ (ابوداؤد: ۳۶۶۰، ابن ماجہ: ۲۳۲) [مقالہ مولانا جمشید جوہر قاسمی، مولانا یاسر مجید ندوی]۔

۹۔ إن العلماء اتفقوا علی أن الأمر بالمعروف والنہی عن المنکر من فروض الکفایۃ (روح المعانی ۴، ۲۱) [مولانا صابر حسین ندوی]۔

۱۰۔ الأمور بمقاصدہا (الاشباہ: ۹۹) [مقالہ مفتی ریاست علی قاسمی وغیرہ]۔

* لیکن مولانا ندیم احمد انصاری نے پیغامات بھیجنے کے جواز کو تین شرطوں کے ساتھ مشروط کیا ہے:

- پہلی شرط یہ کہ پیغام میں کوئی بات جھوٹ یا بلا تحقیق نہ ہو۔

حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الصِّدْقَ یَھْدِی اِلَی الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ یَھْدِی اِلَی الْجَنَّۃِ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَصْدُقُ حَتَّی یَکُونَ صِدِّیقًا، وَاِنَّ الْکَذِبَ یَھْدِی اِلَی الْفُجُورِ وَاِنَّ الْفُجُورَ یَھْدِی اِلَی النَّارِ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَکْذِبُ حَتَّی یُکْتَبَ عِنْدَ اللہِ کَذَّابًا (بخاری: ۶۰۹۴)۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا:لَا تَکْذِبُوا عَلَیَّ،

فَاِنَّہُ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ فَلْیَلِجْ النَّارَ (بخاری: ١٠٦)۔

حضرت سفیان بن اسید الحضرمیؓ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:کَبُرَتْ خِیَانَۃً أَنْ تُحَدِّثَ أَخَاہَ حَدِیثًا ھُوَ لَکَ بِہِ مُصَدِّقٌ، وَأَنْتَ لَہُ بِہِ کَاذِبٌ۔یہ بات بڑی خیانت کی ہے کہ تم اپنے بھائی سے ایسی گفتگو کرو کہ وہ تمہاری اس گفتگو کو سچ خیال کرے اور تم فی الواقع اس سے جھوٹ بول رہے ہو (ابوداؤد: ٤٩٧١)۔

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:وَیْلٌ لِلَّذِی یُحَدِّثُ بِالْحَدِیثِ لِیُضْحِکَ بِہِ الْقَوْمَ فَیَکْذِبُ، وَیْلٌ لَہُ وَیْلٌ لَہُ(ترمذی: ٢٣١٥)۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کَفَی بِالْمَرْءِ اِثْمًا أَنْ یُحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ (ابوداؤد: ٤٩٩٢)۔

- دوسرے یہ کہ جسے پیغام بھیجا جا رہا ہے اس کی طرف سے کوئی ممانعت یا اسے تکلیف پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو۔

حضرت ابوصرمہ کہتے ہینکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:مَنْ ضَارَّ ضَارَّ اللہُ بِہِ، وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللہُ عَلَیْہِ (ترمذی: ١٩٤٠)۔

- تیسرے یہ کہ پیغام میں کوئی بات غیر شرعی نہ ہو، اس لیے کہ جب بھی انسان کوئی کام کرے یا تو وہ خیر پر مبنی ہو، یا کم از کم برائی سے دور ہو۔

حضرت ابوموسی اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:عَلَی کُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَۃٌ، قَالُوا:فَاِنْ لَمْ یَجِدْ ؟ قَالَ: فَیَعْمَلُ بِیَدَیْہِ فَیَنْفَعُ نَفْسَہُ وَیَتَصَدَّقُ، قَالُوا:فَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ أَوْ لَمْ یَفْعَلْ ؟ قَالَ:فَیُعِینُ ذَا الْحَاجَۃِ الْمَلْھُوفَ، قَالُوا:فَاِنْ لَمْ یَفْعَلْ؟ قَالَ: فَیَأْمُرُ بِالْخَیْرِ أَوْ قَالَ بِالْمَعْرُوفِ، قَالَ:فَاِنْ لَمْ یَفْعَلْ ؟ قَالَ:فَیُمْسِکُ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّہُ لَہُ صَدَقَۃٌ (بخاری: ٦٠٢٢)۔

متفرق آراء:

(١) مفتی ظفر عالم ندوی اور مفتی صادق محی الدین نظامی کہتےہیں کہ اگر کوئی پیغامات بھیجنے کو ناپسند کرتا ہے تو پھر بلااجازت بھیجنے سے اجتناب کیا جائے اور ایسے مواقع پر حکمت وموعظت سے کام لیا جائے [مولانا نذر توحید مظاہری، مولانا معین الدین ندوی قاسمی، مولانا جمشید جوہر قاسمی]۔

- ادع إلی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ (سورہ النحل: ١٢٥) [مولانا صابر حسین ندوی، مولانا محمد احسن ندوی، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، مولانا قمر الزماں ندوی]۔

- والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتاناً وإثما مبیناً (احزاب: ٨٨) [ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی]۔

- إن کان یعلم بأکبر رأیہ أنہ لو أمر بالمعروف یقبلون ذلک ویمنعون عن المنکر فالأمر واجب علیہ، ولا یسعہ ترکہ ولو یعلم بأکبر رأیہ أنہ لو أمرہم بذلک قذفوہ وشتموہ فترکہ أفضل

(فتاوی ہندیہ۵،۲۵۳)[مفتی امانت علی قاسمی]۔

* اسی طرح مفتی محمد عثمان بستوی کا کہنا ہے اور مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی کی بھی یہی رائے ہے کہ ناپسند کرنے والوں کو پیغامات جبراً اور زبردستی بھیجنا درست نہیں ہے، اس لئے کہ یہ دین کی ناقدری کا سبب ہے، اور دلیل میں حضرت عائشہؓ کے یہ نصائح پیش کئے:

- قالت عائشۃ لابن أبی السائب قاص أہل المدینۃ ثلاثاً لتتابعنی علیہن أو لأناجزنک.... ولا ألفینک تأتی القوم وہم فی حدیثہم فتقطع علیہم حدیثہم ولکن اترکہم فإذا حدوک علیہ وأمروک بہ فحدثہم، وعن المقدام بن معدیکرب قال:قال رسول اللہﷺ: إذا حدثتم الناس فلا تحدثوہم بما یفزعہم ویشق علیہم (مجمع الزوائد ۱،۱۹۶، مشکوۃ، کتاب العلم)۔

- أما إنہ یمنعنی من ذلک أنی أکرہ أن أملّکم، وأنی أتخولکم بالموعظۃ کما کان النبیﷺ یتخولنا بہا مخافۃ السآمۃ علینا (بخاری۱،۱۶)۔

* جبکہ مفتی سید باقر ارشد قاسمی کہتے ہیں اور مفتی سلمان منصورپوری کی بھی تقریباً یہی رائے ہے کہ دین واخلاق سے متعلق معلوماتی مضامین پر مبنی پیغامات بھیجنے کے لئے ریسیور کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے، اس کی ترسیل جائز بلکہ مستحسن ہے؛ البتہ کسی نے پیغامات بھیجنے سے بالمواجہہ منع کردیا تو پھر ترسیل نہ کرے؛ کیونکہ یہ بلا وجہ ایذا پہنچانا ہے۔

۱۔ لا إکراہ فی الدین (بقرہ: ۲۵۶) [مولانا قمر الزماں ندوی]۔

۲۔ إذا استأذن أحدکم ثلاثاً فلم یؤذن لہ فلیرجع (بخاری: ۶۲۴۵) [مقالہ مفتی محمد اشرف قاسمی]۔

۳۔ قال رسول اللہﷺ: المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ (بخاری: ۱۰، ترمذی) [مقالہ مولانا اختر امام عادل قاسمی، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی، مولانا محمد زبیر ندوی، مولانا جمشید جوہر قاسمی]۔

۴۔ قال رسول اللہﷺ: من کان یؤمن باللہ والیوم الآخرفلا یؤذ جارہ(بخاری: ۶۰۱۸)۔

۵۔ لا ضرر ولا ضرار (ابن ماجہ: ۲۳۴۰) [مقالہ مولانا قمر الزماں ندوی]۔

۶۔ والکف عن الایذاء واجب (البحر الرائق۶،۴۲۳) [مقالہ مولانا جمشیدجوہر قاسمی]۔

(۲) مفتی شاہجہاں ندوی کا بھی کہنا ہے کہ ناپسندیدگی کے باوجود مفید پیغامات کا بھیجنا درست ہے چونکہ یہ امر بالمعروف کا حصہ ہے اور خیر کی ترویج شرعاً مطلوب ہے، اس لئے کسی کی پسند وناپسند کا اعتبار نہیں ہوگا، اس کے لئے مندرجہ ذیل دلائل پیش کئے ہیں:

۱۔ والمؤمنون والمؤمنات بعضہم أولیاء بعض یأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر (توبہ: ۷۱)۔

٢۔ كنتم خير أمة أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله (آل عمران: ١١٠)۔
٣۔ تعاونوا على البر والتقوى (مائدہ: ٢)۔
٤۔ فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشركين، إنا كفيناك المستهزئين (الحجر: ٩٤۔٩٥)۔
٥۔ الكلمة الطيبة صدقة (مسند احمد: ٨١١١)۔
٦۔ اس میں اجبار نہیں ہے، اگر یہ پڑھنے یا سننے کا دل نہ ہو تو ڈیلیٹ کردے، لیکن خیر کی ترویج کو روکا نہیں جائے گا۔

* لیکن مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی یہ فرق کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر دیندار اور ذی علم شخص ناپسند کرتا ہو تو بغیر اجازت اس کو پیغامات بھیجنا جائز نہیں، اس لئے کہ نشر علم فرض کفایہ ہے اور ایذاء مسلم حرام ہے، لیکن اگر کوئی شخص شریعت کا مخالف ہو، معصیت کا مرتکب ہو اور اصلاح کا محتاج ہو تو ایسے شخص کو پیغامات بھیجنا واجب ہے، اس لئے کہ مسلمان کے لئے واجب ہے کہ وہ اپنی طاقت کے بقدر منکر کا انکار کرے۔

- ولتكن منكم أمة يدعون إلى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر (آل عمران: ١٠٤)۔
- قال النبیﷺ:إن الناس إذا رأوا المنكر فلم ينكروه أوشك أن يمنعهم الله بعقابه (ابوداؤد: ٤٣٤٠)۔
- قال ابن الحاج:ينبغي للعالم ..... إذا رأى الناس قد أعرضوا عن العلم أن يعرض نفسه عليهم لتعليمهم وإرشادهم (الموسوعة الفقهيه١٣،٧)۔

٥۔ موبائل پر غیر محرم عورت یا مرد کو پیغامات بھیجنا:

سوال (٥):کیا اس طرح کے پیغامات غیر محرم عورت یا غیر محرم مرد کو بھیجے جاسکتے ہیں؛ جبکہ ان میں کوئی غیراخلاقی بات شامل نہ ہو؟

اس سلسلہ میں دونوں طرح کی آراء پائی جاتی ہیں: ایک رائے تو یہ ہے کہ غیر محرم مرد یا عورت کو پیغامات بھیجنا بالکل درست نہیں ہے خواہ وہ اخلاقی ہی کیوں نہ ہو، دوسری رائے یہ ہے کہ پیغامات بھیجنے کی گنجائش ہے اگر وہ اخلاقی ودینی تعلیمات پر مشتمل ہوں۔

پہلی رائے کے حاملین ہیں: ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، مولانا معین الدین ندوی قاسمی، مولانا محمد زبیر ندوی، مولانا اسعد فلاحی، مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی، مولانا اختر امام عادل قاسمی، مولانا قمر الزماں ندوی، مفتی ریاض ارمان قاسمی، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی، مولانا محمد احسن ندوی، مفتی محمد سلمان منصورپوری، مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی، مفتی محمد عثمان بستوی، مفتی سید باقر ارشدبنگلوری، مولانا نذر توحید مظاہری، مولانا ندیم احمد انصاری، مفتی صادق محی الدین نظامی، مفتی ریاست علی قاسمی۔

اور دوسری رائے کے حاملین ہیں: مولانا جمشید جوہر قاسمی، مولانا عبد المنان

آسام، ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، مفتی محمد شاہجہاں ندوی، ڈاکٹر فہیم اختر ندوی، حافظ کلیم اللہ عمری، مفتی امانت علی قاسمی، مفتی ظفر عالم ندوی، مولانا یاسر مجید ندوی۔

* مولانا صابر حسین ندوی نے غیر محرم کے درمیان پیغامات کے تبادلہ کے لئے چند شرائط کا ذکر کیا ہے جنھیں ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

۱۔اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کسی غیر محرم کی طرف دیکھنا خواہ وہ بغیر شہوت ہی کے کیوں نہ ہو، منع ہے،امام غزالی رحمہ اللہ نے فرمایا:''الخلوة بالأجنبية والنظر إلى وجهها حرام سواء خيفت الفتنة أو لم تخف ،لأنها مظنة الفتنة على الجملة''(احیاء علوم الدین:الباب الاول فی ذکر اختلاف العلماء فی اباحۃ السماع وکشف الحق فیہ)، امام نووی ؒ فرماتے ہیں:''نظر الرجل إلى المرأة فيحرم نظره إلى عورتها مطلقا وإلى وجهها وكفيها إن خاف الفتنة''(روضۃ الطالبین۷؍۲۱)۔

۲۔عورت بات کرتے وقت یا اپنے پیغامات میں کوئی لچک رویہ اختیار نہ کرے ؛تاکہ مرد کے دل میں کوئی فتنہ پیدا نہ ہو، اور ناہی مرد ایسا رویہ اختیار کرےکہ عورت کی آزمائش میں مبتلا ہوجائے،ابن عربی نے لکھا ہے:''فلا تخضعن بالقول فيطمع الذى فى قلبه مرض (احزاب: ۳۲)أمرهن الله أن يكون قولهن جزلا،وكلامهن فصلا، ولايكون على وجه يحدث فى القلب علاقة بما يظهر عليه من اللين المطمع للسامع''(احکام القرآن لابن العربی۳؍۵۶۸)۔

۳۔جنس مخالف ایک دوسرے کی آواز اور پیغام سے تلذذ حاصل نہ کرتے ہوں،اگر تلذذ حاصل کیا جاتا ہو خواہ وہ پیغامات کو پڑھ کر ہی کیوں نہ ہو، تو یہ حرام ہے، علامہ ابن مفلح فروع میں لکھتے ہیں:''ومنها:صوت الأجنبية ليس عورة على الصحيح، ويحرم التلذذ للسامع'' (الفروع ۱؍۳۷۲)۔

۴۔فتنہ میں پڑجانے سے مامون ہوں،چنانچہ اگر ارسال وترسیل پیغامات کے سننے ،بولنے یا پڑھنے کی صورت میں فتنہ میں پڑنے کا اندیشہ ہوتو جائز نہیں ہے،الا یہ کہ ضروری ہوجائے،علامہ دمیاطی فرماتے ہیں:''---وليس من العورة أى صوت المرأة، ومثله صوت الأمرد، فيحل سماعه ما لم تخش فتنة أو يتلذذ به إلا حرم'' (اعانۃ الطالبین۳؍۲۶۰)، خیال رہے کہ صحیح مسلم میں حضور اکرم ﷺ کی روایت درج ہے،جس کے مطابق دنیا اور عورتوں کے فتنوں سے بچ کر رہنا چاہئے؛کیونکہ بنی اسرائیل کا سب سے پہلا فتنہ عورت ہی تھی:''اتقوا الدنيا واتقوا النساء ،فان أول فتنة بنى اسرائيل كانت فى النساء'' (مسلم: ۲۷۴۲)۔

۵۔اصل بات تو یہ ہے کہ جنسین آپس میں بات نہ کریں،الا یہ کہ ضرورت ہو،لہذا محض عام معلومات ،سوالات وپیغامات کیلئے ایک دوسرے سے اتصال کی ضرورت نہیں،اگر ایسا کیا گیا تو فتنہ کا اندیشہ ہے؛تاہم اگر ضرورت ہو تو اجازت ہے؛ پھربھی اس کی اجازت بقدر ضرورت ہی ہوگی،اس لئے کہ اصول فقہ کا قاعدہ ہے:''الضرورة تقدر بقدرها'' (مجموعۃ الفوائد البھیۃ۱؍۶۰، دیکھئے:سورہ نور: ۲۴،تفسیر القرطبی۴؍۳۵۱)۔

پہلی رائے رکھنے والوں کے مستدلات:

- اس میں فتنہ کا اندیشہ ہے اور مفاسد پیدا ہوسکتےہیں۔
- پیغامات بھیجنا بالمشافہ گفتگو کرنے کی مانند ہے، اور اجنبیہ سے بالمشافہ گفتگو منع ہے۔

۱۔ ولا یکلم الأجنبیۃ إلا عجوزاً عطست أو سلمت (درمختار علی الشامی ۵۳۰،۹)۔

۲۔ وتمنع المرأۃ الشابۃ من کشف الوجہ بین رجال، لا لأنہ عورۃ، بل لخوف الفتنۃ أی الفجور بہا ..... أو الشہوۃ، والمعنی تمنع من الکشف لخوف أن یری الرجال وجہہا فتقع الفتنۃ، لأنہ مع الکشف قد یقع النظر إلیہا بشہوۃ (شامی۷۹،۲)۔

۳۔ امتنع نظرہ إلی وجہہا، فحل النظر مقید بعدم الشہوۃ وإلا فحرام، وہذا فی زمانہم، أما فی زماننا فمنع من الشابۃ، قہستانی وغیرہ (الدر المختار۲۴۳،۲)۔

۴۔ وإذا سلمت المرأۃ الأجنبیۃ علی رجل إن کانت عجوزاً رد الرجل:علیہا السلام، بلسانہ بصوت تسمع، وإن کانت شابۃ ردّ علیہا فی نفسہ، وکذا الرجل إذا سلم علی امرأۃ أجنبیۃ فالجواب فیہ علی العکس، وفی الذخیرۃ:وإذا عطس فشمّتتہ المرأۃ فإن عجوزاً ردّ علیہا وإلا ردّ فی نفسہ، وکذا لو عطست ہی (شامی ۵۳۰،۹)۔

۵۔ میسیج پر گفتگو بھی آمنے سامنے گفتگو کی مانند ہے، اس لئے جس طرح اجنبی لڑکی سے بالمشافہ گفتگو منع ہے، اسی طرح میسیج کے ذریعہ بھی گفتگو جائز نہیں (کتاب النوازل ۱۰۷،۱۷)۔

دوسری رائے رکھنے والوں کے مستدلات:

- اس میں فتنہ کا اندیشہ بہت کم رہتا ہے۔
- ایسے پیغامات عام ہوتے ہیں، کسی کی تخصیص نہیں ہوتی۔
- ضرورت کے تحت بقدر ضرورت پردہ سے بات کی جاسکتی ہے۔

۱۔ وإذا سألتموہن متاعاً فاسئلوہن من وراء حجاب، ذلکم أطہر لقلوبکم وقلوبہن (احزاب: ۵۳)۔

۲۔ والمؤمنون والمؤمنات بعضہم أولیاء بعض، یأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر (توبہ: ۷۱)۔

۳۔ وذکّر فإن الذکری تنفع المؤمنین (الذاریات: ۵۵)۔

۴۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمﷺ نے عید کی نماز کے بعد خطبہ دیا: فأمر بتقوی اللہ وحث علی طاعتہ، ووعظ الناس وذکرہم، ثم مضی حتی أتی النساء فوعظہن وذکرہن (مسلم: ۸۸۵)۔

۵۔ ویجوز الکلام المباح مع امرأۃ أجنبیۃ، وفی المجتبی رامزاً، وفی الحدیث دلیل علی أنہ لا بأس بأن یتکلم مع النساء بما لا یحتاج إلیہ (شامی۵۳۰،۲)۔

۶۔ فإذاً نجیز الکلام مع النساء للأجانب ومحاورتہن عند الحاجۃ إلی ذلک (شامی۷۹،۲)۔

چند دیگر آراء:

- ضرورت کے وقت بقدر ضرورت پردہ سے بات کی جاسکتی ہے [مولانا اختر امام عادل قاسمی، مولانا قمر الزماں ندوی، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی]۔

- اگر فتنہ کا خوف نہ ہو اور کوئی غیر اخلاقی بات نہ ہو تو دینی معلومات بھیجنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے [مفتی ریاض ارمان قاسمی، مفتی محمد اشرف قاسمی، مفتی محمد سلمان منصورپوری، مفتی ریاست علی قاسمی]۔

۶۔ باتصویر پیغام کا بھیجنا کیا یہ تصویر کشی ہے:

سوال (۶):بعض پیغامات تصویروں کی شکل میں ہوتے ہیں، کیا ان کو آگے بڑھانا جائز ہوگا یا یہ تصویر کشی کے دائرہ میں آجائینگے؟

اس سوال کے ضمن میں علماء نے دونوں طرح کی آراء پیش کی ہیں: ایک موقف تو یہ ہے کہ اگر ان تصویروں سے مثبت پیغام جاتا ہو تو باتصویر پیغام بھیجنا جائز ہے اور وہ تصویر کشی کے حکم میں نہ ہوگا، اور دوسرا موقف یہ ہے کہ باتصویر پیغامات بھیجنا ناجائز ہے اور یہ تصویر کشی کے دائرہ میں آئے گا جو کہ حرام ہے۔

پہلے موقف کی تائید کرنے والے: ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، مولانا جمشید جوہر قاسمی، مفتی محمد اشرف قاسمی، مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی، مفتی محمد عثمان بستوی، ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، مفتی محمد شاہجہاں ندوی، مفتی سید باقر ارشد قاسمی، ڈاکٹر فہیم اختر ندوی، مولانا ندیم احمد انصاری، حافظ کلیم اللہ عمری، مفتی صفوان احمد قاسمی، مولانا یاسر مجید ندوی۔

اور دوسرے موقف کی تائید کرنے والے: مولانا محمد معین الدین ندوی قاسمی، مولانا عبد المنان آسام، مفتی اسعد فلاحی، مولانا اختر امام عادل قاسمی، مولانا قمر الزماں ندوی، مفتی ریاض ارمان قاسمی، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی، مولانا محمد احسن ندوی، مفتی محمد سلمان منصورپوری، مولانا صابر حسین ندوی، مولانا نذر توحید مظاہری، مفتی امانت علی قاسمی، مفتی ظفر عالم ندوی، مفتی صادق محی الدین نظامی، مفتی ریاست علی قاسمی۔

پہلے موقف کے مؤیدین کے مستدلات:

۱۔ الضرورات تبیح المحظورات (الاشباہ والنظائر، ص: ۸۵)۔

۲۔ وما ضاق علی الناس أمر إلا اتسع حکمہ (ایضاً، ص: ۱۰۳)۔

۳۔ إن ما عمت بلیتہ خفت قضیتہ (ایضا، ص: ۸۴)۔

۴۔ إن الأمر إذا ضاق اتسع (ایضا، ص: ۸۴)۔

۵۔ المشقۃ تجلب التیسیر (ایضا، ص: ۹۶)۔

۸۔ إذا کان التلفزیون، أو الفیدیو خالیاً من ہذہ المنکرات بأسرہا، ہل یحرم بالنظر إلی کونہ تصویراً؟ فإن لہذا العبد الضعیف فیہ وقفۃ، وذلک لأن الصورۃ المحرمۃ ما کانت منقوشۃ، أو منحوتۃ بحیث یصبح لہا صفۃ الاستقراء علی شئ، وہی الصور التی کان الکفار یستعملونہا

للعبادة، أما الصورة التی لیس لہا ثبات واستقرار، ولیست منقوشة علی شئ بصفة دائمة، فإنہا بالظل أشبہ منہا بالصورة (تکملة فتح الملہم۴،۱۶۴)۔

۷۔ مفتی شفیع صاحب لکھتے ہیں: بیع وشراء میں اگر تصاویر خود مقصود نہ ہوں؛ بلکہ دوسری چیزوں کے تابع ہوکر آجائیں، جیسے اکثر کپڑوں میں مورتیں لگی ہوتی ہیں، یا برتنوں اور دوسری مصنوعات جدیدہ میں اس کا رواج عام ہے تو اس کی خریدوفروخت تبعاً جائز ہے (جواہر الفقہ۷،۲۶۳)۔

۸۔ جن رسالوں کو ذی روح کی تصویر کی وجہ سے خریدا جاتا ہے ان کا خریدنا جائز نہیں ہے، لأن الأمور بمقاصدہا، اگر مقصود مضامین صحیحہ کا پڑھنا ہے تو خریدنا درست ہے، تصاویر تابع ہیں ان کو محو کردیا جائے (فتاوی محمودیہ ۲۹،۲۸۷)۔

دوسرے موقف کے مؤیدین کے مستدلات:

۱۔ إن الذین یحبون أن تشیع الفاحشة فی الذین آمنوا لہم عذاب ألیم فی الدنیا والآخرة (سورہ نور: ۱۹)۔

۲۔ ومن الناس من یشتری لہو الحدیث لیضلّ عن سبیل اللہ بغیر علم (سورہ لقمان: ۶)۔

۳۔ عن عبد اللہ قال:سمعت النبیﷺ یقول:إن أشد الناس عذاباً عند اللہ یوم القیامة المصورون (بخاری: ۵۹۵۰)۔

۴۔ عن عبد اللہ بن عمر أن رسول اللہﷺ قال:إن الذین یصنعون ہذہ الصور یعذبون یوم القیامة، یقال لہم:أحیوا ما خلقتم (بخاری، کتاب اللباس)۔

۵۔ من صور صورة فإن اللہ معذّبہ حتی ینفخ فیہا الروح، ولیس بنافخ أبداً (بخاری: ۴۴۴۵)۔

۶۔ کتاب النوازل میں ہے: جانداروں کی تصویر والے میسیج کا بھیجنا ناجائز ہے (کتاب النوازل ۱۷،۱۰۷)۔

متفرق آراء:

۱۔ مولانا جمشید جوہر قاسمی لکھتے ہیں کہ اگر اس سے فتنہ کا دروازہ کھلنے کا اندیشہ ہو تو سداً للذرائع ممنو ع ہوگا۔

- کذلک نہی العلماء عن أشیاء لم یرد النہی عنہا فی النصوص سداً للذرائع ودفعاًللمفاسد کالنہی عن النظر إلی الأمرد عند خوف التلذذ بذلک،وإلقاء السلام علی الشابة، ومثل إلزام المرأة بعدم إبداء زینتہا الخفیة لمن کان من محارمہا فیہ شہوة وشغف .... (رسالة الامر بالمعروف والنہی عن المنکر لابن تیمیہ، ص: ۱۹)۔

- یہی وجہ ہے کہ موبائل پر کسی اجنبیہ سے میسیج کے ذریعہ گفتگو کرنا حرام ہے؛ کیونکہ میسیج سے گفتگو کرنا ایسا ہی ہے جیسے آمنے سامنے گفتگو کرنا، اس لئے یہ ناجائز ہے کہ فتنہ کا اندیشہ ہے (المسائل المہمہ ۱،۱۷۵)۔

٢۔ مولانا محمد زبیر ندوی کا کہنا ہے کہ جو پیغامات تصویروں کی شکل میں ہوں وہ اگر کہیں سے بنے بنائے آئے ہوں یا خود موبائل میں موجود ہوں اور آدمی صرف اسے فارورڈ کرے تو وہ تصویر کشی کے زمرے میں نہیں آئے گا بلکہ اس کا گناہ صانع اول پر ہوگا۔

٣۔ مفتی اسعد فلاحی کی رائے ہے کہ پاسپورٹ، شناختی کارڈ وغیرہ کی ضرورت کے پیش نظر اگر تصویر والے پیغامات بھیجے جائیں تو مذکورہ قاعدہ کی روشنی میں کوئی حرج نہ ہونا چاہئے [مولانا قمر الزماں ندوی، مفتی سید باقر ارشد قاسمی]۔

- اتخاذ الصورة الشمسية للضرورة أو الحاجة كحاجتها فی جواز السفر، وفی التاشيرة، وفی البطاقات الشخصية، أو فی مواضع يحتاج إلی معرفة هوية المرأة، فينبغی أن يكون مرخصاً فيه، فإن الفقهاء رحمهم الله استثنوا مواضع الضرورة من الحرمة ..... (تكملة فتح الملهم ١٦٤،٤)۔

٤۔ مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی کا کہنا ہے کہ غیر جاندار کی تصویر کے ساتھ پیغامات بھیجنا درست ہے، اور اگر کسی جاندار کی تصویر ہو تو اگر اس کی توہین وتحقیر ہوتی ہو تو جائز ہے اور اگر احترام وعزت کے لئے ہو تو جائز نہیں۔

- (ويجوز ما) أی صورة حيوان كائنة (علی أرض وبساط) يوطأ ..... إن كانت الصورة علی شئ مما يهان جاز وإلا فلا ..... ويجوز مرتفع مقطوع الرأس وصورة شجر ونحوه مما لا روح فيه كشمس وقمر (مغنی المحتاج ٥٠٢،٤)۔

٥۔ مفتی محمد اشرف قاسمی نے مندرجہ ذیل دلائل کی بنیاد پر جواز کی رائے قائم کی ہے:

- طبقات ابن سعد جزء تا بعین ص١٣٦ میں ہے کہ حضرت عروہؓ کے بٹن میں آدمیوں کے چہرہ کی تصویریں تھیں۔

- اسد الغا بہ میں حضرت انس بن مالکؓ کے حالا ت میں ہے کہ ان کی انگو ٹھی کے نگینہ پر ایک شیر غراں کی تصویر بنی تھی۔

- حضرت ابو ہریرہؓ کی انگوٹھی میں نگینہ تھا اس میں دو مکھیوں کی تصویریں بنی تھیں۔

- حضرت عمرؓ کے زما نہ میں ایک انگو ٹھی دستیا ب ہو ئی جس کے متعلق یہ معلوم ہوا تھا کہ: یہ دانیال نبی کی انگو ٹھی ہے، اور اس میں یہ مُرَقَّع تھا کہ دو شیر دائیں بائیں کھڑے تھے بیچ میں لڑکا تھا۔ حضرت عمرؓ نے یہ انگو ٹھی حضرت ابو مو سی اشعریؓ کو عنا یت فرما ئی (‘‘ التصوير لأحكام التصوير’’ شريک اشاعت جوا هرا لفقہ ١٦٧،٣تا٢٥٥)۔

- فی الدر المختا ر:أوكانت صغيرة لا تتبين تفاصيل أعضائها للناظر قائما وهی علی الأرض ذكره الحلبی، قال الشامی هذا أضبط لما فی القهستا نی...(إلی قوله) لكن فی الخزانة: إن كانت الصورة مقدار طير يكره وإن كان أصغر فلا يكره (شامی ٤٠٧،١)۔

- أبوهريرة رفعه فی التما ثيل رخص فيما كان يؤطأ وكره ماكان منصوبا بالأوسط بضعف (جمع الفوائد ١،١٢٧)۔

ان دلا ئل کی روشنی مینیہ کہا جاسکتا ہے کہ:

(الف) چھوٹی تصا ویر کے جواز اور بڑی تصا ویر کے عدم جواز سے معلوم ہوا کہ زمین پر پڑی ہو ئی جس جاندا ر تصویر کو کھڑے ہوکر دیکھنے کی صورت میں اس کے اعضاء صا ف طور پر نہ معلوم ہو تے ہیں،اس میں غور کیا جائے کہ یہ تصویر کتنے میگا پکسل(Mega pixel) کیمرے سے بنتی ہے۔ اسی مقدار میگاپکسل کیمرے سے ان تما م چیزوں اور پروگراموں کی ویڈیو بنانا جائز ہے جن کو عام حالا ت میں دیکھنااور دِکھانا جائز ہے۔ مقررہ میگاپکسل (Mega pixel) کیمرے سے ویڈیوز کی ریکارڈنگ کے بعد اسکرین (Screen)پرکتنی بھی بڑی نظر آ ئیں مجسم ذا ت کو آ ئینے اور پا نی میں دیکھنے کے حکم میں ہو کر عدم جواز سے باہر ہونگے۔

(ب) ویڈیوز میں ریکارڈنگ کی صورت میں میموری میں جب وہ محفوظ ہوتے ہیں تو ان کا سائز جائز صغیر مقدار میں بھی نہیں باقی بچتی ہے کہ بلا واسطہ اس کو دیکھا جا سکے، اس لیے اس کی ریکارڈنگ کسی بھی سائز کے میگاپکسل میں ہو جائز ہونا چاہئے، اور وہاں سے اسکرین پر دیکھنا،دیکھانا بھی جائز ہو نا چاہئے؛ کیوں کہ یہ سب آ ئینہ اور شاطی نہر یا خورد بین ودور بین میں دِکھنے کے مانند ہیں۔

۶۔ مفتی محمد عثمان بستوی کا خیال ہے کہ موبائل کی تصاویر یقینی طور پر دوسری تصاویر کی قباحت وشناعت کو ختم کرنے میں موثر کردار ادا کرتی ہیں؛ اس لئے سداً للباب موبائل کی تصاویر کے آگے بڑھانے کو عدم جواز کے دائرہ میں رکھنا احتیاط کا تقاضا ہے۔

۷۔ مفتی ظفر عالم ندوی کے مطابق اگر تصویریں اتنی چھوٹی ہوں کہ دیکھنے والوں کو اس کے اعضاء واضح نظر نہ آئیں تو ایسی تصاویر والے پیغامات کو آگے بھیجا جاسکتا ہے۔

- لو كانت الصورة صغيرة لا تبدو للناظر لا يكره، لأن الصغار جداً لا تعبد (البحر الرائق٢،٥٠)۔

۷۔ مساجد ومدارس وغیرہ میں CCTVکیمرے نصب کرنے کا حکم:

سوال (۷):CCTV کیمرہ ایک ایسا کیمرہ ہے جو اس کے دائرہ میں آنے والی تمام نقل و حرکت کو محفوظ کرلیتا ہے، اس سے چوری اور دوسرے مجرمانہ واقعات کو روکنے میں تو مدد ملتی ہے، اس کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو بے جا الزامات اور شبہات سے بچانا بھی آسان ہوجاتا ہے، اس مصلحت کے تحت مساجد اور مدارس وغیرہ میں ایسے کیمرے نصب کرنے کا کیا حکم ہوگا؟

موجودہ حالات میں سی سی ٹی وی (کیمرہ) کی جو اہمیت ہے او راداروں اور تجارتی محلات کی جو ضرورت ہے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے، اس لئے کہ اس

کے دائرہ میں آنے والی تمام نقل وحرکت محفوظ ہوجاتی ہے اور اس سے بہت سارے مسائل وواقعات وحادثات کو حل کرنے میں مدد ملتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کی افادیت کے پیش نظر تمام حضرات نے مساجد ومدارس میں بھی اس کے لگانے اور نصب کرنے کو درست قرار دیا ہے۔

دلائل:

١۔ خذوا حذرکم (سورہ نساء: ٧١) [مقالہ مولانا اختر امام عادل قاسمی، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی]۔

٢۔ ہو الذی خلق لکم ما فی الأرض جمیعاً (بقرہ: ٢٩) [مقالہ مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

٣۔ ویستثنی من النہی عن التجسس ما لو تعین طریقاً إلی إنقاذ نفس من الہلاک مثلاً کأن یخبر ثقۃ بأن فلاناً خلا بشخص لیقتلہ ظلماً، أو بامرأۃ لیزنی بہا، فیشرع فی ہذہ الصورۃ التجسس والبحث عن ذلک حذراً من فوات استدراکہ (فتح الباری ١٠،٥٦١) [مقالہ مولانا محمد زبیر ندوی]۔

٤۔ اتفق العلماء علی جواز اقتناء الکلب للصید أو لحفاظۃ الزرع والمواشی، فذکر الحافظ فی الفتح: أن الأصح عند الشافعیۃ إباحۃ اتخاذ الکلاب لحفظ الدرب (فتح الملہم ١،٥٤١) [مقالہ مولانا ظفر عالم ندوی]۔

٥۔ الضرورات تبیح المحظورات (الاشباہ والنظائر: ٧٣) [مقالہ مولانا اختر امام عادل قاسمی، مفتی امانت علی قاسمی، مولانا ندیم احمد انصاری، مولانا محمد احسن ندوی، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی، مولانا قمر الزماں ندوی، مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی، مولانا جمشید جوہر قاسمی، مفتی صادق محی الدین نظامی، مفتی سید باقر ارشد قاسمی، مولانا محمد معین الدین ندوی قاسمی، مفتی ریاست علی قاسمی، مفتی صفوان احمد قاسمی]۔

٦۔ وما أبیح للضرورۃ یتقدر بقدرہا (الاشباہ والنظائر) [مقالہ مفتی سید باقر ارشد قاسمی، مفتی ریاست علی قاسمی]۔

٧۔ الضرر الأشد یزال بالضرر الأخف (شرح القواعد الفقہیہ،٤٩٦) [مقالہ ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، مولانا محمد زبیر ندوی، مفتی سید باقر ارشد قاسمی]۔

٨۔ إذا ابتلی ببلیتین فلیختر أیہما أہون (شرح القواعد الفقہیہ،٤٩٦) [مقالہ ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی]۔

٩۔ الحاجۃ تنزل منزلۃ الضرورۃ عامۃ کانت أو خاصۃ (الاشباہ والنظائر: ١١٧) [مقالہ مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی]۔

١٠۔ الأمور بمقاصدہا (الاشباہ: ١٠٢) [مقالہ مولانا عبد المنان آسام]۔

١١۔ وفی فتح القدیر:والانتفاع بالکلب للحراسۃ والاصطیاد جائز إجماعاً لکن لا ینبغی أن یتخذ فی دارہ إلا أن خاف اللصوص أو عدوا (البحر الرائق٦،١٨٨) [مقالہ مولانا اختر امام عادل قاسمی]۔

١٢۔ ویباح فی الحرب بین المسلمین وغیرہم بعث الجواسیس لتعرف أخبار جیش الکفار من عدد وعتاد وأین یقیمون وما إلی ذلک (الموسوعۃ الفقہیہ ١٠،١٤٢) [مقالہ مولانا اختر امام عادل قاسمی، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی]۔

١٣۔ مفتی تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں: اس اختلاف سے ایک بات یہ سامنے آتی ہے کہ اس کا جواز اور عدم جواز دو وجہ سے مجتہد فیہ معاملہ بن گیا، ایک یہ کہ اس بارے میں امام مالک کا اختلاف ہے، دوسرے یہ کہ کیمرے کی تصاویر کے بارے میں علامہ بخیط کا فتوی موجود ہے، اس لئے مسئلہ مجتہد فیہ بن گیا، اور مجتہد فیہ مسئلہ میں حاجت عامہ کے وقت گنجائش پیدا ہوجاتی ہے، لہذا جہاں کہیں حاجت عامہ ہوگی، جیسے پاسپورٹ میں اور شناختی کارڈ میں یا کسی ایسی جگہ میں جہاں انسان کو اپنی شناخت کرانی ہو اور شناخت کے بغیر کام نہ چل سکتا ہو، اور تصویر کے بغیر اس کی شناخت نہ ہوسکتی ہو تو ان مواقع پر اس کا استعمال جائز ہوگا (درس ترمذی ٥،٣٥٠) [مقالہ مفتی محمد عثمان بستوی]۔

١٤۔ سی سی ٹی وی کیمرے میں گرچہ انسانوں کی تصویریں آتی ہیں، مگر اس کا استعمال صرف تصویروں کے لئے نہیں ہوتا، بلکہ حفاظتی نقطہ نظر سے بعض ناگزیر حالات میں اہم مقامات پر اس کا نصب کرنا ضروری قرار پاتا ہے اور اسی ضرورت کے پیش نظر اس کے نصب کرنے کی گنجائش بھی ہوتی ہے (المسائل المہمہ ٩،٢٤٢) [مقالہ مولانا معین الدین قاسمی]۔

چند دیگر آراء:

١۔ مفتی امانت علی قاسمی نے اس بنیادی دشواری کا ذکر کیا ہے اور تقریباً یہی رائے مفتی ریاض ارمان قاسمی کی بھی ہے کہ سی سی ٹی وی کیمرہ کے ذریعہ تصاویر کو محفوظ کیا جاتا ہے، اور دار العلوم دیوبند، مظاہر سہارنپور کے ساتھ ساتھ ہند وبیرون ہند کے بہت سے اداروں نے ڈیجیٹل تصویر کو بھی تصویر کے حکم میں رکھا ہے، یہی وجہ ہے کہ دار العلوم دیوبند کے دار الافتاء نے سی سی ٹی وی کیمرہ کے عدم جواز کا فتوی دیا ہے، جبکہ دار العلوم کراچی اور ہندوپاک کے بہت سے علماء نے اس کو تصویر قرار نہیں دیا ہے، بہرحال اس اختلاف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ناگزیر ضرورت کے موقع پر جواز کا فتوی دیا جاسکتا ہے۔

فالضرورۃ بلوغہ حداً إن لم یتناول الممنوع ہلک أو قاربہ، وہذا یبیح تناول الحرام (غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر ١،٢٧٧)۔

٢۔ مولانا صابر حسین ندوی کی رائے بھی مذکورہ رائے ہے لیکن انہوں نے کیمرہ کے نصب کئے جانے کے جواز کی چند وجوہات ذکر کی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

الف:کیمرہ کی تصویر کے حکم کے متعلق علماء مختلف نقطہائے نظر رکھتے ہیں، ایسے میں مالکیہ کے نقطہ نظر سے استفادہ کرتے ہوئے ضرورۃً کیمرہ کی تصاویر کی

اجازت دی گئی ہے،آج جبکہ سی،سی،ٹی وی کیمرہ کی ضرورت دوچند ہوگئی ہے،چنانچہ بہتر ہےکہ ‘‘المشقۃ تجلب التیسیر’’ اور‘‘الضرورات تبیح المحظورات’’ جیسے قواعد سے استفادہ کرتے ہوئے اس کے استعمال کی اجازت ہو۔

ب:یہ بھی فقہ اسلامی میں مسلم ہے کہ انسان کی جان ومال کی حفاظت مقاصد شریعت میں سے ہے،اور یہ ضرورت انسانی ہیں،چنانچہ عبدالوھاب خلاف لکھتے ہیں:‘‘الأمور الضروریۃ للناس ترجع إلی خمسۃ أشیاء:الدین والنفس والعقل والعرض والمال’’ (علم اصول فقہ، ص: ٢٠٠)، لہذا جس طرح جان ومال کی حفاظت کیلئے فوٹو کی اجازت دی گئی ہے، اسی طرح سی سی ٹی وی کیمرہ کی بھی اجازت ہوگی ؛کیونکہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو دعوت و ارشاد کے مراکز پر اثر پڑے گا،ملی جائیداد خطرہ سے دوچار ہوجائیں گی،اور ممکن ہے کہ غاصبین انہیں غصب کر بیٹھیں۔

ج:اصول فقہ کا یہ قاعدہ عام ہے کہ جب دو مفاسد میں تعارض ہوجائے تو دونوں میں اخف کا ارتکاب کر کے ضرر میں زیادہ بڑے مفسدہ کی رعایت کی جائے گی، ‘‘إذا تعارضت مفسدتان روعی أعظمھما ضرراً بارتکاب أخفھما’’(اشباہ والنظائر للسیوطی مع شرح الحموی١٫٢٨٦)، اس قاعدہ کے تحت یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ صورت مسئلہ میں دو ضرر شامل ہے:اول یہ کہ کیمرہ کا استعمال۔دوم یہ کہ جان ومال کا نقصان۔ان دونوں میں کیمرہ کے استعمال کی اجازت دینا زیادہ مناسب لگتا ہے ؛کیونکہ یہ مختلف فیہ ہونے کی وجہ سے ‘‘اخف مفاسد ’’ کے ارتکاب کے قائم مقام ہے۔

د:فقہاء نے جہاں ضرورت کی وجہ سے وقتی طور پر بعض غیر مباح کی اجازت دی ہے،وہیں یہ قاعدہ بھی نقل کیا ہے کہ؛‘‘الضرورۃ تقدر بقدرھا’’ یعنی ضرورت کو بقدر ضرورت ہی رکھا جائے ،اسے عمومی رواج یا فیشن بنا دینادرست نہیں،چنانچہ ضرورت کے پیش نظر مساجد ومدارس میناگرچہ سی سی ٹی وی کیمرہ لگانے کی اجازت ہے؛لیکن اسے ضرورت سے زائد توجہ دینامناسب نہیں ہے۔

٣۔ مولانا محبوب فروغ قاسمی کا کہنا ہے کہ تصویر فی نفسہ حرام ہے، بلا ضرورت اس گناہ کے ارتکاب کی اجازت نہیں ہوگی، البتہ ہر طرح کی کوشش ناکام ہوجائے تو آخری حربے کے طور پر کیمرہ کو بقدر ضرورت اختیار کیا جائے، ما أبیح للضرورۃ یقدر بقدرہا، الضرورات تبیح المحظورات وغیرہ قواعد فقہیہ۔

٤۔ مفتی محمد سلمان منصورپوری لکھتے ہیں کہ ایسی جگہ پر کیمرے نہ لگائے جائیں جن سے لوگوں کی نجی مصروفیات اور نقل وحرکت کی نگرانی کی جائے۔

٥۔ مفتی اسعد فلاحی لکھتے ہیں کہ درسگاہوں کے اندر، یا ان کی بلڈنگ یا اس کے صحن اور کمروں میں کیمرے نصب کرنے کی اجازت بالکل نہیں دی جاسکتی کہ یہ معاملہ فیما بین اللہ وبین الاساتذہ ہے، ورنہ معاملہ بدگمانیوں تک بھی پہنچ سکتا ہے، جس سے مدرسے کا پورا نظام بجائے بہتر ہونے کے ابتر ہوجائے گا، حدیث میں ہے: إن الأمیر إذا

ابتغی الریبۃ فی الناس أفسدہم (ابوداؤد)۔

۸۔ تحفظ کی خاطر اسکیننگ مشین کا استعمال اور اس سے گزارنے کا حکم:

سوال (۸):موجودہ دور مینیہ بات ممکن ہوگئی ہے کہ اسکیننگ مشین کے سامنے سے کوئی شخص گزرے تو اس کا پورا جسم مشین پر بیٹھے ہوئے شخص کوبے لباس نظر آئے گا، بعض مغربی ممالک میں ایئر پورٹوں پر اس طرح کی اسکیننگ مشین استعمال کی جارہی ہے، یہ بات بعید نہیں ہے کہ آئندہ ہمارے ملک میں بھی اس طرح کی مشینیں استعمال کی جائیں اور ایئر پورٹ کے علاوہ دوسرے مقامات پر بھی حفاظتی اقدامات کے مقصد سے ان کا استعمال ہو، کیا تحفظ کے نقطہ نظر سے ان کا استعمال جائز ہوگا؟ اور کیا مسلمانوں کے لئے درست ہوگا کہ وہ سفر کرنے کی غرض سے ایسی مشینوں سے گزرنے کو قبول کرلیں؟

اس پر تمام ہی مقالہ نگاروں کا اتفاق ہے کہ ایسی اسکیننگ مشین جس کے پاس سے گزرنے پر انسان پوری طرح برہنہ نظر آئے تو ایسی مشین کا استعمال کرنا یا اس کے سامنے سے گزرنا درست نہیں ہے، نہ شرعاً اور نہ اخلاقاً، اس لئے کہ یہ عمل انسانیت سوز بھی ہے اور شرم وحیا کے خلاف بھی، اور اس میں انسان کی توہین وتحقیر بھی ہے، جبکہ اللہ تعالی نے انسان کو مکرم ومحترم بناکر پیدا کیا ہے، ولقد کرمنا بنی آدم۔

دلائل:

۱۔ وینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون (النحل: ۹۰) [مقالہ مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

۲۔ إن الذین یحبّون أن تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا (سورہ نور) [مقالہ مولانا قمر الزماں ندوی]۔

۳۔ یا بنی آدم لا یفتنّکم الشیطان کما أخرج أبویکم من الجنۃ ینزع عنہما لباسہما لیریہما سوءاتہما إنہ یراکم ہو وقبیلہ من حیث لا ترونہم (الاعراف: ۲۷) [مقالہ مولانا جمشید جوہر قاسمی]۔

۴۔ یا بنی آدم قد أنزلنا علیکم لباسا یواری سوءاتکم وریشاً ولباس التقوی ذلک خیر(سورہ اعراف) [مقالہ مولانا جمشید جوہر قاسمی]۔

۵۔ ولا تحسّسوا ولا تجسّسوا ولا تنافسوا ولا تحاسدوا (مسلم: ۲۵۶۳) [مقالہ مولانامحمد زبیر ندوی، مفتی اسعد فلاحی نے اسے سوال نمبر ۷ کے تحت دلیل کے طور پر پیش کیا ہے، اور پھر جاسوسی کے تعلق سے مختلف عبارتیں پیش کی ہیں]۔

۶۔ قال رسول اللہ ﷺ: لا ینظر الرجل إلی عورۃ الرجل ولا المرأۃ إلی عورۃ المرأۃ (صحیح مسلم: ۷۹۴) [مقالہ مولانا اختر امام عادل قاسمی، مفتی سید باقر ارشد، مولانا معین الدین ندوی قاسمی]۔

۷۔ من اطلع فی بیت قوم بغیر إذنہم فقد حل لہم أن یفقأوا عینہ (مسلم: ۵۶۴۲) [مقالہ مولانا قمر الزماں ندوی]۔

٨۔ بہز بن حکیم سے روایت ہے: قلت: یا رسول اللہ ﷺ! عوراتنا ما نأتی منہا وما نذر؟ قال: احفظ عورتک إلا من زوجتک أو ما ملکت یمینک، قال: قلت: یا رسول اللہ! إذا کان القوم بعضہم فی بعض؟ قال: إن استطعت أن لا یرینّہا أحد فلا یرینّہا، قال: قلت: یار سول اللہ! إذا کان أحدنا خالیاً؟ قال: اللہ أحق أن یستحیی منہ من الناس (ابوداؤد: ٤٠١٧) [مقالہ مولانا ندیم احمد انصاری، مفتی سید باقر ارشد قاسمی]۔

٩۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: صنفان من أہل النار لم أرہما:قوم معہم سیاط کأذناب البقر یضربون بہا الناس، ونساء کاسیات عاریات ممیلات مائلات رؤوسہن کأسنمۃ البخت المائلۃ لا یدخلن الجنۃ ولا یجدن ریحہا، وإن ریحہا لتوجد من مسیرۃ کذا وکذا (مشکوۃ٣٠٦٫٢) [مقالہ مفتی عثمان بستوی]۔

١٠۔ لا یحل النظر إلی عورۃ غیرہ فوق ثوب ملتزق بہا یصف حجمہا فیُحمل ما مرّ علی ما إذا لم یصف حجمہا فلیتأمل (شامی ٥٢٤٫٩) [مقالہ مولانا اختر امام عادل قاسمی، مفتی سلمان منصورپوری، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی]۔

١١۔ ہذا إذا لم تکن ثیابہا ملتزقۃ بہا بحیث تصف ما تحتہا کالقباء التورکیۃ،و لم یکن رقیقاً بحیث یصف ما تحتہ وإن کانت بخلاف ذلک ینبغی لہ أن یغضّ بصرہ لأن ہذا الثوب من حیث إنہ لا یسترہا بمنزلۃ شبکۃ علیہا، والأصل فیہ ما روی عن عمر رضی اللہ عنہ أنہ قال:لا تلبسوا نساءکم الکتان والقباطی فإنہا إن تشف تصف(المحیط البرہانی ٣٠٫٨) [مقالہ مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی]۔

دیگر متفرق آراء:

١۔ مولانا اختر امام عادل قاسمی، مولانا معین الدین ندوی قاسمی، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی، مفتی ریاض ارمان قاسمی، مولانا قمر الزماں ندوی اور مفتی سیدباقر ارشد قاسمی وغیرہ کا کہنا ہے کہ اگر حفاظتی نقطہ نظر سے اس کی شدید ضرورت ہو اور اسکیننگ کے بغیر مطلوبہ تحفظ کے مقاصد پورے نہ ہوتے ہوں تو ایسی اسکیننگ مشینوں کے استعمال کی گنجائش ہوگی، جس طرح شریعت نے علاج کے وقت تمام ستر کو بقدر ضرورت دیکھنے یا چھونے کی اجازت دی ہے:

إذا کان المرض فی سائر بدنہا غیر الفرج یجوز النظر إلیہ عند الدواء، لأنہ موضع ضرورۃ، وإن کان فی موضع الفرج، فینبغی أن یعلم امرأۃ تداویہا فإن لم توجد وخافوا علیہا أن تہلک أو یصیبہا وجع لا تحتملہ یستروا منہا کل شئ إلا موضع العلۃ ثم یداویہا الرجل ویغضّ بصرہ ما استطاع إلا عن موضع الجرح (شامی ٥٣٣٫٩، فتاوی ہندیہ٣٣٠٫٥)۔

٢۔ ڈاکٹر فہیم اختر ندوی لکھتے ہیں کہ اسکیننگ مشینوں کے سامنے سے گزرنے والے کا جسم اس طرح بے لباس نظر نہیں آئے گا جس طرح کھلی آنکھوں سے نظر آتا ہے؛ بلکہ اس کی نوعیت وہ ہوگی جو علاج کے وقت ایکسرے اور اسکیننگ کی اعلی مشینوں

کے ذریعہ ہوتی ہے، لہذا حفاظتی نقطہ نظر سے ایسی مشینوں کا استعمال بوقت ضرورت کیا جاسکتا ہے، اور جہاں ایسی مشینوں کا لزوم ہو وہاں مسلمانوں کے لئے ان سے گزرنا قبول کیا جاسکتا ہے؛ کیونکہ یہ نہ تو بے لباس ہونا ہے اور نہ اختیاری عمل ہے [مولانا نذر توحید مظاہری، مولانا صابر حسین ندوی]، لیکن مولانا صابر حسین ندوی نے اجازت کے یہ اسباب بیان کئے ہیں:

الف:سب سے پہلی بات یہ کہ اسکیننگ مشین کے سامنے بے لباس ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انسانی ساخت کا اظہار ہو،اس کا یہ مطلب نہیں کہ فی الحقیقہ کسی کو عریاں کردیا جائے،ایسے میں حفاظتی نقطہ نظر سے اصول ''دفع المفاسد مقدم علی جلب المصالح'' (البحرالمحیط۷؍۲۸۰) کا خیال کرتے ہوئے اس پر عمل درآمد کی اجازت زیادہ بہتر ہے۔

ب:بعض صورتوں میں عریاں ہونے کی اجازت دی گئی ہے، جیسا کہ روایت میں ''إلا من زوجتک أو ما ملکت یمینک'' کا ذکر ہے، اور قرآن کریم میں اسی لئے بچوں کو دوپہر میں اجازت لے کر گھر میں جانے کا حکم دیاہے؛کیونکہ اس وقت آرام کرنے کیلئے کپڑے اتار دئے جاتے تھے ''وحین تضعون ثیابکم من الظھیرۃ'' (نور: ٥٨)؛ البتہ یہ بات قابل غور ضرور ہے کہ عریاں ہونے کی اجازت زوجہ یا باندی کے پاس ہی ہے؛ایسے میں کسی اور کے سامنے ا س کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے؟ اس سلسلہ میں اتنا کہنا کافی ہے کہ شق الف مد نظر رہے اور یہ بھی خیال رہے کہ اسے ضرورت کے پیش نظر جائز سمجھا جائے۔

ج:چونکہ عریانیت شرافت کے خلاف ہے،اس لئے اول درجہ میں یہ کوشش ہونی چاہئے کہ اسکیننگ مشین سے پرہیز کرے اور کسی دوسرے طریقہ سے حفاظتی مہم انجام دے،اسی پر عمل عزیمت سمجھا جائے گا۔

٣۔ ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی کا کہنا ہے اور تقریبا یہی رائے مفتی محمد اشرف قاسمی کی بھی ہے کہ اگر کوئی خطرناک مجرم ہو اور شبہ ہو کہ اس کے پاس دھماکہ خیز اشیاء ہے، یا اس کے پاس کوئی اہم راز ہے تو ایسے شخص کو اسکیننگ مشین کے سامنے سے گزارا جاسکتا ہے، جیسا کہ فتح کے موقع پر خفیہ خط لے جانے والی عورت سے صحابہ نے کہا تھا:

- لتخرجن الکتاب أو لنجردنک، وفی روایۃ: أو لنلقین الثیاب (بخاری: ١١٣٤)۔

- وقولہ إلا لحاجۃ، ہو أن یرید الشہادۃ علیہا فیجوز لہ النظر إلی وجہہا وإن خاف الشہوۃ؛ لأنہ مضطر إلیہ فی إقامۃ الشہادۃ، أصلہ شہود الزنا الذین لا بدّ من نظرہم إلی العورۃ إذا أرادوا إقامۃ الشہادۃ (الجوہرۃ ٢؍٢٨٤)۔

- ویجوز النظر إلی الفرج للخاتن وللقابلۃ وللطبیب عند المعالجۃ، ویغضّ بصرہ ما استطاع کذا فی السراجیۃ (فتاوی ہندیہ ٥؍٣٣٠)۔

٤۔ مفتی عثمان بستوی کے بقول ستر کو دیکھنے اور دکھانے کی حرمت شہوت وفتنہ کے اندیشہ کی وجہ سے ہے، اور حفاظت کے لئے لگائی جانے والی مشینوں سے اسکیننگ

میں فتنہ اور شہوت کا اندیشہ عدم کے درجہ میں معلوم ہوتا ہے، اس لحاظ سے ضرورت کے وقت گنجائش نکلتی ہے۔

۵۔ مفتی محمد شاہجہاں ندوی کی رائے ہے کہ بلاحاجت شدیدہ اور مصلحت راجحہ ایسے ممالک کا سفر نہ کریں، اس لئے کہ محض سیر وسیاحت حاجت میں داخل نہیں ہے، اللہ تعالی کاارشاد ہے: وقد فصّل لکم ما حرّم علیکم إلا ما اضطررتم إلیہ (الانعام: ۱۱۹)۔

جبکہ مفتی عثمان بستوی اور مفتی سلمان منصورپوری کا نقطہ نظر یہ ہے کہ سفر کرنا ایک ضرورت ہے، اس لئے سفر کے وقت ایسی مشینوں سے گزرنے کی گنجائش ہے، اور بحالت مجبوری مسلمان کے لئے اس مشین سے گزرنا درست ہوگا [مفتی ریاض ارمان قاسمی]۔

۵۔ مولانا ابوبکر ندوی کی رائے یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے بوقت ضرورت اسکیننگ مشین سے گزرتے وقت کشف عورت میں ضرر ہے، لیکن نہ گزرنے کی صورت میں اس سے بڑا ضرر ہے، لہذا قانونی طور پر جب گزرنا ضروری ہوجائے تو جائز ہے، اور حفاظت کے لئے اس کا استعمال کرنا بھی جائز ہے۔

۔ قال السبکی ..... ما لو کان أحدہما أعظم ضرراً، وعبارۃ الکتانی لا بدّ من النظر لأخفہما وأغلظہما (الاشباہ والنظائر: ۱۱۶)۔

۔ أتی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بغلام وقد سرق فقال: انظروا إلی مؤتزرہ فنظروا فلم یجدوہ أنبت الشعر فلم یقطعہ (السنن الکبری۶،۹۷)۔

۔ (قلت:ویباح النظر لمعاملۃ) من بیع وغیرہ (وشہادۃ) تحملا وأداء حتی یجوز النظر إلی الفرج للشہادۃ علی الزنا والولادۃ، وإلی الثدی للشہادۃ علی الرضاع (مغنی المحتاج: ۴)۔

۔ ذہب جمہور الفقہاء إلی أنہ یجوز عند الحاجۃ الملجئۃ کشف العورۃ من الرجل والمرأۃ (الموسوعۃ الفقہیہ۳۱،۵۶)۔

۶۔ مفتی صادق محی الدین نظامی کہتے ہیں اور تقریباً یہی رائے مفتی ریاست علی قاسمی کی ہے کہ تمام مسلمانوں کو اس مشین سے استثناء دیئے جانے کی ہر سطح پر کوشش کرنی چاہئے، اگر یہ کوشش کامیاب نہ ہو تو اخلاقی حدود کا لحاظ رکھتے ہوئے اور مملکتی قوانین کے دائرے میں صدائے احتجاج بلند کرنا چاہئے۔

- من رأی منکم منکراً فلیغیّرہ بیدہ، فإن لم یستطع فبلسانہ، فإن لم یستطع فبقلبہ، وذلک أضعف الإیمان (مسلم۱،۵۱)۔

۷۔ مفتی اسعد فلاحی لکھتے ہیں کہ فقہی عبارات، فقہی اصول اور ایکسرے کی صورت میں پیش کردہ نظیر کی روشنی میں بندہ کی رائے ہے کہ ضرورت داعیہ کی وجہ سے مشقت کو دور کرتے ہوئے مسلمانوں کو ایسی اسکیننگ مشینوں سے گزرنا جائز ہوگا، المشقۃ تجلب التیسیر۔

* مفتی محمد شاہجہاں ندوی نے اسکیننگ مشینوں سے گزرنے کے نقصانات کا بھی ذکر کیا ہے:

۱۔ اس سے نکلنے والی شعاع سے دوچار ہونے کی وجہ سے انسان کینسر کا شکار ہوسکتا ہے۔
۲۔ حاملہ خاتون کے ایسی شعاع سے دوچار ہونے سے بچہ کی صورت بگڑنے کا خطرہ رہتا ہے۔
۳۔ اس کا اثر مرد کی قوت مردانگی اور ذہانت پر بھی پڑتا ہے۔
۴۔ اگر کسی مریض کے جسم میں دل کی دھڑکن والی مشین لگی ہو یا انسولین کا آلہ پڑا ہو تو ایسی مشین کا اس پر سنگین اثر پڑسکتا ہے۔
* مولانا یاسر مجید ندوی کا کہنا ہے کہ ان مشینوں سے صحت پر منفی اثرات پڑنے کےعلاوہ یہ انسانی حقوق کی بھی خلاف ورزی ہے، پھر لکھتے ہیں کہ یہ اسکیننگ مشینیں دو طرح کی ہیں: ۱۔Back Scatter، ۲۔ AIT Scaner ، انسان کا جسم بے لباس دکھانے کی وجہ سے اول الذکر کے خلاف کافی تنقید ہوئی، جس کی وجہ سے اس کو بہت سارے مقامات پر ثانی الذکر سے بدلا گیا، جوکہ کارٹون کی شکل میں انسان کا خاکہ پیش کرتی ہے اور جسم کے پیچ وخم نہیں دکھاتی ہے؛ البتہ مسافر کے ساتھ کسی مشکوک چیز کی نشاندہی پیلے نشان سےکرتی ہے۔

محور دوم:

۱۔ انٹرنیٹ سے مقفل معلومات کی چوری کا حکم:

سوال (۱):اللہ تعالی نے انسان کی فطرت میں اپنی چیزوں کے اخفاء کا مزاج بھی رکھا ہے، ایسی چیزوں کو آج کل انٹرنیٹ پر محفوظ کیاجاتا ہے، اگر یہ معلومات مقفل رکھی جائیں تو دوسرا شخص ان تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا، لیکن کچھ آئی ٹی ماہرین کے اندر یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ ان کا قفل توڑ کر معلومات کی چوری کرلیتے ہیں، تو کیا یہ درست ہوگا؟ اور کیا اس سلسلہ میں مختلف قسم کی معلومات کی چوری کے احکامات الگ الگ ہوں گے، یعنی ایسی معلومات جن سے اس شخص کی عزت و آبروکوٹھیس لگ سکتی ہو ،یا معاشی پہلوسے نقصان پہنچ سکتا ہو، یا ایسی معلومات جن سے چوری کرنے والے کو تو فائدہ ہو، لیکن اصل شخص کوکوئی نقصان نہ ہو،جیسے علمی و مطالعاتی یادداشتیں وغیرہ؟

تقریباً تمام مقالہ نگاروں کی رائے ہے کہ انٹرنیٹ یا کسی کے مخصوص ایمیل کا پاسورڈ توڑ کر معلومات چوری کرنا ناجائز اور گناہ کا کام ہے، مفتی محمد اسعد فلاحی نے سب سے پہلے مختلف حوالوں سے چوری کی تعریف کی ہے، مثلاً:

- السرقة:ہی أخذ مال الغیر من حرز المثل علی الخفیة والاستتار (موسوعة الفقہ الاسلامی والقضایا المعاصرة ۴۲٫۶) [مولانا یاسر مجید ندوی]۔

۔ السرقة التی توجب القطع: عبارة عن أخذ مال الغیر علی سبیل الخفیة من

الحرز(الفتاوی التاتارخانیہ ۴۲۷،۶)۔

۔ فی الاصطلاح:ہی أخذ العاقل البالغ نصاباً محرزاً، أو ما قیمتہ نصاب، ملکاً للغیر لا شبہۃ لہ فیہ علی وجہ الخفیۃ (الموسوعۃالفقہیہ۲۹۲،۲۴)۔

۔ سرقۃ: ہو أخذ الشئ من الغیر علی وجہ الخفیۃ بغیر حق سواء کان نصاباً أم لا (البحر الرائق ۵۰،۵، ہدایہ ۵۳۷،۲) [مفتی سید باقر ارشد قاسمی، مفتی امانت علی قاسمی]۔

۔ سرقہ کے ضمن میں مفتی صادق محی الدین نظامی وغیرہ نے یہ وضاحت پیش کی ہے کہ محفوظ مواد کی چوری اصل شئی کی چوری نہیں ہے، بلکہ اس محنت کی معنوی چوری ہے جسے بڑی محنت سے محفوظ کرنے والے نے تیار کی ہے، چونکہ حقوق کی مالی منفعت تسلیم کرلی گئی ہے، اس لئے ان کی خریدوفروخت کے جواز کا رجحان پیدا ہوگیا ہے، بعض فقہاء جیسے شوافع وحنابلہ کے یہاں حقوق ومنافع کی بیع بھی درست ہے۔

۔ ہو عبارۃ عن تملیک عین مالیۃ، أو منفعۃ مباحۃ علی التابید بعوض مالیّ (الانصاف مع المقنع ۷،۱۱)۔

تمہیدی گفتگو:

مفتی سید باقر ارشد قاسمی نے انٹرنیٹ اور پاسورڈ سے متعلق درج ذیل تفصیلات پیش کی ہیں:

انٹرنیٹ کی چوری یہ ہے کہ انفارمیشن ٹکنالوجی (آئی ٹی) کے ماہرین کسی بھی شخص کے پاس ورڈ کو توڑ کر مقفل مواد جس کو انگریزی اور کمپیوٹر کی اصطلاح میں پاس ورڈ پروٹیکٹیڈ میٹریل Password Protected Material کہا جاتا ہے، چوری کرلیتے ہیں۔

Password Protected Materialاصل میں انٹرنیٹ پر سوشل میڈیا (Social Media)یعنی فیس بک، ٹیوٹروغیرہ کے پیجز پر رکھا جاتا ہے ،جو شخصی اور قومی ہوتا ہے ، ان کا مخصوص Passwordہوتا ہے ۔ اس پاس ورڈ(Password)کو توڑ کرکے ڈاٹاکو حاصل کرلیا جاتا ہے جس کو کمپیوٹر کی اصطلاح میں ہیکنگ سوشل میڈیا اکاؤنٹس (Hacking Social Media Accounts)کہا جاتا ہے۔اس قسم کی چوری میں آدمی کی عزت و آبرو کو ٹھیس پہونچتی ہے یا اس کی بعض بہت ہی خاص قسم کی ذاتی وشخصی معلومات کے افشاء ہونے یاطشت از بام ہوجانے کا خطرہ ہوجاتا ہے جس سے اس شخص کی بے عزتی وذلت ہوسکتی ہے۔

کمپیوٹر یا انٹرنیٹ پر ایک قسم کا مقفل ڈاٹا(Password Protected Material) رکھا جاتا ہے جومتعلقہ شخص کے کاروباری، تجارتی یا مالیات سے متعلق ہوتا ہے جیسے بینک کے اکاؤنٹس کی تفصیلات،کاروباری تفصیلات کی فائلیں یا تجارتی پہلو سے حساب و کتاب کی تفصیلات پر مشتمل فائلیں۔ اس جیسے ڈاٹا کی چوری کو کمپیوٹر یا انٹرنیٹ کی اصطلاح مینہیکنگ بینک اکاؤنٹس(Hacking Bank Accounts)کہا جاتا ہے۔اس قسم

کے ڈاٹا کی چوری سے آدمی کو مالی خسارہ یا معاشی نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہوتا ہے؛ بلکہ اس کی مالیات کی تمام تفصیلات کسی دوسرے کے پاس چلی جاتی ہے جس سے وہ چوری کرنے والا شخص اس شخص کو بہت بڑے مالی نقصان سے دوچار کرسکتا ہے۔

انٹرنیٹ سے ایک قسم کی چوری اور ہوتی ہے جس میں معلومات کی چوری کی جاتی ہے ،جیسے کوئی علمی مواد یا مطالعاتی یادداشتیں وغیرہ ، اس کو کمپیوٹر کی اصطلاح میں کریکنگ کی جنریشن سافٹ ویئر (Cracking Key Generation Software)کہا جاتا ہے۔ یعنی ایسے سوفٹ وئیرجن کی مدد سے کسی بھی فائل کو کھول لیا جاسکتا ہے۔اس قسم کی چوری سے آدمی کو تو نقصان نہیں ہوتا مگر چرانے والے کا علمی فائدہ ہوسکتا ہے۔

اب ان تینوں قسم کی چوریوں کے احکام اور دلائل ذکر کئے جاتے ہیں:

* اگر ایسی معلومات کی چوری ہو جس سے کسی شخص کی عزت وآبرو کو ٹھیس لگ سکتی ہو تو یہ عمل تجسس کے دائرہ میں آئے گا جو کہ حرام ہے۔

- التجسس: البحث عن الشئ، والتحسس الاستماع إلى حديث القوم وهم لہ كارهون، أو يتسمّع على أبوابهم (تفسير ابن كثير ۶۵۶٫۵) [مقالہ مفتی محمد سلمان منصورپوری، مفتی شبیر احمد قاسمی، ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی]۔

- التجسس:هو التفتيش عن بواطن الأمور (موسوعہ فقہیہ۲۷۹٫۳) [مقالہ مولانا جمشید جوہر قاسمی]۔

* مفتی محمد عثمان بستوی نے تجسس کی تین حالتیں بیان کی ہیں:

تجسس کی تین قسمیں ہیں:(۱) واجب (۲) حرام (۳) مباح، التجسس تعتريہ أحكام ثلاثۃ:الحرمۃ والوجوب والإباحۃ۔

تجسس حرام: اہل اسلام کے عیوب جو مخفی ہوں ان کی ٹوہ اور تلاش میں رہنا تجسس حرام میں داخل ہے۔

فالتجسس فی الأصل حرام منہی عنہ على المسلمين لقولہ تعالى:ولا تجسسوا، ولقولہ علیہ الصلاۃ والسلام:يا معشر من آمن بلسانہ ولم يدخل الإيمان إلى قلبہ لا تتبعوا عورات المسلمين فإن من تتبع عورات المسلمين تتبع الله عورتہ حتى يفضحہ ولو فی جوف بيتہ۔

تجسس واجب: جو مفسدین لوگوں کو نقصان پہنچانے ، فساد مچانے کی فکر میں ہوں مثلاً چور ڈاکو وغیرہ تو ان کو ان کے برے ارادے اور اقدام سے روکنے کے لئے ان کی جستجو وتلاش کرنا واجب ہے۔

قد يكون التجسس واجبا .....اللصوص وقطاع الطريق أرى أن يطلبوا فی مظانہم، وطلبہم لا يكون إلا بالتجسس (الموسوعہ الفقہیہ ۱۶۲٫۱۰)۔

تجسس مباح: کفار کے لشکر کے احوال کے متعلق تلاش وجستجو، اسی طرح اگر حاکم کسی کے بارے میں کسی جگہ جرم اور معصیت کے لئے اکٹھا ہونے اور معصیت

کرنے کی خبر ملے تو ان کی تلاش وجستجو معصیت کو روکنے کے لئے جائز ومباح ہے: للمحتسب أن یکشف علی مرتکبی المعاصی لأن قاعدۃ ولایۃ الحسبۃ: الأمر بالأمر والنہی عن المنکر (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۰،۱۶۲، کتاب الخراج)۔

ان تینوں قسموں کو حضرت تھانویؒ نے اپنی تفسیر میں بہت جامع انداز میں بیان کردیا ہے جو شاید کہیں اور منقول نہیں، لہذا تفصیل کےلئے دیکھئے: بیان القرآن، ص: ۹۹۴۔

دلائل:

۱- ولا تقف ما لیس لک بہ علم إن السمع والبصر والفؤاد کل أولئک کان عنہ مسئولا (بنی اسرائیل: ۳۶) [مقالہ مفتی سید صادق محی الدین، مفتی محمد اشرف قاسمی]۔

۲- عن أبی ہریرۃؓ عن النبیﷺ: إیاکم والظن فإن الظن أکذب الحدیث، ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تدابروا ولا تباغضوا وکونوا عباد اللہ إخواناً (بخاری: ۶۰۶۴) [مقالہ مفتی سلمان منصورپوری، مولانا جمشید جوہر قاسمی، مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی، مفتی ریاض ارمان قاسمی، مفتی شبیر احمد قاسمی، ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، مفتی محمد عثمان بستوی]۔

۳- ومن استمع إلی حدیث قوم، وہم لہ کارہون، صُبّ فی أذنیہ الآنک یوم القیامۃ (بخاری: ۷۰۴۲) [مقالہ مفتی محمد شاہجہاں ندوی، مفتی محمد عثمان بستوی]۔

۴- المسلم أخو المسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ ولا یحقّرہ ..... (مسلم) [مقالہ مفتی سید باقر ارشد قاسمی]۔

۵- قال رسول اللہﷺ: ما من امرئ یخذل امرءاً مسلماً فی موضع ینتہک فیہ حرمتہ وینتقص فیہ من عرضہ إلا خذلہ اللہ فی موطن یحب فیہ نصرتہ، وما من امرئ ینصر مسلماً فی موضع ینتقص فیہ من عرضہ وینتہک فیہ من حرمتہ إلا نصرہ اللہ فی موطن یحب نصرتہ (ابوداؤد: ۴۸۸۴) [مقالہ مولانا معین الدین ندوی قاسمی]۔

۶- من ستر مسلماً سترہ اللہ یوم القیامۃ (ترمذی: ۱۴۲۶) [مفتی سید صادق محی الدین نظامی]۔

۷- من ستر عورۃ أخیہ المسلم سترہ اللہ عورتہ یوم القیامۃ ومن کشف عورۃ أخیہ المسلم کشف اللہ عورتہ حتی یفضحہ بہا فی بیتہ (ابن ماجہ: ۲۵۴۶) [مقالہ مفتی صادق محی الدین، مولانا قمر الزماں ندوی، مفتی عثمان بستوی]۔

۸- لا إیمان لمن لا أمانۃ لہ(مسند احمد۳،۱۳۵) [مقالہ مفتی سید باقر ارشد قاسمی]۔

۹- والمراد لا تبحثوا عن عیوب الناس ولا تتبعوہا (تکملۃ فتح الملہم ۵،۳۵۹) [مقالہ مفتی محمد سلمان منصورپوری]۔

* اگر کسی نے پاسورڈ توڑ کر معلومات کی چوری کی جس کی وجہ سے محفوظ کرنے والے کو مالی اور معاشی نقصان پہنچا تو یہ سرقہ کے دائرہ میں آئے گا جوکہ ناجائز

اور حرام ہے۔

دلائل:

- السارق والسارقۃ فاقطعوا أیدیہما جزاء بما کسبا نکالاً من اللہ (مائدہ: ۳۸) [مقالہ مفتی سید صادق محی الدین، مولانا عبید اللہ ندوی، مفتی ریاض ارمان قاسمی، مولانا صابر حسین ندوی]۔

- لا تأکلوا أموالکم بینکم بالباطل ..... (النساء: ۲۹) [مقالہ مولانا سید باقر ارشد قاسمی، مفتی امانت علی قاسمی]۔

- إن اللہ لا یحب المعتدین (مائدہ: ۸۷) [مقالہ مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

- عن عبادۃ قال:بایعت رسول اللہﷺ فی ربط فقال:أبایعکم علی أن لا تشرکوا باللہ ولا تسرقوا (بخاری) [مقالہ مولانا قمر الزماں ندوی]۔

- کل المسلم علی المسلم حرام دمہ ومالہ وعرضہ (مشکوۃ ۴۲۲٫۲) [مقالہ مفتی ریاست علی قاسمی، مولانا اختر امام عادل قاسمی، مفتی ریاض ارمان قاسمی، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی، ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی]۔

- لا ضرر ولا ضرار (ابن ماجہ: ۲۳۴۱) [مقالہ مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

- لا یحل مال امرئ مسلم إلا بطیب نفس منہ (مسند احمد: ۲۰۶۹۹۵، مجمع الزوائد ۱۷۱٫۴) [مقالہ مولانا محمد زبیر ندوی، مفتی سید باقر ارشد قاسمی، مولانا محمد احسن ندوی، مفتی امانت علی قاسمی]۔

- حرمۃ مال المسلم کحرمۃ دمہ (کنز العمال ۹۳٫۱، مجمع الزوائد ۱۷۲٫۴) [مقالہ مولانا جمشید جوہر قاسمی، مفتی سید باقر ارشد قاسمی، مولانا محمد احسن ندوی]۔

- لا یجوز التصرف فی مال غیرہ بغیر إذنہ ولا ولایتہ (شامی ۲۹۱٫۹) [مقالہ مفتی سلمان منصورپوری، مولانا اختر امام عادل قاسمی، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی]۔

- لا یجوز لأحد أن یتصرف فی ملک غیرہ إلا بإذنہ (الاصول والقواعد للفقہ الاسلامی: ۲۸۱) [مقالہ مولانا معین الدین ندوی قاسمی، مفتی ریاض ارمان قاسمی]۔

- ہو عبارۃ عن تملیک عین مالیۃ أو منفعۃ مباحۃ علی التابید بعوض مالی (الانصاف مع المقنع ۷٫۱۱) [مقالہ مفتی سید صادق محی الدین]۔

* اوراگر کسی نے علمی ومطالعاتی کتابوں اور یادداشتوں کی چوری کی جس سے اس کو فائدہ تو ہو لیکن محفوظ کرنے والے اصل شخص کا کوئی نقصان نہ ہو، تو بلا اجازت ایسا کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

دلائل:

- لا یجوز لأحد أن یتصرف فی ملک غیرہ بلا إذنہ (شرح المجلہ ۶۱٫۱) [مقالہ مفتی محمد اسعد فلاحی، مفتی امانت علی قاسمی]۔

- فتاوی قاسمیہ میں ہے: کمپنی کی اجازت کے بغیر خفیہ طور پر نیٹ کے ذریعہ

مذکورہ کتابیں حاصل کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ عرفی اور قانونی اعتبار سے ان کتابوں کی اشاعت کا حق کمپنی کے نام محفوظ ہے اور اس میں بلا اجازت تصرف کرنا یقیناً حق تلفی اور گناہ ہے، لیکن جب یہ کتابیں کسی طرح حاصل کرکے کسی مفت ویب سائٹ پر ڈال دی جائیں اور وہاں سے کوئی دوسرا شخص فائدہ اٹھائے تو وہ حق تلفی کرنے والوں میں شامل نہیں ہوگا؛ کیونکہ اس کے اس عمل کی وجہ سے کمپنی کا کوئی نقصان نہیں ہورہا ہے، بلکہ ساری ذمہ داری ناحق طور پر ویب سائٹ پر ڈالنے والے پر ہی رہے گی (فتاوی قاسمیہ ۲۴؍۷۰۰) [مقالہ مفتی محمد اسعد فلاحی]۔

* اگر کسی شخص نے علمی مطالعاتی مواد کی چوری کی ہے جس سے اصل مالک کو کوئی نقصان بھی نہیں ہورہا ہے، پھر بھی بلا اجازت اس سے استفادہ کرنا جائز نہیں ہے، بعض حضرات نے کچھ صورتوں میں اس کی اجازت دیتے ہوئے اس کے احکام بیان کئے ہیں:

۱۔ مفتی سید باقر ارشد قاسمی کی رائے یہ ہے کہ معلوماتی وعلمی مواد کی چوری کرکے بغیر مالک کی اجازت کے اس سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں، لیکن جس مواد کو پرنٹ کرلیا گیا ہو یا خود انٹرنیٹ میں اس کو کسی ویب سائٹ کے ذریعہ یا کسی بلاگ کے ذریعہ پبلش کردیا گیا ہو تو اس سے استفادہ کرنا جائز بلکہ مباح ہے۔

۲۔ یہ صورت جائز مع الکراہت معلوم ہوتی ہے [ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام صدیقی]۔

دلائل:

- ولا تتبع ما لیس عندک (ابن ماجہ: ۲۱۸۷) [مقالہ مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی]۔

- لا یحل لامرئ أن یأخذ عصا أخیہ بغیر طیب نفس منہ (صحیح ابن حبان ۱۳؍۳۱۶) [مقالہ مولانا اختر امام عادل قاسمی، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی]۔

- ولا یجوز بیع ما لا یملکہ من غیر إذن مالکہ ..... ولا یجوز بیع ما لم یستقر ملکہ علیہ (المہذب۲؍۱۷۰) [مقالہ مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی]۔

متفرق آراء:

۱۔ مفتی ظفر عالم ندوی کا کہنا ہے کہ قفل توڑ کر محفوظ معلومات میں دست درازی کرنا یہ چوری اور خیانت کے حکم میں داخل ہوجائے گا۔

- یا أیہا الذین آمنوا لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا أماناتکم وأنتم تعلمون (سورہ انفال: ۲۷) [مقالہ مولانا محمد زبیر ندوی، مفتی محمد اشرف قاسمی]۔

- إن اللہ لا یحب الخائنین (انفال: ۵۸) [مقالہ مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

۲۔ مفتی صادق محی الدین نظامی لکھتے ہیناور مفتی اسعد فلاحی بھی تقریباً یہی رائے رکھتے ہیں کہ کسی کی نجی معلومات کی چوری کرنا کہ اس کی عزت وآبرو کو ٹھیس پہنچے اشد حرام ہے، اور معاشی پہلو سے نقصان پہنچانا بھی حرام ہے، البتہ اس کی حرمت پہلے والے سے کم ہے، اور علمی ومطالعاتی یادداشتوں کی چوری کرنا بھی جائز

نہیں ہے، لیکن اس کا گناہ مندرجہ بالا دونوں امور سے کم ہے [مولانا جمشید جوہر قاسمی، مفتی محمد اشرف قاسمی]۔

- یا أیہا الناس إن دماءکم وأعراضکم علیکم إلی أن تلقوا ربکم کحرمۃ یومکم ہذا، فی شہرکم ہذا، فی بلدکم ہذا (کنز العمال: ١٢٩١٢)۔

٢۔ مسروقہ معلومات کو بغیر اجازت آگے بڑھانا:

سوال (٢):اگر کسی شخص نے دوسرے کی معلومات چوری کر ہی لی تو اس شخص کی اجازت کے بغیر اس کو آگے بڑھانا درست ہوگا؟

اگر محفوظ معلومات پرسنل ہوں تو اجازت کے بغیر آگے بڑھانا درست نہیں ہے، یہ رائے ہے اکثر مقالہ نگاروں کی، اور یہ عمل سرقہ اور غصب کے حکم میں ہے، اور بقول حافظ کلیم اللہ عمری وغیرہ : یہ خیانت متصور ہوگا۔

دلائل:

- المتشبع بما لم یعط کلابس ثوبی الزور (بخاری: ٥٢١٩)[مقالہ مولانا یاسر مجید ندوی، مفتی محمد اشرف قاسمی]۔

- علی الید ما أخذت حتی تؤدی (ابوداؤد: ٣٥٦١) [مقالہ مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

- لا یحل مال امرئ مسلم إلا بطیب نفسہ (مسند احمد: ٢٠٦٩٩٥، مجمع الزوائد ١٧١٫٤) [مقالہ مولانا محمد زبیر ندوی، مفتی صفوان احمد قاسمی، مفتی سید باقر ارشد قاسمی]۔

- قال رسول اللہ ﷺ: إذا حدث الرجل الحدیث ثم التفت فہی أمانۃ (مشکوۃ٤٣٢٫٢) قولہ أمانۃ أی حکمہ حکم الأمانۃ فلا یجوز إضاعتہا بإشاعتہا (حاشیۃ مشکوۃ٤٣٠٫٢) [مقالہ مفتی ریاست علی قاسمی، مفتی محمد عثمان بستوی]۔

- من اکتسب ما لا بغیر حق .....یجب ردہ علی مالکہ (بذل المجہود٢٥٩٫١) [مقالہ مولانا محمد زبیر ندوی]۔

- لا یجوز لأحد أن یتصرف فی ملک غیرہ بلا إذنہ (الاصول والقواعد للفقہ الاسلامی، رقم: ٢٨١، شامی ٢٩١٫٩) [مولانا معین الدین ندوی قاسمی، مفتی محمد اسعد فلاحی، مفتی سید باقر ارشد، مفتی ریاض ارمان قاسمی، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی، مفتی سلمان منصورپوری]۔

- والأصل أن المستحق بجہۃ إذا وصل إلی المستحق بجہۃ أخری، اعتبر واصلاً بجہۃ مستحقۃ إن وصل إلیہ من المستحق علیہ وإلا فلا (الدر المختار٩٢٫٥) [مقالہ مولانا ندیم احمد انصاری]۔

- أن المسروق لو کان قائماً یجب ردّہ علی المالک (بدائع الصنائع ٨٤٫٧) [مقالہ مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

- إفشاء السر منہی عنہ لما فیہ من الإیذاء والتہاون بحق المعارف والأصدقاء .....

وإفشاء السر حرام إذا كان فيه إضرار، ولؤم إن لم يكن فيه إضرار (الموسوعة الفقهية ۱۴۰،۳۶) [مقالہ مفتی شبیر احمد قاسمی]۔

دیگر متفرق آراء:

- مولانا معین الدین ندوی قاسمی کی رائے ہے کہ اگر علمی ودینی مواد ہو تو اشاعت دین کی نیت سے آگے بڑھانے کی اجازت ہوگی ، وتعانوا على البر والتقوى (مائدہ: ۲) (مولانا قمر الزماں ندوی، مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی]۔

- مفتی صادق محی الدین کا کہنا ہے کہ اگر کسی نے چوری کرلی ہے تو معافی تلافی کے بعد محفوظ کرنے والے کی اجازت سے خود اس کا استفادہ کرنا اور اس کوآگے بڑھانا جائز ہوگا، اور بقول مولانا ظفر عالم ندوی یہ اسی وقت درست ہوگا جبکہ متعلق شخص کو کسی طرح کا مالی یا غیر مالی نقصان نہ ہو۔

- اگر کتاب وسنت یا فقہی معلومات ہوں تو اسے دعوتی واصلاحی پہلو سے پہنچانے اور آگے بڑھانے کی گنجائش ہوسکتی ہے [ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام صدیقی]۔

- اگر کوئی شرعی مصلحت ہو تو بغیر اجازت کے معلومات کو آگے بڑھانا مستحب بلکہ واجب ہے[مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی]۔

ہذا كله إذا لم يكن فيه النقل مصلحة شرعية وإلا فهي مستحبة أو واجبة (فتح الملہم ۱۰۴،۲)۔

- اگر اس حاصل شدہ معلومات میں کسی دوسرے اضرار اور ظلم وغیرہ کی چیزیں ہوں تو ان کو ایسے افراد تک پہنچا دینا جو ان کا سد باب کرسکیں، شرعاً واجب ہے [مفتی محمد عثمان بستوی]۔

المجالس بالأمانة إلا ثلاثة مجالس: سفك دم حرام، أو فرج حرام، أو اقتطاع مال بغير حق (ابوداؤد)۔

۳. میاں بیوی کا ایک دوسرے کی معلومات کو اطلاع کے بغیر حاصل کرنا:

سوال (۳):شوہر و بیوی بھی انٹرنیٹ کے ذریعہ ایک دوسرے کی جاسوسی کرسکتے ہیں، ان دونوں کا چونکہ ایک دوسرے سے قریب ترین تعلق ہے اور ان کے باہمی مفادات بھی ایک دوسرے سے مربوط ہیں، تو کیا ان کے لئے ایک دوسرے کی معلومات کو اطلاع کے بغیر حاصل کرنا درست ہوگا؟

میاں بیوی کا انٹرنیٹ کے ذریعہ ایک دوسرے کی جاسوسی کرنا اور بغیر اطلاع واجازت کے ایک دوسرے کی معلومات حاصل کرنا ناجائز اور ممنوع ہے، ان دونوں کو ہر ایسے عمل سے گریز کرنا چاہئے جس سے تنازع کا معاملہ پیش آئے، آپسی اعتماد کو ٹھیس پہنچے اور اس نازک رشتے میں تلخی پیدا ہو، اس لئے کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ‘‘ہن لباس لكم وأنتم لباس لہن’’۔

باہمی محبت ومودت کے دلائل:

- ومن آیاتہ أن خلق لکم من أنفسکم أزواجاً لتسکنوا إلیہا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ (سورۃ الروم: ۲۱) [مقالہ مولانا معین الدین ندوی قاسمی، مفتی سید صادق محی الدین]۔

- قال رسول اللہ ﷺ: لم یر للمتحابین مثل النکاح (ابن ماجہ: ۱۸۴۷) [مقالہ مولانا معین الدین ندوی قاسمی]۔

- وعاشروہن بالمعروف فإن کرہتموہن فعسی أن تکرہوا شیئاً ویجعل اللہ فیہ خیراً کثیراً (سورہ النساء: ۱۹) [مقالہ مفتی سید باقر ارشد قاسمی، مفتی محمد اشرف قاسمی]۔

ٹوہ اور جاسوسی سے اجتناب کے دلائل:

- یا أیہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن إن بعض الظن إثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضاً (حجرات: ۱۲) [مقالہ مولانا معین الدین ندوی قاسمی، مفتی صفوان احمد قاسمی، مولانا قمر الزماں ندوی، مفتی سید باقر ارشد، مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی، ڈاکٹر فہیم اختر ندوی، مولانا اختر امام عادل قاسمی، مفتی امتیاز واعظ قاسمی، مولانا صابر حسین ندوی، مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی، مفتی محمد اشرف قاسمی، مفتی امانت علی قاسمی]۔

- قال رسول اللہ ﷺ:إیاکم والظن، فإن الظن أکذب الحدیث، ولا تجسسوا ولا تناجشوا ولا تحاسدوا (مشکوۃ۲،۴۲۷، بخاری: ۶۰۶۴) [مقالہ مفتی ریاست علی قاسمی، مفتی صفوان احمد قاسمی، مفتی سید باقر ارشد قاسمی، مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی، مولانا اختر امام عادل قاسمی، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی]۔

- قال رسول اللہ ﷺ:لا تحاسدوا، ولا تباغضوا، ولا تجسسوا، ولا تحسسوا ، ولا تناجشوا، وکونوا عباد اللہ إخوانا (مسلم: ۲۵۶۳) [مقالہ مولانا معین الدین ندوی قاسمی، مفتی محمد اسعد فلاحی، مولانا محمد زبیر ندوی، مفتی سید باقر ارشد قاسمی، مفتی ریاض ارمان قاسمی، مولانا صابر حسین ندوی]۔

- عن جابرؓ قال:نہی رسول اللہ ﷺ أن یطرق الرجل أہلہ لیلاً یتخونہم أو یلتمس عثراتہم (مسلم: ۱۴۴،۲، رقم: ۷۱۵) [مقالہ: مفتی سلمان منصورپوری، مولانا یاسر مجید ندوی]۔

- إنک إن اتبعت عوارت النساء أفسدتہم (ابوداؤد: ۴۸۸۸) [مقالہ ڈاکٹر فہیم اختر ندوی، ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، مفتی محمد عثمان بستوی]۔

- کل المسلم علی المسلم حرام، عرضہ ومالہ ودمہ (ابوداؤد ۳۱۷،۲) [مقالہ مفتی ریاض ارمان قاسمی]۔

- ولا تتبعوا عوراتہم فإنہ من تتبع عورۃ أخیہ المسلم تتبع اللہ عورتہ ومن تتبع اللہ عورتہ یفضحہ ولو فی جوف رحلہ (ترمذی: ۲۰۳۲) [مقالہ مولانا اختر امام عادل قاسمی، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی]۔

- عن ابن عباسؓ أن النبیﷺ: نہاہم أن یطرقوا النساء لیلاً ..... (ترمذی: ۲۱۷۲) [مقالہ مفتی محمد اشرف قاسمی]۔

- لا یفرک مؤمن مؤمنۃ، إن کرہ منہا خلقاً رضی منہا آخر (صحیح مسلم۲،۱۰۹۱) [مقالہ مفتی سید باقر ارشد قاسمی]۔

- فلا یجوز لک التجسس علی زوجک وتتبع عوارتہ، ولا التنصت علیہ عبر أجہزۃ الصوت، قال تعالی: ولاتجسسوا (فتوی ڈاٹ اسلام ویب ڈاٹ نیٹ) [مقالہ مولانا صابر حسین ندوی]۔

- فالتجسس علی المسلمین فی الأصل حرام منہی عنہ، لقولہ تعالی: ''ولا تجسسوا'' لأن فیہ تتبع عوارت المسلمین ومعایبہم والاستکشاف عما ستروہ، وقد قال النبیﷺ: یا معشر من آمن بلسانہ ولم یدخل الإیمان فی قلبہ: لا تتبعوا عورات المسلمین فإن من تتبع عورات المسلمین تتبع اللہ عورتہ حتی یفضحہ ولو فی جوف بیتہ (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۰،۱۶۲) [مقالہ مولانا جمشید جوہر قاسمی، مفتی محمد سلمان منصورپوری، مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی، مولانا صابر حسین ندوی، مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی]، مفتی شبیر احمد قاسمی اور مفتی عثمان بستوی نے اسے دوسرے سوال کے جواب کی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔

- لکل إنسان حقہ فی الاستقلال بحیاتہ الخاصۃ وأسرتہ ومالہ واتصالاتہ الاجتماعیۃ، ولا یجوز التجسس علیہ أو الإساءۃ إلی سمعتہ (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۸،۵۵۰) [مقالہ مولانا جمشید جوہر قاسمی]۔

جواز کے رجحانات:

۱۔ مفتی ظفر عالم ندوی کہتے ہیں کہ ضرر سے بچنے اور دونوں کے مفادات باقی رکھنے کی خاطر اور اصلاح کی غرض سے اس کی اجازت ہوگی، فقہاء نے بغرض تحفظ جاسوسی کی اجازت دی ہے، الأمور بمقاصدہا، إنما الأعمال بالنیات کی بنیاد پر گنجائش ہے۔

فقال عبد اللہ:إنا قد نہینا عن التجسیس، ولکن إن یظہر لنا شئ نأخذ بہ (احکام القرآن للرازی ۳،۵۴۰) [مقالہ مولانا محمد زبیر ندوی، مولانا قمر الزماں ندوی، مفتی سید باقر ارشد، مفتی محمد اشرف قاسمی]۔

۲۔ مفتی محمد اسعد فلاحی تفصیل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میاں بیوی کے درمیان عمومی احکام کے بجائے خصوصی احکام جاری ہوتے ہیں، جیسے دونوں ایک دوسرے کو زکوۃ نہیں دے سکتے، دونو نکی ایک دوسرے کے حق میں گواہی قبول نہیں ہوتی، اسی طرح اگر دونوں میں سے کسی نے بغیر اجازت کے دوسرے کی کوئی چیز لے لی تو اس پر سزا نہیں ہوگی، مزید آگے لکھتے ہیں کہ اس تفصیل کی روشنی میں تجسس، اتباع عورات الناس اور سوئے ظن کی بنیاد پر جاسوسی کرنا تو ناجائز ہوگا، لیکن آپس میں ایک

دوسرے پر سرقہ اور غصب کے احکام جاری نہ ہونے کی بنیاد پر محفوظ معلومات سے ایک دوسرے کا استفادہ کرنا جائز ہوگا۔

۳۔ مفتی صفوان احمد قاسمی کا کہنا ہے کہ اگر ان دونوں کو آپس میں شک ہو تو پہلے اطلاع دے دے کہ آپ کی نگرانی ہورہی ہے تو پھر ٹھیک ہے، حدیث میں ہے:

''ألا کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ فالأمیر الذی علی الناس راع، وہو مسئول عن رعیتہ، والرجل راع علی أہل بیتہ، وہو مسئول عنہم، والمرأۃ راعیۃ علی بیت بعلہا وولدہ، وہی مسئولۃ عنہم، والعبد راع علی مال سیدہ، وہو مسئول عنہم، ألا کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ (متفق علیہ)۔

۴۔ مولانا عبد المنان آسام لکھتے ہیں کہ میاں بیوی انٹرنیٹ کے ذریعہ ایک دوسرے کی جاسوسی کرسکتے ہیں، چونکہ ان کے باہمی مفادات ایک دوسرے سے مربوط ہیں، اس لئے ایک دوسرے کو اطلاع دیئے بغیر معلومات حاصل کرسکتے ہیں۔

۵۔ اگر قرائن سے معلوم ہوجائے کہ اخلاقی اعتبار سے ٹھیک نہیں ہے تو بغرض اصلاح اور افہام وتفہیم کے مقصد سے اجازت دی جاسکتی ہے [ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام صدیقی، مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی]۔

ولیس لأحد البحث والتجسیس .....نعم إن غلب علی ظنہ وقوع معصیۃ ولو بقرینۃ ظاہرۃ کإخبار ثقۃ جاز لہ بل وجب علیہ التجسیس (نہایۃ المحتاج ۴۹،۸)۔

۶۔ میاں بیوی کی جاسوسی کے تعلق سے ڈاکٹر فہیم اختر ندوی نے ایک مشورہ یہ دیا ہے کہ دونوں اس سلسلہ میں ایک دوسرے سے رازداری نہ برتیں، اپنے سوشل میڈیا کے اکاؤنٹ کو دوسرے سے مقفل اور مخفی نہ رکھیں کہ یہ رویہ شبہات کو جنم دینے والا ہوتا ہے۔

۷۔ جبکہ مولانا اختر امام عادل قاسمی کہتے ہیں کہ جس طرح دونوں کا مال ان کی اجازت کے بغیر استعمال نہیں کرسکتے اسی طرح نیٹ پر پوشیدہ اسرار ورموز بھی ان کی ملکیت ہیں، دوسرے کے لئے اجازت کے بغیر وہاں تک پہنچنے کی خفیہ کوشش کرنا درست نہیں۔

ولا یجوز التصرف فی ملک الغیر بغیر إذنہ (بدائع الصنائع۱۸۸،۵)۔

۸۔ لیکن مفتی شاہجہاں ندوی کہتے ہیں کہ اگر قوی شبہ ہو تو ایک دوسرے کی معلومات حاصل کرنے کی گنجائش ہے۔

۹۔ مفتی شبیر احمد قاسمی کا کہنا ہے کہ میاں بیوی کے خفیہ امور دو طرح کے ہوسکتے ہیں:

(۱) معاملات اور لین دین سے متعلق امور، جو امور معاملات اور لین دین سے متعلق ہیں اور ان کے بارے میں ہر ایک اپنے اپنے راز خفیہ رکھنا چاہتے ہیں تو اس میں ایک کو دوسرے کے بارے میں جستجو اور کھوج کھرید کرنے کا حق نہیں ہے، اس سے

آپسی تعلقات خراب ہوسکتے ہیں۔

(۲) نفسیاتی امور سے متعلق خفیہ چیزیں مثلاً بیوی کسی اجنبی مرد کے ساتھ نفسیاتی اور ناجائز تعلق قائم کرتی ہے اور اسے خفیہ رکھتی ہے جو شرعاً عورت کے لئے کسی طرح جائز نہیں ہے، ایسی خفیہ چیزوں کے متعلق شوہر کا بیوی کی خفیہ چیزوں کی معلومات حاصل کرنا ناجائز نہ ہوگا، بلکہ ان چیزوں کے بارے میں شوہر کا بیوی پر پابندی لگانا شرعاً جائز ہے، اسی طرح شوہر کا کسی اجنبی عورت سے ناجائز تعلق قائم کرنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے، اس سلسلے کے خفیہ امور اگر عورت حاصل کرلیتی ہے، پھر اس کے اوپر روک تھام کا ارادہ رکھتی ہے، تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

لا ينبغي للرجل أن يعلم امرأته قدر ماله، ولا يفشي إليها سرًا يخاف إذاعته؛ لأنها تفشيه (الفقه الاسلامي وأدلته۷، ۳۳۱)۔

وليكن الزوج غيورا من غير إفراط لئلا ترمى بالشر من أجله (الفقه الاسلامي۷، ۳۳۰)۔

أما حقكم على نسائكم ... فلا يأذن في بيوتكم لمن تكرهون (الفقه الاسلامي وأدلته۷، ۳۱۸)۔

۱۰۔ بغیر اطلاع کے ایک دوسرے کی جاسوسی کرنا خیانت میں شمار ہوگا [ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی]۔

۱۱۔ قرائن سے ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کے حالات ہوں تو ایسی صورت میں دفع ضرر کے لئے تجسس اور حالات کی تفتیش کی گنجائش ہوگی[مفتی محمد عثمان بستوی]۔

۴۔ محکمہ پولیس کا امن عامہ کے لئے شخصی معلومات حاصل کرنا:

سوال (۴):حکومت اور محکمہ پولس بعض دفعہ امن عامہ کے لئے شخصی معلومات حاصل کرتی ہیں؛ تاکہ جرائم پیشہ اور دہشت گرد عناصر پر نظر رکھی جاسکے، کیا اس مقصد کے لئے دوسروں کی خفیہ معلومات تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے؟

* اکثر مقالہ نگار حضرات کی رائے ہے کہ حکومت اور محکمہ پولیس کا کسی کی شخصی معلومات حاصل کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ یہ بھی ایک طرح کی جاسوسی ہے، اور اس کی پرائیویسی میں دخل اندازی ہے؛ البتہ کسی متعین خاص جرائم پیشہ فرد کی خفیہ معلومات حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس رائے کی تائید کرنے والوں میں مولانامحبوب فروغ احمد قاسمی، مولانا صابر حسین ندوی، مفتی محمد عثمان بستوی، ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، مفتی امانت علی قاسمی، مولانا ندیم احمد انصاری، مولانا محمد احسن ندوی، مفتی محمد شاہجہاں ندوی، مفتی ریاض ارمان قاسمی، مولانا جمشید جوہر قاسمی، مولانا یاسر مجید ندوی، مفتی سید باقر ارشد قاسمی وغیرہ شامل ہیں۔

دلائل:

۱۔ يا أيها الذين آمنوا اجتنبوا كثيراً من الظن إن بعض الظن إثم ولا تجسسوا (الحجرات: ۱۲)۔

٢۔ إیاکم والظن فإن الظن أکذب الحدیث ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تنافسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد الله إخواناً" (مسلم: ٦٧٠١)۔

٣۔ المسلم أخو المسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ ولا یحقّرہ .....(مسلم: ٢٥٦٤)۔

٤۔ أتی ابن مسعود فقیل:ہذا فلان تقطر لحیتہ خمراً، فقال عبد الله:إنا قد نہینا عن التجسس ولکن إن یظہر لنا شئ نأخذ بہ (ابوداؤد، باب التجسس: ٤٨٩٠)۔

٥۔ یا معشر من آمن بلسانہ، ولم یدخل الإیمان قلبہ: لا تغتابوا المسلمین،ولا تتبعوا عوراتہم، فإنہ من تتبع عورات المسلمین، تتبع الله عورتہ حتی یفضحہ فی بیتہ (ابوداؤد: ٤٨٨)۔

٦۔ لا ضرر ولا ضرار فی الإسلام (ابن ماجہ: ٢٣٤٠)۔

٧۔ عن معاویۃ أن رسول اللہﷺ قال:إن الأمیر إذا ابتغی الریبۃ فی الناس أفسدہم (مسند احمد: ٢٣٨١٥)۔

٨۔ والذی علیہ الجمہور أن المراد علی القراءتین النہی عن تتبع العورات مطلقاً، وعدّوہ من الکبائر (روح المعانی ١٥٧٫٢٦)۔

٩۔ للحاکم أن یتجسس علی رعیتہ إذا کان فی ترک التجسس انتہاک حرمۃ یفوت استدراکہا مثل أن یخبرہ من یثق بصدقہ أن رجلاً خلا برجل لیقتلہ، أو امرأۃ لیزنی بہا، فیجوز لہ فی ہذہ الحال أن یتجسس ویقدم علی الکشف والبحث حذراً من فوات ما لا یستدرک .....، أما ما کان دون ذلک فی الریبۃ فلا یجوز التجسس علیہ ولا کشف الأستار عنہ.....، قال الجصاص: نہی الله تعالی عن التجسس بل أمر بالستر علی أہل المعاصی ما لم یظہر منہ إصرار (الموسوعۃ الفقہیہ ١٠٫١٦٦)۔

١٠۔ لکل إنسان حقہ فی الاستقلال بحیاتہ الخاصۃ وأسرتہ ومالہ واتصالاتہ الاجتماعیۃ، ولا یجوز التجسس علیہ أو الإساءۃ إلی سمعتہ، ویجب علی الدولۃ حمایتہ من کل تدخل تعسفی (الفقہ الاسلامی وادلتہ ٨٫٥٥٠)۔

* بعض مقالہ نگار حضرات کا کہنا ہے کہ کسی مشتبہ شخص یا جرائم پیشہ افراد یا جس کے خلاف ایف آئی آر درج کرائی گئی ہو، اور بعض کے نزدیک ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہو تو ان کی خفیہ معلومات کو حاصل کرنا ممنوع نہیں ہے، بلکہ جائز اور درست ہے، لیکن بے قصور شخص کو پھنسانے کے لئے اس کی جاسوسی کرنا یا خفیہ معلومات حاصل کرنا جائز نہ ہوگا۔

یہ رائے رکھنے والوں میں مفتی محمد سلمان منصورپوری، مولانا نذر توحید مظاہری، مفتی محمد اشرف قاسمی، حافظ کلیم الله عمری، مفتی امانت علی قاسمی، مفتی محمد شاہجہاں ندوی، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی، مفتی ریاض ارمان قاسمی، مولانا اختر امام عادل قاسمی، ڈاکٹر فہیم اختر ندوی، مولانا عبید الله ابوبکر ندوی، ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام صدیقی، مولانا عبد المنان آسام، مفتی شبیر احمد قاسمی، مولانا قمر الزماں ندوی، مفتی ریاست علی قاسمی، مفتی صفوان احمد قاسمی، مفتی محمد اسعد فلاحی، مفتی ظفر عالم

ندوی، مولانا معین الدین ندوی قاسمی، مولانا محمد زبیر ندوی، مفتی سید صادق محی الدین، مفتی سید باقر ارشد قاسمی شامل ہیں۔

دلائل:

١۔ وتفقّد الطير فقال ما لي لا أرى الهدہد أم كان من الغائبين (النمل: ٢٠)۔

٢۔ قال رسول اللہ ﷺ يوم الأحزاب:من يأتينا بخبر القوم؟ فقال الزبير:أنا، ثم قال:من يأتينا بخبر القوم؟ فقال الزبير:أنا، قال:إن لكل نبي حوارياً وإن حواريَّ الزبير (بخاری ٢،٥٩٠)۔

٣۔ ومن عرّض نفسہ للتہم فلا يلومنّ إلا نفسہ (شعب الايمان: ٨٣٤٥)۔

٤۔ لا يتبع بعضكم عورة بعض ولا يبحث عن سريرة يبتغی بذلک الظہور علی عيوب ولكن اقنعوا بما ظہر لكم من أمرہ (تفسير قرطبی ٢٢،٣٠٢)۔

٥۔ يباح التجسس إذا رفع إلى الحاكم أن فی بيت فلان خمراً، فإن شہد علی ذلک شہود كشف عن حال صاحب البيت، فإن كان مشہوراً بما شہد عليہ أخذ ..... وقد يكون التجسس واجباً فقد نقل عن ابن الماجشون أنہ قال: اللصوص وقطاع الطريق أرى أن يطلبوا فی مظانہم ويعان عليہم، ..... وتتبع أخبارہم (الموسوعۃ الفقہيہ ١٠،١٦٢)۔

٦۔ لا بد أن يسأل القاضی عن الشہود فی السر والعلانيۃ (الفقہ الاسلامی وادلتہ ٨،٦٠٤٩)۔

٧۔ وليس لأحد البحث والتجسيس واقتحام الدور بالظنون نعم إن غلب علی ظنہ وقوع معصيۃ ولو بقرينۃ ظاہرۃ كأخبار ثقۃ جاز لہ بل وجب عليہ التجسيس إن فات تداركہا كقتل وزنا وإلا فلا (نہايۃ المحتاج ٨،٤٩)۔

٨۔درء المفاسد أولى من جلب المنافع (شرح القواعد الفقہيہ ١،٢٠٦)۔

٩۔ لا ضرر ولا ضرار (شرح المجلہ ١،٣٦)۔

١٠۔ الضرر يدفع بقدر الإمكان (شرح مجلۃ الاحكام، ص: ٣٨)۔

١١۔ الأمور بمقاصدہا (الاشباہ والنظائر ١،١٠٢)۔

١٢۔ يتحمل الضرر الخاص لأجل دفع الضرر العام (شرح المجلہ ١،٤٠)۔

١٣۔ اگر کسی سے مضرت پہنچنے کا احتمال ہو، اپنی یا دوسرے کسی مسلمان کی حفاظت کی غرض سے مضرت پہنچانے والے کی خفیہ تدبیروں اور ارادوں کا تجسس کرے تو جائز ہے (معارف القرآن ٨،١٢١)۔

٥۔ کسی کی خفیہ معلومات تک رسائی کے بعد متعلقہ شخص کو صورت حال سے واقف کرانا:

سوال (٥):اگر کوئی شخص دوسرے کی خفیہ معلومات تک پہنچ جائے اور ان معلومات سے یہ بات واضح ہو کہ وہ کسی اور کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہے، تو کیا اس شخص کے لئے اس دوسرے آدمی کو صورت حال سے واقف کرانا درست ہوگا؟

* بعض مقالہ نگاروں کا کہنا ہے کہ اگر کوئی شخص خفیہ معلومات کے ذریعہ کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہو تو دوسرے شخص کے لئے اس کو نقصان اور ضرر سے بچانے کے لئے آگاہ کرنا جائز بلکہ بعض حالات میں ضروری ہوگا، اوربقول

مفتی محمد عثمان بستوی، مفتی محمد شاہجہاں ندوی واجب ہے، اور بقول مفتی محمد سلمان منصورپوری ایسا کرنا باعث اجر ہوگا۔

دلائل:

قرآن سے:

١۔ وجاء رجل من أقصى المدينة يسعى قال يا موسى إن الملأ يأتمرون بك ليقتلوك فاخرج إنى لك من الناصحين (سورہ قصص: ٢٠) [مقالہ مفتی امانت علی قاسمی، مولانا محمد زبیر ندوی]۔

٢۔ والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتاناً وإثماً مبيناً (احزاب: ٥٨) [مقالہ مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

٣۔ لا يحب الله الجهر بالسوء من القول إلا من ظلم (نساء: ١٤٨) [مقالہ مفتی محمد اشرف قاسمی]۔

٤۔ ومن أحياها فكأنما أحيا الناس جميعاً (مائدہ: ٣٢) [مقالہ ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، مولانا قمر الزماں ندوی]۔

٥۔ ولا تعتدوا إن الله لا يحب المعتدين (بقرہ: ١٩) [مقالہ مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

حدیث سے:

١۔ عن أنسؓ قال رسول اللہﷺ:انصر أخاك ظالماً أو مظلوماً، قالوا:يا رسول الله! ہذا ننصره مظلوماً فكيف ننصره ظالماً؟ قال:تأخذ فوق يديه (بخاری: ٢٤٤٣) [مقالہ مفتی محمد اشرف قاسمی، مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی، مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی، مولانا معین الدین ندوی قاسمی، مفتی سید باقر ارشد]۔

٢۔ كنا عند إسماعيل بن علية فحدّث رجل عن رجل فقلت:إن ہذا ليس بثبت، قال:فقال الرجل:اغتبته، قال إسماعيل:ما اغتابه ولكنه حكم أنه ليس بثبت (مسلم) [مقالہ مولانا ندیم احمد انصاری]۔

٣۔ كل المسلم على المسلم حرام دمه وماله وعرضه (مسلم: ٢٥٦٤) [مقالہ مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

٤۔ من حمى مؤمناً من منافق أراه، قال: بعث الله ملكاً يحمى لحمه يوم القيامة من نار جهنم، ومن رمى مسلماً بشئ يريد شينه به حبسه الله على جسر جهنم حتى يخرج مما قال (ابوداؤد: ٤٨٨٣) [مقالہ مولانا ندیم احمد انصاری]۔

٥۔ قال رسول اللہﷺ: المجالس بالأمانة إلا ثلاثة مجالس:سفك دم حرام، أو فرج حرام، أو اقتطاع مال بغير حق (ابوداؤد: ٤٢٢٦) [مقالہ مولانا جمشید جوہر قاسمی، مفتی ریاست علی قاسمی، مفتی صفوان احمد قاسمی]۔

٦۔ لا ضرر ولا ضرار (ابن ماجہ: ٣٤٠) [مقالہ حافظ کلیم اللہ عمری]۔

٧۔ قال رسول اللہ ﷺ: المسلم أخو المسلم لا يظلمہ ولا يسلمہ، ومن كان فی حاجۃ أخيہ كان اللہ فی حاجتہ، ومن فرج عن مسلم كربۃ فرج اللہ عنہ كربۃ من كربات يوم القيامۃ، ومن ستر مسلماً سترہ اللہ يوم القيامۃ (الجامع الصحيح المختصر: ٢٣١٠) [مقالہ مولانا اختراماام عادل قاسمی، مفتی صفوان احمد قاسمی]۔

٨۔ الدين النصيحۃ، قلنا: لمن يا رسول اللہ؟ قال:للہ ولرسولہ ولكتابہ ولأئمۃ المسلمين وعامتہم (سنن الدارمی: ٢٧٩٦) [مقالہ مولانا قمر الزماں ندوی، مفتی سيد صادق محی الدين نظامی]۔

٩۔ فإن دعت حاجۃ إليہا فلا منع منہا وذلک كما إذا أخبرہ بأن إنساناً يريد الفتک بہ أو بأہلہ أو بمالہ، أو أجبر الإمام أو من لہ ولايۃ بأن يفعل أو يسعی بما فيہ مفسدۃ، ويجب علی صاحب الولايۃ الكشف عن ذلک وإزالتہ فكل ہذا أو ما أشبہ ليس بحرام، وقد يكون بعضہ واجباً وبعضہ مستحباً علی حسب المواطن (شرح مسلم للنووی ١،٧١) [مقالہ مفتی سيد سلمان منصورپوری، مفتی شبير احمد قاسمی]۔

فقہ سے:

١۔ يجب إعانۃ المسلمين بدفع الضرر العام أو الخاص عنہم لقول اللہ تعالی:وتعانوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان، ولقول رسول اللہ ﷺ: المسلم أخو المسلم لا يظلمہ ولا يسلمہ، ومن كان فی حاجۃ أخيہ كان اللہ فی حاجتہ (الموسوعۃ الفقہيہ ٥،١٩٦) [مقالہ مفتی امتياز احمد واعظ قاسمی، مفتی سيد باقر ارشد قاسمی]۔

٢۔ مولانا محبوب فروغ قاسمی نے ايسے موقع پر نميمہ كو واجب قرار ديتے ہوئے يہ دليل دی ہے: قد تجب النميمۃ كما إذا سمع إنسان شخصاً يتحدث بإرادۃ إيذاء إنسان ظلماً وعدواناً فيجب علی من سمع أن يحذرہ المقصود بالإيذاء فإن أمكن تحذيرہ بغير ذكر من سمع منہ فيقتصر علی التحذير وإلا ذكر باسمہ (الموسوعۃ الفقہيہ ٤٠،١٩٨)۔

٣۔ أن يخبرہ من يثق بصدقہ أن رجلاً خلا برجل ليقتلہ أو امرأۃ ليزنی بہا فيجوز لہ فی ہذہ الحال أن يتجسس ويقدم علی الكشف والبحث حذراً من فوات ما لا يستدرک من انتہاک المحارم وارتكاب المحظورات (الموسوعۃ الفقہيہ ١٠،١٦٧) [مقالہ مفتی امانت علی قاسمی، مولانا جمشيد جوہر قاسمی]۔

٤۔ إذا كان الرجل يصوم ويصلی ويضر الناس بيدہ ولسانہ فذكرہ بما فيہ ليس بغيبۃ حتی لو أخبر السلطان بذلک ليزجرہ لا إثم عليہ أی ليحذر الناس ولا يغتروا بصومہ وصلاتہ، فقد أخرج الطبرانی والبيہقی والترمذی أتورعون فی الغيبۃ عن ذكر الفاجر اذكروہ بما فيہ يحذرہ الناس ..... وكذلک فيما بين الزوجين وبين السلطان، والسلطان والرعيۃ والحشم إنما يجب الأمر بالمعروف إذ علم أنہم يمتنعون (شامی ٩،٥٨٥) [مقالہ مفتی محمد عثمان بستوی، مفتی صفوان احمد قاسمی، مفتی ظفر عالم ندوی]۔

۵۔ الأمور بمقاصدہا (الاشباہ والنظائر ۱۰۲٫۱) [مقالہ مفتی سید محمد سلمان منصورپوری]۔

۶۔ درء المفاسد أولی من جلب المنافع (الاشباہ والنظائر ۷۸٫۱) [مقالہ ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی]۔

۷۔ حالات یجوز فیہا إفشاء السر .....جلب مصلحۃ للمجتمع أو درء مفسدۃ عامۃ (فتاوی یسئلونک ۱۵۹٫۳) [مقالہ مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی]۔

۸۔ رحمۃ اللہ الواسعۃ میں ہے:

چوتھی صورت: مسلمانوں کو شر سے بچانے کے لئے کسی کی برائی کرنی پڑی تو جائز ہے، جیسے ایک شخص نے نبی کے پاس حاضری کی اجازت چاہی توآپ ﷺ نے فرمایا: آنے دو، قبیلہ کا برا آدمی ہے (رحمۃ اللہ الواسعۃ ۵۷۹٫۵) [مقالہ مولانا معین الدین ندوی قاسمی]۔

دیگر آراء:

۱۔ مفتی شبیر احمد قاسمی کہتے ہیں کہ اگر ذاتی دشمنی کی وجہ سے متعلقہ شخص کو آگاہ کیا جارہا ہے تو اس کا یہ عمل شرعاً درست نہیں ہے۔

۲۔ مفتی محمد عثمان بستوی لکھتے ہیں کہ اگر ضرر وایذاء سے متعلق نہ ہو تو دوسرے کو اس کی اطلاع دینا جائز نہیں۔

- من استمع إلی حدیث قوم وہم لہ کارہون، صبّ فی أذنیہ الآنک یوم القیامۃ (الترغیب والترہیب ۲۹۴٫۳)۔

- عن أبی ہریرۃؓ عن النبی ﷺ أنہ قال:من اطلع فی بیت قوم من غیر إذنہم حل لہم أن یفقأوا عینہ (مسلم بحوالہ الموسوعۃ الفقہیہ ۱۶۸٫۱۰)۔

۳۔ مولانا صابر حسین ندوی نے اسے غیبت قرار دیا ہے۔

- ولا یغتب بعضکم بعضا أیحب أحدکم أن یأکل لحم أخیہ میتاً فکرہتموہ (حجرات: ۱۲)۔

۴۔ عام حالات میں اور انفرادی اشخاص کے لئے اجازت نہیں دی جاسکتی کہ یہ ذاتی زندگی میں دخل اندازی ہے [ڈاکٹر فہیم اختر ندوی]۔

۵۔ اگر باعث فتنہ ہو تو نہ بتائے بلکہ احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا مشورہ دینا بہتر ہے [مولانا عبد المنان آسام]۔

۶۔ ماہرین کا بلا اجازت لوگوں کو ڈاٹا جمع کرکے تجارتی کمپنیوں کو مہیا کرانا:

سوال (۶): بہت سے لوگوں نے اپنا فیس بک اکائونٹ کھول رکھا ہے اور اس میں ان کی بہت سی معلومات بھی موجود ہیں، بعض کمپنیاں تجارتی مقاصد کے تحت ماہرین سے کہتی ہیں کہ وہ ان معلومات کا ڈاٹا جمع کر کے ان کو مہیا کریں، کیا متعلق شخص کی اجازت کے بغیر ایسی معلومات کاڈاٹا جمع کر کے کمپنیوں کو مہیا کرنا اور ان سے اس کی اجرت

حاصل کرنا جائز ہوگا؟

تقریباً تمام مقالہ نگاروں کی یہ رائے ہے کہ فیس بک اکاؤنٹ سے معلومات جمع کرکے کمپنیوں کو فراہم کرنا اور اس کی اجرت حاصل کرنا ناجائز اور حرام ہے، اور بقول مفتی شبیر احمد قاسمی ومفتی سید سلمان منصورپوری یہ بھی سرقہ کا ایک نیا طریقہ ہے، یہ تجسس اور غیبت بھی ہے [مفتی محمد اشرف قاسمی]، مولانا صابر حسین ندوی نے اسے امانت میں خیانت قرار دیا ہے، یہ قانوناً جرم ہے [ڈاکٹر فہیم اختر ندوی وغیرہ]۔

دلائل:

قرآن سے:

١۔ إن الله لا يحب من كان خوّانا أثيماً (نساء: ١٠٧) [مقالہ مولانا صابر حسین ندوی]۔

٢۔ إن الله لا يهدى كيد الخائنين (سورہ یوسف: ٥٢) [مقالہ مولانا صابرحسین ندوی]۔

٣۔ ولا تخونوا الله والرسول وتخونوا أماناتكم (انفال: ٢٧) [مقالہ مولانا محمد زبیر ندوی]۔

٤۔ ولا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل (بقرہ: ١٨٨) [مقالہ مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی، مولانا قمر الزماں ندوی، مفتی سید باقر ارشد]۔

حدیث سے:

١۔ انصر أخاك ظالماً أو مظلوماً (بخاری: ٢٤٤٣) [مقالہ مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی، مفتی صفوان احمد قاسمی]۔

٢۔ كل المسلم على المسلم حرام عرضه وماله ودمه (مسلم٢٠٣١٧) [مقالہ مفتی سید باقر ارشد قاسمی]۔

٣۔ عن حذيفة أنه بلغه أن رجلاً ينمّ الحديث فقال حذيفة: سمعت رسول الله ﷺ يقول: لا يدخل الجنة نمّام (مسلم١٠٧١) [مقالہ مفتی سید سلمان منصورپوری، مفتی شبیر احمد قاسمی]۔

- فحقيقة النميمة إفشاء السر وهتك الستر عما يكره كشفه ولو رآه يخفى ما لا لنفسه فذكره فهو نميمة (شرح المسلم للنووی١٠٧٠) [مقالہ مفتی سید سلمان منصورپوری، مفتی شبیر احمد قاسمی]۔

٤۔ وإفشاء السر منهى عنه لما فيه من الإيذاء والتهاون بحق أصحاب السر من الجيران والأصدقاء وغيرهم، فقد قال النبیﷺ: إذا حدث الرجل الحديث ثم التفت فهى أمانة (ابوداؤد: ٤٨٦٨) [مقالہ مفتی سید سلمان منصورپوری، مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی، مولانا ندیم احمد انصاری، مفتی شبیر احمد قاسمی]۔

٥۔ المجالس بالأمانة إلا ثلاثة مجالس:سفک دم حرام أو فرج حرام أو اقتطاع مال بغير حق (ابوداؤد، کتاب الادب) [مقالہ مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی، مولانا عبید اللہ ابوبکر

ندوی، مفتی ریاست علی قاسمی]۔

۶۔ وأعوذ بک من الخیانۃ، فإنہا بئست البطانۃ (ابوداؤد: ۱۵۴۷) [مقالہ مولانا صابر حسین ندوی]۔

۷۔ لایحل مال امرئ مسلم إلا بطیب نفس منہ (مسند احمد: ۲۰۶۹۹۵) [مقالہ مولانا محمد زبیر ندوی]۔

۸۔ لا ضرر ولا ضرار (ابن ماجہ: ۳۴۰) [مقالہ مولانا قمر الزماں ندوی]۔

۹۔ امام نووی فرماتے ہیں: .....قال بعض العلماء: التحسس .....البحث عن عورات ..... و قیل ہما بمعنی وہو طلب معرفۃ الاخبار الغائبۃ والأحوال (المنہاج فی شرح مسلم ۹۳٫۶) [مقالہ مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی]۔

فقہ سے:

۱۔ السارق أو الغاصب استأجر لیحمل المسروق والمغصوب لم یجز، لأن نقل مال الغیر معصیۃ، کذا فی محیط السرخسی (فتاوی ہندیہ ۴۵۵٫۴) [مقالہ ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی]۔

۲۔ جاء الکتاب والسنۃ بالأمر بالوفاء بالمعہود والشروط والمواثیق والعقود، وبأداء الأمانۃ ورعایۃ ذلک، والنہی عن الغدر ونقض العہود والخیانۃ والتشدید علی من یفعل ذلک (مجموع الفتاوی لابن تیمیہ ۱۴۵٫۲۹) [مقالہ مولانا صابر حسین ندوی]۔

۳۔ ولہ یجوز بیع ما لا یملکہ من غیر إذن مالکہ ولا یجوز بیع ما لم یستقر ملکہ علیہ (المہذب ۵۸۰٫۲) [مقالہ مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی]۔

۴۔ شیخ عبد الحمید محمود طہمان لکھتے ہیں: ویؤید ہذا الحکم فی رأیی ما مر معناہ أنہ یجوز بیع الحقوق المجردۃ، ولا شک أن الابتکار والکتاب المؤلف یعدان فی الأعیان المادیۃ التی تتعلق فیہا الحقوق (الفقہ الحنفی فی ثوبہ الجدید ۴۰٫۴) [مقالہ ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام صدیقی]۔

۵۔ لا یجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیر بغیر إذنہ (قواعد الفقہ، ص: ۱۱۰) [مقالہ مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی، مفتی ریاض ارمان قاسمی، مفتی صفوان احمد قاسمی، مولانا معین الدین ندوی قاسمی]۔

دیگر آراء:

۱۔ مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی لکھتے ہیں کہ اگر وہ معلومات ایسی ہیں جن سے نہ متعلق شخص کا نقصان ہے اور نہ ان کے اخفا کرنے کا کوئی معاہدہ ہے تو ایسی معلومات فراہم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس کی اجرت بھی لی جاسکتی ہے، اور اس بابت حضرت زینب زوجہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے زکاۃ والے قصے سے استدلال کیا جاسکتا ہے [مفتی امانت علی قاسمی]۔

۲۔ مفتی محمد شاہجہاں ندوی کا کہنا ہے کہ فیس بک اکاؤنٹ کی معلومات سے واقف ہونے کی اجازت ہوتی ہے، لہذا متعلق شخص کی اجازت کے بغیر معلومات کمپنیوں کو مہیا کرنا اور اس کی اجرت حاصل کرنا جائز ہے۔

- ویثبت الإذن دلالۃ (درمختار ۱۵۶،۶)۔
- الإذن دلالۃ بمنزلۃ الإذن إفصاحا (موسوعۃ القواعد الفقہیہ۳۵۳،۱)۔
- الإذن دلالۃ کالإذن صراحۃ، وأما إذا وجد النہی صراحۃ فلا عبرۃ بالإذن دلالۃ (مجلۃ الاحکام العدلیہ ۱۴۶،۱، دفعہ: ۷۷۲)۔

۳۔ مولانا عبد المنان آسام کہتےہیں کہ اگر متعلق شخص کا اس میں کسی قسم کا نقصان نہ ہو تو ڈاٹا جمع کرنا درست ہوگا اور اس پر اجرت لینا بھی بلا کراہت جائز ہوگا۔ اسی طرح حکومتوں کے ڈاٹاز سے معلومات جمع کرکے کمپنیوں کو فراہم کرنا اور اس پر اجرت حاصل کرنا بھی شرعاً جائز ہے [مفتی سید صادق محی الدین نظامی]۔

۴۔مولانا جمشید جوہر قاسمی کمپنیوں کو ڈاٹاز فراہم کرنے کے تعلق سے یہ توجیہ پیش کرتے ہیں:

فیس بک اکاؤنٹ میں بے شمارمعلومات بہت سارے لوگ رکھتے ہیں، مثلا اپنا نام، والد کا نام، جائے سکونت، اپنا ایڈریس، کیریکٹر سرٹیفکٹ، تعلیمی لیاقت وغیرہ۔ اور ان کے علاوہ دیگر قسم کی معلومات بھی ہوسکتی ہیں، ہمیں اس سلسلہ میں غور کر نا ہوگا کہ اگر کوئی اپنا نام ،والد کا نام، کیریکٹر، تعلیمی لیاقت اورصلاحیت واستعدادکاڈاٹافیس بک میں رکھتاہے تو اس کا کیا مقصد ہے؟اکثروبیشتر لوگ اپنا تعارف کروانے کی غرض سے رکھتے ہیں، اور تجارتی کمپنیاں عموماً اپنے یہاں الگ الگ شعبوں کے اعتبار سے ماہرین کی تلاش میں رہتی ہیں ،اور ان میں بھی اچھے اخلاق والوں کو ترجیح دیتی ہیں،اور ان کا بھی مقصدکسی کی نجی معلومات حاصل کرکے اس کو نقصان پہونچانا نہیں رہتا۔الغرض دونوں طرف سے جستجو اور تلا ش رہتی ہے، صاحب ڈاٹااس امید میں رہتا ہے کہ کہیں اس کے ذریعہ کسی کمپنی کی طرف سے کوئی آفر ہی آجائے؛ تاکہ نوکری کرنے کا موقع مل جائے،اور کمپنیاں بھی اچھے ماہرین کی جستجو کرتی ہیں،چنانچہ اس غرض کے لئے وہ ڈاٹا کے ماہرین سے رابطہ کرتی ہیں؛ تاکہ وہ اچھے لوگوں کو مہیاکرکے ان کو دیں،اب ماہرین کاکام ہے کہ وہ ان کو اچھے لوگوں کی تلاش مکمل امانت داری کے ساتھ کرکے دیں، اگر واقعی میں ماہرین کمپنی کو اچھے افرادفراہم کرکے دیتے ہیں تو ان ماہرین کا اس کے بدلہ میں اجرت لینا بھی درست ہوگا،اور متعلق شخص کے بارے میں کمپنی کو اس کی اجازت کے بغیر اطلاع دینا اور ا س کا ڈاٹا دینابھی درست ہوگا؛ کیونکہ اجازت حکمی موجود ہے۔

مستدلات:

- وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان (مائدہ: ۲)۔
- عن أنس بن مالک قال:أتی النبیﷺ رجل یستحملہ فلم یجد عندہ ما یتحملہ فدلہ علی آخر فحملہ فأتی النبیﷺ فأخبرہ فقال:إن الدال علی الخیر کفاعلہ (سنن الترمذی ۲۷۹،۹، رقم

الحدیث: ۲۵۹۴)۔

۔ فلا یحتاج إلی استیذان لتصرفہ فیہا التصرف المشروع الذی لا یضر بالآخرین (الموسوعۃ الفقہیہ۳،۱۵۸)۔

۷۔ جرائم کے خلاف ثبوت کی فراہمی کے لئے خفیہ کیمروں کا استعمال:

سوال (۷):تنظیمیں مجرموں کے جرائم پر شہادت فراہم کرنے کے لئے خفیہ کیمروں کا استعمال کرتی ہیں، جیسا کہ ہندوستان کی ''تہلکہ ڈاٹ کام '' کئی خوفناک مجرمین کے جرم کو منظر عام پر لاچکی ہے، اور اس سے مظلوموں کو مدد بھی ملی ہے، کیا اس طرح کی کارروائی شرعاً جائز ہوگی؟

اکثر حضرات کی رائے ہے کہ امن عامہ کو برقرار رکھنے، مجرمین کو پکڑنے اور جرائم کے خلاف ثبوت فراہم کرنے کے لئے خفیہ کیمروں کا استعمال کرنا شرعاً جائز ہے، اور بقول مفتی ظفر عالم ندوی یہ تمام کارروائیاں مصالح مرسلہ کے تحت درست ہونگی۔

اسٹنگ آپریشن کیا ہے:

مفتی سید باقر ارشد قاسمی نے اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل تفصیلات پیش کی ہیں:

مجرموں کے جرائم پر شہادت کے حصول کے لئے خفیہ کیمروں کے استعمال کو کمپیوٹر اور میڈیا کی اصطلاح میں ''اسٹنگ آپریشن '' کہا جاتا ہے، جس میں مجرم کی نقل و حرکت اور بات چیت و میٹنگ پر خفیہ کیمروں کی مدد سے نظر رکھی جاتی ہے؛ تاکہ اس کے خلاف کوئی ثبوت حاصل ہوجائے۔

غزوات کے موقع پر رسول اکرم ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ اپنے اصحاب میں سے کسی کو دشمنانِ اسلام کی جاسوسی کے لئے روانہ فرماتے اور ان کی'' فداک أبی وأمی'' (صحیح البخاری، رقم: ۳۷۲۰) کے الفاظ سے حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے۔ دشمن یا مجرم کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے کے لئے جو بھی طریقہ ہو اختیار کیا جاسکتا ہے۔

لیکن آج کل جو اسٹنگ آپریشن کا طریقہ رائج ہے وہ محکمہ پولس یا حکومت کے کسی ادارے کی جانب سے نہیں بلکہ خود میڈیا کے لوگ '' اسٹنگ آپریشن '' کرتے ہیں اور پھر بعد میں اس کی ویڈیو میڈیا میں ،اپنے چینل کے ذریعہ دکھا کر اپنی ٹی آر پی میں اضافہ کرتے ہیں یا پھر دوسری پارٹی سے اس کا سودا کرلیتے ہیں، یعنی اس میں حکومت یا پولس کا محکمہ ملوث نہیں ہوتا؛ بلکہ خالص میڈیا والے یہ کام انجام دیتے ہیں۔ اس طرح سے وہ کسی کے ساتھ بھی یہ معاملہ کرسکتے ہیں، کوئی مشہور لیڈر، قائد، کوئی اعلیٰ عہدیدار، کوئی بہت بڑا بزنس مین وغیرہ کا خفیہ طریقہ سے '' اسٹنگ آپریشن '' ہوتا ہے، پھر بعد میں ضرورت پڑے تو حکومت اس سے فائدہ اٹھاتی ہے، ورنہ عموماً اس اسٹنگ آپریشن کے بعد اس ویڈیو کو وہ اپنے چینل میں بریکنگ نیوز کی طرح دکھا کر میڈیائی دنیا

میں اپنی ٹی آر پی (TRP)میں اضافہ کرتے ہیں، اس کی قطعاً گنجائش نہ ہونی چاہئے، لیکن اگر حکومت کا کوئی خفیہ ادارہ یا خفیہ ایجنسی کسی مجرم یا ملزم یا مشتبہ فرد کا اسٹنگ آپریشن کرائے تو اس کا جواز ہوسکتا ہے، لہٰذا آج کا ماڈرن اور جدید طریقہ ‘‘ اسٹنگ آپریشن ’’ مجرموں کے لئے کیا جانا جائز ہوگا، اور اگر کہیں ظلم ہورہا ہو یا کمزوروں کے حقوق غصب کئے جارہے ہوں تو وہاں اسٹنگ آپریشن کرنا بدرجۂ اولیٰ جائز ہوگا۔

کبھی کبھی عام آدمی بھی کسی واقعہ یا کسی بات چیت یا کسی میٹنگ کی خفیہ منظر کشی کرلیتے ہیں اور ان کو سوشل میڈیا میں عام کردیتے ہیں، جب کہ یہ ان متعلقہ افراد کے حق میں نقصان دہ ہوتا ہے، حالانکہ وہ واقعہ یا گفتگو کوئی غیر قانونی یا غیر شرعی نہیں بلکہ ان کی نجی اور ذاتی معاملات والی ہوتی ہے، تو اس طرح کے واقعہ ، گفتگو یا میٹنگ کی خفیہ منظر کشی کرنا ‘‘ حرام ’’ اور ‘‘ناجائز ’’ ہے اور اس کا افشاء کرنا بھی گناہ کا عمل اور ناجائز ہے۔

اس میں ایک اور قباحت بھی آج کل چل پڑی ہے جس کو میڈیا والے، چینل والے اور عام افراد بھی کررہے ہیں کہ کسی واقعہ کی منظر کشی میں کانٹ چھانٹ کر اس کو ایڈٹ کرکے سوشل میڈیا میں عام کردیتے ہیں، اس سے ہوتا یہ ہے کہ واقعہ میں کچھ ہوتا ہے اور اس کی منظر کشی میں کچھ اور دکھائی دیتا ہے یعنی مجرم ایک اچھا شہری دکھائی دینے لگتا ہے اور نیک اور بے قصور شہری اس منظر کشی کی کانٹ چھانٹ سے مجرم ٹھہر جاتا ہے، لہٰذا ایسا کرنا بھی شرعاً حرام ہے، سخت گناہ والا عمل ہے۔

دلائل:

۱۔ ولا تبغ الفساد فی الأرض إن الله لا یحب المفسدین (القصص: ۷۷) [مقالہ مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

۲۔ یا أیہا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء لله ولو علی أنفسکم أو الوالدین والأقربین إن یکن غنیا أو فقیراً فالله أولی بہما (النساء: ۱۳۵) [مقالہ ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی]۔

۳۔ انصر أخاک ظالماً أو مظلوماً (بخاری: ۲۴۴۳) [مقالہ مولانا قمر الزماں ندوی، ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام صدیقی، مولانا عبید الله ابوبکر ندوی، مفتی ریاست علی قاسمی]۔

۴۔إن الإمام یسوس رعیتہ بما فیہ إصلاحہ ولو کان مفضولاً ما لم یکن محرما (فتح الباری ۱۹۹،۱) [مقالہ مفتی ظفر عالم ندوی]۔

۵۔ ویستثنی من النہی عن التجسس ما لو تعین طریقاً إلی إنقاذ نفس من الہلاک مثلاً کأن یخبر ثقۃ بأن فلاناً خلا بشخص لیقتلہ ظلماً أو بامرأۃ لیزنی بہا فیشرع فی ہذہ الصورۃ التجسس والبحث عن ذلک حذراً من فوات استدراکہ (فتح الباری ۵۶۱،۱۰، الموسوعۃ الفقہیہ ۱۶۶،۱۰) [مقالہ مولانا محمد زبیر ندوی، مولانا جمشید جوہر قاسمی، مولانا صابر حسین ندوی]۔

۶۔ وقد یکون التجسس واجباً، فقد نقل عن ابن الماجشون أنہ قال: اللصوص وقطاع

الطريق أرى أن يطلبوا فى مظانهم ويعان عليهم حتى يقتلوا أو ينفوا من الأرض بالهرب، وطلبهم لا يكون إلا بالتجسس عليهم وتتبع أخبارهم (الموسوعة الفقهية ۱۰،۱۶۲) [مقالہ مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی]۔

۷۔ وللمحتسب أن يكشف على مرتكبى المعاصى، لأن قاعدة ولاية الحسبة: الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر (الموسوعة الفقهيہ ۱۰،۱۶۲) [مقالہ مولانا جمشید جوہر قاسمی]۔

۸۔ لا بأس بالهجوم على بيت المفسدين (البحر الرائق ۸،۱۴۲)[مقالہ مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

۹۔ لكل إنسان حقہ فى الاستقلال بحياتہ الخاصة وأسرتہ ومالہ واتصالاتہ الاجتماعية، ولايجوز التجسس عليہ أو الإساءة إلى سمعتہ، ويجب على الدولة حمايتہ من كل تدخل تعسفي (الفقہ الاسلامى وادلتہ ۸،۵۵۰) [مقالہ مولانا جمشید جوہر قاسمی]۔

۱۰۔ إن غلب على ظنہ وقوع معصية ولو بقرينة ظاہرة كإخبار ثقة جاز لہ بل وجب عليہ التجسيس إن فات تداركہا كقتل وزنىً وإلا فلا (نہاية المحتاج ۸،۸۹، نیز دیکھئے: المنہاج للنووى ۲،۲۶) [مقالہ مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی، مولانا صابر حسین ندوی]۔

۱۱۔ وإن من التجسس الذى لا بد منہ للوقوف على حال الرعية، ودفع الشر عنہم، ليطمئن الناس وتنظيم الأمور وتصفو الحياة، ويأمن المقيم والمسافر من كل خطر وظلم ..... فالدولة لا تقوم بالتجسس إلا بما يحقق صالح المجتمع وذلک كتتبع أہل الريب والضلالة ووضع العيون عليہم حفظاً للأمن والنظام وتأميناً لراحة المواطنين (التجسس واحكامہ فى الشريعة الاسلاميہ، ص: ۱۳۰) [مقالہ مولانا ياسر مجيد ندوى]۔

۱۲۔ درء المفاسد أولى من جلب المصالح (الاشباہ لابن نجيم ۱،۲۲۴) [مقالہ مفتی ظفر عالم ندوى]۔

۱۳۔ يتحمل الضرر الخاص لدفع الضرر العام (ايضا ۱،۲۲۹) [مقالہ مفتی ظفر عالم ندوى، مفتی محمد اسعد فلاحى، مولانا محمد زبير ندوى، مولانا جمشيد جوہر قاسمى، مولانا نديم احمد انصارى]۔

۱۴۔ دفع المضرة أولى من جلب المنفعة (.....) [مقالہ مفتی محمد اسعد فلاحى]۔

۱۵۔ الضرر الأشد يزال بالضرر الأخف (شرح القواعد الفقہيہ۱،۱۹۹) [مقالہ مولانا محمد زبير ندوى]۔

۱۶۔ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں: سلطان نے سنا کہ فلاں شخص فلاں کو قتل کرنا چاہتا ہے تو چونکہ بوجہ سلطان ہونے کے رعایا کی حفاظت اس کے ذمہ واجب ہے، اس لئے کہ اس کی تحقیق اور انتظام بھی واجب ہے (بیان القرآن، ص: ۹۹) [مقالہ مفتی محمد عثمان بستوی]۔

۱۷۔ اگر کسی سے مضرت پہنچنے کا احتمال ہو، اپنی اوردوسرے کسی مسلمان کی حفاظت کی غرض سے مضرت پہنچانے والے کی خفیہ تدبیروں اور ارادوں کا تجسس کرے

تو جائز ہے (معارف القرآن ۸،۱۲۱) [مقالہ مولانا معین الدین ندوی قاسمی]۔

متفرق آراء:

۱۔ مفتی محمد سلمان منصورپوری اور مفتی شبیر احمد قاسمی کہتے ہیں کہ متعین مجرمین پر گرفت کے لئے تو ان کے استعمال کی گنجائش ہے، لیکن بغیر کسی شبہ کے ہر ایک کی باتوں کو خفیہ کیمرے میں قید کرنا بلا شبہ جاسوسی کے تحت داخل ہے، جس کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔

- ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضاً (حجرات: ۱۲)۔

- فالتجسس علی المسلمین فی الأصل حرام، منہی عنہ لقولہ تعالی:''ولا تجسسوا'' لأنہ فیہ تتبع عورات المسلمین ومعایبہم والاستکتاب عما ستروہ (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۰،۱۶۲)۔

۲۔ مفتی امانت علی قاسمی کا کہنا ہے کہ اگر یہ اپنے مفاد کے لئے ہو یا محض عداوت کی بنا پر بدلہ لینے کے لئے ہو تو پھر اس کی اجازت نہیں ہوگی۔

۳۔ مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی لکھتے ہیں کہ مجرم کو پکڑنے کے مقصد سے اگرخفیہ کیمرہ لگایا جائے تو ''الأمور بمقاصدہا''اور ''الضرورات تبیح المحظورات'' کی وجہ سے گنجائش ہوگی، اور اس کی کارگزاریوں کی نگرانی کیمرے کے ذریعہ کی جاسکتی ہے، لیکن یہ مکمل ثبوت نہیں کہلائے گا؛ کیونکہ کیمروں اور مشینوں میں چھیڑ چھاڑ ایک عام بات ہے، لیکن قرینہ ضرور بنے گا، دوسری شہادتوں کی غیر موجودگی میں اس کو پیش کیا جاسکے گا۔

۴۔ حافظ کلیم اللہ عمری کی رائے ہے کہ یہ کارروائی حکومت کی اجازت اور علم کے ساتھ جائز ہوگی ورنہ چوری اور خیانت میں شمار ہوگی۔

۸۔ سافٹ ویئر کا قفل توڑ کر اس کی خریدوفروخت کرنے کا حکم:

سوال (۸):فنی ماہرین مخصوص مقاصد کے لئے سافٹ ویئر تیار کرتے ہیں؛چونکہ اس کی تیاری کے مرحلہ میں کافی صرفہ آتا ہے، اور صلاحیتیں اور محنتیں خرچ ہوتی ہیں، اس لئے قانونی طور پر اس کو ان کی ملکیت ماناجاتا ہے اور اس کا قفل توڑ کر اس سے استفادہ کرنا قانوناً جرم ماناگیا ہے، تو کیا کسی شخص کا اپنی صلاحیت کے ذریعہ اس کا قفل توڑ دینا، پھر اس سے استفادہ کرنا یا گاہکوں کو بیچناجائز ہوگا؟اور کیا اس کا اور اس سے خرید کرنے والے شخص کا اس سافٹ ویئر کو فروخت کرنے میں ایک ہی حکم ہوگا؟

مقالہ نگاروں کی یہ رائے ہے کہ کسی سافٹ ویئر یا ڈونگل کا قفل توڑ کر اس سے استفادہ کرنا یا اس کی خریدوفروخت کرنا قانونی جرم ہے اور شرعاً ناجائز بلکہ حرام ہے، اکثر حضرات کے نزدیک یہ چوری کےحکم میں ہے۔

کمپیوٹر سسٹم پر ایک نظر:

مولانا جمشید جوہر قاسمی لکھتے ہیں: بنیادی طورسے سافٹ ویئر(soft ware)کی اقسام کی درجہ بندی اس کے کام سے کی جاتی ہے،اس حوالے سے اس کی

دواہم اقسام ہیں:پہلی قسم کو سسٹم سافٹ ویئر یعنی ''نظامی سافٹ ویئر '' کہتے ہیں، دوسرے کو اپلی کیشن سافٹ ویئر یعنی ''استعمالی سافٹ ویئر ''کہتے ہیں،انتظامی سافٹ ویئر کاکام ''شمارندے ''کی بنیادی افعال کو سرانجام دینا ہے،مثال کے طورپر جب ہم کمپیوٹر کو چلانا شروع کرتے ہیں،تو اس کمپیوٹر کی بے جان حالت سے اس کی کام کے لئے تیاری تک کے سارے مراحل یہی قسم سر انجام دیتی ہے،اس کے علاوہ مختلف پرزوں(آلات)سے رابطہ کرنا ،ان سے کام لینا بھی اسی کی ذمہ داری ہے،اس کی مزید دواہم اقسام ہیں:پہلی قسم operating system یعنی نظامی عامل ،اوردوسری قسم ڈیوائس ڈرائیوریعنی آلہ محرک ہے،نظامی عامل کا کام کمپیوٹرکے پرزوں کوکمپیوٹرسے جوڑکر قابل استعمال بناتاہے،جبکہ استعمالی سافٹ ویئر کاکام وہ سارے کام سرانجام دینا ہے،جوپہلی قسم کےکاموں کے علاوہ ہیں، مثال کے طورپر ویب کا استعمال،گانے سننا،کھیل کھیلنا،برقی میل،دفاتر کے کام ،حسابی کام کرنا وغیرہ، کام کی نوعیت کے اعتبار سے اس کی بےشمار اقسام ہیں،جیسے ویب کی قسم،گانوں کی قسم(ملٹی میڈیا)، رابطےکی قسم،حسابی کام کی قسم وغیرہ،غرض ہرکام کی اپنی قسم ہے،اس کے علاوہ سافٹ ویئر کی ایک اورقسم پروگرامنگ لینگویج یعنی زبان برائے تیاری سافٹ ویئر کہلاتی ہے،اس کاکام مندرجہ بالا دونوں اقسام کوتیار کرنا ہے۔

مفتی امانت علی قاسمی کہتےہیں :کمپیوٹر نظام کو چلانے کے لیے بنیادی طور پر دو چیزیں ہوا کرتی ہیں: ہارڈویئر یعنی کمپیوٹر کے وہ آلات جو ہمیں نظر آتے ہیں اور جن کو ہم محسوس کرتے ہیں، دوسرا ہے سافٹ ویئر ۔سافٹ ویئر کی بھی بنیادی طور پر دو قسم بنتی ہے: (١) اپلیکیشن سافٹ ویئر یعنی کمپیوٹر کے ہارڈویئر آلات استعمال کرنے کے لیے مشینی زبان مینجو کچھ خاص ہدایات ہیں ان ہدایات کے مجموعے کو اپلیکیشن سافٹ ویئر کہتے ہیں، (٢) سسٹم سافٹ ویئر یعنی جو ہارڈ ویئر اپلیکیشن سافٹ ویئر کے درمیان ربط پیدا کرتا ہے۔ کمپیوٹر سافٹ ویئر کے توسط سے بہت سے نظام اور پروگرام انجام پاتے ہیں مثلاً میڈیکل نظام ، بینکنگ نظام ، کاروباری نظام جب کہ ہر نظام کے لیے الگ الگ سافٹ ویئر کا ہونا ضروری ہے اور ہر سافٹ ویئر ہزاروں کی قیمت کا خریدا جاتا ہے اور خاص پاس ورڈ سے اس کو محفوظ بھی کیا جاتا ہے؛ تاکہ اس میں موجود تفصیلات سے کوئی واقف نہ ہوسکے، اس کے باوجود کچھ لوگ ان سافٹ ویئر کو خرید کراستعمال کرنے کے بجائے ان پر لگے پاس ورڈ کو ختم کرکے سافٹ ویئر کو ہیک کرتے ہیں اور اس کا کنٹرول اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں، ظاہر ہے کہ ان حضرات کا عمل قانوناً بھی چوری کے ضمن میں آتا ہے اور اخلاقاً بھی چوری کے ضمن میں آتاہے ۔

دلائل:

قرآن سے:

١۔ والسارق والسارقۃ فاقطعوا أیدیہما جزاء بما کسبا نکالاً من اللہ واللہ عزیز حکیم

(سورہ المائدہ: ۳۸) [مقالہ مفتی سید باقر ارشد قاسمی، مولانا معین الدین ندوی قاسمی، مفتی ریاض ارمان قاسمی]۔

۲۔ یا أیہا الذین آمنوا لا تأکلوا أموالکم بینکم بالباطل (سورہ نساء: ۲۹) [مقالہ مفتی سید باقر ارشد قاسمی، ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی]۔

حدیث سے:

۱۔ کل المسلم علی المسلم حرام عرضہ ومالہ ودمہ (مسلم: ۱۰۱) [مقالہ مفتی سید باقر ارشد قاسمی]۔

۲۔ قال النبیﷺ: من اشتری سرقۃ وہو یعلم أنہا سرقۃ فقد اشترک فی عارہا وإثمہا (السنن الکبری للبیہقی : ۵۱۱۲) [مقالہ مولانا اختر امام عادل قاسمی، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی، مفتی محمد شاہجہاں ندوی، مولانا ندیم احمد انصاری، مفتی امانت علی قاسمی]۔

۳۔ لا ضرر ولا ضرار، من ضار ضارہ اللہ، ومن شاق شاق اللہ علیہ (مستدرک حاکم ۶۶،۲) [مقالہ مفتی سید سلمان منصورپوری]۔

۴۔ حرمۃ مال المسلم کحرمۃ دمہ .....(مجمع الزوائد ۱۷۲،۴) [مقالہ مفتی سید باقر ارشد قاسمی]۔

فقہ سے:

۱۔ بخلاف المشتری شراءً فاسداً إذا باعہ من غیرہ بیعاً صحیحاً، فإن الثانی لا یؤمر بالرد وإن البائع مأمور بہ، لأن الواجب للرد قد زال ببیعہ (شامی ۳۰۰،۷) [مقالہ مفتی سید سلمان منصورپوری]۔

۲۔ ویجب رد العین لقولہ علیہ السلام: لا یحل لأحدکم أن یأخذ ما ل أخیہ لاعباً ولا جاداً،وإن أخذ فلیردہ علیہ (شامی ۲۶۶،۹) [مقالہ مفتی ظفر عالم ندوی]۔

۳۔ فکل عین قائمۃ یغلب علی ظنہ أنہم أخذوہا من الغیر بالظلم وباعوہا فی السوق فإنہ لا ینبغی أن یشتری ذلک وإن تداولتہا الأیدی (فتاوی ہندیہ ۳۶۴،۵) [مقالہ مولانا معین الدین ندوی قاسمی، مفتی ریاض ارمان قاسمی، مفتی سید صادق محی الدین نظامی]۔

۴۔ وکذا السارق یجب علیہ رد العین المسروقۃ إن کانت قائمۃ اتفاقاً، فإن ہلکت أو استہلکت وجب علیہ ردّ مثلہا إن کانت مثلیۃ، وإلا فقیمتہا (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۷۹،۲۲) [مقالہ مولانا جمشید جوہر قاسمی]۔

۵۔لا یجوز لأحد أن یتصرف فی ملک غیرہ بلا إذنہ أو وکالۃ منہ أو ولایۃ علیہ، وإن فعل کان ضامناً (شرح المجلہ۱، ۶۱، رقم: ۹۶) [مقالہ مفتی سید محمد سلمان منصورپوری، مفتی سید باقر ارشد قاسمی، مفتی محمد اسعد فلاحی، مولانا معین الدین ندوی قاسمی، مفتی ریاض ارمان قاسمی، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی]۔

۶۔ ما حرّم أخذہ حرّم إعطاءہ (الاشباہ لابن نجیم) [مقالہ مفتی ظفر عالم ندوی]۔

۷۔ لوغصب أموالاً وباعہا وتعرف فی أثمانہا مرۃ بعد أخری بحیث یعسر أو یتعذر تتبع

ملک التصرفات .....فقولان .....أصحہما البطلان (مغنی المحتاج ۳٦۸،۲) [مقالہ مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی]۔

فتاوی سے:

۱۔ لم یحلّ للمسلم أن یشتری شیئاً یعلم أنہ مغصوب أو مسروق أو مأخوذ من صاحبہ بغیر حق، لأنہ إذا فعل یعین الغاصب أو السارق أو المعتدی علی غصبہ وسرقتہ وعداوتہ، قال علیہ الصلاۃ والسلام: من اشتری سرقۃ وہو یعلم أنہا سرقۃ فقد اشترک فی إثمہا وعارہا (الحلال والحرام فی الاسلام،۲۱٦) [مقالہ مفتی محمد اسعد فلاحی]۔

۲۔ مفتی نظام الدین اعظمیؒ لکھتے ہیں: جب یقین ہے کہ یہ سامان چوری کے ہیں تو آپ کو اس کا خریدنا، فروخت کرنا، تجارت کرنا کچھ بھی جائز نہیں، اور جو اس سے نفع ہوگا وہ جائز اور صحیح نہ ہوگا، خواہ آپ چوروں سے نہ خریدتے ہوں، چورونسے خریدنے والوں سے خریدتے ہوں، یا ان سے خریدنے والوں سے خریدتے ہوں، کسی حالت میں جائز نہیں (منتخبات نظام الفتاوی۳،۳۰) [مقالہ ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام صدیقی]۔

۳۔ چوری کے کپڑے سے بنائی ہوئی ٹوپی اور جزدان خریدنا درست نہیں حرام ہے، بلا علم خرید لیا ہو تو گناہ نہیں، نماز بھی درست ہے، لیکن جب علم ہوگیا تو ایسا لباس ترک کردینا ضروری ہے (فتاوی رحیمیہ ۲۸۳،۲) [مقالہ مولانا جمشید جوہر قاسمی]۔

۴۔ کمپیوٹر کے جو پروگرام بنائے جاتے ہیں ان میں کافی صرفہ ہوتا ہے اور صلاحیتیں بھی خرچ ہوتی ہیں، قانون کی نظر میں وہ اس کی ملکیت سمجھی جاتی ہے، اس لئے اس کی اجازت کے بغیر اس کی نقل کرنا اور فروخت کرنا جائز نہیں ہے، یہ چوری کے حکم میں ہے (کتاب الفتاوی ۳۰۷،۱۰) [مقالہ مولانا محمد احسن ندوی]۔

۵۔ جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے ایک فتوی میں ہے: ۱۔ پائریٹڈ ونڈوز یا سافٹ ویئر کی سی ڈیز خرید کر استعمال کرنا اگرچہ شرعاً حرام یا ناجائز تو نہیں ہے لیکن احتیاط کے خلاف ہے۔ ۲۔ جو سافٹ ویئر باقاعدہ ٹرائل ایگریمنٹ پر ڈاؤن لوڈ کیا گیا یا خریدا گیا ہو، اس کے بعد اس کےلئے کریک استعمال کرکے اس کو خریدا ہوا ظاہر کرنا معاہدے کی خلاف ورزی اور دھوکہ دہی پر مبنی ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے (فتوی نمبر: ۱۴۳۵۰۴۲۰۰۰۳۲) [مقالہ مفتی صفوان احمد قاسمی]۔

متفرق آراء:

۱۔ مفتی ریاست علی قاسمی کا کہنا ہے کہ قفل توڑنے والے شخص کا اس سافٹ ویئر سے ہونے والی رقم کو اصل مالک تک پہنچانا ضروری ہوگا تب ہی ذمہ داری سے براءت ہوسکتی ہے (مستفاد از کتاب الفتاوی ۳۰۷،۱)۔

- قال رسول اللہ ﷺ: ألا لا یحل مال امرئ إلا بطیب نفس منہ (مشکوۃ۲۵۵،۱)۔

۲۔ مفتی سید صادق محی الدین کہتےہیں کہ اگر خریدار کو سافٹ ویئر کی چوری کا علم ہوگیا تو اس کا خریدنا بھی ناجائز ہے۔ لیکن مفتی سید سلمان منصورپوری کے مطابق

اگر سافٹ ویئر کا قفل توڑ دیا گیا ہو، پھر وہ بازار میں اسی طرح دستیاب ہو تو اسے خریدنا ممنوع نہ ہوگا، جبکہ مفتی محمد اسعد فلاحی وغیرہ کا کہنا ہے کہ یہ اس وقت ہے جبکہ خریدار کو پہلے والے کی حرکت کا علم نہ ہو، جیسا کہ شامی میں ہے: قال الشیخ عبد الوہاب الشعرانی فی کتاب المنن:ما نقل عن بعض الحنفیۃ من أن الحرام لا یتعدی إلی ذمتین، سألت عنہ الشہاب الشبلی، فقال: ہو محمول علی ما لم یعلم بذلک، أما من رأی المکاس یأخذ من أحد شیئاً من المکس، ثم یعطیہ آخر، ثم یأخذہ من ذلک الآخر فہو حرام (شامی ۵۵۳،۹)۔

۳۔ مفتی محمد اسعد فلاحی،مولانا جمشید جوہر قاسمی اور مولانا صابر حسین ندوی لکھتے ہیں کہ خریدار کے لئے اس کو آگے فروخت کرنا چور کی حوصلہ افزائی اور تعاون علی المعصیۃ کی وجہ سے ناجائز ہے، مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی کے بقول جائز اسی صورت میں ہوسکتاہے جبکہ اصل مالک سے تصفیہ کرلیا جائے۔

۴۔ مفتی محمد اشرف قاسمی کی رائے ہے کہ اگر کوئی انجینئر اپنی مرضی سے سافٹ ویئر بنا کر گراں فروشی کرے یا ملی مفادات کے لئے مناسب قیمت سے تعاون نہ کرے تو اس کا قفل توڑ کر اس سے استفادہ کی گنجائش ہے۔

۵۔ لیکن مفتی سید صادق محی الدین نے یہ تفصیلی وضاحت بھی پیش کی ہے:

(۱) ایسی کمپنیاں جوسافٹ ویئر تیارکرتی ہیں اوراسکی لائسنس فیس بھی مقررکرتی ہیں تووہ پیڈسافٹ ویئرکہلاتا ہے، اس لئے مقررہ فیس اداکرکے ایسے سافٹ ویئر کو ڈائون لوڈ کرکے استفادہ کرناشرعا جائزہوگا۔

(۲)ایسے تمام سافٹ ویئرس جن کی فیس مقررہوتی ہے اوران کے لائسنس کے حصول کا لزوم ہوتاہے اورملکی قانون بھی اس کوتسلیم کرتا ہے تو اس صورت میں ان کی فیس اداکئے بغیریا لائسنس حاصل کئے بغیران سے استفادہ شرعاً جائز نہیں ہوگا، ان میں بعض وہ سافٹ ویئر ہوتے ہیں جن کے استعمال سے تحصیل علم میں مددحاصل ہوتی ہے اورکچھ کمپیوٹرکی تعلیم اورجدید ٹکنالوجی کی تحصیل میں سہولت کیلئے بھی بعض کمپنیاں ویڈیوزبناتی ہیں اوران ویڈیوزکوانٹرنیٹ پرفروخت کرتی ہیں، ان کی مددسے ٹریننگ کا حصول اوربہترین ذرائع معاش کی تلاش آسان ہوجاتی ہے، اگرکچھ افرادایسے ہیں جواس کوخریدنے کی سکت نہیں رکھتے ان کوقانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ان سے استفادہ کرنا شرعاً جائزنہیں۔ کمپنی کے اصول کی خلاف ورزی خیانت ہے ،اوراسلام میں خیانت جائزنہیں،حدیث شریف میں وارد ہے:لا دین لمن لا أمانۃ لہ (مصنف عبد الرزاق: ۲۰۱۹۲) حکومت نے بھی اس قانون کوتسلیم کرلیا ہوتو اس کی خلاف ورز ی بھی جائز نہیں، وفی الشامیۃ:تحت (قولہ تجب طاعۃ الإمام...الخ) لأن طاعۃ الإمام فیما لیس بمعصیۃ واجبۃ (۱۷۲،۲) ہاں البتہ کسی نے قانونی طورپرایسے سافٹ ویئر کو خریدلیا ہے توجہاں اس سے استفادہ خریدارکے لئے جائزہے اسی طرح وہ کسی غیرمستطیع فردکواس سے استفادہ کی گنجائش فراہم کردے توشرعا جائزہوگا۔

۹۔ دوسروں کے کمپیوٹر کو ہیک کرنا اور اس پر وائرس چھوڑنے کا حکم:

سوال (۹):بعض اوقات کسی شخص کے کمپیوٹر میں یا اس کے خاص پروگرام میں وائرس داخل ہوتا ہے، یہ وائرس اسے نقصان پہنچاتے اور برباد کردیتے ہیں، اس کا استعمال خراب اور غیر اخلاقی مواد کو ضائع کرنے کے لئے بھی کیاجاسکتا ہے، اس پس منظر میں رہنمائی فرمائیں کہ دوسرے کے کمپیوٹر کو ہیک کرنے یا اس پر وائرس چھوڑنے کا کیا حکم ہوگا؟

اکثر مقالہ نگار حضرات کا کہنا ہے کہ اجازت کے بغیر کسی کے کمپیوٹر کو ہیک کرنے یا اس پر وائرس چھوڑنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے؛ بلکہ ایسا کرنا حرام ہے، اس سےکمپیوٹر صارف کو اذیت دینا لازم آتا ہے جو کہ ممنوع ہے [مفتی سید سلمان منصورپوری، مولانا معین الدین ندوی قاسمی، مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی]، ایسا کرنا خیانت اور اتلاف مال کے قبیل سے ہے [مفتی ظفر عالم ندوی]۔ ایسا کرنا صریح ظلم ہے [مولانا اختر عادل قاسمی، مفتی محمد شاہجہاں ندوی] کسی کے کمپیوٹر میں وائرس ڈالنا ایک گونہ فساد ہے [مولانا صابر حسین ندوی]۔

وائرس کا تعارف:

* مفتی سید صادق محی الدین نظامی نے وائرس کے تعلق سے درج ذیل تفصیلات پیش کی ہیں:

کمپیوٹروائرس دراصل ایک پروگرام ہے جودوسرے کے کمپیوٹرمیں داخل کیا جاتا ہے، اس کے ذریعہ ہارڈویئر یاسافٹ ویئر سے چھیڑچھاڑ کی جاتی ہے، یہ کوئی اصلاحی یا مثبت کام نہیں بلکہ مفسدانہ ومنفی عمل ہےجب وائرس کسی کے کمپیوٹرمیں داخل کردیا جائے تووہ کمپیوٹرپراپنا کنٹرول قائم کرلیتا ہے اورپھرسسٹم کی خرابی کا کام شروع کردیتاہے، سسٹم میں بگاڑپیداکرنے کا ذریعہ بننے کو ‘‘پے لوڈ ’’ (Payload) کا نام دیا گیاہے۔ بعض مرتبہ یہ پے لوڈ کسی کھیل کی شکل میں کمپیوٹرمیں داخل ہوسکتے ہیں جیسے ہی اس کا استعمال کیا جائے وہ وائرس اپنا ری ایکشن(ردعمل) شروع کردیتے ہیں، بسااوقات وائرس کسی پروگرام کی شکل میں داخل کئے جاتے ہیں لیکن ان کی تاریخ اوران کاوقت مقررہتاہے ،جیسے ہی وہ تاریخ اوروقت آجائے وہ اپنا کام شروع کردیتے ہیں،یا کسی مخصوص حرف کے ٹائپ کرنے پرنقصان پہنچانے والے وائرس اپنا اثر دکھاتے ہیں یہاں تک کہ وہ اس کی میموری پرغلبہ حاصل کرلیتے ہیں پھر کمپیوٹر کا کام متاثر ہوجاتاہے، کمپیوٹر استعمال کرنے والوں کے لئے جوسی ڈیز یا فلیش ڈسک ہوتی ہیں ان کا کسی احتیاط کے بغیر استعمال بھی بسااوقات وائرس کے داخل ہونے کا سبب بنتاہے۔ کچھ وائرس وہ ہوتے ہیں جوکسی اچھے پروگرام کے ساتھ منسلک ہوجاتے ہیں ،جب وہ پروگرام چلایا جائے تووہ وائرس بھی اپنا کام شروع کردیتے ہیں،وائرس کے مختلف اقسام کی ماہرین نے نشاندہی کی ہے،وائرس یا تویوزرکی بداحتیاطی کی وجہ سے کسی کے

کمپیوٹرکے پروگراموں میں شامل ہوجاتے ہیں، اورمنفی رجحان رکھنے والے نقصان پہنچانے اورفسادوبگاڑمچانے سے دلچسپی رکھنے والے ایسے پروگرام بناتے ہیں جووائرس کوکسی کے کمپیوٹرمیں داخل کرنے کے مقصدسے ہوتے ہیں،اس سے ایک مقصودتوکسی فردیا ادارے کے دستاویزات کوتباہ کرنا ہوتا ہے،دوسرا مقصودمخصوص وائرس کی مددسے کسی کے کمپیوٹرسے خفیہ معلومات (جیسے پاس ورڈ، ڈیٹا وغیرہ) کی چوری کرنا ہوتا ہے، تیسرا مقصدکسی اورکے کمپیوٹرکے پروگراموں کو نقصان پہنچانے یا اس کوہیک کرکے اپنے کنٹرول میں لینے کی غرض سے ہوتا ہے؛ تاکہ اس سے اس کا استحصال کیا جائے اور ناجائزطورپرمنفعت حاصل کی جائے، چونکہ یہ سارے مقاصد جبروظلم اورفسادپرمبنی ہیں اسلئے اسلام ان میں سے کسی کی اجازت نہیں دیتا،اس تناظرمیں کسی دوسرے کے کمپیوٹرکوہیک کرنایا اس پروائرس چھوڑنا شرعاً ناجائزوحرام ہے۔

الغرض وائرس زیادہ ترسی ڈیز،پین ڈرائیوز(External Disks) یاانٹرنیٹ کے ذریعہ یاایک ہارڈ ڈسک کا دوسری ہارڈڈسک کے ساتھ اتصال کی وجہ سے کمپیوٹرکے آن ہونے پرکمپیوٹرمینشامل ہو کر کمپیوٹرکومتاثرکرتے ہیں،ماہرین کمپیوٹرنے اس کی مختلف خرابیوں کو گرفت میں لانے اوراس کی اصلاح کی تدابیر کا راستہ ڈھونڈ نکالا ہے۔وہ راستہ اینٹی وائرس پروگرامس ہیں جو خاص اسی مقصدکے لئے کمپنیاں تیارکرتی ہیں جنہیں کمپیوٹرپروائرس کا سراغ لگانے اوراسے ختم کرنے کیلئے استعمال کیاجاتاہے ۔بازارمیں مختلف ناموں کے ساتھ اینٹی وائرس پروگرامس دستیاب ہیں ۔چونکہ آئے دن نت نئے وائرس سے یوزرس کوسابقہ پڑرہا ہے اس مناسبت سے اینٹی وائرس بنانے والی کمپنیاں جدید طرزکے اینٹی وائرس پروگرامس تیارکررہی ہیں۔جن کے استعمال سے یوزرس بڑی حدتک کمپیوٹر اور کمپیوٹرکے اندرمحفوظ ضروری موادوقیمتی دستاویزات کونقصان پہنچنے سے بچاسکتے ہیں۔اس مختصرسی تحقیق سے مقصودیہ ہے کہ یوزرس جب خودکسی کمپنی سے رجوع ہوکر اینٹی وائرس سی ڈیز خریدلیں اوراپنے کمپیوٹرپرانسٹال کرلیں تو نقصان رساں وائرس کا اثرخود بخود ختم ہونے لگتاہے ،اورآئندہ اینٹی وائرس پروگرام کی جومدت کمپنی نے مقررکی ہے اس مدت تک کمپنی خوداس کی محافظ بن جاتی ہے ،اپنے کمپیوٹرکی اصلاح کی غرض سے یا ان کواینٹی وائرس پروگرام کے ذریعہ کمپیوٹرمیں داخل وائرس کوختم کرنے کی کسی ایسی کمپنی سے خدمات حاصل کرے توحسب معاہدہ کمپنی یہ کام انجام دے سکتی ہے اس لئے شرعاً اسکی اجازت ہوگی۔

* مفتی صفوان احمد قاسمی نے اسی کو ذرا تفصیل سے اس طرح پیش کیا ہے:

وائرس کا کام:

وائرس کو اس طریقے سے ڈیزائن کیا جاتا ہے کہ وہ ایک کمپیوٹر سے دوسرے کمپیوٹر میں منتقل ہوتے وقت یوزر کے علم سے بچ جائیں اور پتہ بھی نہ لگے کہ وائرس

داخل ہوچکا ہے۔ جب وائرس کمپیوٹر میں داخل ہو جائے تو وہ کمپیوٹر کو اپنے کنٹرول میں لے لیتا ہے، وائرس کی ان ہدایات کوجو کسی سسٹم کو خراب کرنے کا باعث بنتی ہے (Payload) کہا جاتاہے؛ تاہم(پے لوڈ) کسی بھی فائل یا پیغام کو خراب کردیتا ہے یا پھر اس کو بدل دیتا ہے، لہذا کمپیوٹر کا نظام خراب ہوجاتا ہے۔ اور بھی ایسے پروگرام ہیں جو کمپیوٹر پروگرام کے لیے نقصان دہ ہیں لیکن ان میں یکساں طور پر یہ دونوں باتیں نہیں پائی جاتیں کہ وہ خودبخود ایک کمپیوٹر سے دوسرے کمپیوٹر میں منتقل ہوجائیں اور پھر ان کا کھوج بھی نہ لگایا جاسکے؛ لیکن پھر بھی ایسے پروگرامز وائرس سے مشابہت رکھتے ہیں۔

وائرس کی اقسام:

وائرس کی بنیادی چھ اقسام ہیں جو مختلف طریقوں سے اثر پذیر ہوتے ہیں اور صرف اپنے اند رپروگرام کیے گئے احکامات بجا لاتے ہیں۔ لہذا جو کام جس وائرس کے سپرد ہو جب تک اس کام کا وقت نہ آئے وہ کسی طرح بھی کوئی خرابی پیدا نہیں کرتے۔

تین اقسام کے بڑے پروگرام:

ایسے پروگرام کی تین بڑی اقسام ہیں جوکمپیوٹر میں خرابی کا سبب بنتے ہیں یا ڈاٹا کو متاثر کرتے ہیں:

۱۔ ورم، ۲۔ وائرس، ۳۔ ٹروجن ہارس۔

ورم (Worm):

یہ پروگرام کسی کے علم میں لائے بغیر خود سے اپنے آپ کو پھیلاتا ہے اور ایکٹیو ہونے کے لیے کسی کی مدد کا محتاج نہیں ہوتا یعنی خود بخود ایکٹیو ہوجاتا ہے، یہ عام طور پر انٹر نیٹ کے ذریعے پھیلتا ہے جس میں یوزر کو کوئی ای میل کھولنے کے لیے کہا جاتا ہے جس کے ساتھ انٹر نیٹ ورم کو اٹیچ کر دیا جاتا ہے۔ اس پے لوڈ میں ایسی ہدایات ہوسکتی ہیں کہ یہ خود بخود ان لوگوں تک پہنچ جائے جن کو آپ ای میل کرتے ہیں یا جن کے ای میل کے ایڈریس آپ نے آ?وٹ لک یاایڈریس بک میں لکھ رکھے ہیں۔ یہ زیادہ نقصان دہ نہیں ہوتے لیکن چند ورم کافی خطرناک ہوتے ہیں۔

وائرس(Virus):

ایسا پروگرام جو بہرحال کمپیوٹر کے لیے خطرناک ہو، وائرس کہلاتا ہے۔ تکنیکی لحاظ سے وائرس ایسا پروگرام ہوتا ہے جو یوزر کی مدد سے ایکٹیو ہوتا ہے۔ یعنی آپ کو دلچسپ ناموں کے ذریعے لالچ دے کر کسی پروگرام کو چلانے پر آمادہ کرتا ہے یا ای میل کے ساتھ آنے والی اٹیچ مینٹ کو اوپن یا ڈا?ؤن لوڈ کرنے کے لیے ہدایات دی جاتی ہیں۔ جب آپ فائل کو اوپن کریں یا وائرس کے پروگرام کو چلا دیتے ہیں تو وائرس اپنا کا م کرنا شروع کردیتا ہے۔ یہ کمپیوٹر میں مخفی رہ کر اپنی کاپیز بناتا رہتا ہے۔

ٹروجن ہارس (Trojan Horse) :

قدیم یونانی روایات کے ٹروجن ہارس کی طرح وائرس کی یہ قسم عام بے ضرر

پروگرام یا سوفٹ وئیر کے ساتھ اپنے آپ کو اٹیچ کر لیتی ہے اور اس پروگرام کو چلانے سے یہ بھی ایکٹیو ہوکر اپنا کام شروع کردیتا ہے۔ ٹروجن ہارس عام طور پر Softwares یا CD's میں عام ہوتے ہیں جو غیر قانونی طور پر بنائی جاتی ہیں۔ کاپی شدہ سی ڈیز اس کے پھیلانے کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں، ان میں چائنا وائرس کو آج کل بہت شہرت حاصل ہے۔

وائرس کے مقاصد:

وائرس پروگرام بنانے والوں کے دو مقاصد ہوتے ہیں:

۱۔ کسی مخصوص شخص یا ادارے کے ریکارڈ کو تباہ کیا جاسکے۔

۲۔ مخصوص وائرس کی مدد سے کسی کے کمپیوٹر سے معلومات چوری کی جاسکے۔

مقالہ نگاروں کے دلائل:

۱۔ والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتاناً وإثما مبینا (سورہ احزاب: ۵۸) [مقالہ مولانا معین الدین ندوی قاسمی، ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی]۔

۲۔ ولا تعتدوا إن اللہ لا یحب المعتدین (بقرہ: ۱۹۰) [مقالہ مفتی محمد شاہجہاں ندوی، مولانا صابر حسین ندوی]۔

۳۔ ومن یظلم منکم نذقہ عذاباً کبیراً (الفرقان: ۱۹) [مقالہ مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

۴۔ الخیانۃ حرام لقولہ علیہ السلام:آیۃ المنافق ثلاث:إذا حدث کذب، وإذا وعد أخلف، وإذا أؤتمن خان (بخاری۱،۸۹) [مقالہ مفتی ظفر عالم ندوی]۔

۵۔ قال النبیﷺ: کل المسلم علی المسلم حرام، عرضہ ومالہ ودمہ (مسلم ۲،۳۱۷) [مقالہ مفتی سید باقر ارشد قاسمی، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی]۔

۶۔ قال رسول اللہﷺ: لا یأخذن أحدکم متاع أخیہ لاعباً ولا جاداً فلیردّہا (ابوداؤد: ۵۰۰۳) [مقالہ مفتی سید سلمان منصورپوری، مفتی شبیر احمد قاسمی]۔

۷۔ قال رسول اللہﷺ: المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ، والمؤمن من أمنہ الناس علی دمائہم وأموالہم (ترمذی: ۲۶۲۷) [مقالہ مولانا معین الدین ندوی قاسمی، مفتی سید سلمان منصورپوری، مولانا جمشید جوہر قاسمی، مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی]۔

۸۔ صعد رسول اللہﷺ المنبر فقال: یا معشر من قد أسلم بلسانہ ولم یفض الإیمان إلی قلبہ لا تؤذوا المسلمین ولا تعیروہم ولا تتبعوا عوراتہم .....(ترمذی۲،۲۳) [مقالہ مفتی سید سلمان منصورپوری]۔

۹۔ أیہا الناس! اتقوا الظلم فإنہ من ظلمات یوم القیامۃ (شعب الایمان للبیہقی: ۷۴۵۹) [مقالہ مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

۱۰۔ من أخذ أموال الناس یرید أداءہا أدّی اللہ عنہ، ومن أخذ یرید إتلافہا أتلفہ اللہ

(بخاری: ۲۳۸۷) [مقالہ مفتی ظفر عالم ندوی]۔

۱۱۔ لا یجوز لأحد من المسلمین أخذ مال أحد بغیر سبب شرعی (شامی ۱۰۶٫۶) [مقالہ مفتی شبیر احمد قاسمی]۔

۱۲۔ ولا یجوز التصرف فی ملک الغیر بغیر إذنہ (بدائع الصنائع ۱۸۸٫۵) [مقالہ مولانا اختر امام عادل قاسمی، مفتی ریاض ارمان قاسمی، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی، مفتی امانت علی قاسمی]۔

متفرق آراء:

۱۔ ہاں اگر میدان جنگ میں ہوں اور دشمن کو نقصان پہنچانا ہوتو وائرس چھوڑنے کی اجازت ہوگی [مفتی ریاض ارمان قاسمی]۔

۲۔ اگر حکومت بڑے مفاسد سے نپٹنے کے لئے یہ راستہ اختیار کرے تو بقدر ضرورت گنجائش ہے (مولانا ندیم احمد انصاری]۔

- الضرر الأشد یزال بالضرر الأخف (شرح القواعد الفقہیہ، ص: ۱۹۹)۔

۳۔ اگر اس کا استعمال فحش چیزوں اور غیر اخلاقی مواد کو ضائع کرنے کے لئے ہو تو یہ نہی عن المنکر کا حصہ ہوگا اور اس کی اجازت ہوگی۔ الأمور بمقاصدہا (قواعد الفقہ، ص: ۶۲) [ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی]۔

- ولا ضمان أیضا بتحریق کتب الفسق والضلال ولاشتمالہا علی الکذب ولإلحاقہا ضرراً کبیراً بعقیدۃ الأمۃ ووحدتہا فیجب إتلافہا وإعدامہا (الفقہ الاسلامی وادلتہ۷۰۱٫۹)۔

اور مولانا یاسر مجید ندوی کے بقول اگرپھر بھی سدھار نہ آیا تو تغییر منکر کے شرعی اصول کے تحت ایسی سائٹس کو ہیک کرنا جائز ہوگا۔ من رأی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ .... (مسلم: ۴۹۱)، اور تقریباً یہی رائے مفتی محمد عثمان بستوی کی بھی ہے۔

۴۔ مولانا صابر حسین ندوی کی رائے ہے کہ اگر کسی کو کسی مفسدہ کی اطلاع ہو تو اسے حسب استطاعت بدلنے کی کوشش کرے، اس لئے کہ یہ ضرر ہے، اور ضرر اگر بغیر کسی دقت اور ضرر اخف سے زائل ہوتا ہو تو اسے زائل کرنا واجب ہے ۔ مفتی محمد شاہجہاں ندوی کی بھی تقریباً یہی رائے ہے۔

- ولتکن منکم أمۃ یدعون إلی الخیر ویأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر وأولئک ہم المفلحون (آل عمران: ۱۰۴)۔

- الدین النصیحۃ (مسلم ۷۴٫۱)۔

- من رأی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ فإن لم یستطع فبلسانہ، ومن لم یستطع فبقلبہ وذلک أضعف الإیمان (مسلم: ۴۹)۔

۵۔ جبکہ مولانا محبوب فرو غ احمد قاسمی کا کہنا ہے کہ غیر اخلاقی مواد ضائع کرنے سے اصلاح تو نہیں ہوگی، اصلاح تو جب ہوگی کہ مزاج ومذاق کو تبدیل کردیا جائے، اس کے لئے موعظت ونصیحت کی ضرورت ہے، دوسرے کے مال کو خواہ اس

سے معصیت ہی متعلق ہو ضائع کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

- ینبعی أن یکون التعریف أولا باللطف والرفق لیکون أبلغ فی الموعظۃ والنصیحۃ، ثم التعنیف بالقول لا بالسب والفحش، ثم بالید کإراقۃ الخمر وإتلاف المعازف (فتاوی ہندیہ۵،۳۵۲)۔

۶۔ مفتی محمد اسعد فلاحی کی رائے ہے کہ اس کو سب سے پہلے نصیحت کی جائے، اس سے کام چل جائے تو ٹھیک ورنہ اس کے کمپیوٹر میں وائرس چھوڑ کر سارے فحش مادے کو ختم کردیا جائے اور گناہ سے بچنے پر اس کی اعانت کی جائے، تو اس کی اجازت دینے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے۔

- الدین النصیحۃ ثلاثاً، قلنا:لمن؟ قال:للہ ولکتابہ ولرسولہ ولأئمۃ المسلمین وعامتہم (مسلم بحوالہ مشکوۃ المصابیح: ۴۲۲)، ثم نصیحۃ العامۃ بإرشادہم إلی مصالحہم الدینیۃ والدنیویۃ وکف الأذی عنہم وتعلیمہم ما ینفعہم فی دینہم ودنیاہم ..... وأمرہم بالمعروف ونہیہم عن المنکر برفق ..... وتخولہم بالموعظۃ الحسنۃ(مرقاۃ المفاتیح ۹،۱۸۰)۔

- من رأی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ .....(مشکوۃ المصابیح: ۴۳۶)، فلیغیرہ بیدہ، أی بأن یمنعہ بالفعل بأن یکسر الآلات ویریق الخمر ویرد المغصوب إلی مالکہ (مرقاۃ المفاتیح ۹،۳۲۴)۔

محور سوم:

۱۔ سوشل میڈیا کی متنوع خبروں کو آگے بڑھانے کے اصول :

سوال (۱): سوشل میڈیا اور الیکٹرانک ذرائع ابلاغ سے بہت سی خبریں ایک دوسرے کوپہنچائی جاتی ہیں، ان میں بعض خبریں درست ہوتی ہیں، بعض قابل تحقیق اور بعض خلاف واقعہ، عام طور پر لوگ ان خبروں کو دوسروں کے پاس بھیجتے چلے جاتے ہیں اور اس طرح وہ خبر عام ہوجاتی ہے؛ اس لئے یہ بات قابل غور ہے کہ کن خبروں کو آگے بڑھانا جائز ہے اور کن کوآگے بھیجنا درست نہیں؟ اس سلسلہ میں ضروری اصول متعین فرمائیں۔

- یاأیہا الذین آمنوا إن جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا أن تصیبوا قوماً بجہالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین (سورہ حجرات: ۶)۔

- قال رسول اللہ ﷺ: کفی بالمرء کذباً أن یحدّث بکل ما سمع (مسلم: ۵)۔

مندرجہ بالا نصوص کی روشنی میں مقالہ نگاروں کا اس پر اتفاق ہے کہ ہر بات، ہر خبر اور ہر واقعہ کی پہلے تحقیق اور چھان بین کرلی جائے، اگر وہ صحیح ہو تو پھر آگے بڑھائے، اس لئے کہ کسی آدمی کے غیرمعتبر ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ ہرسنی سنائی باتو ں کو بغیر تحقیق کئے دوسروں کو پہنچاتا رہے، یہ بالکل غیر شرعی اور نادرست ہے۔

مفتی محمد اسعد فلاحی نے خبروں کے بھیجنے کے تعلق سے چھ صورتیں ذکر کی ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(١)وہ خبریں جو بالکل سچی ہوں اور جن کے لکھنے والے کے متعلق بھی سچائی کا پختہ یقین ہو اور ان میں کوئی دینی یا دنیوی فائدہ بھی ہو، تو ایسی خبرونکو آگے بھیجنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: الدین النصیحۃ۔ایک اور حدیث میں منقول ہے:علیکم بالصدق فإن الصدق یہدي إلی البر، وإن البر یہدي إلی الجنۃ۔

(٢) وہ خبریں جو خلاف واقعہ اور مبنی بر جھوٹ ہوں اور ان کے جھوٹ ہونے میں کوئی شک وشبہ نہ ہو ، تو ان کو آگے بھیجنا قطعاً جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ جھوٹ کے پھیلانے میں تعاون کرنا تعاون علی المعصیۃ ہے جو بنص قطعی حرام اور ممنوع ہے۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے: و لا تعاونوا علی الإثم و العدوان۔اور اس کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: إیاکم و الکذب، فإن الکذب یہدي إلی الفجور، وإن الفجور یہدي إلی النار۔

(٣) وہ خبریں جن کے متعلق کچھ شکوک و شبہات کا پہلو ہو اور وہ قابل تحقیق ہوں، تو جب تک ان کے متعلق بعد از تحقیق سچائی کا پختہ یقین نہ ہوجائے، ان کو آگے بھیجنا درست نہ ہوگا۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے: یٰأیہا الذین اٰمنوا إن جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا۔

(٤) وہ خبریں جن میں کسی کی ہتک عزت کا ذکر ہو، تو ان کو آگے بھیجنا قطعاً جائز نہیں؛ ایسی صورت میں ایک مسلمان کی عزت سے کھلواڑ کرنے اور اس کی آبرو ریزی کا گناہ لازم آئے گا۔

اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: إن اللہ حرم علیکم دماءکم و أموالکم و أعراضکم کحرمۃ یومکم ہٰذا۔

ایک اور جگہ فرمان ہے: إن دماءکم و أموالکم و أعراضکم کحرمۃ یومکم ہٰذا۔

(٥)وہ خبریں جن میں کسی کی غیبت اور چغلی کا ذکر ہو ان کو بھی آگے بڑھانا جائز نہیں ہے؛ ہاں! اگردینی یا دنیوی کوئی خاص ضرورت ہو؛ مثلاً: لوگوں کو اس کے شر اور فتنے سے بچانا ہو یا اس کے برے عقائد سے لوگونکو باز رکھنا ہو یا اس کے علاوہ اور کوئی مصلحت ہو، تو شرعاً اس کو آگے بھیجنے کی اجازت ہوگی، یہ چغل خوری اور غیبت کے دائرے میں نہیں آئے گی۔

(٦) وہ خبریں جو دو شخصوں کے درمیان یاچند افراد کے درمیان راز اور بھیدکی ہوں، تو ان کو دوسروں تک بھیجنا جائز نہیں ہوگا، امانت میں خیانت لازم آنے کی وجہ سے۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے: قد أفلح المؤمنون الذین ہم في صلاتہم خٰشعون إلی قولہ تعالی:والذین ہم لأمٰنٰتہم و عہدہم رٰعون۔

اور اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:المجالس بالأمانۃ۔ ایک اور حدیث میں ہے:لا إیمان لمن لا أمانۃ لہ۔

دلائل:

۱۔ ولا تلبسوا الحق بالباطل وتكتموا الحق وأنتم تعلمون (بقرہ: ۴۲) [مقالہ مفتی سید باقر ارشد قاسمی]۔

۲۔ ولا تقف ما ليس لک بہ علم إن السمع والبصر والفؤاد كل أولئک كان عنہ مسئولا (بنی اسرائیل: ۳۶) [مقالہ مفتی ریاض ارمان قاسمی، ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، مولانا یاسر مجید ندوی، ڈاکٹر فہیم اختر ندوی، ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام صدیقی]۔

۳۔ إن الذين يحبون أن تشيع الفاحشة فی الذين آمنوا لہم عذاب أليم فی الدنيا والآخرة والله يعلم وأنتم لا تعلمون (نور: ۱۹) [مقالہ مفتی سید سلمان منصورپوری، مولانا محمد احسن ندوی، مولانا صابر حسین ندوی، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی]۔

۴۔ إذ تلقونہ بألسنتكم وتقولون بأفواہكم ما ليس لكم بہ علم وتحسبونہ ہينا وہو عند الله عظيم (سورہ نور) [مقالہ ڈاکٹر فہیم اختر ندوی]۔

۵۔ ما يلفظ من قول إلا لديہ رقيب عتيد (سورہ ق: ۱۸) [مقالہ مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

۶۔ وإذا جاءہم أمر من الأمن أو الخوف أذاعوا بہ ولوردوہ إلى الرسول وإلى أولى الأمر منہم لعلمہ الذين يستنبطونہ منہم (نساء: ۸۳) [مقالہ مولانا جمشید جوہر قاسمی، مولانا اختر امام عادل قاسمی، مفتی ریاض ارمان قاسمی، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی، ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی]۔

۷۔ من كذب عليّ متعمداً فليتبوأ مقعدہ من النار (بخاری: ۳۴۶۱) [مقالہ مفتی سید باقر ارشد قاسمی، مولانا صابر حسین ندوی، مفتی اقبال محمدٹنکاروی]۔

۸۔ المسلم أخو المسلم لا يظلمہ ولا يخذلہ ولا يحقّرہ (مسلم: ۲۵۶۴) [مقالہ مفتی سید باقر ارشد قاسمی]۔

۹۔ قال رسول اللہ ﷺ: إياكم والظن فإن الظن أكذب الحديث، لا تجسسوا ولا تحسسوا (ابوداؤد: ۴۹۱۷) [مقالہ مفتی ظفر عالم ندوی]۔

۱۰۔ لا يدخل الجنۃ قتّات (ابوداؤد: ۴۸۷۱) [مقالہ مفتی سید سلمان منصورپوری]۔

۱۱۔ قال رسول اللہ ﷺ: سيأتی على الناس سنوات خدّاعات يصدّق فيہا الكاذب ويكذّب فيہا الصادق ويؤتمن فيہا الخائن ويخوّن فيہا الأمين وينطق فيہا الرويبضۃ قيل:وما الرويبضۃ؟ قال:الرجل التافہ فی أمر العامۃ (ابن ماجہ: ۴۰۲۶) [مقالہ مولانا جمشید جوہر قاسمی]۔

* بعض مقالہ نگار حضرات نے آگے بڑھائی جانے والی خبروں کی درجہ بندی کرتے ہوئے اس کے اصول بیان کئے ہیں، جبکہ دوسرے بعض حضرات نے خبروں اور تحریروں کے انواع واقسام بیان کرتے ہوئے اس کے اصول بیان کئے ہیں:

* خبروں کی درجہ بندی کے اعتبار سے ان کے آگے بڑھائے جانے کے اصول:

۱۔ کوئی بھی خبر بلا تحقیق سوشل میڈیا پر نہ ڈالا جائے، اور نہ آنے والی خبر کو بغیر تحقیق آگے بڑھایا جائے۔

۲۔ خبر کی پہلے مکمل تحقیق کرے، اگر صحیح ہو اور آگے بھیجنے سے فائدہ ہو تو آگے بڑھائے۔

۳۔ ایسی خبر جو کوئی معتبر شخص ارسال کرے، پھر بھی یہ دیکھا جائے گا کہ اس کو آگے بڑھانے سے فائدہ ہے تو اسے آگے بڑھائے۔

۴۔ قرآن وحدیث، آثار صحابہ، اقوال سلف صالحین کی پہلے تحقیق کرلی جائے، اگر درست ہو تب ہی آگے بڑھایا جائے۔

۵۔ حق وصداقت پر مبنی خبریں دوسروں تک پہنچائی جائیں، جو انسانیت کے لئے مفید اور قیام امن کی ضامن ہو۔

۶۔ وہ افراد جو خبروں کے غلط یا صحیح ہونے میں ان کی حقیقت اور تہہ تک پہنچ سکتے ہوں ان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ان کی تنقیح کے بعد دوسروں تک پہنچائیں بشرطیکہ وہ بہتر اور مفید ہوں۔

۷۔ جس خبر میں شک ہوجائے اسے آگے فارورڈ نہ کیا جائے۔

۸۔ جن خبروں کے بارے میں معلوم ہے کہ یہ جھوٹ ہے تو اس کو آگے بڑھانا گویا جھوٹ پھیلانا ہے ۔

۹۔ ایسی خبریں جو قابل تحقیق ہوں یا ان میں بعض خلاف واقعہ ہوں تو ان کی اشاعت جائز نہ ہوگی ۔

۱۰۔ خبریں توحق وصداقت پر مبنی ہوں لیکن وہ مفاد عامہ کے مغائر ہوں توا ن کو بھی آگے بڑھانے سے اجتناب کرنا چاہئے ۔

۱۱۔ غلط یا جھوٹی خبروں کی اشاعت کرنے کی صورت میں حکومت سوشل میڈیا اور چینلوں پر کوئی جرمانہ یا کوئی سزا مقرر کرے۔

۱۲۔ فحش اور غیر اخلاقی باتوں کو عام کرنا جائز نہیں ۔

۱۳۔ مخالفت برائے مخالفت نہ ہو، بلکہ مخالفت برائے اصلاح ہو۔

۱۴۔ ایسی خبریں پہنچانا درست نہیں جن سے خروج علی السلطان اور جرأت علی المعاصی وغیرہ لازم آئے۔

۱۵۔ اسی طرح وہ خبریں صفات باری تعالی اور غرائب سے متعلق نہ ہوں کہ لوگ فتنہ میں پڑجائیں۔

۱۶۔ اشتعال انگیز یا ایسی خبر جو کسی فتنہ کا سبب بنے، یا فرقہ وارانہ فساد وتخریب کا عنصر ہو، ہرگز آگے نہ بھیجی جائے۔

۱۷۔ جوخبریں تہمت اور الزام پر مبنی ہوں اوران سے ہتک عزت ہوتی ہو تو ان کو سینڈ کرنا جائز نہیں۔

۱۸۔ دینی واخلاقی امور سے متعلق خبریں تحقیق کے بعد ہی آگے سینڈ کرنا جائز ہے۔

۱۹۔ جو خبریں کسی مجموعی قوم سے متعلق ہوں ان کو اصحاب حل وعقد سے مشورہ کے بعد عام کرنا جائز ہوگا۔

[مستفاد از مقالہ: حافظ کلیم اللہ عمری، مولانا معین الدین ندوی قاسمی، مفتی امانت علی قاسمی، مفتی محمد اشرف قاسمی، ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام صدیقی، مولانا جمشید جوہر قاسمی، مفتی سید صادق محی الدین نظامی، مولانا ندیم احمد انصاری وغیرہ]۔

* ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی کے مطابق خبروں کو آگے بڑھاتے وقت یہ تین چیزیں ملحوظ رہنی چاہئیں:

(۱) شفافیت (Transparency) : یعنی خبر کو حاصل کرنے کا ذریعہ قاری پر واضح کردیا جائے۔

(۲) تصدیق (Verification) : سوشل میڈیا پر خبر کی ترسیل کا ضابطہ اخلاق یہی ہونا چاہئے۔

(۳) احتساب (Accountability) : سوشل میڈیا میں بھی احتساب کا نظام پایا جانا ضروری ہے ۔

* مفتی محمد شاہجہاں ندوی نے مندرجہ ذیل اصول ذکر کئے ہیں:

(۱) ایسی خبر نشر کرے جس کے ثبوت کا یقین یا گمانِ غالب ہو۔

(۲) ایسی خبر ہو جس کے بیان کرنے میں مصلحت ہو۔

(۳) خبر افواہ اور خرافات پر مشتمل نہ ہو۔

(۴) خبر نیکی وبھلائی کی اشاعت کا ذریعہ ہو۔

(۵) خبر حرام میں مبتلاہونے کا ذریعہ نہ ہو۔

(۶) جس خبر کی صحت پر اطمینان نہ ہو، اسے یقینی طور پر نشر نہ کرے، بلکہ احتمال کے طور پر اشاعت کرے، بشرطیکہ اس پر کوئی فساد مرتب نہ ہو۔

* قاضی ریاض ارمان قاسمی نےدرج ذیل اصول کا تذکرہ کیا ہے:

(۱) حدود شرعیہ میں رہ کر کسی بھی خبر کو پھیلایا جائے ۔

(۲) اگر خبر کا تعلق گناہ کے کام سے ہوتو اس کی پردہ پوشی کرنا اس کے پھیلانے سے بہتر ہے۔

(۳) ایک اصول یہ ہے کہ خبر کے ارسال سے پہلے دیکھ لے کہ اس کا پھیلانا جائز ہے یا نہیں، اگر خود سمجھ میں نہ آئے تو کسی سے دریافت کر لے۔

(۴) حجت شرعیہ کے قیام کے بغیر کسی شخص پر جھوٹا الزام یا عیب جوئی کی خبر پھیلا نا درست نہ ہوگا ۔

(۵) جو واقعہ کسی مضرت یا مذمت و عیب جوئی پر مشتمل نہ ہو اس کی اشاعت

درست ہے۔

(۶) خبر کے ارسال کے متعلق اصول یہ ہے کہ آدمی تحقیق کر لے کہ وہ خبر درست بھی ہے یا نہیں، اسی طرح اس خبر کے افشاء سے کسی کا جانی مالی اسی طرح عزت کا نقصان تو نہیں۔

* خبروں اور تحریروں کی نوعیت کے اعتبار سے ان کے آگے بڑھائے جانے کے اصول واحکام:

مفتی محمد عثمان بستوی لکھتے ہیں:

خبروں کو آگے بڑھانے کے سلسلہ میں اصولی طور پر یہ بات ذہن نشیں رہنی چاہئے کہ جس چیز کا کہنا، کرنا، لکھنا، رواج دینا حرام وناجائز ہو اس چیز کو آگے بڑھانا ہرگز جائز نہیں، لہذا انہیں امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے چند اصول درج کئے جاتے ہیں:

(۱) جو مضامین بے حیائی پر مشتمل ہوں خواہ تصویر کی شکل میں یا بیان کی شکل میں ان کو آگے بڑھانا شرعاً حرام ہے۔ إن الذین یحبون أن تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا لہم عذاب ألیم۔

(۲) جو مضمون کسی کی مذمت اور کمزوریوں پر مشتمل ہو تو جب تک دلیل شرعی سے اس کا سچ ہونا ثابت نہ ہو، آگے بڑھانا ہرگز جائز نہیں، لو لا إذ سمعتموہ قلتم ما یکون لنا أن نتکلم بہذا سبحانک ہذا بہتان عظیم۔

(۳) مضمون میں جو کمزوریاں درج ہیں اگر وہ شخص ان میں معروف ومشہور ہے اور اس کو دوسرے لوگوں تک نہ پہنچانے کی صورت میں ضرر کا اندیشہ ہے تو اس کو متعلقہ افراد تک پہنچا دینا جائز ہے اور جو شخص ان برائیوں کو روکنے پر قدرت رکھتا ہو ان تک پہنچا دینا واجب ہے، لیکن اگر مضمون میں درج عیوب کے ذکر سے برائیوں کا مٹانا اور دوسرے لوگوں کو ضرر سے بچانا مقصود نہ ہوتو اس کی برائیوں کو ذکر کرنا جائز نہیں۔

من ستر عورۃ أخیہ ستر اللہ یوم القیامۃ ومن کشف عورۃ أخیہ کشف اللہ عورتہ حتی یفضحہ بہا فی بیتہ (الترغیب والترہیب ۱۶۹،۳)۔

(۴) اگر کوئی ایسی بات ہو جس کا نقصان اور ضرر اس شخص کو پہنچ رہا ہے جس کے پاس میسیج کیا گیا ہے تو اس خبر کو ایسے لوگوں تک بڑھا دینا جو اس کو ضرر سے بچانے کی قدرت رکھتے ہوں بلا شبہ جائز ہے اور اس کے علاوہ دوسرے لوگوں تک بھی پہنچانے کی گنجائش ہے ، لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول إلا من ظلم، عن مجاہد روایۃ:إلا أن یخبر بظلم ظالمہ لہ وقال الحسن والسدی:إلا أن ینتصر من ظالمہ (احکام القرآن للجصاص ۳۶۵،۲)۔

(۵) اگر مضمون کسی شخص کی مذمت یا ضرر پر مشتمل نہ ہو اور اس کو آگے بڑھانا مصلحت کے خلاف بھی نہ ہو تو آگے بڑھا دینا جائز ہے، اور اگر مصلحت کے

خلاف ہو تو پھر آگے بڑھانا جائز نہیں، ‘‘وإذا جاءہم أمر من الأمن أو الخوف أذاعوا بہ’’ کی تفسیر میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں:‘‘اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق کے نہیں بیان کرنا چاہئے، کفی بالمرء کذبا أن یحدث بکل ما سمع’’ (معارف القرآن ۱۴۳،۲)۔

(۶) خلاف شرع مضامین خواہ وہ بے حیائی پر مبنی ہوں یا فساد اعتقاد واخلاق پر مبنی ہوں آگے بھیجنا ہرگز جائز نہیں۔

(۷) اسی طرح فتنہ وفساد پر مشتمل واقعات جس سے فتنہ کے مزید بھڑکنے اور فساد کے شدت اختیار کرنے کا خطرہ ہو تو اس کو بھی آگے بڑھانا جائز نہیں، اور ناجائز مضامین پر مشتمل کتابوں کے اشتہارات یا شراب وغیرہ پر مشتمل اشتہارات کو بھی آگے بڑھانا جائز نہیں؛ کیونکہ ان سب صورتوں میں تعاون علی الاثم پایا جاتا ہے۔

(۸) سیاسی امور سے متعلق مضامین میں صدق، کذب اور مصلحت تمام امور کو پیش نظر رکھنا لازم ہے، چشم پوشی کرکے آگے بڑھانا ناجائز ہے (یہ سب آداب جواہر الفقہ ۵۱۹۔۵۰۳،۶ کو سامنے رکھ کر تیار کئے گئے ہیں)۔

* مولانا قمر الزماں ندوی لکھتے ہیں کہ تحریری صحافت کے ذریعہ کسی کی دل آزاری نہ ہو، اور نہ زبانی یا تحریری دوسروں پر جھوٹ گھڑ کر دوسروں تک شیئر کیا جائے، إنما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون بآیات اللہ وأولئک ہم الکاذبون (نحل: ۱۰۵)۔

۲۔ بھیجے گئے مراسلے میں اضافہ یا کمی کردینے کا حکم:

سوال (۲):فنی مہارت کے ذریعہ غالباً یہ بات بھی ممکن ہوگئی ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کو جو مراسلہ لکھتا ہے، اس میں اضافہ یا کمی کردی جائے، اس کا کیا حکم ہے؟

اس بات پر تمام حضرات کا اتفاق ہے کہ اگر فنی مہارت کے ذریعہ بھیجے گئے مراسلے میں اضافہ یا کمی کردی جائے تو ایسا کرنا شرعاً ناجائز ہے، بلکہ یہ سخت بددیانتی اور خیانت ہے [مفتی سید صادق محی الدین، مفتی محمد عثمان بستوی وغیرہ]، یہ فریب اور دھوکہ دہی ہے [مفتی سید باقر ارشد قاسمی، مفتی محمد شاہجہاں ندوی وغیرہ]، یہ کذب وافتراء ہے [مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی وغیرہ]۔

دلائل:

۱۔ ولا تفسدوا فی الأرض بعد إصلاحہا (اعراف: ۵۶) [مقالہ مفتی سید صادق محی الدین]۔

۲۔ لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا أماناتکم (انفال: ۲۷) [مقالہ مولانا محمد زبیر ندوی]۔

۳۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: یحرّفون الکلم عن مواضعہ (مائدہ: ۱۳) [مقالہ مفتی محمد شاہجہاں ندوی، مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی]۔

۴۔ ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وأنتم تعلمون (بقرہ: ۴۲) [مقالہ مفتی سید باقر ارشد قاسمی، ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، مولانا صابر حسین ندوی، مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی]۔

۵۔ وإما تخافنّ من قوم خيانة فانبذ إليهم على سواء إن الله لا يحب الخائنين (انفال: ۵۸) [مقالہ مولانا جمشید جوہر قاسمی]۔

۶۔ آية المنافق ثلاث:إذا حدّث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان (بخاری: ۳۳) [مقالہ مولانا محمد احسن ندوی، مولانا نذر توحید مظاہری]۔

۷۔ من غشّنا فليس منّا (مسلم: ۱۰۱) [مفتی سید باقر ارشد قاسمی، مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

۸۔ كبرت خيانة أن تحدث أخاك حديثاً وہو لک بہ مصدق وأنت لہ بہ كاذب (ابوداؤد: ۴۳۲۰) [مقالہ مفتی محمد عثمان بستوی، مولانا جمشید جوہر قاسمی]۔

۹۔ قال رسول اللہﷺ:المسلم أخو المسلم لا يخونہ ولا يكذبہ ولا يخذلہ، كل المسلم على المسلم حرام، عرضہ ومالہ ودمہ، التقوى ہہنا، بحسب امرئ من الشر أن يحتقر أخاہ المسلم (ترمذی: ۱۴،۲) [مقالہ مفتی سید سلمان منصورپوری]۔

۱۰۔ من أراد أن ينقل مقالة عن طائفة فليسم القائل والناقل وإلا فكل أحد يقدر على الكذب (منہاج السنہ ۵۱،۲) [مقالہ مفتی ریاض ارمان قاسمی]۔

۱۱۔ التصحيف والتحريف المتعمد فى الوثائق والسجلات ونحو ذلک نوع من التزوير، وحكمہ التحريم إن أسقط بہ حقا لغيرہ، أو أثبت لنفسہ أو غيرہ من الحق ما ليس لہ، أو ألحق بأحد من الناس ضرراً بغير حق، ومن فعلہ يستحق التعزير (الموسوعة الفقہيہ ۲۰۳،۱۰) [مقالہ مولانا جمشید جوہر قاسمی، مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی]۔

۱۲۔ لا يجوز لأحد أن يتصرف فى ملک الغير بغير إذنہ (قواعد الفقہ، ص: ۱۱۰) [مقالہ مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی]۔

۱۳۔ اور اگر کتاب شائع کرنے والے نے اصل کتاب میں ایسا تصرف کیا جس سے اصل مضمون خبط ہوجائے یا مقصود مصنف کے خلاف ہوجائے یہ کتاب کے ساتھ خیانت ہے، اور اس ترمیم شدہ چیز کو اصل مصنف کی طرف منسوب کرنا افتراء اور خداع ہے، اس کی اجازت نہیں، یہ شرعاً بھی ناجائز ہے اور اخلاقاً وعرفاً بھی مذموم وشنیع ہے (محمود الفتاوی ۱۸۳،۳) [مقالہ مولانا معین الدین ندوی قاسمی]۔

متفرق آراء:

۱۔ مفتی محمد عثمان بستوی کہتے ہیں کہ اگر کوئی مراسلہ مفاسد پر مشتمل ہو تو بعض صورتوں میں حذف کردینا جائز اور بعض صورتوں میں واجب ہے، اسی طرح کسی سچائی سے اگر کسی کی جان ومال اور عزت وآبرو پر بن آتی ہو تو اس وقت سچ کو ترک کردینا لازم ہے، اور اگر اس سچ سے منافرت پھیلنے والا ہو تو اس کو ترک کردیناواجب ہے (الموسوعة الفقہيہ ۲۰۵،۳۴)۔

۲۔ اگر کلام کے مفہوم اور روح میں کوئی تبدیلی نہ ہوتو صاحب کلام کی اجازت سے حذف واضافہ درست ہوگا اور یہ نقل صحیح میں شمار ہوگا [مفتی ظفر عالم ندوی]۔

۳۔ اگر اس میں کمی بیشی نزاع اور فساد کا ذریعہ نہ بنے اور لکھنے والے کو بھی کوئی ناراضگی اور ناگواری نہ ہو تو ایسا کرنا درست ہوگا [مولانا محمد زبیر ندوی]۔

۴۔ اگر اس شخص کی زندگی یا عزت وآبرو یا اس کی شناخت کوکوئی نقصان نہ پہنچتا ہو تو ایسے میں بقدر ضرورت حذف واضافہ کیا جاسکتا ہے [مولانا صابر حسین ندوی]۔

۵۔ ایک صورت یہ بھی ہے کہ دوسرے کی تحریر یا مراسلہ کو اس کے نام کے بغیر اپنی طرف سے ارسال کیا جائے، جس سے وصول کنندہ کو یہ محسوس ہو کہ بھیجنے والا شخص ہی صاحب تحریر ہے، ایسا کرنا بھی جرم میں داخل ہے [ڈاکٹر فہیم اختر ندوی]۔

۶۔ اگر حشو وزوائد کے بعد بھی مرسل کا مفہوم بطور اتم موجود ہے اور کوئی نقص مفہوم میں نہ پایا جاتا ہو تو الفاظ کی کمی وزیادتی کی جاسکتی ہے [ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام صدیقی]۔

عن زید بن ثابت قال: قال لی النبیﷺ: إنی أکتب إلی قوم فأخاف أن یزیدوا علیّ أوینقصوا فتعلم السریانیۃ فتعلمتہا فی سبعۃ عشر یوماً (الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ ۱،۵۶۱)۔

۷۔ اگر یہ عمل غرض فاسد یا دوسروں کی عزت وآبرو سے کھیلنے کی بنا پر یا کسی کا حق چھیننے کی غرض سے ہو تو حرام ہے [مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی]۔

۸۔ اگر مراسلہ میں کسی منکر کی دعوت یا کسی بدعت یا گمراہی کی دعوت دی گئی ہو تو اس منکر بات کو ضائع کردینا واجب ہے، لہذا اس میں رد وبدل کرنے کی اجازت ہونی چاہئے [مفتی اقبال محمد ٹنکاروی]۔

۳۔ کیا نجی معلومات کو دوسروں تک پہنچانے کا حکومت کو حق ہے؟

سوال (۳):کیا حکومت کو اس بات کا حق ہے کہ کسی شخص کی نجی معلومات کو دوسروں تک پہنچائے یا لوگوں میں عام کردے؟اسی پس منظر میں سپریم کورٹ میں آدھار کارڈ سے متعلق مقدمہ چل رہا ہے۔

یہ واضح رہناچاہئے کہ آدھار کارڈ کے بنانے اور اس کے آپریشن میں ڈیجیٹل ڈاٹا کا استعمال ہوتا ہے، یہ کارڈ بنانے کے لئے لوگوں کی آنکھوں کی پتلیوں اور انگوٹھے کا نشان وغیرہ جیسے بایو میٹرک ڈاٹا لیا جاتا ہے، پھر اسے پاسپورٹ، بینک اکاؤنٹ اور فون سے جوڑ دیا جاتا ہے، لوگوں کی ذاتی جانکاریاں ایک سرور (Server) میں جمع کی جاتی ہیں جس پر غیر ملکی پرائیوٹ کمپنی کا کنٹرول ہے [مفتی امانت علی قاسمی]۔

اس امر پر مقالہ نگاروں کا اتفاق ہے کہ حکومت کو کسی کی نجی معلومات کو دوسروں تک پہنچانے یا عام کرنے یا کسی ادارہ یا کمپنی کو فراہم کرنے کا اختیار نہیں ہے، یہ شخصی آزادی کے خلاف ہے اور یہ ایک طرح کی جاسوسی ہے جس کی شریعت میں اجازت نہیں ہے، اور ایسا کرنا خیانت اور بددیانتی ہے جو کہ شرعاً اور قانوناً جرم ہے، یہ عمل پردہ دری اور افشاء راز کےجرم میں داخل ہے، یہ انسانی بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔

دلائل:

۱۔ یا أیہا الذین آمنوا لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا أماناتکم وأنتم تعلمون (انفال: ۲۷) [مقالہ مفتی محمد شاہجہاں ندوی، مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی]۔

۲۔ إیاکم والظن فإن الظن أکذب الحدیث، ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا ولا تباغضوا وکونوا عباد اللہ إخواناً (بخاری: ۶۰۶۴) [مقالہ مفتی سید سلمان منصورپوری، مولانا محمد زبیر ندوی]۔

۳۔ آیۃ المنافق ثلاث: إذا حدث کذب، وإذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان (بخاری: ۳۳) [مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی]۔

۴۔ قال رسول اللہ ﷺ:إن من أشر الناس عند اللہ منزلۃ یوم القیامۃ، الرجل یفضی إلی امرأتہ وتفضی إلیہ ثم ینشرہا (مسلم: ۱۴۳۷) [مقالہ مولانا معین الدین ندوی قاسمی، مفتی ریاض ارمان قاسمی]۔

۵۔ أدّ الأمانۃ إلی من ائتمنک، ولا تخن من خانک (ابوداؤد: ۳۵۳۴) [مقالہ مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

۶۔ قال النبی ﷺ:إن الأمیر إذا ابتغی الریبۃ فی الناس أفسدہم (ابوداؤد: ۴۲۴۵) [مقالہ مولانا جمشید جوہر قاسمی، مولانا قمرالزماں ندوی]۔

۷۔ إذا حدث الرجل الحدیث ثم التفت فہی أمانۃ (ترمذی۲،۱۷) [مولانا محمد احسن ندوی]۔

۸۔ من استمع إلی حدیث قوم وہم لہ کارہون صبّ فی أذنیہ الآنک یوم القیامۃ (الترغیب والترہیب ۳،۲۹۴) [مقالہ مفتی محمد عثمان بستوی، مولانا قمر الزماں ندوی]۔

۹۔ الأصل تحریم التجسس علی المسلمین لقولہ تعالی:یا أیہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن إن بعض الظن إثم ولا تجسسوا (حجرات: ۱۲) ویتأکد ذلک فی حق ولی الأمر لورود نصوص خاصۃ تنہی أولیاء الأمور عن تتبع عورات الناس منہا ما رواہ معاویۃ أن رسول اللہ ﷺ قال لہ:إن اتبعت عورات النساء أفسدتہم أوکدت أن تفسدہم (الموسوعۃ الفقہیہ۱۰،۱۶۶) [مفتی امانت علی قاسمی، مولانا جمشید جوہر قاسمی، مولانا قمر الزماں ندوی، مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی]۔

۱۰۔ فالتجسس علی المسلمین فی الأصل حرام منہی عنہ لقولہ تعالی:‘‘ولا تجسسوا’’ لأن فیہ تتبع عوارت المسلمین ومعایبہم، والاستکشاف عما ستروہ (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۰،۱۶۲) [مقالہ مفتی سلمان منصورپوری]۔

۱۱۔ یحرم علی کل مکلف إفشاء السر (غذاء الالباب ۱،۱۱۶) [مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی]۔

متفرق آراء:

۱۔ مفتی محمد عثمان بستوی لکھتے ہیں کہ کسی شخص کی ایسی معلومات جن سے دوسرے لوگوں کو اس کے ضرر سے بچانا مقصود ہو تو اس کی معلومات دوسروں کو دے

دینا حکومتی اور انتظامی مصالح کے پیش نظر جائز ہے، اوربعض حالات میں واجب بھی ہے۔
- وإذا كان الرجل يصوم ويصلي ويضر الناس بيده ولسانه فذكره بما فيه ليس بغيبة حتى لو أخبر السلطان بذلك ليزجره لا إثم عليه، وقالوا: إن علم أن أباه يقدر على منعه أعلمه ولو بكتابة وإلا لا، كي لا تقع العداوة (شامی ۵۸۵،۷)۔
۲۔ حفاظتی نقطہ نظر سے حکومت کے لئے اس کی گنجائش ہے، لیکن اس کا پبلک میں عام کرنا بلا کسی ضرورت کے درست نہیں ہے [مفتی صفوان احمد قاسمی]۔
۳۔ حکومت اگر ملکی مصالح کے پیش نظر ایسا کرنا چاہتی ہے تو شخصی تحفظ کے ساتھ ساتھ کسی کی نجی معلومات تفتیش کی خاطر کسی تفتیشی ادارہ کے حوالہ کرسکتی ہے [مفتی ظفر عالم ندوی، مولانا قمر الزماں ندوی]۔
۴۔ اگر کسی اچھے مقصد سے نجی معلومات کو عام کیا جائے اور یہ اندازہ ہو کہ اس کو کوئی ضرر نہ پہنچے گا تو ایسی صورت میں معلومات کو افشا کرنے کی گنجائش ہے [مولانا محمد احسن ندوی، ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام صدیقی]۔
۵۔ بوقت ضرورت حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ معاوضہ دے کر کسی کی نجی مفید معلومات کو افادۂ عام کی غرض سے لوگوں میں عام کردے [مفتی محمد اشرف قاسمی]۔
۶۔ حکومت کو حق ہے کہ وہ عوام کی خاطر مصالحتی قانون سازی کرے، تصرف الإمام منوط على المصلحة (القواعد الفقہیہ، قاعدہ: ۸۲) اور عوام پر ضروری ہے کہ تعانوا على البر، أولو الأمر منكم، اور لا طاعة في معصية الخالق کا خیال کرتے ہوئے اطاعت بجا لائیں [مولانا صابر حسین ندوی]۔
۷۔ اگر لوگوں کو اس سے خطرہ ہو اور نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو اس کی معلومات کو عام کیا جاسکتا ہے [مفتی اقبال محمد ٹنکاروی]۔
* آدھار کارڈ سے متعلق سپریم کورٹ میں چل رہے مقدمے کے تعلق سے مفتی سید صادق محی الدین نظامی نے تفصیلات پیش کی ہیں جنھیں افادہ کے لئے ذیل میں درج کیا جارہا ہے:
سوال کے پس منظرمیں آدھارکارڈ سے متعلق سطور تحریر کردئیے گئے تھے جس میں آدھارکارڈ کے بارے مینزیردوراں مقدمہ کی وضاحت کی گئی تھی۔ آج مؤرخہ ۲۶،ستمبرروزچہارشنبہ ۲۰۱۸ء ملک کی عدالت عالیہ سپریم کورٹ نے اس خصوص میں فیصلہ صادر کردیا ہے، سپریم کورٹ نے آج چندشرائط کے ساتھ آدھارکارڈکی دستوری حیثیت برقراررکھی ہے،لیکن بنک کھاتہ کھولنے،موبائل سم لینے اوراسکولوں میں داخلے اورسنٹرل بورڈ آف سکینڈری ایجوکیشن (سی بی ایس سی)،نیٹ(میڈیکل انٹرنس)، یونیورسٹی گرانٹس کمیشن(یوجی سی)کے امتحانات اورسروشکشاابھیان کے لئے اس کے لزوم کوختم کردیا ہے لیکن پین کارڈ کے حصول ،تمام سرکاری اسکیمات سے استفادہ، ایل پی جی سبسیڈی حاصل کرنے، انکم ٹیکس ریٹرنس داخل کرنے کے لئے اس کے لزوم

کوبرقراررکھاہے۔جہاں تک سرکاری اسکیمات سے استفادہ کے لئے آدھارکارڈ کے لزوم کی برقراری ہے تو بنیادی مقصودسرکاری اسکیمات میں بدعنوانیوں پرروک لگانا اورحکومت کی اسکیمات کے فوائد کوراست طورپرمستحقین تک پہنچانا ہے، اس لئے یہ بات قابل فہم ہے، لیکن انکم ٹیکس داخل کرنے کے لئے پین کارڈ بنانا ہوتواب بھی آدھارکا لزوم ہے،لیکن سوال یہ پیداہوتا ہے کہ جب آدھارکوانکم ٹیکس سے منسلک کیا جارہاہے توپین کارڈ کی ضرورت کہاں باقی رہتی ہے۔

سپریم کورٹ کی پانچ رکنی دستوری بنچ نے آدھار(مالی ودیگر رعایتوں، فوائد اور خدمات کی فراہمی)قانون ۲۰۱۶ء کے تحت قومی سیکوریٹی لزوم کوبھی کالعدم کردیاہے۔ چیف جسٹس دیپک مشرا،جسٹس اے کے سیکری،جسٹس اے ایم کھنولکر،جسٹس ڈی وائی چندرچوڑ اور جسٹس اشوک بھوشن پرمشتمل دستوری بنچ نے جو۱:۴ کے تناسب میں دیا گیا آدھارقانون کوجائزٹھہرایا لیکن اسکی کچھ دفعات کومنسوخ کردیا ہے۔ اس اکثریتی فیصلہ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ خانگی کمپنیاں آدھار لنکنگ کا مطالبہ نہیں کرسکتیں،اس کے ساتھ عدالت نے حکومت کوDataکی حفاظت کے لئے مضبوط نظام تیارکرنے کی ہدایت دی ہے، اور اس بات کا بھی حکومت کوپابندکیا ہے کہ وہ عدالت کی اجازت کے بغیربایومیٹرک ڈاٹا کوقومی سلامتی کے نام پرکسی دیگرایجنسی کوپیش نہیں کرسکتی۔عدالت نے کہا کہ آدھارکارڈ کا مقصد، پچھڑے وپسماندہ طبقات کوباوقاربنانا ہے،اس کی وجہ سے ان کوایک پہچان و شناخت ملی ہے،اس سے مقصود سماج کے نظرانداز کردہ اورمحروم المراعات طبقات تک فوائد پہنچانے میں اس سے ان کی مددکرنا ہے،اورکہا کہ اس اسکیم سے نہ صرف شخصی بلکہ سماجی اعتبار سے بھی عوام کی عزت واحترام کو اوروسیع تر عوامی مفادکو بھی ملحوظ رکھنا ہے تاہم آدھارڈاٹا چھ ماہ سے زائدتک محفوظ نہیں رکھا جاسکتا، عدالت نے یہ بھی کہا کہ آدھار ایکٹ میں ایسا کچھ نہیں ہے جس سے کسی فردکی پرائیویسی کا حق متاثرہوتاہو۔اس سے عرضی پیش کرنے والوں کی جانب سے پیش کردہ سرکاری خفیہ نگرانی وجاسوسی جیسی صورتحال پیداہونے کے عذرکوبھی مستردکردیا ہے چونکہ ہندوستانی اتھاریٹی برائے منفردشناخت (یوائی اے ڈی)نے اندراج کے لئے کم سے کم شخصی، مقامی، علاقائی اوربائیومیٹرک تفصیلات جمع کی ہیناوریہ وہ تفصیلات ہیں جس کوکوئی بھی شخص شناختی ثبوت کے لئے بذات خود اس قسم کی بنیادی معلومات فراہم کرتاہے۔جسٹس چندرچوڑنے واضح کیا کہ موبائل اب ہرشخص کی زندگی کا ایک لازمی جزبن گیا ہے اورآدھارسے اس کومربوط کرنے سے کسی شخص کی رازداری ،آزادی اورخوداختیاری کو سنگین خطرہ لاحق ہوسکتاہے،انہوں نے موبائل خدمات فراہم کنندہ گان کی طرف سے آدھارڈاٹاکی تحذیف کی حمایت کی ہے۔فیصلہ کے آخرمیں جسٹس چندرچوڑ نے کہاہے: بہرحال ہندوستان میں اب آدھارکے بغیرزندگی گزارنا ناممکن ہوگیا ہے لیکن یہ دستورکی دفعہ ۱۴کے مغائرہے،اوراگراس کوہرقسم کے ڈاٹا سے مربوط کیا جاتاہے توحق

رازداری غصب ہونے کا اندیشہ ہے۔

الغرض آدھارکارڈ کی آئینی حیثیت پرعدالت عالیہ (سپریم کورٹ)کا فیصلہ بڑی حد تک متوازن ہے،ایک طرف جہاں سرکاری اہم امورمیں اس کے استعمال کی اجازت دی ہے وہیں دیگرخانگی تمام اداروں اورعام افرادتک عوام الناس کی شخصی معلومات اورڈاٹا کے پہنچنے پرروک لگی ہے،اس فیصلہ سے قبل صارفین کوآدھارکے نام پر جو ہراسانیوں کا سامنا ہے ،ان شاء اللہ اس سے اس کا ازالہ ہوسکے گا۔ جن خانگی کمپنیوں اوراداروں میں اب تک آدھارکا اندراج ہوچکا ہے اس فیصلہ کے تناظرمیں ان کوحذف کرنے کے اقدامات بھی بروئے کار لایا جانا چاہئے، سرکاری اسکیمات سے استفادہ کے لئے جہاں آدھارکے استعمال کی اجازت دیدی گئی ہے وہیں یہ بات ہندوستانی شہریوں کے مفاد میں معلوم ہوتی ہے کہ ملک کے تمام رائے دہندوں کے آدھارکی تفصیلات کورائے دہندگان کی فہرست سے مربوط کردیا جائے تواس سے رائے دہندوں کے حقوق کا تحفظ بھی ممکن ہوسکے گارائے دہندگان کی فہرست میں الٹ پھیرکے جن امکانات کا خطرہ محسوس کیا جاتا ہے اس سے ان جیسی دھاندلیوں کاخاتمہ ہوسکے گا،ان شاء اللہ اس سے جمہوریت کواستحکام بھی ملے گا۔عدالت عالیہ کے اس فیصلہ کے بعدحکومت کا فرض ہے کہ اس پرعمل کرتے ہوئے ملک کے شہریوں کی حساس شخصی معلومات کے تحفظ کے لئے بعجلت ممکنہ ایسا نظام بنائے جس سے شہریوں کوراحت ملے ،آدھارکارڈ میں فراہم معلومات کے اندراجات میں جہاں کوئی غلطی ہوگئی ہویا ا سکی تجدید کی ضرورت ہوتواس کی تصحیح وتجدید کے نظام کوبھی آسان بنایا جائے۔

الغرض حکومت ازروئے دستوراورعدالتی احکامات کے تناظرمیں عام حالات میں کسی شخص کی نجی معلومات کودوسروں تک پہنچانے اورلوگوں میں عام کرنے سے اجتناب کی پابندہے الا یہ کہ مفاد عامہ کے تحت اس کے افشاء کرنے کی کوئی خاص ضرورت درپیش ہو۔

۴۔ جائز وناجائز اشتہارات کو پھیلانے اور دوسروں تک بھیجنے کامسئلہ:

سوال (۴):انٹرنیٹ پر بہت سے تجارتی اشتہارات ڈالے جاتے ہیں، یا متعین اشخاص کو بھیجے جاتے ہیں، اور ان سے خواہش کی جاتی ہے کہ وہ مختلف گروپ یا افراد کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پیغام کو پہنچائیں، ان اشتہارات میں ایسی اشیاء کی ترغیب بھی ہوسکتی ہے جن کا استعمال جائز ہو اور ایسی اشیا ء کی بھی جن کا استعمال جائز نہ ہو، ایسے اشتہارات کو پھیلانے اور دوسروں تک بھیجنے کاکیا حکم ہوگا؟

تقریباً تمام مقالہ نگاروں کی یہ رائے ہے کہ جن اشتہارات میں جائز اشیاء کے استعمال کی ترغیب ہو تو ان کو پھیلانا اور دوسروں کو بھیجنا جائز ہے، اور جن اشتہارات میں ناجائز اشیاء کے استعمال کی ترغیب ہو تو ان کو پھیلانا اور دوسروں تک بھیجنا ناجائز ہوگا۔

* البتہ مفتی محمد اسعد فلاحی نے ان اشتہارات کی چار قسمیں کی ہیں اور پھر ان کا حکم بیان کیا ہے جو درج ذیل ہے:

(۱) جائز اور حلال چیزوں کا اشتہار ہو اور اس پر انعام بھی حلال چیزونکا ہو۔

(۲) جائز اور حلال چیزوں کااشتہارہو اور اس پر انعام حرام چیزوں کا ہو۔

(۳)ناجائز اور حرام چیزوں کا اشتہار ہو اورا س پر انعام بھی حرام اور ناجائز چیزوں کاہو۔

(۴)ناجائز اور حرام چیزونکا اشتہار ہواوراس پر انعام حلال چیزوں کا ہو۔

پہلی صورت جائز ہے؛ کیوں کہ اس میں کسی طرح کی کوئی حرمت اور قباحت کا پہلو نہیں پایا جاتا؛ بلکہ ایک درجہ میں اس کے عام کرنے والے کا دنیوی فائدہ بھی ہے۔

دوسری صورت نا جائز ہے؛ کیونکہ اس میں اشتہار کے اندر تو گرچہ کسی طرح کی کوئی قباحت کا پہلو نہیں پایا جاتا؛ لیکن ملنے والا انعام حرام چیز کی شکل میں ہے اور ایک مسلمان خود اپنے اختیار سے حرام چیز کا مالک بن بھی نہیں سکتا ہے اور دوسرے کو مالک بنا بھی نہیں سکتا۔

تیسری صورت بھی ناجائز ہے؛ کیوں کہ اس میں اشتہار اور انعام دونوں ہی حرام ہیں،اشتہار کے پھیلانے کی وجہ سے تعاون علی الاثم والمعصیۃ لازم آئے گااور انعام حاصل کرنے کی وجہ سے حرام چیز سے استفادہ کرنا لازم آئے گا اور مذکور دونوں ہی چیزیں ایک مسلمان کے لئے جائز نہیں۔

چوتھی صورت بھی ناجائز ہے؛ کیوں کہ اس پر انعام گرچہ حلال چیز کا ہے؛ لیکن اشتہار حرام چیزوں کا ہے، اس صورت میں تعاون علی الاثم والمعصیۃ لازم آئے گا اور گناہ اور معصیت کے کام پر اجرت کا لینا جائز نہیں۔

* اسی طرح مولانا صابر حسین ندوی نے بھی اس پر متنوع پہلوؤں سے گفتگو کرتے ہوئے ان کے احکام پر بھی روشنی ڈالی ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

عمدہ معلومات کو دوسروں تک پہنچانایا باعث خیر امور پر کسی کو متنبہ کرنا دینی واسلامی نقطہ نظر سے لائق ستائش عمل ہے،قرآن کریم اس کی ترغیب دیتا ہے:''تعاونوا علی البر والتقوی''،جبکہ شر خواہ کسی بھی صورت میں ہو ا س سے لوگوں کو محفوظ رکھنا بھی دینی کام ہے، ہرایک مکلف سے مطلوب بھی ہے:''ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان''؛ لیکن یہ دونوں کام بہت ہی حساس اور لطافت کے حامل ہیں، خیر کے کاموں میں حرام کی ملاوٹ(تصاویر ،یا ناجائز پروڈکٹ وغیرہ کی تشہیر) ہوتو وہ بھی قابل قبول نہیں، ایسے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ:

الف:اشتہارات کا تعلق تعمیری امور سے ہو،عوام کیلئے سود مند ہو، نیز اس کے اندر شرعی قباحت جیسے ہیجان کن تصویر،حرام اشیاء پر تحریض وغیرہ نہ ہوں،تو اسے آگے بڑھانا مستحسن عمل ہوگا ''من دعا إلی ھدی ،کان لہ من الأجر مثل أجور من تبعہ

لاینقص ذلک من أجورھم شیئا'' (مسلم: ۴۹۶۰)، ''الدال علی الخیر کفاعلہ'' (سنن ترمذی: ۲۶۷۱)۔

ب:اگر کوئی ایسی چیز جس کا تعلق علاج ومعالجہ سے ہے، اور دیکھنے والے شخص کی نظرمیں کوئی اس کا مستحق اور ضرورت مند ہے؛ تو ایسے میں اسے اس تک پہونچانا نہ صرف ضروری بلکہ وجوب کا درجہ بھی پاسکتا ہے۔

ج:اشتہارات اگر فحش ہوں، مشکوک ہوں،اخلاقی خرابی کا باعث ہوں یا آپسی انتشارات ونزاعات پر مبنی ہونوغیرہ، تو ایسے اشتہارات کو آگے بڑھانا باعث گناہ ہوگا،''----ومن دعا إلی ضلالۃ کان علیہ من الإثم مثل آثام من تبعہ، لاینقص ذلک من آثامھم شیئا''(مسلم: ۴۹۶۰)۔

دلائل:

۱۔ تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان (مائدہ: ۲) [مقالہ مفتی محمد شاہجہاں ندوی، مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی، مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی، مولانا نذر توحید مظاہری، حافظ کلیم اللہ عمری، ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی، مولانا اختر امام عادل قاسمی، مولانا قمر الزماں ندوی، مفتی سید سلمان منصورپوری، مولانا جمشید جوہر قاسمی، مفتی امانت علی قاسمی، مولانا معین الدین ندوی قاسمی، مفتی سید صادق محی الدین، مفتی اقبال بن محمد ٹنکاروی]۔

۲۔ إن الذین یحبون أن تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا لہم عذاب ألیم فی الدنیا والآخرۃ واللہ یعلم وأنتم لا تعلمون (سورہ نور: ۱۹) [مفتی محمد شاہجہاں ندوی، مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی، مولانا اختر امام عادل قاسمی، مولانا عبد المنان آسام، مفتی سید صادق محی الدین نظامی]۔

۳۔ رب بما أنعمت علیّ فلن أکون ظہیراً للمجرمین (سورہ قصص: ۱۷) [مقالہ مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی]۔

۴۔ من دعا إلی ضلالۃ کان علیہ من الإثم مثل آثام من تبعہ، لاینقص ذلک من آثامہم شیئاً (مسلم: ۲۶۷۴) [مقالہ مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

۵۔ کل ما أدّی إلی ما لا یجوز، لا یجوز (رد المحتار ۵۱۹٫۹) [مولانا مولانا محمد زبیر ندوی، مفتی سید باقر ارشد قاسمی]۔

۶۔ إن الوسیلۃ أو الذریعۃ تکون محرماً إذا کان المقصد محرماً وتکون واجبۃ إذا کان المقصد واجباً (اعلام الموقعین ۱۵۷٫۳) [مقالہ مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی]۔

چند دیگر آراء:

* مفتی محمد اشرف قاسمی کی رائےہے کہ جو چیزینبذات خود معصیت کے لئے مختص نہیں ہیں بلکہ عامل ومشتری اپنے عمل کے ذریعہ انھیں معصیت میں استعمال کرسکتا ہو تو ان کی اشاعت پر حاصل شدہ اجرت جائز وحلال ہے۔

* مفتی ریاض ارمان قاسمی کے بقول ترغیبی اشتہارات پھیلانا یہ آدمی کا اختیاری عمل ہے، البتہ اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ اس کی اشاعت میں کوئی خلاف شرع کام نہ ہو، اس اشتہار سے دھوکہ نہ دیا گیا ہو، اور کسی کا کوئی نقصان نہ ہو (دیکھئے: المسائل المہمہ ۱۳۰،۱)۔

* مولانا قمر الزماں ندوی کی رائے ہے کہ اگر کوئی مسلمان مجبور ہے اور اس کے علاوہ کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے تو کراہت کے ساتھ بقدر ضرورت ایسی ملازمت اختیار کی جاسکتی ہے۔

* مفتی ظفر عالم ندوی کہتے ہیں کہ بعض ممنوع اشتہارات جائز ہیں جو اصل اشیاء کے تابع ہیں؛ کیونکہ اصلاً وہ مقصود نہیں بلکہ مقصود جائز اشیاء ہیں، جیسے استعمالی سامان کے ڈبوں پر چھوٹی تصویریں ہوں جو شئی کے تابع ہیں، ان کی ترسیل میں کوئی حرج نہیں، مفتی کفایت اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

''تصویروں کا خریدنا بیچنا ناجائز ہے، خواہ و ہ چھوٹی ہوں یا بڑی، بچوں کے کھیلنے کی ہوں یا کسی اور غرض کے لئے؛ البتہ ایسی اشیاء جن میں تصویر کا بیچنا خریدنا مقصود نہ ہو، جیسے دیا سلائی کے بکس، کہ ان پر تصویر بنی ہوتی ہے، مگر تصویر کی بیع وشراء مقصود نہیں ہوتی، تو ایسی چیزوں کا خریدنا بیچنا جائز ہوسکتا ہے '' (کفایت المفتی ۲۳۵،۹)۔

* مفتی محمد عثمان بستوی وغیرہ کا کہنا ہے کہ اشتہارات ترویج کا ذریعہ ہوتے ہیں لہذا ناجائز امور کی ترویج کا ذریعہ بننا بھی ناجائز ہے، اور مثال میں وہ حدیث پیش کی ہے جس میں اللہ کے رسولﷺ نے شراب کی ترویج کا ذریعہ بننے والوں پر لعنت فرمائی ہے:

لعن رسول اللہﷺ فی الخمر عشرة، عاصرہا ومعتصرہا وشاربہا وحاملہا والمحمولة إلیہ وساقیہا وبائعہا والمشتری لہا والمشتری لہ (مشکوۃ، ص: ۲۴۲)۔

۵. تعمیری تنقید کے جذبہ کے تحت ڈیجیٹل کارٹون بنانا:

سوال (۵): انٹرنیٹ پر ڈیجیٹل تصویر کی شکل میں کارٹون بھی بنائے جاتے ہیں، اسوقت یہ دریافت کرنا مقصود نہیں کہ ڈیجیٹل تصویر شرعاً تصویر ہے یا نہیں؟ بلکہ یہ جاننا مقصود ہے کہ جو حضرات ڈیجیٹل عکس بندی کو جائز تصور کرتے ہیں، ان کے نزدیک اس طرح کے کارٹون بنانا کیاجائز ہوگا؟زیادہ تر ایسے کارٹونوں مینطنز مقصود ہوتا ہے، اور قانونی اعتبار سے ملک کے بعض معزز ترین عہدہ داروں کے علاوہ دوسروں کا کارٹون بنانا ممنوع نہیں ہے، ان کارٹونوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص کا سر کسی اور شخص یا جانور کے جسم میں لگا دیاجاتا ہے یا ایک شخص کی آواز کسی جانور کے ذریعہ پیش کی جاتی ہے، ایسا لگتا ہے کہ جیسے گدھابول رہا ہے، کیا تعمیری تنقید کے جذبہ کے تحت اس طرح کے کارٹون بنائے جاسکتے ہیں؟

اس سلسلہ میں دونوں طرح کی آراء پائی جاتی ہیں، بعض حضرات کے نزدیک کسی کا کارٹون بنانا طنز وتنقید اور استہزاء ہوتا ہے اس لئے ناجائز ہے؛ جبکہ بعض مقالہ نگاروں کے نزدیک اگر تعمیر واصلاح کا جذبہ کارفرما ہو تو کارٹون بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

*مفتی محمد اشرف قاسمی نے نفس کارٹون پر روشنی ڈالی ہے جسے ذیل میں پیش کیاجاتا ہے:

''کارٹون میں ذی روح کی تصویر سازی کی قباحت بھی کم ہو جا تی ہے۔ کارٹونک فلمیں نفسیا تی لحاظ سے (خاص طور پر بچوں کی تعلیم کے لیے) کافی مفید ہو تی ہیں۔

عمر کے لحا ظ سے مضا مین اور مناظر کی طرف انسانوں کا ذہنی ارتکاز (Concentration) ایک منٹ میں ۶-۷ بار سے لے کر ۱۴-۱۵ بار ٹو ٹتا ہے۔ کو ئی اگر کسی چیز کو دیکھتا ہے تواس کی طرف اس کے دماغ سے ایک روشنی نکلتی ہے، یہ روشنی ۷ تا ۱۵ سیکنڈ تک نکلتی رہتی ہے ۔ جب تک یہ روشنی دما غ سے آ نکھ کے راستے نکلتی رہتی ہے ناظر کی توجہ منظر (Scenes) پر جڑی رہتی ہے اور جیسے ہی ۷سے ۱۵ سیکنڈ کا وقفہ پورا ہو تا ہے اسی وقت دما غ سے روشنی نکلنی بند ہوجا تی ہے اور نا ظر کی توجہ منظر(Scenes)سے بھٹک جاتی ہے۔ آ نکھ کے سامنے سابقہ منظر کے علا وہ کوئی دوسرا منظر پیش کردیا جائے تو پھر دماغ سے روشنی نکلنی شروع ہو جاتی ہے ۔ایک ہی مضمون پر ذہنی ارتکاز کومسلسل باقی رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ منظر یااس کی زمین کوایک منٹ میں اتنی ہی بار ذہنی ارتکا ز ٹو ٹنے سے قبل ہی بدلے جائیں۔ مثلا منظر (Scenes)سے بچے کا ذہنی ارتکا ز((Concentration۷سکنڈمیں ٹو ٹتا ہے تو ضروری ہے کہ ساتویں سیکنڈسے پہلے ہی چھٹے سیکنڈ میں منظر (Scenes)یا اس کی زمین(Base & Background) میں کوئی تبدیلی کردی جائے، اس طرح صرف ایک منٹ نہیں بلکہ کئی کئی گھنٹوں تک بچے اورناظرین کی توجہ کو کسی ایک ہی مضمون پر ٹکا یا جاسکتا ہے۔ یہ کام ڈیجیٹل تصاویر یا اسما رٹ کلاسز (Smart Classes) سے بخو بی حا صل ہو جاتی ہے ۔فلموں کے بارے میں لوگوں کو معلوم ہوتا ہے کہ پوری کی پو ری کہا نی فرضی ہے، اس کا جھوٹ معلوم ہونے کے با وجود ناظر پوری توجہ کے ساتھ کامل تین گھنٹے تک مسلسل اس کو دیکھتے رہتے ہیں ۔اس کی وجہ یہی ہے کہ ذہنی ارتکاز (Concentration) کے لیے نفسیات کی ان فنی نکات کو ملحوظ رکھا جاتا ہے، اس لیے تعلیم اور تبلیغ کے لیے کا رٹو نک فلموں کو فروغ دینا چاہئے ۔

عدم جواز کے قائلین:

۱۔ کسی کا کارٹون بناکر طنز واستہزاء کرنا قرآنی تعلیمات کے خلاف ہے، نیز اس میں لمز، غیبت، تنابز، بئس الاسم، فسق وغیرہ باتیں پائی جاتی ہیں، لہذا ناجائز ہے [مولانا

محبوب فروغ احمد قاسمی، مفتی محمد اسعد فلاحی، مفتی محمد اشرف قاسمی، مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی، مولانا محمد احسن ندوی، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی، مفتی ریاض ارمان قاسمی، مولانا اختر امام عادل قاسمی، مولانا عبد المنان آسام، مولانا قمر الزماں ندوی، مولانا محمد زبیر ندوی، مفتی ظفر عالم ندوی، مفتی سید سلمان منصورپوری، مفتی صفوان احمد قاسمی، مفتی امانت علی قاسمی، مولانا معین الدین ندوی قاسمی، مفتی سید باقر ارشد قاسمی، مفتی سید صادق محی الدین نظامی]۔

- یا أیہا الذین آمنوا لا یسخر قوم من قوم عسی أن یکونوا خیراً منہم ولا نساء من نساء عسی أن یکنّ خیراً منہن ..... (حجرات: ۱۱)۔

- صاحب معارف القرآن لکھتے ہیں: قرطبی نے فرمایا کہ کسی شخص کی تحقیر وتوہین کے لئے اس کے کسی عیب کو اس طرح ذکر کرنا جس سے لوگ ہنسنے لگیں اس کو سخریہ، تمسخر، استہزاء کہا جاتا ہے، اور یہ جیسے زبان سے ہوتا ہے ایسے ہی ہاتھ پاؤں وغیرہ سے اس کی نقل اتارنے یا اشارہ کرنے سے بھی ہوتا ہے، اور اس طرح بھی کہ اس کا کلام سن کر بطور تحقیر ہنسی اڑائی جاتی ہے، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ سخریہ وتمسخر کسی شخص کے سامنے اس کا ایسی طرح ذکر کرنا ہے کہ اس سے لوگ ہنس پڑیں، اور یہ سب چیزیں بنص قرآنی حرام ہیں (معارف القرآن ۸؍۱۱۵)۔

۲۔ مولانا صابر حسین ندوی نے ڈیجیٹل کارٹون سے متعلق تفصیل اس طرح کی ہے:

الف:اللہ رب العزت نے اس امت سے خسف ومسخ کاعمومی عذاب اٹھالیا ہے،اسی لئے اسلام میں کوئی بھی ایسا عمل جو انسانی ہیئت کو بگاڑتی ہو اور وہ ''احسن تقویم '' پر ضرب لگاتی ہو ؛تو اسے بہتر نہیں سمجھا جاتا،خسف ومسخ کا عمل خواہ معنوی ہو یا صوری، قیامت کی علامتوں میں سے ہے، اس سلسلہ میں متعدد روایات منقول ہیں (ترمذی: ۲۱۸۵،ابن ماجہ: ۳۲۹۶)، شارحین نے نقل کیا ہے کہ یہ خسف ومسخ اخلاقی ومعنوی اور حقیقی دونوں اعتبار سے ہوسکتے ہیں (دیکھئے:بقرہ: ۶۵، تفسیر طبری۲؍۱۷۰، تفسیر الماوردی۱؍۱۳۵، تفسیر ابن کثیر۱؍۱۵۰) عموماً ڈیجیٹل کارٹونوں میں یہ مفسدہ پایا جاتا ہے، ایسے میں اسے درست ماننا مناسب نہیں۔

ب:ایسے کارٹونوں میں بسااوقات چہروں کی جو شکلیں بنائی جاتی ہیں،ان میں ناک،کان،آنکھ نمایاں نظر آتے ہیں، اور بلا شبہ ان کی شناخت جاندار کے چہروں کے طور پر کی جاتی ہے؛لہذا یہ بھی تقریبا تصویرمیں استعمال ہوسکتا ہے، اگرچہ کہ تصویر کے سلسلہ میں علماء کا اختلاف ہے؛ لیکن محتاط پہلویہی ہے کہ ایسی تصویریں بنانے اور بیچنے سے گریز کیا جائے؛خواہ وہ تصاویر اخبار، ٹی وی،یا موبائل وغیرہ پر آتے ہوں،علامہ نووی کی ایک عبارت سے علامہ شامیؒ نے استدلال کیا ہے:''وظاھر کلام النووی الإجماع علی تحریم تصویر الحیوان، وقال سواء صنعہ لما یمتھن أو لغیرہ فصنعتہ حرام بکل حل وسواء کان فی ثوب أو بساط أو درھم أو إناء أو حائط'' (ردالمحتار علی

الدرالمختار۲،۴۱۶)۔

ج:جاندار کے کارٹون کی صرف آنکھیں ،چھپادینے سے وہ تصویر کے حکم سے خارج نہیں ہوگا؛البتہ اگر مکمل سر ہی ختم کردیا جائے یا آنکھ، ناک ، کان اور چہرہ کے خد وخال کو اس طرح سپاٹ کردیا جائےکہ وہ جاندار کا چہرہ معلوم نہ ہو،تو پھر ا سکو بنانے اور استعمال کرنے کی گنجائش ہوگی،علامہ ابن نجیم رقمطراز ہیں:''قال فی البحر:وقید بالرأس لأنہ لا اعتبار بإزالۃ الحاجبین أو العینین ---وکذا لا اعتبار بقطع الیدین أو الرجلین'' (۲،۵۰،مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا)۔

د:ایسے جاندار کے کارٹون وتصاویر کا حجم اتنا چھوٹا ہو کہ زمین پر رکھے ہونے کی صورت میں متوسط بینائی والا شخص کھڑے ہوکر دیکھے تو تصویر کے اعضاء کی تفصیل معلوم نہ ہوتو ان کارٹونوں اور تصاویر کی گنجائش ہے؛البتہ ایسے کارٹونوں اور تصاویر کا بنانا پھر بھی درست نہیں، الا یہ کہ کوئی شرعی ضرورت ہو، ''أو کانت صغیرۃ لاتتبین تفاصیل أعضائھا للناظر قائما وھی علی الارض''(الدر مع الرد۲،۴۱۸، دیکھئے:جواہر الفقہ۷،۲۵۸، مکروہات الصلاۃ)۔

ھ:ڈیجیٹل تصاویر وکارٹون اگر تعمیری وتربیتی نقطہ نظر سے بنائے جائیں؛تو اس سلسلہ میں راقم کا خیال ہے کہ یہ صورت جائز ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام میں تعلیم وتربیت کیلئے مجسموں اور تصاویر کی اجازت ہے،یہی وجہ ہے کہ اکثر فقہاء نے بچوں کے حق مینان مجسموں اور تصاویر کے استعمال کی اجازت دی ہے،غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اندر دو پہلو پوشیدہ ہیں، پہلے کا تعلق بچپن(غیر مکلف) ہونے سے ہے ،جبکہ دوسرے کا تعلق تربیت سے ہے ،یہ ظاہر ہے کہ تربیت کے اطلاق سے مکلفین بھی خالی نہیں،ایسے میں تصویر کے متعلق مختلف آراء کو مد نظر رکھتے ہوئے اجازت دی جا سکتی ہے،چنانچہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے حوالہ سے جو جواز نقل کیا ہے،اس سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے:''من نظر الی عموم الرخصۃ ،وأنہ قد یرخَّص للصغار مالا یرخَّص للکبار،کما قال شیخ الاسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ فی باب السبق،لما ذکر بعض آلات اللھو قال:انہ یرخَّص للصغار مالا یرخَّص للکبار ،لأن طبیعۃ الصغار اللھو ،ولھذا تجد ھذہ الصور عند البنات الصغار کالبنات حقیقۃ ،کأنھا ولدتھا،وربما تکون وسیلۃ لھا لتربی أولادھا فی المستقبل ،وتجدھا تسمیھا ایضا:ھذہ فلانۃ،وھذہ فلانۃ، فقد یقول قائل:انہ یرخَّص لھا فیھا (یعنی الألعاب التی ھی دقیقۃ التصویر، وعلی صورۃ الإنسان تماما) فأنا أتوقف فی تحریمھا ،لکن یمکن التخلص من الشبھۃ بأن یطمس وجھھا''(الشرح الممتع۲،۲۰۸)۔

- کل المسلم علی المسلم حرام عرضہ ومالہ ودمہ (ترمذی ۲،۱۴)۔

متفرق آراء:

*مفتی محمد اسعدفلاحی لکھتے ہیں کہ اگر تعمیری تنقید کے جذبے کے تحت اس

طرح کے کارٹون بنائے جاتے ہیں تو جن حضرات کے نزدیک ڈیجیٹل تصویر کا جواز ہے ان کے یہاں اس کی اجازت دی جاسکتی ہے [مولانا نذر توحید مظاہری، مولانا جمشید جوہر قاسمی، مفتی اقبال محمد ٹنکاروی]، جبکہ حافظ کلیم اللہ عمری کے بقول تعمیری تنقید کے جذبہ کے تحت بھی اس طرح کے کارٹون بنانا جائز نہ ہوگا۔

*مولانا یاسر مجید ندوی کا کہنا ہے کہ اگر صرف سر کے بغیر جسم یا صرف سر کی تصویر ہو تو اس کو بعض حضرات جائز سمجھتے ہیں۔

- الصورة الرأس، فإذا قطع الرأس فلا صورة (الاسماعیلی عن ابن عباس: ۲۹۱) [مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

- وإن قطع منہ ما لا یبقی الحیوان بعد ذہابہ کصدرہ أوبطنہ أو جعل لہ رأس منفصل عن بدنہ لم یدخل تحت النہی، لأن الصورة لا تبقی بعد ذہابہ فہو کقطع الرأس (المغنی ۱۱۱،۸) [مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

۳۔ ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام صدیقی کہتے ہیں کہ یہ ساری چیزیں تغییر خلق اللہ میں شامل ہیں جو حرام ہیں، اور بقول مفتی سید باقر ارشد قاسمی شرف انسانیت کی توہین ہے۔

- (کما تکون الغیبة باللسان) صریحاً تکون أیضاً بالفعل وبالتعریض وبالکتابة وبالحرکة وبالرمز (بغمز العین والاشارة بالید) (رد المحتار۵۸۷،۹) [مفتی محمد عثمان بستوی]۔

*ڈاکٹر فہیم اختر ندوی کہتے ہیں کہ تعمیری مقاصد کے تحت کارٹون بنانے کی اجازت ہوگی، جبکہ ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام صدیقی کا کہنا ہے کہ یہ یقینی اور ظن غالب کے درجہ میں ہو، بصورت دیگر اضطراراً اس کی گنجائش ہوگی۔

*مولانا ندیم احمد انصاری یہ لکھتے ہیں کہ سوال میں ‘‘تعمیری تنقید ’’ کی جو اصطلاح استعمال کی گئی ہے اسے ‘‘ضرورت ’’ قرار دیا جانا محل نظر ہے، اس لئے اس طرح کے کارٹونوں سے پرہیز لازمی ہے۔

*مولانا قمر الزماں ندوی کا کہنا ہے کہ تعمیری تنقید کے لئے بھی اس کی اجازت نہیں ہونی چاہئے کہ اس سے بھی کسی کی دل شکنی ہوتی ہے [مولانا معین الدین ندوی قاسمی]۔

*مفتی سید سلمان منصورپوری لکھتےہیں کہ یہ عمل تعمیری تنقید کے دائرہ میں نہیں؛ بلکہ بدتہذیبی اور تخریب کے دائرہ میں آتا ہے، جس کا مقصد سوائے تفریح اور تذلیل کے کچھ نہیں ہے۔

*مولانا جمشید جوہر قاسمی کے بقول شدید مجبوری کے وقت سر اور چہرہ والا کارٹون بنانے کی گنجائش ہونی چاہئے؛ البتہ جانوروں کی آواز فٹ کرنے سے تب بھی گریز کرنا چاہئے۔

* مفتی امانت علی قاسمی وغیرہ کی رائے ہے کہ ایسے کارٹون جس میں بچوں کو پیغام دیاجاتا ہے یا بچوں کا دل بہلایا جاتا ہے اس طرح کے کارٹون بنانا جائز ہوگا۔

* مفتی سید باقر ارشد قاسمی کا کہنا ہے کہ اگر یہ کارٹون تعلیمی وتربیتی نقطہ نظر سے بنائے جارہے ہوں تو جائز ہے۔

جواز کے قائلین:

۱۔ تعمیری تنقید کے جذبے کے تحت طنزیہ کارٹون ڈیجیٹل تصویر کی شکل میں بنانے کی گنجائش ہے، اس لئے کہ اس میں معتبر مصلحت ہے کہ اس سے عہدہ داروں کی رشوت ستانی اور خردبرد اجاگر ہوتا ہے، لوگوں تک بامقصد پیغام پہنچانے میں مدد ملتی ہے، عوامی مسائل پر حکومت کو توجہ دلائی جاتی ہے [مفتی محمد شاہجہاں ندوی، ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، مولانا جمشید جوہر قاسمی]۔

- أفضل الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر (ابوداؤد: ۴۳۴۴)۔

۶۔ موبائل کمپنیوں کا لوگوں کی گفتگو کو محفوظ کرکے حکومتوں کو فراہم کرنا:

سوال (۶):موبائل کمپنیاں لوگوں کی آپسی گفتگو کو محفوظ کر کے حکومتوں کو فراہم کرتی ہیں، کیا ان کا یہ عمل شرعا جائز ہوگا؟

اس سلسلہ میں اکثر حضرات کی رائے ہے کہ موبائل کمپنیوں کے لئے اپنے صارفین کی گفتگو ریکارڈ کرکے حکومت کو فراہم کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ یہ امانت میں خیانت ہے، افشاء سر ہے، وعدہ خلافی ہے، گناہ کبیرہ ہے، چوری ہے۔

دلائل:

۱۔ إن الله يأمركم أن تؤدّوا الأمانات إلى أهلها (سورہ نساء: ۵۸) [مقالہ مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

۲۔ إن الله لا يحبّ الخائنين (انفال: ۵۸) [مقالہ مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی]۔

۳۔ ولا تجسسوا ولا يغتب بعضكم بعضاً (حجرات: ۱۲) [مقالہ مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی، مولانا نذر توحید مظاہری]۔

۴۔ ولا تجسسوا ولا تحسسوا ولا تنافسوا ولا تحاسدوا (مسلم: ۲۵۶۳) [مولانا محمد زبیر ندوی]۔

۵۔ أدّ الأمانة إلى من ائتمنک، ولا تخن من خانک (ابوداؤد: ۳۵۳۵) [مقالہ مفتی محمد شاہجہاں ندوی]۔

۶۔ قال رسول اللہ ﷺ: لا يبلغنى أحد من أصحابى عن أحد شيئاً، فإنى أحب أن أخرج إليكم وأنا سليم الصدر (ابوداؤد: ۴۸۶۰) [ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی]۔

۷۔ قال رسو ل اللہ ﷺ: المجالس بالأمانة إلا ثلاثة مجالس: سفک دم حرام أو فرج حرام أو اقتطاع مال بغير حق (ابوداؤد: ۴۸۶۹) [مقالہ مفتی سید سلمان منصورپوری، مولانا جمشید جوہر قاسمی، مفتی سید صادق محی الدین نظامی]۔

۸۔ إذا حدث الرجل الحديث ثم التفت فهى أمانة (ترمذی: ۱۹۵۹) [مقالہ مولانا یاسر

مجید ندوی، مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی، مولانا محمد احسن ندوی، مفتی ریاض ارمان قاسمی، مولانا جمشید جوہر قاسمی، مولانا معین الدین ندوی قاسمی، مفتی سید باقر ارشد قاسمی، مفتی سید صادق محی الدین نظامی، مفتی اقبال محمد ٹنکاروی]۔

٩۔ من غشّ فليس منا (ترمذی: ١٣١٥)۔

متفرق آراء:

* مفتی محمد شاہجہاں ندوی لکھتے ہیں کہ حکومت متعین شخص کے بارے میں (جو فسق وفجور یا ملک وملت مخالف سرگرمیوں میں ملوث ہو) موبائل کمپنیوں سے کہہ سکتی ہے کہ اس کی گفتگو ریکارڈ کرکے فراہم کرے [مفتی محمد اسعد فلاحی، مولانا ندیم احمد انصاری، مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی، مفتی ریاض ارمان قاسمی، مولانا قمر الزماں ندوی، مولانا محمد زبیر ندوی، مولانا جمشید جوہر قاسمی، مفتی امانت علی قاسمی، مفتی سید باقر ارشد، مفتی سید صادق محی الدین نظامی]۔

- فإن كان براً لم تجز عقوبته بالاتفاق، واختلفوا في عقوبة المتهم له على قولين أصحهما:أنه يعاقب صيانة لتسلط أهل الشر والعدوان على أعراض البراء ..... والقسم الثاني: أن يكون المتهم مجهول الحال لا يعرف ببرّ أو فجور، فهذا يحبس حتى ينكشف حاله عند عامة علماء الإسلام، والمنصوص عند أكثر الأئمة أنه يحبسه القاضي والوالي (فتاوى ابن تيميه٣٥،٣٩٧)۔

- الضرر الأشد يزال بالضرر الأخف (شرح القواعد الفقهيه، ص: ١٩٩)۔

- الأمور بمقاصدها (الاشباه والنظائر١،١١٣)۔

- ويستثنى من النهي عن التجسس ما لو تعين طريقاً إلى إنقاذ نفس من الهلاك (فتح الباری ١٠،٥٦١)۔

*مولانا صابر حسین ندوی کہتے ہیں کہ کسی کے تعلق سے جرم کا خطرہ ہو یا اس کو گرفتار کرنے میں مدد ملتی ہو، یا خارجہ پالیسی کا کوئی خدشہ ہو تو ضرورت کے تحت ہوکر جواز کی گنجائش ہے [ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام صدیقی]۔

* مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی کی رائے ہے کہ کمپنیاں اگر گفتگو ٹیپ کرتی ہیں اور ضرورت پڑنے پر وہ حکومت کے حوالہ کردیتی ہیں تو حرج نہیں ہے، اس میں افشاء سر ضرور ہے، مگر بلا فائدہ نہیں ہے، اس لئے جائز ہے۔

* مفتی محمد اشرف قاسمی لکھتے ہیں کہ موبائل کمپنیاں حکومت سے معاہدہ کے تحت لوگوں کی گفتگو ریکارڈ کرتی ہیں، اور حکومت کو جرائم پیشہ افراد تک پہنچنے کے لئے ایسی ضرورت پیش آتی ہے، لہذا ان کا یہ عمل شرعاً جائز بلکہ ضروری ہے [مفتی محمد عثمان بستوی، مفتی اقبال محمد ٹنکاروی، مولانا اختر امام عادل قاسمی]۔

* ملکی مصالح کے پیش نظر نجی معلومات کو تفتیشی ادارہ کے حوالہ کیا جاسکتا ہے [مفتی ظفر عالم ندوی]۔

* مفتی محمد عثمان بستوی کی رائے ہے کہ موبائل کمپنیوں کی طرف سے جو ریکارڈنگ ہوتی ہے اکثر صارفین کو اس کا علم ہوتا ہے، لہذا اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے اور یہ تجسس میں داخل بھی نہیں ہے۔

اختلف ہل ہما أی التجسس والتحسس بمعنی واحد أو بمعنیین، فقال الأخفش:لیس تبعد إحداہما من الأخری، لأن التجسس البحث عما یکتم عنک والتحسس طلب الأخبار (الجامع لاحکام القرآن ۱۶،۳۳۲)۔

* * *

عرض مسئلہ:

انفارمیشن ٹکنالوجی سے متعلق مسائل
(محوراول)

مفتی سید صادق محی الدین•

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین و علی آلہ وصحبہ أجمعین ومن تبعہم بإحسان إلی یوم الدین ۔أما بعد :

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے اٹھائیسویں فقہی سمینارکے موضوعات میں انفارمیشن ٹکنالوجی سے متعلق مسائل کے محوراول سوال نمبرایک تاآٹھ پرعرض مسئلہ کی ذمہ داری احقرکے سپرد کی گئی ہے، فقہ اکیڈمی کے توسط سے احقرکوکل ۲۷؍مقالات موصول ہوئے، ان میں بیشتر مقالات قدرے تفصیلی ہیں،اور بعض میں اختصارکے ساتھ جوابات تحریرکئے گئے ہیں۔ مقالہ نگارحضرات کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں :

ڈاکٹرمفتی محمدشاہجہاں ندوی، ڈاکٹرقاری ظفرالاسلام صدیقی،ڈاکٹرسیداسرارالحق سبیلی، مولانا محمدصابرحسین ندوی،مفتی محمد احسن عبدالحق ندوی،مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی،مفتی سیدباقرارشدقاسمی،مولانا محمدزبیرندوی،مولانا ظفرعالم ندوی،مولانا حافظ کلیم اللہ عمری مدنی،مولانا نذرتوحید مظاہری،مفتی اسعدفلاحی پالنپوری،مفتی امانت علی قاسمی، مفتی محمداشرف قاسمی گونڈوی،مولانا یاسرمجیدندوی،مفتی محمدعثمان بستوی، مولانا محمدسلمان منصورپوری ،مولانا محمدقمرالزماں ندوی،قاضی محمدریاض ارمان قاسمی،مفتی صفوان احمدقاسمی،مولانا محمدمعین الدین ندوی قاسمی،مولانا عبدالمنان پرمائی ویٹی، مولانا ندیم احمدانصاری،مفتی امتیازاحمدواعظ قاسمی،مولانا محمدجمشید جوہرقاسمی، مولانا اخترامام عادل قاسمی اورراقم الحروف سیدصادق محی الدین فہیمؔ۔

مقالہ نگارحضرات کی آراء اوران کے دلائل اختصارکے ساتھ پیش خدمت ہیں:

سوال نمبر۱۔مختلف سہولتوں کے حامل موبائل (جن کواسمارٹ فون کہا جاتاہے) کے رکھنے اوراس سے فائدہ اٹھانے کا کیا حکم ہے؟اس سوال کی اہمیت اس لئے بھی ہے کہ ان موبائلوں کا جائز بلکہ مستحسن کاموں کے لئے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے اورغلط مقاصد کے لئے بھی۔

اس سوال کے جواب میں تمام مقالہ نگارحضرات اس بات پرمتفق ہیں کہ اسمارٹ فون کا استعمال جائزمقاصدکے لئے ہوتو جائزاورناجائزمقاصد کے لئے ہوتو

• حیدرآباد۔

ناجائزہوگا،اسمارٹ فون میں نفع ونقصان دونوں پہلوموجودہیں، اس کے استعمال کرنے والے کے عمل پراس کا حکم موقوف ہے، ان حضرات نے دلائل میں ''الأصل فی الأشیاء الإباحۃ''، ''الأموربمقاصدہا''، ''إنما الأعمال بالنیات ''کے علاوہ درج ذیل عبارتیں پیش کی ہیں:

(الف)'' وعلم من ہذا أنہ لا یکرہ بیع مالم تقم المعصیۃ بل کبیع الجاریۃ المغنیۃ والکبش النطوح والحمامۃ الطیارۃ والخشب ممن یتخذ منہ المعازف''(رد المحتار۶؍۳۹۱،مکتبۃ الشاملہ) ۔

(ب) '' ولأبي حنیفۃ رحمہ اللہ أنہ کما یصلح للہو والفساد یصلح للانتفاع بہ من وجہ آخر''(بدائع الصنائع ۷؍۱۶۸)۔

(ج) ''والضابط عندہم (ای عند فقہاء الحنفیۃ) ان کل ما فیہ منفعۃ تحل شرعا، فان بیعہ یجوز؛ لأن الأعیان خلقت لمنفعۃ الإنسان''(الفقہ الاسلامی : ۳۰۲۹)۔

(د) ''فوسیلۃ المقصود تابعۃ للمقصود وکلاہما مقصود''(اعلام الموقعین۳؍۱۵۷)۔

(ھ)''إن بیع العصیر ممن یتخذہ خمراً إن قصد بہ التجارۃ فلا یحرم و إن قصد بہ لأجل التخمیر حرم'' (الاشباہ لابن نجیم: ۳۹،بیروت)۔

مفتی محمداشرف قاسمی گونڈوی ،مفتی اسعدفلاحی پالنپوری،مفتی امانت علی قاسمی اوربعض دیگرحضرات نے صدربالا فقہی عبارت کی روشنی میں لکھا ہے :

اصول یہ ہے کہ کوئی چیزاپنی ذات میں معصیت اورخیردونوں کا ذریعہ ہوتو اس کی خریدوفروخت ،لین دین اوراستعمال جائزہے ،مثلا انگورجس سے شراب اورسرکہ دونوں بنائے جاسکتے ہیں ، اس کی خرید وفروخت شرعا جائزہوگی، استعمال کرنے والے پر منحصر ہوگاکہ وہ اس سے شراب بنائے گا یا سرکہ، اگرشراب بنائے گاتوناجائزکام کا مرتکب ہوگا، اور اگر سرکہ بنا ئے گا تو جائزکام کرنے والا شمارہو گا۔

البتہ مولانا یاسرمجیدندوی کے نزدیک ''ما لا یتوصل إلی الواجب إلا بہ فہی واجب'' (البحرالرائق ۱؍۳۷) کے حوالہ سے اسمارٹ فون کا رکھنا خیرکے کاموں کے لئے نہ صرف درست بلکہ بسااوقات واجب ہے۔

راقم الحروف کی رائے ہے کہ اسمارٹ فون کا استعمال جائزومباح اور مفید معلوماتی، اصلاحی وتبلیغی کاموں میں شرعاً جائز ہوگا؛ کیونکہ باطل پرست اس وقت جدیدذرائع ابلاغ کے ذریعہ باطل فکرکوعام کررہے ہیں ،اچھے ونیک مقاصدکے بجائے غلط مقاصدکے لئے اس کا استعمال باطل پرستوں کی بدذوقی وبے ضمیری کا پتہ دے رہا ہے ،ایسے حالات میں جدیدآلات ابلاغ کوباطل کے بطلان ،حق کی اشاعت اورکتاب وسنت وپیغمبراسلام ﷺپرہونے والے باطل طوفان کی یلغارکے خاتمہ کے لئے ضروراستعمال کرنا چاہئے۔

سوال نمبر۲:۔ملٹی اپلیکیشن موبائل فون (جس میں قرآن مجیدرکھنے کی بھی گنجائش ہوتی ہے)اگرکوئی چاہے تو اسی موبائل میں فحش مناظربھی دیکھ سکتاہے کیا ایسے موبائل میں تلاوت کے لئے قرآن مجیدیا دوسری دینی کتابوں کومحفوظ کرنا اورOnlineدیکھنا یا

پڑھنا جائزہوگا؟

اس کے جواب میں تقریباً تمام مقالہ نگار حضرات کی رائے یہ ہے کہ ایسے فون میں قرآن مجیدودینی کتب وغیرہ الگ اورفحش مناظرکے اپلیکیشن (پروگرام)الگ ہوتے ہیں، ہرفائل الگ الگ ہوتی ہے ان کا آپس میں کوئی اختلاط نہیں ہوتا؛ اس لئے ایسے موبائل میں قرآن مجیدودینی کتب وغیرہ محفوظ کی جاسکتی ہیں ،قرآن مجیدکی تلاوت اوردینی کتب ومعلومات کا مطالعہ کرنے کے لئے بھی اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے،یہ بھی کہ کوئی بھی پروگرام خواہ وہ دینی ومذہبی ہویا غیردینی وغیراخلاقی ،حروف ونقوش کی شکل میں محفوظ نہیں ہوتا اس لئے بھی اس کی گنجائش ہے؛ البتہ فحش مناظرفون میں رکھنا یا اس کودیکھنا ہرحال مینشرعا ناجائزوحرام ہے اس لئے اہل ایمان کواس سے سخت اجتناب کرنا چاہئے،مقاصدصحیحہ ہی کے لئے اس کے استعمال کی شرعاً اجازت ہے۔مولانامفتی محمدسلمان منصورپوری اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اصل حکم شرعی تویہی ہے کہ ایسے موبائل میں قرآن مجیدیا دینی کتابیں رکھنا ممنوع نہیں ہے اگرچہ کہ اس کی میموری میں فواحش ومحرمات بھی موجودہوں،اس لئے کہ موبائل کے اندرونی نظام کے اعتبارسے میموری میں محفوظ مواد خلط ملط نہیں ہوتا؛ البتہ جس آلہ سے قرآن پڑھا اورسنا جائے اسی آلہ کومحرمات میں استعمال کیا جائے، عرفاً یہ بات یقیناً ادب کے خلاف اورقرآن کریم کی حرمت وعظمت کے منافی ہے اس لئے ایسے موبائل کوہرطرح کے محرمات سے خالی کردینا ہرمسلمان کے لئے لازم ہے ''۔

مولانا اخترامام عادل قاسمی کا خیال ہے کہ موبائل کے اسکرین پرجوکچھ نظرآتا ہے اس میں قرارنہیں ہوتا،ایک چیزجب تک نظرآتی ہے اسی وقت تک وہاں موجودہوتی ہے ،پھراس کی جگہ دوسری چیزنمودارہوتی ہے توپہلی چیزغائب ہوجاتی ہے ،اس سے ظاہرہوتا ہے کہ ایک ظاہرہوتی ہے تودوسری چیزمستور،استدلال میں انہوں نے یہ عبارت پیش کی ہے:''ولو محا لوحا کتب فیہ القرآن واستعملہ فی أمر الدنیا یجوز'' (الہندیۃ۵؍۳۲۲)۔

* ''ولا بأس بأن یشد الجنب والحائض التعاویذ علی العضد إذا کانت ملفوفۃ'' (شامی۹؍۵۲۳)، اور اصحاب نے بھی تعبیرکے فرق کے ساتھ اسی خیال کا اظہارکیاہے۔

احقرکی رائے میں موبائل کی میموری کی حیثیت محض ایک انسانی دماغ جیسی ہے جس میں اچھی باتوں کے ساتھ بری باتیں بھی پائی جاتی ہیں اگرچہ ان میں برقی لہروں کی طرح استقراراورٹھہرائو نہیں ہوتا،ایک مسلمان کی کوشش ہوتی ہے کہ اپنے دماغ کوبرے خیالات سے محفوظ رکھے اسی طرح موبائل فون میں بھی بری چیزوں کے ساتھ اچھی چیزوں کا اجتماع ہوسکتاہے؛ البتہ ہرمسلمان کوچاہئے کہ موبائل میں غلط چیزیں نہ رکھے اورنہ ہی اس کا خلاف شرع استعمال کرے؛ کیونکہ یہ شرعاً منع ہے اورمومنانہ شان کے مغائرہے،نیز قرآن شریف اوردیگردینی کتابوں کے ادب کے خلاف ہے۔

سوال نمبر: ۳۔اگرموبائل میں قرآن مجیدکی تلاوت کی جائے توکیا موبائل کا پوراسیٹ

قرآن مجید کے حکم میں ہوگا اوراس کوبلا وضوہاتھ میں لینا جائزہوگا؟ اس سلسلہ میں موبائل کی مختلف نوعیتوں کوسامنے رکھتے ہوئے احکام کی وضاحت کیجئے۔

اس کے جواب مینتمام مقالہ نگار حضرات کا اس بات پراتفاق ہے کہ ملٹی اپلیکیشن موبائل میں محفوظ قرآن مجید کی وجہ سے اس کا پورا سیٹ قرآن مجیدکے حکم میں نہیں ہوگا؛البتہ اسکرین پرجب اس کے حروف نمودارہوں توپھر اکثر مقالہ نگارکے ہاں بغیرطہارت ووضوکے اسکرین کوچھونا جائزنہیں۔اس کوچھونا بعینہ مکتوب و مطبوع قرآن شریف چھونے کے برابرہے۔

ان حضرات نے ''لا یمسہ إلا المطہرون''(الواقعہ: ۷۹) کی آیت پاک اورحدیث پاک: ''أن لا یمس القرآن إلا طاہر''(سنن دارمی: ۲۳۲۱) سے استدلال کیا ہے۔نیزفقہاء کی یہ عبارت بھی پیش کی ہے:''لا یجوز لہ مسّ شئ مکتوب فیہ شئ من القرآن من لوح أو درہم أو غیر ذلک إذا کان آیۃ تامۃ'' (شامی۱،۴۸۸)۔

جب قرآن کریم اسکرین پرکھلا ہواہو تو مولانا محمدقمرالزماں ندوی ،مولانا عبدالمنان پرمائی ویٹی بھی ایک رائے یہی رکھتے ہیں؛ البتہ دوسری رائے میں لکھا ہے: لیکن تحقیق یہ ہے کہ موبائل پرجوآیات لکھی نظرآتی ہیں وہ اصلاً حقیقی نقوش نہیں ہیں بلکہ سافٹ ویئر کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں جسے چھوا ہی نہیں جاسکتا، اس لئے اسکرین کوچھونے کی گنجائش ہے؛ کیونکہ وہ گویا ایک شیشہ ہے جواس سے منفصل ہے اوراس فون کی حیثیت اس بکس کی ہے جس میں قرآن کریم کومحفوظ کردیا گیا ہو،ان حضرات نے یہ فقہی عبارت پیش کی ہے:''حرمۃ مسّ المصحف لا یجوز لہما وللجنب والمحدث مسّ المصحف إلا بغلاف متجاف عنہ کالخریطۃ والجلد الغیر المشرز لا بما ہو متصل بہ ، ہو الصحیح، ہکذا فی الہدایۃ، وعلیہ الفتوی کذا فی الجوہرۃ النیرۃ''(الہندیہ۱،۳۹)۔

مولانا حافظ کلیم اللہ عمری مدنی کی بھی یہی رائے ہے، انہوں نے استدلال میں بعض عصرحاضر کے عرب علماء الشیخ صالح الفوزان،الشیخ محمد العریفی وغیرہ کی رائے بھی نقل کی ہے۔

البتہ مفتی امانت علی قاسمی،مفتی صفوان احمدقاسمی اس رائے سے اتفاق رکھتے ہوئے لکھتے ہیں:'' احتیاط اس میں ہے کہ اسکرین پرآیات کے نمایاں ہونے کی صورت میں پورے موبائل کو مصحف کے حکم میں رکھ کر بلاوضوچھونے کی اجازت نہ دی جائے ''۔ ا ستدلال میں یہ عبارت نقل کی ہے: ''وتعبیر المصنف بمسّ القرآن أولی من تعبیر غیرہ بمسّ المصحف لشمول کلامہ ما إذا مسّ لوحا مکتوبا علیہ آیۃ ، وکذا الدراہم والحائط ... لکن لا یجوز مسّ المصحف کلہ المکتوب وغیرہ بخلاف غیرہ فانہ لا یمنع إلا مسّ المکتوب''(البحرالرائق۱،۳۴۹) ۔

بعضوں نے ٹچ اسکرین موبائل اورkeypad والے موبائل میں فرق کیا ہے، یعنی ٹچ اسکرین فون ہوتواس کے اسکرین کو اس وقت چھونا منع ہے جب اس پرقرآن مجیدکے

حروف کھل گئے ہوں،البتہkeypadوالے فون کو مطلقاً بلاوضو چھونے میں کوئی حرج نہیں،کیونکہ اس کا سارااستعمال keypadکے ذریعہ ہوتاہے،یہ رائے ڈاکٹرقاری ظفرالاسلام صدیقی، مفتی محمداشرف قاسمی گونڈوی،مولانا یاسرمجیدندوی کی ہے:''دخل الخلاء وفی جیبہ درہم علیہ اسم اللہ تعالی أو آیۃ من القرآن لا بأس بہ ، و لوعلی خاتمہ اسم اللہ تعالی یجعل الفص باطن الکف'' (الفتاوی البزازیۃ۱،۳۹،۴۰)،البتہ مولانا محبوب فروغ قاسمی لکھتے ہیں کہ اگرقرآن مجید میموری میں محفوظ ہوجس کوموبائل سے جداکیا جاسکتاہے تواس کی حیثیت کور(غلاف)کی ہوگی ،لہذا اس صورت میں بلاوضوچھونا درست ہے:'' فإذا کان غلافہ منفصلا عنہ کالمشمع ونحوہ جاز دخول الخلاء بہ ومسّہ وحملہ للجنب''(شامی۱،۱۳۱)،لیکن قرآن کریم فون میموری میں ہو جس کوموبائل سے الگ نہیں کیا جاسکتا اور اسکرین پرقرآن کھلا ہواہے تو اس کو بلاوضوچھونا جائزنہیں ہے: ''ولو نقش اسمہ تعالی اواسمہ نبی ﷺ استحب ان یجعل الفص فی کمہ اذادخل الخلاء''(شامی۵،۲۵۴)۔

احقربھی جواب کے آغازمیں ذکرکردہ مقالہ نگاروں کی رائے سے اتفاق رکھتاہے لیکن اسکرین پرقرآن مجیدکے حروف نمودارہوں تو بلاوضو پورے موبائل کے نہ چھونے کوزیادہ بہتر اورمبنی براحتیاط خیال کرتا ہے؛ تاکہ عوام ادب کے تقاضوں کوزیادہ سے زیادہ ملحوظ رکھتے ہوئے بلا وضواس کوچھونے سے گریز کریں۔ جیسا کہ قرآن کریم سے متصل جلد کو قرآن کریم کے حروف ہی کی طرح چھونا جائزنہیں ،چونکہ یہ غلاف متصل کے حکم میں ہوگا؛البتہ اس پرایسا کوئی غلاف منفصل (کور)ہوجسے قرآن کریم سے بآسانی جداکیا جاسکتاہو تواس کوچھونے میں کوئی حرج نہیں ہے،اس لئے جب قرآن مجیدکے حروف والفاظ اسکرین پرنمودارہونتو اسمارٹ فون کے پورے جسدکوغلاف منفصل قراردینا احتیاط کے خلاف معلوم ہوتاہے۔

سوال نمبر۴:۔موبائل پربعض اوقات دینی یا معلوماتی اعتبارسے مفیدپیغامات آتے ہیں اوریہ تحریراورآوازکی شکل میں ہوتے ہیں ،ان کودوسروں کے پاس بھیجنا کیا درست ہوگا؛ جبکہ بعض حضرات اپنے موبائل پرمیسج بھیجنے کوپسندنہیں کرتے؟

اس مسئلہ میں بنیادی طورپردوآراء نظرآتی ہیں:ڈاکٹرمفتی محمد شاہجہاں ندوی ،مفتی سیدباقرارشدقاسمی کی رائے یہ ہے کہ لوگ خواہ پسندکریں یانہ کریں دونوں صورتوں میں دینی اورشرعی معلومات پرمشتمل میسج ارسال کئے جاسکتے ہیں، اس لئے کہ یہ دین کی تبلیغ اورمفیدباتوں کوفروغ دینا ہے ،مفیدومعروف باتوں کی اشاعت اورفریضہ تبلیغ ادا کرتے وقت سامنے والے کی پسنداورناپسندکا خیال رکھنے کی پابندی شرعاً لازم نہیں؛ کیونکہ نصوص شرعیہ میں مطلقاً تبلیغ کا حکم دیا گیاہے، ان حضرات نے درج ذیل آیات واحادیث پیش کی ہیں :

* '' فاصدع بما تؤمر''(الحجر: ۹۴)۔
* '' وتعاونوا علی البروالتقوی''(المائدہ: ۲)۔

* '' بلّغوا عنی ولو آیۃ ''(بخاری: ۳۲۰۲)۔
*''ما أفاد المسلم أخاہ فائدۃ أحسن من حدیث حسن بلغہ فبلّغہ'' (جامع بیان العلم وفضلہ، رقم : ۱۶۴،لابن عبدالبر)۔

اکثرحضرات کی رائے یہ ہے کہ اگرسامنے والے کومیسیج کے پہنچنے سے کوئی تکلیف ہوتی ہو اوروہ اسے ناپسند کرتا ہے خواہ وہ دینی واخلاقی معلومات پرمشتمل ہی کیوں نہ ہو، بھیجنا بہترنہیں ہے اس سے احتیاط برتی جائے ۔ان کے اسماء گرامی یہ ہیں :

ڈاکٹرسیداسرارالحق سبیلی،مفتی محمد احسن عبدالحق ندوی،مولانا محبوب فروغ احمدقاسمی،مولانا محمدزبیرندوی،مولانا حافظ کلیم اللہ عمری مدنی،مولانا نذرتوحید مظاہری،مفتی امانت علی قاسمی،مولانا یاسرمجیدندوی،مفتی محمدعثمان بستوی،مولانا محمدسلمان منصورپوری ،مولانا محمد معین الدین قاسمی،مولانا عبدالمنان پرمائی ویٹی،مولانا ندیم احمدانصاری،مفتی امتیازاحمدواعظ قاسمی،مولانا محمدجمشید جوہرقاسمی ،مولانا اخترامام عادل قاسمی ،مفتی اسعدفلاحی پالنپوری،مولانا محمدقمرالزماں ندوی،مفتی صفوان احمدقاسمی وغیرہ۔ان حضرات گرامی نے درج ذیل دلائل پیش کی ہیں:

* ''لا خیر فی کثیر من نجواہم إلا من أمر بصدقۃ أو معروف أو إصلاح بین الناس۔''(النساء: ۱۱۴)۔
*'' والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا وإثما مبینا'' (الاحزاب: ۵۸) ۔
* ''وواضع العلم عند غیر أہلہ کمقلد الخنازیرالجوہر واللؤلؤ والذہب''(مشکوٰۃ: ۳۴کتاب العلم)۔
* ''إن کان یعلم باکبررأیہ لو أمر بالمعروف یقبلون ذلک منہ ویمتنعون عن المنکر فالأمر واجب علیہ ولا یسع ترکہ ، ولو علم بأکبر رأیہ أنہ لو أمرہم بذلک قذفوہ وشتموہ فترکہ أفضل'' (ہندیہ ۳۵۳،۵)۔
*'' أجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد وغیرہا، إلا أن یشوش جہرہم علی نائم أو مصل أو قاریء۔الخ ''(شامی۴۳۴،۲)۔

البتہ صدربالا متذکرہ افراد میں سے آخری تین حضرات گروپ میں ہوتوپسندوناپسندکی تخصیص کے بغیرجواز کے قائل ہیں۔

مفتی محمداشرف قاسمی گونڈوی نے رشتہ داراوراجنبی کافرق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اپنے رشتہ داروں کوان کی مرضی کے بغیربھی مفیداوردینی معلوماتی میسج ارسال کرنا درست ہے کہ اس سے اپنے اقرباء میں تبلیغ اوردعوت دین کا فریضہ اداہوگا، البتہ اجنبی افراد کوان کی مرضی کے بغیر نہ بھیجاجائے۔

قرآن واحادیث میں جہاں دعوت وتبلیغ اوراصلاح کے کام کا حکم دیا گیا وہیں حکمت ،مصالح وغیرہ کی بھی تلقین کی گئی ہے، اس لئے احقر کا خیال ہے کہ وعظ ونصیحت

اوردینی معلومات پرمشتمل میسیج بھیجتے وقت بھی اس بات کا خیال رکھا جائے کہ اس سے سامنے والے کو کوئی حرج و تکلیف نہ ہو اورناگواری کا احساس بھی نہ ہو،حکمت ودانائی کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ جہاں اس سے کسی کی ناراضگی یا کسی طرح کاضررونقصان محسوس ہووہاں احتیاط برتی جائے، اسی لئے دین میں اکراہ کی تمام صورتوں سے اجتناب کی تعلیم دی گئی ہے،عام طورپرنصیحت کا مفیدہونا مسلم ومتحقق ہے، جہاں اچھے نتائج کی امید نہ ہو یا فتنہ کا اندیشہ ہووہاں وعظ ونصیحت سے احتیاط برتنا اولی ہے۔

سوال نمبر:۵۔کیا اس طرح کے پیغامات غیر محرم عورت یا غیر محرم مرد کو بھیجے جاسکتے ہیں جب کہ اس میں کوئی غیر اخلاقی بات شامل نہ ہو؟

اس سوال کے جواب میں بنیادی طورپرتین نقاط نظرمعلوم ہوتے ہیں :

پہلا نقطہ نظر: مفیدپیغامات جن میں کوئی غیر اخلاقی اورغیرشرعی بات شامل نہ ہو دین کی تبلیغ اورا س کی اشاعت کے مقصدسے محرم یا غیرمحرم کی تخصیص کے بغیر ارسال کے جوازکی رائے دی ہے۔اس کے قائلین درج ذیل ہیں :

ڈاکٹرمفتی محمدشاہجہاننددی،ڈاکٹرسیداسرارالحق سبیلی،مولانا حافظ کلیم اللہ عمری مدنی،ان حضرات نے اسلام کا پیغام اوراس کے احکام کودوسروں تک پہنچانے سے متعلق جونصوص ہیں ان کو مستدل بنایاہے اورلکھا ہے کہ قرآن وحدیث کے پیغام کودوسروں تک پہنچانے کے لئے اسلام نے کوئی شرط عائد نہیں کی ہے؛ بلکہ یہ علی الاطلاق سب پر واجب ہے جیسے:

*''وذکرفان الذکری تنفع المؤمنین''(الذاریات : ۵۵)۔

* ''والمؤمنون والمؤمنات بعضہم أولیاء بعض یأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر''(التوبہ : ۷۱)۔

*'' من دعا إلی ہدی کان لہ من الأجر مثل أجور من تبعہ لاینقص ذلک من أجورہم شیئا'' (مسلم: ۲۶۷۴)۔

* ''الکلمۃ الطیبۃ صدقۃ''(مسنداحمد: ۸۰۹۶)۔

* ''ویجوز الکلام المباح مع امرأۃ أجنبیۃ ، و فی المجتبی: رامزا ، وفی الحدیث دلیل علی أنہ لا بأس بأن یتکلم مع النساء بما لا یحتاج إلیہ'' (شامی:کتاب الحظروالاباحۃ ۹،۵۳۰)۔

دوسرا نقطہ نظر: بعض حضرات درج ذیل شرائط اورمختلف قیود کے ساتھ جوازکے قائل ہیں ،جیسے :

(الف) مکمل اخلاص اورصفائی قلب کے ساتھ محض دین کی تبلیغ واشاعت کی نیت سے پیغامات ارسال کئے جائیں۔

(ب) پیغامات کے ارسال میں کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

(ج) اس طرح کے پیغامات بھیجنے میں خواتین ہرگزہرگزنرم لب ولہجہ ولچکدار

رویہ اختیارنہ کریں۔

ان شرائط کے باوجو د ان حضرات کی رائے یہ ہے کہ پیغامات ارسال کرنے میں احتیاط برتی جائے؛ چونکہ یہ زمانہ فتنہ وفساد کا ہے اوراخلاص کے باوجوداندیشہ اس بات کا ہے کہ جب پیغامات کا تبادلہ ہوگاتویہ امر کہیں بات چیت اورانفرادی میسج تک نہ پہنچ جائے اس لئے جہاں تک ہوسکے اس سے بچنا چاہئے۔ان حضرات نے ان تمام نصوص شرعیہ کومستدل بنایا ہے جن میں تبلیغ دین وشریعت کے لئے امن اور فتنہ سے حفاظت کی شرط کے ساتھ اس کی اجازت دی گئی ہے۔جیسا کہ ''الموسوعۃ الفقہیہ ''میں یہ بات موجودہے:''سامع صوت المرأة إن كان يتلذذ به أو خاف على نفسه فتنة حرم عليه استماعه وإلا فلا ''(۲۴۶،۲۵)۔

تیسرا نقطہ نظر:ڈاکٹرقاری ظفرالاسلام صدیقی،مفتی محمد احسن عبدالحق ندوی، مولانا محبوب فروغ احمدقاسمی،مولانا نذرتوحید مظاہری،مولانا ندیم احمدانصاری اورمولانا اخترامام عادل قاسمی وغیرہ کے نزدیک غیرمحرم مردوں اورعورتوں کودینی معلومات پرمشتمل پیغامات کی ترسیل قطعاً ناجائزہے،اس لئے کہ اس سے بہت سے مفاسدکا دروازہ کھلنے کا قوی اندیشہ ہے،ان (غیر محارم)کے درمیان پیغامات کی ارسال وترسیل میں خواہ وہ مفیداورنافع ہی کیوں نہ ہوں نفع کم اورنقصان کاخطرہ زیادہ ہے،ان حضرات نے درج ذیل دلائل لکھے ہیں :

* ''ينبغي أن لا يجوز إنشاده عند من غلب عليه الهوى والشهوة لانه يهيجه على اجالة فكره فيمن لا يحل وما كان سببا لمحظور فهو محظور'' (رد المحتار۲۴۷،۵)۔

* ''وفی الشامیۃ:إذا سلمت المرأة الأجنبية على رجل إن كانت عجوزا رد الرجل:عليها السلام بلسانه بصوت تسمع ، وإن كانت شابة رد عليها فی نفسه، وكذا الرجل إذا سلم على امرأة أجنبية فالجواب فيه العكس''(شامی۵۳۰،۹)۔

* ''(وتمنع) المرأة الشابة (من كشف الوجه بين رجال) لا لأنه عورة (بل لخوف الفتنة) ای الفجور بها۔۔أو الشهوة ، والمعنى تمنع من الكشف لخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة، لأنه مع الكشف قد يقع النظر إليها بشهوة''(شامی۷۹،۲)۔

احقرکا رجحان یہ ہے کہ تیسرا نقطۂ نظر موجودہ فسادزدہ بگڑے ہوئے پرفتن احوال میں زیادہ بہتر اورموزوں معلوم ہوتا ہے،اس لئے کہ غیر محرم مردوں اورعورتوں تک پیغامات کی ترسیل کے کئی ایک دوسرے طریقے موجودہیں، یہ کوئی ایسا اہم امرنہیں ہے کہ جس کے انجام نہ دینے سے فریضہ تبلیغ واشاعتِ احکامِ اسلام کا کام رک جائے کہ غیر محرم مردوعورتوں کے درمیان پیغامات کے تبادلہ کی اجازت دی جائے،خاص طورپرکھلے عام فتنوں اور فسادات سے بھری دنیا میں اس سے اجتناب یقیناً لازم ہے؛ تاکہ نفسیاتی طورپر کمزور وبیمارذہن افرادکسی امکانی فتنہ میں پڑنے سے بچ جائیناورفتنہ پسند افراد کواس سے مزید کوئی اور نئے فتنے برپا کرنے کا موقع ہا تھ نہ لگ جائے۔

سوال نمبر:۶۔ بعض پیغامات تصویروں کی شکل میں ہوتے ہیں ، کیا ان کو آگے بڑھانا جائزہوگا یا یہ تصویرکشی کے دائرہ میں آجائینگے؟

اس سوال کے جواب میں دوطرح کی آراء ہیں :

بعض حضرات کے نزدیک نفع رسانی اورخیر کی نیت سے تصاویروالے پیغامات کوبھیجنا جائزہے، یہ تصویر کشی کے حکم میں نہیں ہوگا، اس کے قائل درج ذیل ہیں :

ڈاکٹرمفتی محمدشاہجہاننددوی،مولاناحافظ کلیم اللہ عمری مدنی، مولانایاسرمجیدندوی،ڈاکٹرقاری ظفرالاسلام صدیقی، مولانا محبوب فروغ احمدقاسمی،مولانا محمدجمشید جوہرقاسمی ،ڈاکٹرسیداسرارالحق سبیلی،مفتی سیدباقرارشدقاسمی،مفتی صفوان احمدقاسمی وغیرہ ، ان حضرات نے درج ذیل عبارتوں سے استدلال کیاہے:

* یرید اللہ بکم الیسرولا یرید بکم العسر (البقرہ: ١٨٥) ۔
* ما جعل علیکم فی الدین من حرج (الحج: ٧٨)۔
* من دعا إلی ہدی کان لہ من الأجر مثل أجور من تبعہ لا ینقص ذلک من أجورہم شیئا (مسلم: ۴٨٣١)۔
* إن الأمر إذا ضاق اتسع (الاشباہ والنظائر: ٨۴) ۔
* الأمور بمقاصدہا(الاشباہ والنظائر: ٣۶)۔

دوسری رائے: مولانا محمدصابرحسین ندوی ،مفتی اسعدفلاحی پالنپوری،مفتی محمد احسن عبدالحق ندوی،مفتی امانت علی قاسمی، قاضی محمدریاض ارمان قاسمی،مولانا محمدمعین الدین ندوی قاسمی،مولانا عبدالمنان پرمائی ویٹی اورمفتی امتیازاحمدواعظ قاسمی کی ہے، ان کے خیال میں تصویروالے پیغامات کوآگے بڑھاناجائزنہیں ہے ،یہ تصویر کشی کے حکم میں ہوگا۔ان حضرات نے ان نصوص کواپنامستدل قراردیا ہے جن میں تصویرکشی پروعیدیں منقول ہیں، البتہ مولانا اخترامام عادل قاسمی ضرورت کے تحت ایسے پیغامات کی ترسیل کوجائزقراردیتے ہیں ۔

میرے خیال میں ذی روح تصاویر پرمبنی پیغامات کی ارسال وترسیل سے احتیاط بہترہے،غیرجاندارتصاویرپرمبنی پیغامات ہوں تواجازت دی جاسکتی ہے ،تاہم تصویرکشی کے جواز یا عدم جواز کے قطع نظر اچھے پیغامات کی اشاعت تصویروں کے بغیربھی ممکن ہے، مفید پیغامات کی اشاعت کے لئے تقریروتحریربڑے مؤثراورکارگرذرائع ہیں،پھرکسی تحریریا تقریرمیں مزید تاثیرپیدا کرنے میں اخلاص وللہیت،خداترسی، پیغام حق کودوسروں تک پہنچانے میں دردسوزی وفکرمندی کے جذبات کا بڑا رول ہے جسکی نافعیت کا تجربہ ومشاہدہ ہردوروہر قوم میں دیکھا گیاہے، اس لئے تصویروں کی شکل میں بھیجے جانے والے پیغامات میں یہ بات کہاں، اسلئے بھی یہ شرعاً قابل اعتناء نہیں۔

سوال نمبر:٧۔CCTVکیمرہ ایک ایسا کیمرہ ہے جواس کے دائرہ میں آنے والی تمام نقل وحرکت کومحفوظ کرلیتا ہے، اس سے چوری اوردوسرے مجرمانہ واقعات کوروکنے

میں مددملتی ہے ،ا س کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو بے جا الزامات اورشبہات سے بچانا بھی آسان ہوجاتاہے، اس مصلحت کے تحت مساجداورمدارس وغیرہ میں ایسے کیمرے نصب کرنے کا کیا حکم ہوگا؟

اس سوال کے جواب میں تقریبا تمام مقالہ نگار اس کے جوازپرمتفق ہیں، اس لئے کہ:

(الف)یہ وقت کی شدیدضرورت ہے،اس سے جان و مال عزت وآبروکے ساتھ اوربہت سے مفاسدسے حفاظت ممکن ہے۔

(ب)کیمرہ کے دائرہ میں آنے والوں کی تمام نقل وحرکت کا ریکارڈ اس میں محفوظ ہوجاتاہے اوربوقت ضرورت چوری اوردوسرے مجرمانہ واقعات کی روک تھام میں مددملتی ہے،اسی طرح موجودہ عداوت وتعصب پرمبنی ماحول میں ازراہ ظلم وانتقام لگائے جانے والے بہت سے بیجا وناروا الزامات اورشبہات سے بے قصورمسلمانوں کوبچانا بھی آسان ہوجاتاہے۔

(ج)یہ تصویرسازی نہیں بلکہ عدل وانصاف کے حصول کا اہم ذریعہ ہے،اسی وجہ سے آج کل محکمہ پولیس کی جانب سے اسٹیشنوں ،بس اسٹاپس اورعوامی جگہوں میں سی سی ٹی وی کیمرے نصب کئے جارہے ہیں جن سے حقیقت حال تک رسائی حاصل کرنے میں کافی مددمل سکتی ہے، محکمہ پولیس اورقانون کے اداروں کوحقیقی موادبآسانی فراہم ہوسکتا ہے جس سے امن وامان کے قیام کی بحالی کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

(د) موجودہ دینی واخلاقی اقدارسے عاری سماج میں ایسے حفاظتی اقدامات کی سخت ضرورت ہے، اس لئے اس کوجائز ہونا چاہئے،اس سے شرپسندعناصرکی طاقتیں کمزورہوں گی اوروہ اپنے ناپاک منصوبوں میں کامیاب نہیں ہوسکینگے، مفتی محمداحسن عبدالحق ندوی کا کہنا ہے کہ مدارس ،مساجد وغیرہ میں ان کیمروں کی تنصیب واجب کے درجہ میں ہے۔

البتہ مولانا محبوب فروغ احمدقاسمی،مفتی اسعدفلاحی پالنپوری کی رائے یہ ہے کہ مساجدومدارس میں ایسے کیمروں کی تنصیب ضرورت کے زمرہ میں نہیں آتی ،اس سے خواہ مخواہ اساتذہ وعلماء کے بارے میں شکوک وشبہات پیداہوں گے ، نگرانی کے لئے دوسرے طریقے اپنائے جاسکتے ہیں،ہاں البتہ عام مقامات پردفع ضررکے لئے ان کی تنصیب جائزہے۔

جوازکے دلائل درج ذیل ہیں :

* ‘‘ وقد فصّل لکم ما حرّم علیکم إلا ما اضطررتم إلیہ’’(الانعام: ۱۱۹)۔
* ‘‘ یا أیہا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للّٰہ ۔’’(النساء: ۱۳۵)۔
* ‘‘لا تَظلمون ولا تُظلمون ۔’’(البقرہ: ۲۷۹)
* ‘‘ خذوا حذرکم’’ (النساء: ۷۱)۔
* ‘‘الضررالأشد یزال بالضررالأخف’’ (شرح القواعد الہندیہ: ۴۹۶ لمصطفی احمد

الزرقا)۔

* ‘‘ویباح فی الحرب بین المسلمین وغیرہم بعث الجواسیس لتعرف أخبار جیش الکفار من عدد وعتاد، و أین یقیمون وما إلی ذلک’’ (الموسوعۃ الفقہیہ۱۰،۱۴۲)۔

* إن الوسیلۃ أوالذریعۃ تکون محرمۃ إذا کان المقصد محرما، وتکون واجبۃ إذا کان المقصد واجبا (المقاصدالشرعیۃ : ۴۶)۔

* فالضرورۃ بلوغہ حدا إن لم یتناول الممنوع ہلک إذا قاربہ، وہذا یبیح تناول الحرام (غمز عیون البصائر فی شرح الاشباہ والنظائر۱،۲۷۷)۔

احقر کی رائے یہ ہے کہ CCTV کیمرہ انسانوں کی تصویرکشی ضرورکرتا ہے لیکن اس کامقصدوہ نہیں ہوتا جوشرعی ممنوعات کے دائرہ میں آتاہو ،موجودہ دورمیں جہاں علوم وفنون مینتحقیقات اورسائنسی ایجادات روزافزوں ہیں وہیں صحت مندانہ مذہبی افکار، انسانی شرافت ،اخلا قی اقدار سے انسانی معاشرہ کے محرومی کا شکارہونے کی وجہ سے جرائم کے واقعات میں روزبروزاضافہ ہے،انسانیت وشرافت کا گراف تنزل کی راہ پرہے۔سی سی ٹی وی کیمرہ کی خوبی یہ ہے کہ اس کے دائرہ (range)میں آنے والے کی شکل وشباہت کے ساتھ اسکی نقل وحرکت بھی ریکارڈ ہوجاتی ہے ،اس کی وجہ سے مجرمین کی گرفت اورجرائم کی روک تھام میں بڑی مددملتی ہے ،چونکہ اس کیمرہ کی تنصیب حفاظتی نقطئہ نظرسے کی جاتی ہے،اس لئے اس کا جوازمعلوم ہوتا ہے۔

سوال نمبر:۸۔ موجودہ دورمیں یہ بات ممکن ہوگئی ہے کہ اسکیننگ مشین کے سامنے سے کوئی شخص گزرے تو اس کا پورا جسم مشین پربیٹھیے ہوئے شخص کوبے لباس نظرآئے گا،بعض مغربی ممالک میں ایئرپورٹوں پراس طرح کی اسکیننگ مشین استعمال کی جارہی ہے، یہ بات بعیدنہیں ہے کہ آئندہ ہمارے ملک میں بھی اس طرح کی مشینیں استعمال کی جائیں اورایئرپورٹ کے علاوہ دوسرے مقامات پربھی حفاظتی اقدامات کے مقصدسے ان کا استعمال ہو، کیا تحفظ کے نقطئہ نظرسے ان کا استعمال جائزہوگا؟ اورکیا مسلمانوں کے لئے درست ہوگا کہ وہ سفرکرنے کی غرض سے ایسی مشینوں سے گزرنے کو قبول کرلیں؟

اس سوال کے جواب میں اکثر مقالہ نگارحضرات نے بلاضرورت شدیدہ عدم جوازکا رجحان ظاہرکیاہے،اس لئے کہ یہ حیا کے مغائر ہے،بغیرکسی سخت ضرورت کے شریعت نے کہیں بھی ستر کھولنے کی اجازت نہیں دی ہے ،ان حضرات کا خیال یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے سترپوشی واجب ولازم ہے ،اس لئے ایسی مشینوں کے خلاف احتجاج کرنا چاہئے اورجہاں تک ہوسکے ایسے تفتیشی نظام کے انسداد کی کوشش کرنی چاہئے ،اس کے قائلین درج ذیل حضرات ہیں:ڈاکٹرمفتی محمدشاہجہانندوی،مفتی امانت علی قاسمی،مولانا محمدزبیرندوی،مفتی صفوان احمدقاسمی،مولانا محمدمعین الدین ندوی قاسمی،مولانا عبدالمنان پرمائی ویٹی،مولانا ندیم احمدانصاری،مفتی امتیازاحمدواعظ

قاسمی،مولانا محمدجمشید جوہرقاسمی وغیرہ ،ان حضرات نے ان تمام عبارتوں سے استدلال کیا ہے جن میں عام حالات میں سترکے کھولنے کوحرام قراردیا گیاہے جیسے :

* '' لا ینظر الرجل إلی عورة الرجل ولا المرأة إلی عورة المرأة''(مسلم: ۷۹۴)۔

* ''لا یحل النظر إلی عورة غیرہ فوق ثوب ملتزق بہا یصف حجمہا فیحمل ما مرّ علی ما إذا لم یصف حجمہا، فلیتأمل''(شامی۹،۵۲۶)۔

دوسری رائے:ایسی مشینوں کا استعمال چونکہ حفاظتی نقطہ نظراور ضرورت کے تحت ہوتا ہے ، اس لئے بحالت مجبوری دل سے اس کو براجانتے ہوئے اورگناہ سمجھتے ہوئے اس کے آگے سے گزرنے کے جوازکی رائے رکھتے ہیں ،اس کے قائلین درج ذیل حضرات ہیں :

ڈاکٹرقاری ظفرالاسلام صدیقی،مفتی سیدباقرارشدقاسمی،مولانا محمدصابرحسین ندوی ،مفتی محمد احسن عبدالحق ندوی، مولانا محبوب فروغ احمدقاسمی،مولانا محمدزبیرندوی،مولانا حافظ کلیم اللہ عمری مدنی،مولانا نذرتوحید مظاہری،مفتی اسعدفلاحی پالنپوری،مفتی محمداشرف قاسمی گونڈوی،مفتی محمدعثمان بستوی،مولانا محمدسلمان منصورپوری ،مولانا محمدقمرالزماں ندوی،ان حضرات کے دلائل درج ذیل ہیں:

*جیسا کہ فتح مکہ کے موقع پرحضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کا خفیہ خط لیجانے والی عورت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہاتھا: ''لتخرجن الکتاب أولنجردنک۔(وفی الطریق الاخری) أو لنلقین الثیاب''۔

* '' درء المفاسد مقدم علی جلب المصالح''(حاشیہ الطحاوی علی مراقی الفلاح۱،۳۲)۔

* ''الضرورات تبیح المحظورات'' (الاشباہ والنظائر: ۸۵)۔

* '' المشقة تجلب التیسیر''(الاشباہ والنظائر: ۷۴)۔

* '' ثم النظر إلی الحرة الأجنبیة قد یصیر مرخصا عند الضرورة لما عرف : أن مواضع الضرورة مستثناة عن قواعد الشرع''(المحیط البرہانی۵،۱۷۸)۔

البتہ قاضی محمدریاض ارمان قاسمی نے جوازکے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ مردوں کے اسکیننگ مشین پرمرد اورعورتوں کی اسکیننگ مشین پرعورت ہی نگراں مقررہو۔

میرے خیال میں ہوئی اڈوں پرمسافرین کی جانچ کے لئے اسکیننگ مشین کی تنصیب کہ جس کے سامنے سے گزرنے والے کا پوراجسم مشین پربیٹھے ہوئے شخص کوبے لباس نظرآئے تو اس کا جوازمحل نظرہے۔چونکہ اس کی وجہ ایک تو دینی وشخصی حقوق پامال ہوں گے جواسلامی تعلیمات کے مغائرہے،دوسرا یہ کہ ایسی مشینوں کا عام استعمال اسلامی احکام وفطری احساسات کی خلاف ورزی بھی ہے،جبکہ اسلام کے ساتھ دیگرتمام مذاہب اخلاق، تہذیب وثقافت،حیا وشرافت کی دعوت دیتے ہیں اس لئے سخت ضرورت داعی ہوتوایسی خاص اسکیننگ مشین نصب کی جانی چاہئے جس سے کامل طورپرجسم کے اعضاء نمایاں وواضح نظرنہ آتے ہوں، اور جس مقصد (تفتیش)کے لئے اس کی تنصیب

ضروری سمجھی جارہی ہے وہ بھی پوراہو،لیکن اگرمغربی ممالک کے ہوائی اڈوں پراس طرح کی اسکیننگ مشین استعمال کی جارہی ہو جس سے اسکے آگے گزرنے والے کا پورا جسم مشین پربیٹھنے والے کوبالکل بے لباس نظرآئے تو اس صورت میں اول توانتہائی ناگزیرحالات کے علاوہ ایسے ممالک کے سفرسے مسلمانوں کوسخت احترازکرناچاہئے،اوراگرسفرناگزیرہی ہوتو ثانیاً مغربی ہوائی اڈوں کے ذمہ داروں سے رجوع ہوکر اسکیننگ مشین کے بغیردیگرتحقیق وتفتیش کے مراحل کوقبول کرتے ہوئے اس سے استثنی کی کوشش کرنی چاہئے ۔خاص طورپرمغربی ممالک میں رہائش پذیرمسلمانوں کو اور عمومی طورپر دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کو اسکیننگ مشین کے ذریعہ تحقیق وتفتیش کے طریقہ کارسے استثناء دئیے جانے کی سیاسی،سماجی وبین مملکتی ہرسطح پر سنجیدہ کوشش کی جانی چاہئے، اگریہ کوشش کامیاب نہ ہوتواسکے خلاف اخلاقی حدود کا پاس ولحاظ رکھتے ہوئے اور مملکتی قوانین کے دائرہ میں رہتے ہوئے صدا ئے احتجاج بلندکرنا چاہئے۔اس کوقانوناً ضروری قراردے دیا گیا ہواوراس کے بغیرکوئی چارئہ کار ہی نہ ہو توپھرانتہائی مجبوری کی صورت میں اس شرط کے ساتھ اجازت ہوگی کہ مردوں کے چیکنگ کی اسکیننگ مشین پرمرداورعورتوں کی چیکنگ کی اسکیننگ مشین پرعورت ہی کومتعین کیا جائے۔

* * *

عرض مسئلہ :

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل
(محوردوم)

مفتی شاہد علی قاسمی•

راقم الحروف کو انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل کے محوردوم کاعرض مسئلہ تیار کرنے کا حکم دیاگیاتھا، اکیڈمی سے کل ۲۷؍مقالات وصول ہوئے ، مقالہ نگار کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں:

مفتی محمد سلمان منصور پوری،ڈاکٹر محمد شاہ جہاں ندوی،ڈاکٹر قاری ظفرالاسلام صدیقی، ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، مولانا محمد صابر حسین ندوی،مفتی محمد احسن عبدالحق ندوی،مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی،مفتی سید باقرارشد قاسمی،مولانا محمد زبیر ندوی، مولانا محمد ظفرعالم ندوی،مولانا حافظ کلیم اللہ عمری مدنی،مولانا نذرتوحید مظاہری،مفتی اسعد فلاحی پالنپوری،مفتی امانت علی قاسمی،مفتی محمد اشرف علی قاسمی گونڈوی، مولانا یاسرمجید ندوی،مفتی محمد عثمان بستوی،مولانا محمد قمرالزماں ندوی، قاضی محمد ریاض ارمان قاسمی،مفتی صفوان احمد قاسمی،مولانا محمد معین الدین ندوی قاسمی، مولانا عبدالمنان،مولانا ندیم احمد انصاری،مفتی امتیاز احمد قاسمی،مولانا محمد جمشید جوہر قاسمی،مفتی حافظ سید صادق محی الدین فہیم،مولانا اختر امام عادل قاسمی۔

سوال نمبر۱:۔اللہ نے انسان کی فطرت میں اپنی چیزوں کے اخفاء کا مزاج رکھاہے ،انہی چیزوں کو آج کل انٹرنیٹ پر محفوظ کیاجاتاہے ،اگریہ معلومات مقفل رکھی جائیں تودوسرا شخص ان تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا؛لیکن کچھ آئی ٹی ماہرین کے اندر یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ ان کا قفل توڑ کر معلومات کی چوری کرلیتے ہیں،توکیایہ درست ہوگا؟اورکیااس سلسلے میں مختلف قسم کی معلومات کی چوری کے احکامات الگ الگ ہوں گے ؟یعنی ایسی معلومات جن سے اس شخص کی عزت وآبرو کو ٹھیس لگ سکتی ہو،یامعاشی پہلو سے نقصان پہنچ سکتاہو،یاایسی معلومات جن سے چوری کرنے والے کو توفائدہ ہو؛لیکن اصل شخص کو کوئی نقصان نہ ہو،جیسے علمی ومطالعاتی یادداشتیں وغیرہ۔

یہ صورت بنیادی طورپر چوری کے حکم میں ہے ،تمام مقالہ نگار حضرات کااس پر اتفاق ہے ،اس لئے انٹرنیٹ پر محفوظ معلومات کا قفل توڑنا جائز نہیں ہوگا، خواہ اس شخص کی عزت وآبرو کو ٹھیس لگ سکتی ہویانہیں،معاشی پہلو سے اسے نقصان پہنچے

• معتمد تعلیم المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد۔

یانہیں، اورخواہ علمی ومطالعاتی یادداشتیں ہوں۔

دلائل:

۱۔''حرمۃ مال المسلم کحرمۃ دمہ'' (مجمع الزوائد ۱۲۷،۴)۔

۲۔''لایحل مال امرئ مسلم إلابطیب نفس منہ''(مجمع الزوائد۱۲۷،۴) ۔

۳۔''من استمع إلی حدیث قوم وھم لہ کارہون صبّ فی أذنیہ الآنک یوم القیامۃ''(بخاری شریف، حدیث نمبر: ۷۰۴۲)۔

۴۔''وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَکَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِکَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولاً'' (الاسراء: ۳۶)۔

۵۔''إنک إن اتبعت عورات المسلمین أفسدتھم أو کدت أن تفسدھم'' (ابودائود ،حدیث نمبر: ۴۸۸۸)۔

۶۔''لایجوز لأحد أن یتصرف فی ملک غیرہ بلا إذنہ'' (الاصول والقواعد للفقہ الاسلامی، رقم: ۲۸۱)۔

۷۔''لایجوز لأحد أن یاخذ مال أحد المسلمین بلاسبب شرعی'' (دررالحکام : ۹۸)۔

۸۔''من اطلع فی بیت قوم بغیرإذنھم فقد حل لھم أن یقفأواعینہ'' (مسلم شریف۲۱۲،۲)۔

۹۔''وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ''(المائدہ: ۸۷)۔

۱۰۔''إن دمائکم وأموالکم وأعراضکم بینکم حرام ''(بخاری شریف،حدیث نمبر: ۶۷)۔

۱۱۔''يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ''(الأنفال: ۲۷)۔

ان دلائل میں سے بعض کا تعلق کسی کا مال (اس کی اجازت کے بغیر) لینے کے عدم جواز سے ہے ، بعض میں امانت میں خیانت نہ کرنے کا حکم ہے ،اوربعض میں زیادتی نہ کرنے کا حکم ہے ۔

بعض مقالہ نگاروں نے اس پہلو کو اٹھایاہے کہ اگر محفوظ مواد جرائم سے متعلق ہو توحکومت کے نمائندوں کو قفل توڑنے کی اجازت ہوگی؛تاکہ جرائم پیشہ لوگوں پر شکنجہ کساجاسکے ۔''الضرر یدفع بقدر الإمکان ''(شرح مجلۃ الاحکام : ۳۱۴،ص۳۸،الوجیز: ۱۹۸)۔

یہ رائے مفتی صفوان احمد قاسمی(ممبئی) ،مفتی اشرف قاسمی گونڈوی ،مفتی محمد عثمان بستوی وغیرہ کی ہے اور بہت مناسب رائے ہے ۔

سوال نمبر۲:۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کی معلومات چوری کرہی لی تواس شخص کی اجازت کے بغیر اس کو آگے بڑھانا درست ہوگا؟

جواب:اگران معلومات کا تعلق ایسی باتوں سے ہو ،جنہیں آگے بڑھانے سے معاشی نقصان ہوسکتاہو،یاعزت وآبرو کو ٹھیس پہنچ سکتی ہوتوتمام مقالہ نگاروں نے ایسی معلومات کو آگے بڑھانے کی اجازت نہیں دی ہے ۔

دلائل:

۱۔''لاضرر ولاضرار'' (سنن ابن ماجہ ،حدیث نمبر: ۲۳۴۱، مسند احمد ،حدیث نمبر: ۲۸۶۵)یعنی کسی کو ضرر پہنچانے کی اجازت نہیں ہے (ڈاکٹر مفتی محمد شاہ جہاں ندوی)۔

۲۔''وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ'' (المائدہ: ۸۷)۔

اس آیت میں کسی پر زیادتی نہ کرنے کا حکم ہے اور زیردریافت مسئلہ زیادتی سے عبارت ہے ،ان کے علاوہ وہ دلائل پیش کئے گئے ہیں، جو سوال نمبر ۱کے جواب میں مذکور ہوئے ۔

بعض مقالہ نگار حضرات نے آخری شق میں دوسری رائے اختیار کی ہے کہ اگرمعلومات کا تعلق دینی اور مفید باتوں سے ہوجنہیں شیئر کرنے سے صاحب مواد کا کوئی نقصان نہیں ہوتاہے اور دوسرے لوگوں کا بھلاہوجاتاہے ،ایسی مقفل معلومات کا قفل توڑہی دیاگیاتواسے آگے بڑھانے کی اجازت ہوگی،جیساکہ مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی نے پیش کیا ہے، اسی طرح اگرخفیہ معلومات کا تعلق جرائم سے ہوتو متعلقہ عہدیداروں تک معلومات کی ترسیل جائز ؛بلکہ ضروری ہوگی (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۰،۱۶۷-۱۶۶)۔

اکثر مقالہ نگاروں نے مطلقاً یہ بات لکھی ہے کہ قفل توڑنے کے بعد بھی معلومات کو آگے بڑھانا جائز نہیں ہوگا، اوراس ذیل میں چوری اور غصب سے متعلق احکام کو منطبق کیاہے ،ڈاکٹر مفتی محمد شاہ جہاں ندوی ،مفتی محمد اسعد فلاحی نے ان پہلو ئوں پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے ۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگرخفیہ معلومات کا تعلق ضررمادی یاضرر معنوی سے ہو تو انہیں آگے شیئر کرنے کی توبالاتفاق اجازت نہیں ہوگی،اوراگرکسی طرح کاضررنہ ہوتوبھی اکثرحضرات کے نزدیک اجازت نہیں ہوگی، اوربعض کے نزدیک اجازت ہوگی، اس سلسلے میں راقم الحروف کا خیال ہے کہ دینی معلومات پر مبنی مواد کا جب قفل توڑ ہی دیاگیاتوآگے بڑھانے کی اجازت ہوگی،یہ معاملہ ایسے ہی ہے جیسے مؤلف کتاب نے حق تالیف محفوظ رکھاہو ،پھر بھی کسی نے بلااجازت کتاب کی طباعت کرالی تواب لوگوں کا اسے خریدنا جائز ہوجاتاہے اورگناہ کا ذمہ دار صرف ناشر ہوتاہے ؛اس لئے دینی معلومات کا قفل توڑنے والاگنہ گار ہوگا؛لیکن لوگوں کا اس سے استفادہ جائز ہوگا۔

سوال نمبر۳:۔ شوہر اوربیوی بھی انٹرنیٹ کے ذریعہ ایک دوسرے کی جاسوسی کرسکتے ہیں، ان دونوں کا چونکہ ایک دوسرے سے قریب ترین تعلق ہے ،اوران کے باہمی مفادات بھی ایک دوسرے سے مربوط ہیں،توکیا ان کیلئے ایک دوسرے کی معلومات کو اطلاع کے بغیر حاصل کرنا درست ہوگا؟

جواب:تمام مقالہ نگار اس نکتہ پر متفق ہیں کہ عام حالات میں بیوی کے احوال وکوائف جاننے کیلئے جاسوسی کرنا جائز نہیں ہے ،دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔اللہ نے تجسس سے منع فرمایاہے : ''وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا'' (الحجرات: ۱۲)۔

۲۔'' عَنْ أَبِی ہُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحَدِيثِ، وَلاَ تَحَسَّسُوا، وَلاَ تَجَسَّسُوا، وَلاَ تَحَاسَدُوا، وَلاَ تَدَابَرُوا، وَلاَ تَبَاغَضُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا''(صحيح البخاری، كتاب الادب، بَابُ مَا يُنْہَى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ، حديث نمبر: ۵۷۱۷)۔

۳۔رسول اللہ ﷺنے ایسے شخص کو جو سفر سے رات میں وطن پہنچے ،ہدایت دی کہ اچانک گھر میں داخل نہ ہو۔

''إذا قدم أحدكم ليلا، فلا يأتين أہلہ طروقا، حتى تستحد المغيبۃ، وتمتشط الشعثۃ''(صحيح مسلم، كتاب الامارۃ،باب كراہۃ الطروق، ۳،۱۶۲۷)۔

اچانک گھر میں داخل نہ ہونے کی ایک علت شارحین نے یہ بیان کی ہے کہ گھر والوں کی عیب جوئی لازم نہ آئے ۔

۴۔''يا معشر من آمن بلسانہ، ولم يدخل الإيمان قلبہ، لا تغتابوا المسلمين، ولا تتبعوا عوراتہم، فإنہ من اتبع عوراتہم يتبع اللہ عورتہ، ومن يتبع اللہ عورتہ يفضحہ فی بيتہ''(سنن أبی داود،كتاب الادب،باب فی الغيبۃ،حديث نمبر: ۴۸۸)۔

اس حدیث میں مسلمین میں عورتیں بھی داخل ہیں اور عورتوں میں بیوی بھی داخل ہے ۔

تاہم اکثر مقالہ نگاروں نے مطلقاًناجائز قراردیاہے ،دیکھئے :مقالہ مفتی محمد سلمان منصور پوری، مولانا اخترامام عادل قاسمی، ڈاکٹر اسرارالحق سبیلی ودیگر،جب کہ بعض حضرات نے ایک استثنائی شق بیان کی ہے اور وہ یہ کہ اگربیوی کی بابت شبہ قوی ہو،قرائن سے بیوی کی طرف سے ایذارسانی کے حالات معلوم ہورہے ہوں ،کردار مشکوک ہونے کی بات سامنے آرہی ہو،توایسے خصوصی حالات میں دفع ضرر کیلئے جاسوسی کی اجازت ہوگی(دیکھئے :مقالہ مولانامحمد عثمان بستوی،ڈاکٹر مفتی محمدشاہ جہاں ندوی،مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی،مولانا محمد زبیر ندوی،مفتی سید باقرارشد قاسمی بنگلوری،ڈاکٹر ظفرالاسلام صدیقی،مولانا محمد قمرالزمان ندوی،محمد امانت علی قاسمی)۔

جواز کے دلائل:

۱۔'' أتى ابن مسعود فقيل:ہذا فلان تقطر لحيتہ خمرا، فقال عبد اللہ:إنا قد نہينا عن التجسس ولكن إن يظہر لنا شیء نأخذ بہ''(سنن أبی داود،كتاب الادب ۴،۲۷۳)يعنی كچھ جرم كی بات ظاہر ہوجائے تو مؤاخذہ كی اجازت ہے ،توجاسوسی كی بھی اجازت ہوگی۔

۲۔''يَاأَيُّہَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَائَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا''(الحجرات: ۶)۔

آیت بالا میں فاسق کی خبر کی تحقیق کرنے کا حکم ہے ،توبیوی کے بارے میں مشکوک باتیں سامنے آرہی ہوں توان کی تحقیق کرنابھی درست ہوگا، اورتحقیق کرنے میں جاسوسی بھی ایک صورت ہے ۔

۳۔''الضرر الأشد یزال بالضرر الأخف''(الاشباہ)(یعنی بڑے ضرر سے بچنے کیلئے چھوٹے ضرر کاارتکاب کیاجاسکتاہے)،یعنی جاسوسی چھوٹاضرر ہے اور بیوی کی طرف سے ایذا رسانی کا قرینہ بڑاضرر ہے ۔

راقم الحروف کا بھی خیال ہے کہ خصوصی صورت حال میں جاسوسی کی اجازت ہوگی؛ کیونکہ شریعت میں اس کے نظائر موجود ہیں، مثال کے طورپر گواہوں کے تزکیہ کی اجازت ہے ،جس میں گواہوں کی زندگی کی بابت جاسوسی کی جاتی ہے، اگرجرم کی بابت کسی پر شک ہوتواسے گرفتار کیاجاسکتاہے ،اورپھر اس کی تفتیش اورچھان بین کی جاتی ہے ،اس طرح کے نظائر سے واضح ہے کہ خصوصی حالت میں بیوی کی جاسوسی کی اجازت ہوگی۔

سوال نمبر۴:۔ حکومت اورمحکمۂ پولیس بعض دفعہ امن عامہ کیلئے شخصی معلومات حاصل کرتی ہیں؛تاکہ جرائم اوردہشت گرد عناصر پر نظررکھی جاسکے ، کیااس مقصد کیلئے دوسروں کی خفیہ معلومات تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے ؟

جواب:اگرکسی شخص کے بارے میں شبہ قوی ہو ،قرائن واضح ہوں کہ وہ خفیہ ہلاکت خیز منصوبہ رکھتاہے ،مجرمانہ رول اداکرسکتاہے ،امن عامہ کو برباد کرسکتاہے ،تو ضرر عام کے نقطۂ نظر سے حکومت اورمحکمہ پولیس کو خفیہ معلومات تک رسائی کی اجازت ہوگی،یہی رائے تمام مقالہ نگارحضرات کی ہے ،دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔''انْصُرْ أَخَاکَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا'' (صحیح البخاری،حدیث نمبر: ۳۴۴۲)شرپسند عناصر کی خفیہ معلومات حاصل کرنا ملک وقوم کی مدد کے مترادف ہے ۔

۲۔''الضرر یزال ''(شرح المجلۃ: ۶۳)۔

۳۔''الضرر یدفع بقدر الامکان'' (حوالۂ سابق: ۴۰)۔

۴۔''یتحمل الضرر الخاص لدفع ضرر عام''(حوالۂ سابق)۔

مذکورہ تینوں فقہی قواعد میں ضرر دور کرنے کی بات ہے ، لہذا ملک وقوم کو ضرر سے بچانے کیلئے چھوٹے مفسدہ کے ارتکاب کی اجازت ہوگی۔

۵۔''وللحاکم أن یتجسس علی رعیتہ إذا کان فی ترک التجسس انتہاک حرمۃ یفوت استدراکہا''(الموسوعۃ الفقہیہ ۱۰،۱۶۷-۱۶۶)۔

۶۔''وَبَلْ لِلْقَاضِی أَنْ یَتَعَاطَی بَذَا الْکَشْفَ فَظَاہِرُ کَلَامِہِمْ أَنَّ ذَلِکَ لِلْوَالِی وَالشُّرَطِیِّ دُونَ الْقَاضِی، وَذَکَر الْقَرَافِیُّ أَنَّ لِلْمُحْتَسِبِ أَنْ یَفْعَلَ ذَلِکَ، لِأَنَّ قَاعِدَۃَ وِلَایَتِہِ الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّہْیُ عَنْ الْمُنْکَرِ''(تبصرۃ الحکام فی أصول الأقضیۃ ومناہج الأحکام /۴۳۸۹)۔ دونوں فقہی عبارتیں خصوصی حالات میں تجسس کے جواز پر صریح ہیں۔

بعض مقالہ نگار حضرات نے یہ بھی واضح کیاہے کہ اگر یہ تفتیش نیک نیتی پر مبنی نہ ہو،یامحض وہم وگمان ہو،یاکسی خاص فرد یاچند افراد کو پریشان کرنا مقصود ہوتوپھر اس کی خفیہ معلومات حاصل کرنا ہرگز جائز نہیں ہوگا،رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

فرمایا:

''إِنَّ الْأَمِيرَ إِذَا ابْتَغَى الرِّيبَةَ فِي النَّاسِ أَفْسَدَهُمْ''(مسند أحمد،حدیث نمبر: ۲۳۸۱۵،ط الرسالۃ، ابواداؤد، حدیث نمبر : ۴۸۸۹)۔

اسی طرح حدیث شریف میں بدگمانی سے منع کیاگیاہے :-

''إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحَدِيثِ، وَلاَ تَحَسَّسُوا، وَلاَ تَجَسَّسُوا، وَلاَ تَنَاجَشُوا، وَلاَ تَحَاسَدُوا، وَلاَ تَبَاغَضُوا، وَلاَ تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ الله إِخْوَانًا''(صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۵۱۴۳، ۶۰۶۴، ۶۰۶۶، ۶۷۲۴)۔

(دیکھئے :مقالہ:ڈاکٹر مفتی محمد شاہ جہاں ندوی، مولانامحمد عثمان بستوی،مفتی اسعد فلاحی،مفتی امانت علی قاسمی حیدرآباد، ڈاکٹر ظفرالاسلام صدیقی،مفتی سید باقرارشد بنگلوری قاسمی،مولانا محمد قمرالزماں ندوی)۔

جن مقالہ نگار حضرات نے اس پہلو کا ذکرنہیں کیاہے ، غالب گمان یہ ہے کہ ان کے نزدیک بھی ایسی تفتیش کی اجازت نہیں ہوگی،جیساکہ حالات وواقعات سے واضح ہے ۔

سوال نمبر۵:۔ اگرکوئی شخص دوسرے کی خفیہ معلومات تک پہنچ جائے اوران معلومات سے یہ بات واضح ہو کہ وہ کسی اورکو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتاہے ،توکیا اس شخص کیلئے اس دوسرے آدمی کو صورت حال سے واقف کرانا درست ہوگا؟

جواب:اگرخفیہ معلومات سے یہ بات واضح ہو کہ وہ فلاں شخص کو نقصان پہونچانے کاارادہ رکھتاہے ،توجسے معلومات حاصل ہوگئیں، وہ دوسرے شخص کو پہلے شخص کے ا رادہ سے واقف کراسکتاہے ،اس مسئلہ میں تمام مقالہ نگار متفق ہیں،البتہ بعض حضرات نے جواز کی تعبیر اختیار کی ہے اور بعض حضرات نے اسے واجب قراردیاہے ،مولانا محمد عثمان بستوی صاحب رقمطراز ہیں کہ دوسرے آدمی کو صورت حال سے و اقف کرادینابہرحال جائز ہے ،تاکہ وہ اس کے ضرر سے محفوظ رہ سکے، یہاں تک کہ بعض حالات میں واجب بھی ہے ،اسی طرح اکثر مقالہ نگار حضرات نے واجب کی تعبیر اختیار کی ہے ،ڈاکٹر اسرارالحق سبیلی،مولانا محمد زبیر ندوی،مولانا محمد معین الدین ندوی،مفتی سید صادق محی الدین فہیم وغیرہ نے جواز یادرست کی تعبیر اختیار کی ہے ۔

راقم الحروف کا خیال ہے ؛چونکہ سوال نامہ میں درست اورعدم درست کا حکم پوچھاگیاہے ؛اس لئے بعض حضرات نے جواب بھی اسی اعتبار سے دیاہے ، ورنہ توخفیہ معلومات کے ضرررساں پہلو اوراس کی شدت وخفت کے ا عتبار سے حکم میں بھی شدت وخفت آئے گی؛چنانچہ اگر کوئی ظالم کسی شریف انسان کی جان کے درپے ہواورتعاقب کررہاہو اور ظالم کسی سے پوچھے کہ کیافلاں شخص اس طرف آیاہے ؟اب یہ شخص جو پوچھنے والے کے ارادہ کو بھانپ لیا، اس پر لازم ہے کہ فلاں شخص اس طرف آیابھی ہو تووہ صحیح نہ بتلائے ،توریہ یاجھوٹ سے کام لے ،جیساکہ علامہ شامیؒ نے صراحت کی ہے :

‘‘وواجب إن وجب تحصیلہ کما لو رأی معصوما اختفی من ظالم یرید قتلہ أو إیذائہ فالکذب ہنا واجب وکذا لو سألہ عن ودیعۃ یرید أخذہا یجب إنکارہا’’ (الدر المختار وحاشیہ ابن عابدین، رد المحتار۶؍۴۲۷) (دیکھئے: مقالہ ڈاکٹر مفتی محمد شاہ جہاں ندوی)۔

اس لئے کہاجاسکتاہے کہ دوسرے کو ضرر سے بچانے کیلئے اسے خفیہ معلومات فراہم کرنا نہ صرف جائز؛بلکہ واجب بھی ہے ،دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔‘‘کل المسلم علی المسلم حرام دمہ ومالہ وعرضہ’’ (صحیح مسلم،حدیث نمبر: ۲۵۶۴)۔

۲۔‘‘عن جابر بن عبد اللہ قال:قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:‘‘المجالس بالأمانۃ إلا ثلاثۃ مجالس: سفک دم حرام، أو فرج حرام، أو اقتطاع مال بغیر حق’’(سنن أبی داود،حدیث نمبر: ۲۲۲۶)۔

۳۔‘‘مَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَۃً، فَرَّجَ اللہُ عَنْہُ کُرْبَۃً مِنْ کُرُبَاتِ یَوْمِ القِیَامَۃِ’’ (صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۲۳۱۰)۔

۴۔مفتی سلمان منصورپوری حفظہ اللہ نے اس سلسلہ میں امام نوویؒ کی صریح عبارت پیش کی ہے :

‘‘فإن دعت حاجۃ إلیہا فلا منع منہا وذلک کما إذا أخبرہ بأن إنسانا یرید الفتک بہ أو بأہلہ أو بمالہ أو أخبر الامام أومن لہ ولایۃ بأن إنسانا یفعل کذا ویسعی بما فیہ مفسدۃ ویجب علی صاحب الولایۃ الکشف عن ذلک وإزالتہ فکل ہذا وما أشبہہ لیس بحرام وقد یکون بعضہ واجبا وبعضہ مستحبا علی حسب المواطن’’(شرح النووی علی مسلم،کتاب الایمان۲؍۱۱۳)۔

بعض مقالہ نگاروں نے اس پہلو کوبھی پیش کیاہے کہ اگر خفیہ معلومات ضرررساں نہ ہو توپھر دوسروں کو اس کی اطلاع دینا جائز نہیں ہے، جیساکہ حدیث ذیل سے مستفاد ہے :

‘‘وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلَی حَدِیثِ قَوْمٍ، وَہُمْ لَہُ کَارِہُونَ، أَوْ یَفِرُّونَ مِنْہُ، صُبَّ فِی أُذُنِہِ الآنُکُ یَوْمَ القِیَامَۃِ’’ (صحیح البخاری،حدیث نمبر: ۱۱۶۳۷) (دیکھئے :مقالہ مولانا محمد عثمان بستوی)۔

سوال نمبر۶:۔ بہت سے لوگوں نے اپنا فیس بک اکائونٹ کھول رکھاہے اوراس میں ان کی بہت سی معلومات موجود ہیں، بعض تجارتی کمپنیاں تجارتی مقاصد کے تحت ماہرین سے کہتی ہیں کہ وہ ان معلومات کا ڈاٹا جمع کرکے ان کو مہیا کریں، کیا متعلق شخص کی اجازت کے بغیر ایسی معلومات کا ڈاٹا جمع کرکے کمپنیوں کو مہیاکرنا،اوران سے اس کی اجرت حاصل کرنا جائز ہوگا؟

جواب:سوائے ایک کے تمام مقالہ نگار متفق ہیں کہ جب فیس بک اکائونٹ رکھنے والے نے مخصوص معلومات کو خفیہ رکھا،تواب اس کی اجازت کے بغیر ڈاٹا جمع کرنا،کمپنی کو ڈاٹا فراہم کرنا اوراس کی اجرت لینا جائز نہیں ہے ، مفتی سلمان منصور پوری حفظہ اللہ کی زبان میں ’’یہ چوری اورخیانت کی جدید شکل ہے ‘‘، مفتی اسعد فلاحی

لکھتے ہیں کہ '' یہ سرقہ اورغصب یا تعاون علی المعصیت ہے ''، دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔''المجالس بالأمانۃ إلا ثلاثۃ مجالس:سفک دم حرام، أو فرج حرام، أو اقتطاع مال بغیر حق'' (سنن أبی داود، حدیث نمبر: ۲۲۲۶،کتاب الادب)۔

۲۔''الحرمۃ تتعدی مع العلم بھا'' (الاشباہ والنظائر: ۲۳۵)۔

بلااجازت ڈاٹا جمع کرنابھی ناجائز ہے اور اس کو منتقل کرنا بھی ناجائز ؛کیونکہ حرمت متعدی ہوتی ہے ۔

۳۔ڈاکٹر ظفرالاسلام صدیقی نے اسے مصنفین کے حقوق محفوظہ کی مانند قراردیا ہے ۔

۴۔''الضرر لایزال بالضرر''(الاشباہ والنظائر۲،۹۶)ڈاٹاجمع کرنابھی ضرر ہے ،لہذا اس سے بچنا ضروری ہے۔

۵۔''من حمل علینا السلاح فلیس منا، ومن غشنا فلیس منا''(مسلم شریف،حدیث نمبر: ۱۶۴) زیر بحث مسئلہ بھی دھوکہ دینے کے مماثل ہے۔

ڈاکٹر مفتی محمد شاہ جہاں ندوی صاحب نے بلااجازت بھی ڈاٹا جمع کرنے کو جائز قراردیاہے ،اورلکھاہے کہ فیس بک پر اکائونٹ ہولڈر جو کچھ معلومات رکھتاہے ،وہ عام طورپر عمومی ہوتے ہیں اوراکائونٹ ہولڈر کی طرف سے اسے حاصل کرنے کی دلالتاًاجازت ہوتی ہے ،اس لئے ڈاٹا جمع کرنا صریحی اجازت کے بغیر بھی جائز ہوگا؛لیکن مفتی موصوف نے فیس بک کے اکائونٹ میں موجود ہرمواد کوعمومی نوعیت کا قراردیاہے ، جب کہ معاملہ دونوں طرح کا ہوسکتاہے ،کبھی عمومی نوعیت کا ہوتاہے ، جس سے ہرکوئی استفادہ کرسکتاہے ؛لیکن بعض مواد خاص پاس ورڈ کے ذریعہ بلاک رکھاجاتاہے ،وہ عمومی نوعیت کانہیں ہوتاہے ، ماہرین ہی اپنی مہارت سے وہاں تک رسائی حاصل کرسکتے ہیں، ایسے مواد کو بلااجازت حاصل کرنے کی بات غالباًسوال میں ہے ، ظاہر ہے کہ اس کا جواب عدم جواز ہی کا ہوگا۔

سوال نمبر۷:۔بعض تنظیمیں مجرموں کے جرائم پر شہادت فراہم کرنے کیلئے خفیہ کیمروں کا استعمال کرتی ہیں، جیساکہ ہندوستان کی ''تہلکہ ڈاٹ کام '' کئی خوفناک مجرمین کے جرم کو منظرعام پر لاچکی ہے ،اوراس سے مظلوموں کو مدد بھی ملی ہے ،کیااس طرح کی کارروائی شرعاًجائز ہوگی؟

جواب:جس کا مجرم ہوناثابت ہو،یامجرم ہونے کا قرینہ ہو، یاشبہ قوی ہو توایسے شخص کے مجرمانہ عمل کو جاننے کیلئے خفیہ کیمرہ استعمال کرنا درست ہے ؛تاکہ امن عامہ بحال رہے ،اورسماج کی مجرمین سے حفاظت کی جاسکے ،تمام مقالہ نگاروں کی یہی رائے ہے ۔

۱۔اللہ تعالیٰ فسادی لوگوں کو پسند نہیں فرماتے :''وَاللہُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ''(البقرہ: ۲۰۵)۔

۲۔اللہ تعالی نے منکر کو ختم کرنے کا حکم دیاہے : '' وَیَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ ''(آل

عمران: ۱۰۴)۔

۳۔رسول اللہ ﷺ نے منکر میں تغییر کا حکم دیاہے:''من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ'' (صحیح مسلم،حدیث نمبر: ۴۹)۔

۴۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایاکہ اپنے بھائی کی مدد کرو ،خواہ وہ ظالم ہو یامظلوم،''انْصُرْ أَخَاکَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا'' (صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۲۴۴۳) ظالم کا ہاتھ پکڑنااس کی مدد ہے ۔

۵۔مشہور قاعدہ :الضرر ورات تبیح المحظورات کے تحت مجرمین کی خفیہ معلومات حاصل کرنے کیلئے سی سی کیمرہ لگانے کی اجازت ہوگی۔

۶۔اسی طرح مشہور قاعدہ :الأمور بمقاصدھا(الاشباہ)کے تحت بھی اجازت ہوگی،کہ مقصد اعلیٰ ہے ،یعنی مجرمین کی پکڑ دھکڑ۔

۷۔ایک اور قاعدہ ہے :''یتحمل الضرر الخاص لأجل دفع الضرر العام''(الاشباہ)عام لوگوں کو ضرر سے بچانے کیلئے چھوٹے ضرر کا ارتکاب کیاجاسکتاہے ۔

بعض مقالہ نگاروں نے اس پہلو کوبھی پیش کیاہے کہ محض وہم کی بنیاد پر یاقرینے کے بغیر کسی کی خفیہ معلومات حاصل کرنا اوراس کیلئے سی سی کیمرہ لگانا درست نہیں ہے کہ یہ ممنوع جاسوسی میں داخل ہے ،(دیکھئے :مقالہ مفتی محمد سلمان منصورپوری،مولانا یاسر مجید ندوی، مولانا محمد عثمان بستوی،مولانا حافظ کلیم اللہ عمری،مفتی سید باقرارشد بنگلوری قاسمی وغیرہ)۔

سوال نمبر۸:۔ فنی ماہرین مخصوص مقاصد کیلئے سافٹ ویئر تیار کراتے ہیں؛چونکہ اس کی تیاری کے مرحلہ میں کافی صرفہ آتاہے ، اورصلاحتیں اورمحنتیں خرچ ہوتی ہیں، اس لئے قانونی طوپر اس کوان کی ملکیت ماناجاتاہے ،اوراس کاقفل توڑ کر اس سے استفادہ کرنا قانوناًجرم ماناگیاہے ،توکیاکسی شخص کا اپنی صلاحیت کے ذریعہ اس کا قفل توڑدینا ،پھر اس سے استفادہ کرنایاگاہکوں کو بیچنا جائزہوگا،اورکیااس کا اوراس سے خرید کرنے والے شخص کا اس سافٹ ویئر کو فروخت کرنے مینایک ہی حکم ہوگا؟

جواب:سافٹ ویئر تیار کرنے میں محنتیں اور صلاحیتیں بروئے کار لائی جاتی ہیں، بڑی رقم خرچ ہوتی ہے ،اس لئے یہ ایک مالی حق ہے ،اورکسی کے مال کو اس کی اجازت کے بغیر لینا جائز نہیں ہے ، لہذا سافٹ ویئر کاقفل توڑ نا جائز نہیں ہے ،اورقفل توڑنے کے بعد دوسرے کے ہاتھ بیچنا جائز نہیں ہے ، تمام مقالہ نگار ان دوپہلوؤں پر متفق ہیں اور دلیل میں غصب اور سرقہ سے متعلق آیات واحادیث اور فقہی عبارتیں پیش کی ہیں، بطور نمونہ چند دلیلیں اس طرح ہیں:

(الف)۱۔''وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَۃُ فَاقْطَعُوا أَیْدِیَہُمَا جَزَاء بِمَا کَسَبَا نَکَالًا مِنَ اللہِ ''(المائدہ: ۳۸)۔

۲۔''کل المسلم علی المسلم حرام، دمہ، ومالہ، وعرضہ'' (صحیح مسلم ،کتاب البر

والصلۃ)۔

۳۔''من حمل علینا السلاح فلیس منا، ومن غشنا فلیس منا''(مسلم شریف،حدیث نمبر: ۱۶۴)۔

۴۔''حرمۃ مال المسلم کحرمۃ دمہ''(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد۴؍۱۷۲)۔

۵۔''لایجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیر بلاإذنہ''(دررالحکام ۱؍۶، مادہ نمبر: ۹۶)۔

(ب)جب قفل توڑدیاگیاتوخریدار کیلئے خریداری جائز ہوگی؟اکثر مقالہ نگار نے مطلقاًاسے بھی ناجائز قرار دیا ہے، اوردلیل میں یہ بات پیش کی ہے کہ چوری کا مال جس طرح بیچنا ناجائز وباطل ہے ،اسی طرح خریدارکیلئے خریدنا بھی ناجائز اورباطل ہے ،جیساکہ فقہاء نے چوری کے مال میں اس طرح کی صراحت کی ہے،ڈاکٹر مفتی محمد شاہ جہاں ندوی،مولانا محمد معین الدین ندوی اورمفتی امانت علی قاسمی نے یہ حدیث بھی پیش کی ہے -

''مَنِ اشْتَرَی سَرِقَۃً، وَہُوَ یَعْلَمُ أَنَّہَا سَرِقَۃٌ، فَقَدْ شُرِکَ فِی عَارِہَا وَإِثْمِہَا''(المستدرک علی الصحیحین للحاکم،حدیث نمبر: ۲۲۵۳) -

مولانا محمد قمرالزمان ندوی اورمولانا محمد معین الدین ندوی قاسمی نے لکھاہے کہ اگرخریدار کو معلوم ہوکہ قفل توڑ کر بیچا جارہاہے توخریداری جائز نہیں ہے ؛لیکن اگر خریدار کو معلوم نہ ہوسکے توعدم جواز کا حکم نہیں لگایاجاسکتا،جیساکہ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

''قال الشیخ عبد الوہاب الشعرانی فی کتابہ المنن:وما نقل عن بعض الحنفیۃ من أن الحرام لا یتعدی ذمتین، سألت عنہ الشہاب ابن الشلبی فقال:ہو محمول علی ما إذا لم یعلم بذلک، أما لو رأی المکاس مثلا یأخذ من أحد شیئا من المکس ثم یعطیہ آخر ثم یأخذ من ذلک الآخر فہو حرام''(رد المحتار ۹؍۵۵۳،ط:زکریا)۔

حضرت مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری صاحب نے ایک مخصوص صورت کو پیش کرتے ہوئے باقی مقالہ نگاروں سے الگ حکم بیان کیاہے، اور یہ صورت زیربحث مسئلہ میں بہت اہم ہے ،حضرت لکھتے ہیں:

لیکن اگر سافٹ ویئر کا قفل توڑدیاگیاہو،پھر وہ بازار میں اسی طرح دستیاب ہو تواسے خریدنا ممنوع نہ ہوگا۔

اوراپنے موقف کی تائید میں علامہ شامی کی عبارت سے استدلال کیاہے ،جو بیع فاسد سے متعلق ہے :

''بخلاف المشتری شراء فاسدا إذا باعہ من غیرہ بیعا صحیحا فإن الثانی لا یؤمر بالرد، وإن کان البائع مأمورا بہ لأن الموجب للرد قد زال ببیعہ''(الدر المختار وحاشیہ ابن عابدین ۷؍۳۰۰،ط:زکریا)۔

راقم الحروف کا رجحان بھی اس خاص صورت میں یہی ہے کہ جب ایک چیز

مارکیٹ میں آگئی اورہرخاص وعام کے ہاتھ میں آگئی تو اب اس پر مال مسروق اورمال مغصوب کے احکام جاری نہ کئے جائیں، اور شامی کی مذکورہ بالا عبارت سے استفادہ کیاجائے ،نیز اس کی نظیر وہ صورت ہوگی، جب کہ آپ کی کتاب کو کسی نے بلااجازت چھاپ دیا؛حالانکہ آپ کے حقوق محفوظ تھے ، اب بازار میں وہ کتاب عام ہوچکی ، ایسی صورت حال میں خریدار کیلئے خریدنا جائز ہوگا، اورمالی حق میں خیانت کا گناہ چھاپنے والے پرہوگا،نہ کہ خریدار پر۔

سوال نمبر۹:۔بعض اوقات کسی شخص کے کمپیوٹر میں،یا اس کے خاص پروگرام میں وائرس داخل ہوتاہے ،اوریہ وائرس اسے نقصان پہنچاتے ہیں اوربرباد کردیتے ہیں، اس کا استعمال خراب اورغیراخلاقی مواد کو ضائع کرنے کیلئے بھی کیاجاسکتاہے ،اس پس منظر میں رہنمائی فرمائیں کہ دوسرے کے کمپیوٹر کو ہیک کرنے ، یااس میں وائرس چھوڑنے کا کیاحکم ہوگا؟

جواب:اس سوال کے جواب میں مقالہ نگار حضرات کی دو آراء ہیں:

۱۔دوسرے کے کمپیوٹر کو ہیک کرنا ،یااس پر وائرس چھوڑنا جائز نہیں ہے، اس رائے کے قائلین حسب ذیل ہیں:

مولانا اخترامام عادل قاسمی،مفتی محمد سلمان منصورپوری،مولانا حافظ کلیم اللہ عمری،مولانا نذرتوحید مظاہری،مفتی سید باقرارشد بنگلوری قاسمی،مفتی صفوان احمد قاسمی، مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی،مفتی سید صادق محی الدین فہیم،ڈاکٹر سید اسرارالحق سبیلی،مفتی محمد احسن عبدالحق ندوی،مولانا امتیاز احمدواعظ قاسمی،مولانا محمد معین الدین ندوی قاسمی،مفتی محمد ریاض ارمان قاسمی،مفتی محمد اشرف قاسمی گونڈوی،مولانا ظفرعالم ندوی،مولانا محمد جمشید جوہر قاسمی،مولانا محمد صابرحسین ندوی،ان حضرات کے دلائل حسب ذیل ہیں:

۱۔یہ ملک غیر میں تصرف ہے جو جائز نہیں ہے ،''لایجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیربغیر إذنہ''(قواعد الفقہ: ۱۱۰)۔

۲۔''کل المسلم علی المسلم حرام ،عرضہ ومالہ ودمہ'' (ترمذی۲،۱۳)۔

۳۔''المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ''(مسلم شریف۱،۱۳۹) وائرس چھوڑنا،یاکمپیوٹرہیک کرنا ایذارسانی کا باعث بنناہے ،اس لئے یہ جائز نہیں۔

۴۔یہ ظلم ہے اورظلم کرنا جائز نہیں ہے ۔

۵۔یہ ایذاء پہونچاناہے ،اورایذاء پہونچاناجائز نہیں ہے، ترک الإیذاء واجب (الموسوعۃ الفقہیۃ۴۵،۳۳۰)۔

دوسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ غیراخلاقی اورخراب مواد کو ضائع کرنے کی غرض سے دوسرے کے پروگرام میں وائرس چھوڑنے کی اجازت ہے ،یہ رائے ڈاکٹرظفرالاسلام صدیقی صاحب کی ہے اوراستدلال میں مخرب اخلاق کتب اور غلط عقائد پر مبنی کتابوں کو

جلانے کی اجازت سے متعلق فقہی عبارت پیش کی ہے ،باقی مقالہ نگارحضرات نے درمیانی بات یہ پیش کی ہے کہ بنیادی طورپر کمپیوٹر ہیک کرنا اورپروگرام میں وائرس داخل کرنا جائز نہیں ہے ، ہاں!اگرکسی پروگرام سے سخت نقصان عام لوگوں کو پہنچ رہاہو،تونہی عن المنکر اوردفع مضرت کے نقطہ نظرسے اجازت ہوگی(دیکھئے :مقالہ ڈاکٹر محمد شاہ جہاں ندوی)۔

بڑے مفاسد سے بچنے کیلئے حکومت یہ راستہ اختیار کرسکتی ہے (مولانانديم احمد انصاری،ممبئی)۔

اپنے زیرسرپرستی قریبی لوگوں کے کمپیوٹریاپروگرام کے ساتھ ایساکیاجاسکتاہے (مولانامحمد زبیر ندوی)۔

اگرصرف خراب پروگرام ہی متاثر ہوں، دوسرے پروگرام اورکمپیوٹرخراب نہ ہوں تواجازت ہوگی(مولانا عبدالمنان آسام،مفتی اسعد فلاحی انکلیشور،مفتی امانت علی قاسمی حیدرآباد)۔

دلائل:

۱۔''من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ''(مشکوٰۃ: ۴۳۶)۔

۲۔''فلیغرہ بیدہ :أی بأن یمنعہ بالفعل بأن یکسر الآلات ویریق الخمر ویرد المغصوب إلیٰ مالکہ''(مرقاۃ المفاتیح۹،۳۲۴) ۔

۳۔ ''إنّ الدِّینَ النَّصیحۃُ، إن الدینَ النَّصیحۃ، إنَّ الدِّین النصیحۃ"، قالوا: لِمَنْ یا رسولَ اللہ -ﷺ-؟ قال:"للّٰہ وکتابِہ ورسولہ وأئمۃِ المؤمنینَ وعامَّتہم، أو أئمۃ المسلمینَ وعامَّتہ''(مشکوۃ: ۴۲۴)۔

۵۔''الأمور بمقاصدھا''(الاشباہ)۔

راقم الحروف کی نگاہ میں تیسری رائے قریب بہ صواب ہے ، یعنی کمپیوٹر ہیک کرنے یاپروگرام میں وائرس چھوڑنے کی اجازت نہیں ہوگی،ہاں اگرمخصوص پروگرام سے غیرمعمولی ضرر ہو،یاکمپیوٹر کااستعمال تخریب کاری کیلئے ہورہاہوتو دفع ضرر سے بچنے کیلئے مخصوص حالات میں اجازت ہوگی، عمومی طورپر نہیں، الضرورۃ تتقدر بقدرالضرورۃ۔

اخیر میں عرض ہے کہ اگرکسی مقالہ نگار کی رائے پیش کرنے میں غلطی یاکوتاہی ہوئی ہوتومعذرت خواہ ہوں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی کاوشوں اورمحنتوں کو سعادت دارین کا ذریعہ بنائے (آمین)۔

* * *

عرض مسئلہ:

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل
(محور سوم)

مولانامحمد صابر حسین ندوی•

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، أمابعد۔

جدید ایجادات واختراعات کے مابین اہل علم وارباب حل وعقد کے سامنے ''انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل '' کی سنگینی سے انکار نہیں،ایسے میں اسلامک فقہ اکیڈمی ہند کا اس کی طرف توجہ دینااور مقالہ نگاروں کااپنی نگارش میں اسے اہمیت دینا قابل مبارکباد امر ہے،راقم الحروف کیلئے بھی باعث سعادت ہے کہ اسے اس موضوع کے ''محور سوم '' پرعرض مسئلہ تیار کرنے اور پیش کرنے کا موقع ملا،اس سلسلہ میں ۲۷ مقالات موصول ہوئے ،جن کی حیثیت کسی گلدستہ کی سی معلوم ہوتی ہے جس کے اندر رنگہارنگ کے پھول موجود ہوں۔مقالہ نگار حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں:

ڈاکٹر مفتی محمد شاہجہاں ندوی،ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام صدیقی،ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی،عارض(محمد صابر حسین ندوی)،مفتی محمد احسن عبدالحق ندوی،مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی،مفتی سید باقر ارشد قاسمی،مولانا محمد زبیر ندوی،مولانا محمد ظفر عالم ندوی،مولانا حافظ کلیم اللہ عمری مدنی،مولانا نذر توحید مظاہری،مفتی اسعد فلاحی پالنپوری،مفتی امانت علی قاسمی،مفتی محمد اشرف قاسمی گونڈوی،مولانا یاسر مجید ندوی،مفتی محمد عثمان بستوی،مولانا محمد سلمان منصورپوری،مولانا محمد قمر الزماں ندوی،قاضی محمد ریاض ارمان قاسمی،مفتی صفوان احمد قاسمی،مولانا محمد معین الدین ندوی قاسمی،مولانا عبدالمنان پرمائی ویٹی،مولانا ندیم احمد انصاری،مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی،مولانا محمد جمشید جوہر قاسمی،مفتی حافظ سید صادق محی الدین فہیم،مولانا اختر امام عادل قاسمی۔

(۱)۔ بہرحال محور سوم کے پہلے سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ سوشل میڈیا پر خبرونکے سیلاب میں کن خبرونکوآگے بڑھانا جائز ہے،اور کن خبروں کو آگے بھیجنا درست نہیں؟اس سلسلہ میں ضروری اصول متعین فرمائیں۔

اس سوال پر اکثر مقالہ نگاروں کا اتفاق ہے کہ سوشل میڈیا کے ذریعہ ایسے پیغامات جن میں اخلاقی درس ہوں،علمی وفکری،تحقیقی،دینی وملی بات ہو،یا ایسا مواد جو اخلاقی

• جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور،کرناٹک۔

دائرے سے خارج نہ ہوتے ہوئے زندگی کو بہتر بنانے کا ذریعہ ہوں، تو اسے آگے بڑھانا دراصل ‘‘تعاونوا علی البر والتقوی’’ (مائدۃ: ۲)کے مترادف اور ‘‘الدین النصیحۃ’’ اور ‘‘ أمر بالمعروف’’ کے مطابق ہے۔

اس کے تئیں مختلف بنیادی اصول وضوابط بھی نقل کئے گئے ہیں،جن میں دو نقاط پر اکثر نے اتفاق کرتے ہوئے مماثل دلیلیں پیش کی ہیں،مثلا:

۱۔ جھوٹ وخرافات ،فحش اور غیر اخلاقی باتوں کو نشر کرناجائز نہیں،ایسا کرنے والوں کیلئے سخت وعیدیں ہیں۔

۲۔کوئی بھی خبر بلا تحقیق وتفتیش اور اطمینان ووثوق حاصل کئے بغیر عام کرنے کی اجازت نہیں۔

دلائل:

الف:‘‘یاأیھا الذین آمنوا إن جاءکم فاسق بنبإ فتبینوا أن تصیبوا قوما بجھالۃ فتصبحوا علی مافعلتم نادمین’’(حجرات: ۶)۔

ب:‘‘وإذا جاءھم أمر من الأمن أو الخوف أذاعوا بہ، ولو ردوہ إلی الرسول وإلی أولی الأمر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم ---’’(نساء: ۸۳)۔

ج:‘‘إن الذین یحبون أن تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا لھم عذاب ألیم فی الدنیا والآخرۃ، واللہ یعلم وأنتم لا تعلمون’’(نور: ۱۹)۔

د:قال النبی ﷺ :‘‘ کفی بالمرء کذبا أن یحدث بکل ماسمع’’(صحیح مسلم: ۵)۔

=اس کے علاوہ بعض حضرات نے یہ بھی ضابطہ نقل کیا ہے کہ:

۱۔فرقہ وارانہ فسادوتخریب اوراشتعال انگیزموادپر مشتمل پیغام بھی عام کرنے کی اجازت نہیں (ڈاکٹر مفتی محمد شاہجہاں ندوی، مولاناعبدالمنان پرمائی ویٹی، مولانا ندیم احمد انصاری، عارض مولانا محمد صابر حسین ندوی)۔

‘‘إنما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الأرض فسادا’’(مائدۃ: ۳۳) (محمد صابر حسین ندوی)۔

۲۔وہ خبریں بھی نہ ہونجو صفات باری تعالی اور غرائب سے متعلق ہوں،جو عام فہم سے بالا تر ہوں اور لوگ فتنہ میں پڑجائیں(ڈاکٹر ظفرالاسلام صدیقی)۔

‘‘ممن کرہ التحدیث ببعض دون بعض أحمد فی الأحادیث التی ظاھرھا الخروج علی السلطان ومالک فی أحادیث الصفات وأبویوسف فی الغرائب ----وإن المراد مایقع من الفتن’’(فتح الباری ۱؍۳۰۰، المکتبۃ الاشرفیہ دیوبند)۔

۳۔وہ پیغامات جس کے ذریعہ ملکی یا شخصی عزت نفس پر زد آتی ہو،ٹرول کرنے یا تنقید کرنے کے نام پر شخصی ہتک ریزی یا عیب جوئی ہوتی ہو؛تو اسے بھی آگے بڑھانے کی اجازت نہیں،راقم الحروف نے اس سلسلہ میں مقاصد شریعہ (علم اصول الفقہ: ۲۰۰) سے بحث کی ہے(مفتی اسعد فلاحی، مولاناعبدالمنان آسام، صابر حسین ندوی)۔

''إن الله حرم علیکم دماء کم وأموالکم وأعراضکم کحرمۃ یومکم ھذا''(مفتی اسعد فلاحی)۔

۴۔دینی باتوں کی تحقیق کئے بغیر بالخصوص حضور ﷺ کی طرف منسوب کوئی بھی قول بغیر تحقیق کے فارورڈ کرنے کی اجازت نہیں(مولانا محمد معین ندوی قاسمی، صابر حسین ندوی)۔

''من کذب علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعدہ فی النار''(بخاری: ۳۲۷۴)(صابر حسین ندوی)۔

۲۔فنی مہارت کے ذریعہ غالبا یہ بات بھی ممکن ہوگئی ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کو جو مراسلہ لکھتا ہے،اس میں اضافہ یا کمی کردی جائے،اس کا کیا حکم ہے؟

اس سلسلہ میں مقالہ نگا ر کی دوآراء میں اکثریت شامل ہے،جبکہ بعض منفرد آراء بھی ہیں:

پہلی رائے:-تقریباً مقالہ نویسوننے اتفاق کرتے ہوئے نقل کیا ہےکہ خط(مراسلہ) کو دیکھنا یا اس میں کمی زیادتی کرنا ناجائز ہے،یہ یہودیوں کا وطیرہ رہا ہے،اس سلسلہ میں امانت میں خیانت کے متعلق قرآنی آیات واحادیث مماثل طور پر درج کی گئی ہیں۔

دلائل:

۱۔''یحرفون الکلم عن مواضعہ''(مائدۃ: ۱۳)۔

۲۔''لاتلبسواالحق بالباطل''(بقرۃ: ۴۲)۔

۳۔''یا أیھا الذین آمنوا لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا أماناتکم وأنتم تعلمون'' (انفال: ۲۷)۔

۴۔قال النبی ﷺ:من غشنا فلیس منا (مسلم: ۱۱۰)۔ مفتی محمد شاہجہاں ندوی لکھتے ہینکہ دوسروں کی تحریر میں رد وبدل کرنا دھوکہ دینا ہے۔

۵۔قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم:من استمع الی حدیث قوم،وھم لہ کارھون، أو یفرّون منہ صبّ فی أذنہ الآنک یوم القیامۃ(بخاری: ۷۰۴۲)۔

۶۔لایجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیر بغیر إذنہ (قواعد الفقہ: ۱۱۰)(مفتی اعجاز احمد قاسمی)۔

دوسری رائے:بعض حضرات کا ماننا ہے کہ اگر حشو زوائد اور کمی وبیشی اس طرح کی جائے کہ مفہوم میں رد وبدل نہ ہواور مقصود باقی رہے تو اس کی اجازت ہے۔(ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، محمد صابرحسین ندوی، مولانا محمد زبیر ندوی،مولانا محمد ظفر عالم ندوی)۔

دلائل:

۱۔وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان(مائدۃ: ۲)(مولانا محمد زبیر ندوی)۔

۱۔عن زید بن ثابت ؓ قال:قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:إنی أکتب إلی قوم فأخاف

أن يزيدوا على أو ينقصوا فتعلم السريانية فتعلمتها فى سبعة عشر يوما (الاصابة فى معرفة الصحابة١٫٥٦١، اسد الغابة ٢٫٢٢٢) (ڈاکٹرقاری ظفر الاسلام صدیقی)۔

متفرق آراء:

اگر کوئی مراسلہ کسی کی عزت وآبرو ،جان ومال ،فتنہ وفساد،یا زوجین کے درمیان منافرت کا باعث ہوتو اسے حذف کردینا نہی عن المنکر میں داخل ہونے کی وجہ سے بلا شبہ جائز ہے(مفتی محمد عثمان بستوی)۔

اگر مراسلہ میں حذف و اضافہ کی اجازت ہوتو گھٹانے بڑھانے کی اجازت ہے؛البتہ یہ خیال رہے کہ مفہوم نہ بدلنے پائے(مولانا محمد قمرالزماں ندوی،مفتی صفوان احمد قاسمی)۔

راقم الحروف کا خیال ہے کہ اس سلسلہ میں دلائل وبراہین کی روشنی میں پہلی رائے زیادہ موافق ہے،نیز مفتی عثمان بستوی کی رائے مقاصد شریعہ کے اعتبار سے بہت بہتر ہے؛لیکن یہ بات بھی قابل فہم ہے کہ ہر کسی ناقل میں ا سکی صلاحیت نہیں ہوتی،اور وہ دانستہ یا غیر دانستہ صحیح الفاظ کا انتخاب کرنے سے قاصر ہوتا ہے،مناسب ہے کہ ایسے لوگ اپنے آپ کو دور رکھیں،علامہ ابن تیمیہؒنے بہت خوب لکھا ہے:''وكثير من الناقلين ليس قصده الكذب ،لكن المعرفة بحقيقة أقوال الناس من غير نقل ألفاظهم ،وسائر ما به يعرف مرادهم قد يتعسر على بعض الناس، ويتعذر على بعضهم'' (منهاج السنة٦٫٣٠٣٠)۔ اور آپ کے شاگرد رشید علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اسی پر ایضا کرتے ہوئے لکھا ہے : صحت فہم اور حسن قصد خدا کی عظیم نعمت ہے،جس سے انسان حق وباطل کی تمیز کرتا ہے:''صحة الفهم وحسن القصد من أعظم نعم الله التى أنعم بها على عبده ،ثم قال:وصحة الفهم نور يقذفه الله فى قلب العبد ،يميز به بين الصحيح والفاسد ،والحق والباطل،والهدى والضلال، والغى والرشاد''(أعلام الموقعين١٫٨٧)۔

٣۔کیا حکومت کو اس بات کا حق ہے کہ کسی شخص کی نجی معلومات کو دوسروں تک پہونچائے،یا لوگوں میں عام کرے؟اسی پس منظر میں سپریم کورٹ میں آدھار کارڈ سے متعلق مقدمہ چل رہا ہے۔

دراصل حکومت پر لازم ہے کہ وہ عوام الناس کے ساتھ امانت ودیانت کا سلوک کرے،اور ان کے بنیادی حقوق کی دیکھ بھال کرے، ایسے میں مقالہ نگاروں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ لوگوں کی نجی معلومات حکومت کے پاس امانت ہیں،لہذا اسے دوسروں تک پہونچانے یا لوگوں میں عام کرنے کی اجازت نہیں؛البتہ اگر کسی شخص کی سرگرمیاں ملک وملت کے خلاف ہوں ،اور امن و آشتی کا خطرہ ہوں تو اس وقت اس کی نجی معلومات عام کرنے میں حرج نہیں۔

اس سلسلہ میں مقالہ نویسوں نے قرآن وحدیث سے تقریباً وہی دلائل پیش کئے ہینجن کے اندر امانت کی تلقین اور خیانت سے پرہیز مذکور ہے،جیسا کہ گزشتہ سوال کے ذیل میں مذکور ہے۔

‘‘فی الدرر:(وإذا کان الرجل یصوم ویصلی ویضر الناس بیدہ ولسانہ فذکرہ بما فیہ لیس بغیبۃ حتی لو أخبر السلطان بذلک لیزجرہ لاإثم علیہ)، وقالوا إن علم أن أباہ یقدر علی منعہ أعلمہ ولو بکتابۃ وإلا لا، کی لاتقع العداوۃ’’(شامی۷؍۵۸۵)(مفتی محمد عثمان بستوی)۔

لیکن بعض آراء اشتراک کے باوجود نوعیت اور وجوہ کا اختلاف رکھتے ہیں،جیسے:

۱۔حکومت کا یہ عمل پردہ داری اور افشائے راز کے جرم میں داخل ہے(مفتی سلمان منصور پوری)۔

‘‘عن أبی ہریرۃ عن النبیﷺ:إیاکم والظن، فإن الظن أکذب الحدیث، ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا ولا تباغضوا وکونوا عباد اللہ إخوانا’’ (بخاری: ۶۰۶۴، مسلم: ۲۵۶۳)۔

۲۔اگر یہ نجی معلومات اوروں کیلئے مفید اور ضرر رساں نہ ہوں تو حکومت انہیں عام کرسکتی ہے(ڈاکٹر ظفرالاسلام صدیقی،مفتی محمد احسن عبدالحق ندوی)۔

حقیقت یہ ہے کہ حکومت کا یہ عمل نہ صرف شرعی اعتبار سے بلکہ انسانی بنیادی حقوق کے ساتھ آئینی خلاف ورزی بھی ہے،چنانچہ۲۶؍ستمبر۲۰۱۸ء کوعدالت عظمی کے چیف جسٹس دیپک مشرا کی نمائندگی میں پانچ رکنی آئینی بنچ نے اسے غیر آئینی قرار دیتے ہوئے نجی کمپنیوں کا اسے لازم قرار دینے کو غلط ٹھہرایا،ایسے میں اکثر مقالہ نگاروں کی رائے زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے(دی وائر اردوڈاٹ کام) (مولانا یاسر مجید ندوی، مفتی سید صادق محی الدین فہیم)۔

۴۔انٹر نیٹ پر تجارتی اشتہارات میں وہ اشیاء بھی ہوتی ہیں،جن کا استعمال جائز ہو اور جن کا استعمال جائز نہ ہو؛ایسے میں ان اشتہارات کو پھیلانے اور دوسروں تک پہنچانے کا کیا حکم ہوگا؟

=تجارتی اشتہارات کے سلسلہ میں مقالہ نگار وں نے متفقہ دوباتوں کی نشاندہی کی ہے:

پہلی بات:اگر اشتہارات میں جائز اشیاء کی ترغیب ہو اور اس کا مضمون حقیقت کے مطابق ہو ،کسی قسم کا دھوکہ اور مبالغہ آرائی نہ ہو تو اسے آگے بڑھانے کی اجازت ہے۔

دوسری بات:وہ اشتہارات جن میں ناجائز اشیاء کی ترغیب وتعلیم ہو تو ان کو پھیلانا اور دوسروں تک پہونچانا جائز نہیں۔

بعض حضرات نے اسی مفہوم کو یوں ادا کیا ہے کہ جو اشیاء جائز ہینانہیں پھیلانا بھی جائز ہے،اور جو ناجائز ہیں، ان کی تشہیر بھی ناجائز ہے۔

۱۔‘‘وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان’’(مائدۃ: ۲)، ڈاکٹر مفتی شاہجہاں ندوی، محمدصابرحسین ندوی،مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی،مفتی سید باقر احمد قاسمی،مولانا حافظ کلیم اللہ عمری مدنی،مولانا نذر توحید مظاہری،مفتی امانت علی قاسمی،مولانا محمد سلمان منصور پوری،مولانا محمد قمرالزماں ندوی،مفتی محمد ریاض

ارمان قاسمی،مفتی امتیاز احمد قاسمی،مولانا محمد جمشید جوہر قاسمی،مولانا اختر امام عادل قاسمی۔

۲۔''إن الذین یحبّون أن تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا لھم عذاب ألیم فی الدنیا والآخرۃ، واللہ یعلم وأنتم لا تعلمون''(نور: ۱۹)(ڈاکٹر مفتی شاہجہاں ندوی،مولانا عبدالمنان پرمائی ویٹی، مفتی امتیاز قاسمی،مفتی سید صادق محی الدین فہیم ،مولانا اختر امام عادل)۔

۵۔اس سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ جوحضرات ڈیجیٹل عکس بندی کو جائز تصور کرتے ہیں،کیا ان کے نزدیک تعمیری تنقید کے جذبہ سے ڈیجیٹل تصویر کی شکل میں کارٹون بنانے کی اجازت ہے؟

=تعمیری تنقید کے تحت ڈیجیٹل کارٹون بنانے کے سلسلے میں مقالہ نگاروں کی آراء مختلف ہیں،جنہیں تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

الف:پہلی جماعت کا یہ ماننا ہے کہ استہزا وطنز جائز نہیں،اس لئے ایسے کارٹون کو بنانے کی اجازت نہ ہوگی؛بلکہ اس کا گناہ مستزاد ہوگا(مفتی محمد احسن عبدالحق ندوی،مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی ،مفتی سید باقر ارشد قاسمی،مولانا محمد زبیر ندوی، مولانا محمد ظفر عالم ندوی،مولانا کلیم اللہ عمری مدنی،مفتی اسعد فلاحی پالنپوری،مفتی امانت علی قاسمی،مفتی اشرف قاسمی گونڈوی،مفتی محمد عثمان بستوی)۔

ا۔''یاأیھا الذین آمنوا لایسخر قوم من قوم عسی أن یکونوا خیرا منھم -----'' (حجرات: ۱۱)(مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی ،مفتی سید باقر ارشد قاسمی،مولانا محمد ظفر عالم ندوی،مفتی امانت علی قاسمی،مفتی اشرف قاسمی گونڈوی)۔

ب:دوسری جماعت کی رائے یہ ہے کہ کارٹون بنانا بھی تصویر سازی ہے،یا صورت وہیئت کا بگاڑنا ہے جو مثلہ کا درجہ رکھتا ہے،یا یہ مزاق واستہزاہے جو تعمیر کے دائرے میں نہیں آتا،اس لئے ہر گز اجازت نہیں(مولانا محمد سلمان منصورپوری،مفتی محمد عثمان بستوی،مفتی محمد ریاض ارمان قاسمی،مفتی صفوان احمد قاسمی،مولانا محمد قمرالزماں ندوی،مولانا محمد معین الدین ندوی قاسمی،مولانا عبد المنان پرمائی ویٹی،مولانا ندیم احمد انصاری،مفتی سید صادق محی الدین فہیم ،مولانا اختر امام عادل قاسمی)۔

۱۔''یاأیھا الذین آمنوا لایسخر قوم من قوم عسی أن یکونوا خیرا منھم -------'' (حجرات: ۱۱) (مولانا محمد معین الدین ندوی قاسمی، مفتی سید صادق محی الدین فہیم ،مولانا اختر امام عادل قاسمی)۔

ج:تیسری جماعت کا خیال یہ ہے کہ سوائے ان لوگوں کے جو مذہبی حیثیت رکھتے ہیں،تعمیری کارٹون بنانے کی اجازت ہے؛ کیونکہ اس میں ملکی سیاست کی اصلاح ،پیغام رسانی ،معتبر مصلحت وغیرہ پوشیدہ ہیں،نیز ایسی صورت میں بے حیائی اور تعظیم کا اندیشہ بھی نہیں رہتا (ڈاکٹر مفتی محمدشاہجہاں ندوی،ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی،مفتی سید باقر ارشد قاسمی، مولانا نذر توحید مظاہری)۔

۱۔عن ابن عباس ؓ قال :قال رسول اللہ ﷺ:''الصورۃ الرأس،فإذا قطع الرأس، فلاصورۃ''(معجم الاسماعیلی: ۲۹۱)(ڈاکٹر مفتی محمدشاہجہاں ندوی)۔

۱۔''الذی یظھر من کلامھم أن العلۃ إما التعظیم أو التشبیہ ---والتعظیم أعم'' (ردالمحتار۱۴۹،۲) (ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی)۔

نیزایک نقطہ نظریہ بھی ہے کہ یہ ساری چیزیں فتن اللہ میں شامل ہینجوحرام ہیں،نیز غیبت بھی ہے؛لیکن اگر تعمیری تنقید یقینی اور ظن غالب کے درجہ میں ہو تواس کا خیال رکھ کر کہ کس صورت میں کم سے کم قباحت لازم آئے گی،اجازت دینی چاہئے،بصورت دیگر اضطراراً اس کی گنجائش ملنی چاہئے (ڈاکٹر ظفرالاسلام صدیقی)۔

۱۔''(کماتکون الغیبۃ باللسان) صریحا تکون ایضابالفعل وبالتعریض وبالکتابۃ وبالحرکۃ وبالرمز(بغمز العین والاشارۃ بالید) (الدر المختارعلی الرد۵۸۷،۹۔ زکریا) ۔

۲۔''یتحمل الضرر الخاص لدفع الضرر العام''(شرح القواعد الفقھیۃ للزرقا: ۹۴۸، دارالقلم دمشق)۔

واقعہ یہ ہے کہ ڈیجیٹل کارٹون کے تعمیری تنقید پر اول الذکر دونقطہائے نظر کا خلاصہ عدم جواز ہے،جبکہ ثانی الذکر دو نقطہائے نظر کا محور جواز ہے،صرف اسباب ووجوہات میں فرق کیا گیا ہے،دونوں جماعتوں کی جانب سے بھرپور دلائل پیش کئے گئے ہیں؛لیکن صحیح بات یہ ہے کہ ڈیجیٹل تصاویر کے جواز میں اختلاف کی وجہ سے یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے،جس میں اجتہاد کی گنجائش باقی ہے،ایسے میں یہ خیال آتا ہے کہ عدم جواز کو عزیمت پر اور جواز کو ضرورت پر محمول کیا جائے؛تاکہ اہل سنت والجماعت کا مختلف فیہ مسئلہ میں بین بین کی راہ اپنانے کاامتیاز قائم رہے۔

۶۔موبائل کمپنیاں لوگوں کی آپسی گفتگو کو محفوظ کرکے حکومتوں کو فراہم کرتی ہیں،کیا ان کا یہ عمل شرعا جائز ہے؟

اس سوال کے جواب میں مقالہ نگار حضرات کی دو رائیں ہیں:

پہلی رائے:عموماً مقالہ نگاروں کا رجحان ہے کہ موبائل کمپنیوں کا لوگوں کی آپسی گفتگو کو محفوظ کرکے حکومت کوفراہم کرنا امانت میں خیانت ہے؛لیکن اگر کسی کے متعلق ملک و ملت کے حق میں مضر ہونے کا قوی امکان ہو تو ایسے خاص اشخاص کی محفوظ گفتگو حکومت کو فراہم کی جاسکتی ہے ؛تاکہ اس کی مضرت سے کسی کی زندگی دوبھر نہ ہو ۔

(اس سلسلہ میں اکثر وہی دلائل پیش کئے گئے ہیں جوجواب نمبر دو کے ذیل میں مذکورہیں،جن میں امانت میں خیانت کی سنگینی کا تذکرہ ہے)۔

۱۔''قد نقل عن ابن الماجشون أنہ قال:اللصوص وقطاع الطریق أری أن یطلبوا فی مظانھم ویعان علیھم حتی یقتلوا أو ینفوا من الأرض بالھرب---وطلبھم لایکون إلابالتجسس علیھم وتتبع أخبارھم'' (الموسوعۃ الفقہیہ۱۶۴،۲۰)(مولانا اختر امام عادل قاسمی)۔

دوسری رائے:جبکہ بعض مقالہ نگار کی رائے یہ ہے کہ موبائل کمپنیوں کا یہ عمل کسی طرح بھی جائز نہیں(ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، مولانا یاسر مجید ندوی، مولانا محمد سلمان منصورپوری،مولانا محمد معین الدین ندوی قاسمی،مولانا عبدالمنان پرمائی ویٹی)۔

۱۔''عن ابن مسعود قال:قال رسول الله ﷺ:لایبلغنی أحد من أصحابی عن أحد شیئاً ،فإنی أحبّ أن أخرج إلیکم وأنا سلیم الصدر'' (ابوداود: ۴۸۶۰،ترمذی: ۳۸۹۳) (ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی)۔

۲۔''عن جابر بن عبدالله قال :قال رسول الله ﷺ: المجالس بالأمانۃ إلا ثلاثۃ مجالس:سفک دم حرام أو فرج حرام أو قطاع مال بغیر حق''(ابوداود: ۴۸۶۹) (مولانا سلمان منصور پوری)۔

دراصل دونوں نقطہائے نظر کی اصل عدم جوازہے،صرف یہ کہ پہلی رائے میں شرائط کا اضافہ ہے،لہذا اس سلسلہ میں دلائل و براہین کے پیش نظرپہلی رائے زیادہ بہتر معلوم ہوتی ہے،نیز اس کے اندر ضرورت اور اصل دونوں کا خیال ہے،یا کہا جائے کہ فطری تقاضے پر مشتمل ہے۔ھذا ماعندی واللہ اعلم بالصواب

* * *

دوسرا باب

تفصیلی مقالات

انفارمیشن ٹکنالوجی سے متعلق مسائل

مفتی حافظ سید صادق محی الدین فہیم•

انسانی معاشرت روابط وتعلقات سے عبارت ہے، والدین، اہل وعیال، اقربا واحباب سے میل جول کے بغیر معاشرتی زندگی کے مقاصد پورے نہیں ہوتے۔ سابقہ ادوار میں وقت میں برکت تھی،شخصی ملاقاتوں اورخیروخیرت معلوم کرنے کیلئے ان کے ہاں وقت تھا، معاشی حالات تنگ ضرورتھے لیکن دلوں میں وسعت وگنجائش تھی،پیارومحبت کے سوتے خشک نہیں ہوگئے تھے۔خوشی وغم کے مواقع پر اعزہ واقربا دورونزدیک کے احباب اورمقامی افراد سب جمع ہوتے ،رنج وغم اورخوشی ومسرت کے مواقع پر سب کا ساتھ غم کو ہلکا کرتا اورمسرتوں کو دوبالا کرتا تھا،بڑوں کا احترام اوران کی تعظیم ،چھوٹوں کے ساتھ شفقت ومحبت کا برتاؤ جیسے انسانی اعلی اقدارکی وجہ سکون کا ماحول تھا۔اضطراب وبے چینی ،بے جا شکوہ وشکایات، حقدوحسد،نفرت وعداوت کی تلخ حکایات کا کوئی گزرنہیں تھا،وہ اقربا واحباب جوکچھ دور فاصلے پر رہا کرتے تھے ان سے ملاقات کیلئے سفری صعوبتیں برداشت کرنی پڑتی تھیں ،گاہے گاہے یہ فرض بھی انجام پاتا تھا ،ملاقات کا ایک اوراہم ذریعہ خط وکتابت تھا جس سے ایک دوسرے کی خیر وخیریت معلوم ہوتی تھی،اس کو نصف ملاقات سے تعبیر کیا جاتا تھا۔خط وکتابت کا رواج بڑا مفید تھا،کئی ایک حکماء ،دانشوروں کے خطوط علم وادب کا ایک عظیم سرمایہ ہیں،ان خطوط میں جہاں حکمت ودانش کے جواہر پارے محفوظ ہیں وہیں وہ اُس دورکے تاریخی احوال اورسنہرے واقعات کا بیش بہا خزینہ ہیں۔

سائنسی تحقیقات اورنئی نئی ایجادات نے منظر پلٹ دیا ہے،ہر نیا دن ایک نئی ایجاد کے ساتھ شروع ہورہاہے، سائنسی ایجادات کا ایک قابل تحسین پہلو یہ ہے کہ فطرت کے چھپے رازوں سے پردے اٹھ رہے ہیں،نئی نئی چیزیں ایجاد ہورہی ہیں،انٹرنیٹ،سیل فون، اوراسمارٹ فون وغیرہ جیسی ایجادات سے بیش بہا معلومات اورفوائدحاصل ہورہے ہیں۔ جدید مواصلاتی نظام کی وجہ دوردرازعلاقوں تک رسائی آسان ہوگئی ہے،ان نئی ایجادات نے دورکو قریب کردیا ہے، دریافت احوال کے ساتھ معلومات کی ارسال وترسیل بھی سہولت بخش ہوگئی ہے،مادیت کے اس پر آشوب دور میں انسانوں کے ہاں اتنا فاضل وقت کہاں ہے کہ وہ اپنے والدین اورقریبی رشتہ داروں سے ملاقات کا موقع نکال سکیں،اس لئے

• سابق مفتی جامعہ نظامیہ، حیدرآباد۔

ٹیلی فون یا موبائل فون نعمت مترقبہ سے کم نہیں ہے جس کی وساطت سے ان سے رابطہ کیا جاسکتاہے اوران کے احوال دریافت کئے جاسکتے ہیں،اوران سے دعائوں کی درخواست کی جاسکتی ہے۔بصورت مجبوری بیماروں کی بیمارپرسی،مظلوموں کی دادرسی،تعزیت اورصلہ رحمی کے تقاضے بھی اس سے بڑی حدتک پورے ہوسکتے ہیں،دن کے اوقات میں اپنے کام کی جگہ سے اس کے ذریعہ اپنے گھریلواحوال سے باخبررہا جاسکتاہے ،معاشرتی مسائل میں سہولت ،کاروباری معاملات اور ایمرجنسی احوال میں اسکی اہمیت وافادیت سے کوئی انکارنہیں کرسکتا۔

ان روشن پہلوؤں کے ساتھ اسکے کچھ تاریک پہلوبھی ہیں بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ انکے نقصانات انکے منافع سے کہیں زیادہ ہیں۔ایک وقت تھا کہ جب نہ انٹرنیٹ تھا نہ سیل فون وغیرہ لیکن زندگی بڑی پرسکون تھی،نہ کوئی ذہنی کوفت تھی نہ کوئی تناؤ تھا ،نہ کوئی رنج وغم ،نہ کسی شئ کی کمی کا احساس۔زمانہ کی ترقی کے ساتھ انسانوں سے قناعت رخصت ہوگئی ،ہر کوئی دنیا کی دوڑمیں سبقت لیجانے کی کوشش مینسرگرداں ہے،دوسروں سے پیچھے رہنے کیلئے کوئی تیار نہیں ہے۔چلئے ٹھیک ہے ! جائز راہ سے دنیا کمانا اوررضاء الہی کے مطابق اسکا استعمال کرنا اسلام میننا جائز نہیں،نئی نئی ایجادات سے نفع اٹھانے سے بھی اسلام منع نہیں کرتا،اسلام کا ایک زرین اصول یہ ہے کہ ہر شئ جو جائز ہے اس کا استعمال جائز مقاصدکیلئے ہو،لیکن اگرجائز شئ کو ناجائزمقاصد کیلئے استعمال کیا جائے تو اسلام اسکی اجازت نہیں دیتا۔

اس تناظر میں غورکیا جائے تو ا ن جدید آلات کو ایک سہولت بخش نعمت ہی کہا جاسکتاہے،اللہ سبحانہ وتعالی کے بے نہایت انعامات کا شکراداکرنے کے جس طرح ہم پابندہیں اس نعمت کا بھی ہم کو حقیقی معنی میں شکراداکرنا چاہئے،ظاہر ہے اس کا حقیقی شکرانہ اس کا صحیح استعمال ہے لیکن اگراس نعمت کا استعمال اللہ کی نا فرمانی ،معصیت وگناہ کے کاموں میں ہوتو وہ وبال جان بن جاتا ہے، الغرض ہر چیز کا استعمال ضرورت کے دائرہ میں ہونا چاہئے، موبائل فون ضرورت پر ہی خریدا جائے اور اس کا استعمال بھی ضرورت کی حد تک ہی کیا جائے۔

محور اول:

۱۔ سائنسی ایجادات اورنت نئی تحقیقات کی وجہ جدیدذرائع ابلاغ کا تحفہ انسانوں کومل رہاہے،انسانی تمدن ہردورمیں ارتقا کے منازل طے کرتے ہوئے آگے کی سمت رواں دواں رہاہے۔زندگی کے اورشعبوں میں ترقی کے ساتھ سائنسی تحقیقات نے ذرائع ابلاغ کے شعبہ میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے،انسانوں کے درمیان ارسال وترسیل کے ذرائع ہردورمیں الگ الگ رہے ہیں،ذرائع ابلاغ کی دنیا میں پہلے پرندوں کے ذریعہ خطوط رسانی پھرڈاک گھروں کے ذریعہ خط وکتابت اورایمرجنسی حالات میں ٹیلی گرام متعارف

ہوئے،تحقیقی دنیا میں مزیدپیشرفت ہوئی تو(Landline Phone) لینڈلائن فون پھروائرلیس فون سے استفادہ کی راہ بنی۔ بعدازاں موبائل فون کی ایجادہوئی اوراس موبائل فون کی صنعت میں مزیدترقی ہوئی تووہی فون اسمارٹ فون کی شکل میں انسانی ہاتھوں میں موجودہے،دنیا کا موجودہ سارا نظام خالق کائنات ہی کا بنایا ہواہے اور انگنت اشیاء وہ ہیں جن کوخالق نے پیداکیا ہے اورکچھ اشیاء وہ ہیں جواللہ سبحانہ کی دی ہوئی عقل وسمجھ کا استعمال کرکے انسان ایجادکرتے ہیں،ہردومیں نفع وضررکا پہلوموجودہے ۔خالق کائنات کی تخلیق کردہ اشیاء میں حلال وحرام کے احکام سے نفع بخش ومفیداورمضرونقصان رساں اشیاء کی معرفت ہوجاتی ہے،ظاہرہے اسمارٹ فون میں فوائدبھی ہیں اور نقصانات بھی،اس کے ماہرین اس کے فوائدونقصانات سے آگاہ کرتے رہتے ہیں جس پرعمل سے مادی نقصانات وجسمانی عوارض سے بچاجاسکتا ہے،جہاں تک روحانی نقصانات کا تعلق ہے وہ ہرصاحب سمجھ انسان پراورخاص طورپرایمان والوں پرروزروشن کی طرح عیاں ہے۔اللہ سبحانہ نے انسانوں کوعقل وفہم کی نعمت بخشی ہے؛ تاکہ وہ اچھے وبرے اورنفع ونقصان میں فرق کرسکیناوراپنے آپ کوبرائی اورنقصان سے بچائیں۔اسمارٹ فون کے انگنت فوائدبھی ہیں، اس کی وجہ دوردرازمقامات پراقامت پذیراقرباء واحباب سے رابطہ قائم کرنا اورایک دوسرے کے احوال سے آگہی حاصل کرنابہ آسانی ممکن ہوگیا ہے، ورنہ دس بیس سال قبل یہ کام اتنا آسان نہیں تھا ،اسکی وجہ سے اب راست بات چیت ، پرسش احوال بلکہ اسمارٹ فون سے ایک دوسرے کی رؤیت آسان ہوگئی ہے،علم وتحقیق کی دنیا میں بھی اسکی وجہ سے افادہ واستفادہ کی نئی راہیں ہموارہوگئی ہیں،اس لئے اس طرح کے مفید ذرائع ابلاغ وترسیل سے فائدہ اٹھایا جاناچاہئے۔ ایسے آلات جن کوجائزمقاصدکے لئے بھی استعمال کیا جاسکتاہے اورناجائزمقاصد کے لئے بھی جیسے:جنگی ہتھیارجوبوقت ضرورت حق کی تائیدوحمایت، باطل کوپسپاکرنے اورظلم کے سدباب کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں اورباطل کی اشاعت اورظلم ڈھانے کیلئے بھی ان کا استعمال ہوتاہے،اس لئے ایسے آلات ووسائل بذات خود مقصود نہیں ہوتے اورنہ ان کی ایجاد یا ان کے وجودپرشرعی حکم متوجہ ہوتاہے؛ بلکہ شریعت کے حکم کا دارومدار ان کے استعمال پرموقوف رہتاہے۔ بناء بریں جائز،مباح،مفیدونفع بخش اورمستحسن امورمیں دائرہ شریعت میں رہتے ہوئے جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال درست ہوگا،نیزپیغام حق کی اشاعت ،اسلامی تعلیمات اوراخلاقی ہدایات کی اشاعت میں اس کا استعمال تبلیغی واصلاحی مقاصدکے جذبہ سے کیا جائے تو اسکے حوصلہ افزانتائج دیکھے جاسکتے ہیں اس لئے اس کے جوازمیں کوئی کلام نہیں؛ البتہ غیردینی وغیر اخلاقی مقاصدجیسے مخرب اخلاق ،فواحش ومنکرات پرمبنی امورکی ارسال وترسیل کے لئے یقینا ناجائزہوگا۔

و ہذا یفید ان آلۃ اللہو لیست محرمۃ لعینہا،بل لقصد اللہومنہا: ----------ألا تری أن ضرب

تلک الآلۃ بعینہا، حل تارۃ وحرم أخری باختلاف النیۃ بسماعہا والأمور بمقاصدہا (رد المحتار ٩؍٥٠٥، مکتبہ دارعالم الکتب الریاض، ١٤٢٣ھ ٢٠٠٣م) ۔

ڈھول بجانا اظہارتفاخریا حظ نفس کے لئے ہوتوشرعا جائزنہینلیکن درست مقصداوردرست نیت کے ساتھ ڈھول بجایا جاسکتاہے۔جیسے رمضان المبارک میں بوقت سحری روزہ داروں کوبیدارکرنے کی نیت سے اس کو بجایا جائے ، ظاہرہے نیک مقصد کے لئے اس کا استعمال مستحسن ہے۔ اسی لئے شادی بیاہ کے موقع پراعلان کی غرض سے دف بجانے کی اجازت احادیث سے ثابت ہے۔ ''إنما الأعمال بالنیات'' کی حدیث پاک سے ایسے مستحسن امور کو بوقت ضرورت اختیار کرنے کی اجازت ثابت ہوتی ہے۔ مشہورفقہی ضابطہ ''الأموربمقاصدہا''(الاشباہ والنظائر، الطبعۃ الاولی، ١٤١٩ھ ١٩٩٩م ، دارالکتب العلمیہ بیروت) سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ بریں بنا موبائل فون، اسمارٹ فون کا جائز ومباح اور مفید معلوماتی، اصلاحی وتبلیغی کاموں میں استعمال کرنا شرعا جائزہوگا۔

جدیدذرائع ابلاغ سے اس وقت باطل پرست باطل فکرکوعام کررہے ہیں ،اچھے ونیک مقاصدکے بجائے غلط مقاصدکے لئے اس کا استعمال باطل پرستوں کی بدذوقی وبے ضمیری کا پتہ دے رہا ہے ،ایسے حالات میں جدیدآلات ابلاغ کوباطل کے بطلان ،حق کی اشاعت اورکتاب وسنت وپیغمبراسلام ﷺپرہونے والے باطل طوفان کی یلغارکے خاتمہ کے لئے ضروراستعمال کرنا چاہئے۔ادفع بالتی ہی أحسن(حٰم السجدہ: ٣٤) برائی کوبھلائی سے دفع کرو۔ ادع إلی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلہم بالتی ہی أحسن(النحل: ١٢٥) (اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت اورعمدہ نصیحت کے ساتھ بلائیے اوربہترطورپران سے گفتگوکیجئے) جیسے نصوص سے اس کی تائیدہوتی ہے ۔

٢۔ جدیدسائنسی ایجاد (اسمارٹ فون)میں قرآن مجیدمحفوظ کرنے کی سہولت ہے،اس سے استفادہ کرتے ہوئے قرآن مجید کا موبائل فون پرتلاوت کرنا اورسننا آسان ہوگیاہے،دینی کتب بھی اس میں محفوظ کی جاسکتی ہیں اورمحفوظ دینی موادکا مطالعہ بھی کیا جاسکتاہے،موبائل فون یا اسکے میموری کارڈ کے اندرقرآن مجید،کتب احادیث وفقہ اوراسلامی معلومات پرمشتمل کتب ،مضامین ومقالات کے ساتھ مختلف جائزعلوم وفنون پرمبنی تحقیقات وغیرہ بھی محفوظ کی جاسکتی ہیں۔فحش مناظر،فلمی نغمات ،مخرب اخلاق مضامین اورغزلیات وغیرہ ایسے موبائل فون میں ازخودمحفوظ نہ کریں جس میں قرآن مجید،احادیث پاک اوردینی معلومات پرمبنی موادخاص طورپرجس میں قرآن وسنت کے حوالے ہوں، اگرپہلے ہی سے تصاویراوردیگرخرافات محفوظ ہوں اوران کا (delete)حذف کردینا ممکن ہوتوقرآن مجیدمحفوظ کرنے سے پہلے اس کوdeleteکردیا جائے پھرقرآن مجیدوغیرہ اس میں محفوظ کئے جائیں،اوراگرایسا ممکن نہ ہوتوپھرایسے فون میں قرآن مجیدوغیرہ کومحفوظ نہ کیا جائے۔ قرآن مجیدکلام اللہ ہے اسکے ادب کا تقاضہ یہی ہے ،اس

کا لحاظ نہ رکھناقرآن مجید کی اہانت اورسوء ادب ہے اس لئے اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

ملٹی اپلیکیشن موبائل کے بارے میں یہ تحقیق سامنے آئی ہے ،جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس فون میں اچھے اوربرے، مفید وغیرمفیدہرطرح کے پروگرام محفوظ کئے جاسکتے ہینلیکن یہ اپنی اصلی شکل وصورت میں نہیں رہتے بلکہ اس معلوماتی دنیا میں سفرکرکے اس سے استفادہ کے لئے کوڈنگ لینگویج کے استعمال کی ضرورت ہوتی ہے ،جب تک اس کا استعمال نہ کیا جائے اصلی شکل وصورت میں وہ پروگرام اسکرین پرظاہرنہیں ہوتا، اس سے ظاہرہے اپلیکیشن موبائل میں نہ توفحش مناظر اصلی شکل وشباہت کے ساتھ محفوظ ہوتے ہیں نہ مخرب اخلاق مکالمات ونغمات محفوظ ہوتے ہیں اور نہ توقرآن مجیدکے حروف وغیرہ اپنی اصلی حالت میں محفوظ ہوتے ہیں ۔اس لئے قرآن مجیدکی تلاوت مقصودہوتو اپلیکیشن کو کلک کیا جائے توپھرقرآن مجیدکے الفاظ وحروف اسکرین پر(Output)کی شکل میں نمودارہوں گے،ظاہرہے قرآن مجیدیا دیگردینی کتابوں کومحفوظ بھی کیا جاسکتاہے اوراس میں پہلے ہی سے محفوظ ہونتوہردوصورت ان کوپڑھابھی جاسکتاہے،اب رہا فحش مناظرکا دیکھنا یا مخرب اخلاق نغمات وغزلیات وغیرہ کا سننا شرعاً ناجائزوحرام ہے،خواہ موبائل فون میں دیکھے یا سنے جائیں یا موبائل کے بغیر بیرونی دنیا میں ان کودیکھا یاسناجائے۔اس لئے موبائل فون کااچھے اورنیک مقاصدکے لئے استعمال کرنا شرعاً جائز ہے، غیراسلامی وغیرشرعی امورکوفون میں محفوظ کرنا یا ایسے محفوظ شدہ حصہ کوکھولنا اورنفس وخواہش کی اتباع وپیروی میں اس سے حظ اندوزہونا شرعاً ناجائزوحرام ہے۔خاص طورپرموبائل فون میں محفوظ قرآن مجیدکی تلاوت مقصودہوتو بیک وقت اس کے اسکرین پرقرآن مجیدکی تلاوت بھی کی جائے اوراس سے فحش مناظربھی دیکھے جائیں تویہ گناہ عظیم ہے اوراس سے قرآن مجیدکی توہین اوربے ادبی بھی متصورہے، حضرت ربیع بنت معوذبن عفراء سے مروی حدیث پاک سے ایسے عمل کا خلاف شرع ہونا معلوم ہوتا ہے۔وہ کہتی ہیں کہ جب ان کودلہن بنایا جارہاتھا تو آپ ﷺتشریف لائے جبکہ بچیاں دف پرجنگ بدرکی مقتولین کا مرثیہ گارہی تھیں، ایک لڑکی نے اس دوران یہ کہا: ہمارے درمیان ایک ایسے نبی ہیں جو آنے والے کل کی بات جانتے ہیں ،آپ ﷺنے فرمایا:چھوڑو اس کواوروہی کہو جوپہلے کہتی تھیں، ''دعی ہذہ وقولی بالذی کنت تقولین'' (صحیح البخاری، باب ضرب الدف فی النکاح والولیمۃ، رقم: ۵۱۴۷)۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے منع کے دواسباب بیان فرمائے ہیں: ایک توعلم غیب کی جونسبت آپ ﷺکی طرف کی گئی ہے باوجود بکثرت مغیبات پرآپ ﷺ کومطلع کئے جانے کے ،چونکہ عالم الغیب اللہ سبحانہ وتعالی ہے، اس کوپسندنہیں فرمایا، اور آپ ﷺنے اس سے منع فرمایا۔ دوسری توجیہ یہ بیان کی ہے کہ دف بجانے اورمقتولین کا مرثیہ گانے کے

دوران آپ ﷺکا ذکرکئے جانے کوناپسند فرمایا؛ کیونکہ یہ امر آپﷺ کے مقام بلند ومنصب رفیع کے منافی ہے۔

(فقال:دعی ہذہ)ای اترکی ہذہ الحکایۃ أوالقصۃ أو المقالۃ (وقولی بالذی کنت تقولین) وفی روایۃ: وقولی ماکنت تقولین أی من ذکر المقتولین ونحوہ۔ وہذا دلیل علی جواز إنشاد شعر لیس فیہ فحش وکذب، وإنما منع القائلۃ مقولہا:وفینا نبی الخ، لکراہۃ نسبۃ علم الغیب إلیہ لا یعلم الغیب إلا اللہ، وإنما یعلم الرسول من الغیب ما أخبرہ، أو لکراہۃ أن یذکر فی أثناء ضرب الدف وأثناء مرثیۃ القتلی لعلو منصبہ عن ذلک (مرقاۃ المفاتیح۶٫۲۷۵، الطبعۃ الاولی: ۱۴۲۲ھ ۲۰۰۱م،دارا لکتب العلمیہ، بیروت)۔

یہی توجیہ اشعۃ اللمعات میں بیان کی گئی ہے: وگفتہ اندکہ منع آنحضرت ازیں قول بجہت لعب کہ دروے اسناد علم غیب است بآنحضرتﷺ، پس آنحضرت ﷺرانا خوش آمد، وبعضے گویندبجہت آنست کہ ذکرشرف وے دراثنائے لہومناسب نہ باشد (اشعۃ اللمعات:باب اعلان النکاح والخطبۃ والشرط)۔

۳۔ موبائل فون میں قرآن مجیدمحفوظ ہو تو اس کا پورا سیٹ قرآن مجید کے حکم میں نہیں ہوگا ،اس کوبلاوضوہاتھ لگایا جاسکتا ہے، ماہرین کی تحقیق کے مطابق چونکہ قرآن مجید کے حروف اول تواسکرین پرہمیشہ موجود نہیں ہوتے ہیں،دوسرے وہ حروف فون کے اندر حروف ونقوش کی شکل میں محفوظ نہیں ہیں بلکہ کوڈنگ لینگویج کی شکل میں غیرملفوظ وغیر منقوش ہیں، اس صورت میں ایسا موبائل فون اپنی جیب مینیا کسی اورجگہ رکھا جائے توکوئی حرج نہیں،یہاں تک کہ موبائل فون اگرلباس کی جیب میں ہواورطہارت خانہ میں داخل ہونے کی ضرورت درپیش ہوتوشرعا اس میں بھی کوئی حرج نہیں، البتہ موبائل یا میموری کارڈمیں غیرملفوظ وغیرمنقوط کیفیت کے ساتھ محفوظ الفاظ ونقوش کواسکرین پر دیکھنے یا پڑھنے کیلئے اپلیکیشن کوکلک کیا جائے اورنقوش وحروف اسکرین پر اپنی اصلی شکل مینبطور(Output)نمودارہوجائیں تب اسکرین سمیت پورا سیٹ ہی قرآن مجید کے حکم میں ہوگا کہ اس کو بغیرطہارت ووضوکے ہاتھ لگانااورہاتھ سے چھوکرتلاوت کرنا شرعاً جائزنہیں ہوگا،جیسے چرمی یا غیرچرمی جلدکا وہ حصہ جو قرآن سے ملصق ہوتا ہے جس کوبہ آسانی جدانہیں کیا جاسکتا اس کا حکم بھی قرآن ہی کے حکم میں ہے، اس لئے موبائل کا وہ جسد جوموبائل کے وجودکے لئے ضروری ولازمی ہے اورجس کوجدابھی نہیں کیا جاسکتا اس کے اسکرین پرجب قرآن مجیدکے حروف ونقوش ظاہرہوں تو اس کوبغیرطہارت ووضوکے چھونا یا اس کومس کرتے ہوئے تلاوت کرنا جائزنہیں ہوگا۔ قرآن کریم کا غیر منقوش وغیر ملفوظ کوڈنگ لینگویج میں محفوظ حصہ کھولنے کے لئے کوئی الگ Keypadنہ ہو بلکہ اسکرین پرہی Keypadکی سہولت

ہوتواس کوکھولنے سے قبل طہارت ووضوکا اہتمام کرلیا جانا چاہئے۔اس صورت میں جبکہ حروف ونقوش اسکرین پرنمودارہوں توموبائل کے حقیقی جسدکے سوا دیگرحفاظت کی غرض سے لگائے گئے غلاف Coverکوبغیروضوکے چھونے میں کوئی حرج نہیں؛ کیونکہ اس کا حکم کپڑے کے جزدان کی طرح ہے جوبہ آسانی اس سے الگ ہوسکتا ہے۔اوراسی حالت میں تلاوت مقصودہوتواسکرین کوہاتھ سے چھوئے بغیرکسی اورخارجی شئ جیسے چھوٹی لکڑی ، مسواک،پن،پنسل وغیرہ سے مس کرکے تلاوت کی بھی شرعاً اجازت ہے۔

فی الدر:(و) یحرم (بہ) أی بالأکبر (وبالأصغر) مس مصحف :أی ما فیہ آیۃ کدرہم وجدار--- (إلا بغلاف متجاف) غیر مشرز أو بصرۃ، بہ یفتی، وحل قلبہ بعود۔ وفی رد المحتار:قولہ (أی مافیہ آیۃ الخ) أی المراد مطلق ما کتب فیہ قرآن مجازا---(إلی قولہ):لکن لا یحرم فی غیر المصحف إلا بالمکتوب(رد المحتار۱،۳۱۶،۳۱۵) وفی الہندیۃ:المحدث إذا کان یقرأ القرآن بتقلیب الأوراق بقلم أو سکین لا بأس بہ (الہندیہ۵،۳۹۲، الطبعۃ الاولی، ۱۴۲۱ھ ۲۰۰۰م ، دارالکتب العلمیہ بیروت) ۔

۴۔ موبائل فون پر پیغامات موصول ہوں خواہ تحریری ہوں یا تقریری بشرطیکہ وہ مفیددرست وصحیح معلومات پرمبنی ہوں ،خاص طورپردینی معلومات جوغیرنزاعی ہوں اورجن کی صحت متحقق ہوتودوسروں تک(forwardکرنا)پہنچانا شرعاً درست ہے۔دین توحیداوراسکے پیغام کے ساتھ دینی ،اسلامی،اصلاحی وتبلیغی نیز مفیدومتحقق باتوں کودوسروں تک پہنچانے کی خیرامت پرذمہ داری عائدہے،ارشادباری ہے:''یا أیہا الرسول بلّغ ما أنزل إلیک من ربک، وإن لم تفعل فما بلّغت رسالتہ''(مائدہ: ۶۷)(اے رسول(ﷺ) جوکچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پرنازل کیا گیاہے اس کودوسروں تک پہنچادیجئے، اوراگرآپ اس کودوسروں تک نہ پہنچائیں توپھرگویا آپ نے رسالت کودوسروں تک نہیں پہنچایا)، چنانچہ آپ ﷺنے کسی کمی وزیادتی اورکسی ڈروخوف کے بغیر حق کا پیغام انسانیت تک پہنچادیا،ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جویہ گمان کرے کہ آپ ﷺ نے احکام الہی سے کچھ چھپا لیا ہے تو وہ جھوٹا ہے : عن مسروق قال: قالت عائشۃ :من زعم أن محمدا ﷺ کتم شیئا من کتاب اللہ، فقد أعظم علی اللہ الفریۃ'' (رواہ مسلم : ۲۲۸۲)۔ حجۃ الوداع کے موقع پرآپ ﷺنے ایک روایت کے مطابق آسمان کی طر ف انگلی سے اشارہ فرماتے ہوئے ''اللّٰہم فاشہد'' (اے اللہ توگواہ رہ) تین مرتبہ فرماکراعلان فرمایا کہ اے اللہ میں نے تیرا پیغام بندو نتک پہنچادیا،ایک لاکھ سے زائدصحابہ کرام کے مجمع نے ''نشہد أنک قد بلّغت وأدیت ونصحت'' کہتے ہوئے اس کی تصدیق کی (مسلم :کتاب الحج ،باب حجۃ النبی ﷺ)؛ البتہ ''کنتم خیرأمۃ أخرجت للناس، تأمرون بالمعروف وتنہون

عن المنکر''(آل عمران: ۱۱۰) (تم خیرامت ہو جولوگوں کیلئے پیداکی گئی ہے،بھلائی کا تم حکم کرتے ہواوربری باتوں سے روکتے ہو)، حدیث پاک میں واردہے: ''بلّغوا عنی ولوآیۃ''(بخاری : ۳۲۷۴)(مجھ سے ایک بات بھی سنی ہوتواس کودوسروں تک پہنچادو)۔ ألا لیبلغ الشاہد منکم الغائب(بخاری:کتاب العلم، رقم: ۱۰۵) (آگاہ ہوجائوتم میں جو موجود ہیں وہ اس پیغام کوغیرموجودافراد تک پہنچادیں) جیسے منصوصات کی روشنی میں اشاعت عقیدہ توحید و تبلیغ دین متین کی یہ امت پابندہے۔سیدنا محمدرسول اللہ ﷺنے امت کے ان افراد کودعا دی ہے جوپیغام حق کودوسروں تک پہنچاتے ہیں، اس سے کتاب وسنت کے واضح احکام وہدایات غیرنزاعی متفقہ مسائل دوسروں تک پہنچانے کی اہمیت وفضیلت واضح ہے:''اللہ سبحانہ اس بندے کوسرسبزوشاداب رکھے جومیری بات سنے پھراسے یادکرلے اوراسے محفوظ رکھے،اوردوسروں تک اسے پہنچائے،بہت سے افرادجوعلوم فقہ کے حامل ہوتے ہیں لیکن خودفقیہ نہیں ہوتے اوربہت سے دینی علم کے حامل اس کوایسے افرادتک پہنچادیتے ہیں جوزیادہ فقیہ ہوں ''، نضر اللہ امرأ سمع منا حدیثا فحفظہ حتی یبلغہ فرب حامل فقہ إلی من ہو أفقہ منہ ورب حامل فقہ لیس بفقیہ(سنن ابی داود: ۳۶۶۰)؛ البتہ پیغام حق پہنچانے میں مصالح کی رعایت مستحسن ہے، کسی کے بارے میں یہ علم ہوجائے کہ موبائل پرپیغامات بھیجے جانے کو وہ پسندنہیں کرتا توپھراحتیاط بہتر ہے، اس لئے میسیج بھیجنے سے اجتناب کیا جانا چاہئے۔ارشادباری ہے:''فذکر إن نفعت الذکری''(الاعلی: ۹) (آپ نصیحت فرماتے رہیں اگر نصیحت کچھ فائدہ دے)۔ وعظ ونصیحت ،تعلیم وتلقین کا ایک اصول یہ ہے کہ یہ کام وہاں کیا جائے جہاں اس سے فائدہ محسوس ہو،حکمت ودانائی کا تقاضہ یہ ہے کہ جہاں اس سے ضررونقصان کا خطرہ ہووہاں احتیاط برتی جائے۔ عام طورپر نصیحت کا مفیدہونا مسلم ومتحقق ہے تاہم جہاں اچھے نتائج کی امیدنہ ہویافتنہ کا اندیشہ ہووہاں وعظ ونصیحت سے احتیاط اولی ہے۔

۵۔ اسلامی ،دینی واصلاحی پیغامات ،مبنی برعلم وحکمت اور دیگر مفیدمعلومات کی ارسال وترسیل شرعاً محمودومستحسن ہے، وذکرفإن الذکری تنفع المؤمنین(الزارعات: ۵۵)، آپ نصیحت فرماتے رہئے یقینا یہ نصیحت ایمان والوں کونفع پہنچائے گی۔ حدیث پاک میں واردہے: --- وخیرالناس أنفعہم للناس(کنزالعمال۱،۱۵۵، رقم: ۷۷۲) لوگوں میں سب سے بہتروہ ہے جو لوگوں کونفع پہنچائے: من استطاع منکم أن ینفع أخاہ بشئ فلیفعل (مسند احمد۱۲،۱۰۴، رقم: ۱۵۱۷۲) (تم میں سے جو اپنے بھائی کونفع پہنچانے کی استطاعت رکھتا ہوتوچاہئے کہ وہ ضرور ایسا کرے)، اسلام چاہتاہے کہ جو چیز اسلامی، اصلاحی، اخلاقی وانسانی نقطۂ نظرسے ہمیں پسندہو دوسروں کے لئے بھی اس کوپسندکریں ''لا یؤمن أحدکم حتی یحب لأخیہ ما یحب لنفسہ''(صحیح البخاری: رقم۱۳، الطبعۃ الاولی ۱۴۲۳ھ ۲۰۰۲م ، دار ابن کثیر للطباعۃ والنشر والتوزیع)، تاہم غیرمحرم خواتین کوغیر محرم مردوں

کی جانب سے اورغیرمحرم مردوں کوغیرمحرم خواتین کی جانب سے اچھے اورمفیدمعلومات کی بہم رسانی سے بگاڑوفسادکا راستہ کھل جانے کا خطرہ ہے اس لئے اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔سلام کرنا اورسلام کا جواب دینا اسلام کے اہم آداب میں سے ہے، اوریہ اسلامی حق بھی ہے ،سلام میں پہل کرنے کی فضیلت آئی ہے ،کسی نے سلام کیا ہواس کا جواب دیناتو شرعاً واجب ہے ،الغرض سلام کے تفصیلی احکام وآداب بیان کئے گئے ہیں اسکے باوجوداجنبی مردوخواتین کیلئے مکروہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کوسلام کریں ،کسی اجنبی خاتون نے کسی مرد کوسلام کیا ہواگروہ خاتون ضعیفہ ہوتو اسکے سلام کا جواب ایسی آوازسے دیا جاسکتاہے جس کووہ سن سکے،اورسلام کرنے والی خاتون نوجوان ہوتودل میں اس کا جواب دے،اسکے برعکس کسی مردنے اجنبی عورت کوسلام کیا تواسکا شرعی حکم بھی یہی ہے یعنی مردضعیف ہوتواس کا جواب آوازسے دیا جاسکتاہے،لیکن مردجوان ہوتو اس کواپنے دل میں اسکا جواب دینا چاہئے۔اس سے مقصود یہی ہے کہ نوجوان خاتون کی آوازمردکوسنائی نہ دے؛ چونکہ اس میں فتنہ کا اندیشہ ہے۔

وإذا سلمت المرأة الأجنبية على رجل إن كانت عجوزا رد الرجل عليها السلام بلسانه بصوت تسمع وإن كانت شابة رد عليها فى نفسه، والرجل إذا سلم على امرأة أجنبية فالجواب فيه على العكس (الہندیہ۵،۴۰۳) ۔

خواتین کے لئے ستر و حجاب،سلام وکلام پھران کے کلام اورآوازسے متعلق جو خصوصی احکامات دئیے گئے ہیں وہ ان کے حق میں اسلام کے قائم کردہ حفاظتی حصارکے درجہ میں ہیں؛ تاکہ ان کے وقاروعظمت پرکوئی آنچ نہ آئے،اس لئے کسی عذرومجبوری کی وجہ سے پس پردہ غیرمحرم سے بات کرنے کی ضرورت پیش آجائے توقرآن پاک میں ''فلا تخضعن بالقول''فرماکر خواتین کوہدایت دی گئی ہے کہ وہ کلام میں اپنی فطری نزاکت ولطافت سے کچھ دیرکے لئے اجتناب کرتے ہوئے بتکلف قدرے سخت اورروکھا لب ولہجہ اختیارکریں؛ تاکہ نفسانی خواہشات کے اسیر دل کے ہاتھوں مجبورافرادکے دلوں میں کوئی طمع ولالچ پیدانہ ہوجائے ،فاسدتصورات وخیالات راہ نہ پاجائیں اورکسی مفسدہ کا دروازہ نہ کھل جائے ۔اس آیت کے نزول کے بعدامہات المومنین رضوان اللہ علیہن اجمعین کے بارے میں آتاہے کہ جب ان کواجنبی مردوں سے کلام کرنے کی نوبت آتی توآوازبدل لینے کی غرض سے اپنے لبوں پرہاتھ رکھ لیتی تھیں۔روی عن بعض أمہات المؤمنين أنہا كانت تضع يدہا على فمہا إذا كلمت أجنبيا تغير صوتہا بذلک خوفا من أن يسمع رخيما لينا (روح المعانی۱۶،۱۰۰)۔ حدیث پاک میں خواتین کواپنے شوہروں کی اجازت کے بغیراجنبی مردوں سے کلام کرنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایاہے:'' نہى أن تكلم النساء إلا بإذن أزواجہن'' (كنز العمال۱۶،۳۹۱، رقم: ۴۵۰۵۷)، الغرض بلاضرورت اجنبی مردوں سے سلام و کلام کی اسلام نے اجازت نہیندی،عورت کی آوازگوکہ سترمیں

داخل نہیں ہے لیکن اسکے باوجودازراہ احتیاط اسطرح کی پابندی عائدکی گئی ہے۔عبادات اوردیگراحکام میں بھی اس کی بڑی رعایت رکھی گئی ہے؛ چنانچہ نماز کی جماعت میں اگرخواتین شریک ہوں اورامام سے کوئی غلطی صادرہوجائے تو اصلاح کی غرض سے مردوں کو سبحان اللہ کہکرآواز سے لقمہ دینے کی اجازت ہے لیکن خواتین میں سے کسی کولقمہ دینے کی نوبت آجائے توآواز سے لقمہ دینے کی اجازت نہیں دی گئی؛ بلکہ ان کوہدایت دی گئی ہے کہ اپنے ہاتھ کی پشت پردوسراہاتھ مارکراس سے پیداہونے والی آوازسے امام کومتوجہ کریں:التسبیح للرجال،والتصفیق للنساء فی الصلاۃ (مسند احمد ۳۸،۹، رقم : ۸۸۷۷) بریں بناء اچھے اورنفع بخش پیغامات جس میں کوئی غیراخلاقی بات شامل نہ ہوتب بھی ان کا غیرمحرم عورت یا غیرمحرم مردکوبھیجاجانا ازراہ احتیاط درست نہیں ہے؛چونکہ ابلاغ کی نیت سے مردوں کا مردوں کو،خواتین کا خواتین کونیزمردوں کا محرم خواتین کو اور خواتین کا محرم مردوں تک پیغامات پہنچانے کی اجازت و سہولت موجودہے اس لئے بھی غیرمحرم عورت یا غیرمحرم مردکوپیغامات خواہ وہ اسلامی واصلاحی نفع بخش اورمفیدہی کیوں نہ ہوں کی ارسال وترسیل سے اجتناب لازم ہے۔

۶۔ سائنسی ترقی اورجدید ٹیکنیکل آلات کی ایجادنے علماء عصرپر جواز وعدم جوازسے متعلق تحقیق وجستجوکرنے اورملت اسلامیہ بلکہ انسانیت کی رہبری کرنے کا فریضہ عائدکر دیاہے،چونکہ ہراچھی چیزضروری نہیں کہ وہ اپنی افادیت کے پیش نظرجائزہویا انسانیت کیلئے نفع بخش بھی ہو،اسلام کی خصوصیت اوراس کا خاص امتیازتوحید خالص ہے۔شرک وکفر،اصنام پرستی واوہام پرستی ،فواحش ومنکرات کی بیخ کنی اسلام کا بنیادی نصب العین ہے،اسلام اپنے ماننے والوں کوایسی ہدایات دیتاہے جوخود ان کومذکورہ خرافات سے بچائے اورمعاشرہ میں بھی کفریات وشرکیات کے ساتھ فواحش ومنکرات پرروک لگے۔ایسے ہی منکرات میں سے ایک منکرتصویرکی ممانعت بھی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ ایسے پیغامات جوتصویرکی شکل میں ہونآیا ان کوآگے بڑھانا جائزہوگا یا نہیناورکیا یہ تصویرکشی کے دائرہ میں تونہیں آئے گا؟ تصویرکی تعریف اس طرح کی گئی ہے:صورۃ الشئ ہی الہیئۃ الخاصۃ التی یتمیز بہا عن غیرہ(الموسوعۃ الفقہیۃ۱۲،۹۲،کویت) کہ وہ شئ کی صورت اوراس کی خاص ہیئت ہے جس کے ذریعہ سے اسے غیرسے ممتازکیا جاتاہے،اسکے پیش نظرصورت کا اطلاق ہرتصویرپرہوسکتاہے،خواہ وہ مجسم ہویا مسطح ،دائمی ہویا غیردائمی ،اس کا عکس پڑتاہویا نہ پڑتاہو۔ اس سے معلوم ہوتاہے کہ تصویریں ثابت شدہ ہوں جیسے دستی یا کیمرہ سے لی گئی تصاویریا تراشیدہ مجسمے ہوں ،اورعارضی وغیر محفوظ جیسے آئینہ ،صاف وشفاف پانی یا صاف وشفاف چمکدارفروش اورچھتوں میں ظاہرہونے والے عکوس اگرچہ کہ وہ شئ کے سامنے رہنے پراس کے عکس کوظاہرکرتے ہوں اورشئ کے سامنے سے ہٹ جانے پراس شئ کا سایہ اورعکس

بھی ختم ہوجاتاہو ان سب کا ایک ہی حکم ہےیعنی جس شئ کااصلی حالت میں دیکھنا جائزہواس کا عکس بھی دیکھنا جائزہوگا،اورجس شئ کواصل شکل وشباہت میں دیکھنا جائزنہیں اس کا عکس دیکھنا بھی ناجائزہوگا،اس لئے کفروشرک ،بت پرستی واصنام پرستی پرمبنی تصاویریا حیا وشرم سے عاری فواحش پرمشتمل عکوس خواہ وہ محفوظ شکل میں کسی شئ پرموجودہوں یا غیر محفوظ وقتی عکوس ہوں ان کا دیکھنا جائزنہیں۔

اسلام نے تصویرکی ممانعت کے بہت سے اسباب متعین فرمائے ہیں: پہلی وجہ تواللہ سبحانہ کی صفت تخلیق میں ایک طرح سے اپنی شراکت کا اظہارکہ جیسے خالق نے مختلف اعضاء وجوارح کے ساتھ جانداروں کوپیدافرمایاہے اسی طرح مصوریا مجسمہ ساز کسی حیوان کی شکل وشباہت تیارکرے ،چونکہ اکثرتصاویراورمجسمے باطل پرستی کا دروازہ کھولتے ہیں، اکثر باطل پرست ان کومعبودمان کر ان کی عبادت کرتے ہیں ،اگریہ مقصودنہ ہوتب بھی اللہ سبحانہ کی صفت تخلیق میں اسکے ذریعہ شرکت کا ایک عملی اعلان ضرورہے اس لئے تصویرسازی ومجسمہ سازی کواسلام نے منع کیاہے۔اوربھی کئی مضمرات ہیں جیسے غیراللہ کی تعظیم یا پھرتصاویرکی اشاعت ،اس میں انہماک اوران کے آویزاں کرنے یا باربارا ن کا مشاہدہ کرنے کی صورت میں عبادات میں کوتاہی ،شرعی احکام کی بجاآوری میں تغافل وغیرہ جیسے مفاسدضروردامن گیرہوجاتے ہیں،حدیث پاک کی روسے تصاویرکا وجودنزول رحمت میں مانع اوررحمت کے فرشتوں کے نزول میں رکاوٹ کا باعث ہے:لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ صورۃ (بخاری: ۳۲۲۶)۔ عموماً اکثرتصاویرفواحش ومنکرات کی اشاعت کا بھی ایک بڑاذریعہ ہیں جن کے مفاسد کا اس وقت سارے عالم میں مشاہدہ ہے ۔اس تناظرمیں ایسے پیغامات جوتصویروں کی شکل میں ہوں ان کوآگے بڑھانا جائزنہیں ہوگا اوریہ تصویرکشی ہی کے دائرہ میں آجائے گا ، تاہم تصویرکشی کے جواز یا عدم جواز سے قطع نظر اچھے پیغامات کی اشاعت تصویروں کے بغیربھی ممکن ہے، مفید پیغامات کی اشاعت کے لئے تقریروتحریربڑے مؤثراورکارگرذرائع ہیں،پھرکسی تحریریا تقریرمیں مزید تأثرپیدا کرنے میں اخلاص وللہیت،خداترسی اور پیغام حق کودوسروں تک پہنچانے میں دردسوزی وفکرمندی کے جذبات کا بڑا رول ہے جسکی نافعیت کا تجربہ ومشاہدہ ہردوروہر قوم میں دیکھا گیاہے، تصویروں کی شکل میں بھیجے جانے والے پیغامات میں یہ بات کہاں!! اس لئے بھی یہ شرعاً قابل اعتناء نہیں۔

۷۔ CCTV Camera انسانوں کی تصویرکشی کرتا ہے لیکن اس کامقصدوہ نہیں ہوتا جوشرعی ممنوعات کے دائرہ میں آتاہو ،موجودہ دورمیں جہاں علوم وفنون مینتحقیقات اورسائنسی ایجادات روزافزوں ہیں وہیں صحت مندانہ مذہبی افکار، انسانی شرافت ،اخلا قی اقدار سے انسانی معاشرہ کے محرومی کا شکارہونے کی وجہ سے جرائم کے واقعات میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے، انسانیت وشرافت کا گراف تنزل کی راہ پرہےسی سی ٹی وی

کیمرہ کی خوبی یہ ہے کہ اس کے دائرہ (range)میں آنے والے کی شکل وشباہت کے ساتھ اسکی نقل وحرکت بھی ریکارڈ ہوجاتی ہے ،اس کی وجہ سے مجرمین کی گرفت اورجرائم کی روک تھام میں بڑی مددملتی ہے ،چونکہ اس کیمرہ کی تنصیب حفاظتی نقطۂ نظرسے کی جاتی ہے،اس لئے اس کا جوازہے۔اس بات کا بھی امکان ہے کہ آئندہ اس میں مزیدپیشرفت ہواورشکل وشباہت ونقل وحرکت کے ساتھ اس کا شخصی ریکارڈ بھی کیمرہ میں محفوظ ہوجائے اوراس کی وجہ سے مجرمین تک پہنچنا مزیدآسان ہوجائے۔چونکہ تحقیقات کی دنیا میں وہ انسانی دماغ جن کوخالق فطرت نے صلاحیت بخشی اوراسکی توفیق دی ہے وہ کائنات کے فطری رازوں سے پردہ اٹھانے اوراللہ سبحانہ کی دی ہوئی فہم وعقل کوکام میں لاکرمفیداشیاء کی ایجادکے ساتھ مزید اس کومفید سے مفیدتربنانے میں کوشاں ہیں ،اس تناظرمیں سی سی ٹی وی کیمروں کی تنصیب سے عظیم مصالح جیسے مجرمانہ واقعات کی روک تھام اوراپنے آپ کوبیجاالزامات وشبہات سے بچانے کی اہم غرض وابستہ ہے اسلئے شرعاً اس کا جوازہے۔اصول فقہ کا ایک کلیہ ''الضرورات تبیح المحظورات''(الاصول والقواعد للفقہ الاسلامی، قاعدہ: ۱۸۵، ص: ۱۹۱) ہے، جس سے اس طرح کے احکام مستنبط ہوتے ہیں ۔

۸۔ ہوئی اڈوں پرمسافرین کی جانچ کے لئے اسکیننگ مشین کی تنصیب کہ جس کے سامنے سے گزرنے والے کا پوراجسم مشین پربیٹھے ہوئے شخص کوبے لباس نظرآئے تو اس کا جوازمحل نظرہے۔چونکہ اس کی وجہ سے ایک تو دینی وشخصی حقوق پامال ہوں گے جواسلامی تعلیمات کے مغائرہے،دوسری یہ کہ ایسی مشینوں کا عام استعمال اسلامی احکام وفطری احساسات کی خلاف ورزی ہے،جبکہ اسلام کے ساتھ دیگرتمام مذاہب اخلاقی تہذیب وثقافت،حیا وشرافت کی دعوت دیتے ہیں، اس لئے سخت ضرورت داعی ہوتوایسی خاص اسکیننگ مشینیں نصب کی جانی چاہئیں جن سے کامل طورپرجسم کے اعضاء نمایاں وواضح نظرنہ آتے ہوں، اور جس مقصد کے لئے اس کی تنصیب ضروری سمجھی جارہی ہو وہ بھی پوراہو، لیکن اگرمغربی ممالک کے ہوائی اڈوں پراس طرح کی اسکیننگ مشین استعمال کی جارہی ہو جس سے اسکے آگے گزرنے والے کا پورا جسم مشین پربیٹھنے والے کوبالکل بے لباس نظرآئے تو اس صورت میں اول توانتہائی ناگزیرحالات کے علاوہ ایسے ممالک کے سفرسے مسلمانوں کوسخت احترازکرناچاہئے، اور اگر سفر ناگزیر ہی ہوتوثانیاً مغربی ہوائی اڈوں کے ذمہ داروں سے رجوع ہوکر اسکیننگ مشین کے بغیرتحقیق وتفتیش کے مرحلہ کوقبول کرتے ہوئے اس سے استثناء کی کوشش کرنی چاہئے۔ خاص طورپرمغربی ممالک میں رہائش پذیرمسلمانوں کو اور عمومی طورپر دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کو اسکیننگ مشین کے ذریعہ تحقیق وتفتیش کے طریقہ کارسے استثناء دئیے جانے کی سیاسی، سماجی وبین مملکتی ہرسطح پر سنجیدہ کوشش کی جانی چاہئے، اگریہ

کوشش کامیاب نہ ہوتواسکے خلاف اخلاقی حدود کا پاس ولحاظ رکھتے ہوئے اور مملکتی قوانین کے دائرہ میں رہتے ہوئے صدائے احتجاج بلندکرنا چاہئے۔ من رأی منکم منکرا فإن استطاع أن یغیرہ بیدہ فلیفعل، وقال مرۃ فلیغیرہ بیدہ، فإن لم یستطع فبلسانہ،فإن لم یستطع فبقلبہ وذلک أضعف الإیمان(مسلم۱،۵۱) (تم میں سے جوبرائی دیکھے اگر اسے وہ ہاتھ سے بدل سکتاہوتوضروربدل دے،دوسری روایت کے مطابق اپنے ہاتھ سے اس کو بدل دے،اس کی استطاعت نہ ہوتوزبان سے ،اوراسکی بھی استطاعت نہ ہوتودل سے اس کوبرا سمجھے، اوریہ ایمان کا کمزورترین درجہ ہے)۔

ایسی اسکیننگ مشین جس کے سامنے گزرنے کی وجہ سے جسم کا رنگ اورجسم کے خاص اعضاء جن کی پردہ پوشی شرعاً لازم ہے اورجن کا دیکھنا حرام وناجائزہو ظاہرنہ ہوتے ہوں اورجس مقصدکے لئے تحقیق وتفتیش مقصودہووہ حاصل ہوجاتا ہوتوناگزیر حالات میں اسکے جواز کی رائے دی جاسکتی ہے۔ ایک صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ہوائی اڈوں پرایسی مشینوں کا استعمال کچھ دنوں میں ہوتا ہواورکچھ دنوں میں ان کے استعمال کے بغیرسفری سہولتیں فراہم ہوں اورسفری اخراجات ان دنوں گراں ہوں تب بھی اس کوگوارہ کرتے ہوئے جن دنوں میں اسکیننگ مشین کے ذریعہ تحقیق وتفتیش کے بغیرسفرکی سہولت مہیا ہوان دنوں میں مسلمانوں کوسفراختیارکرنا چاہئے۔ بعض مغربی ممالک کے ہوائی اڈوں پراگرایسی اسکیننگ مشین نصب کردی گئی ہے کہ اس کے سامنے سے گزرنے والے شخص کا پورا جسم مشین پربیٹھے ہوئے شخص کوبے لباس نظرآتا ہواوروہ ممالک تحقیق وتفتیش کی غرض سے ہرایک مسافرکواس سے گزارنا طے کرچکے ہوں اوراس میں کسی طرح کی تبدیلی کی رائے سننے کے لئے تیارنہ ہوں ،تو آخری اورانتہائی رائے یہ ہوسکتی ہے کہ کم ازکم خاص مشتبہ افراد کے لئے تحقیق وتفیش کے اس طریقہ کارکواختیار کیا جانا چاہئے ہرخاص وعام کے لئے نہیں؛ تاکہ دوسرے شریف النفس امن پسندشہریوں کوراحت مل سکے۔

محوردوم :

۱۔ ایک مومن کے دوسرے مومن پرکچھ حقوق ہیں ان میں ایک حق یہ بھی ہے کہ دوسروں کے لئے وہی چیزپسندکرے جواپنے لئے پسندکرتاہے اورجواپنے لئے ناپسندکرتاہو اس کودوسروں کے لئے بھی ناپسندکرے: لا یؤمن أحدکم حتی یحب لأخیہ ما یحب لنفسہ’’(صحیح البخاری، رقم: ۱۳) بشمول آئی ٹی ماہرین و دیگرتمام جویہ بات پسند نہیں کرتے کہ کوئی ان کے شخصی ونجی امورتک پہنچنے کی کوشش کرے توپھران کوبھی چاہئے کہ قفل شکنی کرکے دوسروں کے شخصی معلومات تک رسائی حاصل کرنے یا ان کی چوری کرنے سے سخت اجتناب کریں۔کسی اورکے نجی وشخصی پوشیدہ امورکی کھوج

مزاج اسلامی کے یکسرمنافی ہے ،ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ دوسروں کی ٹوہ اورکھوج میں لگے رہنے سے سخت احتیاط برتی جائے؛کیونکہ انسان اپنے بارے میں اس بات کوپسند نہیں کرتا کہ کوئی دوسرا اس کی کھوج میں لگا رہے اور اس کی خفیہ شخصی کمزوریوں سے واقف ہواوربدگمانی کاشکارہوجائے یا واقف ہو کراس کومعاشرہ میں پھیلائے اوراس کی رسوائی کا سامان کرے،اس لئے انسان کی فطرت بہت سے شخصی امورکوپوشیدہ رکھنا چاہتی ہے،،خالق فطرت نے خود اس فطری تقاضہ کی رعایت رکھی ہے،نجی وشخصی معاملات کوئی انٹرنیٹ پرمحفوظ کرلے تو اس کومقفل رکھنے کی صورت ممکن ہے ، مقفل کرنے کی صورت مینعام افراد کی رسائی کا امکان نہیں،لیکن اگرکچھ آئی ٹی ماہرین اپنی صلاحیت کوبروئے کارلاکراس قفل کوتوڑ تے ہوئے کسی کے شخصی ونجی موادتک رسائی حاصل کرلیتے ہیں توشرعاً اس کی اجازت نہیں، کسی کی شخصی ونجی ایسی معلومات جن سے اس کی عزت وآبروکوٹھیس لگ سکتی ہو سخت حرام اورناجائزہے:أیہا الناس! إن دماء کم وأعراضکم حرام علیکم إلی أن تلقوا ربکم کحرمۃ یومکم ہذا فی شہرکم ہذا فی بلدکم ہذا (کنزالعمال : ١٢٩١٢) (اے لوگو!تمہارے خون اورتمہاری عزت وآبروایک دوسرے پرحرام ہیں یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جاملواوریہ حرمت ایسی ہی ہے جیسے آج کے دن کی اورتمہارے اس مہینہ کی اورتمہارے اس شہرکی حرمت ہے)۔ قفل توڑکر معلومات کی چوری کی وجہ سے معاشی پہلوسے نقصان پہنچ سکتا ہوتو اس کے حرام وناجائزہونے میں کوئی کلام نہیں تاہم عزت وآبروکوٹھیس پہنچانا اشدحرام ہے،معاشی پہلوسے نقصان پہنچانا بھی حرام ہے لیکن اس کی حرمت عزت وآبروکوٹھیس پہنچانے کی حرمت سے کم تر ہے۔ ایسی معلومات جن سے چوری کرنے والے کوتوفائدہ ہواوراصل شخص کوکوئی نقصان نہ ہوجیسے علمی ومطالعاتی یادداشتیں وغیرہ، یہ بھی چوری ہے جو جائزنہیں،لیکن اس کا گناہ مندرجہ بالا دونوں امورسے کم ہے ۔چوری ہرحال میں چوری ہے، پہلی قسم کی چوری توسخت ناجائزوحرام ہے،دوسری قسم کی چوری بھی چوری ہے اس لئے یہ بھی جائز نہیں،تیسری قسم کی چوری کا گناہ دونوں سے کمترضرور ہے لیکن چوری بہرحال چوری ہے، ہرصورت میں اس سے سخت اجتناب شرعا ضروری ہے، علمی ومطالعاتی یادداشتیں وغیرہ کسی نے چوری کرلی ہو نتو انٹرنیٹ پران کومحفوظ کرنے والے سے معافی وتلافی کے بعد اس کی اجازت سے خود اس کا استفادہ کرنا اوراس کی اجازت سے اس کوآگے بڑھانا بھی جائزہوگا،بہترصورت تویہ ہے کہ کسی کے علمی ومطالعاتی محفوظ موادتک محفوظ کرنے والے کی اجازت سے رسائی حاصل کی جائے اوراس سے استفادہ بھی اس کی اجازت ہی سے کیا جائے اس کے جوازمیں شرعا کوئی کلام نہیں۔

اب یہاں سوال یہ پیداہوتاہے کہ ایسی چوری جس پرسزاجاری نہ ہو ایسی چوری آیا

چوری کے دائرہ میں آتی ہے یا نہیں؟اسلام میں چوری کی سزاقطع یدہے:والسارق والسارقۃ فاقطعوا أیدیہما جزاء بما کسبا نکالا من اللہ(المائدہ: ۳۸)۔ بعض فقہاء کے ہاں سرقہ کا حکم عام ہے خواہ معمولی شئی کی چوری ہویا قیمتی شئی کی ،ائمہ احناف نے کسی ا یسی شئ کی چوری جس کی قیمت دس درہم کے بقدریا اس سے زائدہو اورجوکسی محفوظ مقام یاجگہ سے بلااجازت مالک اٹھائی گئی ہو چوری قراردیا ہے، اس سے کم مالیت کی شئ چوری کرنے پرقطع یدکی سزاجاری نہیں ہوگی۔ انٹرنیٹ پر محفوظ ومقفل نجی وشخصی مواديا علمی ومطالعاتی مواد مال کی تعریف میںآتا ہے یا نہیں یہ مسئلہ اپنی جگہ محتاج بحث ہےچونکہ چوری کی جوتعریف کی گئی ہے وہ اس پراس معنی میں صادق نہیں آتی کہ انٹرنیٹ پرمحفوظ مقفل علمی ومطالعاتی یادداشتیں قفل توڑکرچوری کرلی جائیں تواصل موادجوں کاتوں محفوظ کرنے والے کے پاس محفوظ رہتا ہے جبکہ سرقہ کی تعریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مادی اشیاء کے سرقہ سے مالک اس شئ سے محروم ہوجاتا ہے ،اس فرق کی وجہ سے یہ بات واضح ہے کہ محفوظ مواد کی چوری دراصل اصل شئ کی چوری نہیں بلکہ اس محنت کی معنوی چوری ہے جوبڑی محنت سے محفوظ کرنے والے نے تیارکی ہے۔ تاہم اب حقوق کی بھی چونکہ مالی منفعت تسلیم کرلی گئی ہے اس لئے ان کی خریدوفروخت کے جواز کا رجحان پیداہوگیا ہے ،اس لئے اس کی چوری پربھی سزاکا نفاذہونا چاہئے، بعض فقہا جیسے شوافع وحنابلہ کے ہاں حقوق ومنافع کی بیع بھی درست ہے : ہو عبارۃ عن تملیک عین مالیۃ، أو منفعۃ مباحۃ، علی التأبید، بعوض مالی(الانصاف مع المقنع ۷٫۱۱ ، الطبعۃ الاولی، ۱۴۱۵ھ ۱۹۹۵م)۔ وفی الشرع مقابلۃ المال بالمال أو نحوہ تملیکا (المجموع شرح المہذب ۱۷۴٫۹)، اس سے ظاہرہے کہ مالیت کی حامل عین شئی یا ہمیشہ قائم رہنے والی مباح منفعت کومالی عوض کے ساتھ خرید وفروخت کیا جاسکتا ہے،اسی طرح مالکیہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

سورہ حجرات آیت ۱۲میں جن اعمال سے منع کیا گیاہے اس میں بد گمانی،عیب جوئی ،غیبت کے ساتھ کسی کی ٹوہ میں لگنا اورتجسس کرنا بھی شامل ہے،ممانعت کی کئی وجوہات ہیں: ایک یہ کہ جس کے بارے میں پہلے ہی سے اچھی رائے ہواورتجسس کی وجہ سے اسکے شخصی موادتک رسائی حاصل ہوتو ممکن ہے بدگمانی پیداہوجائے اس لئے بھی تجسس ناجائزہے، تجسس کے ناجائزہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ متجسس (ٹوہ میں رہنے والے)کا مقصدکسی کی کمزوریوں ،خامیوں ،عیبوں اوربرائیوں سے واقف ہوکراس کوبدنام اوررسوا کرنا ہوتاہے،بسااوقات بعض شریف النفس، صاحبان فضل وتقوی کی پردہ دری کیلئے یا پھرکسی عام انسان کی شخصی حیثیت کومتاثرکرنے اورنقصان پہنچانے کی غرض سے مخالفین اس کو ہتھیار بناتے ہیں، کسی کی ٹوہ میں لگنا بذات خودناجائزہے،کسی کی ٹوہ میں رہنا پھرمزیداس کا پروپیگنڈہ کرنا کیسے جائز ہوسکتاہے؛

جبکہ اسلام بغیرکسی تجسس و ٹوہ میں لگنے کے کسی کی شخصی کمزوریاں علم میں آگئی ہوں تو ان کی پردہ پوشی کوپسندکرتا ہے: من سترعورة أخیہ المسلم سترہ اللہ عورتہ یوم القیامۃ ومن کشف عورة أخیہ المسلم کشف اللہ عورتہ حتی یفضحہ بہا فی بیتہ (سنن ابن ماجہ: ۲۵۴۶) ومن ستر مسلما سترہ اللہ یوم القیامۃ (سنن الترمذی: ۱۴۲۶)۔ اسلام نے کسی کے بارے میں تجسس اورٹوہ میں لگنے سے منع کرکے اس کی شخصی ونجی امورکی پردہ پوشی کے ساتھ اس کی آزادی اورحریت کوتسلیم کیا ہے، اس کا یہ حق اس بات کا تقاضہ کرتاہے کہ کوئی اس میں نہ کسی طرح کی مداخلت کرے اورنہ کوئی رخنہ اندازی پیدا کرے۔ حریت وآزادئ رائے کے عنوان سے بھی اسلام کسی کے شخصی معاملات کریدنے کی اجازت نہیں دیتا ،اسلام دشمن طاقتوں نے حریت وآزادی کی آڑمیں اس فتنہ کا دروازہ کھولا ہے،ہاں البتہ تجسس کے بغیریا باوثوق ذرائع سے شخصی یا جماعتی ایسی خرابیاں جوفواحش ومنکرات کی دائرہ میں آتی ہیں اورجوبحیثیت مجموعی امت میں بگاڑوفسادکا ذریعہ بن سکتی ہوں ان کی روک تھام ''تأمرون بالمعروف و تنہون عن المنکر'' کے ارشاد پاک سے خیرامت کا منصب ہے ،اہل ایمان کویہ بات ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہ غیرضروری کسی کی ٹوہ میں لگنے سے گریزکریںاورجس بات کا علم نہ ہوغیرضروری کھوج کرکے اس کے پیچھے نہ دوڑیں؛ کیونکہ کان،آنکھ اوردل سے بروزحشربازپرس ہوگی:ولا تقف ما لیس لک بہ علم،إن السمع والبصر والفؤاد کل أولئک کان عنہ مسئولا(بنی اسرائیل: ۳۶)، یہ آیت پاک ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہئے۔

تجسس ایک فطری امرہے جوانسان کو آگے بڑھنے اور علم وفن میں کمال حاصل کرنے اورعروج کے منازل سرکرنے کی راہ فراہم کرتاہے، بدلتے حالات مینعلم وتحقیق کی دنیا میں تجسس کائنات اوراس میں موجوداشیاء میں تحقیق وجستجو اوراس سے منافع کی تحصیل صفت تجسس ہی کی وجہ سے ممکن ہے ، ایسی کھوج اورایسا تجسس جوکسی کی شخصی ونجی معلومات میں کھوج سے متعلق نہ ہو اوروہ تجسس جوبحیثیت مجموعی دوسروں کونقصان وضرر پہنچانے کی غرض سے نہ ہو بلکہ علوم وفنون میں مہارت وکمال کی غرض سے ہو شرعاً منع نہیں،بلکہ یہ جائزومستحسن اورمحمودوپسندیدہ ہے۔البتہ وہ تجسس جوکسی کی نجی وشخصی زندگی میں تاک جھانک کرکے اسکی عزت وآبروسے کھلواڑکرنا اورکوئی اسکینڈل یا اس کے ذریعہ کسی کا استحصال کرنا یااس کوتفریح طبع کا ذریعہ بنانا شرعاً ناجائزوحرام ہے۔

۲۔ کسی دوسرے شخص کی ایسی معلومات کی چوری جس سے چوری کرنے والے کوتوفائدہ ہو لیکن اصل شخص کوکوئی نقصان نہ ہوتب بھی ان معلومات کی چوری ہی اولاً ناجائزہے،ثانیا ان معلومات کواس شخص کی اجازت کے بغیرآگے بڑھا نا یقیناجائزنہیں ہوگا۔جوازکی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ معلومات کاچوری کرنے والا اپنی کوتاہی کی

معافی وتلافی کرلے پھراس شخص کی اجازت سے ان معلومات سے فائدہ اٹھائے اوراسکی اجازت ہی سے اس کوآگے بڑھائے۔دلوں کوکدورتوں سے پاک رکھنے، انتقامی جذبات بھڑکنے کے مواقع فراہم نہ ہونے دینے اورباہمی تعلقات کوخوشگواررکھنے میں اس کی بڑی اہمیت ہے ،اسلام نے ان مفاسدکے پیش نظرہی معاملات کودرست وصاف ستھرا رکھنے کی تاکیدکی ہے۔معاملات کی درستگی اسلام میں بڑی اہمیت رکھتی ہے،اس میں سستی،کاہلی،غفلت ولاپرواہی یا معاملات کی درستگی سے متعلق اسلامی ودینی احکام وہدایات سے انحراف جہاں شخصیت پر اثراندازہوتا ہے وہیناس کی عبادات اوردینی معاملات کوبھی متاثرکئے بغیرنہیں رہتا، اورمعاملہ کا وہ فریق جس سے سابقہ ہے اس کے دل میں تنفرپیداہوتاہے،عداوت ودشمنی کے جذبات فروغ پاتے ہیناس لئے کسی کے محفوظ معلوماتی مواد کی اول توچوری سے احترازکیا جائے ،اگرلا علمی یا غفلت میں چوری کرلی ہوتومعافی تلافی ہی اس کی اصلاح کا واحدحل ہے۔

۳۔ شوہر اوربیوی چونکہ ایک دوسرے کے رفیق اورزندگی کے سردوگرم کے ساتھی ہوتے ہیں اس لئے ان کے درمیان بڑی حدتک نجی وشخصی معلومات کی پوشیدگی کا تصور ذرادشوارہے ،اللہ سبحانہ تعالی نے ان کی آپسی قربت کو ‘‘ہن لباس لکم وأنتم لباس لہن’’ سے تعبیرفرمایاہے۔اس آیت پاک میں شوہروبیوی کے خصوصی تعلق کے علاوہ ایک دوسرے کے ذاتی وشخصی معاملات میں ان کا آپس مینرازدارہونے،ایک دوسرے کی کمزوریوں کی سترپوشی اوران سے صرف نظرکرنے اورایک دوسرے کی خوبیوں پرنظررکھتے ہوئے زندگی گزارنے کے اشارے ملتے ہیں۔ظاہرہے شوہراور بیوی کی زندگی ایک دوسرے کے حق میں کھلی کتاب ہو،تاہم بیوی اورشوہر کے والدین وغیرہ کی نسبت سے خاندانی معاملات یا کاروباروںمعاملات کے ایسے شخصی رازجن کا ایک دوسرے کے علم میں آجانا شخصی نقصان یا دونوں کے درمیان باہمی رنجش وناراضگی کا باعث بن سکتا ہو توان جیسے بعض وجوہ ومصالح کے پیش نظران کو پوشیدہ رکھا جاسکتا ہے ،اگروہ انٹرنیٹ پرمحفوظ ہوں تو اس میں تجسس کرکے ان تک رسائی حاصل کرنا شرعاً درست نہیں ہوگا،البتہ یہ یا اس کے علاوہ دیگر معلومات تک اجازت کے ساتھ رسائی حاصل کرلی جائے توشرعاً مضائقہ نہیں،تاہم ایسی نجی وشخصی معلومات کا اخفاء جوایک دوسرے کے حقوق سے متعلق ہوں اورجن کے معلوم ہوجانے سے اصلاح کی کوئی تدبیراختیارکی جاسکتی ہوتوایسی معلومات تک رسائی حاصل کرنے کی اجازت ہونی چاہئے اورشوہروبیوی کے درمیان اس کی وجہ سے کوئی ناراضگی اورخفگی بھی نہیں پیداہونا چاہئے۔

تہذیب جدیدمیں جہاں بہت سی برائیاں اورخرابیاں مغرب زدگی کی وجہ معاشرتی زندگی کا حصہ بن گئی ہیں ان میں بعض نوجوان شوہروں اوربیویونکی ایک دوسرے سے وفاداری مشکوک ہوگئی ہے اجنبی مردوں اورعورتوں سے غیراخلاقی روابط اسکی ایک

وجہ ہے،انٹرنیٹ ،اسمارٹ فون وغیرہ وغیرہ جیسے جدید مواصلاتی آلات بھی غیراسلامی وغیراخلاقی روابط وتعلقات کے قیام میں بڑارول اداکررہے ہیں ،بعض واقعات میں بیوی شوہر کی وفادارنہیں رہتی اس لئے وہ شوہرکی اطلاع کے بغیرغیروں سے انٹرنیٹ کی دنیا میں کھوئی رہتی ہے اورکہیں شوہربیوی کا وفادارنہیں رہتا اس لئے وہ بھی رازدارانہ انداز میں غیرعورتوں سے روابط بنائے رہتا ہے،اس جیسی غیر شرعی و غیراخلاقی برائیوں نے شوہروبیوی کی زندگی میں ایک خلیج حائل کردی ہے ، ازدواجی زندگی کا خوشگوارماحول قرآن پاک میں جس کو ‘‘لتسکنوا إلیہا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ’’ (الروم: ۲۱) سے تعبیرفرمایا گیاہے بتدریج ختم ہوتا دکھائی دے رہاہے،خدابے خوفی اورآخرت فراموشی کی وجہ رفاقت کارشتہ رقابت میں تبدیل ہورہاہے۔آپسی وفاداری سے قلوب میں راحت وسکینت،پیارومحبت کی شمع فروزاں ہونے کے بجائے بے وفائی کے چلن سے عداوت ودشمنی کی تاریکیانچھارہی ہیں،آپسی حسرتوں،امنگوں ،آرزئوں اورخوشیوں کے جہاں گل کھلنے چاہئے تھے وہاں ان سب کا خون ہونے کی وجہ سے زندگی کی زمین نفرتوں اورتلخیوں کے خس وخاشاک سے سونی دکھائی دے رہی ہے۔رحمت ومہربانی،ایثاروقربانی کے جذبے معدوم ہوتے جارہے ہیں،سفرحیات خوش انجام ہونے کے بجائے حسرتناک بنتا جارہا ہے،ایسے میں بیوی پاک دامن ہو اور شوہرکادامن داغدارہویاشوہرکادامن بے داغ ہو ،شب وروزکی سرگرمیوں سے اسکے آثاروشواہدنمایاں ہوں تو پاکیزہ کرداربیوی کوبدکردار شوہرکی اورباکرداربے داغ شوہرکوبے آبرو بیوی کی غیراخلاقی سرگرمیوں سے انٹرنیٹ کے ذریعہ اصلاح کی غرض سے واقفیت حاصل کرنے کی اجازت ہوگی؛ تاکہ خیرخواہانہ جذبات واحساسات کے ساتھ غوروخوض کرنے سے نتیجہ خیزحل کی تدابیراختیار کرنے کی راہ کھل سکے،حقائق تک رسائی کی غرض سے اس تجسس کوناجائزنہیں کہاجاسکتا؛کیونکہ اس سے ایک دوسرے کی آبروریزی نہینبلکہ اپنے رفیق سفرکی اصلاح حال مقصودہو تی ہے۔ خاندان کو جوڑے رکھنے، اسکا شیرازہ بکھرنے سے بچانے اورغیراخلاقی خرابیوں کی روک تھام اورگھریلووسماجی زندگی کی پاکیزگی کے لئے موجودہ غیراخلاقی حالات میناس کی اجازت سے انکارنہیں کیا جاسکتا۔

۴۔ ملکوں اورشہروں میں امن عامہ کا قیام رعایہ کے حق میں ہے،ملکوں اورقوموں کی ہمہ جہت ترقی وعروج میں اس کا بڑارول ہے ،سماج کواخلاقی اقدارکا پابندبنائے رکھنے کے لئے جس اسلامی ،مذہبی اخلاق کی ضرورت ہے اس کی برقراری کے لئے حکومتی اورملی سطح پرسنجیدہ کوشش اورموثرتدابیرضرور اختیارکی جانی چاہئے اورایسے ملکی قوانین جوشہریوں کی فلاح وبہبودسے متعلق ہوں اس پرعمل آوری کوبھی یقینی بنایا جانا چاہئے؛ تاکہ سماج میں ہونے والے جرائم کا سدباب ہویا جرائم کا تناسب کم سے کم ہو۔چونکہ جوسماج بکثرت جرائم پیشہ اوردہشت گردعناصرپرمشتمل ہوان کے

ضررونقصان سے رعایا کی حفاظت بھی حکومتوں کی ذمہ داری ہے ،اس ذمہ داری سے عہدہ برآہونے کی غرض سے ان جیسے عناصر کی خفیہ معلومات تک رسائی شرعاً جائزہے۔ سماج میں کون جرائم پیشہ ہے اورکون نہیں ہے یہ واضح نہ ہوتو عمومی طورپردوسروں کی خفیہ معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں، تاہم حکومت کوچاہئے کہ وہ مشتبہ افراد کے بارے معلومات حاصل کرے، اس تناظر میں حکومت اورمحکمہ پولیس اس جذبہ خیرکے ساتھ دوسروں کی خفیہ معلومات حاصل کرے تو اس کا جوازہے، لیکن شرط یہ ہے کہ حکومت اورمحکمہ پولیس کے عہدیدار مخلص ہوں،کسی عام شریف شہری کوستانا اورپریشان کرنایا انتقاماً کوئی کارروائی کرنا مقصود نہ ہو ‘‘الضرورات تبیح المحظورات’’ (الاشباہ والنظائر: ۷۳)کی روسے اس کا جوازہے۔ حکومتوں اورپولیس محکموں کا فریضہ منصبی ہے کہ وہ رعایا کو ظالموں کے ظلم و ستم سے بچائیں ،مظلومونکی مددکریں اورظالموں کوقرارواقعی سزادیں؛ تاکہ امن وامان بحال رہے۔ ساری دنیا کے حکمرانوں اورقضاۃ (ججز)کوچاہئے کہ وہ اپنے فریضہ منصبی سے حقیقی معنی میں عہدہ برآہونے کے لئے سیدنا ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کی زندگی سے روشنی حاصل کریں جو خداترس،اولوالعزم،انصاف پسند، بے یار ومددگار، مظلوم ومجبور، کمزوروں کے بہی خواہ وطرفدار ،طاقتور،زورآورظالموں کوظلم سے بازرکھنے کے ایمان پرورکردارکے مالک تھے،ظالموں کے خلاف سینہ سپرہوجانے کے ایمانی جذبہ سے سرشار تھے، چنانچہ آپ جب خلیفہ منتخب ہوئے تو اپنے ان ایمانی وانسانی جذبات واحساسات کا اپنے خطبہ میں برملا اظہارفرمایا:بے شک میں تم پرنگران مقررکیا گیا ہوں۔تم میں جوکمزورہیں وہ میرے نزدیک طاقتورہیں یہاں تک کہ میں ان شاء اللہ ان کا حق ان کوواپس دلوا کران کوراحت پہنچادوں اورجوتم میں طاقتورہیں وہ میرے نزدیک کمزور ہیں یہا ں تک کہ میں ان شاء اللہ ان سے غصب شدہ حقوق واپس کروادوں۔

أما بعد۔ أیہا الناس فإنی قد ولیت علیکم -----والضعیف فیکم قوی عندی حتی أریح علیہ حقہ إن شاء اللہ، والقوی فیکم ضعیف عندی حتی آخذ الحق منہ إن شاء اللہ (سیرۃ ابن ہشام ۳۱۲،۴)۔

۵۔ کسی دوسرے شخص کی خفیہ معلومات تک رسائی ہوجائے اوران معلومات سے یہ بات واضح ہو کہ وہ کسی اورکونقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتاہے اوریہ بات ظن وتخمین کے درجہ میں نہ ہوبلکہ یقین کے درجہ میں ہو تواس دوسرے شخص کونقصان وضررسے بچانے کے لئے صورتحال سے نہ صرف واقف کرانا درست ہے بلکہ اس کوضررونقصان سے بچانے کی غرض سے ممکنہ عملی تعاون سے بھی گریزنہینکرنا چاہئے؛چنانچہ موسی علیہ السلام کے بارے میں قرآن پاک میں ذکرکردہ واقعہ کے دلالۃالنص سے اس کی تائیدہوتی ہے۔واقعہ یہ ہے ان کے ہاتھوں ایک شخص کی موت ہوگئی تھی اور قبطی کے

کہے گئے قول '' أ تريد أن تقتلنی كما قتلت نفسا بالأمس'' سے اس بات کا اشارہ ملتاہے کہ قبطی کے علم میں یہ بات آگئی تھی کہ کل کے قتل کے ذمہ دارموسی علیہ السلام ہی ہیں،پھراس نے فرعون کواس کی اطلاع دیدی ،اس طرح جب فرعون اوراس کی حکومت کے کارپردازوں کو اس کا علم ہوچکا ،اس بناپرانہوں نے آپ کوگرفتارکرنے اورقتل کی سازش کرتیارکرلی تھی، اس سازش کا ایک شخص کوعلم ہوگیا تووہ دوڑے دوڑے شہرکے اس کنارہ سے موسی علیہ السلام جہاں تھے وہاں تک پہنچا اورکہا: اے موسی! یہاں کے سردارآپ کے قتل کے بارے میں سازش رچ رہے ہیں لہذامجھے خیرخواہ مان کر یہاں سے آپ جلدی سے چلے جائیے (القصص: ۱۹،۲۰)۔ حدیث پاک ''الدين النصيحة، قلنا لمن ؟قال:للّٰہ ولكتابہ ولرسولہ ولأئمة المسلمين وعامتهم'' (مسلم: ۵۵) (دین سرتاپا خیرخواہی کا نام ہے، ہم نے عرض کیا: کس کے لئے؟توآپ ﷺنے فرمایا: اللہ سبحانہ اوراس کی کتاب(قرآن مجید)اوراس کے رسول(محمدرسول اللہﷺ)اورمسلمانوں کے ائمہ وقائدین اورعامۃ المسلمین کے لئے) سے بھی یہ بات ثابت ہے ۔اسلامی اخوت اورانسانی اخوت ہردوکا تقاضہ ہے کہ کسی تخصیص کے بغیرہرایک کوضرررونقصان سے بچایا جائے ،حدیث پاک میں واردہے: جوشخص اپنے بھائی کی عزت آبرو کا (اسکی غیرموجودگی میں) دفاع کرے اوراسکی عزت وآبروکی حفاظت کرے تو اللہ سبحانہ اسے جہنم کی آگ سے قیامت کے دن محفوظ رکھے گا : من رد عن عرض أخيہ رد الله عن وجہہ النار يوم القيامة (سنن الترمذی: ۱۹۳۱)۔ تمہارے دین اورتمہاری سلامتی کا رازیہ ہے کہ تم اپنے ہاتھوں کولوگوں کے خون سے ،اوراپنی زبانوں کوان کی عزتوں سے اوراپنے بطون(شکم) کوان کے مالوں سے محفوظ رکھو۔أيها الناس! إن سركم أن تسلموا ويسلم لكم دينكم، فكفوا أيديكم عن دماء الناس، وكفوا ألسنتكم عن أعراضهم، وكفوا بطونكم عن أموالهم (مكارم الاخلاق للخرائطی، الجزء الثالث، باب ما يستحب من كف الاذى عن الناس، رقم : ۳۷۹)۔

إن أفضل المسلمين إسلاما من سلم المسلمون من لسانہ ويدہ (كنز العمال۱،۸۹، رقم: ۷۴۸)۔

ان آثارسے واضح ہے کہ اپنی ذات سے کسی کونقصان پہنچے جہاں یہ بات کمال ایمان واسلام بلکہ انسانیت کے مغائرہے وہیں کسی اورسے کسی دوسرے کی ذات کونقصان پہنچنے کی منصوبہ بندی کا علم ہوتونقصان پہنچنے والے کوضرررونقصان پہنچنے سے بچانے کی کوشش وتدبیر بھی کمال ایمان کا حصہ اور ایک اہم ترین مومنانہ فریضہ ہے۔

۶۔ بہت سے لوگ اپنا فیس بک اکائونٹ کھولتے ہیں اس میں ان کی بہت سی معلومات بھی موجودہوتی ہیں،بعض کمپنیاں تجارتی مقاصد کے تحت ماہرین سے خواہش کرتی ہیں کہ ان معلومات کا ڈاٹا جمع کرکے ان کومہیا کریں،اس صورت میں متعلقہ شخص کی اجازت کے بغیرایسی معلومات کا ڈاٹاجمع کرکے کمپنیوں کومہیا کرنا اوران سے اس

کی اجرت حاصل کرنا جائزنہینہوگا؛ البتہ حکومتیں عام افراد کے استفادہ کی غرض سے تجارت وکاروبار کے ڈاٹا سے استفادہ کی سہولتیں مہیاکررکھی ہوں تواس میں اذن عام ثابت ہے، اگرکوئی ان سے ڈاٹا جمع کرکے کمپنیوں کوفراہم کرتاہوتوچونکہ اس میں کوئی چوری نہیں ہے اس لئے ان کا ڈاٹا جمع کرکے کسی اورکویا کمپنیوں کوفراہم کرنا اوراس پراجرت حاصل کرنا بھی شرعاً جائزہوگا۔

۷۔ مجرمین کے جرائم کا پردہ چاک کرنے اوران کے جرائم پرشہادت فراہم کرنے کی غرض سے خفیہ کیمروں کا استعمال کیا جاسکتاہے ،چونکہ اس سے مقصودخوفناک ملزمین کے جرم کومنظرعام پرلانا اورمظلوموں کی مددکرناہوتا ہے اس لئے شرعاً جائزہے۔اسکی کچھ تفصیل محوراول سوال سات(۷) کے ضمن میں آچکی ہے،چنانچہ تہلکہ ڈاٹ کام کئی خوفناک مجرمین کے جرم کومنظرعام پرلاچکی ہے اوراس سے مظلوموں کومددبھی ملی ہے ،ان حقائق کی روشنی میں خفیہ کیمروں کے استعمال کی افادیت مسلم ہے، اس لئے خفیہ کیمروں کے استعمال کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہئے۔

۸۔ فنی ماہرین مخصوص مقاصد کے لئے سافٹ ویرتیارکرتے ہیں،چونکہ اس کی تیاری کے مرحلہ میں کافی صرفہ آتاہے ،صلاحتیں ومحنتیں بھی صرف ہوتی ہیں ،ا سلئے قانونی طورپراس کوتیارکرنے والوں کی ملکیت مانا جاتاہے ،اس کا قفل توڑکراس سے استفادہ کرنا بھی قانوناً جرم ماناجاتاہے،اس لئے کوئی اپنی لیاقت وصلاحیت کے ذریعہ اس کا قفل توڑ دیتا ہے توشرعاً یہ بھی جرم وگناہ ہے۔پھراس سے استفادہ کرنا یا گاہکوں کوبیچنا بھی سخت ناجائز ہی ہوگا،کسی نے قفل شکنی کا ارتکاب کرکے اس سافٹ ویئر کوچوری کرلیا ہواورخریدنے والے کواس کا علم ہو گیا ہوتواس کا خریدنا بھی ناجائزہے:فی الہندیۃ کل عین قائمۃ یغلب علی ظنہ أنہم أخذوہا من الغیربالظلم وباعوہا فی السوق فإنہ لا ینبغی أن یشتری ذلک وإن تداولتہا الأیدی (ہندیہ ۳۶۴،۵) چوری کرنے اورفروخت کرنے والے کا جرم اسکی چوری کا علم رکھنے کے باوجود خریدنے والے کے جرم کے مقابل زیادہ ہوگا،البتہ خریدارکوچوری کا علم نہ ہوتوقفل توڑکراس سے استفادہ کرنے اورفروخت کرنے کا مرتکب تومجرم ہوگالیکن لا علمی میں خریدنے والے پرکوئی جرم عائدنہیں ہوگا۔اس خصوص میں کچھ وضاحتیں درج ذیل ہیں :

(۱) ایسی کمپنیاں جوسافٹ ویئر تیارکرتی ہیں اوراسکی لائسنس فیس بھی مقررکرتی ہیں تووہ پیڈسافٹ ویئر کہلاتا ہے اس لئے مقررہ فیس اداکرکے ایسے سافٹ ویئر کو ڈائون لوڈ کرکے استفادہ کرناشرعا جائزہوگا۔

(۲)ایسے تمام سافٹ ویئرس جن کی فیس مقررہوتی ہے اوران کے لائسنس کے حصول کا لزوم ہوتاہے اورملکی قانون بھی اس کوتسلیم کرتا ہے تو اس صورت میں ان کی فیس اداکئے بغیریا لائسنس حاصل کئے بغیران سے استفادہ شرعا جائزنہینہوگا،ان میں بعض

وہ سافٹ ویئرہوتے ہیں جن کے استعمال سے تحصیل علم میں مددحاصل ہوتی ہے اورکچھ کمپیوٹرکی تعلیم اورجدید ٹکنالوجی کی تحصیل میں سہولت کیلئے بھی بعض کمپنیاں ویڈیوزبناتی ہیں اوران ویڈیوزکوانٹرنیٹ پرفروخت کرتی ہیں، ان کی مددسے ٹریننگ کا حصول اوربہترین ذرائع معاش کی تلاش آسان ہوجاتی ہے،اگرکچھ افرادایسے ہیں جواس کوخریدنے کی سکت نہیں رکھتےتو ان کے لئے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ان سے استفادہ کرنا شرعاً جائزنہیں۔ کمپنی کے اصول کی خلاف ورزی خیانت ہے ،اوراسلام میں خیانت جائزنہیں،حدیث شریف میں وارد ہے:لا دین لمن لا أمانۃ لہ(مصنف عبد الرزاق: ۲۰۱۹۲) حکومت نے بھی اس قانون کوتسلیم کرلیا ہوتو اس کی خلاف ورز ی بھی جائز نہیں، وفی الشامیۃ:تحت (قولہ تجب طاعۃ الامام۔۔الخ) لأن طاعۃ الإمام فیما لیس بمعصیۃ واجبۃ (۱۷۲،۲) ہاں البتہ کسی نے قانونی طورپرایسے سافٹ ویئر کو خرید لیا ہے توجہاں اس سے استفادہ خریدارکے لئے جائزہے اسی طرح وہ کسی غیرمستطیع فردکواس سے استفادہ کی گنجائش فراہم کردے توشرعاً جائزہوگا۔

۹۔ اسلام کسی کی نجی وذاتی زندگی میں تاک جھانک کی اجازت نہیں دیتا، شخصی امورومعاملات میں بھی اس کی خواہش یا چاہت کے بغیرمداخلت کی اجازت نہیں،اس لئے کسی شخص کے کمپیوٹریا اسکے خاص پروگرام میں وائرس داخل ہوگئے ہوں یا وائرس اسے نقصان پہنچاتے اوربرباد کردیتے ہوں یا کسی اورکے کمپیوٹرمیں خراب اورغیراخلاقی مواد موجود ہو تب بھی یہ اس کا اپنا ذاتی مسئلہ ہے، اپنے اعمال کی جوابدہی سے متعلق وہی عنداللہ مسئول ہے۔تجسس وکھوج کے بغیراس تک رسائی جب کسی کے لئے ممکن نہینتوظاہرہے اس کی اصلاح کی ذمہ داری بھی کسی اورپرعائد نہیں۔ ہاں البتہ کوئی اپنے کمپیوٹرکی ایسی خرابی کا کسی کے سامنے اظہارکرے اوراصلاح کی خواہش کرے تواس کی اجازت ہوسکتی ہے۔خاص طورپرغیراخلاقی موادکے حذف میں تعاون کی خواہش ضرورقبول کی جانی چاہیئے ، اس تناظرمیں دوسرے کی چاہت ومرضی کے بغیراسکے کمپیوٹرکوہیک کرنے یا اس پروائرس چھوڑنے کی شرعا اجازت نہیں ہوگی۔

اس خصوص میں ماہرین کی تحقیق کا خلاصہ جو کہ مسئلہ کی نوعیت ونزاکت سمجھنے میں ممدومعاون ہے، یہ ہے کہ ‘‘کمپیوٹروائرس دراصل ایک پروگرام ہے جودوسرے کے کمپیوٹرمیں داخل کیا جاتا ہے،اس کے ذریعہ ہارڈویئر یا سافٹ ویئر سے چھیڑچھاڑکی جاتی ہے،یہ کوئی اصلاحی یا مثبت کام نہیں بلکہ مفسدانہ ومنفی عمل ہے۔جب وائرس کسی کے کمپیوٹرمیں داخل کردیا جائے تووہ کمپیوٹرپراپنا کنٹرول قائم کرلیتا ہے اور پھرسسٹم کی خرابی کا کام شروع کردیتاہے،سسٹم میں بگاڑ پیدا کرنے کا ذریعہ بننے کو ‘‘پے لوڈ ’’(Payload)کا نام دیا گیاہے۔ بعض مرتبہ یہ پے لوڈ کسی کھیل کی شکل میں کمپیوٹرمیں داخل ہوسکتے ہیں، اور جیسے ہی اس کا استعمال کیا جائے وہ وائرس اپنا ری

ایکشن(ردعمل) شروع کردیتے ہیں،بسااوقات وائرس کسی پروگرام کی شکل میں داخل کئے جاتے ہیں لیکن ان کی تاریخ اوران کاوقت مقررہتاہے ،جیسے ہی وہ تاریخ اوروقت آجائے وہ اپنا کام شروع کردیتے ہیں،یا کسی مخصوص حرف کے ٹائپ کرنے پرنقصان پہنچانے والے وائرس اپنا اثردکھاتے ہیں یہاں تک کہ وہ اس کی میموری پرغلبہ حاصل کرلیتے ہیں پھر کمپیوٹرکا کام متاثرہوجاتاہے ، کمپیوٹراستعمال کرنے والوں کے لئے جوسیڈیز یا فلیش ڈسک ہوتی ہیں ان کا کسی احتیاط کے بغیر استعمال بھی بسااوقات وائرس کے داخل ہونے کا سبب بنتاہے۔ کچھ وائرس وہ ہوتے ہیں جوکسی اچھے پروگرام کے ساتھ منسلک ہوجاتے ہیں ،جب وہ پروگرام چلایا جائے تووہ وائرس بھی اپنا کام شروع کردیتے ہیں ،وائرس کے مختلف اقسام کی ماہرین نے نشاندہی کی ہے،وائرس یا تویوزر کی بداحتیاطی کی وجہ کسی کے کمپیوٹرکے پروگراموں میں شامل ہوجاتے ہیں،اورمنفی رجحان رکھنے والے نقصان پہنچانے اور فسادوبگاڑمچانے سے دلچسپی رکھنے والے ایسے پروگرام بناتے ہیں جووائرس کوکسی کے کمپیوٹرمیں داخل کرنے کے مقصدسے ہوتے ہیں ،اس سے ایک مقصودتوکسی فردیا ادارے کے دستاویزات کوتباہ کرنا ہوتا ہے،دوسرا مقصودمخصوص وائرس کی مددسے کسی کے کمپیوٹرسے خفیہ معلومات کی چوری(جیسے پاس ورڈ،ڈاٹا وغیرہ)، تیسراایک مقصدکسی اورکے کمپیوٹرکے پروگراموں کواس طرح نقصان پہنچانے یا اس کوہیک کرکے اپنے کنٹرول میں لینے کی غرض سے ہوتا ہے تاکہ اس سے اس کا استحصال کیا جائے اور ناجائزطورپرمنفعت حاصل کی جائے ۔چونکہ یہ سارے مقاصد جبروظلم اورفسادپرمبنی ہیں اسلئے اسلام ان میں سے کسی کی اجازت نہیں دیتا،اس تناظرمیں کسی دوسرے کے کمپیوٹرکوہیک کرنایا اس پروائرس چھوڑنا شرعاً ناجائزوحرام ہے۔

الغرض وائرس زیادہ ترسی ڈیز،پن ڈرائیوز(External disks) یاانٹرنیٹ کے ذریعہ یاایک ہارڈ ڈسک کا دوسری ہارڈڈسک کے ساتھ اتصال کی وجہ سے کمپیوٹرکے آن ہونے پرکمپیوٹرمینشامل ہو کر کمپیوٹرکومتاثرکرتے ہیں،ماہرین کمپیوٹرنے اس کی مختلف خرابیوں کو گرفت میں لانے اوراس کی اصلاح کی تدابیر کا راستہ ڈھونڈ نکالا ہے۔وہ راستہ اینٹی وائرس پروگرامس ہیں جو خاص اسی مقصدکے لئے کمپنیاں تیارکرتی ہیں جنہیں کمپیوٹرپروائرس کا سراغ لگانے اوراسے ختم کرنے کیلئے استعمال کیاجاتاہے ۔بازارمیں مختلف ناموں کے ساتھ اینٹی وائرس پروگرامس دستیاب ہیں ۔چونکہ آئے دن نت نئے وائرس سے یوزرس کوسابقہ پڑرہا ہے اس مناسبت سے اینٹی وائرس بنانے والی کمپنیاں جدید طرزکے اینٹی وائرس پروگرامس تیارکررہی ہیں۔جن کے استعمال سے یوزرس بڑی حدتک کمپیوٹر اور کمپیوٹرکے اندرمحفوظ ضروری موادوقیمتی دستاویزات کونقصان پہنچنے سے بچاسکتے ہیں۔اس مختصرسی تحقیق سے مقصودیہ ہے کہ یوزرس جب خودکسی کمپنی سے

رجوع ہوکر اینٹی وائرس سی ڈیز خریدلیں اوراپنے کمپیوٹرپرانسٹال کرلیں تو نقصان رساں وائرس کا اثرخود بخود ختم ہونے لگتاہے ،اورآئندہ اینٹی وائرس پروگرام کی جومدت کمپنی نے مقررکی ہے اس مدت تک کمپنی خوداس کی محافظ بن جاتی ہے ،اپنے کمپیوٹرکی اصلاح کی غرض سے یا ان کواینٹی وائرس پروگرام کے ذریعہ کمپیوٹرمیں داخل وائرس کوختم کرنے کی کسی ایسی کمپنی سے خدمات حاصل کرے توحسب معاہدہ کمپنی یہ کام انجام دے سکتی ہے، اس لئے شرعاًاسکی اجازت ہوگی۔

محورسوم :

١۔ ذرائع ابلاغ کے نئے آلات کی ایجاد کے فوائد سے انکارنہیں کیا جاسکتا لیکن اس میں بڑے مفاسدبھی ہیں ،عام تجربہ ومشاہدہ یہ ہے کہ اس وقت سماج کا بڑاطبقہ ان کے منافع سے زیادہ مفاسدکی لپیٹ مینآچکا ہے،ان آلات کی ایجاد اورعام انسانوں تک بہ سہولت وآسانی ان کی پہنچ کی وجہ سے زندگی کے مشاغل کا دھاراخیرکے بجائے شرکی طرف چل پڑا ہے۔ فحاشی وعریانیت،لغو ولایعنی، ناجائزوحرام مواد تک رسائی ہرکس وناکس کے لئے آسان ہوگئی ہے،نوجوان اور معمر حضرات بھی بے خوف وخطراس دنیا میں کھوئے نظرآرہے ہیں،زندگی کا قیمتی سرمایہ وقت ہے جوآخرت سنوارنے کے لئے اللہ سبحانہ نے انسانوں کوبخشا ہے وہ سخت بھول اورغفلت کی وجہ سے ضائع ہورہا ہے،شراب ومسکرات انسانوں کومدہوش کرتے ہیں ،ایک طبقہ اس گناہ میں ضرورمبتلاہے لیکن جدیدذرائع ابلاغ کی نئی نئی ایجادات نے سماج کے اکثرحصے کومدہوش کردیا ہے جس کی وجہ سے خیروشرمیں تمیزکی حس بھی دم توڑچکی ہے،ذکروااذکار،تلاوت وعبادت جیسے اہم روحانی مشاغل انسانی سماج کے اکثرحصے سے بتدریج رخصت ہورہے ہیں ،لایعنی فضول اعمال واشغال میں انہماک نے علم وتحقیق میں جستجوکی راہیں مسدودکردی ہیں۔اس تناظرمیں سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لیا جائے تویہ بات واضح ہے کہ سوشل میڈیا اور الیکٹرانک ذرائع ابلاغ سے جوخبریں یا معلومات ایک دوسرے کوپہنچائی جارہی ہینان میں رطب ویابس سب شامل ہیں۔ اول تواس دنیا میں کھوجانا تضییع اوقات بھی ہے اور غیرمحقق معلومات تک رسائی حاصل کرلینا بالکلیہ غیرمنطقی وغیردانشمندانہ بھی ہے،اس میں وقت ضائع کرنے کی سخت غلطی کے ساتھ مزیدبلا تحقیق ان کودوسروں تک پہنچانا بڑی نادانی وغیردانشمندی ہے؛ چونکہ ان میں بعض خبریں درست ہوتی ہیں ،بعض قابل تحقیق اوربعض خلاف واقعہ ،ان میں فرق وامتیاز ہر ایک کے بس کی بات نہیں،جوخبریں قابل تحقیق ہوں ظاہرہے اس کی اہلیت وصلاحیت رکھنے والے ہی تحقیق کرکے اس کو منقح کرسکتے ہیں۔ اوروہ خبریں جوخلاف واقعہ ہوں ان کی جانچ بھی آسان نہیں ۔عام مزاج عدم تربیت کی وجہ سے ہرسنی سنائی بات کودوسروں تک پہنچانے کا ہے اوریہ وبا اس وقت بہت عام ہے

اورتیزی سے پھیل رہی ہے۔اس لئے اسلام نے بلاتحقیق کسی بھی بات کوآگے بڑھانے سے منع کیا ہے،مدینۃ المنورہ ہجرت کے بعدکفارومشرکین کی معاندت زورپکڑگئی تھی یکے بعد دیگرے مقابلہ آرائی کا سلسلہ چل پڑاتھا ایسے پرآشوب ماحول میں سب سے زیادہ نقصان رساں دشمنان اسلام کی پھیلائی ہوئی بے بنیادخبروں اورافواہوں کی اشاعت تھی، مسلمانوں میں کچھ ایسے سادہ لوح اورہربات کوآنکھ بندکرکے ماننے اوریقین کرنے والے افرادبھی موجودتھے جوسماعت تک پہنچی ہربات کوتحقیق کے بغیردوسروں تک پہنچادیا کرتے تھے،اسکے مضمرات کے پیش نظرسورہ نساء آیت ۸۳، میں ہدایت دی گئی کہ اگرکوئی ایسی بات سننے میں آگئی ہوتواس کورسول ﷺسے رجوع کردو، یا پھرتم میں جوصائب الرائے، اصحاب عقل ودانش وا رباب حل وعقد ہینانکے علم میں لائو؛ تاکہ وہ ضروری تحقیق کے بعد درست ثابت ہوتو اسکے نتائج وعواقب کا جائزہ لیکرکوئی مناسب اقدام کریں،آیت پاک کے آخرمیں فرمایا گیا کہ اگراللہ سبحانہ کا فضل اوراس کی رحمت تمہارے شامل حال نہ رہتی تومعدودے چندکے تم سب شیطان کی پیروی میں لگ جاتے۔ وإذا جاءہم أمر من الأمن أو الخوف أذاعوا بہ، ولو ردوہ إلی الرسول وإلی أولی الأمر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم، و لولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لاتبعتم الشیطان إلا قلیلا(النساء: ۸۳) ۔

اس آیت پاک کے شان نزول میں ایسے واقعات کا ذکرہے جو بلا تحقیق پھیلائے گئے تھے،منافقین بظاہرمسلمانوں کی صف میں ہوتے لیکن مسلمانوں کا شیرازہ منتشرکرنے کے لئے جھوٹ موٹ کی خبریں اڑادیا کرتے تھے،کبھی یہ خبرگرم کردیتے کہ کفارکے مقابلہ میں مسلمانوں نے میدان جیت لیا ہے،اورکبھی یہ افواہ پھیلادیتے کہ مسلمانوں کا لشکرمغلوب ہوگیا ہے ،ظاہرہے سادہ لوح مسلمان خوشخبری سنتے یا کوئی بری خبراس کوبلا تحقیق پھیلانے لگتے جبکہ تحقیق کے بعد یہ افواہیں بے بنیادثابت ہوتیں۔ سیدنا محمدرسول اللہ ﷺنے ولیدبن عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہ کوبنومصطلق کے ہاں صدقات کی وصولی کے لئے روانہ فرمایا تھا ،غالبا اس قبیلہ کے لوگ ان کی آمدکی اطلاع پاکرجمع ہوئے ہوناور استقبال کے لئے ان کی سمت آرہے ہوں ،اس منظر سے ان کوشاید یہ غلط فہمی ہوگئی تھی کہ وہ صدقات دینے کا ارادہ نہیں رکھتے اس لئے حملہ کے غرض سے ان کی سمت آرہے ہیں ،چنانچہ وہ واپس لوٹ گئے اوراطلاع کردی کہ وہ زکوۃ دینا نہیں چاہتے،سیدنا محمدرسول اللہ ﷺنے ان کی بات کی تردیدنہیں فرمائی؛ البتہ مزیدتحقیق کے لئے خالدبن ولیدرضی اللہ عنہ کوایک دستہ دیکرروانہ فرمایا، بعدتحقیق ولیدبن عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہ کی اطلاع غیردرست ثابت ہوئی،جس پر یہ آیت پاک نازل ہوئی۔ اس آیت پاک کے شان نزول میں گوکہ بعضوں نے کلام کیا ہے تاہم اس آیت پاک سے جوایک اہم اصول اورضابطہ ملتا ہے اس کا خلاصہ یہی ہے کہ ہرپہنچنے والی بات کوآنکھ

بندکرکے تسلیم نہ کیا جائے جب تک کہ اس کی تحقیق نہ کرلی جائے۔ سماج میں کچھ اس قماش کے لوگ ہوتے ہیں جوبے پرکی اڑانے اورافواہوں کے پھیلانے میں دلچسپی رکھتے ہیں،ان کی بدنفسی کی وجہ سے ان کے نفس کواس سے غذاملتی ہے ،اسکے مفاسدکا اثرانفرادی واجتماعی ہرسطح پردیکھا جاسکتا ہے، معاشرتی وسیاسی معاملات میں ہرسنی سنائی بات پربغیرتحقیق یقین کرلینے اوراس پرعملی اقدامات کے جوغلط نتائج نکل سکتے ہیں اس کا خمیازہ سب کو بھگتنا پڑسکتا ہے۔اس لئے اسلامی عقائدواحکام میں کتاب وسنت کے منصوصات اورشارحین کی تشریحات سے صرف نظرکرکے ہرکوئی لب کشائی یا خامہ فرسائی کرے اوراپنی رائے کوکتاب سنت کا ماحصل قراردے تو جونقصانات انسانیت کوپہنچ سکتے ہیں ظاہرہے اس سے اسکا اندازہ کیاجاسکتاہے۔یہی کچھ صورتحال اس وقت جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعہ شائع ہونے والی خبروں کی ہے،اس لئے اس سے سخت اجتناب کی ضرورت ہے،چونکہ اس میں زندگی کے قیمتی لمحات کا ضیاع بھی ہے اوربے تحقیق خبروں کوعام کرنے کا گناہ بھی ،سیدنامحمدرسول اللہﷺکاارشادپاک ہے ''انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ ہرسنی سنائی بات بیان کرتا پھرے ''کفی بالمرأ کذبا أن یحدث بکل ما سمع (صحیح مسلم : ٧)۔

جدید ذرائع ابلاغ نے ضروری غیرضروری،جھوٹ وسچ ہرطرح کی خبرونکوپھیلانے کادروازہ کھول رکھا ہے جس سے ہرکوئی ابتلاء وآزمائش سے دوچار ہے،اس ابتلاء نے خاص وعام سب کوایک فتنہ میں مبتلا کردیا ہے جس کی وجہ سے خواص کے مشاغل بڑی حدتک متاثرہیناوران کے نیک مقاصدمیں بہت حد تک یہ فتنہ خلل اندازہے،عوام توعوام ہیں ان کی غفلت ،دین سے دوری ،خدابے خوفی وفکرآخرت سے بے توجہی نے ان کو لا یعنی ،بے کار وعبث اعمال واشغال میں منہمک کردیا ہے ۔الغرض جدید ذرائع ابلاغ کے جوفوائدہیں اس سے انکارنہیں کیا جاسکتا،معقول سنجیدہ اورسمجھدار افراد اس سے بھرپورفائدہ اٹھارہے ہیں ،اس لئے اس کاجائزمقاصدکے لئے استعمال اوراس کے مفاسدسے سخت اجتناب کے رجحان کوعام کرنے کی ضرورت ہے۔اس خصوص میں یہ اصول متعین ہوسکتے ہیں:(١)سوشل میڈیا اورالکٹرانک میڈیا کے ذریعہ ایسی خبریں دوسروں تک پہنچائی جاسکتی ہیں جوحق وصداقت پرمبنی ہوں اور جن کی بہم رسانی انسانیت کے لئے مفیداورقیام امن کی ضامن ہو۔ (٢)ایسی خبریں جوقابل تحقیق ہوں یا ان میں بعض خلاف واقعہ ہوں توہرکس وناکس کیلئے ایسی خبروں کی اشاعت جائزنہیں ہوگی،(٣)البتہ جودنیا کے منظرنامہ سے اچھی طرح واقف ہوں،اپنی صلاحیت ولیاقت اورزمانی بصیرت کی وجہ سے ان خبروں کی کنہ وحقیقت تک پہنچ سکتے ہوں ،قابل تحقیق خبروں کی چھان بین کرکے حقیقت حال سے واقفیت حاصل کر سکتے ہوں یاخلاف واقعہ خبروں کا غلط وبے بنیادہونا اپنی بصیرت آمیز معلومات سے ثابت کرنے کی

صلاحیت رکھتے ہوں ان کویہ حق حاصل ہوسکتاہے کہ وہ ایسی خبریں بشرطیکہ بہتروفائدہ بخش ہوں تو بعدتنقیح دوسروں تک پہنچائیں۔ (۴)ایسی تمام خبریں جوحق وصداقت پرمبنی ہوں اور ان کی اشاعت مفادعامہ کے مغائرہوتوخبروں کے حقائق کی جانکاری رکھنے والوں کوبھی ایسی خبروں کودوسروں تک پہنچانے سے سخت اجتناب کرنا چاہئے۔وہ خبریں جو مبنی برحق وصداقت نہ ہوں تب تو بلا تحقیق ان کودوسروں تک پہنچانے کی کسی کوبھی اجازت نہ ہوگی۔

۲۔ فنی مہارت کے ذریعہ اگریہ ممکن ہو کہ ایک شخص دوسرے شخص کوجومراسلہ لکھے اس میں اضافہ یا کمی کرسکے اوراس بنیادپرکوئی ایسا کرگزرے تویہ سخت بددیانتی ہے، اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا؛کیونکہ کسی کمی یا اضافہ سے مراسلہ نگارکے مقصود ومنشا کوسخت دھکالگ سکتاہے جس سے دونوں (مرسل ومرسل الیہ)کے درمیان عداوت ودشمنی پیداہوسکتی ہے ،بسااوقات اس سے دوافرادیا دوخاندان وقبیلے یا بڑے دوگروہ یاپھر دوملکوں کے درمیان جنگ وجدال کی آگ بھڑک سکتی ہے،چونکہ اس میں سخت مفاسد ہیں اورقرآن پاک میں فساد پھیلانے سے منع کیا گیاہے،ولا تفسدوا فی الأرض بعد إصلاحہا (الاعراف: ۵۶)، اس آیت پاک میں ہرطرح کی فسادانگیزی سے منع کیا گیاہے۔ اللہ سبحانہ نے امانتوں کوان کے سپردکرنے کا حکم فرمایا ہے جواس کے اہل ہیں(النساء: ۵۸)۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں یہ آیت پاک قرآن حکیم کے اہم ترین احکام سے ہے،اسکے ضمن میں دین وشریعت اورانسانی زندگی سے جڑے سارے شعبوں میں اسکے نفاذکی بڑی اہمیت ہے: ہذہ الآیۃ من أمہات الأحکام، تضمنت جمیع الدین والشرع(الجامع لأحکام القرآن۶؍۴۲۳، الطبعۃ الاولی، ۱۴۲۷ھ ۲۰۰۶م، بیروت) کسی اورکے مراسلہ میں حذف واضافہ ،کمی یا زیادتی کاارتکاب امانت میں خیانت بھی ہے،اس لئے شرعاً اس کی اجازت نہیں۔

عام طورپرفنی مہارت کے ذریعہ کسی شخص کی جانب سے دوسرے شخص کولکھے گئے مراسلہ تک رسائی خود ایک جرم ہے ،پھرمراسلہ میں اضافہ یا کمی مزیدجرم ہے ،اس طرح جوشخص فنی مہارت کے ذریعہ یہ کام انجام دے وہ دہرے جرم کا مرتکب قرارپائے گا، یہ کام وہی غیرسماجی عناصرانجام دے سکتے ہیں جن کا مقصدافرادیا جماعتوں کے درمیان فساد مچاتے ہوئے ہلچل پیداکرنا ہوتا ہے۔اس تناظرمیں اس کام کا ناجائزوحرام ہونا شرعاً متحقق ہے۔

۳۔ حکومت کواس بات کا حق حاصل نہیں کہ کسی شخص کی نجی معلومات کودوسروں تک پہنچائے یا لوگوں میں عام کردے،ہرانسان کی فطرت میں پرائیویسی کا جذبہ خالق فطرت نے ودیعت کررکھا ہے،ظاہرہے کسی انسان کو دوسرے انسان کی پرائیویسی کے حدودپھلانک کراس میں تاک جھانک کی اجازت نہیں ،حکومت ہویا کوئی عام فرد

دونوں کے لئے ایک ہی حکم ہے۔جہاں تک آدھارکارڈ کی بات ہے ظاہرہے وہ بھی نجی معلومات پرمبنی ہوتا ہے،اس سلسلہ میں سپریم کورٹ میں ایک مقدمہ بھی زیردوراں ہے ،اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اس ضمن میں ایک (پی آئی ایل) کی شنوائی کے دوران سپریم کورٹ نے ڈپارٹمنٹ آف ٹیلی کمیونیکیشن سے دریافت کیا ہے کہ آپ صارفین پرآدھارکوموبائل فون سے جوڑنے کی شرط کیسے لگاسکتے ہیں،چیف جسٹس آف انڈیا دیپک مشرا کی زیر صدارت چارججوں پرمشتمل بنچ پر یہ مسئلہ زیر بحث ہے، ججوں کی آئینی بنچ نے کہا کہ لوک نیتی فائونڈیشن کی جانب سے داخل کردہ مفادعامہ کی درخواست (پی آئی ایل) پر جاری کردہ حکمنامہ میں کہا گیا تھا کہ موبائل صارفین کونیشنل سیکوریٹی کے مدنظرتصدیق شخصی کی ضرورت ہے،بنچ نے یہ بھی کہا کہ لائسنس سمجھوتہ حکومت اورسروس پرووائیڈرکے درمیان ہے ۔ یہ بنچ آدھاراوراس کے ۲۰۱۶ء کے قانون کوچیلنج کرنے والی عرضی کی سماعت کررہاہے،بنچ نے کہا:اصل میں سپریم کورٹ نے ایسا کوئی فیصلہ نہیں دیا،اس پرمباحث جاری ہیں، آئندہ اس پرکیا فیصلہ ہوگا سب اسکے منتظرہیں۔البتہ یہ بات طے ہے کہ کسی ضروری واقعہ میں ایسی نجی اورشخصی معلومات جن کی جانکاری کسی خاص ضروری تحقیق وتفتیش کی غرض سے حکومت کیلئے ضروری ہوتو اسکی اجاز ت ہوسکتی ہے بشرطیکہ یہ کارروائی ظلماً وانتقاماً نہ ہو؛تاہم عام حالات مینحکومت کوکسی کے نجی وشخصی معلومات جو اسکے ہاں محفوظ ہیں ان کا افشاء کرنے یا دوسروں تک پہنچانے اورلوگوں میں عام کرنے کی شرعاً اجازت نہیں ہوگی؛چونکہ دستورمیں پرائیویسی کی ضمانت دی گئی ہے،اس لئے بھی عام حالات میں حکومت اس کی پابندہے۔

نوٹ : سوال کے پس منظرمیں آدھارکارڈ سے متعلق یہ سطورتحریرکردئیے گئے تھے جس میں آدھارکارڈ کے بارے مینزیردوراں مقدمہ کی وضاحت کی گئی تھی۔آج مؤرخہ ۲۶؍ستمبربروزچہارشنبہ ۲۰۱۸ء ملک کی عدالت عالیہ سپریم کورٹ نے اس خصوص میں فیصلہ صادر کردیاہے، سپریم کورٹ نے آج چندشرائط کے ساتھ آدھارکارڈکی دستوری حیثیت برقراررکھی ہے،لیکن بنک کھاتہ کھولنے،موبائل سم لینے اوراسکولوں میں داخلے اورسنٹرل بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن(سی بی ایس سی)،نیٹ(میڈیکل انٹرنس)یونیورسٹی گرانٹس کمیشن(یوجی سی)کے امتحانات اورسرواشکشاابھیان کے لئے اس کے لزوم کوختم کردیا ہے لیکن پین کارڈ کے حصول ،تمام سرکاری اسکیمات سے استفادہ، ایل پی جی سبسیڈی حاصل کرنے،انکم ٹیکس ریٹرنس داخل کرنے کے لئے اس کے لزوم کوبرقراررکھاہے۔جہاں تک سرکاری اسکیمات سے استفادہ کے لئے آدھارکارڈ کے لزوم کی برقراری سے بنیادی مقصودسرکاری اسکیمات میں بدعنوانیوں پرروک لگانا اورحکومت کی اسکیمات کے فوائد کوراست طورپرمستحقین تک پہنچانا ہے اس کے لئے یہ بات قابل فہم

ہے لیکن انکم ٹیکس داخل کرنے کے لئے پین کارڈ بنانا ہوتواب بھی آدھارکا لزوم ہے، لیکن سوال یہ پیداہوتا ہے کہ جب آدھارکوانکم ٹیکس سے منسلک کیا جارہاہے توپین کارڈ کی ضرورت کہاں باقی رہتی ہے۔

سپریم کورٹ کی پانچ رکنی دستوری بنچ نے آدھار(مالی ودیگر رعایتوں، فوائد اور خدمات کی فراہمی)قانون ۲۰۱۶ء کے تحت قومی سیکوریٹی لزوم کوبھی کالعدم کردیاہے ۔چیف جسٹس دیپک مشرا،جسٹس اے کے سیکری، جسٹس اے ایم کھنولکر،جسٹس ڈی وائی چندرچوڑاورجسٹس اشوک بھوشن پرمشتمل دستوری بنچ نے جو۱:۴ کے تناسب میں دیا گیا آدھارقانون کوجائزٹھہرایا لیکن اسکی کچھ دفعات کومنسوخ کردیاہے ۔اس اکثریتی فیصلہ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ خانگی کمپنیاں آدھار لنکنگ کا مطالبہ نہیں کرسکتیں،اس کے ساتھ عدالت نے حکومت کوDataکی حفاظت کے لئے مضبوط نظام تیارکرنے کی ہدایت دی ہے ،اورا س بات کا بھی حکومت کوپابندکیا ہے کہ وہ عدالت کی اجازت کے بغیربایومیٹرک ڈاٹا کوقومی سلامتی کے نام پرکسی دیگرایجنسی کوپیش نہیں کرسکتی۔عدالت نے کہا کہ آدھارکا رڈ کامقصد،پچھڑے وپسماندہ طبقات کوباوقاربنانا ہے،اس کی وجہ سے ان کوایک پہچان و شناخت ملی ہے،اس سے مقصود سماج کے نظرانداز کردہ اورمحروم المراعات طبقات تک فوائد پہنچانے میں اس سے ان کی مددکرنا ہے،اورکہا کہ اس اسکیم سے نہ صرف شخصی بلکہ سماجی اعتبارسے بھی عوام کی عزت واحترام کو اوروسیع ترعوامی مفادکو بھی ملحوظ رکھنا ہے؛ تاہم آدھارڈاٹا چھ ماہ سے زائدتک محفوظ نہیں رکھا جاسکتا،عدالت نے یہ بھی کہا کہ آدھار ایکٹ میں ایسا کچھ نہیں ہے جس سے کسی فردکی پرائیویسی کا حق متاثر ہوتا ہو۔ اس سے عرضی پیش کرنے والوں کی جانب سے پیش کردہ سرکاری خفیہ نگرانی وجاسوسی جیسی صورتحال پیداہونے کے عذر کو بھی مستردکردیا ہے؛ چونکہ ہندوستانی اتھاریٹی برائے منفردشناخت (یوآئی اے ڈی)نے اندراج کے لئے کم سے کم شخصی،مقامی،علاقائی اوربائیومیٹرک تفصیلات جمع کی ہیں،اوریہ وہ تفصیلات ہیں جن کوکوئی بھی شخص شناختی ثبوت کے لئے بذات خود اس قسم کی بنیادی معلومات فراہم کرتاہے۔جسٹس چندرچوڑنے واضح کیا کہ موبائل اب ہرشخص کی زندگی کا ایک لازمی جزبن گیا ہے اورآدھارسے اس کومربوط کرنے سے کسی شخص کی رازداری ،آزادی اورخوداختیاری کو سنگین خطرہ لاحق ہوسکتاہے،انہوں نے موبائل خدمات فراہم کنندہ گان کی طرف سے آدھارڈاٹاکو ختم کرنے کی حمایت کی ہے۔فیصلہ کے آخرمیں جسٹس چندرچوڑنے کہاہے: بہرحال ہندوستان میں اب آدھارکے بغیرزندگی گزارنا ناممکن ہوگیا ہے لیکن یہ دستورکی دفعہ ۱۴کے مغائرہے،اوراگراس کوہرقسم کے ڈاٹا سے مربوط کیا جاتاہے توحق رازداری غصب ہونے کا اندیشہ ہے۔

الغرض آدھارکارڈ کی آئینی حیثیت پرعدالت عالیہ (سپریم کورٹ)کا فیصلہ بڑی حد

تک متوازن ہے،ایک طرف جہاں سرکاری اہم امورمیں اس کے استعمال کی اجازت دی ہے وہیں دیگرخانگی تمام اداروں اورعام افرادتک عوام الناس کی شخصی معلومات اورڈاٹا کے پہنچنے پرروک لگی ہے،اس فیصلے سے قبل صارفین کوآدھارکے نام پرہراسانیوں کا سامنا تھا، ان شاء اللہ اس سے اس کا ازالہ ہوسکے گا۔جن خانگی کمپنیوں اوراداروں میں اب تک آدھارکا اندراج ہوچکا ہے اس فیصلہ کے تناظرمیں ان کوحذف کرنے کے اقدامات بھی بروئے کارلایا جانا چاہئے۔سرکاری اسکیمات سے استفادہ کے لئے جہاں آدھارکے استعمال کی اجازت دیدی گئی ہے وہیں یہ بات ہندوستانی شہریوں کے مفاد میں معلوم ہوتی ہے کہ ملک کے تمام رائے دہندوں کے آدھارکی تفصیلات کورائے دہندہ گان کی فہرست سے مربوط کردیا جائے تواس سے رائے دہندوں کے حقوق کا تحفظ بھی ممکن ہوسکے گا۔رائے دہندگان کی فہرست میں الٹ پھیرکے جن امکانات کا خطرہ محسوس کیا جاتا ہے اس سے ان جیسی دھاندلیوں کاخاتمہ ہوسکے گا،ان شاء اللہ اس سے جمہوریت کواستحکام بھی ملے گا۔عدالت عالیہ کے اس فیصلہ کے بعدحکومت کا فرض ہے کہ اس پرعمل کرتے ہوئے ملک کے شہریوں کے حساس شخصی معلومات کے تحفظ کے لئے بعجلت ممکنہ ایسا نظام بنائے جس سے شہریوں کوراحت ملے ،آدھارکارڈ میں فراہم معلومات کے اندراجات میں جہاں کوئی غلطی ہوگئی ہویا ا سکی تجدید کی ضرورت ہوتواس کی تصحیح وتجدید کے نظام کوبھی آسان بنایا جائے۔

الغرض حکومت ازروئے دستوراورعدالتی احکامات کے تناظرمیں عام حالات میں کسی شخص کی نجی معلومات کودوسروں تک پہنچانے اورلوگوں میں عام کرنے سے اجتناب کی پابندہے الا یہ کہ مفاد عامہ کے تحت اس کے افشاء کرنے کی کوئی خاص ضرورت درپیش ہو۔

۴۔ موجودہ دورمیں تجارت کو فروغ دینے کا ایک مؤثرہتھیار اشتہارات مانا جارہا ہے، اس لئے بہت سے تجارتی اشتہارات انٹرنیٹ پر ڈالے جاتے ہیں یا متعین اشخاص کوبھیجے جاتے ہیں اوران سے خواہش کی جاتی ہے کہ وہ مختلف گروپ یا افراد کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پیغام کوپہنچائیں ،اب ظاہر ہے ان اشتہارات میں ایسی اشیاء کی ترغیب بھی ہوسکتی ہے جن کا استعمال جائزہواورایسی اشیاء کی بھی جن کا استعمال جائزنہ ہو،ناجائزاشیاء کے اشتہارات کی اشاعت کرنا تعاون علی الاثم ہے، شرعاً یہ ناجائز وحرام ہے: وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان (المائدہ: ۲) زندگی کے سارے معاملات خواہ وہ آپسی تعلقات پرمبنی ہونیا تجارتی مقاصدکی غرض سے ہوں یا وسیع تناظرمیں اقوام عالم سے روابط وتعلقات قائم رکھنے سے متعلق ہوں، ہرصورت میں اسلام نے ایک اہم اصول دیا ہے اوروہ اصول‘‘نیکی وبھلائی اورخیرخواہی کے سارے کاموں میں اعانت اورہربرائی وگناہ کے کاموں یا اس کی اشاعت میں کسی طرح کے تعاون

سے اجتناب کا ہے؛ چونکہ نیکی وبھلائی میں تعاون عنداللہ پسندیدہ وباعث اجرہے ''، گناہ میں تعاون نا جائزاورعنداللہ قابل گرفت وباعث پرسش ہے ،قرآن کا یہ اصول انسانیت نوازاورروح پرورہے جوہرسلیم الفطرت انسان کے قلب کواپیل کرتا ہے۔

اب رہے وہ اشتہارات جوناجائزوحرام کاموں کی اشاعت کیلئے نہ ہوں؛ بلکہ جائزاشیاء کی تجارت سے متعلق ہوں، ان کے مستحسن ہونے یانہ ہونے کی دوصورتیں ہوسکتی ہیں:ایک تومالکان تجارت سے کسی کاروباری وتجارتی معاملہ کے بغیر اس کام میں مشغولیت اختیارکی جائے،اس صورت میں ایسے غیرضروری امورمیں دلچسپی وانہماک اوراپنی صلاحیتوں اوراوقات کوضائع کر نا ہے جس کا اسلام حامی نہیں،چونکہ اس میں نہ دنیا کا کوئی فائدہ ہے اورنہ آخرت کا،اچھے مسلمان کی پہچان یہی ہے کہ وہ لا یعنی اعمال واشغال سے اپنے کومحفوظ رکھے:من حسن إسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ (سنن الترمذی: ۲۳۱۷) لایعنی وعبث اقوال وافعال سے اجتناب کی اسلام نے ہدایت دی ہے۔ اوراس کوشش وجدوجہدمیں کامیابی کے لئے رجوع الی اللہ رہتے ہوئے دعا کرنے کی تلقین بھی کی ہے۔ اللہ سبحانہ سے لایعنی امورسے حفاظت کی اوراللہ سبحانہ کی خوشنودی والے کاموں میں توفیق بخشتے ہوئے رحم کرنے کی دعا کرنی چاہئے۔ اللہم ارحمنی أن أتکلف فیما لا یعنینی، وارزقنی حسن النظر فیما یرضیک عنی (سنن الترمذی، باب فی دعاء الحفظ، رقم : ۳۵۷)۔ دوسری صورت جائز تجارتی اشتہارات کی اشاعت تجارتی معاہدہ کی بنیادپرہوتویہ صورت جائزہوسکتی ہے بشرطیکہ یہ تجارتی اشتہارات دھوکہ ،فریب اورجھوٹ وغیرہ پرمبنی نہ ہونکہ جن سے صارفین کونقصان پہنچتاہے،نیزجائزتجارتی اشتہارات جانداورکی تصاویرخاص طورپرخواتین کی نیم عریاں تصاویرسے پاک ہوں؛ کیونکہ فواحش ومنکرات کی اشاعت میں تعاون بھی جائزنہیں۔ إن الذین یحبّون أن تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا، لہم عذاب ألیم فی الدنیا والآخرۃ (النور: ۱۹) ''جولوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کوپسندکرتے ہوں ان کے لئے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے ''۔ اخبارات، ٹی وی، انٹرنیٹ اور اسمارٹ فون وغیرہ جیسے جدیدآلات مسلم سماج مینبڑے پیمانہ پرفواحش ومنکرات کی اشاعت کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں،ملبوسات ،پاپوش ودیگرمصنوعات کے اشتہارات مینخواتین کی نیم عریاں تصاویرکا چلن عام ہوگیاہے۔ اگرجائز اشیاء کی تجارت کے اشتہارات میں ان جیسے حیا سوز غیراسلامی وغیراخلاقی امورکی شمولیت ہوتوپھرایسی تجارت بھی ناجائزہوگی اورایسی تجارت کے ایسے اشتہارات کی اشاعت میں تعاون بھی ناجائزہوگا۔

۵۔ ڈیجیٹل کارٹون سے زیادہ ترطنزوتمسخرمقصودہوتاہے اورقرآن پاک میں اس کی ممانعت واردہے:یا أیہا الذین آمنوا لا یسخر قوم من قوم عسی أن یکونوا خیرا منہم ولا نساء من نساء عسی أن یکن خیرا منہن ولا تلمزوا أنفسکم ولا تنابزوا بالألقاب، بئس الاسم الفسوق

بعد الإیمان ومن لم یتب فأولئک ہم الظالمون (الحجرات: ۱۱)، اس لئے قانونی اعتبارسے ملک کے بعض معززترین عہدیداروں کے کارٹون بنانا ممنوع ہے؛ جبکہ عام شہریوں کے کارٹون بنانا ممنوع نہیں ہے، طنزاسلام میں چونکہ ناجائزہے خواہ وہ حکومت کے کارپردازونکے ساتھ ہویا عام شہریوں کے ساتھ، اس لئے پہلے تویہ تخصیص ہی درست نہیں ہے،قانون کووسیع ترمفادات کا حامل ہونا چاہئے۔ ایک مسلمان کی جان اوراس کامال جس طرح محترم ہے اسی طرح اس کی عزت وآبروبھی محترم ہے،عزت وآبروسے کھلواڑ شرعاً ناجائز ہے، کسی کی عزت وآبرو پرحملہ خودکوبرتراوردوسرے کوکمترسمجھ کرکیا جاتاہے ۔دوسروں کوحقیروکمترسمجھنے کا مرض کبروبڑائی کے جراثیم نفس میں پرورش پانے کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے،اسی لئے حدیث پاک میں اسکی تعریف اس طرح کی گئی ہے:الکبر بطر الحق وغمط الناس (مسلم، رقم : ۲۶۶)، تکبرتوحق سے اعراض کرنے اوردوسروں کوکمترسمجھنے کوکہتے ہیں،اوریہ جملہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک کے آخرمیںہے، وہ روایت یہ ہے: سیدنا محمدرسول اللہ ﷺنے ارشاد فرمایا: جس کے دل میں رائی کے برابرتکبرہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا،ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ !ایک انسان چاہتاہے اس کا لباس عمدہ ہو،اس کی جوتیاں اچھی ہوں؟آپ ﷺنے فرمایا :إن اللہ جمیل ویحب الجمال، اللہ سبحانہ جمیل ہے اورجمال کوپسندفرماتاہے، اس لئے غروروتکبرکے بغیرعمدہ چیزوں کا استعمال ہرشئی میں حسن و خوبی کو پسند کرنا منع نہیں (مسلم، رقم: ۲۶۶) کبرایسا مرض ہے جس سے پیارومحبت کے رشتوں میں دراڑپیداہوتی ہے ،عداوت ودشمنی کے جذبات دلوں میں ابھرتے ہیں جس سے انتقام کی آگ بھڑکتی ہے،اورمعاشرہ کا امن وسکون درہم برہم ہوجاتا ہے۔ تحقیر وتمسخر، طنزوتضحیک، آبروریزی رذائل اخلاق میں سے ہے جس کی مذمت بیان ہوئی ہے۔''جوکوئی کسی مسلمان کی آبروریزی کرے اس پراللہ سبحانہ، اسکے فرشتوں اور تمام کی لعنت پڑتی ہے،اس کے فرائض ونوافل قبول نہیں ہوتے '' (بخاری، رقم: ۴۴۰)۔ ایک اورحدیث ہے جس میں حسد ،تناجش ،تباغض،تدابر وغیرہ جیسےکئی ایک رذائل اخلاق سے منع کیا گیا ہے:

''و لا تحاسدوا، ولا تناجشوا، ولا تباغضوا، ولا تدابروا، ولا یبع بعضکم علی بیع بعض، وکونوا عباد اللہ إخوانا، المسلم أخو المسلم، لا یظلمہ، ولا یخذلہ، ولا یحقرہ، التقوی ہاہنا، و یشیر إلی صدرہ ثلاث مرات، بحسب امرء من الشر أن یحقر أخاہ المسلم، کل المسلم علی المسلم حرام،دمہ ومالہ وعرضہ'' (مسلم: ۲۵۶۴، المکتبۃ ''بیت افکار الدولیۃ '')۔

اس حدیث پاک میں ''ولا یحقرہ'' فرماکرتحقیروتذلیل کی ممانعت کے ساتھ یہ فرمایا گیا کہ کسی انسان کے بد ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ اپنے مسلم بھائی کو

حقیرجانے۔ اہانت وتحقیرکی غرض سے کسی کا تمسخراڑانا خواہ اس کی بنیادکوئی حقیقی عیب ہویا مفروضہ ہرصورت میں حرام وناجائزہے،کارٹون کا مقصودچونکہ یہی ہوتا ہے اس لئے اس کے ناجائزہونے میں کوئی کلام نہیں۔کچھ تمسخرآمیزکارٹون ایسے بھی بنائے جاتے ہیں جس میں ایک شخص کے سرپرکسی اورشخص یا جانورکا جسم لگادیا جاتا ہے، یا ایک شخص کی آوازکسی جانورکے ذریعہ پیش کی جاتی ہے، اس طرح تحقیرکی صورتوں پرمبنی ہرطرح کے کارٹون کی حرمت ہے،اول تو کارٹون سازی میں کوئی تعمیری تنقیدکا پہلوبظاہرمعلوم نہیں ہوتا ،تعمیری تنقیدکے لئے تحریروتقریرکا سہارالیا جاسکتاہے جس کا اندازسنجیدہ ،سلجھا ہوادلائل وحقائق کی بنیادپرہو۔تعمیری تنقید میں بھی بھونڈااندازمبنی برتنقیص ہونے کی وجہ سے تعمیری تنقیدنہیں کہلاتا، اس لئے جن علماء کی تحقیق میں ڈیجیٹل عکس بندی جائز ہے، ان منصوصات کی روشنی میں ان کے ہاں بھی ایسے کارٹون بنانا ناجائزہوگا۔

شرپسند وفتنہ پرور بعض عناصرکی جانب سے پیغمبراسلام سیدنا محمدرسول اللہ ﷺکے توہین آمیزخاکوں کی اشاعت کا شرانگیزفتنہ وقفہ وقفہ سے تازہ کیا جارہاہے ، تہذیب وتمدن کے دعویداراظہاررائے کی آزادی کی آڑمیں نہ صرف کرئہ ارض کی سب سے بڑی دوسری مذہبی اکثریت (مسلمانوں)کے محبوب پیغمبرﷺبلکہ ساری انسانیت کے رہبر ورہنما، ہادی و مقتداء ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی وبے ادبی کے ارتکاب کا جرم کئے جارہے ہیں ،سارے عالم کے مسلمان ہی نہیں بلکہ انصاف پسندساری انسانیت کے قلوب مجروح ہیں ،خاص کرمسلمانوں کے جذبات کوبرانگیختہ کیا جارہاہے،غیرتعلیم یافتہ، تہذیب وتمدن سے عاری ،علم وتحقیق کی دنیا سے نا آشناسماج انسانیت کے احترام اوراس کی کرامت وبزرگی پریقین رکھتا تھا،مذہبی جذبات واحساسات کا احترام اوراس کاپاس ولحاظ جیسے ان کی سرشت میں داخل تھا،کسی بھی مذہب کے پیشواواوردیگرمذہبی شخصیات کا تقدس واحترام جاہل سماج میں بھی واجبات کے درجہ میں تھا لیکن ترقی یافتہ تہذیب جدیدکے مصنوعی وفرضی لبادہ میں انسان نما بھیڑیوں نے شرانگیزفتنہ سامانیوں کاوہ کرداراداکیا ہے کہ جس نے انسانیت کا سرشرم سے جھکادیاہے،علم وتحقیق کی شایدہی اتنی بے آبروئی کبھی ہوئی ہو، اسلام ہی نہیں بلکہ وہ انسانیت کے ایسے دشمن ہیں جو خونخواردرندوں کی درندگی کوبھی شرمسارکررہے ہیں۔ایسے میں ان کے خلاف جیسی آوازاٹھنی چاہئے تھی نہیں اٹھ پارہی ہے،اقوام متحدہ کی بے بسی یا چشم پوشی کہہ لیجئے اس فتنہ کی سرکوبی کا کوئی عملی اقدام شاید اس کے پیش نظرہی نہیں ہے ۔اس تناظرمیں انٹرنیٹ پرڈیجیٹل تصویرکی شکل میں کارٹون کے سلسلہ میں جوازکا کوئی نرم گوشہ بھی دلوں میں رہتاہے تو اس کی ناپسندیدگی قباحت وشناعت کا کوئی اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔

۶۔ موبائل کمپنیاں جن کے ہاں لوگوں کی آپسی گفتگومحفوظ ہوتی ہے، یہ گفتگوان کے ہاں امانت ہے،اگرموبائل کمپنیانلوگوں کی آپسی محفوظ گفتگوبلا کسی وجہ یا بلا کسی عمومی مفادکے حکومت کوفراہم کریں توشرعاً جائزنہیں،موبائل کمپنیاں صارفین پر فون کی قیمت اورخدمات وسروس چارجس عائدکرکے ایک دوسرے سے گفتگوکرنے کا موقع فراہم کرتی ہیں ضمناً ان کی گفتگومحفوظ ہوتی ہے، اس گفتگوکوافشاء کرنے کی اجازت کا کوئی معاہدہ معاوضہ کے ساتھ یا بلا معاوضہ موبائل کمپنیوں اورصارفین کے درمیان طے نہیں ہوتا؛ اس لئے اگروہ لوگوں کی آپسی محفوظ گفتگوحکومتوں کوفراہم کرتی ہیں توشرعاً ناجائزہے، چونکہ درمیانی گفتگوجوفون کے ذریعہ ہوتی ہے اس کا حکم ایسا ہی ہے جیسے کسی مجلس میں کسی نے اپنی رازکی بات دوسرے سے کہہ دی ہو، گوکہ اس نے اس بات کے افشاء نہ کرنے کی کوئی خواہش بھی نہ کی ہو؛بلکہ اس کے اندازگفتگویا اسکے اشارہ وکنایہ سے یہ بات مترشح ہوکہ وہ اس بات کورازمیں رکھنا چاہتا ہے،جیسے گفتگوسناتے ہوئے بطوراحتیاط اس کا دائیں بائیں متوجہ ہونا کہ کوئی سن تونہیں رہاہے توگویا یہ بھی زبان حال سے اس کے اخفاء کی چاہت پردال ہے، پھر تو اس کی حفاظت شرعاً لازم ہے، اس کی خلاف ورزی امانت میں خیانت کے مترادف ہے۔

عن جابر بن عبد الله رضی الله عنہ عن النبی ﷺ قال : إذا حدث الرجل الحدیث ثم التفت فہی أمانۃ (سنن الترمذی، باب ما جاء ان المجالس امانۃ، رقم : ۱۹۵۹، ابوداود، باب فی نقل الحدیث، رقم: ۴۸۶۸)۔

قولہ (إذا حدث الرجل) أی عند أحد (الحدیث) أی الذی یرید إخفاء ہ (ثم التفت) أی یمینا وشمالا احتیاطا (فہی) أی ذلک الحدیث وأنت باعتبار خبرہ وقیل لأن الحدیث بمعنی الحکایۃ وقیل أی الکلمۃ التی حدث بہا (أمانۃ) أی عند من حدثہ أی حکمہ حکم الأمانۃ فیجب علیہ کتمہ (تحفۃ الاحوذی ۷۹،۶)۔

إن الحسن البصری رحمہ الله قال :إنما تجالسون بالأمانۃ،کأنکم تظنون أن الخیانۃ لیست إلا فی الدینار والدرہم،إن الخیانۃ أشد الخیانۃ أن یجالسنا الرجل، فنطمئن إلی جانبہ،ثم ینطلق فیسعی بنا إلی شرارۃ من نار (احیاء علوم الدین ۳۲۹،۳)۔

ہاں البتہ کسی نے ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہوجوگھنائونا اورقابل دست اندازی ہے ،ایسے کسی خاص واقعہ کی تحقیق وتفتیش مقصودہواوراس جرم کی تہہ تک پہنچنے کے لئے کچھ خاص افرادکی آپسی گفتگومجرم تک پہنچنے میں ممدومعاون ہوتی ہوتو مفاد عامہ کی خاطر موبائل کمپنیاں حکومتوں کا تعاون کرسکتی ہیں اور یہ امانت میں خیانت نہیں کہلائے گا ‘‘المجالس بالأمانۃ إلا ثلاثۃ مجالس سفک دم حرام أو فرج حرام أو اقتطاع مال بغیرحق (ابوداود: ۴۸۶۹)، چونکہ ایسے خاص واقعات میں آپسی محفوظ گفتگوکی حکومتوں کوفراہمی سے کسی سے شخصی انتقام لینا یا اس کو بے آبروکرنا اورنقصان وضررپہنچانا

مقصود نہیں ہوتا؛ بلکہ عمومی مفادکے پیش نظر مجرم تک پہنچنے کے لئے اس گفتگوسے استفادہ مقصودہوتاہے؛ تاکہ مجرم پکڑے جائیں اور ان کو بعد از ثبوت قرارواقعی سزاملے،سماج کوبگاڑوفسادسے محفوظ رکھنے اورامن وامان قائم رکھنے میں اس کا بڑارول ہے، مشہور فقہی قاعدہ ہے:درء المفاسد مقدم علی جلب المصالح (القواعدالفقہیۃ وتطبیقاتہا فی المذاہب الاربعۃ۲/۷۷۶) ۔

اکثرجرائم کے واقعات تک پہنچنے میں فون کی آپسی گفتگوکے محفوظ ریکارڈنے زینہ کا کام انجام دیا ہے جس سے مجرمین کوپکڑنے میں حکومت کے اہم ذمہ داروں کوکامیابی حا صل ہوئی ہے،امن وامان کی برقراری، شہریوں کوغیرسماجی عناصرکے ڈروخوف سے بچانا اوران کوکسی بھی طرح کے ضررونقصان اورہرطرح کی گزندسے محفوظ رکھنا حکومتوں کا فریضہ منصبی ہے ۔

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی سے متعلق سوالات کے جوابات

مولانا محمد عثمان بستوی•

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله وأصحابه أجمعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، أما بعد!

قال الله تبارک وتعالی: يا أيها الذين آمنوا لا تدخلوا بيوتاً غير بيوتكم حتى تستأنسوا وتسلموا على أهلها (سوره النور: ۲۷)۔

وقال:لو لا إذ سمعتموه ظن المؤمنون والمؤمنات بأنفسهم خيراً وقالوا هذا إفک مبين (سوره النور: ۱۲)۔

قال النبیﷺ:لا يبلغني أحد من أصحابي عن أحد شيئاً فإني أحب أن أخرج إليكم وأنا سليم الصدر (ابوداؤد: ۴۸۶۰)۔

وقال:ألا أخبركم بأفضل من درجة الصيام والصلاة والصدقة؟ قالوا:بلى يا رسول الله! قال:إصلاح ذات البين، وفساد ذات البين الحالقة (ابوداؤد: ۴۹۱۹)۔

وقال:من رأى عورة فسترها كان كمن أحيى موءودة (ابوداؤد: ۴۸۹۱)۔

وعن مجاہد: ولا تجسسوا خذوا بما ظهر لكم ودعوا ما ستر الله۔

ان آیات وروایات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ شریعت مقدسہ میں اصلاح ذات البین کو قائم کرنے اور فساد ذات البین کو دفع کرنے کی کس قدر کوشش کی گئی ہے اور لوگوں کو ایک دوسرے کی بدگمانی سے بچانے کا کس قدر اہتمام فرمایا ہے کہ بغیر سلام واجازت کے گھر میں داخل ہونے سے منع کردیا اور دروازوں سے گھر میں داخل ہونے کا حکم دے کر دیوار وغیرہ پھاند کر گھر میں آنے سے روک دیا اور بغیر تحقیق اور ثبوت شرعی کے اڑتی پڑتی خبروں پر اعتماد کرنے سے منع کردیا؛ تاکہ اہل اسلام کے درمیان آپس میں مودت ومحبت کی فضا قائم ہو، لوگ آپس میں باہم شیر وشکر کی طرح سے زندگی گزار سکیں، لیکن ساتھ ہی میں جرائم کے سد باب کے لئے بعض افراد کو تفتیش وتحقیق کی اجازت بھی دی؛ تاکہ معاشرہ میں برائیاں ناسور نہ بنتی جائیں اور جن افراد سے متعلق ملکی انتظام نہ ہو ان کو برائیوں پر پردہ ڈالنے کا حکم دیا اور آپﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرنا زندہ دفن کئے ہوئے کو نکال لینے اور بچا لینے کے مرادف ہے۔ ان اسلامی تعلیمات سے اصلاح ذات البین کی اہمیت اورفساد

• استاذ حدیث وفقہ مدرسہ ریاض العلوم گورینی، جونپور۔

ذات البین کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اس مختصر سی تمہید کے بعد سوالات کے مطابق جوابات عرض کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، واللہ الموفق ھو المیسر۔

محور اول:

الجواب الاول:

جن چیزوں کا استعمال جائز وناجائز دونوں کاموں کے لئے ہوسکتا ہو ان میں مدار غالب استعمال پر ہے، اگر اس کا غالب استعمال جائز کام کے لئے ہو تو اس کو استعمال کرنا جائز ہے اور جس کا غالب استعمال ناجائز کام کے لئےہو تو اس کا استعمال ناجائز ہے، حضرات فقہاء نے ایک ضابطہ بیان فرمایا ہے کہ جس کی منفعت حلال ہو اس کی خریدوفروخت اور استعمال وغیرہ سب جائز ہے اور جس کی منفعت حرام ہو اس کی خریدوفروخت اور استعمال وغیرہ جائز نہیں، اور اگر کسی چیز کا غالب اور اکثری استعمال حرام ہو لیکن حلال استعمال کی بھی صورت موجود ہو تو اس صورت میں غلبہ پر مدار ہوگا، اگر غالب استعمال حلال کا ہے تواس کا استعمال کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔ حاصل یہ کہ جس کا غالب استعمال غالب ہو یا مساوی ہو تو اس کا استعمال جائز ہے اور اگر جائز استعمال مغلوب ہو توا س کا استعمال ناجائز ہے۔

‘‘یجوز بیع الملاہی عند أبی حنیفۃ وعندہما لا یجوز بیع ہذہ الأشیاء قبل الکسر والفتوی علی قولہما’’ (ہندیہ۵؍۱۳۱، تنقیح الحامدیہ۲؍۳۵۴)۔

‘‘والضابط عندہم (أی عند فقہاء الحنفیۃ إن کل ما فیہ منفعۃ تحل شرعاً فإن بیعہ یجوز لأن الأعیان خلقت لمنفعۃ الإنسان’’ (الفقہ الاسلامی وادلتہ۴؍۳۰۲۹)۔

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ صاحبین کے قول کے مطابق ان چیزوں کا استعمال اور خریدوفروخت جائز نہیں جن کا اکثر استعمال ناجائز امور میں ہوتا ہے۔

صورت مسئولہ کا حکم:

اسمارٹ فون کا استعمال گرچہ غلط مقاصد کے لئے ہوسکتا ہے اور ہوتا بھی ہے لیکن جائز ومستحسن کاموں کے لئے اس کا استعمال کچھ کم نہیں اس لئے فی نفسہ اس کا استعمال جائز ہے، اگر کوئی شخص غلط مقصد میں استعمال کرے گا تو وہ اس کا ذمہ دار ہے، اس کاگناہ اس کے اوپر ہے۔

الجواب الثانی:

جس موبائل میں فحش مناظر دیکھے جاسکتے ہوں اس موبائل میں تلاوت کے لئے قرآن مجید یا دوسری دینی کتابوں کو محفوظ کرنا یا آن لائن دیکھنا پڑھنا جائز ہے، موبائل کی اسکرین کی مثال آئینہ کی سی ہے، اگر آئینہ میں ننگی تصویروں کا عکس نظر آسکتا

ہے تو اس کی وجہ سے اس آئینہ میں دوسرے جائز عکس کا دیکھنا ناجائز نہیں ہوسکتا؛ البتہ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ جس موبائل کو تلاوت اور دوسری دینی کتابوں کے پڑھنے کے لئے استعمال کیا جائے اس میں فحش مناظر دیکھنے سے حتی الامکان احتراز کرنا واجب ہے، فحش مناظر کا دیکھنا تو جائز ہے ہی نہیں اور قرآن کریم اور دیگر دینی کتابوں کی وجہ سے اس کی عظمت اور حرمت کا خیال کرتے ہوئے فحش مناظر کی قباحت مزید بڑھ جاتی ہے؛ کیونکہ جن چیزوں کو کسی قابل احترام چیز سے تعلق قائم ہوجائے تو اس کو بے ادبی اور بے حرمتی کی چیزوں سے بچانا لازم اور ضروری ہوتا ہے، اسی لئے مسجد کے گرد وغبار، قلم کے تراشے وغیرہ کو بے ادبی کی جگہ ڈالنے سے منع کیاگیا ہے:

''ولا ترمی برایۃ القلم المستعمل لاحترامہ کحشیش المسجد وکناستہ لا یلقی فی موضع یخل بالتعظیم وقد ورد النہی فی محو اسم اللہ بالبزاق وعنہ علیہ الصلاۃ والسلام القرآن أحب إلی اللہ تعالی من السموات والأرض ومن فیہن'' (شامی ۱،۳۳۲)۔

''ومن منہیات الوضوء التوضؤ فی موضع نجس لأن لماء الوضوء حرمۃ'' (الدر مع الرد ۱،۲۶۰)۔

خلاصہ یہ کہ جس موبائل کو قرآن کریم کی تلاوت یا دیگر دینی کتب کے پڑھنے کے لئے استعمال کیا جائے اس موبائل کو فحش مناظر دیکھنے، گانا موسیقی وغیرہ سننے سے حتی الامکان بچانا لازم وضروری ہے؛ تاکہ قرآن کریم اور دینی کتب کی بے حرمتی کا ادنی شبہ بھی نہ ہو۔

غلط کاموں میں استعمال ہونے والے موبائل میں تلاوت:

اگر کسی موبائل کو غلط کاموں میں کوئی خدا کا بندہ استعمال کرتا ہو تو اس موبائل میں قرآن کریم کی تلاوت جائز ہے یانہیں، اس میں تقاضے مختلف ہیں، بعض وجوہات کی بنا پر اس کا استعمال ناجائز معلوم ہوتا ہے؛ کیوں کہ اس کا مدار احترام اور بے حرمتی پر ہے، اگر اس کو عرف میں بے حرمتی خیال کیا جاتا ہو تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا استعمال تلاوت کے لئے جائز نہ ہو، جیسے کوئی بھی انسان کوڑے کرکٹ، غلاظت وغیرہ کے لئے استعمال ہونے والے برتنوں میں کھانے پینے، نہانے دھونے کی ہمت نہیں کرتا ہے، طبیعتیں اس سے انکار کرتی ہیں کہ جس طرح سے ان برتنوں کو صاف وپاک کرنے کے بعد بھی اچھے مقاصد میں استعمال کرنا گوارہ نہیں تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ غلط کاموں کے لئے استعمال ہونے والے موبائل میں قرآن کریم کی تلاوت کی اجازت نہ ہو، لیکن اس کے برعکس ایک دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ عظمت وحرمت واحترام وغیر احترام، ادب وبے ادبی کا تعلق عرف سے ہے، جس چیز کو عرف میں بے ادبی سمجھا جاتا ہو ان کا شمار بے ادبی میں ہوگا اور جن کو عرف میں بے ادبی نہ سمجھا جاتا ہو ان کاشمار بے

ادبی میں نہ ہوگا، چنانچہ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں: ''ادب کا مدار عرف پر ہے، اس نئے اختلاف ازمنہ سے وہ مختلف ہوسکتا ہے، حضرات صحابہؓ کا حضورﷺ کے ساتھ مزاح کرنا ثابت ہے اور اب بزرگوں کے ساتھ مزاح کرنا بے ادبی سمجھا جاتا ہے، اسی طرح باپ کو بیٹے کے مال سے منتفع ہونا جائز ہے مگر اس انتفاع کی وجہ سے یہ جائز نہیں کہ بیٹا اپنے باپ کو برخوردار لکھنا شروع کردے؛ حالانکہ دونوں کا مطلب ایک ہے؛ کیو نکہ لفظ برخوردار بیٹے کے ساتھ خاص ہے '' (فقہ حنفی کے اصول وضوابط۱۴۳)۔

اور موجودہ زمانہ میں موبائل میں گرچہ ان کا استعمال غلط مقاصد کے لئے بھی ہوتا ہو عموماً بے ادبی نہیں سمجھا جاتا ہے، اس لئے اس کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے موبائل میں تلاوت وغیرہ جائز ہو، ان متعارض تقاضوں کی بنا پر احتیاط اولی ہے، لیکن استعمال کی گنجائش ہے۔

الجواب الثالث:

قرآن مجید کی تلاوت جس موبائل میں کی جائے وہ پورا موبائل سیٹ قرآن مجید کے حکم میں نہیں ہوگا؛ بلکہ زیادہ سے زیادہ اس کاغذ اور تختی کے حکم میں ہوگا جس پر قرآن کریم کی آیات لکھی ہوں، اور ایسی تختی اور کاغذ کا حکم یہ ہے کہ لکھے ہوئے حصہ کے علاوہ دوسرے حصے پر بلا وضو ہاتھ لگانا شرعاً جائز ہے۔

''(ومسہ) أی القرآن ولو فی لوح أو درہم أو حائط لکن لا یمنع إلا من مس المکتوب بخلاف المصحف فلا یجوز مس الجلد وموضع البیاض منہ'' (شامی ۴۸۸،۱)۔

نیز اگر موبائل کے سیٹ کو بالفرض قرآن کا حکم بھی دیا جائے تو بھی موبائل کو بلا وضو ہاتھ لگانا جائز ہوگا؛ کیونکہ موبائل کے جس حصہ میں قرآن کریم ظاہر ہوتا ہے اس کے اوپر نیچے موبائل کی باڈی لگی رہتی ہے جو بآسانی جدا ہوجاتی ہے تو یہ باڈی غلاف متجافی کے حکم میں ہوگی اور اس کے اوپر سے موبائل پر ہاتھ لگانا جائز ہوگا۔

''ویمنع مسہ إلا بغلاف المنفصل کالجراب والخریطۃ دون المتصل کالجلد المشرز ہو الصحیح'' (شامی ۴۸۸،۱)۔

درج بالا حکم احتیاطاً موبائل کی اسکرین پر ظاہر ہونے والے نقوش کو مکتوب کا حکم دیئے جانے کے وقت ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسکرین پر ظاہر ہونے والے حروف یہ نقوش عکس کے درجہ میں ہیں، یہ نقش نہیں، جب تک میموری سے اس کا موازنہ کرایا جاتا اس وقت تک عکس ظاہر ہوتا ہے اور جب دوسرا فنکشن کھولا جائے تو اس کے عکس ظاہر ہونے لگتے ہیں، اس لئے اصل یہی ہے کہ یہ عکس ہے نقش نہیں، لیکن قرآن کریم کی عظمت وجلالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے احتیاطاً نقوش کو بلا وضو ہاتھ لگانے سے احتراز کرے؛ تاہم اگر کچھ حرج اور مشقت ہو اور ہاتھ لگانے کی نوبت آجائے تو اس کی بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

نوٹ: جس موبائل کی باڈی بآسانی جدا نہ کی جاسکتی ہو وہ صندوق کے حکم میں ہوگا، ‘‘لو کان المصحف فی صندوق فلا بأس للجنب أن یحملہ’’ (شامی ۱،۴۸۸)۔

الجواب الرابع:

موبائل کے ذریعہ دینی معلوماتی پیغامات خواہ تحریر کی شکل میں بھیجے جائیں یا آواز کی شکل میں، ایسے لوگوں تک بھیجنا جو اپنے موبائل پر میسج کو پسند نہیں کرتے ہیں، درست نہیں؛ کیوں کہ جو شخص دینی بات بھی سننے پر آمادہ نہ ہو تو زبردستی اپنی بات اس کو نہیں سنانا چاہئے، چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے مدینہ منورہ کے ایک واعظ کو وعظ وتبلیغ کے آداب تفصیل سے بتائے اور اس میں یہ بھی فرمایا کہ اپنی آواز کو انہیں لوگوں تک محدود رکھو جو تمہاری مجلس میں بیٹھے ہیں۔ اور انھیں میں اس وقت تک دین کی باتیں سناؤ جب تک ان کے چہرے تمہاری طرف متوجہ ہوں، جب وہ چہرے پھیر لیں تو تم بھی رک جاؤ، اور ایسا کبھی نہ ہونا چاہئے کہ لوگ آپس میں بات کررہے ہوں اور تم ان کی بات کاٹ کر اپنی بات شروع کردو؛ بلکہ ایسے موقع پر خاموش رہو پھر جب وہ تم سے فرمائش کریں تو ان کو دین کی بات سناؤ۔

‘‘قالت عائشۃ لابن أبی السائب قاص أہل المدینۃ:ثلاثاً لتتابعنی علیہن أو لأناجزنک ..... ولا ألفینک تأتی القوم وہم فی حدیثہم فتقطع علیہم حدیثہم ولکن اترکہم فإذا حدوک علیہ وأمروک بہ فحدثہم، وعن المقدام بن معدی کرب قال:قال رسول اللہ ﷺ:إذا حدثتم الناس فلا تحدثوہم بما یفزعہم ویشق علیہم’’ (مجمع الزوائد۱،۱۹۶)۔

آداب تبلیغ وتعلیم میں سے بہرحال یہ چیز داخل ہے کہ اس کی آواز انہیں لوگوں تک محدود رہے جو سننے کے لئے متوجہ ہیں، غیر متوجہ لوگوں تک جبراً آواز پہنچانا شرعاً جائز نہیں؛ البتہ ایسی تحریر وتقریر جس کا پڑھنا سننا اختیاری ہو، جبری نہ ہو ایسے وقت میں پہنچانا جو کسی عبادت نیند وغیرہ میں خلل کا باعث نہ ہو جائز ہے لیکن جس کے بارے میں معلوم ہو کہ اس کو ایسے میسج سے بھی تکلیف ہوتی ہے اس کے پاس ایسے میسج بھیجنے سے بچنا ضروری ہے؛ تاکہ دین کی ناقدری کا سبب نہ ہو۔

الجواب الخامس:

غیر محرم مرد وعورت کا دینی پیغامات پر مشتمل میسج بھیجنا فی نفسہ گرچہ جائز ہے لیکن چونکہ یہ میسج غیر اخلاقی میسج کا سبب بھی بن سکتے ہیں نیز میسج بازی سے عشق بازی تک راہ ہموار ہونے کا شدید خطرہ ہے اور شیطان کے بیچ میں حائل ہونے کا موقع بآسانی مل جاتا ہے اس لئے سداً للباب اخلاقی میسج بازی کی بھی اجازت نہیں دی جاسکتی، اخلاقی مضامین پر مشتمل میسج اجنبی مرد وعورت کے درمیان گرچہ فی نفسہ مباح ہے، لیکن اس سے فتنہ کا اندیشہ بہرحال ہے اس لئے بلا ضرورت شدیدہ اور مجبوری کے اجنبی مرد وعورت کا میسج کا تبادلہ ہرگز جائز نہیں؛ کیوں کہ جس مباح اور مندوب

سے فتنہ کا خطرہ پیدا ہوجائے یا کسی معصیت میں ابتلاء کا اندیشہ پیدا ہوجائے تو ایسے مباح ومندوب بھی ناجائز ہوجاتے ہیں۔ ‘‘لا تسبّوا الذین یدعون من دون اللہ’’، اور ‘‘لا تقربا ہذہ الشجرۃ ’’، اور ‘‘یا أیہا الذین آمنوا لا تقولوا راعنا’’ وغیرہ جیسی آیات سے یہی اصول نکلتا ہے، سدّاً للباب مباح اور مندوب امور بھی ممنوع وناجائز ہوجاتے ہیں ، چنانچہ علامہ شاطبی نے ایک مستقل فصل منعقد کرکے اس پر مفصل کلام کیا ہے:

‘‘(قال بعد نقل الآیات والروایات) إذا ثبت فی بعض الذرائع ثبت فی الجمیع إذ لا فرق مما لم یدع مما لم ینص علیہ’’ (الاعتصام للشاطبی۲؍۲۹۵)۔

اور اس مسئلہ کو پس پردہ وقتی طور پر وعظ وتبلیغ یا کسی ضروری بات چیت پر قیاس نہیں کیا جاسکتا؛ کیوں کہ پس پردہ وعظ وبات چیت میں فتنہ کا اندیشہ نادر ہے اس لئے کہ یہ عمل دیگر لوگوں کے علم میں ہوتا ہے، بخلاف میسج کے کہ یہ خفیہ ہوتا ہے لہذا علانیہ کو خفیہ پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، اسی فتنہ کی وجہ سے غیر محرم مرد سے حصول تعلیم وتعلم کو حضرات علماء نے ناجائز لکھا ہے، فتاوی رحیمیہ میں ہے کہ غیر محرم کے پاس پڑھنا جائز نہیں (فتاوی رحیمیہ۳؍۱۲۶)۔

الجواب السادس:

موبائل پر آنے والے نقوش حقیقت میں یہ عکس ہیں نقش نہیں؛ اس لئے موبائل پر جو تصاویر ظاہر ہوں ان کو آگے بڑھانا یہ تصویر کشی کے دائرہ میں نہیں آئے گا؛ چنانچہ ڈیجیٹل کیمروں کی تصاویر کو مفتی محمد تقی صاحب عثمانی مدظلہ العالی نے تصویر کے درجہ میں نہیں رکھا ہے، نیز جو تصاویر غیر مجسم ہوں سایہ دار نہ ہوں مثلاً کپڑے، دیوار وغیرہ پر بنائی گئی تصاویر امام مالکؒ کی ایک روایت کے مطابق حرام وناجائز نہیں، اور اس کو بہت سے علماء مالکیہ نے اختیار بھی کی ہے؛ اس لئے یہ مجتہد فیہ ہے اور کیمرے کی تصاویر کا مسئلہ خود مختلف فیہ ہے، اور ڈیجیٹل کیمرے کی تصاویر میں اختلاف مزید بڑھ جاتا ہے اور موبائل اسکرین پر ابھرنے والی تصاویر میں تصویر نہ ہونے کا شبہ مزید قوی ہوجاتا ہے، اس لئے اس پر تصویر ہونے کا شبہ نہیں؛ بلکہ شبہۃ الشبہ ہے، لہذا اصولی اعتبار سے تصویر ہونے کا حکم عائد نہیں کیا جاسکتا (تفصیل کے لئے درس ترمذی (ص: ۳۴۶ تا۳۵۲) دیکھی جائے)، اس لئے موبائل کی تصویر کو آگے بڑھانا تصویر سازی کے دائرہ میں نہیں آئے گا لیکن بہت سے علماء ہند موبائل کی تصویر کو تصویر ہی مان کر ناجائز وحرام مانتے ہیں اس وجہ سے احتیاط ضروری ہے، نیز موبائل کی تصاویر یقینی طور پر دوسری تصاویر کی قباحت وشناعت کو ختم کرنے میں موثر کردار ادا کرتی ہیں اس لئے سدًّا للباب موبائل کی تصاویر اور ان کے آگے بڑھانے کو عدم جواز کے دائرہ میں رکھنا احتیاط کا تقاضا ہے؛ البتہ موبائل کی شہوت انگیز تصاویر کو اگر تصاویر کے درجہ میں نہ بھی رکھا جائے تو بھی اس کو دیکھنا دکھلانا اسی طرح سے اس کو آگے بھیجنا سب

ناجائز حرام ہوگا؛ کیونکہ یہ اعانت علی المعصیہ میں داخل ہے، '' لو نظر من زجاج أو ماء ہی فیہ، مفاد ہذا أنہ لا یحرم نظر الأجنبیۃ من المرأۃ أو الماء بخلاف النظر لأنہ إنما منع منہ خشیۃ الفتنۃ والشہوۃ وذلک موجود ہنا'' (شامی۹؍۵۳۴)۔

الجواب السابع:

سی سی ٹی وی کیمرہ کو چوری اور دوسرے مجرمانہ واقعات سے حفاظت کے پیش نظر لگانا شرعاً جائز ہے اور اس میں قید ہونے والی تصاویر کا تصویر کے درجہ میں ہونا بہت بعید ہے؛ بلکہ زیادہ انطباق ان تصاویر کا عکس پر ہوتا ہے اور جب یہ عکس میں تصویر نہیں تو شرعاً اس کی اجازت میں بھی شبہ نہیں ہونا چاہئے نیز غیر مجسم تصاویر کا مختلف فیہ ہونے سے اور ڈیجیٹل کیمرہ کی تصاویر کےاختلاف سے مزید گنجائش پیدا ہوجاتی ہے، مزید گنجائش اس کی ضرورت اور حاجت کی بنا پر حاصل ہوجاتی ہے، حفاظت عامہ کی غرض سے CCTV کیمرے لگائے جاتے ہیں اور ضرورت عامہ میں داخل ہونے کی وجہ سے گنجائش میں تقویت پیدا ہوجاتی ہے لہذا CCTVکیمرہ کی اجازت اگر تصویر کی وجہ سے نہ بھی ہو تو ضرورت اور حاجت کی بنا پر ہوجائے گی، اسی بنا پر شناختی کارڈ وغیرہ کے لئے تصویر کی اجازت دی گئی ہے؛ چنانچہ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں:''اس اختلاف سے ایک بات یہ سامنے آتی ہے کہ اس کا جواز اور عدم جواز دو وجہ سے مجتہد فیہ معاملہ بن گیا: ایک یہ کہ اس بارے میں امام مالکؒ کا اختلاف ہے ، دوسرے یہ کہ کیمرہ کی تصاویر کے بارے میں علامہ بخیطؒ کا فتوی موجود ہے اس لئے مجتہد فیہ بن گیا، اور مجتہد فیہ مسئلہ میں حاجت عامہ کے وقت گنجائش پیدا ہوجاتی ہے، لہذا جہاں کہیں حاجت عامہ ہوگی جیسے پاسپورٹ میں اور شناختی کارڈ میں یا کسی ایسی جگہ میں جہاں انسان کو اپنی شناخت کرانی ہو اور شناخت کے بغیر کام نہ چل سکتا ہو ، اور تصویر کے بغیر اس کی شناخت نہ ہوسکتی ہو تو ان مواقع پر اس کا استعمال جائز ہوگا (درس ترمذی۵؍۳۵۰)۔ حضرت کی اس تحریر سے CCTV کیمرہ کی اجازت بدرجہ اولی معلوم ہوتی ہے؛ کیوں کہ اس کی تصویر بہرحال شناختی کارڈ کی تصویر سے کمتر درجہ میں ہوتی ہے لہذا اس کا جواز بالکل واضح ہے۔

الجواب الثامن:

جواب سے قبل بطور تمہید چند مسائل لکھے جاتے ہیں:

(۱) شوہر وبیوی کے علاوہ کسی مرد وعورت کے لئے ایک دوسرے کے ستر کو دیکھنا شرعاً ناجائز وحرام ہے ، ''لا یجوز أن ینظر الرجل إلی الأجنبیۃ إلا إلی وجہہا وکفیہا لقولہ تعالی:ولا یبدین زینتہن إلا ما ظہر منہا'' (ہدایہ)۔

(۲) علاج ومعالجہ کے لئے بقدر ضرورت طبیب کے سامنے ستر کھولنے کی شرعاً اجازت ہے، ''وقد روی عن أبی یوسف أنہ إذا کان بہ ہزال فاحش وقیل لہ إن الحقنۃ تزیل ما

بک من الہزال فلا بأس بأن یبدئ ذلک الموضع للمحتقن" (المبسوط۱۰؍۱۵۶)۔

(۳) علاج ومعالجہ ودیگر ضرورت کے وقت جہاں تک ممکن ہو نظر الجنس إلی الجنس سے کام لیا جائے، نظر إلی مخالف الجنس سے حتی الامکان علاج ومعالجہ میں بھی بچنا لازم ہے؛ البتہ اگر مجبوری ہو تو جنس مخالف سے بھی موضع ستر کا علاج جائز ہے، ''ینظر الطبیب إلی موضع مرضہا بقدر الضرورۃ إذ الضرورات تتقدر بقدرہا وکذا نظر قابلۃ وختان وینبغی أن یعلم امرأۃ تداویہا لأن نظر الجنس إلی الجنس أخف وفی الشامیۃ تحتہ فی الجوہرۃ إذا کان المرض فی سائر بدنہا غیر الفرج یجوز النظر إلیہ عند الدواء لأنہ موضع ضرورۃ وإن کان فی موضع الفرج فینبغی أن یعلم امرأۃ تداویہا فإن لم توجد وخافوا علیہا أن تہلک أو یصیبہا وجع لا تحتملہ یستروا منہا کل شئ إلا موضع العلۃ ثم یداویہا الرجل ویغض بصرہ ما استطاع إلا عن موضع الجرح" (شامی۹؍۵۳۳)۔

(۴) ضرورت عامہ کے لئےمحذورات کے ارتکاب کی رخصت حاصل ہوجاتی ہے؛ کیونکہ حاجت عامہ کو ضرورت اصطلاحیہ کا درجہ حاصل ہوجاتا ہے، ''الحاجۃ إذا عمت کانت کالضرورۃ'' (الاشباہ للسیوطی؍۹۷)، ''الحاجۃ فی حق آحاد الناس کافۃ تنزل منزلۃ الضرورۃ فی حق واحد المضطر" (القواعد الفقہیہ؍۱۰۹)، ''الحاجۃ تنزل منزلۃ الضرورۃ الخاصۃ فی حق آحاد الناس" (القواعد الفقہیہ؍۱۹۸ بحوالہ مجلہ ضرورت وحاجت؍۱۶۳-۱۶۴)۔

(۵) اگر کسی انسان کے ستر کا عکس پانی میں نظر آئے یا آئینہ میں دکھائی دے تو اس پر نظر کرنا ستر پر کرنے کی طرح سے نہیں؛ بلکہ اس کا حکم ستر پر نظر کرنے کے مقابل میں بہت خفیف ہے، آئینہ میں نظر آنے والے ستر کے عکس پر نظر کے حکم میں اختلاف ہے، حرمت کو ترجیح فتنہ اور شہوت کے اندیشہ کی وجہ سے ہے ورنہ فی نفسہ حلت ہے؛ کیوں کہ عکس دیکھنا ستر دیکھنے کے مانند نہیں تو حاصل یہ نکلا کہ اس کی حرمت لغیرہ ہے نہ کہ لعینہ، ''لم أر ما لو نظر إلی الأجنبیۃ من المرآۃ أو الماء وقد صرحوا فی حرمۃ المصاہرۃ بأنہا لا تثبت برؤیۃ فرج من مرآۃ أو ماء لأن المرئی مثالہ لا عینہ، بخلاف ما لو نظر من زجاج أو ماء ہی فیہ لأن البصر ینفذ فی الزجاج والماء فیری ما فیہ، ومفاد ہذا أنہ لا یحرم نظر الأجنبیۃ من المرآۃ أو الماء إلا أن یفرق بأن حرمۃ المصاہرۃ بالنظر ونحوہ شدد فی شروطہا؛ لأنہ الأصل فیہا الحل بخلاف النظر؛ لأنہ إنما منع منہ خشیۃ الفتنۃ والشہوۃ وذلک موجود ہنا، ورأیت فی فتاوی ابن حجر من الشافعیۃ ذکر فیہ خلافاً بینہم ورجح الحرمۃ بنحو ما قلناہ" (شامی۹؍۵۳۴)، ''ولینظر ہل یحرم النظر بشہوۃ إلی الصورۃ المنقوشۃ محل تردد؟ ولم أرہ، فلیراجع'' (شامی۹؍۵۳۵)۔

سوال کا جواب:

اگر کوئی ہنگامی حالت نہ ہو اور نہ کوئی خطرہ ہوتو پھر ایسی صورت میں اسکیننگ مشین لگانا اور اس سے گزرنا شرعاً جائز نہیں؛ کیوں کہ جس طرح دوسرے کے

ستر پر نظر کرنا جائز نہیں اسی طرح بلا مجبوری کے ستر کو ظاہر کرنا بھی جائز نہیں۔ ستر دیکھنا اور دکھانا دونوں حکم انتہائی حساس ہیں، آپ ﷺ نے ستر پوشی کے سلسلہ میں انتہائی تاکید فرمائی، چنانچہ روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''صنفان من أہل النار لم أرہما قوم معہم سیاط کأذناب البقر یضربون بہا الناس ونساء کاسیات عاریات ممیلات مائلات رؤوسہن کأسنمۃ البخت المائلۃ لا یدخلن الجنۃ ولا یجدن ریحہا وإن ریحہا لتوجد من مسیرۃ کذا وکذا'' (مشکوۃ۲،۳۰۶)۔

اس روایت میں آپ ﷺ نے جسم کی بناوٹ کو ظاہر کرنے والے چست لباس یا جسم کی جھلک ظاہر کرنے والے باریک لباس پہننے والے کے لئے اتنی سخت وعید بیان فرمائی کہ جنت کی خوشبو نہ پائینگی جس سے معلوم ہوا کہ بلا سخت مجبوری کے اس طرح کی مشین لگانا اور اس سے گذرنا جائز نہیں؛ البتہ اگر کسی ملک میں نظام حکومت ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہو جن کو ستر وبے ستری کی کوئی پرواہ نہ ہو تو ان کے لئے یہ وعیدیں بے سود ہیں لیکن اگر نظام حکومت حساس اور غیرت مند لوگوں کے دائرہ اختیار میں ہو اور وہ ملک کے تحفظ کے لئے اس طرح کی مشینوں کا استعمال ضروری سمجھتے ہوں تو اس کے لگانے کی اور اس کے سامنے سے گزرنے کی گنجائش ہوگی؛ کیوں کہ ان کے اس ملکی تحفظ کو علاج ومعالجہ کے درجہ سے کم نہیں کیا جاسکتا، علاج ومعالجہ انفرادی ضرورت ہے اور ملکی حفاظت اجتماعی ضرورت ہے تو جس چیز کی اجازت انفرادی ضرورت کے لئے ہے اس کی اجازت اجتماعی ضرورت کے لئے بدرجہ اولی ہوگی؛ البتہ حتی الامکان مرد وعورت کی اسکیننگ کے لئے اسی جنس کے افراد کا انتخاب کرنا ضروری ہے۔ بہرحال اسکیننگ مشین پر ظاہر ہونے والا ستر کو دیکھنے اور دکھانے کی حرمت لعینہ نہیں؛ بلکہ لغیرہ ہے، یعنی شہوت وفتنہ کے اندیشہ کی وجہ سے ہے اور حفاظت کے لئے لگائی جانے والی مشینوں سے اسکیننگ میں فتنہ اور شہوت کا اندیشہ عدم کے درجہ میں معلوم ہوتا ہے، اس لحاظ سے بھی ضرورت کے وقت گنجائش نکلتی ہے۔ رہا سفر کرنا تو خود ایک ضرورت ہے اور کسی ملک سے سفر کرنے پر پابندی لگانا تقریباً ناممکن ہے اس لئے سفر کے وقت ایسی مشینوں سے گذرنے کی گنجائش ہے؛ البتہ بلاضرورت سفر سے احتراز کرنا چاہئے۔

محور دوم:

الجواب الاول:

جن چیزوں کو کوئی شخص انٹرنیٹ پر محفوظ کرکے مقفل کردیتا ہے اور اس کا مقصد دوسروں کو مقفل شدہ معلومات تک رسائی سے روکنا ہوتا ہے، اگر کوئی شخص ان معلومات تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو شریعت کی اصطلاح میں اسے

تجسس کہتے ہیں۔ ‘‘التجسس لغۃ:تتبع الأخبار ومنہ الجاسوس لأنہ یقع الأخبار ویفحص عن بواطن الأمور ولا یخرج المعنی الاصطلاحی عن المعنی اللغوی’’ (الموسوعۃ الفقہیہ۱۰؍۱۱۶)۔

حضرت اقدس تھانویؒ فرماتے ہیں کہ چھپ کر کسی کی باتیں سننا یا اپنے کو سوتا ہوا بنا کر باتیں سننا بھی تجسس میں داخل ہے (بیان القرآن بحوالہ معارف القرآن۸؍۱۳۱)۔ اخفش نے بیان کیا ہے کہ تجسس بالجیم کسی ایسے امر کی جستجو اور تلاش کو کہا جاتا ہے جس کو لوگوں نے آپ سے چھپایا ہو (معارف القرآن۸؍۱۳۰)۔

تجسس کی اقسام:

تجسس کی تین قسمیں ہیں:(۱) واجب، (۲) حرام، (۳) مباح۔ ‘‘التجسس تعتریہ أحکام ثلاثۃ:الحرمۃ، الوجوب، الإباحۃ’’۔

تجسس حرام: اہل اسلام کے عیوب جو مخفی ہوں ان کی ٹوہ اور تلاش میں رہنا تجسس حرام میں داخل ہے، حدیث شریف میں اس پر بڑی سخت وعید آئی ہے، آپﷺ نے ارشاد فرمایا: اے وہ لوگوں جو زبان سے تو مسلمان ہو لیکن دل میں ایمان داخل نہیں ہوا ہے، مسلمانوں کے پوشیدہ عیوب کی ٹوہ اور تلاش میں مت پڑو؛ کیوں کہ جو شخص مسلمانوں کے عیوب کی تلاش میں رہتا ہے تو اللہ بھی اس کے عیوب کی تلاش میں لگ جاتا ہے یہاں تک کہ اس کو رسوا کردیتا ہے اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر ہو، ‘‘فالتجسس فی الأصل حرام منہی عنہ علی المسلمین لقولہ تعالی: ولا تجسسوا، ولقولہ علیہ الصلاۃ والسلام: یا معشر من آمن بلسانہ ولم یدخل الإیمان إلی قلبہ لاتتبعوا عورات المسلمین فإن من تتبع عورات المسلمین تتبع اللہ عورتہ حتی یفضحہ ولو فی جوف بیتہ’’۔

تجسس واجب: جو مفسدین لوگوں کو نقصان پہنچانے، فساد مچانے کی فکر میں ہوں مثلاً چور ڈاکو وغیرہ تو ان کو ان کے برے ارادے اور اقدام سے روکنے کے لئے ان کی جستجو وتلاش کرنا واجب ہے۔ ‘‘قد یکون التجسس واجباً .....اللصوص وقطاع الطریق أری أن یطلبوا فی مظانہم، وطلبہم لا یکون إلا بالتجسس’’ (الموسوعہ۱۰؍۱۶۲)۔

تجسس مباح: کفار کے لشکر کے احوال کے متعلق تلاش وجستجو، اسی طرح اگر حاکم کو کسی کےبارے میں کسی جگہ جرم اور معصیت کے لئے اکٹھا ہونے اور معصیت کرنے کی خبر ملے تو ان کی تلاش وجستجو ومعصیت کو روکنے کے لئے جائز ومباح ہے، ‘‘للمستحب أن یکشف علی مرتکبی المعاصی؛ لأن قاعدۃ ولایۃ الحسبۃ: الأمر بالمعروف والنہی عن المنکر’’ (الموسوعۃ الفقہیہ۱۰؍۱۶۲، کتاب الخراج)۔

ان تینوں قسموں کو حضرت تھانویؒ نے اپنی تفسیر میں بہت جامع انداز میں بیان کردیا ہے جوشاید کہیں اور منقول نہیں لہذا اس کو نقل کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے، چنانچہ حضرت تھانویؒ سورۂ حجرات میں ‘‘فتبینوا ’’ کی تفسیر کے تحت رقمطراز ہیں کہ ‘‘یہ مسئلہ مستقل ہے کہ تحقیق کہاں جائز، کہاں واجب اور کہاں ممنوع ہے، سو اس میں قول مجمل یہ

ہے کہ:

(۱) جہاں تحقیق نہ کرنے سے کوئی واجب شرعی فوت ہوتا ہو وہاں واجب ہے، مثلاً سلطان کسی کے ارتداد کی خبر سنے تو اس کو سزا وغیرہ دینے کے لئے تحقیق کرنا واجب ہے، یا سلطان نے سنا کہ فلاں شخص فلاں کو قتل کرنا چاہتا ہے تو چونکہ بوجہ سلطان ہونے کے حفاظت رعایہ کی اس کے ذمہ واجب ہے اس لئے اس کی تحقیق اور انتظام واجب ہے۔

(۲) جہاں تحقیق نہ کرنے سے کوئی واجب فوت نہیں ہوتا اور تحقیق کرنے سے اس مبلغ عنہ کا ضرر نہیں ہوتا تو وہاں تحقیق جائز ہے جیسے یہ سنا کہ فلاں شخص مجھ کو مارے گا تو اس کے متعلق تحقیق کرلینا جائز ہے۔

(۳) اگر تحقیق کرنے سے اپنی کوئی دفع مضرت نہ ہو اور دوسرے کو ناگواری ہو تو تحقیق حرام ہے، جیسے کسی نے سنا کہ فلاں شخص خفیہ شراب پیتا ہے تو تحقیق نہ کرنے سے اپنا کوئی ضرر نہیں اور تحقیق کرنے سے وہ فضیحت ہوتا ہے، خوب سمجھ لیا جاوے، نیز حضرت نے مذکورہ ضوابط سے چند سطور قبل فرمایا ہے کہ اس اصولی بحث کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سوال کا جواب لکھ دیا جائے '' (بیان القرآن،۹۹۴)۔

انٹرنیٹ پر مقفل کردہ معلومات حاصل کرنے کا بہرصورت ایک ہی حکم نہیں بلکہ مقفل شدہ معلومات کی نوعیت کے اعتبار سے احکام الگ الگ ہونگے:

(الف) مقفل شدہ معلومات چوری کرنے اور حاصل کرنے سے مقفل کرنے والے کی عزت وآبرو کو ٹھیس لگتی ہو اور اس کی آبرو پامال ہوسکتی ہو، ایسی معلومات حاصل کرنا شرعاً حرام ہے اور یہ شکل تجسس میں داخل ہے جس پر بڑی سخت وعیدیں منقول ہیں، آپ ﷺ نے متعدد روایات میں کسی کے آبرو کے پیچھے پڑنے سے سختی سے منع فرمایا ہے، چند روایات اس سلسلہ کی نقل کی جاتی ہیں:

''عن أبی ہریرۃ أن رسول اللہ ﷺ قال:إیاکم والظن فإن الظن أکذب الحدیث ولا تحسسوا ولا تجسسوا''۔

''عن ابن مسعود قال:قال رسول اللہ ﷺ: لا یبلغنی أحد من أصحابی عن أحد شیئاً، فإنی أحب أن أخرج إلیکم وأنا سلیم الصدر''۔

''عن عقبۃ بن عامر عن النبی ﷺ من رأی عورۃ فسترہا کان کمن أحیی موءودۃ''۔

''عن سالم عن أبیہ أن النبی ﷺ قال:المسلم أخو المسلم لا یظلمہ ولا یسلمہ، من کان فی حاجۃ أخیہ فإن اللہ فی حاجتہ''۔

''عن ابن عباس عن النبی ﷺ من استمع إلی حدیث قوم وہم لہ کارہون صبّ فی أذنیہ الآنک یوم القیامۃ'' (احکام القرآن۳،۵۴۰، الترغیب والترہیب۳،۲۹۴)۔

(ب) مقفل شدہ معلومات ایسی ہوں جن کے مخفی رہنے کی صورت میں ضرر عام پہنچ سکتا ہو مثلاً فتنہ وفساد کی تدابیر اور اس کا طریقہ کار مقفل کیا گیا ہو، یا جرائم پیشہ عناصر کی معلومات اور ان کے پلان مقفل کئے گئے ہوں تو ایسی صورت میں ان معلومات کو حاصل کرکے فتنہ وفساد کا سدّ باب کرنے والے عملہ تک پہنچا دینا واجب ہے، اس میں سستی اور چشم پوشی تعاون علی الفساد فی الارض کے مترادف ہے۔

''وما یجری الآن فی الدول وما یطبق فی التجسس علی المسلمین ومن یظن فیہم الشر وہتک الأعراض واغتصاب الأموال ومخالفۃ الأنظمۃ الواجب اتباعہا وما یحصل فی الکشف عمن یظن فیہم الاتجار فی المحظورات کالخمر والحشیش بقرائن ظاہرۃ والغش فی المعاملات وتعقب المفسدین والمجرمین والمخربین لیس فیہ خروج عن أحکام الإسلام فی الجملۃ بل ہو الواجب لقطع دابر الفساد وللحفاظ علی حقوق الناس ولاستتاب الأمن والطمانینۃ'' (حاشیہ موسوعہ ۱۰؍۱۶۸)۔

(ج) مقفل شدہ معلومات اگر ایسی ہوں کہ ان کی چوری کرنے سے چوری کرنے والے کا تو فائدہ ہو لیکن دوسرے کا کوئی نقصان نہ ہو تو ایسی معلومات حاصل کرلینا جائز ہے اور اس کو مقفل کرنا کتمان علم کے مترادف ہے جس پر حدیث میں بڑی سخت وعید آئی ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے علم کو چھپایا اس کو قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔ ''عن أبی ہریرۃ قال:قال رسول اللہ ﷺ:من سئل عن علم علمہ ثم کتمہ ألجم یوم القیامۃ بلجام من نار'' (مشکوۃ؍۳۴)؛ غرضیکہ علم کی اشاعت جو انسانیت کے لئے مفید ہوں مطلوب ہے اور اس کو چھپانا انتہائی درجہ کا بخل ہے اور علم کسی کی جاگیر نہیں، انسانیت کے لئے نفع بخش باتوں کو مومن کا گمشدہ سرمایہ کہا گیا ہے اور جہاں کہیں بھی ملے اس کا سب سے زیادہ حقدار قرار دیا گیا ہے، ''الحکمۃ ضالۃ المؤمن حیثما وجدہا فہو أحق بہا'' (مشکوۃ؍۳۴؛ ترمذی، رقم الحدیث: ۲۶۸۷)۔

الجواب الثانی:

اگر کسی شخص نے دوسرے کی معلومات حاصل کرلیں تو اگر اس حاصل شدہ معلومات میں کسی دوسرے کے اضرار، ظلم وغیرہ کی چیزیں موجود ہوں تو اس معلومات کو ایسے افراد تک پہنچا دینا جو اس کا سدّ باب کرسکیں اور اس شخص کو بھی بتلا دینا جس کے خلاف تیار کی گئی ہے تاکہ وہ خود اس کے ضرر سے محفوظ رہ سکے شرعاً واجب ہے، خواہ پلان تیار کرنے والے کی طرف سے اجازت ہو یا نہ ہو، اسی طرح اگر معلومات چوری کرنے والے کے خلاف اور اس پر ظلم کی اشیاء موجود ہوں تو دوسرے لوگوں کو باخبر کردینا بھی جائز ہے؛ البتہ بہتر یہ ہے کہ عام اعلان کے بجائے ایسے لوگوں کو باخبر کرے جو اس میں موجود سازشوں کا سدّ باب کرنے کی قدرت رکھتے ہوں،

''لا یحب اللہ الجہر بالسوء الخ'' سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جس پر کسی نے ظلم کیا ہو اگر وہ ظلم کی شکایت، حکایت لوگوں سے کرے تو یہ غیبت حرام میں داخل نہیں؛ کیونکہ اس نے اس کو خود شکایت کرنے کا موقع دیا ہے (معارف القرآن)۔ ''لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول إلا من ظلم، قال ابن عباس وقتادۃ: إلا أن یدعو علی ظالمہ، وعن مجاہد روایۃ: إلا أن یخبر بظلم ظالمہ لہ'' (احکام القرآن۲؍۳۶۵)، ''المجالس بالأمانۃ إلا ثلاثۃ مجالس:سفک دم حرام أو فرج حرام أو اقتطاع مال بغیر حق'' (ابوداؤد، مشکوۃ؍۴۳۰)۔

اور اگر ان معلومات میں دوسرے سے متعلق کوئی خفیہ پلان موجود نہ ہو بلکہ اس کی ذاتی ایسی چیزیں ہوں جن کے ظاہر ہونے سے ان کا جانی، مالی، عرضی نقصان ہوسکتا ہو، تو ان معلومات کو آگے بڑھانا ہرگز جائز نہیں، یہ تجسس ممنوع اور غیبت میں داخل ہونے کی وجہ سے حرام ہوگا، ''عن ابن عباسؓ عن النبیﷺ قال: من ستر عورۃ أخیہ سترہ اللہ عورتہ یوم القیامۃ ومن کشف عورۃ أخیہ المسلم کشف اللہ عورتہ حتی یفضحہ بہا فی بیتہ'' (الترغیب والترہیب۳؍۱۶۹)۔

''وعن أبی برزۃ الأسلمیؓ قال: قال رسول اللہﷺ: یا معشر من آمن بلسانہ ولم یدخل الإیمان قلبہ لا تغتابوا المسلمین ولا تتبعوا عوراتہم فإنہ من اتبع عوراتہم تتبع اللہ عورتہ ومن تتبع اللہ عورتہ یفضحہ فی بیتہ'' (حوالہ بالا)۔

''إذا حدث الرجل بالحدیث ثم التفت فہی أمانۃ'' (مشکوۃ؍۴۳۰، ابوداؤد)۔

حاصل شدہ معلومات کسی کی مذمت، ضرر اور عیوب پر مشتمل نہ ہوں اور اس کے ظاہر ہونے کی صورت میں مقفل کرنے والے کا کسی بھی قسم کا کوئی نقصان نہ ہو اور اس کے ظاہر کرنے سے دوسرے لوگوں کا فائدہ بھی نہ ہو تو ایسی باتیں دوسروں سے نقل کرنا جائز تو ہے لیکن بہتر نہیں؛ کیوں کہ ہوسکتا ہے کہ اس کی اشاعت میں عام مسلمان یا مقفل کرنے والے کے ضرر کا کوئی ایسا پہلو ہو جو نقل کرنے والے کی نگاہ سے مخفی ہو اس لئے اس احتمال ضعیف کی بنا پر اس کو بھی ظاہر نہیں کرنا چاہئے، نیز اسلام کی خوبی اور اچھائی میں سے یہ ہے کہ لا یعنی کو چھوڑ دے، ''من حسن إسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ'' (مشکوۃ؍۴۱۳)۔

مذکورہ بالا حکم اس خبر کے متعلق ہے جو کسی کو کسی دوسرے طریقہ سے حاصل ہوجائے لیکن دوسرے کی خبر کو معلوم کرنا جب کہ دوسرا بھی اس پرراضی نہ ہو ہرگز جائز نہیں، اسی وجہ سے احادیث کریمہ میں دوسرے کی باتوں سے بغیر ان کی رضا کے واقفیت حاصل کرنے پر بہت سخت وعید آئی ہے، آپﷺ نے ایک روایت میں ارشاد فرمایا کہ جس نے بغیر رضا کے دوسرے لوگوں کی خبریں معلوم کیں تو اس کے کان میں قیامت کے دن پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا، اسی طرح دوسری روایتوں میں آپﷺ نے

کسی کا راز لینے سے منع فرمایا ہے، البتہ حاکم وقاضی جن کے ذمہ ملکی انتظامات ہوتے ہیں اگر ان کو کسی کے بارے میں خلاف قانون جرائم انجام دینے کی اطلاعات حاصل ہوں یا قرائن سے اس کی تصدیق ہو توا ن کے لئے حالات کی تحقیق وتفتیش کرکے اس کا سد باب کرنا واجب ہے، اور اگر اس کا تعلق کسی دوسرے سے ہو تو اس کو بھی باخبر کرنا ضروری ہے؛ تاکہ وہ اپنی حفاظت کی تدابیر اختیار کرسکے (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۰،۱۶۷-۱۶۸)۔

الجواب الثالث:

زوجین کا آپس میں اس طرح سے تعلق ہونا چاہئے کہ دونوں کی زندگی جنت کا نمونہ ہو، دونوں ایک دوسرے کے خیرخواہ، غم گسار ہوں نہ کہ ایک دوسرے کے جاسوس، ایک دوسرے کی جاسوسی سے دونوں کے درمیان اعتماد ہرگز قائم نہیں رہ سکتا جب کہ حسن معاشرت کے لئے دونوں کے درمیان اعتماد کا قائم رہنا ضروری ہے، حدیث شریف میں حکم ہے کہ بیوی پر بلا وجہ شک وشبہ نہ کرے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک غیرت وہ ہے جو اللہ کو محبوب ہے اور ایک غیرت وہ ہے جو اللہ کو مبغوض ہے، بہرحال اللہ کو جو غیرت پسندیدہ ہے وہ ہے جو شکست وشبہ کے مواقع میں ہو اور جو مبغوض ہے وہ ہے جو بغیر کسی مواقع تہمت وغیرہ کے صرف شبہات اور وساوس کی بنا پر ہو، ''عن جابر أن النبی ﷺ قال: من الغیرۃ ما یحب اللہ ومنہا ما یبغض اللہ.....، وأما التی یبغضہااللہ فالغیرۃ فی غیر ریبۃ أی فی موضع الشک ما تتردد فیہ النفس کمظہر فائدۃ الغیرۃ، وإن لم تکن فی موقعہا فتورث البغض والشنآن والفتن'' (مرقاۃ المفاتیح ۶،۴۴۰)۔

یعنی جب تہمت کے مواقع ہوں تو ایسی صورت میں غیرت لازم ہے اور جب تہمت کے مواقع نہ ہوں تو غیرت اختیار کرنا اور بیوی پر شک کرنا اللہ تعالی کو ناپسندیدہ ہے، شکوک وشبہات کی فضا میں نہ تو اعتماد قائم ہوسکتا ہے، اور نہ حسن معاشرت؛ جب کہ دونوں کے درمیان حسن معاشرت لازم وضروری ہے، اللہ تعالی نے حکم دیا ہے حسن معاشرت کا، ''عاشروہن بالمعروف''، حسن معاشرت ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی اور اپنے حقوق کے مطالبہ میں چشم پوشی سے قائم ہوتی ہے نہ کہ شکوک وشبہات سے، لہذا جب تک قرائن اور حالات سے یہ نہ معلوم ہوجائے کہ شوہر وبیوی کی طرف سے ایک دوسرے کے خلاف ایسی چیزیں انجام دی جارہی ہیں جو ان کے حق میں مضر ہیں، جاسوسی جائز نہیں؛ البتہ قرائن سے ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے اور ایذا رسانی کے حالات ہوں تو ایسی صورت میں دفع ضرر کے لئے تجسس اور حالات کی تفتیش کی گنجائش ہوگی جیسا کہ روایت اور اس کی تشریح سے معلوم ہوچکا ہے، شوہر کی حیثیت اسلام میں حاکم کی ہے اور بیوی کی حیثیت محکوم کی ہے اور حاکم کو اپنی رعایا کے عیوب کا پتہ لگانے سے منع فرمایا گیا ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

‘‘إنک إن اتبعت عورات الناس أفسدتہم أو کدت أن تفسدہم، إن الأمیر إذا ابتغی الریبۃ فی الناس أفسدہم’’ (اگر تم لوگوں کے عیوب کے پیچھے پڑوگے تو ان کو بگاڑ دوگے یا بگاڑ کے قریب کردوگے ، حاکم جب لوگوں کے مواقع تہمت کو تلاش کرتا ہے تو ان کو بگاڑ دیتا ہے)۔

بیوی محکوم کے درجہ میں ہے اس کےلئے اپنے حاکم یعنی شوہر سے محبت اور اس کے جائز حکموں کی اطاعت اور خلاف طبع باتوں پر صبر شوہر کے حقوق میں سے ہے، لہذا اگر خاوند میں کوئی بات خلاف شرع دیکھے تو ادب کے ساتھ منع کردے، اس کے خیر وصلاح وفلاح کے لئے دعا کرتی رہے، ان امور سے دلوں میں جوڑ آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے؛ اسی لئے ماتحتوں کو اپنے بڑوں کی اطاعت اور ان کی خیرخواہی اور ان کے لئے دعا کرنے کا حکم ہے، ‘‘من أراد أن ینصح لذی سلطان بأمر فلا یبد لہ علانیۃ ولکن لیأخذ بیدہ فیخلو بہ فإن قبل منہ فذاک وإلا کان قد أدی الذی علیہ’’ (مجمع الزوائد۵؍۲۲۹)، اور حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے:‘‘ولا تسبوا الأئمۃ وادعوا اللہ لہم بالصلاح فإن صلاحہم لکم صلاح’’ (السراج المنیر۴؍۴۱۱)۔ زوجین کے درمیان رشتہ ازدواجیت کو پائیدار بنانے کے لئے لازم وضروری ہے کہ ایک دوسرے کی جاسوسی کرنے کے بجائے آپس میں ایک دوسرے پر اعتماد کریں، جاسوسی سے بداعتمادی، بدظنی، بغض، نفرت جیسی قبیح چیزیں جنم لیتی ہیں، ‘‘تکن فی موضعہا تورث البغض والشنآن والفتن’’ (مرقاۃ۶؍۴۴۰)، اس لئے جب تک ایک دوسرے سے دینی دنیاوی ضرر کا خطرہ نہ ہو تجسس کرنا جائز نہیں؛ البتہ اگر حالات وقرائن سے ایک دوسرے کو ضرر پہنچنے کا شدید خطرہ ہو تو جاسوسی کی گنجائش ہے۔

الجواب الرابع:

اگر پولس کے شخصی معلومات حاصل نہ کرنے کی صورت میں ناقابل تلافی نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو اور اس خطرہ کا علم کسی معتبر مخبر یا حالات اور قرائن ظاہرہ سے ہو تو پولس محکمہ کے لئے بغرض تحفظ نجی معلومات حاصل کرنے کی اجازت ہے لیکن اگر قرائن وغیرہ سے ناقابل تلافی نقصان کا علم نہ ہو تو بلا وجہ شخصی معلومات حاصل کرنا جائز نہیں، کتاب وسنت میں اس پر ممانعت آئی ہے، چنانچہ اللہ تعالی نے تجسس سے صراحۃً منع فرمایا ہے اور یہ ممانعت حاکم ومحکوم سب کو شامل ہے، اور آپﷺ نے ماہر سیاسیات حضرت امیر معاویہؓ سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم لوگوں کے عیوب کی تلاشی میں لگوگے تو ان کو بگاڑ دوگے، اور ایک روایت میں آپﷺ نے ارشاد فرمایا کہ امیر جب لوگوں کے اندر شکوک وشبہات تلاش کرتا ہے تو ان کو برباد کرڈالتا ہے، اور اگر محکوم رعایا میں سے کچھ لوگوں کے بارے میں غیر متعدی معصیت

کا علم ہو یا ایسی خرابیوں کا علم ہو جس کا ضرر خاص ہو دوسرے کو نہ پہنچتا ہو اس وقت تک شخصی معلومات اور لوگوں کے عیوب کی تلاش میں نہ لگنے کا حکم ہے؛ البتہ جب معصیت کا ارتکاب کھلا کھلم ہونے لگے تو پھر حاکم اور محتسب کی ذمہ داری ہے کہ اس کا سدّ باب کریں۔

''إن بعض الظن إثم ولا تجسسوا،وعن معاویۃ أن رسول اللہﷺ قال لہ:إنک إن اتبعت عورات الناس أفسدتہم أو کدت أن تفسدہم، وعن أبی معاویۃ مرفوعاً إلی النبیﷺ أن الأمیر إذا ابتغی الریبۃ فی الناس أفسدہم، وللحاکم أن یتجسس علی رعیتہ إذا کان فی ترک التجسس انتہاک حرمۃ یفوت استدراکہا مثل أن یخبرہ من یثق بصدقہ إن رجلاً خلا برجل لیقتلہ فیجوز لہ فی ہذہ الحال أن یتجسس ویقدم علی الکشف والبحث حذراً من فوات مالا یستدرک، أما ما کان دون ذلک فی الریبۃ فلا یجوز التجسس علیہ ولا کشف الاستار عنہ، قال الجصاص:نہی اللہ تعالی عن التجسس بل أمر بالستر علی أہل المعاصی مالم یظہر منہ إصرار ثم روی أن ابن مسعود قیل لہ:ہذا فلان تقطر لحیتہ خمراً فقال عبد اللہ:إنا قد نہینا عن التجسس ولکن أن یظہر لنا شئ نأخذ بہ'' (الموسوعۃ الفقہیہ۱۰،۱۶۶-۱۶۸)۔

الجواب الخامس:

اگر کوئی شخص دوسرے کی خفیہ معلومات تک پہنچ جائے اور ان معلومات سے یہ بات واضح ہو کہ یہ کسی اور کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس شخص کے لئے دوسرے آدمی کو صورت حال سے واقف کرادینا بہرحال جائز ہے؛ تاکہ وہ اس کے ضرر سے محفوظ رکھ سکے یہاں تک کہ بعض حالات میں واجب بھی ہے جیسا کہ سوال اول اور ثانی کے ذیل میں نقل کیا جاچکا ہے۔ ''وإذا کان الرجل یصوم ویصلی ویضر الناس بیدہ ولسانہ فذکرہ بما فیہ لیس بغیبۃ حتی لو أخبر السلطان بذلک لیزجرہ لا إثم علیہ أی لیحذر الناس ولا یغتروا بصومہ وصلاتہ فقد أخرج الطبرانی والبیہقی والترمذی أترعوون فی الغیبۃ عن ذکر الفاجر اذکروہ بما فیہ یحذرہ الناس ..... وکذلک فیما بین الزوجین والسلطان والسلطان إنما یجب الأمر بالمعروف إذا علم أنہم یمتنعون'' (الشامیہ۹،۵۸۵)۔

البتہ اگر حاصل ہونے والی معلومات میں دوسرے کے ضرر، ایذاء سے متعلق کچھ موجود نہ ہو تو دوسروں کو اس کی اطلاع دینا جائز نہیں؛ کیوں کہ جو شخص اپنی بات دوسروں سے مخفی رکھنا چاہتا ہو تو بغیر اس کی رضا کے معلومات حاصل کرنا شرعاً جرم ہے، آپﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے بغیر رضا کے دوسرے کی بات معلوم کی تو قیامت کے دن اس کے کان میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔

''من استمع إلی حدیث قوم وہم لہ کارہون صب فی أذنیہ الآنک یوم القیامۃ'' (الترغیب والترہیب۳،۲۹۴)۔

اور دوسری بہت سی روایتوں میں گھروں کے اندر کے حالات معلوم کرنے سے ممانعت آئی ہے، ایک روایت میں آپﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دوسروں کے گھروں میں بغیر اطلاع کے جھانکے تو ان کے لئے اس کی آنکھ پھوڑ دینا جائز ہے، آنکھ پھوڑنے کے جواز وعدم جواز کی بحث سے قطع نظر خفیہ معلومات حاصل کرنے کی ممانعت پر روایت بہرحال دلالت کرتی ہے۔

''عن أبی ہریرۃ عن النبیﷺ أنہ قال:من اطلع فی بیت قوم من غیر إذنہم حل لہم أن یفقئوا عینہ'' (مسلم شریف بحوالہ الموسوعۃ الفقہیہ ۱۰،۱۶۸)۔

الجواب السادس:

کسی شخص کا ڈاٹا کمپنیوں کو مہیا کرنا بغیر متعلقہ شخص کی اجازت کے ہرگز جائز نہیں؛ کیوں کہ اس کے ڈاٹا کے ذریعہ اس کی زندگی کی نجی معلومات حاصل کرکے اس کے مال وجان اور عزت وآبرو سے کھیلا جاسکتا ہے، اسی طرح اس کے ڈاٹا کا غلط مقاصد کے لئے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے، لہذا کسی دوسرے شخص کو ضرر پہنچانے کا سبب بننا ہرگز جائز نہیں اور جو عمل جائز نہیں اس کی اجرت بھی جائز نہیں جیسے آج کل آئی ٹی سیل والے دوسرے کے ناموں کی آئی ڈی ان کی ذاتی معلومات حاصل کرکے بناتے ہیں اور اس سے اپنی مرضی کے موافق جو کچھ چاہتے ہیں پوسٹ کرتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ متعلقہ شخص اپنے حلقہ احباب میں بدنام ہوتا ہے اور بسااوقات ان آئی ڈیز سے ملک دشمنی پر مبنی مواد بھی پوسٹ بھی کیا جاتا ہے جس کا نتیجہ اس شخص کی قید وبند کی صعوبتوں کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، اور کبھی سیاسیات یا مذہبیات سے متعلق تشویشناک مواد نشر کرکے لوگوں کے جذبات مجروح کئے جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں کبھی تشدد بھڑک اٹھتا ہے، لہذا ایسے خطرناک کاموں کےلئے تعاون کرنے کی اجازت ہرگز نہیں ہوسکتی، حاصل یہ کہ کسی کا ڈاٹا دوسرے کو فراہم کرنا یہ متعلقہ شخص کی جان، مال، آبرو کے برباد کرنے کا سبب اور ذریعہ بنتا ہے اور عموماً اسی مقصد کے لئے اس کو حاصل کیا جاتا ہے، ورنہ ایک اجنبی کے ڈاٹا سے دوسرے کو کیا سروکار، اور ظاہر ہے کہ کسی ناجائز کام کا سبب اور ذریعہ بننے کی شریعت نے اجازت نہیں دی ہے، کسی برائی اور غلط کام کا سبب بننے سے کتاب وسنت میں صراحتاً ممانعت آئی ہے، ''ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم، قال السدّی: لا تسبّوا الأصنام فیسبوا من أمرکم بما أنتم علیہ من عیبہا، وقیل:لا تسبّوا الأصنام فیحملہم الغیظ والجہل علی أن یسبّوا من تعبدون کما سببتم من یعبدون، وفی ذلک دلیل علی أن المحقّ علیہ أن یکف عن سبّ السفہاء الذین یتسرّعون إلی سبّہ علی وجہ المقابلۃ لہ لأنہ بمنزلۃ البعث علی المعصیۃ'' (احکام القرآن للجصاص ۳،۶)۔

الجواب السابع:

جن افراد کے بارے میں جرائم کے شبہات ہوں اور جرائم کے قرائن موجود ہوں تو ایسے افراد متہم کہلاتے ہیں اور متہم کے جرائم کی چھان بین کرنا؛ تاکہ اگر واقعۃً جرم ہو تو سزا دی جاسکے اور اگر جرم نہ ہو تو ان کو شکوک وشبہات کے دائرہ سے باہر کیا جاسکے، یہ اہل انتظام کی ضرورت میں سے ہے ورنہ ملک جرائم سے پُر ہوجائے گا اور مجرمین جرم کرکے بچ نکلنے میں آسانی سے کامیاب ہوجائینگے لہذا شریعت نے ایسے افراد کی جاسوسی کرنے کی اجازت دی ہے، چنانچہ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں: جہاں تحقیق نہ کرنے سے کوئی واجب شرعی فوت ہوتا ہو وہاں تحقیق واجب ہے، مثلاً سلطان نے سنا کہ فلاں شخص فلاں کو قتل کرنا چاہتا ہے تو چونکہ بوجہ سلطان ہونے کے رعایا کی حفاظت اس کے ذمہ واجب ہے اس لئے اس کی تحقیق اور انتظام بھی واجب ہے (تفسیر سورہ حجرات؛ بیان القرآن،۹۹۴)۔

اور بغیر علامت وقرائن کے تحقیق وتفتیش منع ہے۔ ‘‘ما لم یظہر من المحظورات فلیس للمحتسب أن یتجسس عنہا ولا أن یہتک الأستار حذراً من الاستتار بہا، فقد فقال النبیﷺ: اجتنبوا ہذہ القاذورۃ التی نہی اللہ عنہا فمن ألم فلیستتر بستر اللہ ولیتب إلی اللہ الخ” (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۰،۱۶۸)۔

الجواب الثامن:

سافٹ ویئر پرچوں کہ بہت سی محنتیں خرچ ہوتی ہیں اور صلاحیتیں اس کے پیچھے لگتی ہیں اور کافی مال اس کی تیاری میں صرف ہوتا ہے نیز قوانین کے ذریعہ اس کو ملکیت تسلیم کیا جاتا ہے لہذا سافٹ ویئر کو قانونی ملکیت کے درجہ میں رکھا جائے گا نیز حق ایجاد وحق اشاعت کے حکم میں بھی رکھا جاسکتا ہے اور حضرات فقہاء نے اس طرح کےحقوق کو تسلیم کیا ہے، جب سافٹ ویئر قانونی ملکیت اور حقوق مسلمہ کے درجہ میں ہوگیا تو اس پر ملکیت کے بھی احکام جاری ہونگے؛ اس لئے صاحب ملک اور صاحب حق کی اجازت کے بغیر اس میں کوئی تصرف کرنا ہرگز جائز نہ ہوگا، اور اس کے چرانے والے پر حد گرچہ نہ جاری ہو لیکن احکام چوری کے ہی نافذ ہونگے؛ اس لئے اس سافٹ ویئر کو خریدنا بیچنا اور چوری کرنے والے سے کسی کا خریدنا جائز نہ ہوگا۔

الجواب التاسع:

جو چیزیں جائز وناجائز دونوں کاموں میں استعمال ہوسکتی ہوں اور وہ کسی کی ملکیت میں ہوں اور وہ شخص ان کو صرف معصیت کے کاموں میں استعمال نہ کرتا ہو تو ایسی چیزوں کو نقصان پہنچانا برباد کرنا کسی دوسرے کے لئے جائز نہیں، یہاں تک کہ اگر کسی مسلمان کے قبضہ میں شراب موجود ہو اور مسلمان کا مقصد جائز کام میں استعمال کرنا ہو تو اگر کوئی شخص اس کو ضائع کردے تو دنیاوی اعتبار سے گرچہ اس

پر ضمان نہیں آئے گا لیکن آخرت میں اس سے مواخذہ ضرور ہوگا، اس سے معلوم ہوا کہ جس کا جائز استعمال ہوسکتا ہو اس کو برباد کرنا شریعت میں حرام وناجائز ہے؛ البتہ اگر کوئی چیز ایسی ہو جس کا غالب استعمال ناجائز امور ہی کے لئے ہوتا ہو تو اس کے برباد کردینے کی اجازت ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص جائز استعمال والی چیز کو زیادہ تر ناجائز کاموں میں استعمال کرے تو قاضی ومحتسب کے لئے تعزیراً اس کو برباد کردینے کی اجازت ہے۔

''مسلم غصب من مسلم خمراً ہل یجب علی الغاصب أداء الخمر إلیہ حتی لو لم یردہ یؤاخذ بہ یوم القیامۃ إذا علم قطعاً یستردہا لیخللہا یقضی بردہا إلیہ ..... وکذا لا یضمن الزق بشقہ لإراقۃ الخمر علی قول أبی یوسف وعلیہ الفتوی وہذا حکم الدنیا بقی حکم الآخرۃ فإن کان المغصوب منہ خلا لاتخاذ العصیر للخل فعلی الغاصب إثم الغصب فإن اتخذہا للشرب فلا حق لہ'' (شامی۹٫۳۰۴)۔

''ذکر الصدر الشہید أن البیت یہدم علی من اعتاد الفسق وأنواع الفساد وإنہ لا بأس بالہجوم علی بیت المفسدین لإراقۃ الخمر قبل أن یشتد علی من اعتاد الفسق'' (مجمع الانہر ۴۷٫۲ بحوالہ احسن الفتاوی۵٫۵۶۴)۔

''ذکر جواز إحراق بیت الخمار وتخریب دار الفساق وکسر دنان الخمر وشق زقاقہا وإتلاف المعازف وفی فتاوی النسفی المحتسب إذا نہی القطان عن وضع القطن علی الطریق فلم یمتنع فأوقد المحتسب وأحرقہ لا یضمن'' (خلاصۃ الفتاوی۴٫۳۳۷)۔

صورت مسئولہ کا حکم:

کمپیوٹر ایک مفید ایجادات میں سے ہے اور اس کا استعمال زیادہ تر جائز کاموں میں ہوتا ہے، یہ صرف معصیت کے کاموں کے لئے خاص نہیں لہذا کسی ایسے شخص کے کمپیوٹر میں یا اس کے پروگرام میں جو صرف ناجائز کام کے لئے استعمال نہ کرتا ہو وائرس داخل کردینا، اس کے پروگرام اور کمپیوٹر کو خراب کردینا ہرگز جائز نہیں، البتہ اگر کوئی شخص کمپیوٹر کو صرف ناجائز کاموں کے لئے استعمال کرتا ہو یا کمپیوٹر کے ذریعہ معصیت پر مبنی پروگرام لوگوں میں پھیلائے جاتے ہوں تو ایسے پروگرام میں وائرس داخل کرکے اس کو برباد کردینے اور خراب کردینے کی گنجائش ہے بشرطیکہ اس کے نتیجہ میں کسی قسم کے فتنہ وفساد کا اندیشہ نہ ہو؛ کیوں کہ یہ تغییر منکر میں داخل ہے اور نہی عن المنکر کے تین درجات بیان کئے گئے ہیں: (۱) گناہ سے روک دینا (۲) زبان سے منع کردینا (۳) دل میں برا سمجھنا۔ اور معصیت پر مبنی پروگرام میں وائرس داخل کرکے ضائع کردینا پہلی قسم میں داخل ہے لہذا اس کی اجازت نہی عن المنکر میں داخل ہونے کی وجہ سے ہوگی۔

''من رأی منکم منکراً فاستطاع أن یغیرہ بیدہ فلیغیّرہ بیدہ فإن لم یستطع فبلسانہ فإن لم

یستطع فبقلبہ وذلک أضعف الإیمان'' (احکام القرآن للجصاص ۳۸،۲)، ''وإن الأمر بالمعروف والنہی عن المنکر فرض علی الکفایۃ لیس بفرض علی کل أحد فی نفسہ إذا قام بہ غیرہ وإن فرض الکفایۃ إذا قام بہ بعضہم سقط عن الباقین'' (احکام القرآن للجصاص۳۷،۲)۔

حالت معصیت میں تعزیر کا اختیارغیر حاکم کو بھی ہے، لیکن اس کے بعد حاکم، والد اور شوہر کے ساتھ خاص ہے، دوسرے افراد کو تعزیر کا حق نہیں، ''ویقیمہ کل مسلم حال مباشرۃ المعصیۃ أما بعدہ فلیس ذلک لغیر الحاکم والزوج'' (احسن الفتاوی۵۱۷،۵)۔

حالت معصیت میں تعزیر نہی عن المنکر میں داخل ہونے کی وجہ سے ہر ایک کے لئے جائز ہے اور کمپیوٹر میں وائرس داخل کرنا بھی معصیت سے روکے گا، لہذا جو لوگ کمپیوٹر کو صرف معصیت کے لئے استعمال کرتے ہیں ان کے حق میں یہ بہرصورت نہی عن المنکر ہی بنے گا، لہذا اس کی اجازت ہوگی۔

محور سوم:

الجواب الاول:

چند آداب اشاعت:

خبروں کو آگے بڑھانے کے سلسلہ میں اصولی طور پر یہ بات ذہن نشیں رہنی چاہئے کہ جس چیز کا کہنا ، کرنا، لکھنا، رواج دینا، حرام وناجائز ہو اس چیز کو آگے بڑھانا ہرگز جائز نہیں، لہذا انہیں امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے خبروں کو آگے بڑھانے کے سلسلہ میں چند اصول درج کئے جاتے ہیں:

(۱) جو مضامین بے حیائی پر مشتمل ہوں خواہ تصویر کی شکل میں یا بیان کی شکل میں ان کو آگے بڑھانا شرعاً حرام ہے؛ کیونکہ بے حیائی کو پھیلانے پر بڑی سخت وعید آئی ہے، ''إن الذین یحبون أن تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا لہم عذاب ألیم'' ۔

(۲) جو مضمون کسی کی مذمت اور کمزوریوں پر مشتمل ہو تو جب تک دلیل شرعی سے اس کا سچ ہونا ثابت نہ ہو، آگے بڑھانا ہرگز جائز نہیں، ''لو لا إذ سمعتموہ قلتم ما یکون لنا أن نتکلم بہذا سبحانک ہذا بہتان عظیم''۔

(۳) کسی شخص کی کمزوریوں پر مشتمل مضمون میں جو کمزوریاں درج ہیں اگر وہ شخص ان میں معروف ومشہور ہے اور اس کو دوسرے لوگوں تک نہ پہنچانے کی صورت میں ضرر کا اندیشہ ہے تو اس کو متعلقہ افراد تک پہنچا دینا جائز ہے اور جو شخص ان برائیوں کو روکنے پر قدرت رکھتا ہو ان تک پہنچا دینا واجب ہے، لیکن اگر مضمون میں درج عیوب کے ذکر سے برائیوں کا مٹانا اور دوسرے لوگوں کو ضرر سے بچانا مقصود نہ ہوتو اس کی برائیوں کو ذکر کرنا جائز نہیں۔

''من ستر عورۃ أخیہ ستر اللہ یوم القیامۃ ومن کشف عورۃ أخیہ کشف اللہ عورتہ حتی

یفضحہ بہا فی بیتہ'' (الترغیب والترہیب ۱۶۹،۳)۔

(۴) اگر کوئی ایسی بات ہو جس کا نقصان اور ضرر اس شخص کو پہنچ رہا ہے جس کے پاس میسیج کیا گیا ہے تو اس خبر کو ایسے لوگوں تک بڑھا دینا جو اس کو ضرر سے بچانے کی قدرت رکھتے ہوں بلا شبہ جائز ہے اور اس کے علاوہ دوسرے لوگوں تک بھی پہنچانے کی گنجائش ہے، ''لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول إلا من ظلم، عن مجاہد روایۃ:إلا أن یخبر بظلم ظالمہ لہ وقال الحسن والسدی:إلا أن ینتصر من ظالمہ'' (احکام القرآن للجصاص ۳۶۵،۲)۔

(۵) اگر مضمون کسی شخص کی مذمت یا ضرر پر مشتمل نہ ہو اور اس کو آگے بڑھانا مصلحت کے خلاف بھی نہ ہو تو آگے بڑھا دینا جائز ہے، اور اگر مصلحت کے خلاف ہو تو پھر آگے بڑھانا جائز نہیں، وإذا جاءہم أمر من الأمن أو الخوف أذاعوا بہ کی تفسیر میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں:''اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق کے نہیں بیان کرنا چاہئے، کفی بالمرء کذبا أن یحدث بکل ما سمع '' (معارف القرآن ۱۴۳،۲)۔

(۶) خلاف شرع مضامین خواہ وہ بے حیائی پر مبنی ہوں یا فساد اعتقاد واخلاق پر مبنی ہوں، آگے بھیجنا ہرگز جائز نہیں۔

(۷) اسی طرح فتنہ وفساد پر مشتمل واقعات جس سے فتنہ کے مزید بھڑکنے اور فساد کے شدت اختیار کرنے کا خطرہ ہو اس کو بھی آگے بڑھانا جائز نہیں اور ناجائز مضامین پر مشتمل کتابوں کے اشتہارات یا شراب وغیرہ پر مشتمل اشتہارات کو آگے بڑھانا جائز نہیں؛ کیونکہ ان سب صورتوں میں تعاون علی الاثم پایا جاتا ہے۔

(۸) سیاسی امور سے متعلق مضامین میں صدق، کذب، مصلحت تمام امور کو پیش نظر رکھنا لازم ہے، چشم پوشی کرکے آگے بڑھانا ناجائز ہے (یہ سب آداب ''جواہر الفقہ'' ۵۱۹-۵۰۳،۶ کو سامنے رکھ کر تیار کئے گئے ہیں)۔

الجواب الثانی:

مراسلہ جو ایک شخص دوسرے کو بھیجتا ہے اس میں اضافہ یا کمی کردینا عام حالات میں جائز نہیں، یہ خیانت ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بہت بڑی خیانت یہ ہے کہ تم کوئی بات کہو جس میں تم کو سچا سمجھا جارہا ہو حالاں کہ تم جھوٹے ہو، ''کبرت خیانۃ أن تحدث أخاک حدیثاً وہو لک بہ مصدق وأنت لہ بہ کاذب'' (ابوداؤد)، اور ''المجالس بالأمانۃ'' کا بھی تقاضا یہی ہے کہ جو بات نقل کرنے کی نہیں ہے اس کو مخفی رکھا جائے اور جو نقل کرنے کی ہے بلا کمی زیادتی کے نقل کردی جائے، دوسرے کی خبروں میں آمیزش شیطانی طریقہ ہے، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ''إذا تمنی ألقی الشیطان فی أمنیتہ'' (سورہ حج)، البتہ اگر کسی مراسلہ سے دوافراد کے درمیان لڑائی بھڑکنے کا خطرہ ہو یا

اس مراسلہ سے عمومی فساد پھوٹنے کا اندیشہ ہو یا زوجین کے درمیان منافرت پیدا ہونے کا سبب ہو یا اس مراسلہ سے کسی کی جان، مال، آبرو پر حرف آئے تو مراسلہ کا جو حصہ مذکورہ بالا مفاسد پر مشتمل ہو اس حصہ کو بعض صورتوں میں حذف کردینا جائز اور بعض صورتوں میں واجب ہے، جس کا ضابطہ یہ ہے کہ جس صدق سے کسی کی جان، آبرو، مال برباد ہوتی ہو وہاں پر صدق کو ترک کردینا لازم ہے، اسی طرح منافرت پھیلانے والا صدق بھی واجب الترک ہے، لہذا جو مراسلات ان مفاسد پر مشتمل ہوں ان مفاسد کے حصہ کو مٹا دینا نہی عن المنکر میں داخل ہونے کی وجہ سے بلا شبہ جائز ہے، اور قدرت ہوتے ہوئے اس کو ایسے ہی چھوڑ دینا، یہ ان برائیوں کے پھیلانے میں تعاون ہے، لہذا یہ بشرط استطاعت جہاں تک ممکن ہو ان مفاسد کو کم کرنے کی کوشش کی جائے۔

''الکلام وسیلۃ إلی المقاصد وکل مقصود محمود یمکن تحصیلہ بغیر الکذب یحرم الکذب فیہ وإن لم یمکن تحصیلہ إلا بالکذب جاز الکذب فیہ ثم إن کان تحصیل ذلک القصد مباحاً کان الکذب مباحاً وإن کان واجباً کان الکذب واجباً کما أن عصمۃ دم المسلم واجبۃ وإذا کان لا یتم مقصود الحرب أو إصلاح ذات البین أو استمالۃ قلب المجنی علیہ إلا بکذب فالکذب فیہ مباح'' (الموسوعۃ الفقہیہ۳۴،۲۰۵)۔

الجواب الثالث:

کسی شخص کی نجی معلومات جس کا تعلق دوسرے لوگوں سے کسی قسم کا نہ ہو یا اس کی ذات تک محدود ہو تو ایسی معلومات کو دوسروں تک پہنچانا جائز نہیں جب کہ وہ شخص دوسروں تک پہنچانے پر راضی نہ ہو، حدیث شریف میں ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ایسے لوگوں کی بات چیت سنی جو اس کے سننے پر راضی نہ تھے تو قیامت کے دن ان کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔

''من استمع إلی حدیث قوم وہم لہ کارہون صب فی أذنیہ الآنک یوم القیامۃ'' (الترغیب والترہیب۳،۲۹۴)۔

اسی طرح دوسری بہت سی روایتوں میں آپ ﷺ نے بغیر اجازت کے کسی کے گھر کے اندر دیکھنے تاکنے وغیرہ سے منع فرمایا ہے؛ چنانچہ ایک روایت ہے کہ جس نے دوسرے لوگوں کے گھروں میں بغیر اجازت کے جھانکا تو ان کے لئے اس کی آنکھ پھوڑ دینا جائز ہے (الترغیب والترہیب۳،۲۹۳)۔

اس طرح کی متعدد روایتیں علامہ منذریؒ نے نقل کی ہیں، ان سب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے کے مخفی احوال سے بغیر اجازت کے واقفیت حاصل کرنا ناجائز نہیں، اور ظاہر ہے کہ جس کی واقفیت حاصل کرنا خود جائز نہیں اس کو دوسروں تک پہنچانا کیسے جائز ہوگا، اگر اس کے نجی حالات کسی کے اضرار، کسی پر ظلم، کسی کے ساتھ خیانت،

فتنہ وفساد پر مشتمل نہ ہوں تو اس کے اخفاء اور اظہار کے مصالح سے صاحب معاملہ زیادہ واقف ہے، اس لئے بلا اجازت دوسروں کو باخبر کرنا جائز نہیں؛ البتہ اس کی ایسی معلومات جس سے دوسرے لوگوں کو اس کے ضرر سے بچانا مقصود ہو تو اس کی معلومات دوسرے لوگوں کو دے دینا حکومتی اور انتظامی مصالح کے پیش نظر جائز ہے اور بعض حالات میں واجب بھی ہے، ''فی الدر المختار وإذا کان الرجل یصوم ویصلی ویضر الناس بیدہ ولسانہ فذکرہ بما فیہ لیس بغیبۃ حتی لو أخبر السلطان بذلک لیزجرہ لا إثم علیہ، وقالوا إن علم إن أباہ یقدر علی منعہ أعلمہ ولو بکتابۃ وإلا لا؛ کی لا تقع العداوۃ'' (شامی۷؍۵۸۵)۔

''المحتسب ہو من یأمر بالمعروف إذا ظہر وینہی عن المنکر إذا ظہر فعلہ ، لکن غیرہ فرض علیہ علی سبیل الکفایۃ'' (الموسوعۃ ۱۰؍۱۶۸)۔

الجواب الرابع:

جن اشیاء کا استعمال جائز ہے ان اشیاء کے ترغیبی اشتہارات شائع کرنا بھی جائز ہے اور جن اشیاء کا استعمال شرعاً ناجائز ہے ان کے ترغیبی اشتہارات شائع کرنا اور دوسروں تک پہنچانا جائز نہیں (جواہر الفقہ۶؍۵۱۹)؛ کیونکہ اشتہارات ترویج وتکثیر کا ذریعہ ہوتے ہیں، جائز امور کی ترویج اور اس کا ذریعہ بننا جائز اور ناجائز امور کی ترویج کا ذریعہ بننا ناجائز ہے، اسی وجہ سے آپ ﷺ نے شراب کے سلسلہ میں جو لعنت فرمائی ہے اس میں وہ افراد بھی داخل ہیں جو اس کی ترویج کا ذریعہ اور سبب بنتے ہیں، ''لعن رسول اللہ ﷺ فی الخمر عشرۃ عاصرہا ومعتصرہا وشاربہا وحاملہا والمحمولۃ إلیہ وساقیہا وبائعہا وآکل ثمنہا والمشتری لہا والمشتری لہ'' (مشکوۃ۱؍۲۴۲)۔

الجواب الخامس:

کارٹون بنانا گرچہ تصویر کشی میں داخل نہ ہو تو بھی شرعاً ناجائز وحرام ہے، اس پر غیبت کی تعریف صادق آتی ہے، اور اگر تصویر سازی میں داخل ہو تو گناہ بالائے گناہ ہے، اور اگر یہ کارٹون حکومتی افراد سے متعلق ہوں اور وہ مسلمان بھی ہوں تو اہانت مسلمہ میں بھی داخل ہوکر ناجائز وحرام ہونگے، ''تکون الغیبۃ باللسان صریحاً تکون أیضاً بالفعل وبالتعریض وبالکتابۃ وبالحرکۃ وبالرمز وبغمز العین والإشارۃ بالید وکل ما یفہم منہ المقصود فہو داخل فی الغیبۃ وہو حرام'' (الدر مع الرد۹؍۵۷۷)۔

''ومن ذلک ما قالت عائشۃ رضی اللہ عنہا:دخلت علینا امرأۃ فلما ولت أومأت بیدی أی قصیرۃ فقال علیہ الصلاۃ والسلام:أغتبیتہا ومن ذلک المحاکاۃ کان یمشی متعارجاً أو کما یمشی فہو غیبۃ بل أقبح؛ لأنہ أعظم فی التصویر والتفہیم، ومن الغیبۃ أن یکون بعض من مرّ بنا الیوم أو بعض من رأیناہ إذا کان المخاطب یفہم شخصاً معیناً لأن المحذور تفہیمہ دون ما بہ التفہیم، وأما إذا لم یفہم عینہ جاز، وفی الوہبانیۃ الغیبۃ أن تصف أخاک حال کونہ غائباً بوصف یکرہہ

إذا سمعہ" (الدر مع الرد۹؍۵۷۷)۔

الجواب السادس:

موبائل کمپنیاں اگر آپسی گفتگو محفوظ کرنے پر حکومت کی طرف سے پابند ہوں تو ان کا محفوظ کرنا جائز ہے؛ کیونکہ آپسی گفتگو کو محفوظ کرنا حفاظتی نقطہ نظر سے ہوتا ہے؛ تاکہ مجرمانہ واقعات کی تفتیش وتحقیق میں اس محفوظ شدہ ریکارڈ کے ذریعہ مدد لی جائے، اگر جرم ہوگیا ہے تو مجرمین کی نشاندہی کرکے سزائیں دی جائیں اور اگر جرم نہیں ہوا ہے تو اس کا سدّباب کیا جائے؛ چونکہ آپسی گفتگو کی ریکارڈنگ کا مقصد ملکی نظم وانتظام کو صحیح ودرست رکھنا ہے نہ کہ کسی کا راز معلوم کرکے رسوا کرنا، نیز حکومت کے ذریعہ سے گفتگو ریکارڈ کئے جانے کے بارے میں صارفین کو ایک حد تک علم بھی ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ علم کے بعد ان کی یہ گفتگو محفوظ کی جائے تو یہ تجسس میں داخل نہیں؛ کیوں کہ تجسس کی تعریف میں یہ چیز لا زم ہے کہ جس کا تجسس کیا جائے وہ اپنے تجسس کئے جانے والے افعال سے بے خبر ہو، اگر باخبر کرکے نگرانی کی جائے تو یہ تجسس سے باہر ہے، اور موبائل کمپنیوں کی طرف سے جو ریکارڈنگ ہوتی ہے اکثر صارفین کو اس کا علم ہوتا ہے لہذا اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

''اختلف ہل ہما أی التجسس والتحسس بمعنی واحد أو بمعنیین، فقال الأخفش:لیس تبعد إحداہما عن الأخری لأن التجسس البحث عما یکتم عنک والتحسس طلب الاخبار" (الجامع لاحکام القرآن۱۶؍۳۳۲)، ''ومن التجسس علی ما قال الأوزاعی الاستماع إلی حدیث القوم وہم لہ کارہون فہو حرام أیضاً'' (روح المعانی ۲۶؍۱۵۸)۔

خلاصہ جوابات:

(محور اول):

(۱) اسمارٹ فون کا استعمال جائز ہے بشرطیکہ ناجائز مقاصد میں استعمال نہ کرنے کا ظن غالب ہو۔

(۲) ملٹی اپلیکیشن موبائل میں تلاوت قرآن جائز ہے اور اس کے ادب کا تقاضا یہ ہے کہ ناجائز کاموں میں اس کا استعمال ہرگز نہ کیا جائے۔

(۳) جس موبائل میں قرآن مجید کی تلاوت کی جائے پورا موبائل قرآن مجید کے حکم میں نہیں ہوگا؛ بلکہ قرآن کی آیات لکھے ہوئے کاغذ کے حکم میں ہوگا۔

(۴) جو لوگ اپنے موبائل پر میسج بھیجنے کو پسند نہ کرتے ہوں ان کے موبائل پر میسج بھیجنا درست نہیں، خواہ تحریری شکل میں ہو یا آڈیو اور ویڈیو کی شکل میں۔

(۵) غیر محرم مردو وعورت کا ایک دوسرے کو میسج بھیجنا گرچہ غیر اخلاقی باتوں پر مشتمل نہ ہو، سداً للفتنہ جائز نہیں۔

(۶) تصویروں پر مشتمل پیغامات کو آگے بڑھانا تصویر کشی کے درجہ میں نہ ہونا راجح ہے؛ البتہ فحش مناظر پر مبنی ہونے کی وجہ سے ناجائز ہوگا۔

(۷) CCTVکیمرہ اس وقت تقریباً ضرورت کا درجہ اختیار کرچکا ہے؛ لہذا اس کے لگانے میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔

(۸) غیرت وحیا سے بیزار مغربی ممالک جن کے ایئرپورٹوں پر اسکیننگ مشینوں سے گزرنا پڑتا ہے، کا سفر کرنے سے حتی الامکان احتراز کرنا چاہئے لیکن تعلیمی، طبی، معاشی وغیرہ جیسی ضرورتوں کے لئے سفر کی اجازت ہے، اور جن ملکوں میں اس طرح کی مشینیں نہیں لگی ہیں اگر اس کے غیرتمند منتظمین ملکی ضرورت وحفاظت کے لئے اس کے لگانے کو ضروری سمجھتے ہوں تو اس کا لگانا جائز ہے، اور ضرورت وحاجت پر مبنی اسفار کے وقت ان مشینوں سے گزرنا بھی جائز ہے؛ البتہ بغیر وجہ سفر بذات خود ناپسندیدہ ہے تو اس قباحت کی وجہ سے بدرجہ اولی احتراز کرنا چاہئے۔

(محور دوم):

(۱) کسی کی مقفل کردہ معلومات تک پہنچنے کی کوشش کرنا تجسس میں داخل ہونے کی وجہ سے جائز نہیں؛ البتہ معلومات حاصل کرلینے کے بعد ان معلومات میں دوسرے لوگوں کو ایذا وضرر پہنچانے کا پلان موجود ہو تو اس کا سدّ باب کرنے والے افراد کو باخبر کرنا ضروری ہے، اور اگر وہ معلومات کسی دوسرے کی ایذا رسانی وغیرہ پر مبنی نہ ہوں تو اس صورت میں اس کی معلومات کے عام ہونے سے اس کا جانی، مالی، عرضی کسی بھی قسم کا نقصان ہو تو دوسرے کو باخبر کرنا جائز نہیں، اور اگر نہ تو اس کا کوئی نقصان ہو نہ دوسرے کا بلکہ دوسرے لوگوں کا اس میں فائدہ ہو تو اس سے باخبر کردینا جائز ہے۔

(۲) چوری کی ہوئی معلومات کو آگے بڑھانے میں اگر متعلقہ شخص کا کسی بھی طرح کا نقصان ہوتو اس کو آگے بڑھانا جائز نہیں، اور اگر دوسرے لوگوں کا نقصان ہو تو اس کو آگے بڑھانا جائز ہے، لیکن اگر کسی کا نقصان نہ ہو؛ بلکہ سب کا فائدہ ہو تو بھی جائز ہے، اور کسی کا فائدہ یا نقصان نہ ہو تو اس کو آگے بڑھانا خلاف احتیاط بے فائدہ ہونے کی وجہ سے منع ہے۔

(۳) شوہر وبیوی کا ایک دوسرے کی جاسوسی کرنا عام حالات میں جائز نہیں؛ کیوں کہ یہ عمل منافرت کا سبب ہے؛ البتہ اگر کسی سے ضرر کا ظن غالب ہو تو اجازت ہے۔

(۴) حکومت اور محکمہ پولس کا جرائم پیشہ اور دہشت گرد عناصر پر نظر رکھنے کے لئے ان افراد کی شخصی معلومات حاصل کرنا جائز ہے جن کے بارے میں قرائن سے شک پیدا ہو۔

(۵) اگر خفیہ معلومات حاصل کرنے والے کو معلومات سے یہ واضح ہو کہ یہ کسی

کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہے تو ان افراد کو باخبر کردینا جو اس کے سد باب کرسکتے ہوں ضروری ہے، جواز میں توکوئی شبہ نہیں۔

(۶)دوسرے کا ڈاٹا جمع کرکے کسی اور کے حوالہ کرنا جائز نہیں؛ البتہ جن کا ڈاٹا دیا جائے ان کو باخبر کرنے کے بعد ان کی رضا سے دینے کی اجازت ہے۔

(۷) جن افرا دکے بارے میں جرائم کے شبہات دلائل وقرائن کی بنیاد پر ہوں ان کی خفیہ کیمروں سے نگرانی کرنے کی بقدر ضرورت گنجائش ہے۔

(۸) دوسرے کے سافٹ ویئر کا قفل توڑ کر بلا اجازت کے استفادہ کرنا یا بیچنا جائز نہیں، اور اس سے خریدنے والے کا دوسرے سے فروخت کرنے کا حکم متعین کرنے کے لئے اس کی پوری صورتحال سے واقفیت ضروری ہے جو مجھے حاصل نہیں ہے۔

(۹) کسی کے کمپیوٹر میں وائرس داخل کرکے اس کے پروگرام کو متاثر کردینا جائز نہیں؛ البتہ اگر کوئی شخص کمپیوٹر کو صرف ناجائز مقاصد ہی کے لئے استعمال کرتا ہو تو اس کے پروگرام کے متاثر کردینے کی اجازت ہے، اسی طرح غیر اخلاقی مواد ضائع کردینا بھی جائز ہے؛ کیوں کہ نہی عن المنکر میں داخل ہونے کی وجہ سے غیر محتسب کے لئے بھی اجازت ہے۔

(محور سوم):

(۱) سوشل میڈیا اور الکٹرانک ذرائع ابلاغ سے دوسروں تک خبریں پہنچانے کے اصول وآداب تقریباً وہی ہیں جن کو حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے آداب الاخبار کے نام سے جمع فرمادیا ہے جن کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے:

۱۔ آگے بڑھایا جانے والا مضمون بے حیائی اور ناجائز امور پر مشتمل نہ ہو۔

۲۔ جو مضمون کسی کی مذمت، نقائص ومعائب پر مشتمل ہو اس کو آگے بڑھانا جائز نہیں؛ البتہ کوئی شخص جرائم پیشہ ہو تو دوسروں کو اس کے ضرر سے بچانے کے لئے اس کے جرائم سے باخبر کرنے کی اجازت ہے، اسی طرح مظلوم کے لئے اپنے ظالم کے ظلم کو بیان کرنے کی اجازت ہے، جو مضمون کسی کے ضرر پر مشتمل نہ ہو اس کو آگے بڑھانا جائز تو ہے لیکن خلاف مصلحت اور احتیاط کے خلاف ہے۔

۳۔ فتنہ وفساد بھڑکانے والے یا ناجائز کاروبار کے اشتہارات والے میسج کو آگے بڑھانا جائز نہیں۔

(۲) کسی کے مراسلہ میں کمی وبیشی کرنا خیانت ہونے کی وجہ سے ناجائز وحرام ہے؛ البتہ اگر مرسل الیہ یا کسی دوسرے کو ضرر سے بچانا ہو یا دو مسلموں کے درمیان صلح کرانا ہویا زوجین کے درمیان موافقت کرانا ہو تو کمی بیشی کردینے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

(۳) نجی معلومات کو دوسروں تک پہنچانا جائز نہیں؛ البتہ اگر کسی کے ضرر سے

ملک وقوم، فرد کو محفوظ رکھنے کی نیت سے کیا جائے تو اجازت ہے۔

(۴) ناجائز چیزوں کے اشتہارات کو پھیلانا جائز نہیں اور جائز چیزوں کے اشتہارات کو پھیلانا جائز ہے۔

(۵) کارٹون بنانا شریعت میں حرام وناجائز ہے؛ کیوں کہ یہ عمل تنابزبالالقاب، غیبت، ایذاء مسلم، اہانت مسلم جیسی قبائح پر مشتمل ہوتا ہے۔

(۶) موبائل کمپنیوں کا تحفظ کی غرض سے جرائم پیشہ افراد کی چھان بین کے لئے آپسی گفتگو کو ریکاڈ کرنے کی گنجائش ہے۔

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل کا جواب

ڈاکٹر مفتی محمد شاہجہاں ندوی•

تمہید:

کتاب وسنت ہر دور کے مسائل کے حل کرنے کے لئے دوبنیادی مصدر ہیں، قرآن کریم نے کائنات میں مخفی خزانوں کے سلسلہ میں روزاول سے غوروفکر کی دعوت دی ہے، ارشاد الہی ہے: ‘‘وسخر لکم ما فی السماوات وما فی الأرض جمیعاً منہ إن فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون’’ (الجاثیہ۱۳) (اور اللہ نے تمہارے لئے جو کچھ فضاؤں میں اور جو کچھ زمین میں ہے ، سب کچھ اپنی طرف سے مسخر کررکھا ہے، اور ان میں بڑی نشانیاں ہیں جن سے فائدہ وہ لوگ اٹھائینگے جو غوروفکر اور تدبر سے کام لینگے)۔

چنانچہ موجودہ دور میں ہونے والی حیرت انگیز ترقی بھی اسی غوروفکر کا نتیجہ ہے جس کی قرآن کریم نے دعوت دی ہے، اور اس سے قرآن کریم کی حقانیت اور بہت سے شرعی امور اور احکام کو سمجھنے میں مدد ملی ہے، خود اللہ تعالی نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:‘‘سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی أنفسہم حتی یتبین لہم أنہ الحق’’ (فصلت۵۳) (ہم آئندہ انہیں آفاق میں اور خود ان کی اپنی ذات میں اپنی نشانیاں دکھائینگے یہاں تک کہ یہ حقیقت کھل کر ان کے سامنے آجائے گی کہ اللہ برحق ہے اور اس کا کلام برحق ہے)۔

موجودہ دور میں زندگی کے مختلف میدان میں معرض وجود میں آنے والے وسائل بھی اسلام کی حقانیت کی دلیل ہیں۔

اس مختصر تمہید کے بعد سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں:

محور اول:

۱۔اسمارٹ فون کے استعمال کا حکم:

اسمارٹ فون (Smart Phone) کا صحیح مقاصد کے لئے استعمال جائز ہے، اس کےدلائل درج ذیل ہیں:

الف: اسمارٹ فون رابطہ کا ایک مفید آلہ ہے، لہذا وہ اپنی اصل کے اعتبا رسے مباح ہے، جیسے ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈر (Tape Recorder) وغیرہ مباح ہے؛ کیونکہ شرعی

• مدیر معہد الامام النورسی وصدر شعبہ فقہ وافتاء وشیخ الحدیث والفقہ جامعہ سید احمد شہید، کٹولی، ملیح آباد، لکھنؤ۔

قاعدہ ہے کہ منافع میں اصل اباحت ہے، لہذا خود اسمارٹ فون پر حلت یا حرمت کا حکم نہیں لگے گا؛ البتہ غلط مقاصد میں استعمال کے لحاظ سے اس پر حرمت کا حکم لگے گا، مثلاً: اس کا استعمال لوگوں کو اذیت پہنچانے کے لئے ہو، یا فحش تصویر بنانے کے لئے ہو، یا برائی پھیلانے کے لئے ہو، ارشاد ربانی ہے: ''إن الذین یحبّون أن تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا لہم عذاب ألیم فی الدنیا والآخرۃ، واللہ یعلم وأنتم لا تعلمون'' (نور،۱۹) (جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے (اور اس کے لئے ذرائع ابلاغ، آرٹ، کلچر، فلم انڈسٹری اور اسمارٹ فون کا استعمال کرتے ہیں) ان کو دنیا میں بھی دردناک سزا ملے گی اور آخرت میں بھی (حقیقت) اللہ جانتا ہے اور تم نادان ہو)۔

ب: اسمارٹ فون کے استعمال میں مصلحت اور مفسدہ دونوں جمع ہیں، چنانچہ وہ دودھاری تلوار کی مانند ہے، لہذا مفسدہ سے بچتے ہوئے اس کا استعمال مباح ہوگا، البتہ استعمال میں اعتدال سے کام لینا چاہئے؛ تاکہ موبائل کے ضرر سے حتی الامکان بچا جاسکے۔

ج: اس کے استعمال سے دماغی کینسر وغیرہ امراض یقینی نہیں ہیں، لہذا آیت ''ولا تقتلوا أنفسکم'' (نساء،۲۹) (اور خود کشی نہ کرو)، اور آیت ''ولا تلقوا بأیدیکم إلی التہلکۃ'' (بقرہ،۱۹۵) (اور اپنے ہاتھوں اپنی تباہی کو دعوت نہ دو)۔ اور حدیث: ''لا ضرر ولا ضرار'' (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۲۳۴۰، راوی: عبادہ بن صامتؓ اور یہ صحیح لغیرہ درجہ کی حدیث ہے) (نہ خود کو نقصان پہنچانا جائز ہے اور نہ ہی دوسرے کو نقصان پہنچانا جائز ہے)، ان سب کا اس پر انطباق نہیں ہوتا ہے۔

۲۔ ملٹی اپلیکیشن موبائل میں تلاوت کے لئے قرآن مجید وغیرہ محفوظ کرنے کا حکم:

ملٹی اپلیکیشن موبائل (Multi Aplication Mobile) میں تلاوت کے لئے قرآن مجید یا دوسری دینی کتابوں کو محفوظ کرنا، یا آن لائن دیکھنا یا پڑھنا جائز ہے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ اس طرح کے موبائل میں فنی طریقہ سے قرآن کریم کے حروف ثبت کئے جاتے ہیں جو استعمال کے وقت اسکرین پر ابھرتے ہیں، لہذا موبائل میں موجود دیگر فائلوں سے ان کا کوئی اختلاط نہیں ہوتا ہے؛ اس لئے ایسے موبائل میں قرآن کریم پڑھنا درست ہے۔

۲۔ ایسے موبائل میں قرآن کریم کے صحیح حروف وکلمات ظاہر ہوتے ہیں، لہذا عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں۔

۳۔ مومن کی شان نہیں کہ فحش مناظر اپنے موبائل میں رکھے۔

۴۔ ایک اہل ایمان سے یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے موبائل صحیح مقاصد کے لئے ہی استعمال کرے گا۔

۳۔ موبائل میں موجود قرآن کریم مصحف کے حکم میں ہے یا نہیں؟

موبائل میں موجود قرآن کریم مصحف کے حکم میں نہیں ہے، خواہ اسکرین ٹچ (Screen Touch)موبائل ہو، یا سادہ موبائل ہو، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ قرآن مجید کے حروف موبائل میں قابل قراءت حالت میں نہیں ہوتے ہیں؛ بلکہ لہروں کی شکل میں ہوتے ہیں، اور چالو کرنے پر حروف کی شکل اسکرین پر ظاہر ہوتی ہے، اور دوسری فائل کی طرف منتقل ہونے سےحروف چھپ جاتے ہیں۔

۲۔ اللہ تعالی کا فرمان: ''لا یمسّہ إلا المطہّرون'' (الواقعہ۷۹) (جس کو صرف پاکیزہ افراد ہی ہاتھ لگاتے ہیں)، یہ حکم صرف مصحف کے لئے ہے۔

۳۔ نبی کریمﷺ کا ارشاد ہے: ''ألّا یمسّ القرآن إلا طاہر'' (سنن دارمی، حدیث نمبر: ۱۶۲۹، ۲۲۶۶، المستدرک للحاکم، حدیث نمبر: ۱۴۴۷، موطا، حدیث نمبر: ۴۶۹، صحیح ابن حبان، حدیث نمبر: ۶۵۲۵، اور یہ حسن درجہ کی حدیث ہے) (کہ قرآن کو صرف پاک فرد ہی چھوئے)، یہ حکم بھی صرف مصحف کے ساتھ خاص ہے۔

لہذا جس موبائل میں قرآن کریم موجود ہو، اسے بلا وضو ہاتھ میں لے سکتے ہیں، نیز اس سے بلا وضو تلاوت بھی کرسکتےہیں۔

البتہ اگر حالت جنابت (ناپاکی) میں ہو تو اس کے لئے موبائل سے تلاوت کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ حضرت علیؓ سے روایت ہے: ''کان رسول اللہﷺ یقرئنا القرآن علی کل حال، ما لم یکن جنباً'' (سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۱۴۶، مسند احمد، حدیث نمبر: ۶۲۷، ۱۱۲۳، اور یہ حسن درجہ کی حدیث ہے) (ہمیں رسول اللہﷺ ہر حال میں قرآن پڑھاتے تھے، جب تک کہ جنبی نہ ہوں)۔

اور حضرت علیؓ سے ہی مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''ہکذا رأیت رسول اللہﷺ توضأ، ثم قرأ شیئاً من القرآن، ثم قال: ہذا لمن لیس بجنب، فأما الجنب فلا، ولا آیۃ'' (مسند ابی یعلی، حدیث نمبر: ۳۶۵، مسند احمد، حدیث نمبر: ۸۷۲، اور یہ حسن درجہ کی حدیث ہے) (ایسے ہی میں نے رسول اللہﷺ کو وضو کرتے ہوئےدیکھا، پھر آپ ﷺ نے قرآن کا کچھ حصہ پڑھا، اور اس کے بعد ارشاد فرمایا: یہ اس کے لئے ہے جو جنبی (ناپاک) نہ ہو، بہرحال جنبی تو وہ قرآن نہیں پڑھ سکتا ہے، اور نہ قرآن کی کوئی آیت ہی پڑھ سکتا ہے)۔

البتہ قرآن کے تقدس کا تقاضا یہ ہے کہ خواہ موبائل سے یا کسی اور آلہ سے قرآن پڑھے تو باوضو پڑھے، یہ بہتر ہے لازم نہیں ہے۔

۴۔موبائل کے مفید پیغامات دوسروں کے پاس بھیجنے کا حکم:

موبائل پر دینی یا معلوماتی اعتبار سے مفید پیغامات خواہ تحریر کی شکل میں ہوں یا

آواز کی شکل میں ان کو دوسروں کے پاس بھیجنا درست ہے، چاہے بعض حضرات اپنے موبائل پر میسج بھیجنے کو پسند نہیں کرتے ہوں، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ‘‘والمؤمنون والمؤمنات بعضہم أولیاء بعض یأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر’’ (توبہ،۷۱) (جو مومن مرد ہیں اور جو مومن خواتین ہیں ان کا ایک دوسرے سے ایمانی تعلق ہے، وہ بھلائیوں کے داعی ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں)۔

اس آیت سے پتہ چلا کہ مومن مرد اور خواتین بھلائیوں کی ترویج کے مکلف ہیں، اور موجودہ دور میں میسج بھی بھلائی کی اشاعت کا ذریعہ ہے۔

۲۔ اپنے علم کے مطابق ہر آدمی نیکی کو پھیلانے کا مکلف ہے، جیسا کہ ارشاد الہی ہے:‘‘کنتم خیر أمۃ أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتؤمنون باللہ’’ (آل عمران،۱۱۰) (تم بہترین امت ہو، جو امت تمام انسانوں کے لئے برپا کی گئی ہے، تمھیں بھلائیوں کا حکم دینا ہے، برائیوں سے روکنا ہے، اور اللہ پر ایمان رکھنا ہے)۔

آلوسیؒ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

‘‘والظاہر أن الخطاب وإن کان خاصاً بمن شاہد الوحی من المؤمنین،أو ببعضہم، لکن حکمہ یصلح أن یکون عاماً للکل، کما یشیر إلیہ قول عمرؓ فیما حکی قتادۃ:یا أیہا الناس من سرّہ أن یکون من تلکم الأمۃ فلیؤد شرط اللہ تعالی منہا’’ (الوسی، روح المعانی۲،۲۴۴، بیروت، العلمیہ، ۱۴۱۵ھ، تحقیق: علی عبد الباری عطیہ، ع۔أ۔ : ۱۶) (بہ ظاہر خطاب اگرچہ اہل ایمان میں سے وحی کا مشاہدہ کرنے والے کے ساتھ خاص ہے، یا بعض اہل ایمان کے ساتھ خاص ہے، لیکن اس کا حکم سب کو عام ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے، جیسا کہ حضرت عمرؓ کا قول اس کی طرف اشارہ کرتا ہے جو قتادہ نے نقل کیا ہے: اے لوگو! جسے اس بات سے خوشی ہو کہ اس بہتر امت میں سے ہو، تو وہ اس میں سے اللہ کی شرط کو ادا کرے)۔

اور یہ امر مخفی نہیں کہ دینی اعتبار سے مفید پیغامات امر بالمعروف کا ہی حصہ ہیں۔

۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: ‘‘الکلمۃ الطیبۃ صدقۃ’’ (صحیح ابن خزیمہ، حدیث نمبر: ۱۴۹۴، مسند احمد، حدیث نمبر: ۸۱۱۱، اور یہ صحیح درجہ کی حدیث ہے)۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ اچھی بات کی ترویج مطلوب ہے، چنانچہ دینی یا معلوماتی اعتبار سے مفید پیغامات بھی ‘‘کلمہ طیبہ ’’ یعنی اچھی بات میں داخل ہیں۔

۴۔ موبائل پر آنے والے میسج میں اجبار نہیں ہے، لہذا اگر پڑھنے یا سننے کا دل نہ چاہے تو ڈلیٹ (Delete) کردے، لہذا کسی کے میسج بھیجنے کو پسند نہ کرنے کی وجہ سے خیر کی ترویج پر قدغن نہیں لگے گی۔

۵۔ حکمت کے ساتھ خیر کی ترویج شرعاً مطلوب ہے، اس لئے اس میں کسی کی پسند یا ناپسند کا دخل نہیں ہے۔

۶۔ نبی کریمﷺ سے خطاب کرتے ہوئے ارشادہے: ‘‘فاصدع بما تؤمر وأعرض عن المشرکین، إنا کفیناک المستہزئین’’ (الحجر،۹۴۔۹۵) (اب تمھیں جو حکم دیا جارہا ہے اس کو ببانگ دہل بیان کرو، اور مشرکوں کی پرواہ مت کرو، ہم مذاق اڑانے والے سے نمٹ لینگے)۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حکمت کے ساتھ اعلانِ حق کیا جائے گا، خواہ پسند ہو یا نہ ہو۔

۷۔ یہ نیکی اور تقوی کے کام پر تعاون کے باب سے ہے، اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ‘‘وتعاونوا علی البر والتقوی’’ (مائدہ،۲) (اور نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو)۔

لہذا مفید پیغامات کو ناپسند کرنا مناسب نہیں ہے، البتہ میسج بھیجنے والے کو چاہئے کہ حکمت ودانائی کے ساتھ پیغامات لکھے، اور دلکش اسلوب اختیار کرے، نیز کوئی ایسی بات نہ لکھے جس میں ذاتیات پر حملہ ہو، نیز میسج بھیجنے میں اعتدال سے کام لے۔

۵۔ اچھے اور مفید پیغامات غیر محرم خاتون یا غیر محرم مرد کو بھیجنے کا حکم:

اچھے اور مفید پیغامات جو غیر اخلاقی بات سے خالی ہوں، وہ غیر محرم خاتون، یا غیر محرم مرد کو بھیجے جاسکتے ہیں؛ جبکہ مناسب اسلوب میں ہوں کہ یہ امر بالمعروف اور تعاون علی البر والتقوی کے باب سے ہے جو دین میں مطلوب ہے، خاص طور سے اس دور فساد میں، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ‘‘فلو لا کان من القرون من قبلکم أولو بقیۃ ینہون عن الفساد فی الأرض إلا قلیلاً ممن أنجینا منہم، واتبع الذین ظلموا ما أترفوا فیہ وکانوا مجرمین’’ (ہود،۱۱۶) (تم سے پہلے جو نسلیں گذر چکیں ان میں ایسے لوگ کیوں نہیں گذرے (جن کے پاس کچھ غیرت وحمیت ہوتی اور) وہ زمین میں فساد، بگاڑ اور کرپشن سے روکتے، ہاں کچھ لوگ برائے نام تھے، جن کو ہم نے اپنے عذاب سے بچایا، اور ظالم اپنی عیاشیوں میں لگے رہے، اور وہ مجرم لوگ تھے)۔

اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ‘‘وذکّر فإن الذکری تنفع المؤمنین’’ (الذاریات،۵۵) (اور نصیحت کرتے رہیں، نصیحت ایمان والوں کو فائدہ پہنچاتی ہے)۔

اور دینی یا معلوماتی اعتبار سے مفید پیغامات غیر محرم خاتون یا غیر محرم مرد کو بھیجنا بھی تذکیر کے باب سے ہے۔

نیز پاکیزہ نیت سے یہ کام کرنا ثواب سے خالی نہیں ہے، جیسا کہ حضرت ابو مسعود انصاریؓ سے مروی ہے کہ نبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: ‘‘من دلّ علی خیر فلہ مثلُ أجر فاعلہ’’ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۸۹۳، الادب المفرد للبخاری، حدیث نمبر: ۲۴۲) (جو بھلائی کی رہنمائی کرے، تو اسے اس کام کو انجام دینے والے کے اجر کے برابر ثواب ملے گا)۔

اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: ‘‘من دعا إلی ہُدی کان لہ من الأجر مثلُ أجور من تبعہ، لا ینقص ذلک من أجورہم شیئاً، ومن دعا إلی ضلالۃ کان علیہ من الإثم مثلُ آثام من تبعہ، لا ینقص ذلک من أوزارہم شیئاً’’ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۶۷۴، سنن ابی داؤد حدیث نمبر: ۴۶۰۹) (جو ہدایت کی طرف بلائے تو اسے اس کی پیروی کرنے والے کے ثواب کے برابر ثواب ملے گا، یہ ان کے ثواب میں سے کچھ کم نہیں کرے گا۔ اور جو گمراہی کی طرف بلائے، تو اس پر اس کی پیروی کرنے والے کے گناہوں کے برابر گناہ ہوگا، یہ ان کے گناہ سے کچھ کم نہیں کرے گا)۔

خلاصہ یہ کہ تذکیر کے مفید وسائل اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ بلکہ وقتاً فوقتاً یاد دہانی کرانا نبی کریمﷺ کا طریقہ ہے، اس سلسلہ میں مرد اور خواتین میں تفریق نہیں ہے، جیسا کہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمﷺ نے عید کی نماز کے بعد خطبہ دیا:‘‘فأمر بتقوی اللہ وحث علی طاعتہ، ووعظ الناس وذکرہم، ثم مضی حتی أتی النساء فوعظہن وذکرہن’’ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۸۸۵) (پھر اللہ کے تقوی کا حکم دیا، اور اس کی طاعت پر آمادہ کیا، اور لوگوں کو نصیحت کی اور ان کو یاددہانی کرائی، پھر چلے یہاں تک کہ عورتوں کے پاس پہنچے، اور ان کو نصیحت کی اور یاددہانی کرائی)۔

البتہ اس سلسلہ میں اعتدال سے کام لینا چاہئے؛ تاکہ لوگ اکتاہٹ میں مبتلا نہ ہوں، جیسا کہ عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے:‘‘یتخولنا بالموعظۃ فی الأیام کراہۃ السآمۃ علینا’’ (صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۶۸) (نبی کریمﷺ ہمارے نشاط کے اوقات کی رعایت کے ساتھ ہمیں نصیحت کرتے، تاکہ ہمیں اکتاہٹ نہ ہو)۔

حاصل یہ کہ صنف مخالف کو اچھے اور مفید پیغامات جو غیر اخلاقی بات سے خالی ہوں، بھیجے جاسکتے ہیں۔

۶۔ تصویروں والے پیغامات کو آگے بڑھانے کا حکم:

تصویروں والے پیغامات کو آگے بڑھانا جائز ہے، یہ تصویر کشی کے دائرہ میں داخل نہیں ہے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ حرام تصویر کشی یا تصویر سازی یا تصویر کی تحصیل ہے، محض تصویر کوبٹن دباکر بڑھانا یا دیکھنا حرام نہیں ہے، الا یہ کہ خاتون کی تصویر ہو، یا برائی کی دعوت دینے والی تصویر ہو، جیسا کہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: ‘‘من صوّر صورۃ فی الدنیا کلّف یوم القیامۃ أن ینفخ فیہا الروح، ولیس بنافخ’’ (صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۵۹۶۳، صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۱۱۰) (جو دنیا میں کوئی تصویر بنائے گا، تو قیامت کے دن اسے مکلف بنایا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے، اور وہ روح نہیں پھونک سکے گا)۔

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے ہی مروی ہے کہ رسول کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کل مصور فی النار، یجعل لہ بکل صورۃ صوّرہا نفساً، فتُعذّبہ فی جہنم، وقال: إن کنت لا بد فاعلاً فاصنع الشجر، ومالا نفس لہ'' (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۱۱۰) (ہر تصویر ساز جہنم میں جائے گا، اس کے لئے ہر اس تصویر کے بدلے جو اس نے بنائی ایک جان پیدا کی جائے گی، جو اسے جہنم میں عذاب دے گی، اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: اگر تیرے لئے بنانا ضروری ہی ہو تو درخت اور بے جان چیز کی تصویر بناؤ)۔

۳۔ امام نووی شافعیؒ لکھتے ہیں: ''وہذہ الأحادیث صریحۃ فی تحریم تصویر الحیوان ، وأنہ غلیظ التحریم'' (نووی، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج ۱۴؍۹۰، ط: ۲، بیروت، دار الاحیاء، ۱۳۹۲ھ، ع۔ أ۔ : ۱۸) (اور یہ احادیث جاندار کی تصویر سازی کی حرمت کے سلسلہ میں صریح ہیں، اور یہ کہ وہ سخت حرام ہے)۔

۷۔ مساجد اور مدارس میں CCTV کا حکم:

(Closed-Circuit television) CCTV کیمرہ مساجد اور مدارس وغیرہ میں نصب کرنا جائز ہے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ شرعی قاعدہ ہے کہ منافع میں اصل اباحت ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''ہو الذی خلق لکم ما فی الأرض جمیعاً'' (بقرہ؍۲۹) (اسی نے زمین کی تمام چیزوں کو تمہارے لئے پیدا کیا)۔

امام جصاص رازیؒ تحریر فرماتے ہیں: ''یحتج بجمیع ذلک فی أن الأشیاء علی الإباحۃ مما لا یحظرہ العقل، فلا یحرم منہ شئ إلا ما قام دلیلہ'' (جصاص، احکام القرآن۱؍۳۳، بیروت، دار الاحیاء ، ۱۴۰۵ھ، تحقیق: محمد صادق قمحاوی، ع۔ أ۔ : ۵) (ان تمام آیات سے اس بات پر استدلال کیا جاتا ہے کہ اشیاء اباحت پر ہیں جن کو عقل ممنوع نہ ٹھہرائے، لہذا ان میں سے کوئی چیز حرام نہیں ٹھہرے گی، مگر جس کی حرمت کی دلیل قائم ہو)۔

۲۔ ا س سے چوری اور دوسرے مجرمانہ واقعات کو روکنے میں مدد ملے گی۔

۳۔ اس کی وجہ سے لوگ بے جا الزامات اور شبہات کے دائرہ میں آنے سے بچ سکینگے۔

۸۔ بے لباس کردینے والی اسکیننگ مشین کا حکم:

الف: ایسی اسکیننگ مشین (Scanning Machine) کا استعمال جائز نہیں ہے جس میں انسان بے لباس نظر آئے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''وینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون''(النحل؍۹۰) (اور تمام جرائم، بے حیائیوں، برائیوں اور زیادتیوں سے منع کرتا ہے، وہ دل میں اترنے والی بات کہتا ہے تاکہ تم نصیحت سے فائدہ اٹھاؤ)۔

یقیناً کسی کی شرمگاہ کو دیکھنا فحاشی میں داخل ہے۔

۲۔ اس میں ایک انسان کو نفسیاتی اور معنوی اذیت پہنچانا ہے، جو ظلم ہے اور ظلم حرام ہے، اللہ سبحانہ کا فرمان ہے: ‘‘واللہ لا یحب الظالمین’’ (آل عمران۵۷) (اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا)۔

اور حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالی ارشاد فرماتا ہے: ‘‘یا عبادی! إنی حرّمت الظلم علی نفسی، وجعلتہ بینکم محرماً، فلا تظلموا’’ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۵۷۷) (اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام ٹھہرایا ہے اور اسے تمہارے درمیان حرام قرار دیا ہے، لہذا ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو)۔

۳۔ ماہرین کا خیال ہے کہ اس طرح کی مشین سے گزرنے کی وجہ سے انسان اس سے نکلنے والی (اکسرے (X-ray شعاع سے دوچار ہونے کی وجہ سےکینسر (Cancer)کا شکار ہوسکتا ہے، اور بار بار ایسی مشین سے گزرنے سے اس مرض میں مبتلا ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

جبکہ حاملہ خاتون کے ایسی شعاع سے معمولی مقدار میں دوچار ہونے سے بچہ کی صورت بگڑنے کا خطرہ رہتا ہے۔ مزید برآں اس کا اثر مرد کی قوت مردانگی اور ذہانت پر بھی پڑتا ہے۔

ساتھ ہی اگر کوئی مریض ایسا ہے جس کے جسم میں دل کی دھڑکن منظم کرنے والی مشین، یا انسولین Insulin)کا آلہ پڑا ہو، تو اس پر ایسی مشین کا سنگین اثر پڑسکتا ہے۔

ب: مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اجتماعی طاقت نیز بہی خواہانِ انسانیت کی مدد سے اپنے ملک اور دیگر ممالک میں ایسی مشین کے استعمال کو رکوائیں، اور اگر ایسا ممکن نہ ہو، اور کوئی متبادل موجود نہ ہو تو بلا حاجت شدیدہ اور مصلحت راجحہ ایسے ممالک کا سفر نہ کریں۔

خیال رہے کہ محض سیر وسیاحت حاجت میں داخل نہیں ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ‘‘وقد فصل لکم ما حرم علیکم إلا ما اضطررتم إلیہ’’ (الانعام۱۱۹)۔

(حالانکہ اللہ نے جن چیزوں کو حرام کیا، ان کی تفصیل بیان کردی ہے، جن کی حالت اضطرار میں حرمت نہیں رہتی)۔

محور دوم:

۱۔ انسان کی مقفل معلومات کو چوری کرنے کا حکم:

ایک انسان جن معلومات کو مقفل رکھتا ہے، ان کا قفل توڑ کر معلومات کی چوری کرنا درست نہیں ہے، خواہ ایسی معلومات ہوں جن سے اس شخص کی عزت وآبرو کو ٹھیس لگ سکتی ہو، یا معاشی پہلو سے نقصان پہنچ سکتا ہو، یا ایسی معلومات ہوں جن سے چوری کرنے والے کو تو فائدہ ہو، لیکن اصل شخص کو کوئی نقصان نہ ہو، جیسے علمی

ومطالعاتی یادداشتیں وغیرہ۔

اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ومن استمع إلی حدیث قوم وہم لہ کارہون صبّ فی أذنیہ الآنک یوم القیامۃ'' (صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۷۰۴۲، سنن دارمی، حدیث نمبر: ۲۷۰۸، مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۸۶۶، ۲۲۱۳، ۳۳۸۳، سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۵۰۲۴) (اور جو کسی قوم کی گفتگوکو سنے، اس حال میں کہ وہ اسے ناپسند کررہے ہوں، تو قیامت کے دن اس کے دونوں کان میں سیسہ انڈیلا جائے گا)۔

۲۔ محنت ومشقت سے جمع کردہ معلومات کی چوری کرنے میں اس شخص کو ضرر پہنچانا ہے، اور اسلامی شریعت میں ضرر پہنچانا ممنوع ہے، چنانچہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لا ضرر ولا ضرار'' (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۲۳۴۱، مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۸۶۵، اور یہ حسن درجہ کی حدیث ہے)۔

۳۔ اس میں معلومات جمع کرنے والے کے حقوق پر دست درازی کرنا لازم آتا ہے، اور دوسرے کے حقوق پر دست درازی کرنا حرام ہے، اللہ تعالی کاارشاد ہے: ''ولا تعتدوا إن اللہ لا یحب المعتدین'' (المائدہ،۸۷) (اور حدسے آگے نہ بڑھو، اللہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا)۔

۴۔ کسی کی معلومات چوری کرنے میں علمی خیانت ہے، اور خیانت کرنا شریعت میں جائز نہیں ہے، اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے: ''إن اللہ لا یحب الخائنین'' (انفال،۵۸) (اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)۔

۵۔ محنت ومشقت سے جمع کردہ معلومات معنوی حق ہے، جس سے نفع حاصل کرنے کا اسی کو حق ہے، لہذا یہ حق شریعت کے رو سے محفوظ ہے، جس پر دست درازی کسی کے لئے روا نہیں ہے۔

۲۔ چوری کردہ معلومات کو آگے بڑھانے کا حکم:

چوری کردہ معلومات کو جانتے بوجھتے اصل مالک کی اجازت کے بغیر آگے بڑھانا درست نہیں ہے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ چور کے قبضہ کا شریعت میں اعتبار نہیں ہے، اصل مالک کا حق برقرار ہے، لہذا اسی کی اجازت کا اعتبار ہے، چنانچہ حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نےا رشاد فرمایا: ''علی الید ما أخذت حتی تؤدی'' (سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۳۵۶۱، سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۱۲۶۶، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۲۴۰۰، مسند

احمد، حدیث نمبر: ۲۰۰۸۶، اور یہ حسن لغیرہ درجہ کی حدیث ہے) (ہاتھ پر اس چیز کی ذمہ داری ہے جو اس نے لیا، یہاں تک کہ اسے ادا کردے)۔

۲۔ چوری کردہ معلومات کو اپنے اکاؤنٹ سے ختم کرنا ضروری ہے، علامہ کاسانیؒ تحریر فرماتے ہیں:''أن المسروق لو كان قائماً يجب رده على المالک'' (کاسانی، بدائع الصنائع۷؍۸۴، بیروت، دار الکتاب العربی، ۱۹۸۲ء، ع۔ أ۔ : ۷) (چوری کردہ مال اگر موجود ہو تو اسے مالک کو واپس کرنا واجب ہے)۔

۳۔ اصل مالک کی اجازت کے بغیر اس کی جمع کردہ معلومات کو آگے بڑھانا اگر اپنے نام سے ہے تو یہ جھوٹ ہے، اور اگر چور کے نام سے ہے ، تو بھی یہ جھوٹ ہے۔

اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین'' (آل عمران؍۶۱) (اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت مسلط کرائیں)۔

اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ: ''ما كان شئ أبغض إلى رسول اللہﷺ من الكذب'' (المستدرک للحاکم، حدیث نمبر: ۷۰۴۴، بیہقی، شعب الایمان، حدیث نمبر: ۴۸۱۵، مسند اسحاق بن راہویہ، حدیث نمبر: ۱۲۴۵، صحیح ابن حبان، حدیث نمبر: ۵۷۳۶، اور یہ صحیح درجہ کی حدیث ہے) (رسول اللہﷺ کو جھوٹ سے زیادہ کوئی چیز ناپسندیدہ نہیں تھی)۔

۳۔ شوہر وبیوی کے لئے ایک دوسرے کی معلومات کو اطلاع کےبغیر حاصل کرنے کا حکم:

عام حالات میں شوہر وبیوی کے لئے ایک دوسرے کی معلومات کو اطلاع کے بغیر حاصل کرنا درست نہیں ہے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ محنت ومشقت سے جمع کردہ معلومات معنوی حق ہو کر قابل احترام ہیں، اور ان پر دست درازی کسی کے لئے جائز نہیں ہے، جس طرح عام حالات میں بیوی یا شوہر کے لئے درست نہیں کہ ایک دوسرے کے مال اجازت کے بغیر استعمال کریں، شرعی قاعدہ ہے: ''لا يجوز لأحد أن يأخذ مال أحد بلا سبب شرعي'' (زرقا، شرح القواعد الفقہیہ۱؍۴۶۴، دمشق، دار القلم) (کسی کے لئے جائز نہیں کہ کسی دوسرے کا مال کسی شرعی سبب کے بغیر لے)۔

اور اس کی شرح میں شیخ احمد زرقا تحریر فرماتے ہیں:''لا يجوز لأحد ما، ولو والداً أو ولداً، أو زوجاً أن يأخذ جادّاً أو لاعباً مال أحد ما، ولو ولده أو والده أو زوجته بلا سبب شرعي يُسوّغ له الأخذ'' (مرجع سابق۱؍۴۶۴) (کسی کے لئے جائز نہیں خواہ باپ ہو یا بیٹا ہو یا شوہر ہوکہ وہ سنجیدگی یا مزاح کے طور پر کسی کا مال لے، خواہ وہ اس کا بیٹا ہو، یا باپ ہو، یا بیوی ہو، جب تک کہ ایسا شرعی سبب نہ ہو جو اس کے لئے لینے کو جائز ٹھہرائے)۔

البتہ اگر قوی شبہ ہو تو ایک دوسرے کی معلومات حاصل کرنے کی گنجائش ہے۔

۴. حکومت اور محکمۂ پولیس کے لئے شخصی خفیہ معلومات تک رسائی حاصل کرنے کا حکم:

اصل یہ ہے کہ کسی کی خفیہ معلومات تک رسائی حاصل نہ کی جائے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:''ولا تجسسوا'' (الحجرات،۱۲) (اور لوگوں کی ٹوہ میں نہ لگا کرو)۔

الوسیؒ تحریر فرماتے ہیں:''والذی علیہ الجمہور أن المراد علی القراءتین النہی عن تتبع العورات مطلقاً، وعدّوہ من الکبائر'' (الوسی، روح المعانی۲۶،۱۵۷، بیروت، دار الاحیاء، ع۔أ۔ : ۳۰) (اور جس رائے پر جمہور اہل علم ہیں وہ یہ ہے کہ دونوں قراءتوں کے مطابق مطلقاً عیوب کی ٹوہ میں لگنے کی ممانعت مراد ہے، اور اسے اہل علم نے کبیرہ گناہوں میں سے شمار کیا ہے)۔

اور حضرت ابوبرزہ اسلمیؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمﷺ نے ارشاد فرمایا:''یا معشر من آمن بلسانہ، ولم یدخل الإیمان قلبہ! لا تغتابوا المسلمین، ولا تتبعوا عوارتہم؛ فإنہ من تتبع عوارت المسلمین، تتبع اللہ عورتہ حتی یفضحہ فی بیتہ'' (مسند ابی یعلی، حدیث نمبر: ۷۴۲۳، سنن ابی داؤد حدیث نمبر: ۴۸۸، اور یہ صحیح لغیرہ درجہ کی حدیث ہے) (اے ان لوگوں کے گروہ جس نے اپنی زبان سے ایمان قبول کیا، اورا ن کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوا! مسلمانوں کی غیبت مت کرو، اور نہ ان کے عیوب کی ٹوہ میں پڑو؛ کیونکہ جو مسلمانوں کے عیوب کی ٹوہ میں پڑے گا، اللہ اس کے عیب کے پیچھے پڑے گا، یہاں تک کہ اسے اس کے گھر میں رسوا کردے گا)۔

البتہ یہ بھی ضابطہ ہے کہ قوم وملک کی مصلحت فرد کی مصلحت پر مقدم ہے؛ لہذا قوی دلیل کی بنیاد پر حکومت اور محکمۂ پولیس کے لئے شخصی خفیہ معلومات تک رسائی حاصل کرنا جائز ہے، چنانچہ بعض صحابہ کرام سے مروی ہے: ''ومن عرّض نفسہ للتہم فلا یلومنّ إلا نفسہ'' (بیہقی، شعب الایمان، اثر نمبر: ۸۳۴۵) (جو خود کو تہمتوں کا نشانہ بنائے وہ خود کو ہی ملامت کرے)، لہذا ملک وملت کے مفاد کو نقصان پہنچانے والے عناصر کی نگرانی رکھنے کے لئے ان کی خفیہ معلومات تک رسائی کی گنجائش ہے۔

البتہ مجرد وہم اور گمان کی بنیاد پر خفیہ معلومات تک رسائی حاصل کرنا درست نہیں ہے، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: ''إیاکم والظن، فإن الظن أکذب الحدیث، ولا تجسّسوا ولا تحسّسوا'' (صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۵۱۴۳، ۶۰۶۴، ۶۰۶۶، ۶۷۲۴، صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۵۶۳) (بدگمانی سے بچو؛ کیونکہ بدگمانی بدترین جھوٹی بات ہے، اور ٹوہ میں نہ پڑو، اور کسی کی بات خفیہ طور سے نہ سنو)۔

اور حضرت مقداد بن اسود اور ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمﷺ نے

ارشاد فرمایا: ‘‘إن الأمیر إذا ابتغی الریبۃ فی الناس أفسدہم’’ (مسند احمد، حدیث نمبر: ٢٣٨١٥، طحاوی، شرح مشکل الآثار، حدیث نمبر: ٩٠، سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ٤٨٨٩، اور یہ حسن درجہ کی حدیث ہے) (بے شک حاکم اگر لوگوں میں شبہ کو تلاش کرے، تو وہ انہیں بگاڑ دے گا)۔

خلاصہ یہ کہ جب تک قوی دلیل نہ ہو کہ فلاں فرد کی سرگرمیاں ملک مخالف ہیں، یا کوئی شخص ملک مخالف سرگرمیوں کے لئے معروف نہ ہو، اس وقت تک اس کی خفیہ معلومات تک رسائی جائز نہیں ہے۔

٥۔ مظلوم کو اطلاع دینے کا وجوب:

اگر کوئی شخص دوسرے کی خفیہ معلومات تک پہنچ جائے، اور ان معلومات سے یہ بات واضح ہو کہ وہ کسی اور کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس شخص کے لئے اس دوسرے آدمی کو صورت حال سے واقف کرانا واجب ہے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

١۔ کسی مسلمان کو نقصان پہنچانا حرام ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:‘‘ولا تعتدوا إن اللہ لا یحب المعتدین’’ (بقرہ١٩٠) (اور حد سے آگے نہ بڑھو، اللہ تعالی ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا، جو زیادتی کرتے ہیں)۔

نیز فرمان باری تعالی ہے:‘‘والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتاناً وإثماً مبیناً’’ (الاحزاب٥٨) (اور جو لوگ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو بغیر اس کے کہ انہوں نے کوئی غلط کام کیا ہو اذیت دیتے ہیں، وہ بڑے بہتان، جھوٹ اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں)۔

تو جب مظلوم کو نقصان پہنچانا حرام ہے، تو نقصان کا ارادہ رکھنے والے افراد سے متنبہ کرنا بھی واجب ہے۔

٢۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: ‘‘کل المسلم علی المسلم حرام دمہ ومالہ وعرضہ’’ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ٢٥٦٤، ابن ماجہ، حدیث نمبر: ٤٢١٣، مسند احمد، حدیث نمبر: ٧٧٢٧) (ہر مسلمان کی جان ومال اور عزت وآبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے)۔

لہذا ایک مسلمان کی جان، مال اور عزت وآبرو کو نقصان پہنچانے والے امور سے اسے بچانا ضروری ہے؛ اس لئے کسی ایسی صورت حال سے اسے واقف کرانا بھی واجب ہے۔

٣۔ جب مظلوم کو ظالم سے بچانے کے لئے جھوٹ بولنے تک کی اجازت ہے، جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامیؒ تحریر فرماتے ہیں: ‘‘وواجب إن وجب تحصیلہ، کما لو رأی معصوماً اختفی من ظالم یرید قتلہ، أو إیذاءہ، فالکذب ہنا واجب، وکذا لو سألہ عن ودیعۃ یرید

أخذہا یجب إنکارہا'' (ابن عابدین، رد المحتار۶؍۴۲۷، بیروت، دار الفکر، ۱۴۲۱ھ۲۰۰۰ء، ع۔أ۔ : ۸) (اگر اچھے مقصود کی تحصیل واجب ہو (اور صرف کذب کے ذریعہ اس تک رسائی ہوسکے) تو کذب واجب ہے، جیسے کسی بے قصور کو دیکھے جو ایسے ظالم سے چھپ جائے، جو اسے قتل یا تکلیف پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہو، تو ایسے موقع پر کذب واجب ہے، ایسے ہی اگر اس سے مال امانت کے بارے میں پوچھے جسے وہ لینا چاہتا ہو تو اس کا انکار واجب ہے)۔

تو جب بے قصور کو ظلم سے بچانے کے لئے کذب یا توریہ تک کی اجازت ہے، تو پھر نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھنے والے کے متعلق بے قصور کو واقف کرانا بھی واجب ہوگا۔

۶۔ بلا اجازت معلومات کا ڈاٹا جمع کرکے کمپنی کو مہیا کرنے اور اس پر اجرت لینے کا حکم:

فیس بک اکاؤنٹ میں عام طور سےعمومی معلومات ہوتی ہیں، اور اکاؤنٹ رکھنے والے کی طرف سے ان معلومات سے واقف ہونے کی اجازت ہوتی ہے، لہذا متعلق شخص کی اجازت کے بغیر ایسی معلومات کا ڈاٹا (Data) جمع کرکے کمپنیوں کو مہیا کرنا اور ان سے اس کی اجرت حاصل کرنا جائز ہے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ دلالۃ إذن صراحتاً اذن کے درجہ میں ہے، علامہ حصکفیؒ تحریر فرماتے ہیں: ''ویثبت الإذن دلالۃ'' (حصکفی، الدر المختار۶؍۱۵۶، بیروت، دار الفکر، ۱۳۸۶ھ، ع۔أ۔: ۶) (اور دلالۃً بھی اجازت ثابت ہوتی ہے)۔

اور ''مجلۃ الاحکام العدلیہ '' میں ہے: ''الإذن دلالۃ کالإذن صراحۃً، وأما إذا وجد النہی صراحۃً فلا عبرۃ بالإذن دلالۃً، مثلاً: إذا دخل شخص دار آخر بإذنہ، فوجد إناء معداً للشرب، فہو مأذون دلالۃ بالشرب بہ، فإذا أخذ ذلک الإناء لیشرب بہ فوقع من یدہ، وہو یشرب، فلا ضمان'' (المجلہ۱؍۱۴۶، دفعہ نمبر: ۷۷۲، ع۔أ۔: ۱) (دلالۃً اجازت صراحتاً اجازت کی طرح ہے، بہرحال اگر صراحتاً ممانعت پائی جائے، تو پھر دلالۃً اجازت کا اعتبار نہیں ہے، جیسے: کوئی شخص دوسرے کے گھر میں اس کی اجازت کے ساتھ داخل ہو، اور پینے کے لئے تیار برتن پائے،تو اسے اس کے ذریعہ دلالۃً پینے کی اجازت ہے، سو اگر اس نے اس برتن کو اس کے ذریعہ پینے کے لئے لیا، او راس کے ہاتھ سے وہ گرپڑا اس حال میں کہ وہ پی رہا تھا، تو اس پر تاوان لازم نہیں آئے گا۔

یہی بات ''موسوعۃ القواعد الفقہیہ '' میں ہے:''الإذن دلالۃ بمنزلۃ الإذن إفصاحاً'' (موسوعۃ القواعد الفقہیہ۱؍۳۵۳) (دلالۃً اجازت صراحتاً اجازت کے درجہ میں ہے)۔

چونکہ فیس بک اکاؤنٹ سب کے لئے اوپن (Open) یعنی کھلا ہوا رہتا ہے، اس لئے دلالۃً اجازت موجود ہے۔

۷۔ مجرموں کے جرائم پر شہادت فراہم کرنے کے لئے خفیہ کیمروں کے استعمال کا حکم:

جو مجرمین فساد اور خرد برد کے لئے معروف ہوں ان کے جرائم پر شہادت فراہم

کرنے کےلئے خفیہ کیمروں کے استعمال کی گنجائش ہے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ اس کے ذریعہ فساد کو روکنے میں مدد ملتی ہے جو دین میں مطلوب ہے؛ کیونکہ اللہ تعالی فساد کو پسند نہیں فرماتا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: ''واللہ لا یحب الفساد'' (بقرہ،۲۰۵) (اور اللہ بگاڑ کو پسند نہیں کرتا)، اور فرمان باری تعالی ہے: ''ولا تبغ الفساد فی الأرض إن اللہ لا یحب المفسدین'' (القصص،۷۷) (اور زمین میں فساد نہ پیدا کرو، اللہ تعالی فساد پیدا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)۔

۲۔ یہ ہاتھ کے ذریعہ منکرو برائی کو بدلنے کے قبیل سے ہے؛ تاکہ مالی خردبرد اور خیانت کا دروازہ بند ہو، جس کی اجازت شریعت میں وارد ہے، چنانچہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: ''من رأی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ، فإن لم یستطع فبلسانہ، ومن لم یستطع فبقلبہ، وذلک أضعف الإیمان'' (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۴۹، سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۱۱۴۰، ۴۳۴۰) (تم میں سے جوکوئی برائی دیکھے تو وہ اسے ہاتھ سے بدل دے تو اگر ہاتھ سے بدلنے کی قدرت نہ ہوتو زبان سے بدلنے کی کوشش کرے، اور جو زبان سے بدلنے کی قدرت نہ پائے، تو پھر دل سے ہی برا سمجھے، اور یہ ایمان کا کمتر درجہ ہے)۔

۳۔ فقہ کے اس جزئیہ سے بھی استئناس کیا جاسکتا ہے جس میں فقہاء نے صراحت کی ہے کہ ''لا بأس بالہجوم علی بیت المفسدین'' (ابن نجیم، البحر الرائق،۸،۱۴۲، بیروت، دار المعرفہ) (فسادیوں کے گھر پر حملہ بولنے میں کوئی حرج نہیں ہے)۔

۸۔ تیار کردہ سافٹ ویئر سے غیر قانونی طور پر استفادہ کا حکم:

مخصوص مقاصدکے لئے تیار کردہ سافٹ ویئر معنوی حقوق میں سے ہے، اور جس طرح مادی حقوق کی حرمت ہے، اسی طرح معنوی حقوق کی بھی حرمت ہے، اس پر کسی طرح دست درازی جائز نہیں ہے، لہذا اس کا قفل توڑ کر استفادہ کرنا، یا گاہکوں کو بیچنا، اور جانتے بوجھتے اس کا خریدنا اور خرید کر کسی کو بیچنا سب ناجائز ہے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ لوگوں کے عرف میں تیار کردہ سافٹ ویئر کی مادی قیمت ہوگئی ہے، اور یہ حق اعیان (مادی اشیاء) کے حکم میں ہے، خاص طور سے حکومتی رجسٹریشن کے بعد اعیان کی طرح اس کا احراز بھی ممکن ہے اور وقت ضرورت کے لئے اس کا ذخیرہ بھی کیا جاسکتا ہے، لہذا یہ حق شریعت میں قابل احترام ہے؛ اس لئے تیار کرنے والے کی اجازت کے بغیر یا اس سے خریدے بغیر اس میں تصرف کرنا ناجائز ہے۔

۲۔ سافٹ ویئر کی تیاری کا حق ایسا مجرد حق ہے جو اصالۃً مشروع ہوا ہے، لہذا تیار کرنے والے کو حق اختصاص حاصل ہے اور وہی اس سے انتفاع اور نفع کمانے کے لئے بازار میں لانے کا زیادہ احقدار ہے، اور چونکہ حق تیاری سافٹ ویئر لوگوں کے عرف

میں اموال واعیان کے حکم میں ہے؛ اس لئے کہ مالیت لوگوں کے مال بنانے سے ثابت ہوتی ہے، خاص طور سے اس حق کا حکومتی رجسٹریشن ہوجانے کے بعد اعیان کی طرح اس کا احراز بھی ہوسکتا ہے، اور وقتِ ضرورت کے لئے اس کا ذخیرہ بھی کیا جاسکتا ہے، لہذا اس عرف کی وجہ سے وہ مال ہے، چنانچہ مالک کی اجازت یا اس سے خریدے بغیر اس میں تصرف جائز نہیں ہے۔

۳۔ سافٹ ویئر کی تیاری ہاتھ اور دماغ کا کام ہے، چنانچہ رسول کریمﷺ سے پوچھا گیا: ''أی الکسب أطیب؟ قال: عمل الرجل بیدہ، وکل بیع مبرور'' (مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۷۲۶۵، طبرانی: المعجم الکبیر، حدیث نمبر: ۴۴۱۱، اور یہ حسن لغیرہ درجہ کی حدیث ہے) (کونسی کمائی سب سے پاکیزہ ہے؟ ارشاد فرمایا: آدمی کا اپنے ہاتھ سے کمانا، اور ہر گناہ اور جھوٹی قسم سے خالی بیع)۔

لہذا حق تیاری سافٹ ویئر مالی حق ہے جس کا تیار کرنے والا مالک ہے؛ اس لئے مالک کی اجازت یا اس سے خریدے بغیر اس سے استفادہ جائز نہیں ہے۔

۴۔ اگر اس طرح قفل توڑ کر استفادہ کرنے یا گاہکوں سے بیچنے کا اختیار دے دیا جائے تو تیار کرنے والے کی حوصلہ شکنی ہوگی، اور بحث وتحقیق اور ایجاد واختراع کا دروازہ بند ہوگا۔

۵۔ جب حق تیاری سافٹ ویئر مالی حق ہے تو جانتے بوجھتے چور یا غاصب سے خریدنا یا خرید کر بیچنا جائز نہیں ہے، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: ''من اشتری سرقۃ وہو یعلم أنہا سرقۃ فقد شرک فی عارہا وإثمہا'' (حاکم، المستدرک علی الصحیحین ۲؍۴۱، حدیث نمبر: ۲۲۵۳، اور یہ صحیح درجہ کی حدیث ہے) (جو چوری کئے ہوئے مال کو خریدے اس حال میں کہ اسے معلوم ہو کہ یہ چوری کا مال ہے، تو وہ اس کے ننگ وگناہ میں شریک ہے)۔

۹۔ کمپیوٹر کو ہیک کرنے یا اس پر وائرس چھوڑنے کا حکم:

عام حالات میں دوسرے کے کمپیوٹر کو ہیک (Hack) کرنا یا اس پر وائرس چھوڑنا ناجائز ہے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ ظلم ہر حالت میں ظلم ہے، اللہ تعالی کاارشاد ہے: ''ومن یظلم منکم نذقہ عذاباً کبیراً'' (الفرقان؍۱۹) (اور تم میں سے جو بھی ظلم وزیادتی کرے گا، اس کو ہم سنگین عذاب کا مزہ چکھائینگے)۔

اور فرمان الہی ہے:''ولا یجرمنکم شنآن قوم علی ألا تعدلوا، اعدلوا ہو أقرب للتقوی'' (المائدہ؍۸) (اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں عدل وانصاف سے نہ روک دے، انصاف کرو تقوی کے قریب یہی (انصاف پروری) ہے)۔

اور کسی کے کمپیوٹر کو ہیک کرنا یا اس پر وائرس چھوڑنا ظلم کے باب سے ہے۔

۲۔ دوسرے کے مال پر دست درازی کرنا ہر حال میں حرام ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ‘‘ولا تعتدوا إن الله لا يحب المعتدين’’ (بقرہ۱۹۰) (اور حد سے آگے نہ بڑھنا، اللہ تعالی ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو زیادتی کرتے ہیں)۔

اور یہ امر مخفی نہیں کہ کسی کے کمپیوٹر کو ہیک کرنا یا اس پر وائرس چھوڑنا کھلی ہوئی دست درازی ہے۔

۳۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: ‘‘أيها الناس! اتقوا الظلم؛ فإنه ظلمات يوم القيامة’’ (مسند عبد بن حمید، حدیث نمبر: ۸۱۴، بیہقی، شعب الایمان، حدیث نمبر: ۷۴۵۹، مسند احمد، حدیث نمبر: ۵۶۶۲، اور یہ صحیح درجہ کی حدیث ہے) (اے لوگو! ظلم سے بچو؛ کیونکہ وہ قیامت کے دن تاریکیوں کی شکل میں آئے گا)۔

البتہ اگر اسلام، مسلمانوں اور انسانیت کو کسی پروگرام سے سخت نقصان پہنچ رہا ہو تو ایسے پروگرام کو ضائع کرنے کی گنجائش ہے؛ کیونکہ امت اسلامیہ کی ذمہ داری منکرات اور برائیوں سے روکنا بھی ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: ‘‘ولتكن منكم أمة يدعون إلى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر وأولئك هم المفلحون’’ (آل عمران۱۰۴) (تمھیں ایک ایسی امت ہوناچاہئے جو خیر کی دعوت دے، اور بھلائیوں کی تلقین کرے اور برائیوں سے روکے، اور ایسے ہی لوگ کامیاب ہیں)۔

اور حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالمﷺ نے ارشاد فرمایا: ‘‘من رأى منكم منكراً فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، ومن لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الإيمان’’ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۴۹) (تم میں سے جو برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے، سو اگر اس کی قدرت نہ ہو تو اپنی زبان سے بدل دے، اور اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو اپنے دل سے ناگوار سمجھے، اور یہ ایمان کا کمتر درجہ ہے)۔

محور سوم:

۱۔ سوشل میڈیا کے ذریعہ خبروں کو آگے بڑھانے کے سلسلہ میں ضروری اصول:

سوشل میڈیا اور الیکٹرانک ذرائع ابلاغ کے ذریعہ خبروں کو آگے بڑھانے کے سلسلہ میں ضروری اصول درج ذیل ہیں:

۱۔ ایسی خبر نشر کرے جس کے ثبوت کا یقین یا گمانِ غالب ہو۔

۲۔ ایسی خبر ہو جس کے بیان کرنے میں مصلحت ہو۔

۳۔ خبر افواہ پر مشتمل نہ ہو۔

۴۔ خبر خرافات پر مشتمل نہ ہو۔

۵۔ خبر نیکی وبھلائی کی اشاعت کا ذریعہ ہو۔

۶۔ خبر کی اشاعت پر فساد مرتب نہ ہو۔
۷۔ خبر حرام میں مبتلا ہونے کا ذریعہ نہ ہو۔
۸۔ جس خبر کی صحت پر اطمینان نہ ہو، اسے یقینی طور پر نشر نہ کرے؛ بلکہ احتمال کےطور پر اشاعت کرے، بشرطیکہ اس پر کوئی فساد مرتب نہ ہو۔

مندرجہ بالا اصول کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ‘‘ما یلفظ من قول إلا لدیہ رقیب عتید’’ (ق،۱۸) (تو جو بات بھی انسان کرتا ہے، اس کے پاس ایک نگراں حاضر رہتا ہے)۔ یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ انسان اپنے اقوال کا ذمہ دارہے، اور ذمہ داری کا تقاضا ہے کہ وہ ایسی خبر نشر نہ کرے جس کے ثبوت کا اسے یقین یا گمان غالب نہ ہو۔

۲۔ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے:‘‘یاأیہا الذین آمنوا إن جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا أن تصیبوا قوماً بجہالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین’’ (الحجرات،۶) (اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی غیر متقی (جو احکام شریعت کی خلاف ورزی کرتا رہتا ہے) کوئی خبر لے کر آئے، تو تحقیق کرلیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ (اس کی بات اور بے بنیاد اطلاع پر اعتماد کرکے) تم کچھ لوگوں کے خلاف نادانی میں کوئی اقدام کر بیٹھو، اور پھر اپنے کئے پر پشیمانی کا سامنا کرو)۔

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ بے تحقیق خبر کی اشاعت درست نہیں ہے۔

۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: ‘‘کفی بالمرء کذباً أن یحدث بکل ما سمع’’ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۵) (آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے کافی ہے کہ ہر سنی ہوئی بات کو بیان کرے)، اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بلا تحقیق خبر کی اشاعت درست نہیں ہے۔

۴۔ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان سب باتوں کی اساس کو نہ بتاؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں اے اللہ کے نبی! ارشاد فرمایا: اپنی زبان کی حفاظت کرو، میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! ہم سے ہماری زبان سے نکلی ہوئی بات کا مواخذہ ہوگا، اس پر آپﷺ نے ارشاد فرمایا: ‘‘اے معاذ! تجھے تیری ماں گم کرے، ‘‘وہل یکبّ الناس فی النار علی وجوہہم إلا حصائد ألسنتہم’’ (سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۲۶۱۶، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۹۷۳، مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۲۰۱۶، اور یہ صحیح درجہ کی حدیث ہے) (کیا یہ حقیقت نہیں کہ جہنم میں منہ کے بل لوگوں کو صرف ان کی زبان کی باتیں ہی گرائینگی؟)۔

یہ امر مخفی نہیں کہ زبان سے نکلی ہوئی بات کے حکم میں ہی تحریر کے ذریعہ پھیلائی جانے والی بات ہے۔

۵۔ سمرہ بن جندب فزاریؓ سے روایت ہے کہ سرکاردوعالمﷺ نے ارشاد فرمایا: ‘‘وأما الرجل الذی أتیت یشرشر شدقہ إلی قفاہ، وعیناہ إلی قفاہ، ومنخراہ إلی قفاہ، فإنہ الرجل یغدو من بیتہ فیکذب الکذبۃ تبلغ الآفاق’’ (صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۱۱۴۳، ۳۳۵۴، ۴۶۷۴، ۷۰۴۷، صحیح ابن خزیمہ، حدیث نمبر: ۹۴۲، مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۰۰۹۴) (بہرحال وہ شخص جس کے پاس آپ پہنچے اس حال میں کہ اس کے جبڑے، آنکھوں اور نتھنوں کو اس کی گدی کے بل کاٹا جارہا تھا، تو یہ وہ شخص ہے جو اپنے گھر سے چلتا ہے اور ایسا جھوٹ بولتا ہے جو پوری دنیا میں پہنچ جاتا ہے)، اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بے بنیاد خبر کو پھیلانا جھوٹ بولنے میں داخل ہے۔

۲۔ بلا اجازت کسی کے خط کو دیکھنے یا اس میں اضافہ یا کمی کردینے کا حکم:

بلا اجازت کسی کے خط کو دیکھنا یا اس میں اضافہ یا کمی کردینا ناجائز ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:‘‘یحرّفون الکلم عن مواضعہ’’ (مائدہ۱۳) (وہ الفاظ کو ان کی جگہوں سے ہٹا دیتے ہیں)، نیز فرمان باری تعالی ہے:‘‘یحرّفون الکلم من بعد مواضعہ’’ (مائدہ۴۱) (یہ باتوں کو ان کی جگہ سے ہٹا کر تحریر کرتےہیں یعنی الفاظ میں ہیرپھیر کرتے ہیں اور معنی میں ردوبدل کرتے ہیں)۔

چنانچہ یہ کمی بیشی کرنا یہودیوں کا وتیرہ رہا ہے۔

اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: ‘‘من استمع إلی حدیث قوم، وہم لہ کارہون، أو یفرون منہ صبّ فی أذنہ الآنک یوم القیامۃ’’ (صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۷۰۴۲، مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۲۱۳) (جو کسی قوم کی گفتگو کو کان لگا کر سنے گا، اس حال میں کہ وہ اسے ناپسند کررہے ہونگے، یا اس سے بھاگ رہے ہونگے تو اس کے کان میں قیامت کے دن سیسہ انڈیلا جائے گا)۔

اور بات سننے ہی کے حکم میں کسی کی تحریر دیکھنا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: ‘‘من غشنا فلیس منا’’ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۰۱، مسند احمد، حدیث نمبر: ۹۳۹۶) (جو ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں)۔

اور دوسروں کی تحریر میں ردوبدل اور کمی بیشی کرنا دھوکہ دینے کے باب سے ہے۔

۳۔ نجی معلومات کو عام کرنے کا عدم جواز:

حکومت کے لئے جائز نہیں ہے کہ کسی شخص کی نجی معلومات کو دوسروں تک پہنچائے، یا لوگوں میں عام کردے۔

اس سلسلہ میں ضابطہ یہ ہے کہ جب تک قوی دلائل کی بنا پر کسی شخص کی سرگرمیاں ملک وملت مخالف نہ ہوں، اس وقت تک اس کی نجی معلومات کو عام کرنا

جائز نہیں ہے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ نجی معلومات حکومت کے پاس امانت ہیں، اور امانت میں خیانت درست نہیں ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''یا أیہا الذین آمنوا لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا أماناتکم وأنتم تعلمون'' (انفال،۲۷) (اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے ساتھ جانتے بوجھتے خیانت نہ کرو، اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو)۔

۲۔ ''أد الأمانۃ إلی من ائتمنک، ولا تخن من خانک'' (سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۳۵۳۴، مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۵۴۲۴، اور یہ حسن لغیرہ درجہ کی حدیث ہے) (جس نے تمھیں امین بنایا ہے اسے امانت ادا کرو، اور تیرے ساتھ جو خیانت کرے اس کے ساتھ بھی خیانت نہ کرو)۔ اور کسی شخص کی نجی معلومات حکومت کے پاس امانت ہے جس میں خیانت کرنا اس کے لئے روا نہیں ہے۔

۴۔ تجارتی اشتہارات پھیلانے کا حکم:

جن اشتہارات میں جائز اشیاء کے استعمال کی ترغیب ہو، اور ان کا مضمون حقیقت کے مطابق ہو، اور کسٹمر کو دھوکہ دینے والے مبالغہ سے خالی ہو، ان کو پھیلانا اور دوسروں تک بھیجنا جائز ہے۔ اور جن اشتہارات میں ناجائز اشیاء کے استعمال کی ترغیب ہو، ان کو پھیلانا اور دوسروں تک بھیجنا ناجائز ہے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان، واتقوا اللہ إن اللہ شدید العقاب'' (مائدہ،۲) (نیکی اور تقوی کے کاموں میں آپس میں تعاون کرو، اور گناہ اور زیادتی کے کسی عمل میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو)۔

اور ناجائز اشیاء کا استعمال گناہ ہے لہذا اس کی ترغیب بھی گناہ ہے۔

۲۔ اللہ سبحانہ کا فرمان ہے:''إن الذین یحبّون أن تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا لہم عذاب ألیم فی الدنیا والآخرۃ واللہ یعلم وأنتم لا تعلمون'' (نور،۱۹) (جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے، ان کو دنیا میں بھی دردناک سزا ملے گی اور آخرت میں بھی، (حقیقت) اللہ جانتا ہے اور تم نادان ہو)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ معاشرہ میں ناجائز اشیاء کی ترغیب دینے والے مجرم ہیں۔

۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سرکاردوعالمﷺ نے ارشاد فرمایا: ''من دعا إلی ضلالۃ کان علیہ من الإثم مثل آثام من تبعہ؛ لا ینقص ذلک من آثامہم شیئاً'' (صحیح مسلم؛ حدیث نمبر: ۲۶۷۴، سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۴۶۰۹، سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۲۶۷۴) (جو گمراہی کی طرف بلائے گا، اس پر اس کی پیروی کرنے والے کے گناہ کے برابر ہوگا، یہ ان کے گناہ میں سے کچھ کم نہیں کرے گا)۔

اس سے معلوم ہوا کہ ناجائز اشیاء کی ترغیب دلانا جائز نہیں ہے۔

۴۔ جن اشیاء کا استعمال شرعاً ناجائز ہے، وہ مضرتوں سے خالی نہیں، جبکہ نبی

کریمﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ‘‘لا ضرر ولا ضرار’’ (مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۸۶۵، راوی صحابی: ابن عباس، اور یہ حسن درجہ کی حدیث ہے) (نہ خود کو ضرر پہنچانا جائز ہے اور نہ ہی دوسروں کو)۔

۵۔ طنزیہ کارٹون بنانے کا حکم:

معزز مذہبی پیشواؤں کو چھوڑ کر تعمیری تنقید کے جذبہ کے تحت طنزیہ کارٹون (Cartoon) ڈیجیٹل تصویر کی شکل میں بنانے کی گنجائش ہے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ اس میں معتبر مصلحت ہے؛ کیونکہ سرکاری عہدہ داروں کی خیانت، خرد برد اور رشوت ستانی عمدہ طریقہ سےجلوہ گر ہوتی ہے۔

۲۔ لوگوں تک بامقصد پیغام پہنچانے میں مدد ملتی ہے۔

۳۔ ملک کے سیاست دانوں کے رخ کو ٹھیک کرنے میں مدد ملتی ہے۔

۴۔ عوام کے مسائل پر سیاست دانوں کی توجہ خوبصورتی سے مبذول کرائی جاتی ہے۔

۵۔ تصویر کی شکل ایسی بنا دی جاتی ہے اور وہ عضو الگ کردیا جاتا ہے جس کے بغیر زندگی ممکن نہیں، مثلاً سر الگ کردیا جاتا ہے، یا نصف بدن الگ کردیا جاتا ہے، حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: ‘‘الصورة الرأس، فإذا قطع الرأس فلا صورة’’ (معجم الاسماعیلی، حدیث نمبر: ۲۹۱، اور یہ صحیح درجہ کی حدیث ہے) (تصویر سر کا نام ہے، سو اگر سرکاٹ دیا جائے تو تصویر نہیں ہے)۔

اور علامہ ابن نجیمؒ ‘‘خلاصہ ’’ کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ‘‘وكذا لو محى وجه الصورة فهو كقطع الرأس’’ (ابن نجیم، البحر الرائق۲؍۳۱، بیروت، دار المعرفہ) (اور ایسے ہی اگر تصویر کا چہرہ مٹا دے، تو یہ سرکاٹنے کی طرح ہے)۔

اور علامہ ابن قدامہؒ لکھتے ہیں: ‘‘وإن قطع منه ما لا يبقى الحيوان بعد ذهابه، كصدره، أو بطنه أو جُعل له رأس منفصل عن بدنه لم يدخل تحت النهى؛ لأن الصورة لا تبقى بعد ذهابه، فهو كقطع الرأس..... وكذلك إذا كان فى ابتداء التصوير صورة بدن بلا رأس، أو رأس بلا بدن، أو جُعل له رأس، وسائر بدنه صورة غير حيوان، لم يدخل فى النهى؛ لأن ذلك ليس بصورة حيوان’’ (ابن قدامہ: المغنی۸؍۱۱۱، بیروت، دار الفکر، ط: ۱، ۱۴۰۵ھ، ع۔أ: ۱۰) (اور اگر تصویر سے ایسی چیز کاٹ دی گئی جس کے جانے کے بعد جاندار زندہ باقی نہ رہے، جیسے اس کا سینہ، یا پیٹ، یا اس کے بدن سے جدا اس کا سر بنا دیا گیا ، تو ایسی تصویر نہی میں شامل نہیں ہوگی؛ اس لئے کہ تصویر اس کے جانے کے بعد باقی نہیں رہتی ہے، تو یہ سر کاٹنے کی طرح ہے، ایسے ہی تصویر کشی کے آغاز میں سر کے بغیر بدن کی تصویر ہو، یا بدن کے بغیر سر کی تصویر ہو، یا اس کا سر بنایا گیا ہو، اور اس کا باقی بدن غیر جاندار کی تصویر ہو، تو ایسی تصویر ممانعت میں داخل نہیں ہوگی؛ اس لئے کہ یہ

جاندار کی تصویر نہیں)۔

۶۔ موبائل کمپنیوں کا لوگوں کی آپسی گفتگو محفوظ کرکے حکومتوں کو فراہم کرنے کاحکم:

عام حالات میں موبائل کمپنیوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ لوگوں کی آپسی گفتگو محفوظ کرکے حکومتوں کو فراہم کریں؛ کیونکہ یہ امانت میں خیانت ہے، اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے:''إن الله يأمركم أن تؤدّوا الأمانات إلى أہلہا'' (النساء،۵۸) (اللہ تعالی تمھیں اس کا حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے حقداروں تک پہنچادو)۔

اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمﷺ نے ارشاد فرمایا: ''أدّ الأمانۃ إلى من ائتمنک، ولا تخن من خانک'' (سنن دارمی، حدیث نمبر: ۲۵۹۷، سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۳۵۳۵، سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۱۲۶۴، اور یہ حسن درجہ کی حدیث ہے) (جس نے تجھے امین بنایا ہے اسے امانت لوٹا دو، اور جو تیرے ساتھ خیانت کرے اس کے ساتھ بھی خیانت مت کرو)۔

البتہ اگر کوئی شخص فسق وفجور یا ملک وملت مخالف سرگرمیوں کے ساتھ مشہور ہو، یا قوی دلیل ہو کہ وہ اپنی حرکتوں سے ملک وملت کو نقصان پہنچاسکتا ہے، تو پھر حکومت موبائل کمپنیوں سے کہہ سکتی ہے کہ فلاں شخص کی گفتگو محفوظ کرکے اسے فراہم کیا جائے، ابن تیمیہؒ تحریر فرماتے ہیں: ''فإن كان براً لم تجز عقوبتہ بالاتفاق، واختلفوا فی عقوبۃ المتہم لہ على قولين أصحہما: أنہ يعاقب صيانۃ لتسلط أہل الشر والعدوان على أعراض البرآء ..... والقسم الثانی: أن يكون المتہم مجہول الحال لا يعرف ببر أو فجور، فہذا يحبس حتى ينكشف حالہ، عند عامۃ علماء الإسلام، والمنصوص عند أكثر الائمۃ أنہ يحبسہ القاضی والوالی'' (ابن تیمیہ: مجموع الفتاوی۳۵،۳۹۷، دار الوفاء، ط: ۳، ۱۴۲۶ھ۲۰۰۵ء) (سو اگر ملزم نیک آدمی ہو تو بالاتفاق اس کو سزا دینا جائز نہیں، اور جرم کے ساتھ متہم کی سزا کے بارے میں اختلاف ہے، اس سلسلہ میں دو قول ہیں جن میں صحیح تر قول یہ ہے کہ جرم کے ارتکاب کے ساتھ معروف ہو تو اسے سزا دی جائے گی، بے قصور افراد کی عزت وآبرو پر شر پسندوں اور ظالموں کے تسلط سے حفاظت کی خاطر ..... اور دوسری قسم یہ ہے کہ ملزم کا برائی یا اچھائی کے ساتھ حال معلوم نہ ہو، تو ایسے ملزم کو قید کیا جائے گا یہاں تک کہ اس کا حال معلوم ہو، اکثر علماء اسلام کے نزدیک یہی حکم ہے، اور اکثر ائمہ کے نزدیک جس بات کی صراحت ہے وہ یہ کہ ملزم کو قاضی یا حاکم قید میں ڈالے گا)۔

خلاصۂ بحث:

محور اول:

۱۔ اسمارٹ فون (Smart Phone)کا صحیح مقاصد کے لئے استعمال جائز ہے۔

۲۔ ملٹی اپلیکیشن موبائل میں تلاوت کے لئے قرآن مجید یا دوسری دینی کتابوں کو محفوظ کرنا، یا آن لائن دیکھنا یا پڑھنا سب جائز ہے۔

۳۔ موبائل میں موجو دقرآن کریم مصحف کے حکم میں نہیں ہے، خواہ اسکرین ٹچ موبائل ہو، یا سادہ موبائل ہو۔

۴۔ موبائل پر دینی یا معلوماتی اعتبار سے مفید پیغامات خواہ تحریر کی شکل میں ہوں یا آواز کی شکل میں، ان کو دوسروں کے پاس بھیجنا درست ہے، چاہے بعض حضرات اپنے موبائل پر میسج بھیجنے کو پسند نہیں کرتے ہوں۔

۵۔ اچھے اور مفید پیغامات جو غیر اخلاقی بات سے خالی ہوں وہ غیر محرم خاتون، یا غیر محرم مرد کو بھیجے جاسکتے ہیں۔

۶۔ تصویروں والے پیغامات کو آگے بڑھاناجائز ہے، یہ تصویر کشی کے دائرہ میں داخل نہیں ہے۔

۷۔ مساجد اور مدارس وغیرہ میں CCTVکیمرہ نصب کرنا جائز ہے۔

۸۔ الف: ایسی اسکیننگ مشین کا استعمال جائز نہیں ہے جس میں انسان بے لباس نظر آئے۔

ب: مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے ممالک کا بلا حاجتِ شدیدہ اور مصلحت راجحہ سفر نہ کریں جہاں ایسی مشین کا استعمال ہوتا ہو۔

محور دوم:

۱۔ بلا تفصیل انسان کی مقفل معلومات کی چوری کرنا درست نہیں ہے۔

۲۔ چوری کردہ معلومات کو جانتے بوجھتے اصل مالک کی اجازت کے بغیر آگے بڑھانا درست نہیں ہے۔

۳۔ عام حالات میں شوہر وبیوی کے لئے ایک دوسرے کی معلومات کو اطلاع کے بغیر حاصل کرنا درست نہیں ہے۔

البتہ اگر قوی شبہ ہو تو گنجائش ہے۔

۴۔ قوی دلیل کی بنیاد پر حکومت اور محکمۂ پولیس کے لئے شخصی خفیہ معلومات تک رسائی حاصل کرنا جائز ہے۔

۵۔ اگر کوئی شخص دوسرے کی خفیہ معلومات تک پہنچ جائے، اور ان معلومات سے یہ بات واضح ہو کہ وہ کسی اور کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہے، تو اس شخص کے لئے اس دوسرے آدمی کو صورت حال سے واقف کرانا واجب ہے۔

۶۔ فیس بک اکاؤنٹ میں عام طور سے عمومی معلومات ہوتی ہیں، اور اکاؤنٹ رکھنے والے کی طرف سے ان معلومات سے واقف ہونے کی اجازت ہوتی ہے، لہذا متعلق شخص کی صریح اجازت کے بغیر ایسی معلومات کا ڈاٹا (Data) جمع کرکے کمپنیوں کو

مہیا کرنا اور ان سے اس کی اجرت حاصل کرنا جائز ہے۔

۷۔ جو مجرمین فساد اور خرد برد کے لئے معروف ہوں ان کے جرائم پر شہادت فراہم کرنے کے لئے خفیہ کیمروں کے استعمال کی گنجائش ہے۔

۸۔ مخصوص مقاصد کے لئے تیار کردہ سافٹ ویئر معنوی حقوق میں سے ہے، اور جس طرح مادی حقوق کی حرمت ہے، اسی طرح معنوی حقوق کی بھی حرمت ہے، اس پر کسی طرح کی دست درازی جائز نہیں ہے، لہذا اس کا قفل توڑ کر استفادہ کرنا یاگاہکوں کو بیچنا، اور جانتے بوجھتے اس کا خریدنا اور خرید کر کسی کو بیچنا سب ناجائز ہے۔

۹۔ عام حالات میں دوسرے کے کمپیوٹر کو ہیک (Hack)کرنا یا اس پر وائرس چھوڑنا ناجائز ہے؛ البتہ اگر اسلام، مسلمانوں اور انسانیت کو کسی پروگرام سے سخت نقصان پہنچ رہا ہو، تو ایسے پروگرام کو ضائع کرنے کی گنجائش ہے۔

محور سوم:

۱۔ سوشل میڈیا اور الیکٹرانک ذرائع ابلاغ کے ذریعہ خبروں کو آگے بڑھانے کے سلسلہ میں ضروری اصول درج ذیل ہیں:

الف: ایسی خبر نشر کرے جس کے ثبوت کا یقین یا گمانِ غالب ہو۔

ب: ایسی خبر ہو جس کے بیان کرنے میں مصلحت ہو۔

ج: خبر افواہ پر مشتمل نہ ہو۔

د:خبر خرافات پر مشتمل نہ ہو۔

ہ: خبر نیکی وبھلائی کی اشاعت کا ذریعہ ہو۔

و: خبر کی اشاعت پر فساد مرتب نہ ہو۔

ز: خبر حرام میں مبتلا ہونے کا ذریعہ نہ ہو۔

ح: جس خبر کی صحت پر اطمینان نہ ہو، اسے یقینی طور پر نشر نہ کرے، بلکہ احتمال کے طور پر اشاعت کرے، بشرطیکہ اس پر کوئی فساد مرتب نہ ہو۔

۲۔ بلا اجازت کسی کے خط کو دیکھنا یا اس میں اضافہ یا کمی کردینا جائز نہیں ہے۔

۳۔ حکومت کےلئے جائز نہیں ہے کہ کسی شخص کی نجی معلومات کو دوسروں تک پہنچائے، یا لوگوں میں عام کردے۔

اس سلسلہ میں ضابطہ یہ ہے کہ جب تک قوی دلائل کی بنا پر کسی شخص کی سرگرمیاں ملک وملت مخالف نہ ہوں، اس وقت تک اس کی نجی معلومات کو عام کرنا جائز نہیں ہے۔

۴۔ جن اشتہارات میں جائز اشیاء کے استعمال کی ترغیب ہو، اور ان کا مضمون حقیقت کے مطابق ہو، اور کسٹمر کو دھوکہ دینے والے مبالغہ سے خالی ہو، ان کو پھیلانا اور دوسروں تک بھیجنا جائز ہے اور جن اشتہارات میں ناجائز اشیاء کے استعمال کی

ترغیب ہو، ان کو پھیلانا اور دوسروں تک بھیجنا جائز نہیں ہے۔

۵۔ معزز مذہبی پیشواؤں کو چھوڑ کر تعمیری تنقید کے جذبہ کے تحت طنزیہ کارٹون (Cartoon) ڈیجیٹل تصویر کی شکل میں بنانے کی گنجائش ہے۔

۶۔ عام حالات میں موبائل کمپنیوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ لوگوں کی آپسی گفتگو محفوظ کرکے حکومتوں کو فراہم کریں۔

البتہ اگر کوئی شخص فسق وفجور، یا ملک وملت مخالف سرگرمیوں کے ساتھ مشہور ہو، یا قوی دلیل ہو کہ وہ اپنی حرکتوں سے ملک وملت کو نقصان پہنچا سکتا ہے، تو پھر حکومت موبائل کمپنیوں سے کہہ سکتی ہے کہ فلاں شخص کی گفتگو محفوظ کرکے اسے فراہم کیا جائے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب۔

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی (ذرائع ابلاغ) سے مربوط مسائل

مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی•

اسلام کی دعوت و تبلیغ اور علم کی نشر و اشاعت میں بلکہ اچھی سے اچھی اور بری سے بری ہر بات کو پھیلانے میں ذرائع ابلاغ کا اہم رول مانا جاتا ہے، انقلابات کو برپا کرنے، فتنوں کو دبانے، کسی کو بام عروج پر پہنچانے یا قعر مذلت میں ڈھکیلنے، کامرانی و کامیابی سے سرفراز کرنے، یا ناکامی و شکست سے دوچار کرنے میں مختلف انفارمیشن ٹکنالوجی کا کردار وانداز بہت دل چسپ و مسحور کن رہا ہے، ذرائع ابلاغ کی مختلف صورتیں روز بروز وجود پذیر ہورہی ہیں، آئندہ ان سے بھی زیادہ ترقی یافتہ شکل میں موجود ہونے کا امکان بھی ہے۔ یہ ذرائع تو حقیقت میں ایک آلہ ہیں، ان کا استعمال مفید سے مفید تر بھی ہوسکتا ہے اور نقصان سے نقصان تر بھی۔ اسی اعتبار سے بہت سے ذرائع بعض اوقات شرعی نقطۂ نظر سے کھٹکتے ہیں، مندرجہ ذیل تحریر میں ان ذرائع کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیا جارہا ہے اور اس بابت شرعی حکم پر روشنی ڈالی جارہی ہے۔

محول اول:

(۱) اسمارٹ فون کا استعمال:

آج موبائل انسان کی ضرورت بن چکا ہے، پھر نیٹ، فیس بک، واٹس ایپ، یو ٹیوب اور دیگر سہولیات کی فراہمی نے اسمارٹ فون کی طرف ہر نفر کو راغب کردیا ہے، اب وہ اچھے مقاصد کے لیے بھی استعمال ہوتے ہیں اور فحش و تخریبی مقاصد کے لیے بھی، جن اشیاء میں خیر و شر دونوں موجود ہوں ان کو نہ تو خیر محض کہا جائے گا اور نہ ہی خالص شر کے زمرے میں رکھا جائے گا، بلکہ اس تعلق سے شریعت دو امر کو بہت اہمیت دیتی ہے، ایک انسان کا قصد و ارادہ، دوسرے نفع و نقصان کا موازنہ، اگر قصد و ارادہ خیر کا ہے تو اس کا حکم مثبت ہوگا، اور اگر خدانخواستہ شر مقصود ہے تو حکم بھی منفی ہوگا، فقہ اسلامی کا مشہور قاعدہ ہے:''الأمور بمقاصدہا'' (کاموں کا اعتبار ان کے مقاصد کے اعتبار سے ہوتا ہے) جو حقیقت میں ''إنما الأعمال بالنیات'' سے ماخوذ ہے۔ علامہ ابن نجیم نے بہت سی مثالیں پیش کی ہیں جن کا حکم ارادہ و قصد کے بدلنے سے بدلتا رہتا ہے، ان میں سے بعض کا ذکر یہاں بھی کیا جاتا ہے۔

• استاذ حدیث وفقہ جامعہ حسینیہ کایم کلم، کیرلا۔

(الف) ذکر قاضی خان فی فتاواہ أن بیع العصیر ممن یتخذ خمراً إن قصد بہ التجارۃ فلا یحرمؒ و إن قصد بہ لأجل التخمیر حرم (الاشباہ لابن نجیم: ۳۹، ط: بیروت)۔

(فتاوی قاضی خاں میں ہے: شیرۂ انگور کو ایسے شخص سے بیع کرنا جو شراب بناتا ہے، اگر تجارت مقصود ہے تو حرام نہیں اور شراب سازی کے مقصد سے ہے تو حرام ہے)۔

(ب) قالوا:الأکل فوق الشبع حرام بقصد الشہوۃ و إن قصد بہ التقوی علی الصوم أو مؤاکلۃ الضیف فمستحب۔

(سیری سے زیادہ شہوت کے قصد سے کھانا حرام ہے،اگر اس سے روزہ پر قوت حاصل کرنے یا مہمان کو کھلانے کی غرض سے ہو تو مستحب ہے)۔

(ج) قالوا:الکافر إذا تترس بالمسلم فإن رماہ مسلم فإن قصد قتل المسلم حرم و إن قصد قتل الکافر لا (الأشباہ لابن نجیم: ۴۰، ط: بیروت)۔

(کافر مسلمان کو ڈھال بنالے تو اگر مسلمان کو تیر مارا اس نیت سے کہ مسلمان کو قتل کر رہا ہے تو حرام ہے، اور اگر کافر کو قتل کرنے کا قصد ہے تو حرام نہیں ہے)۔

صاحب در مختار لکھتے ہیں: من ذلک ضرب النوبۃ للتفاخر، فلو للتنبیہ فلا بأس بہ (در مختار: ۲۴۷٫۵، کتاب الحظر و الاباحۃ، قبیل فصل فی اللبس، ط: رشیدیہ)۔

(آلۂ لہو و لعب میں سے تفاخر کے لیے ڈھول پیٹنا ہے، پس اگر کسی بات پر متنبہ کرنے کے لیے ہو تو حرج نہیں ہے)۔

اسی طرح شریعت نے خیر و شر کا فیصلہ کرنے کے لیے نفع و نقصان کے مابین موازنہ کو بھی معیار بنایا ہے، چنانچہ قرآن کریم نے اس اصول کی طرف شراب و جوے کے احکام میں اشارہ کیا ہے۔

‘‘یسئلونک عن الخمر و المیسر قل فیہما إثم کبیر و منافع للناس و إثمہما أکبر من نفعہما’’ (بقرہ: ۲۱۹)۔

(آپ سے شراب و جوے کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے ان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے منافع بھی ہیں، مگر گناہ نفع سے بڑھ کر ہے)۔

اس لیے اسمارٹ فون کے سلسلہ میں بھی غور کرنا ہوگا کہ کس مقصد کے لیے استعمال ہورہا ہے اور اس کے رکھنے و استعمال کرنے میں نفع کا عنصر غالب ہے یا گناہ و فحش کا مادہ زیادہ ہے، یہ استعمال کرنے والے کے استعمال پر منحصر ہوگا، اگر انسان اچھے کاموں یا جائز و مباح امور کے لیے رکھتا ہے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہوگی، لیکن مقصد صرف فحش و عریاں تصویروں، وقت ضائع کرنے والے گیموں، اسلام سے بے زار کرنے والے پروگراموں کو دیکھنا ہے یا اس کا عنصر ہی غالب ہے، یا اس سے بچوں و گھر والوں پر غلط اثر پڑ رہا ہے، ان کی توجہ اسلام مخالفت و دین بیزاری اور

اسلام سے لاپرواہی کی طرف ہورہی ہے تو یقیناً اس کا استعمال اور اپنے پاس رکھنا ناجائز و قبیح ہوگا۔

إن آلۃ اللہو لیست محرمۃ لعینہا بل لقصد اللہو منہا إما من سامعہا ـو من المشتغل بہا و بہ تشعر الإضافۃ ألا تری أن ضرب تلک الآلۃ بعینہا حل تارۃ و حرم أخری باختلاف النیۃ بسماعہا و الأمور بمقاصدہا (رد المحتار: ۲۴۷،۵، کتاب الحظر و الاباحۃ، قبیل فصل فی اللبس)۔

(آلۂ لہو بالذات حرام نہیں ہے؛ بلکہ اس لہو کا ارادہ کرنے کی وجہ سے حرام ہے یا تو سامع کی جانب سے یا اس میں مشغول شخص کی جانب سے، اضافت اسی کا احساس دلا رہی ہے، دیکھتے نہیں کہ بعینہ اسی آلہ کا بجانا نیت کے بدلنے سے کبھی حلال ہوتا ہے اور کبھی حرام، اور امور کا مدار ان کے مقاصد پر ہوتا ہے)۔

ریڈیو کے سلسلہ میں حضرت مفتی عبد الرحیم لاجپوری و دیگر اکابر کا فتوی بھی اسی نوعیت کا ہے:

‘‘ریڈیو خبریں اور تقاریر سننے کے لیے وضع ہوا ہے، لیکن اب زیادہ تر گانے بجانے اور لہو و لعب میں استعمال ہونے لگا ہے، اور بڑی تعداد ایسے لوگوں کی بھی ہے جو خبریں، تقریریں اور بیانات وغیرہ جائز چیزوں کے سننے میں اس کو استعمال کرتے ہیں، لہٰذا اس کو آلات لہو و لعب میں داخل نہیں کیا جائے گا، ناجائز طریقہ پر استعمال کرنے کا جرم ان پر عائد ہوگا جو اس کو ناجائز طور پر استعمال کرتے ہیں، لہٰذا اس کا بنانا، فروخت کرنا، جائز طریقے سے استعمال کی نیت سے خریدنا اور اس کی مرمت کرنا وملازمت فی نفسہ مباح ہے مگر تقوی اور احتیاط بچنے میں ہے’’ (فتاوی رحیمیہ: ۲۶۹،۶)۔

(۲) ملٹی اپلی کیشن موبائل میں قرآن:

فحش مناظر کو موبائل یا کسی بھی ٹی وی وغیرہ پر دیکھنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی ایسے مناظر کی لوڈنگ جو مخرب اخلاق ہوں درست و روا ہے؛ بلکہ ہونا تو یہ چاہئے کہ ایسے سین کے بجائے دینی کتابیں یا قرآن کریم ہوں؛ تاکہ موبائل آلۂ لہو ولعب بننے کے بجائے دینی و اسلامی رخ اختیار کرلے، لیکن کوئی ایسا اگر نہیں کرتا؛ بلکہ فحش ویڈیو، غیر اخلاقی تصویروں اور نازیبا تحریروں کو بھی لوڈ کرتا ہے اور ساتھ میں قرآن کریم و دینی کتابوں کو بھی محفوظ کرتا ہے؛ چونکہ موبائل میموری کی حیثیت ایک دماغ کی مانند ہے جس میں مختلف امور زیبا و نازیبا سمانے کے باوجود اختلاط سے محفوظ رہتے ہیں، سب کی الگ الگ فائلیں ہوتی ہیں جن میں سے ایک کا دوسرے سے ناچیز کے خیال میں ربط نہیں ہوتا، اس لیے نازیبا تحریر و ناشائستہ آواز کے ساتھ ایک مقدس و بابرکت کلام کو داخل کرنا نہیں ہے کہ ناجائز ہو، ہاں اتنی بات کی رعایت اہم ہے کہ قرآن کریم یا دینی کتب کی فائل میں کسی دوسری ویڈیو وغیرہ جو غیر اخلاقی و غیر شرعی ہوں نہ رکھی جائیں کہ یہ بھی یک گونہ بے ادبی محسوس ہوتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت ربیع بنت

معوذ کے نکاح کے موقع پر تشریف لائے تو بچیاں دف بھی بجا رہی تھیں اور شہدائے بدر کا مرثیہ بھی پڑھ رہی تھیں، ان میں ایک بچی نے ‘‘فینا نبی یعلم ما فی غد’’ پڑھ دیا تو اللہ کے رسول نے منع فرمایا۔ شارحین نے اس منع کرنے کی ایک وجہ علم غیب کی نسبت کرنے کو لکھا ہے، تو دوسری وجہ اثنائے مرثیہ خوانی ذکر رسول کی ناپسندیدگی کے اظہار کو ذکر کیا ہے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا رجحان بھی یہی ہے، حضرت تحریر فرماتے ہیں:

‘‘میں کہتا ہوں گو اس حدیث کی توجیہ میں دونوں احتمال ہیں اور غور کرنے سے توجیہ ثانی راجح معلوم ہوتی ہے؛ کیونکہ احتمال اول اگر اس کی بنا ہوتی تو ممانعت شدید زجر کے صیغہ سے ہوتی ’’ (جواہر الفقہ: ۸۳،۴)۔

ایک بات اور بھی ذہن میں آتی ہے کہ ایک قرآن کریم کے نقش کو ڈاؤن لوڈ کرنا ہے، دوسرے اس کی آواز کو ڈاؤن لوڈ کرنا ہے، کیا دونوں میں فرق ہے یا دونوں کا حکم ایک ہے؟ اس میں جو آواز لوڈ ہوتی ہے ظاہر ہے کہ وہ آواز کی محض نقل ہے، بعینہ آواز نہیں ہے، اسی لیے تو اس پر سجدۂ تلاوت وغیرہ واجب نہیں ہے، قرآن کریم کو سننے کا ثواب بھی حاصل اس وقت ہوتا ہے جب کہ کوئی انسان تلاوت کر رہا ہو اور اس کی آواز ڈائرکٹ سن رہا ہو، لیکن موبائل میں جو آواز لوڈ ہوتی ہے اس کا سننا کار ثواب نہیں اور نہ ہی استاذ کے بغیر علم الٰہی اور اس کی کیفیت کو سیکھنا مطلوب و مقصود ہے تو پھر آواز ڈاؤن لوڈ کرنے کا کیا مقصد؟ ناچیز تو سمجھتا ہے کہ یہ محض لذت و لطف اندوزی اور وقتی تفریح کے لیے ہوتا ہے، لہٰذا اس طرح کی لوڈنگ لہو و لعب کے زمرے میں آئے گی، ہاں لوڈ کرنے والے کی نیت اس آواز کی طرح نقل اتارنے کی ہو تو پھر اس نیت کا ثواب اس کو حاصل ہوگا اور لہو و لعب کے زمرے سے نکل جائے گا۔

(۳)جس موبائل میں قرآن ہو کیا اس کا حکم قرآن کا ہے؟

اسمارٹ موبائل میں اگر قرآن کریم لوڈ کرلیا جائے تو وہ لوڈنگ فون میموری میں ہوتی ہے جس کو موبائل سے الگ نہیں کیا جاسکتا ہے، ایک سادہ موبائل ہوتا ہے جس میں قرآن کریم محفوظ کیا جاتا ہے مگر وہ میموری کارڈ میں محفوظ ہوسکتا ہے، کبھی اسمارٹ فون میں بھی الگ سے میموری لگائی جاتی ہے؛ تاکہ بہت سی چیزوں کومحفوظ کیا جاسکے، اگر قرآن کریم میموری کارڈ میں محفوظ ہے جس کو جب چاہیں موبائل سے الگ کردیں تو موبائل کی حیثیت قرآن کے کور و غلاف کی ہوگی جس کو قرآن سے منفصل کیا جاسکتا ہو، ایسے غلاف کو بلا وضو بھی چھونے کی فقہاء نے اجازت دی ہے۔

فإذا کان غلافہ منفصلاً عنہ کالمشمع و نحوہ جاز دخول الخلاء بہ و مسّہ و حملہ للجنب (شامی: ۱۳۱،۱، کتاب الطہارۃ)۔

(جب اس کا غلاف شمع دان وغیرہ کی طرح منفصل ہو تو اس کو لے کر بیت الخلاء

میں داخل ہونا، اس کا چھونا و اٹھانا جائز ہے)۔

لیکن قرآن فون میموری میں ہے جس کوموبائل سے الگ نہیں کیا جاسکتا اور قرآن اندر ہے، اسکرین پر کھلا ہوا نہیں ہے تو اس کی حیثیت اس تختے کی ہے جس پر قرآن لکھا ہوا ہو اور اس درہم کی ہے جس پر قرآن کی آیت نقش ہو، اس کا حکم فقہاء کے یہاں یہ ہے کہ مکتوب کو چھونا جائز نہیں ہے، باقی حصے کو مس کرنے میں حرج نہیں ہے، یعنی جس حصے پر قرآن کی آیات نقش ہیں صرف اسی کا حکم قرآن کا ہوگا مکمل کا حکم قرآن کا نہیں ہے، لہٰذا موبائل کا حکم قرآن کا نہیں ہوگا، اس کو بیت الخلاء میں لے جانے میں حرج نہیں ہے، حائضہ و جنبی کے لیے اپنے پاس رکھنے میں بھی حرج نہیں ہے، ہاں اسکرین پر قرآن کھلا ہوا ہو تو اب اس اسکرین کو مس کرنا جائز نہیں ہوگا اور نہ کھلے قرآن والے موبائل کو لے کر بیت الخلاء میں جانا جائز ہوگا۔

فلو نقش اسمہ تعالیٰ أو اسم نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم استحب أن یجعل النص فی کمہ إذا دخل الخلاء (شامی: ۲۵۴،۵، کتاب الحظر و الاباحۃ، باب اللبس)۔

(پس اگر اللہ کا نام یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا ہے تو مستحب ہے کہ نگ کو جیب میں رکھ لے جب بیت الخلاء جائے)۔

و مسّہ أي: القرآن ولو فی لوح أو درہم أو حائط، لکن لا یمنع إلا مسّ المکتوب بخلاف المصحف فلا یجوز مسّ الجلد و موضع البیاض منہ (شامی: ۲۱۴،۱، کتاب الحیض)۔

(قرآن کا چھونا جائز نہیں ہے اگرچہ کسی تختی یا درہم یا دیوار پر ہو لیکن صرف مکتوب کو چھونے سے منع کیا جائے گا، برخلاف مصحف کے کہ جلد کا چھونا اسی طرح اس کی خالی جگہوں کو چھونا جائز نہیں ہے)۔

(۴) موبائل پر آنے والے معلوماتی و مفید پیغامات دوسرے کو میسیج کرنا:

ہر خیر کی تبلیغ و ترسیل محمود ہے مگر اس کے کچھ اصول و ضوابط ہیں، بات کہنی ہے تو اچھی کہنی ہے، مگر ہر اچھی بات نہیں کہی جاسکتی، ایک شخص بات سننا نہیں چاہتا پھر بھی اس کو سنایا جائے توخواہ کتنی ہی اہم بات کیوں نہ ہو مفید کبھی بھی ثابت نہیں ہوگی، افادہ کی قوت پیدا کرنے کے لیے طلب و ڈیمانڈ کا ماحول بنانا ضروری ہے ورنہ اچھی بات بھی بے وقعت ہوجاتی ہے، ابن ماجہ کی ایک روایت ہے جو متعدد طرق سے مروی ہوکر حسن لغیرہ ہے۔

عن أنس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم، وواضع العلم عنہ غیر أہلہ کمقلد الخنازیر الجوہر و اللؤلؤ و الذہب (مشکوۃ: ۳۴، کتاب العلم، فصل ثانی)۔

(علم کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے، غیر اہل کو علم دینے والا ایسا ہے جیسا کہ خنزیروں کے گردن میں جوہر، موتی اور سونے کا ہار ڈالنے والا ہے)۔

یعنی جس طرح خنزیر کے لیے اتنی قیمتی اشیاء بھی کوئی قیمت و وزن نہیں رکھتی ہیں اسی طرح اس غیر اہل کے نزدیک بھی علم کی وقعت نہیں ہوگی، غیر اہل کی مختلف تشریح کی گئی ہے، ایک وہ شخص بھی ہے جو ''من لایفہمہ'' ہو یعنی بات کو سمجھنا نہ چاہتا ہو یا سمجھنے کی لیاقت نہ رکھتا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشاط کے وقت تک کلام کرنے کو پسند فرمایا؛ اس لیے کہ اس کے بعد وہ بات اپنی اہمیت و وزن کھو دے گی، محبت و عقیدت کے بجائے نفرت و بے زاری پیدا ہوگی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جب ان کے شاگردوں نے ہر دن وعظ کی خواہش کی تو حضرت ابن مسعود نے یہ کہہ کر خاموش کردیا:

أما إنہ یمنعنی من ذلک أنی أکرہ أن أملّکم و أنی أتخوّلکم بالموعظۃ کما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتخیلنا بہا مخافۃ السآمۃ علینا (بخاری: ۱۶،۱، کتاب العلم، باب من جعل لأہل العلم أیاماً معلومۃ)۔

(سنو! میں یہ اس لیے نہیں کر پارہا ہوں کہ نہیں چاہتا ہوں کہ تم کو بے زار کردوں، میں تو نصیحت کرنے میں تمہارے حالات و اوقات کی رعایت اسی طرح کرتا ہوں جس طرح اللہ کے رسول ہماری رعایت کیا کرتے تھے؛ تاکہ ہم میں نفرت و بے زاری پیدا نہ ہوجائے)۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اللہ کے رسول نے یا معاذ! کہہ کر تین مرتبہ آواز دی تھی، ہر مرتبہ حضرت معاذ نے ہمہ تن متوجہ ہوکر لبیک کہا تھا، شارحین نے تین مرتبہ آواز دینے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ ان کے طلب کو قوی کیا جارہا تھا۔

بخاری شریف کی ایک روایت میں اللہ کے رسول نے وعظ و نصیحت کے ایک اہم پوائنٹ کی طرف اشارہ کیا ہے: ولا ألفینک تأتی القوم و ہم فی حدیث من حدیثہم فتقص علیہم فتقطع علیہم حدیثہم فتملّہم و لکن أنصت فإذا أمروک فحدّثہم و ہم یشتہونہ'' (مشکوۃ: ۳۶، کتاب العلم، فصل ثالث)۔

(میں تم کو نہ پاؤں کہ لوگوں کے پاس جاؤ جبکہ وہ باتوں میں مشغول ہوں، پس ان سے بیان کرنے لگو اور ان کی باتوں کو کاٹ کر اکتاہٹ میں مبتلا کردو، لیکن خاموش رہو پس تم سے مطالبہ کریں تو ان سے بیان کرو جب تک کہ ان کو نشاط باقی رہے)۔

معلوم ہوا ایسے لوگوں کو جن کو میسیج بھیجا جانا پسند نہیں ہے ان کو معلوماتی پیغامات و مفید معلومات بھیجنا درست نہیں ہے، اس سے علم کی بے وقعتی ہوتی ہے۔

(۵) غیر محرم عورت کو معلوماتی و مفید پیغامات بھیجنا:

بلا ضرورت غیر محرم سے بات کرنا بھی جائز نہیں ہے: و لا یکلم الأجنبیۃ إلا عجوزاً عطست أو سلمت فیشمتہا و یرد السلام علیہا و إلا لا، أی:و إلا تکن عجوزاً بل شابۃ لا یشمتہا ولا یرد السلام بلسانہ (الدر مع الرد: ۲۶۱،۵، کتاب الحظر و الاباحۃ، فصل فی النظر و المس)۔

(اجنبی عورت سے کلام نہ کرے إلا یہ کہ بڑھیا ہو، جس کی چھینک پر الحمد للہ کہا ہو یا سلام کیا ہو تو جواب میں یرحمک اللہ اور وعلیکم السلام کہے ورنہ نہیں، یعنی اگر عجوزہ نہیں ہے بلکہ جوان ہے تو تشمیت نہ کرے اور نہ ہی زبان سے سلام کا جواب دے)۔

میسیج بھیجنا بھی بات کرنے کے درجے میں ہے، بلا ضرورت میسج شیئر کرنا خواہ وہ مفید و معلوماتی ہی کیوں نہ ہو، صحیح نہیں ہے، اگر دین کی باتوں کی تبلیغ کا اتناہی جنون ہے تو اس کے شوہر کو یا محرم رشتہ دار کو بھیج دیا جائے، وہ اس خاتون تک ترسیل کردے گا، اس کو تعلیم و تعلم، ادائے شہادت، و ادائے روایت پر قیاس نہیں کیا جاسکتا؛ کیونکہ ان صورتوں سے دینی یا دنیاوی ضرورت وابستہ ہے؛ اس لیے وہ ضرورت کے زمرے میں ہیں اور کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ دوسرے مفاسد کا خطرہ نہ ہو، مگر میسج بازی محض لطف اندوزی ہے یا کم از کم بے تکلفی کا ذریعہ تو ضرور ہے، یہی بے تکلفی بہت سے مفاسد کا دروازہ کھول دے گی، لہٰذا سداً للباب اس کی ممانعت ضروری ہے۔

ینبغی أن لا یجوز إنشادہ عند من غلب علیہ الھوی و الشہوۃ لأنہ یہیجہ علی إجالۃ فکرہ فیمن لایحل و ما کان سبباً لمحظور فہو محظور (رد المحتار: ۲۴۷،۵، کتاب الحظر و الاباحۃ، قبیل فصل فی اللبس)۔

(جس شخص پر خواہشات و شہوانیت کا غلبہ ہو اس کے سامنے اشعار پڑھنا جائز نہیں ہے کہ بری باتوں کے خیالات پر آمادہ کرے گا، جو چیز کسی محظور کا سبب ہو وہ بھی محظور ہوتی ہے)۔

(۶) تصویر والے پیغامات کو آگے بھیجنا:

بعض پیغامات ویڈیو و تصویر والے ہوتے ہیں، دوسروں تک ایسے پیغامات کی ترسیل جائز ہے یا نہیں، یہ بھی تصویر کشی کے زمرے میں آئے گا یا نہیں؟ ناچیز سمجھتا ہے کہ یہ تصویر کشی کے زمرے میں نہیں آئے گا، تصویر جس نے کھینچی ہے وہ مصور ہے، جیسے پیپر پر تصویر کو پرنٹ کرلیا جائے اور وہ پیپر و کاغذ دوسروں کو بھیج دیا جائے تو یہ تصویر کشی نہیں ہوگی، جو شخص اپنے ہاتھ سے یا مشین و کیمرہ سے کسی جاندار کی تصویر بناتا ہے وہ تصویر کہلاتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ بنی بنائی تصویر بھی معصیت و گناہ ہے، اللہ کے رسول نے جو نکیر فرمائی ہے وہ سب بنی ہوئی تصویر پر فرمائی ہے، اس کے ضمن میں مصور کے لیے بہت سخت عذاب کا ذکر بھی آگیا، تصویر رکھنے اور اس کے استعمال کرنے کی بابت احادیث و فقہاء کی عبارات میں تفصیل آئی ہوئی ہے، بعض قسم کی تصویر رکھنے کی اجازت بھی ہے جیسے پامال تصویر اور جو بہت چھوٹی ہو، نظر نہ آتی ہو، اسی طرح دوسروں کو تصویر دینے کی بابت بھی تفصیل ہوگی، اگر ترسیل سے مقصود تصویر ہی ہے تو یہ جائز نہیں ہوگا، اگر مقصود تصویر نہیں

ہے؛ بلکہ تصویر کی حیثیت تابع کی ہے تو اس میں حرج نہیں ہے جو ‘‘الأمور بمقاصدہا’’ کا مفاد ہے، حضرت مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں:

‘‘بیع و شراء میں اگر تصاویر خود مقصود نہ ہوں بلکہ دوسری چیزوں کے تابع ہوکر آجائیں جیسے اکثر کپڑوں میں مورتیں لگی ہوتی ہیں، یا برتنوں اور دوسری مصنوعات جدیدہ میں اس کا رواج عام ہے تو اس کی خرید و فروخت تبعاً جائز ہے، لما ہو من القواعد المسلمۃ من فقہ الأحناف أن کثیراً من الأفعال لایجوز قصداً و یجوز تبعاً کما صرحوا فی جواز بیع الحقوق تبعاً للدار لا أصالۃ و قصداً، لیکن جب کہ خود تصاویر ہی کی بیع و شراء مقصود ہو تو خریدنا اور فروخت کرنا دونوں ناجائز ہیں (جواہر الفقہ: ۲۶۳٫۷، کتاب الحظر و الاباحۃ)۔

‘‘جن رسالوں کو ذی روح کی تصویر کی وجہ سے خریدا جاتا ہے ان کا خریدنا جائز نہیں ہے، لأن الأمور بمقاصدہا، اگر مقصود مضامین صحیحہ کا پڑھنا ہے تو خریدنا درست ہے، تصاویر تابع ہیں ان کو محو کردیا جائے (فتاوی محمودیہ، ترتیب جدید: ۲۸۷٫۲۹)۔

(۷) CCTV کیمرے کو نصب کرنے کا حکم:

CCTV کیمرہ سے تصویر سازی بھی تصویر کشی کے دائرے میں آتی ہے، تصویر کشی کی ممانعت بہت ہی سخت وعید کے ساتھ وارد ہے، اس کو اللہ کی صفت تخلیق کا مقابلہ قرار دیا گیا ہے، مصورین کو سنگین عذاب کا مستحق کہا گیا ہے، ایسے لوگوں پہ زبان رسالت سے لعنت کی گئی ہے، مواضع ضرورت ہی مستثنی ہوسکتے ہیں۔

لما فی شرح السیر الکبیر: و إن تحققت الحاجۃ إلی استعمال السلاح الذی فیہ تمثال فلا باس باستعمالہ، لأن مواضع الضرورۃ مستثناۃ من الحرمۃ کما فی تناول المیتۃ (جواہر الفقہ: ۲۵۶٫۷)۔

(شرح السیر الکبیر میں ہے: اگر حاجت ایسے ہتھیار کے استعمال کی متحقق ہوجائے جس میں تصویر ہو تو اس کے استعمال میں حرج نہیں ہے؛ اس لیے کہ مواقع ضرورت حرمت سے مستثنی ہے، جیسا کہ مردار کے کھانے میں)۔

مساجد و مدارس میں کیمرہ لگانا کیا یہ ضرورت ہے؟ ان جگہوں پر لگانے کا مقصد اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ آنے جانے والوں پر نظر رکھی جائے، مساجد و مدارس میں آنے والے مسلمان ہی ہوتے ہیں ان پر نظر رکھنے کے لیے دوسرا طریقہ بھی اپنایا جاسکتا ہے، اگر لوگوں کے عیوب پر نگاہ رکھنا مقصد ہے تو یہ مسلمانی شان کے خلاف ہے، اس لیے ان مقامات پر کیمرہ کے نصب کرنے سے احتراز ضروری ہے، ہاں جہاں ضرورت واقعی ہو جیسے پبلک مقامات جہاں پر کس وناکس کے آنے کا خطرہ رہتا ہے، کون کس ارادے سے آرہا ہے مخفی رہتا ہے، پلک جھپکتے ہی کوئی کچھ سے کچھ کرکے جاسکتا ہے اور کسی مسلمان کا نام اس حرکت کے ساتھ چسپاں ہوسکتا ہے، لہٰذا مجرموں کو پکڑنا مقصود ہو یا مسلمانوں سے الزامات وانعامات کو دفع کرنا مطلوب ہو تو ایسے مقام پر کیمرہ نصب کرکے دفع مفسدہ کیا جاسکتا ہے، اس سلسلے میں ‘‘الضرورات تبیح المحظورات’’ اور

‘‘ما أبیح للضرورۃ یقدر بقدرہا’’ وغیرہ قواعد رہنمائی کرتے ہیں، تصویر کی گنجائش ضرورت کی بنا پر ہوگی، جہاں ضرورت نہیں وہاں یہ گنجائش بھی نہیں۔ مدارس میں اساتذہ کی نگرانی کرنا ضرورت میں داخل ہے یا نہیں۔ راقم کا خیال ہے یہ ضرورت کے زمرے میں نہیں آتا، اس لیے کہ ضرورت کہا جاتا ہے کہ اس کے بغیر چارۂ کار نہ ہو، اساتذہ کے کلاسوں کی نگرانی، مختلف ذمہ داریوں کے نبھانے کی نگرانی، طلبہ کے ساتھ برتاؤ کی نگرانی کیمرے پر منحصر نہیں ہے۔ مدارس میں جوکوتاہیاں ہوتی ہیں ان کا اصلی سبب خوف الٰہی کا فقدان اور اسلامی تربیت سے بے بہرہ ہونا ہے، اگر ان کا علاج کردیا جائے تو ساری کوتاہیاں از خود کافور ہوجائیں، جو حضرات کیمرے کو نصب کرنے والے ہوتے ہیں وہ خود بھی لاپرواہ ہوتے ہیں، اس لیے کیمروں سے اپنے ماتحتوں پر نکیل کستے رہتے ہیں، اگر مہتمم مدرسہ و ناظم ادارہ وقت سے ایک دو منٹ پہلے مدرسہ پہنچ جایا کریں تو کسی استاذ کی ہمت ہوسکتی ہے کہ وہ تاخیر سے کلاس میں حاضر ہو، لیکن مہتمم و ذمہ دار حضرات فردوسی اقامت گاہوں میں موج و مستی میں ہوتے ہیں تو اس کا اثر دوسرے حضرات پر بھی پڑتا ہے، اس لیے مدارس میں اصلاح کی ضرورت ہے، ذمہ داری کا احساس دلانے کی حاجت ہے نہ کہ کیمرہ نصب کرنے کی، ہاں کسی طرح کام نہیں چلے، یا پھر حکومت کی نگاہوں میں مدرسہ کی بے گناہی کو ثابت کرنا ہو تو اب ضرورت متحقق ہوگئی، لہٰذا نصب کیمرہ میں حرج نہیں ہے۔

خلاصہ یہ کہ تصویر فی نفسہ حرام ہے، اس کا کھینچنا بھی، کھینچوانا بھی، بلاضرورت اس گناہ کے ارتکاب کی اجازت نہیں ہوگی، ہر طرح کی کوشش ناکام ہوجائے تو آخری حربے کے طور پر CCTV کیمرہ کو بقدر ضرورت اختیار کیا جائے۔

(۸) اسکیننگ مشین سے گزرنا:

بعض ایسی مشینیں ایجاد ہوئی ہیں جو پوشیدہ اعضاء کو واضح کردیتی ہیں، بعض مغربی ممالک کے ایئرپورٹ پر ایسی مشینیں نصب بھی ہیں جو اصل میں اس مقصد سے لگائی گئی ہیں کہ کوئی شخص غیر قانونی سامان اپنے پوشیدہ اعضاء میں رکھ کر نہ لے جاسکے، ممکن ہے یہ بعض ملکوں کے لیے ضرورت کے درجے میں ہو، اسلامی نقطۂ نظر سے ننگا کرکے ستر دیکھنا جائز نہیں ہے، کپڑے کے اوپر سے بھی قابل ستر اعضاء کو دیکھنا جائز نہیں ہے، اللہ کے رسول نے ایسے رقیق کپڑے کو پہننے سے ناگواری کے ساتھ منع فرمایا ہے۔

ہذا إذا لم تکن ثیابہا ملتزقۃ بہا بحیث تصف ما تحتہا کالقباء التورکیۃ، ولم یکن رقیقاً بحیث یصف ماتحتہ، و إن کانت بخلاف ذلک فینبغی لہ أن یغضّ بصرہ، لأن ہذا الثوب من حیث إنہ لایسترہا بمنزلۃ شبکۃ علیہا، و الأصل فیہ ما روی عن عمر رضی اللہ عنہ أنہ قال: لاتلبسوا نسائکم الکتان والقباطی، فإنہا إن تشف تصف (المحیط البرہانی ۸؍۳۱-۳۰، کتاب

الکراہیۃ و الاستحسان، الفصل التاسع)۔

(یہ اس صورت میں ہے جب کپڑے جسم سے چپکے ہوئے نہ ہوں بایں طور کہ نیچے کے اعضاء کو ظاہر کر رہے ہوں، جیسے ترکی قباء، اور نہ اتنا باریک ہو کہ مستور اعضاء ظاہر ہورہے ہوں، اگر اس کے خلاف ہے تو غض بصر کرنا چاہئے؛ اس لیے کہ یہ کپڑا اس حیثیت سے کہ قابل ستر نہیں ہے، جسم پر جال کی طرح ہے، اصل اس سلسلہ میں حضرت عمر سے مروی یہ اثر ہے: اپنی عورتوں کو کتان اور قبطی لباس نہ پہناؤ کہ اگر باریک ہوں گے تو نیچے کے اعضاء کوظاہر کریں گے)۔

عام اصول تو یہی ہے کہ ہر اجنبی سے قابل ستر اعضاء کو چھپایا جائے، مگر بعض ناگزیر ضرورت ہوتی ہے جس کی بنا پر اغماض بھی کرنا پڑتا ہے، فقہاء نے ادائے شہادت، قضائے قاضی، ارادۂ نکاح و خریداری، ختنہ کرنے، زچگی کروانے، علاج و معالجہ، پیچھے کے راستے سے دوا چڑھانے وغیرہ بہت سی ضروریات کو اس قاعدہ سے مستثنی قرار دیا ہے۔

ثم النظر إلی الحرۃ الأجنبیۃ قد یصیر مرخصاً عند الضرورۃ لما عرف أن مواضع الضرورۃ مستثناۃ من قواعد الشرع (المحیط البرہانی، ۳۱،۸، کتاب الکراہیۃ، الفصل التاسع)۔

(اجنبی آزاد عورت کو دیکھنا کبھی بوقت ضرورت جائز ہوتا ہے جیسا کہ قاعدہ معروف ہے، مواضع ضرورت قواعد شرع سے مستثنی ہوتے ہیں)۔

لایحل النظر إلی العورۃ إلا عند الضرورۃ، قال سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ:لأن أخرّ من السماء فأنقطع نصفین أحبّ إليّ من أن أنظر إلی عورۃ أحد أو ینظر أحد إلی عورتی، مع ہذا إذا جاء العذر فلا باس بالنظر إلیہا (المحیط البرہانی ۳۲،۸، کتاب الکراہیۃ و الاستحسان، الفصل التاسع)۔

(قابل ستر حصے کو دیکھنا حلال نہیں ہے مگر ضرورت کے وقت، حضرت سلمان فارسی فرماتے ہیں: میں آسمان سے گر کر دو ٹکڑے ہوجاؤں، یہ بہتر ہے اس بات سے کہ کسی کی شرمگاہ دیکھوں یا کوئی میری شرم گاہ دیکھے، اس کے باوجود عذر ہو تو دیکھنے میں حرج نہیں ہے)۔

اسی طرح حضرت ابو بلتعہ رضی اللہ عنہ کے جاسوسی کا قصہ بخاری وغیرہ کتب حدیث میں موجود ہے، اس میں بھی اس طرف اشارہ موجود ہے، حضرت ابو بلتعہ نے سارہ نامی ایک مشرکہ خاتون کو سرداران مکہ: سہیل بن عمرو، صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابی جہل کے نام خط لکھا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادۂ فتح مکہ کا راز افشاں کردیا تھا مگر وحی کے ذریعہ اس کا علم ہوگیا تو ایک سہ نفری یا چہار نفری قافلہ حضرت علی کی قیادت میں روانہ ہوا اور اس عورت کو موضع خاخ پر پکڑ لیا گیا، اس موقع پر حضرت علی نے دھمکی آمیز ہی سہی مگر ایک جملہ ارشاد فرمایا تھا: لتخرجن الکتاب أو

لنلقين الثياب فأخرجته من عقاصها (بخاری: ۴۲۲٫۱، کتاب الجہاد، باب الجاسوس)۔
(خط نکا لو ورنہ تمہارے کپڑے اتار دیں گے، چنانچہ اس عورت نے اپنی چوٹی سے خط نکال کر دیا)۔

یہ دھمکی آمیز جملہ ضرورت ہے مگر اس سے اشارہ تو ملتا ہی ہے کہ ضرورت کے موقع پر پوشیدہ اعضاء کی تلاشی لی جاسکتی ہے۔

اس لیے ضرورت کے موقع پر اس طرح کے طرز عمل سے اغماض کیا جائے گا، مگر سوال یہ ہے کہ بیرون ملک کا سفر ضرورت کے دائرے میں آتا ہے یا نہیں، اگر اپنے ملک کے مختلف مقامات پر ایسی مشینیں فٹ کردی جائیں تو یقیناً اب ضرورت کا تحقق ہوگا، اس لیے کہ زندگی کے معیار کو درست کرنے کے لیے بھی اور بعض اوقات ٹائم کی بچت کے لیے بھی ایسے مقامات سے گزرنا ناگزیر ہوجاتا ہے؛ اس لیے بضرورت اغماض کیا جائے گا۔

محور دوم:

(۱) انٹرنیٹ سے معلومات کی چوری:

چوری خواہ مادی اشیاء کی ہو یا غیر مادی کی، انتہائی گھناؤنا فعل ہے، اس پر سخت سے سخت وعید وارد ہے، مال کی چوری پر تو سزا پاکر بہت سے علماء کے نزدیک گناہ سے بری بھی ہوجاتا ہے، ہرچند کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ مادی اشیاء کی چوری کی نحوست و معصیت سے پاک و صاف ہونے کے لیے توبہ کو ضروری قرار دیتے ہیں، نیز ان حدیثوں کی تاویل کرتے ہیں جن میں اجرائے حدود کو کفارہ قرار دیا گیا ہے کہ یہ سزائیں اتنی عبرت ناک ہوتی ہیں کہ تھوڑی بھی شرافت کا حامل انسان توبہ کیے بغیر نہیں رہ سکتا ہے۔ پھر بھی کوئی احمق توبہ نہ کرے اور اس سے عبرت حاصل نہ کرے تو آخرت کی سزا کے لیے تیار رہے، إلا یہ کہ اللہ کی غفور رحیم ذات اس کو معاف کردے، چونکہ مادی اشیاء کے تئیں قباحت ذہن و دماغ کے کسی نہ کسی گوشہ میں رہتی ہے اس لیے توبہ کی توفیق بھی مل جاتی ہے، مگر غیر مادی اشیاء جو انٹرنیٹ پر محفوظ ہوتی ہیں ان کا خارجی وجود نہیں ہوتا، اس کی چوری کو چوری سمجھا بھی نہیں جاتا، اس لیے اس کی شناعت کی طرف ذہن بھی نہیں جاتا؛ بلکہ اس کو ہیک کرلینے کو کمال ومہارت سمجھا جاتا ہے، یہاں تو توبہ کی توفیق بھی ملنی مشکل ہوتی ہے، لہٰذا اس کی قباحت مادی اشیاء کی چوری کے بالمقابل دو چند ہوجاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوری کو ایمان کے منافی قرار دیا، ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے حسی تمثیل سے اس کو اس طرح سمجھایا ہے:

عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:لا يحلبن أحد ماشية امرئ بغير

إذنہ، أ یحبّ أحدکم أن تؤتی مشربتہ فتکسر خزانتہ فینتقل طعامہ فإنما تخزن لہم ضروع مواشیہم أطعماتہم فلا یحلبن أحد ماشیۃ أحد إلا بإذنہ (بخاری: ۳۲۹،۱، کتاب اللقطۃ، باب لا تحلب ماشیۃ أحد بغیر إذن)۔

(کوئی شخص دوسرے کے جانور کا دودھ بغیر مالک کی اجازت کے نہ نکالے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے بالا خانہ میں آیا جائے پھر اس کی الماری کو توڑ کر طعام کو منتقل کردیا جائے، پس جانور کے تھن ان کے طعام کے لیے خزانہ ہے، پس کوئی دوسرے کے جانور سے اس کی اجازت کے بغیر دودھ نہ نکالے)۔

اشیاء کی قدر و قیمت اور چوری کرنے والے کی ہمت و جرأت نیز چور کی شراکت و حصہ داری کے اعتبار سے چوری کی نوعیت مختلف ہوتی ہے۔ مال غنیمت میں چوری، بیت المال سے چوری بھی سنگین جرم ہے، مگر اس پر ہاتھ کٹنے کی سزا نہیں ہے، کفن چور کی سزا کی بابت اختلاف ہے، جیب کترے اور محفوظ جگہ سے قابل قدر مال اٹھاکر نکل جانے والے پر ہاتھ کٹنے کی سزا بھی جاری ہوتی ہے، زوجین اور ہر ایسے اشخاص کے مال کی چوری جن کے مال میں عرفاً انبساط پایا جاتا ہے چوری ہونے کے باوجود قطع ید کی سزا جاری نہیں ہوتی۔

اسی طرح انٹرنیٹ پر محفوظ معلومات کی چوری نوعیت کے لحاظ سے مختلف حیثیت رکھے گی، انٹرنیٹ سے چوری پھر ان معلومات کو دوسروں تک منتقل کرنے کو اگر شیطان کے آسمانی فرشتوں سے بات چیت کو اچک لینے پھر کاتبوں تک پہنچانے سے تشبیہ دی جائے تو بے جا نہ ہوگا، نیز اس سے چوری کی جانے والی معلومات کی نوعیت بھی مختلف ہوتی ہے، وہ معلومات جن سے معاشی نقصان پہنچتا ہے، مثلاً نیٹ بینکنگ کا کوڈ اچک لیا، ظاہر ہے اس سے بینک میں رکھی ہوئی رقم لمحوں میں ختم ہوسکتی ہے، یا کاروباری کوڈ ہے جو دو تاجر کے مابین طے ہوتے ہیں وہ حاصل کرلیا گیا، اس سے بزنس و اقتصاد کا کتنا نقصان ہوگا ہر شخص ادراک کرسکتا ہے، اگر معاشی نقصان ہوتا ہے تو پھر وہ فقہی سرقہ بھی بن سکتا ہے اور اسلامی حکومت اگر قائم ہو تو ہاتھ کاٹنے کی سزا دی جائے گی، بعض اوقات ذاتی معلومات انسان محفوظ رکھتا ہے جس سے معاشی نقصان تو نہیں ہوتا ہے مگر اس سے عیوب و نقائص واشگاف ہوجاتے ہیں، شریعت دوسرے کے عیوب پر پردہ ڈالنے کو پسند کرتی ہے نہ کہ ان کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرنے کو،اسی طرح غیبت اسی وقت ہوتی ہے جبکہ واقعی عیوب سے خواہ مخواہ پردہ اٹھایا جائے تو انٹرنیٹ پر ذاتی معلومات سے عیوب کا اظہار ہورہا ہے تو ان عیوب کو واشگاف کرنا غیبت کے زمرے میں آئے گا؛ البتہ ایسے لوگوں کے عیوب کو انٹرنیٹ سے ہیک کرلینا جن کے نظریات و خیالات سے امت کو نقصان پہنچ رہا ہو تو ان لوگوں کی ذاتی معلومات کو انٹرنیٹ سے نکال لینے میں حرج نہیں ہوگا؛ کیونکہ یا تو یہ غیبت ہی نہیں، اور اگر غیبت

ہے تو ان جیسے لوگوں کی غیبت حلال ہے، حدیث مینہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابن صیاد کے پاس درختوں سے چھپتے ہوئے جارہے تھے تاکہ وہ جو کچھ بڑ بڑا رہا ہے اس سے واقف ہوجائیں (بخاری: ۴۲۵،۱، کتاب الجہاد، باب ما یجوز من الاحتیال والحذر مع من یخشي معرّتہ)۔

بعض اوقات انسان دینی معلومات اور مفید باتوں کو اپنے انٹرنیٹ پر محفوظ رکھتا ہے، بظاہر ان کے لینے کی اجازت نہیں ہوتی ہے مگر عرفاً ایسی معلومات کے لینے میں صاحب معلومات کا کوئی نقصان نہیں ہے، اس لیے یہ مباح الاصل اور الحکمۃ ضالۃ المؤمن کے ضمن میں آئے گا اور بلا اجازت لے لینے میں کوئی حرج نہیں ہوگا، اس کی نظیر ملتی ہے، محدثین بعض اوقات بعض اشخاص کو حدیث سنانے سے کسی وجہ سے انکار کردیتے ہیں مگر جن کو منع کیا گیا اگر وہ سن لیتے ہیں تو پھر ان کے لیے آگے روایت کرنے کی گنجائش بھی رہتی ہے، امام نسائی کے ایک استاذ حارث بن مسکین ہیں ان سے بہت سی روایات سنن صغری میں موجود ہیں، مگر امام نسائی نے حارث سے کوئی بھی روایت آمنے سامنے نہیں سنی ہے؛ بلکہ چھپ چھپاکر سنتے تھے، اسی لیے حارث بن مسکین کا جہاں بھی ذکر آتا ہے وہاں ''قراءۃ علیہ '' کا جملہ بڑھاکر اس کی طرف اشارہ بھی کردیتے ہیں، ناچیز سمجھتا ہے کہ اس طرح کی چوری حقیقت میں چوری نہیں؛ بلکہ اگر مقصد نیک ہے تو مطالعۂ علم کا ایک طریقہ ہے، یہ الگ بات ہے کہ یہ طریقہ اچھا نہیں ہے جس کی حوصلہ افزائی کی جاسکے گی، واللہ اعلم۔

(۲) چوری کردہ معلومات کو شیئر کرنا:

چوری کردہ معلومات کے اعتبار سے حکم میں فرق پڑے گا، اگر ان معلومات سے معاشی نقصان ہورہا ہے یا ذاتی عیوب و احوال پر اطلاع ہورہی ہے نیز ان احوال کے حامل اشخاص سے دوسروں کے نظریات و خیالات پر اثر نہیں پڑ رہا ہے تو ان کو شیر کرنا جائز نہیں ہوگا؛ البتہ اگر دینی معلومات اور مطالعاتی یاد داشتیں ہائک کیا ہے تو ان کو دوسروں تک پہنچانے میں حرج نہیں ہے، خواہ صاحب معلومات و مطالعہ کی اجازت نہ ہو بشرطیکہ ان معلومات و حاصل مطالعہ سے کسی خلفشار و فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، ورنہ شیئر کرنا جائز نہیں ہوگا۔

(۳) زوجین کا آپس میں انٹرنیٹ سے معلومات حاصل کرنا:

میاں بیوی کا آپس میں بہت قریبی تعلق ہوتا ہے، ایک دوسرے پر شک کی نگاہیں بھی رہتی ہیں، اس لیے متجسسانہ انداز بھی اختیار کیا جاتا ہے، بلا کسی وجہ کے کسی کے عیوب کے درپے ہونا شریعت کی نگاہ میں روا نہیں ہے، اللہ کا صاف حکم ہے: لا تجسسوا، صاحب کشاف اس کی تفسیر کے ضمن میں ترمذی کی ایک حدیث نقل کی ہے:

یا معشر من آمن بلسانہ ولم یدخل الإیمان إلی قلبہ! لا تتبعوا عورات المسلمین، فإن من

تتبع عورات المسلمین تتبع اللہ عورتہ حتی یفضحہ ولو فی جوف بیتہ (کشاف: ۵۶۸٫۳)۔

(اے وہ شخص جس نے زبان سے اقرار بالایمان کیا، قلب کی گہرائیوں میں داخل نہیں ہوا، مسلمانوں کے خفیہ امور کی جستجو مت کرو؛ اس لیے کہ جو مسلمانوں کے معائب کی جستجو کے فراق میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کرتا ہے چاہے اس کے گھر میں ہو)۔

ویسے بھی اچھی معاشرت اس وقت تک نہیں ہوسکتی ہے جب تک کہ ایک کو دوسرے پر اعتماد نہ ہو، اسی لیے حدیثوں میں ہر ایسے طریقے پر شکنجہ کس دیا گیا جن میں میاں بیوی میں سے ایک دوسرے کے عیوب پر مطلع ہوجاتے ہوں، چنانچہ شوہروں کو حکم ہے کہ سفر سے واپسی ہو تو رات میں بلا اطلاع مت آؤ، ہوسکتا ہے کسی عیب پر نگاہ پڑ جائے اور انقباض پیدا ہوجائے۔

عن جابر قال:قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:إذا طال أحدکم الغیبۃ فلا یطرق أہلہ لیلاً (بخاری شریف: ۷۸۸٫۲، کتاب النکاح، باب لا یطرق أہلہ)۔

(۴) کوئی ایسا شخص ہے جس کا فسق و فجور ظاہر ہے، اس کی تنبیہ کرنے کے لیے اس کی ذاتی معلومات حاصل کرنا بھی روا ہے:

أُتی ابن مسعود فقیل:ہذا فلان تقطر لحیتہ خمراً، فقال عبد اللہ: إنا قد نہینا عن التجسس و لکن إن یظہر لنا شئ نأخذ بہ (ابوداؤد: ۶۷۰، کتاب الأدب، باب التجسس)۔

(حضرت ابن مسعود کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس کی داڑھی سے شراب کے قطرے ٹپک رہے تھے، تو ابن مسعود نے فرمایا: ہمیں تجسس سے منع کیا گیا ہے إلا یہ کہ خود ہی ظاہر ہوجائے)۔

ان تین مواقع کے علاوہ تجس کی اجازت نہیں ہے، حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک معصیت کا تعاقب کرتے ہوئے جب ایک گھر میں داخل ہوئے اور اس معصیت پر توبیخ و تنبیہ کی تو ان مجرموں نے الٹا حضرت عمر پر نکیر شروع کردیا کہ ہم نے تو ایک گناہ کیا تھا آپ نے دو گناہ کیا، ایک تجسس دوسرے بغیر اجازت کسی اجنبی کے گھر میں داخلہ، حضرت عمر کو اپنی غلطی کا احساس ہوا چنانچہ کچھ نہیں کہا اور نکل آئے (الموسوعۃ الفقہیۃ: ۱۶۷٫۱۰)۔

اس سے معلوم ہوا کہ سی آئی ڈی افسران یا سرکاری حکام کا اس طرح ایسے لوگوں کی انٹرنیٹ پر موجود خفیہ معلومات حاصل کرنا جائز نہیں ہے، ہاں کسی کے مجرم ہونے کا معتبر ذریعہ سے علم ہو یا اس کا جرم عیاں ہو تو اس کے بارے میں محفوظ معلومات کو حاصل کیا جاسکتا ہے ورنہ نہیں۔

(۵) خفیہ معلومات حاصل کرنے والے کے متعلق خبردار کرنا:

ایسا شخص جو خفیہ معلومات تک پہنچ چکا ہے اور قریب ہے کہ اس کے اس عمل

سے دوسرے کو نقصان پہنچ جائے تو یہ جرم ہے، اس مجرم کو روکنا اور روکنے کی اپنے بس میں جو جتن ہو کرنا اسلام کے منشا کے مطابق ہوگا، النصیحۃ للمسلمین کا تقاضا بھی ہے اور کسی بھی منکر کو روکنے کے تین طریقوں میں سے کسی طریقے کو اختیار کرنے کا اقتضاء، نیز ''انصر أخاک ظالماً أو مظلوماً'' کے مطابق ہر ایک کے ساتھ معاملہ و مواخذہ الگ الگ انداز سے کرنے کا حاصل بھی یہ ہے کہ دوسرے شخص کو جس طرح ہو باخبر کردے، یہ اس نمیمہ کے ضمن میں نہیں آئے گا جو کہ ممنوع و محظور ہے؛ بلکہ ایسے موقع پر نمیمہ کرنا وجوب کے درجے میں ہوگا۔

قد تجب النمیمۃ کما إذا سمع إنسان شخصاً یتحدث بإرادۃ إیذاء إنسان ظلماً و عدواناً فیجب علی من سمع أن یحذرہ المقصود بالإیذاء فإن أمکن تحذیرہ بغیر ذکر من سمع منہ فیقتصر علی التحذیر و إلا ذکر باسمہ (الموسوعۃ الفقہیۃ: ۴،۱۹۹-۱۹۸)۔

(کبھی چغلی واجب ہوتی ہے جیسے ایک انسان کسی شخص کو بات کرتے سنے کہ وہ دوسرے انسان کو ظلم و زیادتی کرکے ایذاء پہنچانا چاہتا ہے تو سننے والے پر واجب ہے کہ مقصود بالایذاء کو خبردار کردے، پس اگر بغیر نام لیے خبردار کرنا ممکن ہو تو نام نہ لے ورنہ نام ذکر کردے)۔

(۶) کسی شخص کی شخصی معلومات کمپنی کو فراہم کرنا اور اجرت لینا:

جن معلومات کو انسان حاصل کرتا ہے وہ اس کے پاس امانت ہے، اگر وہ معلومات ایسی ہیں جو قابل ستر ہیں یا جن کے متعلق معلومات ہیں وہ اظہار نہیں چاہتا ہے تو ایسی معلومات کسی کمپنی کو فراہم کرنا صحیح نہیں ہے، اور ایسی معلومات کے عوض اجرت لینا بھی روا نہیں ہے، حضرت جابر بن عبد اللہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں: إذا حدث الرجل بالحدیث ثم التفت فہی أمانۃ (ابوداؤد: ۶۶۸، کتاب الأدب، باب فی نقل الحدیث)۔

(جب انسان نے بات کہی پھر وہاں سے چلا گیا تو یہ امانت ہے)۔

اس حدیث کو منذری نے حسن بتایا ہے۔

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: المجالس بالأمانۃ إلا ثلاثۃ مجالس: سفک دم حرام أو فرج حرام أو اقتطاع مال بغیر حق (ابوداؤد: ۶۶۸، کتاب الأدب، باب فی نقل الحدیث)۔

(مجلس کی باتیں امانت ہیں مگر تین مجلسیں: حرام قتل، حرام شرمگاہ، یا ناحق مال لینے کی مجلس کی باتیں)۔

لیکن وہ باتیں ایسی ہیں جن سے متعلق شخص کا نہ نقصان ہے اور نہ ہی معلومات حاصل کرنے والے سے معاہدہ ہے کہ اس کا اخفاء کرے گا تو ایسی معلومات فراہم کرنے میں حرج نہیں ہے، اس کی اجرت بھی لی جاسکتی ہے، اس بابت حضرت زینب زوجہ عبد اللہ بن مسعود کے مشہور قصے سے استیناس کیا جاسکتا ہے، حضرت زینب دربار رسالت

میں زکاۃ کا مسئلہ معلوم کرنے کے لیے حاضر ہوئیں، حضرت بلال سے سوال بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرنے کے لیے کہا، نیز یہ بھی کہا کہ میرا نام مت بتانا لیکن جب اللہ کے رسول نے استفسار کیا تو حضرت بلال نے نام بھی بتادیا، حافظ ابن حجر نے ایک توجیہ اس کی یہ بھی کی ہے کہ حضرت بلال نے جو بتایا تھا اس کے چھپانے کی بظاہر ضرورت نہیں تھی، نیز زینب کا منع کرنا بطریق الزام نہیں تھا، اس لیے حضرت بلال پر کوئی ملامت نہیں (فتح الباری: ۲۲۸،۳)۔

(۷) مجرمین کو پکڑنے کے لیے خفیہ کیمرے کا استعمال:

بعض مجرمین انتہائی خطرناک ہوتے ہیں، سارا جرم کرنے کے بعد بھی معصوم معلوم ہوتے ہیں، ایسے شخصوں کو پکڑنے کے لیے خفیہ کیمرہ اگر لگایا جاتا ہے تو کیا جائز ہوگا یا نہیں؟

یہاں دو امر قابل غور ہیں: ایک تو تصویر کشی ہورہی ہے دوسرے جرم و عیب کو جاننے اور افشاء کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، جہاں تک تصویر کشی کا مسئلہ ہے تو یقیناً حرام ہے اور بذات خود شریعت کی نگاہ میں سنگین جرم ہے، اس کا ارتکاب اللہ کی رحمت و مغفرت سے بعد کا سبب اور عذاب شدید کا جالب ہے، مگر ضرورت شدیدہ کے موقع پر گنجائش بھی ہے، خطرناک مجرموں کو پکڑنا بغیر خفیہ کیمرے کے اگر ممکن نہ ہو تو یہ بھی تصویر کشی کے مستثنی مواقع میں سے ایک ہوگا۔

جہاں تک معاملہ ہے جرم و عیب کی خفیہ نگرانی کا تو چھپ چھپاکر واقعہ کا علم حاصل کرلینے سے ہرچند کہ جمہور ائمہ کے یہاں تحمل شہادت تک ہوجاتا ہے، مگر حنفیہ کے یہاں تحمل شہادت کے لیے گواہوں کا مشاہدہ مشروط ہے، مگر چونکہ یہاں معاملہ شہادت کا نہیں بلکہ قرینہ کا ہے اور قرینہ بننے کے لیے اتنی بات کافی ہوسکتی ہے کہ خفیہ کیمرے میں مجرموں کے مجرمانہ حرکتوں کو قید کرلیا جائے، امام بخاری علیہ الرحمہ نے ایک باب قائم کیا ہے، باب شہادۃ المختبی، اس میں انہوں نے ابن صیاد کے قصے سے استشہاد کیا ہے کہ چھپ چھپاکر جو کچھ سنا جاتا ہے وہ شہادت کے لائق ہوجاتا ہے، بہرحال یہ ان کا اور جمہور کا نظریہ ہے، حنفیہ اس نظریہ کے خلاف ہیں، لیکن قرینہ بننے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، امام بخاری اس پر ایک جملہ کا اور اضافہ کرتے ہیں و کذلک یفعل بالکاذب الفاجر (بخاری: ۳۵۹،۱، کتاب الشہادات)، مثلاً اس کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ جو آدمی کاذب اور فاجر ہے وہ کھلم کھلا تو اپنے خلاف کسی بات کا اور اپنے جرم کا اقرار نہیں کرتا اس کے ساتھ یہی حیلہ کیا جاتا ہے کہ مثلاً دو گواہوں کو لے گئے اور کہا کہ تم ذرا باہر بیٹھنا میں تنہائی میں جاکر اس سے بات کروں گا، وہ سمجھے گا میں تنہا ہوں میری بات کوئی نہیں سن رہا ہے، اس وقت وہ بات کہہ لے گا جو اقرار کی حد تک پہنچے گی تو تم اس کو باہر سے سن لینا پھر اس کی گواہی دے

دینا۔ حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی لکھتے ہیں: یہ مکمل ثبوت نہیں، اس کو مکمل شہادت نہیں کہیں گے؛ البتہ اس کو ایک قرینہ کے طور پر پیش کرسکتے ہیں (انعام الباری: ۹۰۷،۷)۔

لہٰذا مجرمین کو پکڑنے کے مقصد سے اگر خفیہ کیمرہ لگایا جائے تو الأمور بمقاصدہا اور الضرورات تبیح المحظورات کی وجہ سے گنجائش کی حد میں ہوگا، نیز مجرمین کی کارروائیوں کی چھپ کر نگرانی کیمرے کے ذریعہ ہوسکتی ہے، یہ مکمل ثبوت تو نہیں کہلائے گا؛ کیونکہ کیمروں اور مشینوں میں چھیڑ چھاڑ اور ہائک کرنا ایک عام بات ہوچکی ہے لیکن قرینہ ضرور بنے گا، دوسری شہادتوں کی غیر موجودگی میں اس کو پیش کیا جاسکے گا۔

(۸) سافٹ ویئر کا قفل توڑنا اور بیچنا و خریدنا:

سافٹ ویئر کی تیاری پر خطیر رقم صرف ہوتی ہے، محنت و مشقت بھی لگتی ہے جس کی بنا پر اس کی حیثیت حق عرفی یا مال کی ہوچکی ہے، اس کے لاک کو اپنی مہارت سے توڑنا کسی کے گھر میں نقب زنی کے مرادف ہے، جو کسی بھی حال میں حد جواز میں نہیں آسکتا۔

خبیث طریقے سے حاصل ہونے والا مال بھی خبیث ہوتا ہے، اس کو بیچنا، نیز جانتے ہوئے اس کو خریدنا و استفادہ کرنا جائز نہیں ہوگا، یہاں تک کہ اصل مالک سے تصفیہ نہ کرلیا جائے، پھر یہ تو قانوناً بھی جرم ہے، ملکی قانون کی تابعداری بالخصوص ان معاملات میں جن میں شریعت متصادم نہیں ہے واجب ہوتی ہے تو قفل توڑنے، خرید و فروخت کرنے کی اجازت کس طرح ہوسکتی ہے۔

(۹) کمپیوٹر میں وائرس داخل کرنا اور ہائک کرنا:

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ (بخاری: ۶،۱، کتاب الایمان)۔

(مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں)۔

مسلمان کی قید اتفاقی ہے ورنہ علماء کا اتفاق ہے کہ ذمی و معاہدہ کافر مسلمان کے حکم میں ہے، جزیہ و معاہدہ کی قید اتفاقی ہے ورنہ علماء کا اتفاق ہے کہ ذمی و معاہد کافر مسلمان کے حکم میں ہے، جزیہ و معاہدہ نے جان و مال سب کو محفوظ کردیا ہے، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یؤمن أحدکم حتی یحبّ لأخیہ ما یحبّ لنفسہ (بخاری: ۶،۱)۔

(مؤمن کامل کی نشانی یہ ہے کہ اس کو اپنے لیے جو پسند ہو دوسرے بھائی کے لیے بھی پسند ہو)۔

اس طرح کی متعدد احادیث ہیں جو دوسروں کو تکلیف پہنچانے کی قباحت و شناعت

پر دلالت کرتی ہیں، ایذاء رسانی کا تعلق جان سے ہو یا مال سے برابر ہے، انسان اگر اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مقتول ہوجائے تو اس کا درجہ شہید کا ہوتا ہے، کمپیوٹر اور لیپ ٹاپ آج کل قیمتی اثاثہ سمجھا جاتا ہے بالخصوص جبکہ اس کو ایک خاص طرز پر سیٹ بھی کرلیا گیا ہو، اس میں وائرس داخل کرکے خراب و ضائع کرنا جائز نہیں ہوگا۔

جہاں تک غیر اخلاقی و خراب مواد کو ضائع کرنے کا تعلق ہے تو انسان اسی حد تک مکلف ہے جتنے کی اس میں استطاعت ہے، کسی کے کمپیوٹر میں وائرس داخل کرنے سے اصلاح کے بجائے نزاع کا خطرہ پیدا ہوجاتا ہے، پھر غیراخلاقی مواد ختم کرنے سے اصلاح تو نہیں ہوگی، اصلاح تو جب ہوگی کہ مزاج و مذاق کو تبدیل کردیا جائے، اس کے لیے موعظت ونصیحت کی ضرورت ہے، دوسرے کے مال کو خواہ اس سے معصیت ہی متعلق ہو ضائع کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

ینبغی أن یکون التعریف أولاً باللطف والرفق لیکون أبلغ فی الموعظۃ والنصیحۃ ثم التعنیف بالقول لا بالسبّ والفحش، ثم بالید کإراقۃ الخمر وإتلاف المعارف (ہندیہ: ۳۵۲٫۵، کتاب الکراہیۃ، الباب السابع عشر فی الغناء)۔

(مناسب ہے کہ لطف و نرمی کے ساتھ اس کا تعارف کرایا جائے؛ تاکہ موعظت و نصیحت میں زیادہ مؤثر ہو، پھر زبانی سختی سے نہ کہ گالم گلوچ و فحش گوئی سے، پھر ہاتھ سے مثلاً خمر کو بہانے کے ذریعہ، آلۂ لہو و لعب کو تلف کرنے کے ذریعہ)۔

ذکر الفقیہ فی کتاب البستان أن الأمر بالمعروف علی وجوہ: إن کان یعلم بأکبر رأیہ أنہ لو أمر بالمعروف یقبلون ذلک منہ و یمتنعون عن المنکر فالأمر واجب علیہ، و لایسعہ ترکہ، ولو علم بأکبر رأیہ لو أمرہم بذلک قذفوہ و شتموہ فترکہ أفضل، وکذلک لو علم أنہم یضربونہ و لایصبر علی ذلک و یقع بینہم عداوۃ و یہیج منہ القتال فترکہ أفضل (ہندیہ: ۳۵۳٫۵، کتاب الکراہیۃ، الباب السابع عشر فی الغناء)۔

(کتاب البستان میں ہے: امر بالمعروف کی مختلف صورتیں ہیں، اگر ظن غالب ہے کہ امر بالمعروف کو لوگ قبول کریں گے اور منکر سے باز آجائیں گے تو امر بالمعروف واجب ہے، چھوڑنا جائز نہیں ہے، اور اگر ظن غالب ہے کہ اس کی وجہ سے وہ لوگ طعن و تشنیع کریں گے تو امر کا چھوڑنا افضل ہے، اگر معلوم ہو کہ وہ لوگ ماریں گے اور یہ اس پر صبر نہیں کرپائے گا بلکہ عداوت پیدا ہوگی اور نزاع ہوگا تو ترک افضل ہے)۔

لہٰذا اگر اپنی فنی مہارت سے کسی کے خراب مواد کو ضائع کرنا ہے تو دیکھنا ہوگا کہ کون شخص ہے، کیا اس کا اطاعت شعار شاگرد یا فرماں بردار اولاد یا کوئی اور عقیدت مند و محب ہے تو اس کے کمپیوٹر میں خراب مواد کو ضائع کرنے کے لیے وائرس داخل کرسکتے ہیں، اگر ایسا نہیں تو عملی اقدام کے بجائے تغیر منکر کی شکل قلبی ناگواری و ناپسندیدگی کے ماسواچارۂ کار نہیں۔

محور سوم:

(۱) بلا تحقیق خبروں کی تشہیر و شیئر کرنا:

انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ ہر سنی ہوئی بات کو دوسروں سے بیان کردے، آج کل یو ٹیوب وواٹس ایپ وغیرہ پر جو خبریں یا دینی معلومات کے نام سے مختلف چیزیں آتی رہتی ہیں ان پر آنکھ بند کرکے اعتماد کرنا نامناسب ہے؛ کیونکہ ان میں سے بہت سارا مواد اسلام مخالف اور مسلم دشمنوں کی طرف سے ہوتا ہے، بعض اوقات جذبات کو برانگیختہ کرنے اور ملکی قانون شکنی پر خواہ مخواہ آمادہ کرنے والی چیزیں پرکشش انداز میں پیش کی جاتی ہیں، جن میں بظاہر کوئی خرابی نظر نہیں آتی ہے مگر اس کے نتائج بعض اوقات بہت ہی دور رس ہوتے ہیں، اس لیے جب تک کسی خبر کے متعلق مکمل اطمینان نہ ہوجائے اور اس کے ہر گوشہ پر سنجیدگی سے غور نہ کرلیا جائے اس وقت تک اس کو شیئر کرنا صحیح نہیں ہے، اس لیے کہ ہر صحیح و حق بات کو کیا ضروری ہے کہ کہی ہی جائے کہ جب وقت آوے اس کو عملی جامہ پہنانے کا تو ہاتھ ٹوٹا ہو، پاؤں میں زنجیر ہو، جسم و بدن سے اصلی جان نکل چکی ہو، دل و دماغ پر خوف و ہراس مسلط ہو، اللہ پاک نے خبر کے سلسلہ میں ایک ضابطہ بتایا ہے وہ ہے، ''تبین و تثبیت''، جب تک تثبت حاصل نہ ہو اس پر یقین کرنا نہیں چاہئے اور نہ ہی اس کو آگے بڑھانا چاہئے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إذا جاءہم أمر من الأمن أو الخوف أذاعوا بہ ولو ردّوہ إلی الرسول و إلی أولی الأمر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم۔

(اور جب ان کو کسی امر کی خبر پہنچتی ہے خواہ امن ہو یا خوف تو اس کو (فوراً) مشہور کردیتے ہیں، اور اگر یہ لوگ اس کو رسول اور جو ان میں سے امور کو سمجھتے ہیں ان کے اوپر حوالہ رکھتے تو وہ حضرات اس کو تو پہچان لیتے جو ان میں سے اس کی تحقیق کرلیا کرتے ہیں)۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے اس کے ذیل میں لکھا ہے:

''اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق کے بیان نہیں کرنا چاہئے، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا: ''کفی بالمرء کذباً أن یحدّث بکل ما سمع'' یعنی کسی انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنی ہی بات کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات بغیر تحقیق کے بیان کردے '' (معارف القرآن: ۲،۴۹۲)۔

اس لیے ضابطہ یہ نکلا کہ:

(۱) ہر بات بلا تحقیق بیان نہیں کرنا چاہئے، ہوسکتا ہے جھوٹ و غلط ہو۔

(۲) اگر تحقیق سے معلوم بھی ہوجائے کہ بات صحیح و درست ہے پھر بھی تثبت اختیار کرنا چاہئے کہ ہوسکتا ہے مصلحت کے خلاف ہو۔

(٣) اگر مصلحت انتظامیہ کے خلاف نہیں بھی ہو تب بھی احتیاط کرنا چاہئے؛ کیونکہ خرد برد کا امکان بلکہ وقوع کا خطرہ ہمہ وقت ہے جس کی وجہ سے بات کا بتنگڑ بھی بن سکتا ہے، اور مستقبل کے کسی بڑے خطرے کا پیش خیمہ ہوسکتا ہے۔

(۴) البتہ عوامی ضرورت و حاجت کی کوئی چیز ہے جس کا علم ہر شخص کو ہونا چاہئے، یا ایسا علمی نکتہ ہے جس کا نفع عام ہے اس کو شیئر کرنے میں حرج نہیں ہے؛ بلکہ مفید ہے۔

(۵) عام فہم مسائل کے علاوہ دقیق و علمی و فکری مسائل کو نیٹ و یوٹیوب اور واٹس ایپ پر شیئر کرنا مناسب نہیں ہے۔ حضرت تھانوی علیہ الرحمہ عام مجلس خطاب میں بھی مسئلہ بیان کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے کہ سمجھنے والے کچھ سے کچھ سمجھ لیں گے اور یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس طرز عمل سے ماخوذ بھی ہے جو انہوں نے اپنے آخری حج کے موقع پر اپنایا تھا، کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ اگر عمر کا انتقال ہوجائے گا تو ہم لوگ فلاں کو خلیفہ بنا لیں گے، نیز اس کی خلافت نافذ و جاری بھی ہوجائے گی جس طرح حضرت ابو بکر کی خلافت جو بہت جلدی میں سپرد ہوئی تھی، نافذ ہوگئی، حضرت عمر نے جب یہ سنا تو چاہا کہ وہیں تقریر کرکے لوگوں کو تنبیہ فرمادیں کہ اس قسم کا نظریہ صحیح نہیں، لیکن حضرت عبد الرحمان بن عوف نے روکا کہ یہ موسم حج ہے جس میں ہر خاص و عام موجود ہیں آپ کی بات کچھ لوگ سمجھیں گے اور کچھ لوگ نہیں سمجھیں گے، پھر جب اپنے اپنے ملکوں میں جائیں گے تو اپنی فہم کے مطابق آپ کی طرف اس امر کی نسبت کریں گے جو آپ کا مقصود نہیں ہے، اس لئے جب مدینہ پہنچ جائیں تو مدینہ چونکہ علماء و مشائخ اور اہل فہم و فراست، نیز ارباب دانش کا مرکز ہے وہاں جو تقریر کرنا چاہیں کریں، وہاں سے کسی فتنہ کے پھوٹنے کا اندیشہ نہیں ہے۔ (بخاری: ۱۰۸۹،۲، کتاب الاعتصام بالکتاب و السنۃ، باب ما ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و حضّ علی الخ)

اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل سے کلمۂ شہادت کی فضیلت بیان کی جس پر حضرت معاذ نے خواہش کی کہ اس کو عام لوگوں سے بھی بیان کردیا جائے؛ تاکہ وہ بھی خوش ہوجائیں، اللہ کے رسول نے یہ کہہ کر منع کردیا: ''لا إنی أخاف أن یتکلوا'' (بخاری: ۲۴،۱، کتاب العلم، باب من خص بالعلم دون قوم)۔

نہیں مجھے خوف ہے کہ لوگ اسی پر بھروسہ کرلیں گے اور دوسرے اعمال صالح کو چھوڑ کر بہت سی ترقیات سے پیچھے رہ جائیں گے۔ حضرت معاذ نے بھی زندگی بھر بیان نہیں کیا، جب آپ کا آخری وقت آپہنچا اور جو خطرہ تھا ٹل چکا تھا یا کلمہ کی وہ فضیلت عام ہوچکی تھی تب جاکر آپ نے وہ حدیث دوسروں سے بیان کردی۔

اللہ کے رسول ﷺ بھی بعض امور کو انجام دینا چاہتے تھے مگر لوگوں کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا احساس ہوتا تو چھوڑ دیتے، بنائے کعبہ کے بارے میں حضور کی خواہش تھی کہ بنائے ابراہیم کے مطابق ہوجائے مگر آپ نے محض اس وجہ سے کہ اہل مکہ ابھی ابھی اسلام میں دخل ہوئے ہیں نہ معلوم اس بنا کو منہدم کرنے کو کیا معنی دیں گے، بنائے قریش پر ہی باقی رکھا (بخاری: ۲۴،۱، کتاب العلم، باب من ترک بعض الاختیار مخافۃ أن یقصر فہم بعض الناس الخ)۔

اس لیے خواہ بات کتنی ہی بلند و بالا ہو، حق و صادق ہو مگر اس کو الیکٹرونک میڈیا کو حوالہ کرنے سے پہلے سو بار سوچنا ہوگا کہ کون سی بات شیئر کی جائے اور کون سی شیئر نہیں کی جائے، حالات و وقت کا تقاضا آج پہلے سے کہیں زیادہ سوچنے پر مجبور کر رہا ہے، اس سے اغماض کرنا عقل مندی ودانش مندی نہیں ہوگی۔

(۲) مراسلہ میں کمی و بیشی کرنا:

کسی کے خط میں کمی کردینا یا زیادتی کرنا پھر ایسے امر کی نسبت صاحب تحریر کی طرف کرنا جو اس نے نہیں کہی ہے اسی کو جھوٹ و کذب کہا جاتا ہے، نیز اس میں دوسروں کو دھوکہ دینا بھی ہے، یہ دونوں ہی امر شریعت میں انتہائی قبیح سمجھے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ''اجتنبوا قول الزور'' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''ألا وقول الزور'' بار بار فرمایا، یہاں تک کہ صحابہ بے چین ہوکر تمنا کرنے لگے ''یا لیتہ سکت'' کاش آپ خاموش ہوجاتے، نیز ایسا شخص اگر بار بار اس عمل کو جاری رکھتا ہے تو عدالت و ثقاہت سے بھی محروم قرار پاتا ہے، اسی خدشہ کی وجہ سے جو آج یقین میں بدل چکا ہے، امام ابو حنیفہ نے خط کا اعتبار بغیر شاہد نہیں کیا ہے کہ ''الخط یشبہ الخط''۔

(۳) کسی شخص کی نجی معلومات عام کرنا:

کسی شخص کی نجی معلومات کو جبکہ اس کی طرف سے اجازت نہ ہو دوسروں کو بتانا جائز نہیں ہے، اگر کسی کو وہ معلومات حاصل ہو بھی جائیں تو وہ امانت ہیں اس کی حفاظت کرنا اور دوسروں کی رسائی سے محفوظ رکھنا لازم ہے، إلا یہ کہ اس کو ظاہر کرنے میں کچھ فائدہ مضمر ہو تو پھر اس کو عام کرنے میں حرج بھی نہیں ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

المجالس بالأمانۃ إلا ثلاثۃ مجالس:سفک دم حرام أو فرج حرام أو اقتطاع مال بغیر حق (ابوداؤد: ۶۶۸، کتاب الأداب، باب نقل الحدیث)۔

(مجلسی باتیں امانت ہوتی ہیں مگر تین باتیں: قتل حرام، یا زنا، یا ناحق کسی کے مال کو ہڑپنے والی باتیں)

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں: إن من الخیانۃ أن تحدث بسرّ أخیک (ابن أبی الدنیا

کما فی الموسوعۃ: ۲۹۳،۵)۔

(خیانت ہے کہ اپنے بھائی کے راز کو دوسروں سے بیان کرو)۔

اگر ان معلومات کی فراہمی و اظہار بغرض افساد و اضرار ہو تو یہ نمیمہ و چغلی ہوجائے گا جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا یدخل الجنۃ قتات (بوداؤد: ۶۶۹، کتاب الأدب، باب فی القتات)۔

(جنت میں چغل خور نہیں جائے گا)۔

قال صاحب الطریقۃ المحمدیۃ من الحنفیۃ: ما وقع فی مجلس مما یکرہ إفشاؤہ إن لم یخالف الشرع یجب کتمانہ، و إن خالف الشرع فإن کان حقاً للّٰہ تعالی ولم یتعلق بہ حکم شرعی کالحد و التعزیر فکذلک، و إن تعلق بہ حکم شرعی فلک الخیار، والستر أفضل کالزنا و شرب الخمر، و إن کان حق العبد فإن تعلق بہ ضرر لأحد مالي لا بدنی أو حکم شرعی کالقصاص و التضمین فعلیک الإعلام إن جہل، والشہادۃ إن طلب وإلا فالکتم (الموسوعۃ الفقہیۃ: ۲۹۵،۵)۔

(الطریقۃ المحمدیہ کے مؤلف نے کہا: جو بات مجلس میں ہو اگر شریعت کے خلاف نہ ہو تو کتمان واجب ہے، اور اگر شریعت کے خلاف ہو پس اگر حق اللہ ہے نیز اس سے حکم شرعی متعلق نہیں ہے جیسے حد و تعزیر تو بھی کتمان واجب ہے، اگر اس سے حکم شرعی متعلق ہے تو تم کو اختیار ہے؛ البتہ ستر افضل ہے جیسے زنا، شرب خمر، اور اگر حق العبد میں سے ہے تو اگر کسی کو مالی ضرر ہورہا ہو نہ کہ بدنی، یا حکم شرعی ہے جیسے قصاص و ضمان تو اس کی اطلاع دینا ضروری ہے۔ اگر کسی اور کو معلوم نہ ہو اور اگر طلب ہو تو شہادت دینا ورنہ ستر کرنا)۔

حکام و افسران کا آدھار کارڈ کی نجی معلومات کو ظاہر کرنا؛ جبکہ بلا ضرورت ہو، صحیح نہیں ہے، حکام کو اس بابت اور بھی احتیاط کرنے کی ضرورت ہے جیسا کہ حضرت معاویہ سے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا: إذا تتبعت الناس أفسدتہم، اگر لوگوں کے عیوب کی جستجو کروگے تو ان کو برباد کردوگے۔

(۴) جائز و ناجائز اشتہار کو پھیلانے کا حکم:

جائز اشتہار کو پھیلانا بھی جائز بالخصوص جبکہ اس کو پھیلانے کی خواہش و طلب بھی ہو، ناجائز امور کی اشاعت بھی برائے تشہیر و اشتہار ناجائز و ممنوع ہے؛ کیونکہ اس کے اشتہار سے معصیت کا ارتکاب ممنوع ہے، اس کا سبب بننا بھی ممنوع ہے، اگر وہ سبب محرک و جالب ہو تو ممانعت شدید ہوگی ورنہ کم از کم کراہت ضرور ہوگی، اسلام میں معصیت پر تعاون اور سبب بننا دونوں ممنوع ہیں، تعاون و تسبب میں فرق یہ ہوتا ہے کہ اگر معصیت کا قصد و ارادہ ہو خواہ یہ قصد حقیقتاً ہو یا حکماً تو وہ تعاون ہے، اللہ کا ارشاد ہے: تعاونوا علی البر و التقوی و لا تعاونوا علی الإثم والعدوان (بر و تقوی میں تعاون کرو، اثم وعدوان میں تعاون مت کرو)، نیز حضرت موسی علیہ السلام کی روح پرور

دعا: ‘‘ربّ بما أنعمت عليّ فلن أكون ظهيراً للمجرمين’’ اس کی تائید کر رہی ہے۔

حرمت ربا کی حدیث میں آکل، مؤکل، کاتب، شاہد پر لعنت بھیجی گئی ہے مگر ‘آکل ’ کے علاوہ تینوں اکل ربا کے لیے معاون ہیں۔

تسبب میں قصد و ارادہ کا اعتبار نہیں ہے، بدون قصد بھی تسبب ممنوع ہوگا، حرمت خمر والی حدیث میں دس حضرات کو ملعون بتایا گیا ہے، پینے کا مرتکب تو ایک ہی شخص ہے باقی یا تو معاون ہیں یا سبب بن رہے ہیں۔

بہرحال معصیت و ناجائز امور کا اشتہار اگر بغرض معصیت نہیں بھی ہو تو بھی معصیت کا سبب ہو کر ممنوع و مکروہ ہوگا۔

(۵) طنزیہ کارٹون کا حکم:

کسی کا کارٹون بناکر استہزاء و طنز کرنا قرآنی تعلیمات کے خلاف ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يا أيها الذين آمنوا لا يسخر قوم من قوم عسى أن يكونوا خيراً منهم ولا نساء من نساء عسى أن يكن خيراً منهن۔

(اے ایمان والو! نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہئے، کیا عجب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہئے، کیا عجب ہے کہ ان سے بہتر ہوں)۔

صاحب معارف القرآن لکھتے ہیں:

‘‘قرطبی نے فرمایا کہ کسی شخص کی تحقیر و توہین کے لیے اس کے کسی عیب کو اس طرح ذکر کرنا جس سے لوگ ہنسنے لگیں اس کو سخریہ، تمسخر، استہزاء کہا جاتا ہے، اور یہ جیسے زبان سے ہوتا ہے ایسے ہی ہاتھ پاؤں وغیرہ سے اس کی نقل اتارنے یا اشارہ کرنے سے بھی ہوتا ہے، اور اس طرح بھی کہ اس کا کلام سن کر بطور تحقیر کے ہنسی اڑائی جائے، اور بعض حضرات نے فرمایا کہ سخریہ و تمسخر کسی شخص کے سامنے اس کا ایسی طرح ذکر کرنا ہے کہ اس سے لوگ ہنس پڑیں اور یہ سب چیزیں بنص قرآن حرام ہیں ’’ (معارف القرآن: ۸؍۱۱۵)۔

کارٹون بنانے کا مقصد بھی طنز و استہزاء ہے لہذا جائز نہیں ہوگا۔

(۶) کمپنیوں کا حکومتوں کو محفوظ کرکے گفتگو حوالہ کرنا:

اگر کمپنیاں اپنے کسٹمر کی گفتگو کو ٹیپ کرتی ہیں اور ضرورت پڑنے پر وہ گفتگو حکومت کے حوالہ کردیتی ہیں تو اس میں حرج نہیں ہے، اس میں افشاء السر ضرور ہے، مگر بلا فائدہ نہیں ہے، اس لیے جائز ہے، مگر ہر گفتگو حکومت کو شیئر کرتی ہے تو یہ امانت میں خیانت ہے، نیز یہ طرز عمل شریعت کی نگاہ میں مبغوض ہوگا، چونکہ کمپنیوں کا مقصد نیک بھی نہیں ہوتا، کمپنیاں حکومت کے ساتھ مل کر مجرم بنانے کے لیے اس طرح شیئر کرنے کی حرکت کرتی ہیں، بلا موضع شبہ کے کسی کے راز کو ظاہر کرنا

جائز نہیں ہے۔

خلاصہ جوابات :

محور اول:

(۱) اسمارٹ فون اگر اچھے مقصد کے لیے ہو نیز اس کے رکھنے اور استعمال کرنے میں بچے و گھر والے دینی ضرر میں مبتلا نہ ہوتے ہوں تو اس کے رکھنے میں اور استعمال کرنے میں حرج نہیں ہے۔

(۲) ملٹی اپلی کیشن موبائل میں فحش ویڈیو کے ساتھ قرآن کریم یا دینی کتابوں کی لوڈنگ میں حرج تو نہیں ہے مگر ایک ہی فائل میں دونوں قسموں کی لوڈنگ یک گونہ بے ادبی بھی ہے۔

(۳) قرآن کریم اگر میموری کارڈ میں ہو تو موبائل کی حیثیت اس غلاف کی ہوگی جس کو الگ کیا جاسکتا ہے، لہٰذا اس موبائل کو بلا وضو مس کرنے میں حرج نہیں ہوگا۔

اگر قرآن فون میموری میں ہے جس کو موبائل سے الگ نہیں کیا جاسکتا ہے تو بھی موبائل کا حکم قرآن کا نہیں ہوگا، اگر اسکرین پر قرآن کھلا ہے تو کھلے قرآن والے اسکرین کو بلا وضو چھونا جائز نہیں ہوگا، باقی حصے کو مس کرنے اور اٹھانے میں حرج نہیں ہے، اسی طرح اسکرین پر قرآن موجود ہو تو بیت الخلاء میں لے کر جانا جائز نہیں ہوگا۔

(۴) ہر معلوماتی و مفید پیغام دوسرے کو میسج کرنا مناسب نہیں ہے، بالخصوص جبکہ دوسرا شخص میسج کو پسند نہ کرتا ہو تو اس کو میسج کرنا درست نہیں ہے۔

(۵) بلا ضرورت نا محرم عورتوں کو میسج بھیجنا صحیح نہیں ہے۔

(۶) تصویر والے پیغام کو میسج کرنا تصویر کشی نہیں ہے، ہاں میسج کرنے سے مقصود تصویر ہے، نیز بلاضرورت ہو تو ‘‘الأمور بمقاصدہا’’ کی وجہ سے ایسی پیغام رسانی بھی ممنوع ہوگی؛ کیونکہ ‘‘تصویر ’’ بذات خود شریعت کی نگاہ میں مبغوض ہے، اگر مقصد تصویر کی ترسیل نہیں تو پیغام کے ساتھ تبعاً تصویر بھیجنے میں حرج نہیں ہے۔

(۷) CCTV کیمرے کی اجازت بھی مواضع ضرورت میں ہوگی، چنانچہ مسلمانوں سے الزامات کو دور کرنے کے لیے یا خطرناک مجرموں کو پکڑنے کے لیے پبلک مقامات، مساجد و مدارس کے بیرونی حصے میں کیمروں کے نصب کی گنجائش ہے، اساتذہ و ائمہ کی نگرانی کے لیے اندرون مدرسہ و اندرون مسجد کیمرے کا نصب درست نہیں ہے۔

(۸) بلا ضرورت ستر کھولنا جائز نہیں ہے، ایسے ملکوں کا سفر اگر ناگزیر نہ ہو جہاں اسکیننگ مشین نصب ہیں جن میں اعضائے پوشیدہ نظر آتے ہیں تو وہاں کے سفر سے گریز کیا جائے، ناگزیر حالات مستثنی ہوں گے۔

محور دوم:

(۱)انٹرنیٹ سے معلومات کی چوری بھی چوری ہے۔

الف- اگر اس چوری سے معاشی نقصان ہو تو زیادہ سنگین ہوگی، بعض اوقات فقہی سرقہ کا حکم بھی لگایا جاسکتا ہے۔

ب- اگر معاشی نقصان نہیں مگر ان معلومات کی چوری سے دوسروں کے عیوب و نقائص واشگاف ہوتے ہوں، اگر وہ معلومات شیئر بھی کیے گئے تو اس وقت غیبت کا حکم لگے گا۔

ج- اگر دوسرے کو شیئر نہیں کیا گیا تو بھی بلاضرورت دوسروں کے عیوب کو تلاش کرنا اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ نہیں ہے۔

د- اگر ایسے شخص سے متعلق معلومات ہیں جس کے نظریات و خیالات سے امت گمراہ ہو رہی ہے تو حرج نہیں بلکہ امر مستحسن ہے۔

ھ- اگر انٹرنیٹ پر محفوظ معلومات کا تعلق دینی امور سے ہے اور ان کو حاصل کرنے میں بظاہر کسی کا کوئی نقصان نہیں ہے تو ان کو حاصل کرلینا جائز ہے۔

(۲)اگر دینی معلومات اور مطالعاتی یاد داشتیں انٹرنیٹ سے حاصل کی گئیں جن میں کسی کا نقصان نہیں تو ان کو آگے شیئر کرنے میں حرج نہیں ہے۔

(۳)زوجین کا ایک دوسرے کے عیوب کے درپے ہونا صحیح نہیں ہے، ہاں موضع شک میں زوجین ایک دوسرے کی بعض معلومات حاصل کریں تو کوئی حرج نہیں۔

(۴)محکمۂ پولس کا عام حالات میں انٹرنیٹ پر موجود لوگوں کی خفیہ معلومات حاصل کرنا جائز نہیں ہے، ہاں کسی مجرم کا مجرم ہونا ذرائع سے معلوم ہوجائے، یا کسی مجرم کا جرم عیاں ہو تو اس کے بارے میں معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

(۵)خفیہ معلومات تک پہنچنے والے صاحب سے متعلق شخص کو باخبر کردینا امر مستحسن ہے۔

(۶)متعلق شخص کی اجازت کے بغیر ایسی معلومات کسی کمپنی کو فراہم کرنا جن سے متعلق شخص کو نقصان ہو جائز نہیں، اگر نقصان کا اندیشہ نہ ہو اور متعلق شخص نے بطریق الزام روکا نہ ہو تو وہ معلومات کمپنی کو شیئر کرنے میں حرج نہیں ہے۔

(۷)مجرمین کو پکڑنے کے لیے بوقت ضرورت کیمرے کا استعمال جائز ہے۔

(۸)کسی کے سافٹ ویئر کے قفل کو توڑنا شرعاً بھی جرم ہے اور قانوناً بھی۔

(۹)کسی کے کمپیوٹر و لیپ ٹاپ میں وائرس داخل کرنا جائز نہیں ہے، اگر اس وائرس کا مقصد خراب مواد کو ضائع کرنا ہے تو اگر فتنہ و فساد، عداوت و نفرت کا ذریعہ نہ ہو تو خراب مواد کو ضائع کیا جاسکتا ہے ورنہ نہیں۔

محور سوم:

(۱) الف- ہر بات بلا تحقیق بیان نہیں کرنا چاہئے، ہوسکتا ہے جھوٹ و غلط ہو۔

ب- اگر تحقیق سے معلوم بھی ہوجائے کہ بات صحیح ہے پھر بھی تثبت ضروری ہے کہ ہوسکتا ہے مصلحت کے خلاف ہو۔

ج- اگر مصلحت کے خلاف نہ بھی ہو تو بھی احتیاط کرنا چاہئے؛ کیونکہ الیکٹرانک میڈیا میں آنے والی خبروں میں خرد برد کا امکان ہے۔

د- عوامی حاجت کی بات یا کوئی علمی نکتہ ہو تو اس کو عام کرنے میں حرج نہیں ہے۔

ھ- واٹس ایپ و یو ٹیوب پر دقیق علمی مباحث سے احتراز مناسب ہے۔

(۲)کسی کے خط و میسج میں خرد برد جائز نہیں ہے۔

(۳)آدھار کارڈ وغیرہ میں جو نجی معلومات ہوتی ہیں ان کو بلا ضرورت صاحب معلومات کی اجازت کے بغیر شیئر کرنا روا نہیں ہے۔

(۴)ناجائز امور کی تشہیر خواہ بغرض معصیت نہ ہو تب بھی ممنوع ہے، اور جائز امور کی تشہیر جبکہ کوئی فتنہ نہ ہو جائز ہے۔

(۵)انٹرنیٹ پر طنزیہ کارٹون بناکر شیئر کرنا جائز نہیں ہے۔

(۶)موبائل کی جو گفتگو محفوظ ہوتی ہے اگر موبائل کمپنیاں ضرورت کے وقت حکومت کے حوالہ کرتی ہیں تب تو جائز ہے، اگر ہر گفتگو حکومت کے حوالہ کرتی ہیں تو یہ امانت میں خیانت اور جائز نہیں ہے۔

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل

مفتی اسعد فلاحی پالنپوری•

الحمد للّٰہ رب العلمین، والصلوۃ والسلام علٰی سیدنا محمد، و علٰی اٰلہ وصحبہ و علٰی من تبعہم بإحسان إلٰی یوم الدین۔ أما بعد:

محور اول:

جواب نمبر ۱ :- اس سوال کے جواب سے قبل بطور تمہید ایک بات کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ بعض مرتبہ کسی چیز کی ذات میں تو فی نفسہ کوئی قباحت نہیں ہوتی؛ بلکہ قباحت اس کے استعمال کے اعتبار سے آتی ہے؛ پس اگر اس چیز کا استعمال اچھے کام کے لئے کیا جائے، تو یقیناً اس کا رکھنا اور خریدنا سب جائز ہوگا، اور اگر اس کا استعمال ناجائز اور حرام کام کے لئے کیا جائے ، تو اس کا رکھنا اور خریدنا سب حرام ہوگا۔

چنانچہ فقہ کا ایک اصول ہے: (الأمور بمقاصدہا)یعنی امور کا دارومدار اس کے مقاصد پر ہے؛ یعنی کسی چیز کے رکھنے یا خرید و فروخت کا مقصد اگر اچھا ہے تو وہ چیز بھی اچھی ہے، اور اگر اس کا مقصد برا ہے تو وہ چیز بھی بری ہے۔

مثلاً: کسی شخص نے انگور کا شیراکسی شراب بنانے والے کو فروخت کیا، پس اگر اس کا مقصد صرف تجارت ہے تو کوئی حرج نہیں ہے، جائز ہے اور اگر اس کا مقصد یہ ہے کہ خریدنے والا شخص اس سے شراب بناکر بیچے یا پیے تو حرام ہے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص انگور کی کھیتی کرتا ہے صرف اس کی تجارت کے مقصد سے، تو کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر اس نیت سے کھیتی کرتا ہے کہ وہ اس انگور کو بیچے؛ تاکہ لوگ اس سے شراب بنائیں، تو حرام اور ناجائز ہے ۔

چنانچہ علامہ ابن نجیم مصریؒ الاشباہ والنظائر میں تحریر فرماتے ہیں:

ذکر قاضی خان في فتاواہ:"أن بیع العصیر ممن یتخذ ہ خمراً، إن قصد بہ التجارۃ فلایحرم، وإن قصد بہ لأجل التخمیر حرم، وکذا غرس الکرم علٰی ہٰذا (الأشباہ والنظائر ۱؍۱۱۳، ۱۱۴، ا لمطبوعۃ من مکتبۃ فقیہ الأمت، دیوبند)۔

اس قاعدے اور اصول کی روشنی میں سوال مذکور کا جواب یہ ہوگا کہ اسمارٹ فون

• مفتی دار العلوم مرکز اسلامی، انکلیشور، گجرات۔

کی ذات مینکوئی قباحت نہیں پائی جاتی، قباحت اس کے استعمال کے اعتبار سے آتی ہے، پس اس فون کو اگر اچھے مقصد کے لئے خریدا گیا ہے یا اچھے مقصدمیں اس کا استعمال ہورہا ہے تو خریدنا اور رکھنا دونوں بلا شبہ جائز ہوگا، اور اگر برے مقصد کے لئے خرید اگیاہے یا برے مقصد میں اس کا استعمال کیا جاتا ہے تو اس کا خریدنا اور رکھنا دونوں یقیناً ناجائز اور حرام ہوگا۔

چنانچہ حضرت مفتی سید محمد سلمان صاحب منصورپوری ‘‘کتاب النوازل ’’ میں اسی طرح کے ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایسے موبائل کا خریدنا جس میں کیمرہ ہو، کیا حکم رکھتا ہے؟ جبکہ بغیر کیمرے والے موبائل سے بھی مقصود حاصل ہوجاتا ہے؟

الجواب و باللہ التوفیق: کیمرے والے موبائل سے چونکہ ایسے مناظر کی تصویر کشی بھی کی جاتی ہے جہاں کوئی جاندار نہ ہو؛ اس لئے کیمرے والے موبائل کو خریدنا مطلقاً ناجائز نہیں کہا جائے گا؛ بلکہ اس کا ناجائز استعمال ہی ناجائز ہوگا، یعنی موبائل سے جاندار کی تصویر کھینچنا ہی منع ہوگا (کتاب النوازل۱۷، ۹۹، مکتبہ جاوید دیوبند)۔

اسی طرح حضرت مفتی شبیر احمد صاحب مراد آبادی ‘‘فتاوی قاسمیہ ’’ میں ایک طویل استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

الجواب و باللہ التوفیق : موبائل اور کمپیوٹر کا گھر میں رکھنا، ان کی بیع و شراء کرنااور ان کی مرمت کا پیشہ اختیار کرنابلا شبہ جائز ہے؛ کیوں کہ ان دونونکی وضع گناہ کے کامونکے لئے نہیں ہوئی ہے؛ کیوں کہ موبائل ع ذرائع ابلاغ اورمواصلاتی نظام کی ترقی کے لئےاور کمپیوٹر مختلف تعلیمی اور دفتری سرگرمیوں کی انجام دہی کے لئےایجاد کیا گیا ہے؛ البتہ جو شخص ان پر ناجائز چیزیں دیکھے گا، تو اس کا گناہ اسی کے سر ہوگا (فتاوی قاسمیہ ۲۴،۶۹۸، مطبوعہ اشرفی بک ڈپو دیوبند)۔

خلاصہ اور اپنی رائے: مذکورہ بالا فقہی قاعدے اورذکر کردہ دونوں فتاوی کی روشنی میں بندے کی رائے یہ ہے کہ اس طرح کے موبائل کے خریدنے یا رکھنے کامقصد اگر اچھا ہے،تو کوئی حرج نہیں، ہاں! کسی نا جائز کام یا کسی ناجائز مقصد کے لئے ان کو خریدنا یا رکھنا ناجائز اور حرام ہوگا ۔ واللہ اعلم بالصواب

جواب نمبر ۲ :- اس طرح کے موبائلوں مینقرآن مجید یااس طرح کی کسی دوسری دینی کتابوں کو محفوظ کرنا یا آن لائن دیکھنا یا پڑھنا جائز ہے، کوئی حرج نہیں ہے؛قرآن مجید اور دینی کتابونکو محفوظ کرکے انہیں پڑھے گا ،تو یہ ثواب کاکام ہے، اور اگر فحش مناظر دیکھے گا تو دیکھنے والے پر گناہ لازم ہوگا۔

چنانچہ مفتی رضاء الحق صاحب (شیخ الحدیث و مفتی دارالعلوم زکریا جنوبی افریقہ)

‘‘فتاوی دارالعلوم زکریا ’’ میں ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

سوال: موبائل فون میں قرآن کریم محفوظ کیا جاتا ہے جبکہ فون جیب میں ہوتا ہے،بیت الخلاء اور دیگر نامناسب جگہوں پر جاتے ہیں، تو اس کا کیا حکم ہے؟کیا یہ بے ادبی میں شامل ہے یا نہیں؟

الجواب: موبائل فون میں قرآن کریم محفوظ کرناجائز اور درست ہے اورقرآن مجید جب تک موبائل کے اندر چیپ میں محفوظ ہے، قرآن کے حکم نہیں ہے؛ لہذا جیب میں رکھنا، بیت الخلاء میں لے جانا اور موبائل کو بلا وضو چھونا سب درست ہے؛ البتہ اسکرین پر جب آیات کھلی ہوئی ہیں، تو اب قرآن کریم کے حکم میں ہے، بلا وضو اسکرین کو مس کرنا اور بیت الخلاء میں لےجاناسب ناجائز ہے؛ اگرچہ بعض حضرات نے اس وقت بھی اسکرین کو بلا وضو چھونے کی اجازت دی ہے؛ لیکن قرآن کریم کے احترام کے پیش نظر پہلا قول زیادہ محتاط اور مناسب ہے (فتاوی دارالعلوم زکریا۷، ۷۲۰، ۷۲۱) ۔

اور حضرت مفتی سلمان صاحب منصورپوری ‘‘کتاب النوازل ’’ میں ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے مینکہ کسی شخص کا اپنے موبائل میں قرآن و حدیث یا ادعیۂ ماثورہ کو تحریری شکل میں محفوظ کرناکیسا ہے؟ اور اس کو لے کر استنجاء و بیت الخلاءاور دیگر مقامات نجسہ و خبیثہ ؛ جیسے رقص کے اڈے اور فلم تھیٹر وغیرہ میں جانا کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب و باللہ التوفیق: موبائل میں قرآن و حدیث اور ادعیۂ ماثورہ وغیرہ محفوظ کرنے میں کوئی حرج نہیں؛ البتہ اگر انہیں کھول کر چلایا جا رہاہو، تواس حالت میں بیت الخلاء اور استنجاء خانہ وغیرہ میں اس موبائل کو لے جانا بے ادبی شمار ہوگا؛ لیکن موبائل اگر بند ہے یا وہ پروگرام بند ہے، جس میں آیات وغیرہ محفوظ ہیں، تو بند ہونے کی حالت میں موبائل کو استنجاء خانہ وغیرہ لے جانا جائزہے (کتاب النوازل ۱۷، ۹۶، مکتبہ جاوید دیوبند)۔

خلاصہ اور اپنی رائے:مذکورہ بالا فتاوی کی روشنی میں بندے کی رائے یہ ہے کہ ملٹی اپلیکیشن موبائلوں میں قرآن مجید اور دیگر دینی کتابوں کو محفوظ کرنے، ان کو آن لائن دیکھنے یا پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ ہاں ! جو شخص ایسے موبائلوں میں فحش مناظر دیکھے گا، تو اس کا گناہ اسے ضرور ہوگا؛ لیکن اندر موجود قرآن مجید اور دینی کتابوں کی اس سے کوئی بے ادبی لازم نہیں آئے گی۔ واللہ اعلم بالصواب

جواب نمبر۳ : - اس کی مندرجہ ذیل تین صورتیں ہیں:

(۱)پہلی صورت یہ ہے کہ موبائل بالکل بند ہو، یعنی اس کی اسکرین پر قرآن مجید کی کوئی آیت یا اللہ رب العزت کا نام بالکل نظر نہ آتا ہو، تو اس پورے سیٹ کو بلا وضو چھونے میں کوئی حرج نہیں۔

حضرت مفتی سلمان صاحب منصورپوری اپنی کتاب ‘‘دینی مسائل اور ان کا حل ’’ میں تحریر فرماتے ہیں:

سوال: بغیر وضو کے اپنے موبائل کا چھونا، جس میں قرآن کریم یا احادیث شریفہ کوچلایا جا رہا ہو، کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب و باللہ التوفیق : اگر موبائل کی اسکرین پر قرآن یا احادیث شریفہ کے حروف دکھائی دے رہے ہوں، تو ان حروف پر بلا وضو ہاتھ رکھنا درست نہیں؛ لیکن اگر یہ پروگرام بند ہو (یعنی اسکرین پر قرآن مجید کی آیت نظر نہ آتی ہو) تو ایسے موبائل کو بلا وضو چھونا منع نہیں (دینی مسائل،۳۶۵، فرید بک ڈپو دہلی) ۔

اور حضرت مفتی رضاء الحق صاحب (شیخ الحدیث ومفتی دارالعلوم زکریاجنوبی افریقہ)‘‘فتاوی دارالعلوم زکریا’’ میں ایک عربی کتاب “مسّ الأجہزۃ الإلکترونیۃ التي یخزن فیہا القرآن وحملہا” کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

إن الجوال المشتمل علی المصحف لایخلو من حالین:الأول أن یکون المصحف مغلقاً (أي: أن یکون القراٰن المخزن في الجوال غیر معروض علٰی شاشۃ الجوال، بل یکون في خانات ذاکرۃ الجوال فقط

والدلیل للحال الأول:إن ما یتم تخزینہ في الأجہزۃ الإلکترونیۃ لیس کتابۃ حقیقۃ، ولا أصلاًبل ہو عبارۃ عن شفیرات و ذبابات کہربائیۃ (لاتوجد بصفۃ المقروء)قابلۃ؛ لأنہا تتحول إلٰی شیئ مکتوب بعد المعالجۃ، وتکون منہا الحروف بصورۃ عند طلبہا؛ وأما قبل الطلب والمعالجۃ فلا سبیل للإنسان بحال إلٰی معرفۃ القابلیا المنطویۃ فیہا، ولا یمکنہ بحال أن یعرف شیئاًمنہا، فلاہي حروف عربیۃ، ولا عجمیۃ حتی نسمیہا کتابۃ، ونعطي لہا حکم القراٰن (‘‘مس الأجہزۃ الالکترونیۃ التي یخزن فیہا القرآن و حملہا ” بحوالہ فتاوی دارالعلوم زکریا ۷،۷۲۱)۔

اور شیخ عبدالملک بن عبد الرحمن السعدی اپنی کتاب ‘‘ مسائل فقہیہ معاصرہ ’’میں تحریر فرماتے ہیں:

ولا مانع من حمل الہاتف المحتوی علی القراٰن؛ لأن المخزون فیہ الصوت؛ والحروف والکلمات مستورۃ (مسائل فقہیۃ معاصرۃ: ۱۹۱)۔

مذکورہ بالا دونونفقہی عبارات سے بھی یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ موبائل کی اسکرین پر جب تک قرآن مجید کی آیت ظاہر نہ ہو، محض موبائل کے سیٹ کو قرآن مجید کا حکم نہیں دیا جاسکتا ۔

اورفتاوی شامی میں لکھا ہے:

فلو نقش اسمہ تعالی أو اسم نبیہ ﷺ استحب أن یجعل الفص في کمہ إذا دخل الخلاء (الدرالمختار مع الشامي مطبوعۃ زکریا۹، ۵۱۹)۔

شامی کی مذکورہ بالا عبارت سے بھی اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اگر کسی کی

انگوٹھی میں اللہ رب العزت یا نبیﷺ کے اسمائے مبارکہ منقوش ہوں، تو انگوٹھی پہن کر بیت الخلاء میں جانے میں کوئی حرج نہیں؛ البتہ اتنا خیال ضرور رکھیں کہ نگینے کو آستین کے اندر چھپا لے؛ تاکہ ان نامونکی بے ادبی نہ ہو۔

(۲) دوسری صورت یہ ہےکہ موبائل کی اسکرین پر قرآن مجید کی آیت ظاہر ہو ؛ لیکن اس کو چھوئے بغیر محض اندر دیکھ کر بلا وضو تلاوت کی جائے ، تو یہ صورت جائز ہے، گرچہ بلا وضو تلاوت کرنے کی وجہ سے خلاف ادب امر کا ارتکاب ضرور ہوگا۔

حضرت مفتی سلمان صاحب منصورپوری اپنے فتاوی ‘‘کتاب النوازل ’’ میں تحریر فرماتے ہیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے مینکہ وہ موبائل جس کے اندر قرآن پاک ڈال دیا گیا ہے، کیا اس کی تلاوت بلا وضو کرسکتے ہیں ؟نیز اس موبائل کو لے کربیت الخلاء کے اندر جانا کیسا ہے؟

الجواب و باللہ التوفیق: مذکورہ موبائل میں جس وقت قرآن کے حروف اسکرین پر نظر آرہے ہوں، تو اس کو بلاوضو چھونا منع ہے؛ البتہ چھوئے بغیر زبانی تلاوت کی جا سکتی ہے اور اس حالت میں اس کو بیت الخلاء میں لےجانابھی سخت بے ادبی اور ممنوع ہے؛ لیکن جب قرآن کا فنکشن بند کر دیا جائے، تو اسے بے وضو چھونااور بیت الخلاء وغیرہ میں لے جاناسب جائز ہے؛ کیوں کہ قرآن بند ہونے کی وجہ سے اس میں کوئی بے ادبی نہیں پائی جاتی (کتاب النوازل۱۷؍۹۵، ۹۶، مکتبہ جاوید دیوبند)۔

يمنع دخول مسجد- إلى قوله:- ومسه، أي :القرآن ولو في لوح أو درهم أو حائط (فتاوى الشامي ۱؍۴۸۸، زكريا)۔

اور شیخ عبد الملک بن عبد الرحمن السعدی اپنی کتاب “مسائل فقہیہ معاصرہ” میں تحریر فرماتے ہیں:

إن ظهر على الشاشة وقرأه مع عدم الوضوء، فلا مانع؛ لأن المحدث يجوز له أن يقرأ عن ظهر قلب، وفي المصحف دون لمس له (مسائل فقهية معاصرة: ۱۹۱)۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ موبائل کی اسکرین پر قرآن مجید کی آیت ظاہر ہو اور موبائل کویا اسکرین کو چھو کر تلاوت کی جائے، مذکورہ صورت بالکل جائز نہیں ہے، اس صورت میں موبائل کا حکم اس لوح اور تختی کے مانند ہوگا،جس پر قرآن مجید کی کوئی آیت لکھی ہوئی ہو، جس طرح اس تختی کو بلا وضو چھونا جائز نہیں اسی طرح موبائل کو بھی بلا وضو چھونا جائز نہیں ہوگا؛ جیسا کہ مذکورہ بالا فتاوی سے بھی یہی حکم معلوم ہو رہا ہے (نیز دیکھئے: فتاوی دار العلوم زکریا۷؍۷۲۰، ۷۲۱)۔

خلاصہ اور اپنی رائے:مذکورہ بالا فتاوی اور عبارات فقہیہ کی روشنی میں بندے کی رائے یہ ہے کہ موبائل میں قرآن مجید کا فنکشن بند ہونے کی صورت میں اس کا حکم

محض پلین اور کوری تختی کے مانند ہوگا؛ لہذا اس کو بلا وضو چھونایا بیت الخلاء وغیرہ میں لے کر جانا جائز ہوگا، اور اگر اس پر قرآن مجید کا فنکشن کھلا ہوا ہواور آیات قرآنیہ نظر آرہی ہوں، تو موبائل کو ہاتھ لگائے بغیر اندر دیکھ کر صرف اس کی تلاوت جائز ہے؛ لیکن ہاتھ لگانا، چھونا یا بیت الخلاء وغیرہ میں لے کر جانا جائز نہیں سخت گناہ کا باعث ہوگا، اس صورت میں اس کا حکم قرآن مجید لکھی ہوئی تختی کے مانند ہوگا، جس طرح اس تختی کو بلا وضو ہاتھ لگانا، چھونا اور بیت الخلاء میں لے کر جانا جائز نہیں اسی طرح مذکورہ تمام احکام میں اس موبائل کا بھی یہی حکم ہوگا، واللہ اعلم بالصواب۔

جواب نمبر۴ : - بندے کی رائے میں اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں:

(۱) پہلی صورت یہ ہے کہ مخصوص ناموں سےبنے ہوئے گروپ میں عمومی طور پر اس طرح کے میسیج بھیجنا۔

(۲) انفرادی طور پر کسی کو میسیج بھیجنا۔

جہاں تک پہلی صورت کا تعلق ہے، تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ گروپ بنایا ہی جاتا ہے اس طرح کے پیغامات اور مفید خبروں سے باخبر رہنے کے لئے؛ اس لئے مخصوص ناموں سے بنے ہوئے گروپوں میں اگر اس طرح کے میسیج بھیجے جائیں، تو کوئی حرج نہیں ہے؛ کیوں کہ گروپ میں شامل ہونے والا ہر شخص بزبان حال اس بات کا اقرار کر رہا ہے کہ مجھے گروپ میں رہنا پسند ہے اور گروپ میں بھیجی جانے والی تمام خبروں سے میں استفادہ کروں گا، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے؛ تاہم اس کے باوجود بھی اگر کسی کو اس طرح کے میسیج سے تکلیف ہوتی ہو، تو اس کا آسان راستہ یہ ہے کہ وہ گروپ سے علیحد گی اختیار کرلے۔ واللہ اعلم بالصواب

اور دوسری صورت کے متعلق عرض ہے کہ اگر کوئی مفیدمیسیج اور پیغام ہو،تو انفرادی طورپربھی کسی کو بھیجنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جب تک کہ مرسل الیہ کی طرف سے اس کا کوئی رد عمل ظاہر نہ ہو اور اس طرح کے میسیج سے اس کو کسی طرح کی کوئی ناگواری نہ ہو، ہاں! اگر اسے ناگواری ہورہی ہو یا اس کی طرف سے اگر کبھی صراحتاً منع کر دیا جائے، تو اسے نہ بھیجنا چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب

جواب نمبر ۵ : - ا س سلسلے میں بطور تمہید ایک بات جان لینا ضروری ہے کہ مذہب اسلام نے جہاں انسان کو گناہوں سے روکا ہے، وہیں گناہوں کی طرف لے جانے والے اسباب سے بھی روکا ہے؛ چنانچہ اسلام نے جہاں زنا سے روکا ہے، وہیں دواعئی زنا (بد نگاہی، بے پردگی، اجانب کے ساتھ اختلاط، ان کے ساتھ ہنسی مذاق اور بات چیت وغیرہ) سے بھی روکا ہے؛ کیوں کہ کبھی کبھار ایک چھوٹا سا کام بڑے گناہ کی طرف لے جانے کا سبب اور ذریعہ بن جاتا ہے۔

چنانچہ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:"کہ کوئی شخص کسی ثیبہ

عورت کے ساتھ تنہائی میں رات نہ گذارے، مگر یہ کہ وہ اس کا شوہر ہو یا اس کا کوئی ذی محرم رشتے دار ہو" ۔

عن جابر ؓ قال: قال رسول الله ﷺ: ألا لا يبيتن رجل عند امرأة ثيب إلا أن يكون ناكحاأو ذا محرم (رواه مسلم، مشكوة المصابيح۲، ۲۶۸)۔

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا:''کہ کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ستر کو دیکھے اور نہ کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ساتھ ایک لحاف میں لپٹ کر سوئے اور نہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ ایک لحاف میں لپٹ کر سوئے ''۔

عن أبي سعيد الخدري ؓقال: قال رسول الله ﷺ:لا ينظر الرجل إلى عورة الرجل، ولا المرأة إلى عورة المرأة، ولا يفضي الرجل إلى الرجل في ثوب واحد، ولا تفضي المرأة إلى المرأة في ثوب واحد (رواه مسلم، مشكوة المصابيح۲، ۲۶۸)۔

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد منقول ہےکہ تم لوگ (اجنبی) عورتونکے پاس (تنہائی میں) جانے سے بچو، تو ایک صحابی نے پوچھا: '' کہ اے اللہ کے رسول! دیور کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں ''؟ تو آپﷺ نے جواب دیا: ''کہ دیور تو موت ہے ''۔

عن عقبة بن عامر ؓقال: قال رسول الله ﷺ:إياكم والدخول على النساء، فقال رجل: يارسول الله! أرأيت الحمو؟ قال: الحمو الموت۔(رواه مسلم، مشكوة المصابيح:۲/ ۲۶۸)

اسی طرح اللہ رب العزت نے عورتوں کو پردے کا حکم دیا ہے اور آپ ﷺ نے اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے، اور ایسے مرد کو جو اپنی عورت کے پاس اجنبی مرد کے آنے سے نہیں روکتا ہے، اسے دیوث قرار دیاہے۔

الغرض!مذکورہ بالا تمام فرامین سے یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ مذہب اسلام نے انسانوں کو جہاں گناہ سے روکا ہے ،وہیں گناہ کی طرف لے جانے والے تمام قسم کے اسباب اور دواعی سے بھی روکا ہے۔

اس تمہید کے بعد اب سوال مذکور کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی اجنبی مرد نے اجنبیہ عورت کو یا اجنبیہ عورت نے کسی اجنبی مرد کو خواہ کتنا ہی اچھا میسیج کیوں نہ بھیجا ہو اور کتنی ہی اچھی نیت سے کیوں نہ بھیجا ہواور کتنے ہی اخلاص کے ساتھ کیوں نہ بھیجا ہو؛ لیکن یہی میسیج رفتہ رفتہ ان دونوں کو گناہ میں مبتلا کرنے کا سبب اور ذریعہ بن سکتا ہے اور پھر یہ معاملہ اسی پر نہینتھمے گا؛ بلکہ جب پیمانۂ صبر لب ریز ہو جائے گا، تو یہی چیز ان کو آپس مینفون پر گفتگو اور عشق پر مبنی گفتگو پر ابھارے گی اور آہستہ آہستہ ان کو زنا تک بھی لے جاسکتی ہے، جبکہ زنا قرآن و احادیث کی روشنی میں حرام اور گناہ کبیرہ ہےاور اجنبیہ کے ساتھ بلا ضرورت شدیدہ بات چیت اور گفتگو بھی حرام اور ناجائز

ہے؛ اجنبی مرد کے ساتھ گفتگو کی ضرورت پڑنے پر عورت کو اس بات کا حکم دیا گیا کہ وہ نرم لہجے میں گفتگو نہ کرے؛ بلکہ سخت لہجے میں گفتگو کرے؛ تاکہ اس کی نرم آواز کی وجہ سے سامنے والے اجنبی شخص کاقلبی میلان اس کی طرف نہ ہو؛ اس لئے سداً للباب کسی اجنبیہ عورت کو اس طرح کےمیسیج بھیجنا ناجائز اور حرام ہوگا۔

خلاصہ اور اپنی رائے:مذکورہ بالا تمام نصوص کی بنیاد پر اور گناہ کے معاملے مینمذہب اسلام کے مزاج کو سامنے رکھتے ہوئے بندے کی قوی رائے یہ ہے کہ کسی اجنبیہ عورت کو اس طرح کےمیسیج بھیجنا ناجائز اور حرام ہے؛ ہاں سخت ضرورت کے مواقع اس حکم سے مستثنی ہیں۔

جواب نمبر ۶:- احادیث میں تصویر کشی کی سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں؛ بلا ضرورت شدیدہ خواہ مخواہ کی تصویر کشی کرنا سخت گناہ کا باعث ہے۔

چنانچہ ایک حدیث میں آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا :" کہ قیامت کے روز سخت عذاب تصویر کشی کرنے والوں کو ہوگا"۔

عن عبداللہ ؓ قال:قال رسول اللہ ﷺ:إن أشد الناس عذاباً یوم القیمۃ المصورون (رواہ مسلم۲،۲۰۰)۔

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد منقول ہے:"کہ جن لوگوں نے دنیا میں تصویر کشی کی ہوگی، ان کو قیامت کے روز مکلف کیا جائے گا کہ وہ ان تصویروں میں روح پھونکیں؛ لیکن وہ ان میں روح نہیں پھونک سکینگے "۔

عن ابن عباس ؓ قال: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: من صور صورۃ في الدنیا کلف أن ینفخ فیہا الروح یوم القیمۃ، ولیس بنافخ (رواہ مسلم۲، ۲۰۲) ۔

الغرض! اس طرح کی بے شمار احادیث ہیں جن میں بلا ضرورت تصویر کشی کرنے والے کے متعلق سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں؛ تاہم "الضرورات تبیح المحظورات" قاعدے کے تحت ضرورت کے مواقع مستثنی ہیں اور ان مواقع میں حضرات فقہائے کرام نے تصویر کی اجازت بھی دی ہے؛ مثلاً: آئی ڈی پروف، پاسپورٹ،پین کارڈ، الیکشن کارڈ وغیرہ بنوانے،اسی طرح بینک اکاؤنٹ اور شیئرز اکاؤنٹ جاری کروانےاورویزا وغیرہ لگوانے کے لئے یا پراپرٹی اور املاک کو اپنے نام پر کروانے کے لئے دستاویزی کاغذات کے تیار کرنے کے واسطے یا ان جیسے دیگر وہ تمام کام جہاں اپنی تصویر پیش کئے بغیر کام چلتا ہی نہ ہو، بلکہ کام ہی اٹک جائے، تو ان تمام مقامات میں ضرورت کے پیش نظر اپنی تصویر کھنچوانے اور پیش کرنے کی حضرات فقہائے کرام نے اجازت دی ہے ۔

جیسا کہ فقیہ الامت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی ؒ "فتاوی محمودیہ" میں تحریر فرماتے ہیں:

سوال: آج کل حکومت پاکستان نے ایک لعنت شناختی کارڈ کی نکالی ہے کہ ہر شخص کے پاس اس کا شناختی کارڈ پر فوٹو ہونا ضروری ہے، جس کے پاس نہیں ہوگا وہ جاسوس سمجھا جائے گااور اس کو جیل خانے میں ڈال دیا جائے گا، اب علماء اور صلحاء کے لئے اس حکم کی پابندی کرناکیسا ہے؟خواہ مجبوراً ہو، ہم لوگ از حد پریشان ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً: جب ایک ملک میں شہری بن کر رہنا ہے اس سے مفر نہیں، تو وہاں کے قانون پر عمل کرنا ہوگا، قانون کی خلاف ورزی مستقل جرم ہے، جس کی سزا ناقابل برداشت بھی ہوسکتی ہے۔

جس طرح قانونی مجبوری کی وجہ سے بعض ملازمین کو بیمہ کرانا پڑتا ہے، جس میں قمار بھی ہے، سود بھی ہے؛ نیز رشوت دیئے بغیر بھی دفعِ ظلم یا وصول یابیٔ حق کی کوئی صورت نہیں، اسی طرح شرعی عدم جواز کے باوجود قلب میں شدید انکار کے ساتھ اس (شناختی کارڈ) کوبھی برداشت کیا جائے اور استغفار بھی کرتے رہیں، تو امید ہے کہ حق تعالی معذور قرار دیں گے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم ‘‘کتاب الفتاوی ’’ میں ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

سوال: آج ضرورت کے وقت تصویر کھینچوانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:ضرورت کے تحت؛ جیسے: پاسپورٹ، شناختی کارڈ وغیرہ کے لئےتصویر کھینچوانا جائز ہے، بلا ضرورت کھینچوانا جائز نہیں۔

اب ہمیں یہ دیکھنا پڑے گاکہ موبائل پر تصویر والے میسیج بھیجنے کی کیا واقعی ضرورت ہے؟ اور نہ بھیجنے کی صورت مینکیا ہمارا کوئی بہت بڑا کام اٹک سکتا ہے؟ یا کوئی بہت بڑا نقصان ہوسکتا ہے؟ اگر صورت حال یہ ہو تو ضرورت کے پیش نظر اس کی اجازت دی جاسکتی؛ جیسا کہ بعض سیاسی اجلاس کے پروگراموں کے میسیج ہوں، جس کو کبھی تحریری اور تصویری شکل کا مجموعہ بناکر پیش کیا جاتا ہے اور کبھی ویڈیو کی شکل میں آن لائن بھی نشر کیا جاتا ہے اور کبھی اسے محفوظ بھی کر دیا جاتا ہے، جس کا مقصدلوگوں کو اجلاس کےاہداف و مقاصد سے آگاہ کرنا ہوتا ہے، یا کہیں فسادات کی واردات پیش آئی ہوں ، تو لوگوں کو اپنی غفلت سے بیدار اور متنبہ کرنے کے لئے یا ذمہ داروں تک اس کی اطلاع کرنے کے لئے یا اس کے علاوہ کوئی ایسا اہم پروگرام کہ جس میں کچھ فوائد وابستہ ہوں تو اس طرح کے میسیج تصویری شکل میں بھیجنے سے جب تک بچنا ممکن ہو، بچاجائے، اور اگر بچنا ممکن نہ ہو تو اجازت دینے میں کوئی حرج نہ ہونا چاہئے؛ کیوں کہ اصول فقہ کا ایک قاعدہ ہے: “الضرورات تبیح المحظورات” ضرورت ممنوع اور ناجائز چیزوں کو مباح کردیتی ہیں؛ لہذا اس طرح کی ضرورت کے پیش نظر اس کی اجازت دینے میں کوئی حرج نہ ہونا چاہئے؛لیکن اس کے ساتھ ساتھ استغفار بھی

کرتے رہنا چاہئے۔

اور اگر اس طرح کی واقعی کوئی ضرورت نہ ہوتو پھر اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی؛ کیونکہ اصول فقہ کا ایک اور معروف قاعدہ ہے:''الضرورۃ تتقدر بقدر الضرورۃ''یعنی ضرورت کے وقت جو چیز ثابت ہوتی ہے، وہ بقدر ضرورت ثابت ہوتی ہے؛ لہذا تصویری میسیج کی اگر واقعی کوئی ضرورت نہ ہو، تومذکورہ قاعدے کی روشنی میں اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

خلاصہ اور اپنی رائے: اگر تصویرکی واقعی کوئی ضرورت نہ ہو، تومذکورہ بالا احادیث کی روشنی میناس کی حرمت علی حالہ باقی رہے گی؛ لہذا تصویر چسپاں کئے بغیر محض میسیج اور نام سے اگر اپنا مقصد حل ہوجاتا ہو، تواس کے ساتھ تصویر کو چسپاں کرنا بالکل جائز نہیں ہوگا؛ ہاں! مذکورہ بالا مقاصد میں سے کسی مقصد کی ضرورت کے پیش نظر اگر تصویر والے میسیج اور پیغامات بھیجے جائیں، تو مذکورہ قاعدے کی روشنی مینکوئی حرج نہ ہونا چاہئے، اس کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

جواب نمبر ۷ : - سی- سی- ٹی- وی کیمرہ بھی ایک طرح کا جاسوس ہی ہے، بس فرق اتنا ہے کہ زندہ جاسوس گھوم کر اپنی ذات کو چھپاتے ہوئے جاسوسی کرتا ہے، جس کا پتہ اس کو اور اس کے بھیجنے والے کے علاوہ اور کسی کو نہیں ہوتا، اور یہ مردہ اور بے جان جاسوس ایک جگہ ٹک کراور کسی ایک مخصوص مقام پر آویزاں ہوکر جاسوسی کرتا ہے، جس کا پتہ ہر دیکھنے والے کو ہوتا ہے؛ لیکن زندہ جاسوس کے مقابلے میں اس مردہ جاسوس کی جاسوسی ہر اعتبار سے بڑھی ہوئی ہے؛ کیونکہ اس کی اسکرین پر آنے والا کوئی بھی شخص خواہ مجرم ہو یا غیر مجرم، اس سے بچ کر نہیں نکل سکتا، ہر شخص اس کی میموری میں محفوظ ہوجاتا ہے، اور تجسس کی ممانعت و حرمت قرآن و احادیث میں منقول ہے؛ چنانچہ اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

إن بعض الظن إثم ولا تجسّسوا (الحجرات: ۱۲)۔

بعض (برا) گمان گناہ ہے اور تم کسی کی جاسوسی مت کرو۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان منقول ہے: ''کہ تم برے گمان سے اپنے آپ کو بچاؤ؛ کیوں کہ براگمان باتوں میں سب سےبڑا جھوٹ ہے، او رتم کسی کی ٹوہ میں مت لگو اور کسی کی جاسوسی مت کرو اور نجش مت کرو (کسی کا سودہ مت بگاڑو)، اور آپس میں حسد مت کرو اور ایک دوسرے کے ساتھ بغض مت رکھو اور نہ ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے برائی کرو، اور اللہ کے بندو! آپس مینتم بھائی بھائی بن جاؤ۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ؛وَلَا تَحَسَّسُوا، وَلَا تَجَسَّسُوا،وَلَا تَنَاجَشُوا،وَلَا تَحَاسَدُوا،وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا (متفق علیہ، مشکوۃ المصابیح ۲، ۴۲۷) ۔

کتب احادیث میں اس طرح کی بے شمار احادیث منقول ہیں، جن میں آپ ﷺ نے ایک دوسرے کی جاسوسی کرنے سے منع فرمایاہے اور اس کو سخت گناہ کا کام بتایا ہے؛ کیوں کہ اس سے ایک تو غیبت لازم آتی ہے، جس کی حرمت قرآن و احادیث میں مصرح اور منصوص ہے اور غیبت کرنے والے کو سخت وعیدیں سنائی گئی ہیں، اور دوسرا یہ کہ اس سےآپس کی محبتیں ختم ہوجاتی ہیں اور دلوں میں نفرتوں کے بیج پڑتے ہیں۔

لیکن اگر کسی دینی یا دنیوی خاص مصلحت کے تحت جاسوسی کی جارہی ہو یا کسی سے کروائی جارہی ہو، تو یہ حرمت کے دائرے میں نہیں آئے گا؛ جیسا کہ آپ ﷺ نے جنگی بعض مصلحتوں کے پیش نظر حضرات صحابہ کو جاسوس بنایا تھا یاجیسا کہ کوئی شخص اپنی یا اپنے اہل کی عزت یا مال کے تحفظ میں خطرہ محسوس کرے اور ان کے تحفظ کی خاطر جاسوسی کرے یا کسی سے کروائے، تو کوئی حرج نہیں ہے؛ بلکہ ایک درجے میں یہ واجب ہے۔

بخاری شریف کتاب الجہاد کی ایک حدیث سے صراحۃًجنگی مصلحت کی وجہ سے جاسوسی کروانا آپ ﷺ سے ثابت ہے؛ چنانچہ غزوۂ احزاب کے موقع پر آپ ﷺ نے حضرات صحابہ سے ارشاد فرمایا تھا:''کہ قوم کی خبر مجھے کون پہنچائے گا ''؟ یہ جملہ آپ ﷺ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا تھا، اس پرحضرت زبیر ؓ نے جواب دیا: میں، تو آپ ﷺ نے حضرت زبیرؓ کے متعلق تعریفی جملہ بھی ارشاد فرمایا تھا۔

عن جابر ؓ قال: قال النبي ﷺ :من يأتيني بخبر القوم يوم الأحزاب؟ فقال الزبير:أنا، ثم قال:من يأتيني بخبر القوم؟ فقال الزبير:أنا، فقال النبي ﷺ:إن لكل نبي حوارياً، وحواريَّ الزبيرُ (رواه البخاري، رقم: ۲۷۶۱)۔

الغرض! عام حالات میں تو تجسس کی حرمت اپنے حال پر باقی رہے گی؛ لیکن خاص مصلحت کے پیش نظر جاسوسی کرنا یا کروانا حرمت کے دائرے سے خارج ہوگا؛ جیساکہ شارح مشکوۃ صاحب مرقاہ المفاتیح ملا علی قاری رقم طراز ہیں:

و قیل:لا توقعوا العداوة بين المسلمين، فيكون نهياً عن النميمة لما فيه من تأسيس الفساد، وہٰذا إذا لم يكن لمصلحة، فإذا دعت كما لو أخبر أن إنساناً يريد الفتك به،أو بأہله أو بماله؛ فلا منع، بل قد يكون واجباً (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب ماينہى عنه من التہاجر والتقاطع و اتباع العورات۹،۲۳۳، مطبوعة فيصل پبليكيشنز ديوبند)۔

اسی طرح شارح بخاری صاحب فتح الباری حافظ ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں:

وَيُسْتَثْنَى مِنَ النَّهْيِ عَنِ التَّجَسُّسِ، مَا لَوْ تَعَيَّنَ طَرِيقًا إِلَى إِنْقَاذِ نَفْسٍ مِنَ الْهَلَاكِ؛ مَثَلًا :كَأَنْ يُخْبِرَ ثِقَةٌ بِأَنَّ فُلَانًا خَلَا بِشَخْصٍ، لِيَقْتُلَهُ ظُلْمًا؛ أَوْ بِامْرَأَةٍ لِيَزْنِيَ بِهَا؛ فَيُشْرَعُ فِي هَذِهِ الصُّورَةِ التَّجَسُّسُ وَالْبَحْثُ عَنْ ذَلِكَ حَذَرًا مِنْ فَوَاتِ اسْتِدْرَاكِهِ (فتح الباري، كتاب الأدب، باب ما ينہى عن

التحاسد و التدابر)۔

اور شارح مسلم صاحب فتح الملہم علامہ محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں:

فالتجسس الممنوع: ہو ما کان لمجرد الإطلاع علی عورات الناس، و ہتك ستربہم لإخزائہم؛ أما ما کان لغرض اجتماعي مقبول (تکملۃ فتح الملہم شرح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب١١،٢٧٨، ط: مکتبۃ فیصل پبلیکیشنز دیوبند)۔

مذکورہ بالا تمام عبارات کی روشنی میں اتنی بات تو ضرور معلوم ہوگئی کہ جاسوسی کی حرمت علی الاطلاق نہیں ہے؛ بلکہ بعض مخصوص حالات اور مواقع میں اس کی اجازت بھی دی گئی ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، اور یہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ عام حالات میں جھوٹ بولنا حرام اور ناجائز ہے؛ البتہ حضرات فقہاء نے چند مواقع میں تعریض کی اجازت دی ہے، انہیں میں سے جنگ کے موقع پر جھوٹ، دو شخصوں کے درمیان صلح کروانے ،بیوی کو راضی کرنے اور ظالم کے ظلم کو دور کرنے کے لئے کذب بشکل تعریض جائز ہے۔

چنانچہ صاحب مجمع الانہر تحریر فرماتے ہیں:

والکذب حرام ، إلا في الحرب للخدعۃ، وفي الصلح بین اثنین، وفي إرضاء الأہل، وفي دفع الظلم عن الظالم، والمراد:التعریض؛ لأن عین الکذب حرام؛ قال في المجتبٰی:وہو الحق، المرادبہ:التعریض؛ لأن عین الکذب حرام، إلا لحاجۃ (مجمع الأنہر٢، ٥٥٢) ۔

پس جھوٹ کے حرام ہونے کے باوجودجس طرح ضرورت کے مواقع میں کذب بشکل تعریض کی اجازت دی گئی ہے، اسی طرح عام حالات میں تجسس کے حرام ہونے کے باوجود بعض مخصوص حالات میں حضرات فقہائے کرام کی طرف سے اس کی بھی اجازت دی گئی ہے، اب ہمیں ذرا یہ دیکھنا پڑے گاکہ سی سی ٹی وی کیمرہ کی کہاں کہاں اور کن مواقع میں ضرورت ہے - اور ویسے اس کے فوائد بھی ہیں جیسا کہ سوال میں درج کیا گیا ہے، لیکن واضح رہے کہ یہ ایک ضرورت کے درجہ کی چیز ہے؛ کیوں کہ یہ ایک طرح کی ٹی وی ہی ہے؛ لہذا ضرورت کے مواقع میں ضرورت کی حد تک اس کی اجازت دی جاسکتی ہے؛مثلاً:مدرسے یا مسجدکے مین گیٹ پر، مدرسے کے احاطے میں، عام راستوں پر، یا دارالاقامہ کے مین دروازے یا اندر کے صحن اور پیسیج وغیرہ میں لگا دینا؛ کیونکہ یہ وہ مقامات ہیں جہاں لوگوں کی اور مدارس میں بالخصوص طلبہ کی آمد و رفت زیادہ ہوتی رہتی ہے؛ لہذا انتظامی مصلحت کی بقا کے لئے یہاں ضرورت متحقق ہے ؛ ا س لئے ان مقامات میں اس کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

لیکن جہاں تک درس گاہوں کی بلڈنگ یا اس کے صحن اور برآمدے میں یا درس گاہوں کے اندر نصب کرنے کا تعلق ہے، جیسا کہ بعض اہل مدارس کے متعلق اس

طرح کی بات سننے میں آتی ہےتو اس کی بالکل اجازت نہیں دی جاسکتی ؛ کیونکہ یہ اساتذہ اور اللہ رب العزت کے درمیان کامعاملہ ہے، اس کو فیما بین اللہ و بین الاساتذہ چھوڑ دیا جائے، اسی میں خیر اور بھلائی ہے؛ورنہ معاملہ بد گمانیوں تک بھی پہنچ سکتا ہے، جس سے مدرسے کا پورا نظام بجائے بہتر ہونے کے ابتر ہوجائے گا۔

ابوداؤد شریف کی ایک حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان منقو ل ہے: ''إن الأمير إذا ابتغى الريبة في الناس أفسد ہم'' یعنی: امیر اور ذمہ دار جب لوگوں کی چھوٹی چھوٹی باتوں کوبجائے نظر انداز کرنے کے ان کے شکوک و شبہات کے پیچھےپڑا رہے گا، تو وہ لوگوں کے احوال کو خراب کردے گا۔

نیز اصول فقہ کا ایک قاعدہ ہے :(الضرورة تتقدر بقدر الضرورة) ضرورت کے وقت جو چیز ثابت ہوتی ہے وہ بقدر ضرورت ثابت ہوگی؛ لہذا جہاں ضرورت ہے، وہاں تو اس کی اجازت دی جاسکتی ہے؛ لیکن جہاں کوئی ضرورت نہیں ہے، وہاں اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

خلاصہ اور اپنی رائے: بلا ضرورت یہ تجسس کے دائرے میں آئے گا؛ لیکن کسی دینی یا دنیوی مصلحت کے پیش نظر اگر ان کو نصب کیا جائے، تو مذکورہ بالا عبارات کی روشنی میناور فقہی قاعدے کی رو سے ضرورت کے مواقع مینبقدر ضرورت اس کی اجازت دی جاسکتی ہے؛ لیکن حد سے تجاوز کرنا کسی بھی حال میں جائز نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

جواب نمبر ۸ : - سوال مذکور کے جواب سے قبل بطور تمہید اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ مرد و زن کے لئے ستر کا چھپانا فرض ہے اور یہ ایک نہایت اہم اور نازک معاملہ ہے جیسا کہ کتب فقہ و فتاوی اور کتب احادیث میں متعدد مقامات پر اس کی تصریح ملتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ستر کے کھلا رکھنے پر یا ایسا لباس پہننے پر جس سے ستر کا اندرونی حصہ باہر نظر آئے یا ایسا تنگ لباس پہننے پر جس سے اندر کا شیپ باہر نظر آئے، حرام اور ناجائز ہے۔

لیکن بعض مجبوریوں اور ضرورتوں کے پیش نظر شریعت میں محظور اور ممنوع چیزوں کے ارتکاب کو جائز قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ خنزیر کا گوشت اور شراب حرام ہیں اور ان کی حرمت نصوص قطعیہ سے ثابت ہے؛ لیکن جاں کنی کے عالم میں جبکہ جان بچانے کے لئے حلال اور پاکیزہ غذا مہیا نہ ہو یا لقمے کا حلق کے اندر اٹک جانے کی صورت میں اس کو نیچے اتار نے کے لئے حلال مشروب نہ ہو، تو بقدر ضرورت خنزیر کا گوشت کھانےاور شراب پینے کی اجازت دی گئی ہے؛ اصول فقہ کا مشہور قاعدہ ہے:(الضرورات تبيح المحظورات) یعنی ضرورتیں ممنوع اور ناجائز چیزوں کو بھی مباح کردیتی ہیں۔

چنانچہ ڈاکٹر وھبہ الزحیلی ؒ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "موسوعۃ الفقہ الإسلامي والقضایا المعاصرۃ" میں رقم طراز ہیں:

أن حالات الإضطرار أو الحاجۃ الشدیدۃ تجیز إرتکاب المحظور؛ أي:المنہي شرعاً عن فعلہ؛ فکل ممنوع في الإسلام، ما عدا حالات الکفروالقتل والزنا، یستباح فعلہ عند الضرورۃ إلیہ، بشرط أن لا ینزل منزلۃ المباحات والتبسطات، فیتناول المضطر من الحرام بمقدار دفع السوء والأذٰی و لا یزید علٰی ذٰلك (موسوعۃ الفقہ الاسلامي والقضایا المعاصرۃ١٠، ٥٥٧)۔

اورڈاکٹر صاحب آگے ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں:

فیؤذن للمضطر في تناول المیتۃ والدم ولحم الخنزیرو شرب الخمر مما حرمہ اللہ تعالی من المطعومات والمشروبات (موسوعۃ الفقہ الاسلامي والقضایا المعاصرۃ١٠، ٥٥٧)۔

ٹھیک اسی طرح یہاں ستر کا معاملہ بھی ہے کہ عام حالات میں جبکہ کوئی سخت مجبوری نہ ہو، تو اس کا چھپانا فرض ہے، بلا ضرورت شدیدہ اس کا کھولنا ناجائز اور حرام ہے؛ لیکن اگر کوئی ایسی سخت مجبوری ہوکہ ستر کے کھولے بغیرچارۂ کار نہ ہو، تو اس کے کھولنے کی اجازت دی گئی ہے؛ مثلا: مرد کی ران کا آپریشن ہےیا عورت کوبچے کی ولادت ہورہی ہے، تو اس وقت مرد طبیب کے لئے بھی عورت کے ستر کو بقدر ضرورت دیکھنے کی اجازت دی گئی ہے ؛جیساکہ الاشباہ والنظائر میں لکھا ہے:

والطبیب إنما ینظر من العورۃ بقدر الحاجۃ (الأشباہ والنظائر١، ٣١٠، مطبوعہ مکتبہ فقیہ الأمت،دیوبند)۔

اور حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم اسی طرح کے ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

سوال:اسلام میں بےپر دگی نہایت نامناسب عمل ہے؛ لیکن بعض حالات میں مجبوری ہوجاتی ہے؛ جیسے: زچگی کے لئے ڈاکٹر کے پاس جائیں اور ڈاکٹر آپریشن کو ضروری قرار دے دے،ورنہ زچہ اور بچہ دونوں کی جان کو خطرہ لاحق ہو، تو ایسی صورت میں کیا ڈاکٹر کی صلاح پر عمل کرنے کی گنجائش ہے؟

جواب: پردہ یقیناً شریعت کا نہایت اہم حکم ہے اور حتی المقدور اس پر عمل کرنا واجب ہے، اگر بے پردگی کے سوا چارہ نہ رہے، تو لیڈی ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہئے، اگر لیڈی ڈاکٹر میسر نہ ہو، تو پھر بقدر ضرورت مرد معالج سے بھی مدد لی جاسکتی ہے، یہی شریعت اسلامی کا اعتدال ہے کہ ایک طرف پردے کاحکم نہایت سخت ہے؛ لیکن دوسری طرف انسانی مجبوریوں کا بھی اسی قدر پاس و لحاظ بھی ہے (کتاب الفتاوی٦، ٢٠٨، ٢٠٩)۔

مذکورہ بالا فقہی اصول، فقہی عبارات اور فتوے کی روشنی میں اتنی بات تو ضرور معلوم ہوگئی کہ عام حالات میں محظور اور ممنوع چیز کا ارتکاب حرام اور ناجائز ہے؛

لیکن سخت مجبوری کے عالم میں اس کے ارتکاب کی حضرات فقہاء نے اجازت دی ہے۔

اس تمہید کے بعد اب ہمیں یہاں یہ دیکھنا پڑے گاکہ اسکیننگ مشینوں سے ایک مسلمان کے لئے گذر کر ممنوع چیز کے ارتکاب کی واقعی کوئی ضرورت ہے یا نہیں؟ غور کرنے سے معلوم ہو رہا ہے کہ اس وقت گرچہ ہم اپنے ملک میں اس سے دوچار نہیں ہیں؛ لیکن یہ بات کوئی ضروری نہیں کہ اس وقت ایسی اسکیننگ مشینیں بعض مغربی ملکوں میں رائج ہیں،تو آئندہ چل کر دو چار سالوں میں ہمیں اس سے سابقہ نہ پڑے، بہت حد تک ممکن ہے کہ ہم بھی اس سے دو چار ہوجائیں، اور یہ ایک ایسی عام شکل اختیار کرلےکہ ہوائی اڈے تو کیا؛ بلکہ ریلوے اسٹیشنوں اور بس اڈوں پر بھی ان کو رکھ دیا جائے، پھر کسی بھی شخص کو ان مشینوں سے گذرے بغیر مفر نہیں ہوگا؛ اس لئے ایسی اسکیننگ مشینوں سے گذرنے کو اگر ہم مسلمانوں کے لئے یکسر حرام اور ناجائز قرار دے دیں گے، تو بڑے مسائل پیدا ہوجائیں گے، مسلمانوں کے لئے حج و عمرے کا سفر اور تعلیمی، تبلیغی، تجارتی اور سیاحتی اسفار کرنا بھی دشوار ہوجائے گا؛بلکہ ریلوے اسٹیشنوں اور بس اڈوں پر رکھ دیئے جانےکی صورت میں تو خودان کے لئے اپنے ملک میں بھی سفر کرنا دشواری کا باعث بن جائے گا؛ اس لئے بقاعدہ:المشقۃ تجلب التیسیر (یعنی مشقت اور دشواری اپنے لئے آسانی کو کھینچ کرلے آتی ہے) ایسی مشینوں سے مسلمانوں کو گذرنا جائز ہوگا۔

نیز دوسری بات یہ بھی ہے کہ ہمارے پاس اس کی ایک نظیر ''ایکسرے ''کی شکل میں موجود بھی ہے، جب مریض کے بدن کی جانچ کے لئے ''ایکسرے '' سے فوٹو لینے کی اجازت دی گئی ہے؛ جبکہ فوٹو لیتے وقت اس کا بدن برہنہ نظر آتا ہے، جب ضرورت کے پیش نظر مشقت کو دور کرنے کے لئے ''ایکسرے ''کی اجازت دی گئی ہے، تو یہاں بھی ضرورت داعیہ کی وجہ سے مشقت کو دور کرنے کے لئے ایسی اسکیننگ مشینوں سے مسلمانوں کوگذرنے کی اجازت دے دی جائےگی اور ان کے لئے گذرنا جائز ہوگا۔

خلاصہ اور اپنی رائے: مذکورہ بالا فقہی عبارات ، فقہی اصول اور ایکسرے کی صورت میں پیش کردہ نظیر کی روشنی میں بندے کی قوی رائے یہ ہے کہ ضرورت داعیہ کی وجہ سے مشقت کو دور کرتے ہوئے مسلمانوں کو ایسی اسکیننگ مشینوں سے گذرنا جائز ہو گا ؛ البتہ گذرنے کے بعد اللہ تبارک و تعالی سے اس پر مغفرت اور معافی بھی طلب کرلے۔ واللہ اعلم بالصواب

محور دوم:

جواب نمبر۱:- سوال مذکور کے جواب سے قبل دو باتوں کو بطور خاص جاننا ضروری ہے:

(۱)سرقہ کی تعریف۔ (۲)اشیاء کی حفاظت کے طریقے۔

مذکورہ دونوں باتوں کے جاننے کے بعد ہی سوال مذکور کا کوئی جواب لکھا جاسکتا ہے۔

(۱) سرقہ کی تعریف:

چنانچہ الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ میں سرقہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے:

في الإصطلاح:ہي أخذ العاقل البالغ نصاباًمحرزاً ، أو ما قیمتہ نصاب، ملکا للغیر، لا شبہۃ لہ فیہ علٰی وجہ الخفیۃ (الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ۲۴؍۲۹۲، وزارۃ الأوقاف والشئون الاسلامیۃ) ۔

اور فتاوی تاتار خانیہ میں لکھا ہے:

السرقۃ التي توجب القطع:عبارۃ عن أخذ مال الغیر علی سبیل الخفیۃ من الحرز (الفتاوی التاتارخانیۃ ۶؍۴۲۷)۔

اور ڈاکٹر وہبہ الزحیلی رقم طراز ہیں:

السرقۃ:ہي أخذ مال الغیر من حرز المثل علی الخفیۃ والاستتار (موسوعۃ الفقہ الاسلامي والقضایا المعاصرۃ ۶؍۴۲)۔

اس کے علاوہ کتب فقہ و فتاوی میں جہانجہاں بھی سرقہ کی تعریف کی گئی ہے، تمام جگہوں پر دو باتوں کی قید ضرور ملتی ہے: ایک محرز یعنی محفوظ، دوم: خفیۃً یعنی چپکے سے لے لینا۔

مذکورہ بالا تمام فقہی عبارات کی روشنی میں سرقہ کی تعریف یہ ہوئی کہ ‘‘مال محترم محفوظ کو کسی کی ملکیت سے خفیۃً یعنی چپکے سے لے لینا بشرطیکہ وہ نصاب کی مقدار میں ہو ’’۔

(۲) اشیاء کی حفاظت کےطریقے:

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اشیاء کی حفاظت کے مختلف طریقے ہیں:مثلاً: مکان کے اندر کی اشیاءکی حفاظت دروازے کو مقفل کر کے، جانوروں کی حفاظت ان کے باڑے اور تویلے کے دروازے کو بند کرکے، بینک اکاؤنٹ، ای میل آئی ڈی، وائی فائی کنکشن اور انٹر نیٹ پر رکھی ہوئی اپنی معلومات کی حفاظت اس کے مخصوص پاسورڈ کے ذریعہ، اپنا موبائل کوئی دوسرا شخص استعمال نہ کرے اس کے لئے فنگر لوک یا فیس لوک سسٹم وغیرہ کے ذریعہ۔

ظاہر سی بات ہے کہ ایک آدمی اتنی ساری مشقت اور اتنی ساری محنت اسی لئے کرتا ہےکہ اس کو اپنی اشیاء کی حفاظت مقصود ہوتی ہے؛ تاکہ کوئی دوسرا شخص اس کی معلومات تک رسائی حاصل نہ کرلے۔

مذکورہ تمہیدی دونوں باتونکے جاننے کے بعداب اصل سوال کا جواب معلوم کرنا

بہت آسان ہو گیاکہ جب اس شخص نے انٹرنیٹ پر اپنی رکھی ہوئی معلومات کو آزاد نہیں چھوڑا ہے؛ بلکہ ان معلومات کی حفاظت کے لئے اس نے ان کے شایان شان ایک قفل (پاسورڈ) بھی لگا رکھا ہے، اور پاسورڈ بھی ایک طرح کا لوک ہی ہے جیسا کہ ساری دنیا کا اس پر اتفاق ہے، اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ پاسورڈ کے ذریعہ اس نے اپنی معلومات کو محفوظ کر رکھا ہے، ورنہ پاسورڈ لگانے کی یہاں اس کو کوئی خاص ضرورت نہ تھی؛پاسورڈ اس کے لئے ایک طرح کا قفل ہی ہے؛ جیسا کہ ڈاکٹر وھبہ الزحیلی ؒرقم طراز ہیں:

والحرز لغۃً: الموضع الذي يحرز فيہ الشئ، و شرعاً:ہو ما نصب عادة لحفظ أموال الناس؛ كالدار والحانوت والخيمۃ والشخص (موسوعۃ الفقہ الاسلامي والقضايا المعاصرۃ۶، ۵۶، ۵۷)۔

جب حقیقی قفل(لوک) توڑ کر کسی کے مکان میں داخل ہوکرمحترم محفوظ اشیاء کونصاب کی مقدارمیں خفیۃً لے لینے والا شخص سارق کہلاتا ہے، تو یہاں بھی ایک معنوی قفل (لوک) توڑ کر اس کی معلومات کے مکان میں داخل ہونے والا شخص سارق کیوں نہیں کہلاسکتا ہے؟یہ بھی ایک طرح کاسارق ہی ہے۔

اب اس طرح کی حرکت کرنے والے شخص کی حسب ذیل تین طرح کی سزائیں ہوں گی:

(۱)اگر اس نے اس طرح کی حرکت کرکے کسی کو مالی اور معاشی نقصان پہنچایا ہے، مثلاً: بینک کا پاسورڈ معلوم کرکےاس کے اکاؤنٹ سے رقم کی چوری کرلی ہے، تو اس کے متعلق معلوم ہوجانے پر اسلامی حکومت اور اسلامی عدالت کی صورت میناس پر سرقہ کی معروف سزا قطع ید کی صورت میں ہوگی، اور اسلامی حکومت اور اسلامی عدالت کے نہ پائے جانے کی صورت میں حکومت کی طرف سے اس پر تمام تر قانونی کارروائیاں کی جائینگی، اسے بخشا نہیں جائے گا؛ ورنہ اس کی جرأت بڑھ جائے گی۔

(۲) اس طرح کی حرکت کرکے اگر اس نے کسی کی عزت وآبرو کو ٹھیس پہنچائی ہے، تو ایسا شخص لا تجسسوا، و لا تحسسوا اور ولا تتبعوا عورات الناس نیزمن ستر مسلماً في الدنيا ستر الله عليہ في الدنيا والاٰخرۃ والی احادیث- اور ان جیسی دیگر وہ تمام احادیث جن میں کسی کی پردہ پوشی کرنے کا حکم دیا گیا ہےاورپردہ دری کرنے سے روکا گیا ہے- کی خلاف ورزی کرنے والا ہوا، اور کسی کی بےعزتی و آبرو ریزی کرنے پر عند اللہ جو گناہ ہے، وہ گناہ اس پر عائد ہوگا، اور دنیا میں کسی پر جھوٹے اور غلط الزامات لگانے کی جو سزائیں ہیں، وہ سزائیناس پر نافذ ہونگی، بشرطیکہ اسلامی حکومت اور اسلامی عدالت ہو-

(۳)اور اگر اس طرح کی حرکت کرکے اس نےانٹرنیٹ پر رکھی ہوئی کسی کی کتابوں سے فائدہ اٹھایا ہےیا ڈاؤن لوڈ کر دیا ہے، تو اس میں گرچہ اس کا فائدہ ہے اور سامنے والے کا بظاہر کوئی نقصان نہیں ہے؛ لیکن ا س کے باوجود بھی ایسی حرکت کرنا جائز نہیں، اس سے دوسرے کی ملکیت میں بلا اس کی اجازت کے تصرف کرنا لازم آتا

ہے، جو شرعاً ناجائز ہے۔

چنانچہ اسی طرح کے ایک فتوے کے جواب میں مفتی شبیر احمد صاحب مرادآبادی دامت برکاتہم ‘‘فتاوی قاسمیہ ’’ میں تحریر فرماتے ہیں:

سوال:کیا فرماتے ہیں علمائے دین اورمفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے میں: کہ ایک طالب جو ڈاکٹری تعلیم حاصل کرتا ہےاور ڈاکٹری درجہ کی کتابیں انتہائی مہنگی ہوا کرتی ہیناوروہ اسے خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتااور وہ طالب علم کمپنی کے نمبروں کو خفیہ طور پر نیٹ سے حاصل کرکےاس سے فائدہ اٹھاتا ہے اور کمپنی کی طرف سے اس طرح فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں ہوتی ہے،تو اس نے ان کتابوں کو حاصل کرکے نیٹ پر عام کر دیاکہ جس سے ہر ڈاکٹری درجہ میں پڑھنے والااس سے فائدہ اٹھا سکے، اب اس کی ذیل میں دو صورتیں ہیں:

(۱) کیا اس طریقے سے کمپنی کی اجازت کے بغیر کتابینحاصل کرکے فائدہ اٹھاسکتے ہیں؟

(۲)اب جونیٹ پر کتاب رکھ دی گئی ہے، اس سے دوسرا طالب علم فائدہ اٹھا سکتا ہے یا نہیں؟حالاں کہ دوسرے طالب علم کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسؤولہ میں کمپنی کی اجازت کے بغیر خفیہ طور پر نیٹ کے ذریعہ مذکورہ کتابیں حاصل کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ عرفی اور قانونی اعتبار سے ان کتابونکی اشاعت کا حق کمپنی کے نام محفوظ ہےاور اس میں بلا اجازت تصرف کرنا یقیناً حق تلفی اور گناہ ہے؛ لیکن جب یہ کتابیں کسی طرح حاصل کر کےکسی مفت ویب سائٹ پر ڈال دی جائیں اور وہاں سے کوئی شخص فائدہ اٹھائے، تو وہ حق تلفی کرنے والوں میں شامل نہ ہوگا؛ کیوں کہ اس کے اس عمل کی وجہ سے کمپنی کا کوئی نقصان نہیں ہو رہا ہے؛ بلکہ ساری ذمہ داری ناحق طورپر ویب سائٹ پر ڈالنے والے پر ہی رہے گی (فتاوی قاسمیہ۲۴، ۷۰۰، ۷۰۱)۔

لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا إذنہ (شرح المجلۃ۱،۶۱، مطبوعۃ اتحاد بك ڈپو، دیوبند) ۔

خلاصہ اور اپنی رائے: مذکورہ بالا فقہی عبارات اور پیش کردہ تفصیلات کی روشنی میں بندے کی رائے یہ ہےکہ ایسی ناشائستہ حرکت کر کے اگر اس نے کسی کو مالی اور معاشی نقصان پہنچایا ہے اور وہ نصاب کی مقدار میں یا اس سے زیادہ ہو،تو اسلامی حکومت اور اسلامی عدالت کی صورت میں اس پر قطع ید کی سزا نافذ ہوگی اور ان کے فقدان کے وقت اس جرم پر جو بھی قانونی کارروائی اور سزا ہوگی اس کا نفاذ ہوگا، اور اگر اس نے اس حرکت کے ذریعہ کسی کی عزت و آبرو سے کھلواڑ کیا ہے،تو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہ سخت گناہ کا کام ہے اور اس جرم پر دنیا مینجو سزائیں مقرر ہیں

(حد اور تعزیر وغیرہ)ان کا نفاذ ہوگا؛ اور اگر اس حرکت سے اس کا تو فائد ہ ہو؛ لیکن سامنے والے کاکوئی نقصان نہ ہو،تب بھی یہ حرکت گناہ سے خالی نہیں؛ کیوں کہ اس صورت میں دوسرے کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنالازم آتا ہے، جوکہ ناجائز، حرام اور گناہ کا کام ہے۔واللہ اعلم بالصواب

جواب نمبر ۲: - اتنی بات تو یہاں متعین ہے کہ یہ ایک طرح کا سرقہ ہے؛ کیونکہ سوال نمبر ایک میں سرقہ کی جو تعریف کی گئی ہے، وہ تعریف بعینہ یہاں صادق آرہی ہے، یعنی کسی کے مال محترم محفوظ کو علی سبیل الخفیہ لے لینا،ظاہر سی بات ہے کہ یہاں نیٹ پر رکھی ہوئی معلومات تک کوئی شخص اس کا پاسورڈ معلوم کر کے یا پاسورڈ توڑ کر پہنچے گا، تو اس کے سرقہ ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

اور سرقہ کا حکم یہ ہے کہ شئی مسروق سارق کے پاس جب تک بعینہ موجود ہو،اس کے مالک تک واپس کرنا ضروری ہے، سارق کے لئے اپنی مرضی سے اس میں تصرف کرنا بالکل جائز نہیں ہے ؛جیسا کہ فتاوی تاتارخانیہ میں لکھا ہے:

الفصل التاسع:في السرقة ترد على المالك

الأول:أن يرد السارق السرقة على المالك قبل المرافعة إلى الإمام (الفتاوى التاتار خانية۶؍۴۷۱،مطبوعة زكريا ديوبند)۔

نیز اس پر غصب کی تعریف بھی صادق آرہی ہے؛ کیوں کہ غصب کہتے ہیں: کسی شخص کے مال متقوم پر داداگیری اور زبردستی کر کےاس کا قبضہ ختم کردینا؛جیسا کہ الموسوعة الفقهية الكويتيه میں لکھا ہے:

التعريف:الغصب لغة: هو أخذ الشيئ ظلماً و قهراً۔

واصطلاحاً:إزالة يد المالك عن ماله المتقوم على سبيل المجاهرة والمغالبة بفعل في المال (الموسوعة الفقهية الكويتية، وزارة الأوقاف والشئون الاسلاميه ۳۱؍۲۲۸)۔

صورت مسؤولہ میں بھی ایسی حرکت کرنے والاشخص پاسورڈ معلوم کرکے یا پاسورڈ توڑ کر کسی کی معلومات اور کتابوں کے ذخیرے (جوکہ مال متقوم ہے)تک رسائی حاصل کرکے مالک کے قبضے کو ختم کردیتا ہے؛ اس لئے یہ ایک طرح کا غصب کہلائے گا اور غصب حرام ہے؛ جیسا کہ قرآن و احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

چنانچہ ڈاکٹر وھبہ الزحیلیؒ رقم طراز ہیں:

اتفق العلماء على تحريم الغصب والإتلاف ونحوهما من الاعتداء على أموال الاٰخرين؛ لقوله تعالٰى:"يأيها الذين اٰمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل"؛ وقول رسول الله ﷺ فى خطبته يوم عيد الأضحٰى: "إن دمائكم و أموالكم حرام عليكم"(موسوعة الفقه الاسلامي والقضايا المعاصرة۱۰؍ ۷۲۷)۔

اور غصب کا حکم یہ ہے کہ شئی مغصوب غاصب کے پاس امانت ہے؛ لہذا اس کے

وبال سے سبک دوشی حاصل کرنے کے لئے اس کے واسطے ضروری ہے کہ اگر وہ چیز بعینہ موجود ہو ، تو وہ مالک کو واپس کردے؛ جیساکہ موسوعۃ الفقہ الاسلامی میں لکھا ہے:

وقال فقہاء الحنفیۃ وغیرہم:یتعین رد الشیئ بعینہ وذاتہ في المغصوب والأمانات والوکالات (موسوعۃ الفقہ الاسلامي والقضایا المعاصرۃ۱۰، ۷۲۷)۔

ڈاکٹر صاحب ہی ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں:

وہٰذا بخلاف المستعیر والغاصب؛ فإنہما ملزمان برد الشیئ علی صاحبہ؛ لأن المستعیر ینتفع بالعاریۃ بدون مقابل، والغاصب لاحق لہ في المغصوب (موسوعۃ الفقہ الاسلامي والقضایا المعاصرۃ۴، ۵۶۱) ۔

الغرض! یہاں اتنی بات تو متعین ہوگئی کہ اس کی یہ حرکت اور عمل سرقہ اور غصب ہے،اور سرقہ اور غصب دونو ں کا حکم یہ ہے کہ مغصوب اور مسروق اشیاء ان کے مالکان کو لوٹادی جائیں، سارق اور غاصب کے لئے اپنی مرضی سے ان میں تصرف کرنا جائز نہیں؛ کیونکہ یہ ملک غیر میں تصرف کرنا ہوگا، اور ملک غیر میں مالک کی اجازت کے بغیر تصرف ناجائز ہے، جیسا کہ شرح المجلۃ میں لکھا ہے:

لا یجوز لأحد أن یتصرف في ملك غیرہ بلا إذنہ (شرح المجلۃ۱، ۶۱، مطبوعۃ اتحاد بك ڈپو، دیوبند)۔

خلاصہ اور اپنی رائے: مذکورہ صورت کے سرقہ یا غصب کے دائرے میں آنے کی وجہ سے ایسی حرکت کرنے والے کے لئےان معلومات کو آگے بڑھانا ملک غیر میں مالک کی اجازت کے بغیر تصرف کرنے کے مترادف ہوگا، جوکہ ناجائز اور حرام ہے؛ ہاں! مالک اگر اجازت دے دے ،تو آگے بڑھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

جواب نمبر ۳ : - یہاں دو باتیں الگ الگ ہیں:

(۱) دونوں کا ایک دوسرے کے احوال معلوم کرنےکے لئے جاسوسی کرنا۔

(۲) انٹرنیٹ پر رکھی ہوئی معلومات حاصل کرکے استفادہ کرنا۔

جہاں تک پہلی صورت کا تعلق ہے، تو یہ بالکل جائز نہیں؛ کیوں کہ ا س صورت میں ان تمام روایات و احادیث کے خلاف امر لازم آئے گا، جن میں عمومی طور پر ایک دوسرے کی پردہ پوشی کا حکم دیا گیا ہے؛پردہ دری اور تحسس و تجسس وغیرہ سے روکا گیاہے؛ مثلاً:

(۱)لا تحسّسوا ولا تجسّسوا۔(۲)لا تتبعوا عورات الناس۔(۳)إیاکم و الظن فإن الظن أکذب الحدیث۔ (۴)إن دماءکم و أموالکم و أعراضکم علیکم حرام۔ (۵) لا تؤذوا المسلمین و لا تعیروہم و لا تتبعوا عوراتہم۔

پھر دوسری بات یہ ہے کہ میاں بیوی کے آپسی تعلقات ایک دوسرے کے ساتھ محبت و مودت، رافت و الفت، خیر خواہی و بھلائی اور سوئے ظن سے بچتے ہوئے حسن ظن

جیسی صفات حمیدہ پر مبنی ہوتے ہیں، اب اگر وہ ایک دوسرے کی خفیہ معلومات حاصل کرنے کے لئے جاسوسی کریں گے،تو ان کےدرمیان بد گمانیاں بڑھیں گی، غلط فہمیاں اور طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا ہوں گے، نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کی خوشگوار زندگی مصائب و آلام اور کلفتوں کا شکار ہوکر اجیرن بن جائے گی اور حد تجاوزی کی صورت میں معاملہ طلاق و تفریق تک بھی پہنچ سکتا ہے؛ اس لئے مذکورہ پہلی صورت تو بالکل جائز نہیں۔

رہ گئی دوسری صورت (انٹرنیٹ پر رکھی ہوئی معلومات حاصل کرکے استفادہ کرنا)تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ میاں بیوی کے بعض تعلقات ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں بجائے عمومی احکام جاری ہونے کے خصوصی احکام کا اجراء ہوتا ہے، اس سلسلے میں بندے نے کافی غور و خوض کیا، تو چند مسائل کی طرف ذہن کا تبادر ہوا:

(۱)پہلا مسئلہ یہ ہے کہ شوہر کا اپنی بیوی کو اور بیوی کا اپنے شوہر کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے؛ اگر انہوں نے ایک دوسرے کو اپنی زکوۃ دی ہے، تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی؛ کیوں کہ ان کے آپسی منافع تقریباً مشترک ہوتے ہیں؛ لہذا ایک دوسرے کو زکوۃ دینے کی صورت میں گویا دینے والے کا خود اپنی زکوۃ سے استفادہ لازم آئے گا، جوکہ درست نہیں ہے۔

جیسا کہ ہدایہ میں لکھا ہے:

لا يدفع المزكي زكوة ماله ---------- و لا إلى امرأته للاشتراك في المنافع عادة؛ ولا تدفع المرأة إلى زوجها عند أبي حنيفةؒ (الہدایۃ،کتاب الزکوۃ، باب من یجوز دفع الصدقات إلیہ ومن لا یجوز۱ر ۲۰۶) ۔

(۲) دوسرا مسئلہ یہ ہے شوہر کی گواہی اپنی بیوی کے حق میں اور بیوی کی گواہی اپنے شوہر کے حق میں قبول نہیں ہوتی؛ کیونکہ یہاں بھی دونوں کے منافع آپس میں متصل ہیں؛ لہذا گواہی دینے والا من وجہ گویا خود اپنی ہی ذات کے لئے گواہی دینے والا ہوگا،جو کہ درست نہیں؛نیز اس میں ایک طرح کے اتہام کا بھی شبہ ہے۔

جیسا کہ ہدایہ میں لکھا ہے:

لا تقبل شهادة أحد الزوجين للآخر لقوله عليه الصلوة والسلام:لا يقبل شهادة الولد لوالده،ولا الوالد لولده؛و لا المرأة لزوجها، و لا الزوج لامرأته؛ولأن المنافع متصل عادة، وهو المقصود، فيصير شاهداً لنفسه من وجه، أو يصير متهماً (الہدایۃ، کتاب الشہادۃ، باب من یقبل شہادتہ و من لا یقبل۳ر ۱۶۱، ۱۶۲)۔

مذکورہ بالا دونوں مسائل سے اتنی بات تو ضرور واضح ہوگئی کہ منافع کے اتصال کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان تعلقات کو عام تعلقات کی طرح شمار نہ کرکے ان پر عمومی احکام کا اجراء نہیں کیا گیا؛ بلکہ ان کو مخصوص تعلق شمار کر کے ان پر خصوصی احکام کا اجراء کیا گیا ہے، اسی سے تضمین کرتے ہوئے ہم سوال مذکور کا

جواب اس طرح دے سکتے ہینکہ جب میاں بیوی میں سے کسی نے کسی کا پاسورڈمعلوم کرکے یا پاسورڈ توڑ کر ایک دوسرے کی معلومات تک رسائی حاصل کرلی ہے، تو منافع کے اتصال کی وجہ سے اس پر عمومی احکام کا اجراء نہ ہوگااور دونوں میں سے کوئی بھی نہ سارق ٹھہرےگا اور نہ غاصب؛ یہی تو وجہ ہے کہ دونوں میں سے کسی نے اگرکسی کی کوئی مادی چیز چوری کرلی ہے، تو اس پر قطع ید کی سزا بھی نہیں ہے، جیساکہ ہدایہ میں لکھا ہے:

وإذا سرق أحد الزوجين من الأٰخر .....لم يقطع؛ لوجود الإذن بالدخول عادة؛ وإن سرق أحد الزوجين من حرز الآخر خاصة، لا يسكنان فيه، فكذلك عندنا، خلافا للشافعيؒ؛ لبسوطة بينهما في الأموال عادةً و دلالةً (الہدایۃ،کتاب السرقۃ، باب ما یقطع فیہ و مالا یقطع:۲/ ۵۴۴)۔

خلاصہ اور اپنی رائے: مذکورہ بالا تفصیلات کی روشنی میں بندے کی رائے یہ ہے کہ پہلی صورت توتجسس و تحسس، اتباع عورات الناس اور سوئے ظن کی حرمت کی بنیاد پر ناجائز ہے، اور دوسری صورت میں سرقہ اور غصب کے احکام کا عدم اجراء منافع کے اتصال کی وجہ سے ہے؛ لہذا دوسری صورت جائز ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب

جواب نمبر ۴ : - سوال مذکور کا جواب چار اہم اصول پر مبنی ہے:

(۱)الأمور بمقاصدہا۔

(۲) الضرر يزال۔(لا ضرر و لا ضرار)

(۳)يتحمل الضرر الخاص لأجل دفع الضرر العام۔

(۴) دفع المضرة أولى من جلب المنفعة۔

پہلے قاعدے کا مطلب یہ ہے کہ کسی کام کے اچھے اور برے ہونے کا فیصلہ اس کے مقصد کو سامنے رکھ کرکیا جائے گا؛ اگر اس کام کا مقصد اچھا ہے، تو کام بھی اچھا ہوگا اور مقصد برا ہے، تو کام بھی برا ہوگا، مثلاً:کوئی شخص کسی تاجر کو انگور محض تجارت کی نیت سے بیچتا ہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن اگر وہ اس نیت سے بیچتا ہے کہ لوگ اس سے شراب بنا کر پیئیں، تو یہ ناجائز اور حرام ہے۔

دوسرے قاعدے کا مطلب یہ ہے کہ ضرر اور نقصان کو دور کیا جائے گا، یعنی خود بھی نقصان نہ اٹھانا چاہئے اور نہ دوسروں کو نقصان پہنچانا چاہئے؛ مثلاً: کسی شخص نے فرصاد (ایک طویل القامہ درخت کا نام ہے)کے درخت کی ٹہنیاں کسی کو فروخت کیں اور مشتری ان ٹہنیونکو کاٹنے کے لئے بار بار درخت پر چڑھتا ہے، جس کی وجہ سے اڑوس پڑوس کی عورتوں پر اس کی نظر پڑتی رہتی ہے اور بے پردگی ہوتی ہے، تو اس کو ایک دو مرتبہ حکم دیا جائے گاکہ جب جب بھی تمھیں درخت پر چڑھنا ہو، تو پڑوسیوں کو اطلاع کر دیا کرو؛ تاکہ وہ پردہ کرلیں، اگر وہ ایسا کرتا ہے، تو بہت اچھا ہے، ورنہ اس کا معاملہ حاکم کے پاس پہنچایا جائے گا اور حاکم اسے منع کردے گا۔

تیسرے قاعدے کا مطلب یہ ہے کہ عام ضرر اور نقصان کو دور کرنے کے لئے خاص ضرر کو برداشت کرلیا جائے گا؛ یعنی عام لوگوں کو ضرر سے بچانے کے لئے اگر کسی خاص ضرر کا ارتکاب کرنا پڑے، تو اس میں کوئی حرج نہیں، مثلاً:جنگ کے موقع پر اگر کفار و مشرکین نے مسلمانوں کے بچوں کو ڈھال بنا دیا ہے، تو عام ضرر کودور کرنے کے لئے ان کفار کی طرف تیر اندازی کرنا جائز ہے۔

چوتھے قاعدے کا مطلب یہ ہے کہ نقصان کو دور کرنا منفعت کو حاصل کرنے کے مقابلے میں اولی اور بہتر ہے؛ یعنی کسی چیز میں دو طرح کے پہلو ہوں: ایک میں حصول نفع کا پہلو ہو اور دوسرے میں دفع ضرر کا، تو حصول نفع والے پہلو کو اپنانے کے بجائےدفع ضرر والے پہلو کو اپنانا اولی اور بہتر ہوگا۔

خلاصہ اور اپنی رائے: مذکورہ بالا چاروناصول کو سامنے رکھتے ہوئے بندے کی رائے مینجرائم پیشہ اور دہشت گرد عناصر پر نظر رکھنے کے لئے حکومت یا محکمۂ پولس کی طرف سےامن عامہ کے حصول کی خاطر اگر شخصی طور پر کسی کی معلومات حاصل کی جائے بشرطیکہ اس میں سامنے والے کو پریشان اور حیران کرنا مقصود نہ ہو او رنہ اس کی دولت اور املاک کو ضبط کرنے کی نیت ہو؛ بلکہ عوام کو ضرر اور نقصان سے بچانا مقصود ہو، تو مذکورہ بالا چاروں اصول کی روشنی میں حدود اور دائرے میں رہتے ہوئے اس کی اجازت دی جا سکتی ہے،نبوی زندگی میں جنگی پالیسیوں کو منظم کرنے اور دشمن کے خطرات سے عام مسلمانوں کے تحفظ کے لئے اس طرح کی خفیہ معلومات حاصل کر نے کے واقعات بھی ملتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

جواب نمبر ۵ : - سوال مذکور کے جواب سے قبل نمیمہ (چغل خوری) کی تعریف جاننا ضروری ہے؛ چنانچہ حضرات فقہاء اور شراح احادیث نے الفاظ کے قدرے اختلاف کے ساتھ فرمایا ہے: ''کہ نمیمہ (چغل خوری) کہتے ہینایک کی بات دوسرے تک شر اور فساد کی غرض سے پہنچانا ''۔

الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ میں لکھا ہے:

النميمة: هي نقل الكلام عن المتكلم به إلٰى غيره علٰى وجه الإفساد (الموسوعة الفقهية الكويتية ۴۱، ۳۷۲) ۔

اور شارح ابو داؤد صاحب بذل المجہود علامہ خلیل احمد سہارن پوریؒ تحریر فرماتے ہیں:

النميمة:هي نقل الحديث على جهة الفساد والشر (بذل المجهود شرح أبي داؤد۱،۲۳۵، مطبوعۃ دارالبشائر الاسلامیہ)۔

اورشارح مسلم صاحب فتح الملہم علامہ محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم رقم طراز ہیں:

حقيقة النميمة:إفشاء السر وهتك السترعما يكره كشفه (تكملة فتح الملهم شرح مسلم۱۱،۳۲۴، مطبوعہ فیصل پبلیکیشنز ۱۱،۳۲۴)۔

مذکورہ بالا تمام عبارات کی روشنی میں اتنی بات تو ضرور معلوم ہوگئی کہ نمیمہ (چغل خوری) کہتے ہیں کسی کی بات کو شر اور فساد کے مقصد سے دوسرے تک پہنچانا اور یہ ناجائز،حرام اور گناہ کبیرہ ہے، احادیث میں اس پرعذاب قبر کی وعید سنائی گئی ہے۔

ہاں! جس چغل خوری میں شر اور فساد جیسے کسی برے مقصد کے بجائے کسی کے ساتھ خیر خواہی، بھلائی اور اصلاح مقصود ہو، تو اس کی اجازت ہے؛ بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے، مثلاً:کسی کے قتل کرنے یا کسی عورت کے ساتھ زنا کرنے یا کسی کے مال کو ناحق ہڑپ کر نے کا اگر کچھ لوگوں کی طرف سے پلان بنایا جا رہا ہو اور کسی شخص کو اس کا علم ہوجائے، تو اس کے لئے واجب ہے کہ وہ ان لوگوں تک خبر پہنچادے، جن کے متعلق یہ پلان بنایا جا رہا ہے۔

چنانچہ ابوداؤد شریف کی ایک روایت میں آپ ﷺ کا فرمان منقول ہے:

عن جابر بن عبد الله ؓ قال: قال رسول الله ﷺ:المجالس بالأمانة إلا ثلاثة مجالس:سفك دم حرام، أو فرج حرام،أو اقتطاع مال بغير حق (بذل المجهود شرح أبي داؤد، مطبوعة دارالبشائر الاسلامية۱۳،۲۸۳)۔

اس کی شرح میں صاحب بذل المجہود حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ تحریر فرماتے ہیں:

فهٰذه المجالس الثلاثة لا يجوز إخفاءها؛ بل يجب الإظهار نصيحةً للمسلمين (بذل المجهود۱۳،۲۸۳)۔

اور ابن رسلان تحریر فرماتے ہیں:

أما نقل ما فيه مصلحة أو إزالة مفسدة فهو مطلوب (بذل المجهود شرح أبي داؤد۱،۲۳۵، مطبوعة دارالبشائر الاسلامية)۔

اور شارح مسلم علامہ محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم رقم طراز ہیں:

إلا ما في حكايته فائدة لمسلم أو دفع لمعصية (تكملة فتح الملهم شرح مسلم۱۱،۳۲۴، فیصل پبلیکیشنز)۔

اور فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے:

رجل إذا كان يصوم و يصلي، ويضر الناس باليد و اللسان، فذكره بما فيه لا يكون غيبة، وإن أخبر السلطان بذٰلك ليزجره، فلا إثم عليه (الفتاوى العالمگيرية۵،۳۶۲، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) ۔

مذکورہ بالا تمام عبارات سے یہ بات صاف طور پر معلوم ہوگئی کہ شر اور فساد

کے مقصد سے توچغل خوری حرام اور ناجائز ہے اور اس پر سخت وعید ہے؛ لیکن دینی یا دنیوی کسی خاص مصلحت کے پیش نظر یا کسی شر و فساد کو دور کرنے کے لئے کی جائے تو جائز ہے؛ بلکہ بذل کی عبارت سے اس کا وجوب بھی مستفاد ہو رہاہے۔

یہیں سے سوال مذکور کا جواب بھی آسان ہوگیا کہ جب کسی شخص کی خفیہ معلومات سے اس بات کا پتہ چل جائے کہ وہ ان کے ذریعہ دوسروں کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہے یا اس کے ساتھ کسی معصیت کے ارتکاب کا خواہاں ہے،تو اس کے لئے ضروری اور واجب ہے کہ سامنے والے کو اس کے گندے پلان سے آگاہ کردے اور یہ چغل خوری نہیں ہوگی؛ بلکہ بہت بڑی نیکی کا کام ہوگا۔

خلاصہ اور اپنی رائے: مذکورہ بالا تمام دلائل کی روشنی میں بندے کی قوی رائے یہ ہے مذکور صورت چغل خوری میں داخل نہیں ہے؛ بلکہ واقف کرانا واجب ہے، اخفاء کی صورت میں سخت گناہ ہوگا اوراس شخص کے خفیہ گندے پلان سے سامنے والے کو آگاہ کرکےاس کو بہت بڑی مصیبت سے بچانے کا اجر و ثواب ملے گا۔واللہ اعلم بالصواب

جواب نمبر ۶ : - سوال مذکور میں دو باتیں ہیں:

(۱)خفیہ معلومات کا ڈاٹا جمع کر کے متعلق شخص کی اجازت کے بغیر تجارتی کمپنیوں کو مہیا کرنا۔

(۲)اس طرح کے کام پر اجرت حاصل کرنا۔

جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے، تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ یہ فیس بک اکاؤنٹ کے مالک کی اپنی ذاتی اور خفیہ معلومات ہیں، لہذا اس کی اجازت کے بغیر اس کی معلومات کا ڈاٹا تجارتی کمپنیوں کو مہیا کرنا کسی بھی شخص کے لئے جائز نہیں ہوگا؛ کیوں کہ دوسرے شخص کی ملک میں مالک کی اجازت کے بغیر تصرف جائز نہیں۔

لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا إذنه (شرح المجلۃ۱؍۶۱، مطبوعہ اتحاد بك ڈپو، دیوبند)۔

نیزایسی حرکت کرنے والا شخص اگرکسی طرح سے ان معلومات کو کٹ پیسٹ کرکے اپنی اصل جگہ سے بالکل غائب کر دے، تو یہ ایک طرح کا سرقہ اور غصب ہوگا؛ کیوں کہ حضرات فقہاء نے سرقہ اور غصب کی جو تعریفات کیں ہیں، وہ تعریفات اس پر بھی صادق آئیں گی۔

چنانچہ فتاوی تاتار خانیہ میں لکھا ہے:

السرقۃ التي توجب القطع:عبارة عن أخذ مال الغير علٰى سبيل الخفية من الحرز (الفتاوی التاتارخانیۃ۶؍۴۲۷)۔

اور ڈاکٹر وہبہ الزحیلی رقم طراز ہیں:

السرقۃ:ہي أخذ مال الغير من حرز المثل على الخفية والاستتار (موسوعۃ الفقہ الاسلامي

والقضايا المعاصرة۶،۴۲)۔

اور غصب کی تعریف کرتے ہوئے الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ میں لکھا ہے:

الغصب لغة: ہو أخذ الشيئ ظلماً و قہراً۔

واصطلاحاً:إزالة يد المالك عن ماله المتقوم على سبيل المجاہرة والمغالبة بفعل في المال (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیہ ۲۲۸،۳۱، وزارة الأوقاف والشئون الاسلامية) ۔

صورت مسؤولہ میں بھی ایسی حرکت کرنے والاشخص گویا کہ دوسرے شخص کی معلومات کے محرز، محفوظ اور متقوم ڈاٹے کوخفیۃً ضبط کر کے مالک کی ملکیت اور قبضے کو بالکل ختم کر رہا ہے؛ اس لئے اس کا مذکورہ عمل یقیناً سرقہ اور غصب کہلائے گا۔

اور اگر کاپی پیسٹ کرتا ہے، تب بھی ملک غیر میں مالک کی اجازت کے بغیر تصرف لازم آنے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا۔

نیزاس میں تعاون علی المعصیۃ لازم آرہا ہے اور کتب فقہ و فتاوی میں بہت سے کاموں کو تعاون علی المعصیۃ کی وجہ سے ناجائز اور حرام قرار دیا گیاہے۔

رہ گئی دوسری بات یعنی اس طرح کے کام پر اجرت حاصل کرنے کی، تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ یہ معصیت کے کام پر تعاون ہے اور معصیت کے کام پر اجرت کا لینا جائز نہیں ہے؛ جیساکہ تمام کتب فقہ و فتاوی میں مصرح ہے۔

خلاصہ اور اپنی رائے: مذکورہ بالادلائل کی روشنی میں اس طرح کی حرکت کرنے والے شخص کی طرف سےیا تو ملک غیر میناس کی اجازت کے بغیر تصرف یا سرقہ اور غصب یا تعاون علی المعصیۃ لازم آنے کی وجہ سے ذاتی خفیہ معلومات کاڈاٹا متعلق شخص کی اجازت کے بغیر تجارتی کمپنیوں کو مہیا کرنابندے کی رائے میں کسی بھی شخص کے لئے جائز اور درست نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

جواب نمبر ۷ : - سوال مذکور کا جواب چار اہم اصولوں پر مبنی ہے:

(۱)الأمور بمقاصدہا۔

(۲)الضرر يزال۔(لا ضرر و لا ضرار)

(۳)دفع المضرة اولٰی من جلب المنفعۃ۔

(۴) يتحمل الضرر الخاص لأجل دفع الضرر العام۔

سوال مذکور میں ان تنظیمونکی طرف سے جرائم پیشہ افراد پر شہادت پیش کرنے کے لئے جن خفیہ کیمروں کا استعمال کیا جاتا ہے در اصل ان کا مقصد مجرموں کی گرفت کرنا ہے، جوکہ ایک اچھا مقصد ہے؛ نیز اس میں منفعت کے حصول کے مقابلے میں عام انسانوں سے دفع مضرت اور ان کے تحفظ کا پہلو بھی پایا جاتا ہے؛ بلکہ دفع مضرت کا پہلو غالب ہے اور اس میں مظلومونکو بھی مدد ملتی ہے؛ بایں بنا مذکورہ بالا اصول اربعہ کی روشنی میں بندے کی قوی رائے یہ ہے کہ اس طرح کے کیمرے نصب کرنا شرعاً جائز

ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

جواب نمبر ۸ : - مذکورہ سافٹ ویئر چوں کہ بنانے والے شخص کا مملوک سافٹ ویئر ہےاور اس کی حفاظت کے لئے اس نے اس کو مقفل کر رکھا ہے؛ اس لئے کسی بھی شخص کے لئے اس کے قفل کو توڑ کر خود اس سے استفادہ کرنا یا گاہکوں کو فروخت کرناجائز نہیں ہوگا ؛ کیونکہ اس صورت میں ملک غیر میں مالک کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا لازم آتا ہے جوکہ شرعاً درست نہیں ہے۔

چنانچہ شرح المجلہ میں لکھا ہے:

لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا إذنه (شرح المجلة۱؍۶۱، مطبوعہ اتحاد بك ڈپو، دیوبند)۔

رہ گیا حکم دوسری شق کا (اس سے خریدنے والے کا اس سافٹ ویئر کو دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنا) تو اس سلسلے میں عرض ہےکہ سامنے والے شخص کو اگر معلوم ہوکہ اس سافٹ ویئر کا قفل توڑ کر اس نے اسے حاصل کیا ہے، تو سامنے والے شخص کے لئے اس کا خریدنا جائز نہیں ہوگا؛ کیونکہ اس صورت مینتعاون علی المعصیۃ لازم آئے گا، جوکہ درست نہیں، جب اس کے لئے خریدنا جائز نہیں تو آگے فروخت کرنا بھی اس کے لئے جائز نہیں ہوگا۔

چنانچہ علامہ یوسف قرضاوی حفظہ اللہ رقم طراز ہیں:

لم يحل للمسلم أن يشتري شيئاً يعلم أنه مغصوب أو مسروق أو مأخوذ من صاحبه بغير حق؛ لأنه إذا فعل يعين الغاصب أو السارق أو المعتدي علٰى غصبه وسرقته وعداوته، قال عليه الصلوة والسلام:من اشترى سرقة وهو يعلم أنها سرقة، فقد اشترك في إثمها وعارها (الحلال والحرام في الاسلام: ۲۱۶)۔

اور فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے:

سئل الفقيه أبو جعفر:عمن اكتسب مالاً من أمر السلطان، وجمع المال من أخذ الغرامات المحرمة، وغير ذٰلك، هل يحل لأحد عرف ذٰلك أن يأكل من طعامه؟ قال:أحب إليَّ في دينه أن لايأكل منه (الفتاوى العالمگيرية۵؍۳۵۰، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) ۔

مذکورہ بالا دونوں فقہی عبارات کی روشنی مینیہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ دوسرے شخص کے لئے بھی اسے خریدنا اور خرید کر آگے فروخت کرنا بالکل جائز نہیں۔

لیکن جیسا کہ بعض حنفیہ سے یہ منقول ہے کہ پہلے والے شخص کے لئے اس طرح کی حرکت کرنا ملک غیرمیں تصرف لازم آنے کی وجہ سے جائز نہیں ہے؛ لیکن اس نے اگر کسی او رکو فروخت کیا ہے، پھر دوسرے نے تیسرے کو فروخت کیا ہے، تو یہ جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہینہے؛ لیکن یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ بعد والوں کو پہلے والے کی اس حرکت کا علم نہ ہو، اور اگر بعد والوں کو پہلے والے کی اس طرح کی حرکت کا علم

ہو، تو بعد والونکے لئے بھی اس کا خریدنا اور خرید کر آگے فرخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔

جیساکہ علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:

وقال الشيخ عبد الوہاب الشعراني في كتاب المنن:ما نقل عن بعض الحنفية من أن الحرام لا يتعدى إلى ذمتين؛ سألت عنہ الشہاب الشبلیؒ، فقال:ہو محمول على ما لم يعلم بذٰلك؛ أما من رأى المكاس يأخذ من أحد شيئاً من المكس، ثم يعطيہ اٰخر، ثم يأخذہ من ذٰلك الاٰخر، فہو حرام (رد المحتار المعروف بالشامي ۵۵۳،۹، زكريا)۔

خلاصہ اور اپنی رائے: مذکورہ بالادلائل کی روشنی میں بندے کی قوی رائے یہ ہے کہ پہلے والے شخص کے لئے توملک غیر میں مالک کی اجازت کے بغیر تصرف لازم آنے کی وجہ سے قفل توڑ کر خود اس سے استفادہ کرنا یا دوسرے گاہکوں کو فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، اور دوسرے شخص اور اس کے بعد والوں کے لئے خریدنا اور خرید کرآگے فروخت کرنا تعاون علی المعصیۃ لازم آنے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

جواب نمبر ۹ : - اس سلسلے میں عرض ہے کہ جس کے متعلق کسی کو اس بات کا پختہ علم ہو کہ وہ اپنے کمپیوٹر میں مخرب اخلاق مواد رکھتا ہے اور اس سے اس کا دین و آخرت برباد ہو رہا ہے، تو پہلا مرحلہ یہ ہے کہ اس کو اچھے انداز سے اور نرمی سے سمجھایا جائے، اس کو نصیحت کی جائے، اس کے نقصانات اس کو بتائے جائیں اور اس سے باز رہنے اور اپنے کمپیوٹر سے فوری طور پر ان کو ختم کردینے کی تاکید کی جائے۔

چنانچہ فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے:

رجل رأى منكراً، و ہٰذا الرأى ممن يرتكب ہٰذا المنكر، يلزمہ أن ينہٰى عنہ؛ لأن الواجب عليہ ترك المنكر والنہي عنہ، فبترك أحدہما لا يسقط عنہ الاٰخر (الفتاوى العالمگيريہ ۳۵۳،۵، مطبوعۃ مكتبۃ رشيديۃ كوئيٹہ)۔

نیز ایک حدیث میں حضرت تمیم داریؓ سے آں حضرت ﷺ کا فرمان منقول ہے:

عن تميم الداريؓ أن النبي ﷺ قال:الدين النصيحۃ ثلٰثاً،قلنا:لمن؟ قال:للہ، ولكتابہ، ولرسولہ، و لأئمۃ المسلمين، وعامتہم(رواہ مسلم بحوالہ مشكوۃ المصابيح، باب الشفقۃ والرحمۃ على الخلق: ۴۲۲،۴۲۳)۔

شارح مشکوۃ المصابیح ملا علی قاری علیہ الرحمۃ ''عامتہم '' کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

ثم نصيحۃ العامۃ بإرشادہم إلى مصالحہم الدينيۃ والدنيويۃ، وكف الأذٰى عنہم، وتعليمہم ما ينفعہم في دينہم و دنياہم، وإعانتہم عليہ قولاً وفعلاً، وستر عوراتہم، وسد خلاتہم ودفع المضار عنہم وجلب المنافع لہم، وأمرہم بالمعروف ونہيہم عن المنكر برفق؛ وتوقير كبيرہم ورحم صغيرہم، وتخولہم بالموعظۃ الحسنۃ (مرقاۃ المفاتيح شرح مشكوۃ المصابيح۱۸۰،۹، مطبوعۃ فيصل پبليكيشنز ديوبند)۔

اگر نصیحت سےاور سمجھانے سے کام چل جائے، تو بہتر ہے، ورنہ دوسرا مرحلہ

یہ ہے کہ اس کو ہاتھ سے روکا جائے۔

چنانچہ ایک حدیث میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے آپ ﷺ کا ارشادمنقول ہے:

عن أبي سعيد الخدري ؓ عن رسول الله ﷺ قال:من رأى منكم منكراً فليغيره بيده (مشكوة المصابيح: ۴۳۶)۔

اور ہاتھ سے روکنے کے مختلف طریقے ہیں؛ ان میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جن آلات سے وہ گناہ میں مبتلا ہے، ان آلات ہی کو توڑ دیا جائے؛ جیساکہ صاحب مرقاۃ المفاتیح ملاں علی قاری علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:

فليغيره بيده:أي:بأن يمنعه بالفعل بأن يكسر الآلات ويريق الخمر ويرد المغصوب إلى مالكه (مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح ۳۲۴،۹، مطبوعۃ فیصل پبلیکیشنز دیوبند)۔

اورفتاوی عالمگیری میں لکھا ہے:

وينبغي أن يكون التعريف أولاً باللطف والرفق، ليكون أبلغ في الموعظة والنصيحة، ثم التعنيف بالقول، لا بالسبّ و الفحش، ثم باليد كإراقة الخمر و إتلاف المعازف (الفتاوى العالمگيريه ۳۵۲،۵، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)۔

لیکن مخرب اخلاق اور فاسد مواد کو اپنے کمپیوٹر میں رکھنے والے شخص کے گھر پر جاکر کسی شخص کااس کے کمپیوٹر کو توڑدینا اس زمانے میں ممکن بھی نہیں اور اس کا تصور بھی نہینکیا جاسکتا ہے، اور اگر کسی نے اس طرح کی اپنی ہمت دکھا دی، تو میری ناقص سمجھ کے مطابق شاید ہی وہ صحیح وسالم اپنے گھر واپس لوٹ سکے؛ اس لئے اگر اس منکر سے اس کو روکنے کے لئے اس کے کمپیوٹر میں وایئرس چھوڑ کر کمپیوٹر کو ہیک کر دیا جائے اور ان منکرات سے بچنے پر اس کی مدد کی جائے، تو بفرمان الہی: و تعاونوا على البر والتقوٰى اور بقاعدۂ: الأمور بمقاصدہا شرعاً اس کی اجازت ہونی چاہئے؛ کیوں کہ آلات معاصی کے توڑنے کا مقصد مبتلی بہ شخص کو گناہوں سے باز رکھنا ہے، اور وہ مقصد اس کے کمپیوٹر میں وایئرس چھوڑنے سے بھی حاصل ہوجاتا ہے۔

خلاصہ اور اپنی رائے: مذکورہ بالاپوری تفصیلات کی روشنی میں مبتلی بہ شخص کو اپنے کمپیوٹر کے مخرب اخلاق مواد اور منکرات سے روکنے کے لئے اولاً خیر خواہی او رنصیحت کا پہلو اختیار کیا جائے؛ اگر اس سے کام آسان ہوجائے، تو فبہا و نعمت؛ ورنہ حدیث مذکور، فقہی عبارت، کسر آلات کے حکم ، فرمان الہی اور اصول مذکور ان تمام کی روشنی میں بندے کی رائے یہ ہے کہ اگر کوئی خطر ناک وائرس اس کے کمپیوٹر میں چھوڑ کر مبنی بر فساد سارےمادے کو ختم کردیا جائےاور گناہ سے بچنےپر اس کی اعانت کی جائے، تو اس کی اجازت دینے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب

محور سوم :

جواب نمبر ۱: - اس سلسلے میں حسب ذیل چھ صورتیں ہیں:

(۱)وہ خبریں جو بالکل سچی ہوں اور جن کے لکھنے والے کے متعلق بھی سچائی کا پختہ یقین ہو اور ان میں کوئی دینی یا دنیوی فائدہ بھی ہو، تو ایسی خبرونکو آگے بھیجنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: الدین النصیحۃ۔ ایک اور حدیث میں منقول ہے: علیکم بالصدق فإن الصدق یہدي إلی البر، وإن البر یہدي إلی الجنۃ۔

(۲) وہ خبریں جو خلاف واقعہ اور مبنی بر جھوٹ ہوں اور ان کے جھوٹ ہونے میں کوئی شک وشبہ نہ ہو ، تو ان کو آگے بھیجنا قطعاً جائز نہیں ہے؛ کیونکہ اس صورت میں جھوٹ کے گناہ کے ساتھ ساتھ جھوٹ کے پھیلانے میں تعاون لازم آئے گااور جھوٹ کے پھیلانے میں تعاون کرنا تعاون علی المعصیۃ ہے، بنص قطعی حرام اور ممنوع ہے۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے: و لا تعاونوا علی الإثم والعدوان۔اور اس کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: إیاکم و الکذب، فإن الکذب یہدي إلی الفجور، وإن الفجور یہدي إلی النار۔

(۳) وہ خبریں جن کے متعلق کچھ شکوک و شبہات ہوں اور وہ قابل تحقیق ہوں، تو جب تک ان کے متعلق بعد از تحقیق سچائی کا پختہ یقین نہ ہوجائے، ان کو آگے بھیجنا درست نہ ہوگا۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے: یٰأیہا الذین اٰمنوا إن جاءکم فاسق بنبإ فتبینوا۔

(۴) وہ خبریں جن میں کسی کی ہتک عزت کا ذکر ہو، تو ان کو آگے بھیجنا قطعاً جائز نہیں، ایسی صورت میں ایک مسلمان کی عزت سے کھلواڑ کرنے اور اس کی آبرو ریزی کا گناہ لازم آئے گا۔

اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: إن اللہ حرم علیکم دماءکم وأموالکم و أعراضکم کحرمۃ یومکم ہٰذا۔

ایک اور جگہ فرمان ہے: إن دماءکم و أموالکم و أعراضکم کحرمۃ یومکم ہٰذا۔

(۵)وہ خبریں جن میں کسی کی غیبت اور چغلی کا ذکر ہواور ان کے افشاء کی دینی یا دنیوی اعتبار سے کوئی خاص ضرورت نہ ہو، تو ان کو بھی آگے بڑھانا جائز نہیں ہے، یہ بھی ایک طرح کی غیبت اور چغلی کہلائے گی؛ ہاں! اگردینی یا دنیوی کوئی خاص ضرورت ہو، مثلاً: لوگوں کو اس کے شر اور فتنے سے بچانا ہو یا اس کے برے عقائد سے لوگونکو باز رکھنا ہو یا اس کے علاوہ اور کوئی مصلحت ہو، تو شرعاً اس کو آگے بھیجنے کی اجازت ہوگی، یہ چغل خوری اور غیبت کے دائرے میں نہیں آئے گی۔

(۶) وہ خبریں جو دو شخصوں کے درمیان یاچند افراد کے درمیان راز اور بھیدکی ہوں، تو ان کو دوسروں تک بھیجنا جائز نہیں ہوگا، امانت میں خیانت لازم آنے کی وجہ سے۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے: قد أفلح المؤمنون الذین ہم في صلاتہم خٰشعون إلی قولہ

تعالی:والذین ہم لأمٰنٰتہم و عہدہم رٰعون۔

اور اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:المجالس بالأمانۃ۔ ایک اور حدیث میں ہے:لا إیمان لمن لا أمانۃ لہ۔

جواب نمبر ۲: - ایسی حرکت کرنا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ اصل تحریر میں کمی بیشی کر کے پھر اس کو لکھنے والے کی طرف منسوب کرنا ایک تو امانت کے بھی خلاف ہےاور تحریر میں حذف و اضافے کی صورت میں کبھی اصل معنی و مطلب میں بھی تبدیلی پیدا ہوسکتی ہے، ایسی صورت میں اگر اس تحریر کو کسی نے لکھنے والے کی طرف منسوب کر دیا، تو یہ تحریر لکھنے والے کی بدنامی کا بھی ذریعہ بن سکتی ہے اور کسی کو خواہ مخواہ بدنام کرنا اور اس کی عزت سے کھیلنا شرعاً حرام اور ناجائز ہے؛جبکہ اصل تحریر میں کانٹ چھانٹ نہ کی جاتی، تو بدنامی کی یہ نوبت نہ آتی۔ واللہ اعلم بالصواب

جواب نمبر ۳ : - ملک کی سالمیت اور امن و مان کے مفاد کی خاطر کسی شخص کی ذاتی معلومات کا ذخیرہ جمع کرکے اگر حکومت اسے اپنے پاس محفوظ رکھے، توا س میں کوئی حرج نہ ہونا چاہئے؛ لیکن حکومت کو چاہئے کہ وہ معلومات نجی طور پر کسی دوسرے شخص کے حوالے نہ کرے؛ کیونکہ اس صورت میں کبھی اصل شخص (جس کی یہ معلومات ہیں) کی جان و مال اور عزت و آبرو کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

جواب نمبر ۴ : - تجارتی کمپنیاں اور کسی کی طر ف سے انٹرنیٹ پر ڈالے جانے والے اشتہار کی کل چار قسمیں ہیں:

(۱) جائز اور حلال چیزوں کا اشتہار ہو اور اس پر انعام بھی حلال چیزونکا ہو۔

(۲) جائز اور حلال چیزوں کااشتہارہو اور اس پر انعام حرام چیزوں کا ہو۔

(۳)ناجائز اور حرام چیزوں کا اشتہار ہو اوراس پر انعام بھی حرام اور ناجائز چیزوں کا ہو۔

(۴)ناجائز اور حرام چیزونکا اشتہار ہواوراس پر انعام حلال چیزوں کا ہو۔

پہلی صورت جائز ہے؛ کیوں کہ اس میں کسی طرح کی کوئی حرمت اور قباحت کا پہلو نہیں پایا جاتا؛ بلکہ ایک درجہ میں اس کے عام کرنے والے کا دنیوی فائدہ بھی ہے۔

دوسری صورت نا جائز ہے؛ کیونکہ اس میں اشتہار کے اندر تو گرچہ کسی طرح کی کوئی قباحت کا پہلو نہیں پایا جاتا؛ لیکن ملنے والا انعام حرام چیز کی شکل میں ہے اور ایک مسلمان خود اپنے اختیار سے حرام چیز کا مالک بن بھی نہیں سکتا ہے اور دوسرے کو مالک بنا بھی نہیں سکتا۔

تیسری صورت بھی ناجائز ہے؛ کیوں کہ اس میں اشتہار اور انعام دونوں ہی حرام ہے،اشتہار کے پھیلانے کی وجہ سے تعاون علی الاثم والمعصیۃ لازم آئے گااور انعام حاصل کرنے کی وجہ سے حرام چیز سے استفادہ کرنا لازم آئے گا، اور مذکورہ دونوں ہی چیزیں ایک مسلمان کے لئے جائز نہیں۔

چوتھی صورت بھی ناجائز ہے؛ کیوں کہ اس پر انعام گرچہ حلال چیز کا ہے؛ لیکن اشتہار حرام چیزوں کا ہے، اس صورت میں تعاون علی الاثم والمعصیۃ لازم آئے گا اور گناہ اور معصیت کے کام پر اجرت کا لینا جائز نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

جواب نمبر ۵ : - جن حضرات علمائے کرام کے نزدیک ڈیجیٹل تصویر ممنوع ہے، ان کے نزدیک تو ایسے کارٹون بھی بنانا جائز نہیں؛کیونکہ یہ بھی ایک طرح کی تصویر ہی ہے؛ لیکن جو حضرات ڈیجیٹل عکس بندی کو جائز قرار دیتے ہیں، ان کے نزدیک بھی اس طرح کے کارٹون بنانا جائز نہیں ہوگا؛ کیونکہ ان کارٹون کے پیچھے ایک شخص کی مذمت ، برائی، استہزاء، مذاق اور طنز کا پہلو چھپا ہوا ہے اور مذکور ساری باتیں ایک مسلمان کے لئے قطعاً جائز نہیں؛ کیوں کہ ان کی حرمت نصوص قطعیہ سے ثابت ہے، نیز جیسا کہ سوال میں مذکور ہے کہ ان کارٹونوں میں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص کا سر کسی دوسرے شخص کے بدن پر لگا دیا جاتا ہے، اس طرح کے عمل سے بھی استہزاء اور مذاق کا پہلو مترشح ہوتا ہے، نیز صاحب بدن کی کسی نازیبا حرکت کا ویڈیو بنا کر اس پر کسی دوسرے شخص کا سر لگا دیا جائے ، تو لوگ اس نا زیبا اور بری حرکت کو سر والے کی طرف ہی منسوب کریں گے، جبکہ وہ بری حرکت سر والے کی نہیں ہوتی؛ بلکہ جسم والے کی ہوتی ہے، جس سے بدنامی سر والے کی ہوگی؛ کیوں کہ لوگ تو سر ہی کو دیکھ کر فیصلہ کریں گے، جسم والے کی بدنامی تو بالکل نہیں ہوگی؛اس لئے یہ عمل بھی شرعاً نا جائز ہوگا، اور اگر انسان کے سر کوکسی جانور کے جسم پرچسپاں کر دیا جائے، تو انسان کے ایک معظم عضو کی تحقیر و تذلیل اور توہین لازم آتی ہے؛ اس لئے بندے کی ناقص رائے میں یہ عمل بھی درست نہیں۔ تعمیری تنقید کے جذبے کے تحت اگر اس طرح کےکارٹون بنائے جاتے ہیں، تو جن حضرات کے نزدیک ڈیجیٹل تصویر کا جواز ہے، ان کے وہاں اس کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

جواب نمبر ۶ : - ہر شخص کی گفتگو محفوظ کر کے حکومت کو فراہم کرنا شرعاً درست نہیں ہوگا؛ کیوں کہ اس میں بجائے پردہ پوشی کے پردہ دری لازم آتی ہے؛ جبکہ اسلام نے ایک دوسرے کی پردہ پوشی کا حکم دیا ہے؛ ہاں! فتین و فسادیوں اور دہشت گردوں کی وہ گفتگو اور ان کے وہ خفیہ پلاننگ جس میں ملک کی سالمیت کو یا کسی شخص کی جان و مال کو خطرہ لاحق ہو یاکسی عورت کی عزت و آبرو کو ٹھیس پہنچتی ہووغیرہ، تو ایسے لوگوں پر لگام کسنے کے لئے ان کی گفتگوکومحفوظ کرکے حکومت کو پہنچائی جائے، تو بقاعدہ: ‘‘الضرر یزال’’ اور ‘‘الأمور بمقاصدہا’’ کی رو سے جائز ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل واحکام

مفتی سید باقر ارشد بنگلوری•

ابتدائیہ:

آج ہم جس دور میں ہیں یہ بہت ہی ترقی یافتہ ،جدید سہولیات سے لیس،انفارمیشن ٹکنالوجی (آئی ٹی)کی انتہائی اعلیٰ اور معیاری ترقی سے ہم آہنگ دور ہے۔ اس میں ہم وہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں، برت رہے ہیں جس کو ہمارے اجداد نے سوچا بھی نہ تھا بلکہ وہ تصور بھی نہیں کرسکے تھے۔ آج کی جدید ڈیوائسز میں اسمارٹ فون، لیپ ٹاپ، پام ٹاپ، پن ڈرائیو، فون چِپ،وغیرہ وغیرہ کئی ایسی ایجادات ہیں جن سے انسان کو انتہائی درجہ کی سہولیات میسر ہیں۔ اسی طرح آن لائن، انٹرنیٹ ایک ایسی حیرت انگیز ایجاد ہے اور انسانی سماج کی سہولت ہے جس نے ساری دنیا کو ایک دیہات میں تبدیل کردیا کہ ساری دنیا اب ہماری نظروں میں ہے اور ساری دنیا کی خبرآن کی آن میں ہم تک پہونچ جاتی ہے۔ایک دور کتابت والے اخبار کا دور تھا، پھر پرنٹ میڈیا آیا،اس کے بعد الیکٹرانک میڈیا اور اب سوشل میڈیا نے آکر اپنی اہمیت اور افادیت اور برق رفتار سی خدمت کا لوہا منوالیا ہے۔ویسے پروفیشنل میڈیا کی افادیت آج بھی مسلم ہے،لیکن سوشل میڈیا نے دنیا بھر میں ایک انقلاب پربا کیا جس کے نتیجہ میں ہر چھوٹے بڑے کا اپنا ایک اکاونٹ واٹس اپ اور فیس بک پر ہے جس سے وہ ساری دنیا سے جڑا ہوا ہے اور خود بھی دوسروں سے استفادہ کررہا ہے اور دوسروں کو خود سے استفادے کا موقع دے رہا ہے۔

روزمرہ زندگی کے تمام شعبہ جات کو آن لائن،انٹرنیٹ سے جوڑ دیا گیا ہے، اب یہ ہر گھر کی بلکہ ہر فرد کی ضرورت بن گیا ہے، اتنا سب کچھ ہوا تو لازمی ہے کہ یہ سوال پیدا ہو کہ اس کے استعمالات سے متعلق اسلام و اسلامی شریعت میں کیا حکم ہے؟ چنانچہ اسلام اور اسلامی شریعت میں ان کے سلسلہ میں ہدایات موجود ہیں؛ کیونکہ اسلام رہتی دنیا تک کی رہبری کے لئے ، رہنمائی کے لئے آیا ہے، مسائل پیدا ہوتے ہیں، ان کو حل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، یا پھر جو نئی ایجادات ہیں ان سے استفادہ کی اجازت کہاں تک ہوگی؟ یہ جاننے کے لئے اسلام اور اسلامی شریعت کی طرف رجوع ہونا پڑتا ہے، لہٰذا اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے اس چیز کو ہمیشہ کی طرح محسوس کیا اور اپنی شاندار روایت کے مطابق ایسے موضوع کا اپنے اگلے سمینار کے لئے انتخاب کیا جس کی واقعی

• مدیر المفتی ریسرچ اسٹڈی سرکل اینڈ پبلی کیشنز، چن پٹن، بنگلور۔

زمانے کو ضرورت تھی۔ الحمد للہ ! اکیڈمی کے اکابر اور اربابِ اکیڈمی کا یہ اقدام قابل مبارک باد ہے۔جزاھم اللہ أحسن الجزاء۔

محور اول :

(۱) اسمارٹ موبائل فون کے استعمال کے شرعی احکام:

Use of Smart/Anroid Mobile Phone

دنیا میں انفارمیشن کے شعبہ میں جدید ٹکنالوجی میں اسمارٹ موبائل فون ایک ایسی ڈیوائس ہے جو گھر گھر بلکہ ہر فرد کے ہاتھوں میں موجود ہے؛بلکہ اس ڈیوائس سے نہ صرف مواصلاتی کام لئے جاتے ہیں بلکہ یہ روزمرہ زندگی کے تمام کاروبار میں مستعمل ہورہا ہے۔ تجارتی، معاملاتی،معلوماتی،دینی، تعلیمی، علمی، ،طبی، معالجاتی،سائنسی امور، جغرافیائی معلومات، مخصوص سڑک یا محلہ کی ٹرافک ،دنیا بھر کے سیاحتی، مذہبی، تجارتی مقامات کی معلومات و گائیڈ،ای بک لائبریریز، ڈکشنریز، شاپنگ سائٹس، نیوز پورٹل، نیوز چینل، میڈیکل انفارمیشن،تعلیم و تعلیم گاہوں سے متعلق معلوماتی مواد و گائیڈ وغیرہ وغیرہ جیسے بے شمار انسان و انسانی سماج و معاشرہ سے جڑی ہوئی ضرورت کی اشیاء ہیں جن سے فائدہ اسمارٹ موبائل فون کے ذریعہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

انسانی ضرورت کی تمام اشیاء کی معلومات کے حصول ،گھر بیٹھے ضروری اشیاء کی خرید و فروخت، کسی بھی مقام، شخصیت کے سلسلہ میں معلومات کی فراہمی گھر بیٹھے صرف انگلیوں کی حرکت سے ہوجاتی ہے۔

چنانچہ اسمارٹ موبائل فون ڈیوائس کے فوائد کثیر ہیں،اور آج کل یہ ہر فرد کی ضرورت بن گیا ہے، اس کے بغیر کوئی بھی کام مکمل نہیں کیا جاسکتا ہے، روزہ مرہ کے تمام کاموں میں اس کی ضرورت بلکہ اشد ضرورت پڑتی ہے، اور خصوصاً جو افراد سوسائٹی میں مشغول ہوتے ہیں، جن کا واسطہ ہمیشہ لوگوں سے پڑتا ہے، تجارتی لائن ، تعلیمی لائن، خدمت کی لائن اورسیاسی لائن میں تو ان کے لئے موبائل فون جسم کے ایک جز کی حیثیت رکھتا ہے، بغیر فون ان کا ایک قدم اٹھ نہیں سکتا، لہٰذا شریعت میں کسی فائدہ مند اور بہت ہی فائدہ مند شئی سے محض اختیاری نقصانات کے اندیشہ کی بنا پر احتراز کرنے یا ممنوع قرار دینے کی گنجائش نہیں ہوگی؛ بلکہ اس کے نقصانات سے بچاؤ کرکے اس کے فوائد سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ : ھُو الّذی خلق لکم ما فی الأرض جمیعاً...(سورۃ البقرۃ: ۲۹)۔

قال النبی ﷺ : اِنّمَا الأعمال بالنیّات...(صحیح البخاری، باب کیف کان بدء الوحی)۔

وفی القواعدالفقہیہ:الأصل فی الأشیاء الاباحۃ...(مجموعۃ القواعد الفقہیہ، ص: ۵۹)۔

وفی الاشباہ: اِنّ الأصل فی الاشیاء الاِباحۃ، حتیٰ یدل الدلیل علیٰ عدم إباحتہ...(الاشباہ

والنظائر ۱،۲۵۲)۔

و فی الاشباہ : الأمور بمقاصدھا...(الأشباہ والنظائر ۱،۱۱۳)۔

و فی المقاصد الشرعیۃ : وبقاعدۃ فقہیۃ سداً للذرائع: أن الوسیلۃ أو الذریعۃ تکون محرمۃ إذا کان المقصد محرماً، و تکون واجبۃ إذا کان المقصد واجباً... (المقاصد الشرعیۃ، ص: ۴۶)۔

کسی بھی شئی کے دو پہلو ، دو رخ ہواکرتے ہیں، ایک مفید اور ایک مضر۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ''وہَدَیْنَاہُ النَّجْدَیْنِ'' (سورۃ البلد: ۱۰)... (یعنی (یہ چیزیں بھی دیں) اور اس کو (خیر و شرکے) دونوں رستے بھی دکھا دئے) کہہ کر یہ وضاحت کردی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو پہلو رکھے ہیں، اب انسان کا فریضہ ہے کہ وہ مضر و نقصان دہ پہلو سے احتراز کرتے ہوئے مفید و معاون پہلو کو اختیار کرے۔

چنانچہ اسمارٹ موبائل فون سے اس کے مضرات و نقصانات سے اجتناب و احتراز کرتے ہوئے استفادہ کرنا شرعاً جائز ہوگا۔

اثباتی، مثبت اور مستحسن کاموں کے لئے اسمارٹ موبائل فون کا استعمال پسندیدہ و مستحسن ہے جیسے خدمت خلق کے اداروں میں اس فون سے استفادہ کرتے ہوئے افراد سے رابطہ کرنا، انٹرنیٹ سے دینی علمی، معلوماتی مواد کو دیکھنا اور ڈاؤن لوڈ کرنا،ایسی ویب سائٹس جو انسانی معاشرہ و سماج کے لئے مفید و معلوماتی ہیں، اخلاقی معیار کو بلند کرنے والی ہیں ، یا تعلیم کے حصول میں یا اپنے کیرئیر کو بنانے کے لئے گائیڈ کا کام دیتی ہیں، یا کسی جائز و حلال شئی کی خرید کرنے میں مدد دیتی ہیں، ای لائبریری ، ای بک وغیرہ جیسے ایپلیکیشن سے استفادہ کرنا بھی مستحسن قرار دیا جائے گا ، بلکہ ان جیسی ویب سائٹس یا پورٹل و چینل بنانے والوں کو اس کا اجر بھی ملے گا۔

اسمارٹ فون سے نیٹ کے ذریعہ ایسی ویڈیو یا ویڈیوز کلپس کو اپ لوڈکرنا، ان کو ڈاؤن لوڈ کرنا، دیکھنا بھی جائز بلکہ مستحسن ہوگا۔

قال اللہ تعالیٰ: تعاونوا علیٰ البر والتقویٰ، ولا تعاونوا علیٰ الاثم والعدوان...(سورۃ المائدۃ: ۲)۔

وفی ابن کثیر : یأمر تعالیٰ عبادہ المؤمنین بالمعاونۃ علیٰ فعل الخیرات وھو البر، و ترک المنکرات وھو التقویٰ وینھاہم عن التناصر علیٰ الباطل والتعاون علیٰ المآثم والمحارم ... (مختصر ابن کثیر ۱،۴۷۸)۔

قال الدکتور القرضاوی: إن التلفزیون کالرادیو وکالصحیفۃ وکالمجلۃ، کل ہٰذہ الأشیاء أدوات ووسائل لغایات و مقاصد، لا تسطیع أن تقول:ہی خیر، ولا تسطیع أن تقول:ہی شر، کما لا تستطیع أن تقول: اِنھا حلال، أو اِنھا حرام، ولکنھا بحسب ما توجہ إلیہ، وبحسب ما تتضمنہ من برامج ومن أشیاء ..... فالشیء بحسب استعمالہ و الوسائل دائماً بحسب مقاصدھا، ممکن أن یکون ''التلفزیون'' من أعظم أدوات البناء والتعمیر الفکری والروحی، والنفسی، الأخلاقی والاجتماعی، والرادیو والصحیفۃ کذٰلک، وممکن أیضاً : أن یکون من أعظم أدوات التخریب

والإفساد، فهٰذا راجع إلیٰ ما یتضمنہ من مناهج وبرامج ومؤثرات...(فتاویٰ معاصرۃ۱، ۶۹۴، مکتبۃ دار القلم)۔

اسمارٹ موبائل فون کے استعمال کرنے والے کو چاہئے کہ وہ اس کو غلط مقاصد یا فحش و برائی کے کاموں کے لئے استعمال نہ کرے۔فی نفسہٖ اسمارٹ موبائل فون ڈیوائس میں برائی نہیں بلکہ اس کے استعمال میں برائی ہوسکتی ہے اور یہ برائی کا آلہ بن سکتا ہے، لہٰذا یہ ممکن ہے کہ اس کو استعمال کرنے والے اس کو برے مقاصد و غلط عزائم سے استعمال نہ کریں بلکہ اس کو مثبت و اثباتی کاموں کے لئے استعمال کریں۔

قال اللہ تعالیٰ: یَآ یُّهَا الّذِینَ آمَنُوا قُوا أنفُسَکُم و أهلِیکُم ناراً...(سورۃ التحریم: ۶)... (یعنی؛ اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ)۔

وایضاً : قال اللہ تعالیٰ: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِی لَهُوَ الحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَ یَتَّخِذَهَا هُزُواً اُوْلٰئک لَهُم عَذابٌ مُهِیْنٌ... (سورۃ لقمان: ۶)۔

وفی تفسیر الروح المعانی تحت ہذہٖ الآیۃ: لهو الحدیث علیٰ ما رُوی عن الحسن:کل ما شغلک عن عبادۃ اللہ تعالیٰ و ذکرہ من السمر والأضاحیک والخرافات والغناء و نحوها... (تفسیر روح المعانی۱۲،۱۰۲)۔

و فی جمع الجوامع: مِن حُسن إسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ...(جمع الجوامع۶،۳۹۳، رقم الحدیث: ۱۹۹۹۷۰)۔

محض اس کو غلط مقاصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے ، اس خدشہ کی بنا پر اس کے استعمال کو ممنوع قرار نہیں دیا جاسکتا؛ بلکہ اس کے غلط استعمال و غلط مقاصد کے لئے اس کا استعمال ممنوع ہوگا، اور اگر کسی نے اس کو غلط مقاصد کے لئے استعمال کیا تو وہ گنہ گار ہوگا، مگر اس ڈیوائس اور اس کے فوائد سے استفادہ جائز بلکہ مستحسن ہوگا۔

(۲) اسمارٹ موبائل فون میں قرآن مجید ایپلی کیشن رکھنے کا حکم

Qur'an Application in Smart Mobile Phone

اسمارٹ موبائل فون درست و مثبت استعمال کرنے والوں کے لئے ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ اس سے ہر اچھا کام لیا جاسکتا ہے۔ انسان اپنے اوقات کی حفاظت کے ساتھ بہ ایک وقت دنیوی ودینی کاموں اور تجارت و عبادت کو بھی انجام دے سکتا ہے۔ اگر کوئی باوضو ہو اور تجارتی سفر پر ہو، گھر سے آفس تک کا سفر اپنی گاڑی میں کررہا ہو اور راستہ طے ہونے تک وہ بیکار بیٹھا ہوا ہو تو ایسی صورت میں وہ اگر اسمارٹ موبائل فون رکھتا ہے تو باوضو رہ کر راستہ میں قرآن مجید کی تلاوت کرسکتا ہے، یہی نہیں بلکہ کئی مثبت و مستحسن کام اس سے انجام دئے جاسکتے ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ : هُو الّذی خلق لکم ما فی الأرض جمیعاً...(سورۃ البقرۃ: ۲۹)۔

وفی الاشباہ: اِنّ الأصل فی الأشیاء الاِباحۃ، حتیٰ یدل الدلیل علیٰ عدم إباحتہ...(الاشباہ

والنظائر ۱،۲۵۲)۔

و فی الاشباہ : الأمور بمقاصدھا...(الاشباہ والنظائر ۱،۱۱۳)۔

و فی المقاصد الشرعیۃ : وبقاعدۃ فقہیۃ سداً للذرائع:أن الوسیلۃ أو الذریعۃ تکون محرمۃ اذا کان المقصد محرماً، و تکون واجبۃ اذا کان المقصد واجباً... (المقاصد الشرعیۃ، ص: ۴۶)۔

ملٹی اپلیکیشن موبائل یا اسمارٹ موبائل فون میں قرآن مجید کا ایپ رکھنا شرعا جائز ہے۔ملٹی اپلیکیشن کا مطلب یہ کہ اس فون میں ایک سے زیادہ ایپ رکھے جاسکتے ہیں اور ان کو استعمال کیا جاسکتا ہے ، موبائل میں کوئی بھی ایپ ڈاؤن لوڈ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ موبائل میں صرف اس کی لنک رہے گی، جب اس کو استعمال کرنے کے لئے کھولا جائے تب وہ اسکرین پر ابھرے گا، یعنی موبائل ایک ایسا آلہ ہے جس کو مختلف مقاصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً ایک گلاس ہے جس کو دودھ پینے کے لئے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے اور شراب پینے کے لئے بھی۔ اب اس خدشہ کے تحت کہ اس کو شراب کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے ایسا تو نہیں کرسکتے کہ گلاس بنانا ہی ترک کردیں یا اس کو خریدنا ہی چھوڑ دیں، یا پھر دودھ ہی پینا چھوڑدیں ۔

یا پھر ایک کرسی رکھی ہوئی ہے اس پر کوئی گنہ گار بھی بیٹھتا ہے اور نیک انسان بھی۔ اب یہ سوچ کہ اس کرسی کو استعمال نہ کیا جائے یا بیٹھنا چھوڑدیں کہ اس پر ایک گنہ گار بیٹھا ہوا تھا۔

و فی الفقہ الاسلامی و ادلتہ: ولا یحرم مسّ الغلاف عن القرآن کالکیس و الصندوق، و یجوز مسّہ بنحو عود أو قلم أو غلاف منفصل عنہ...(الفقہ الاسلامی و ادلتہ۱،۲۹۶)... (یعنی قرآن کے غلاف کو چھونا حرام نہیں، تھیلی اور صندوق کی طرح ، اور اس کو چھونا جائز ہے لکڑی، قلم یا قرآن سے خالی غلاف سے)۔

موبائل ایک آلہ ہے جس میں ہر قسم کے ایپ ہوتے ہیں، اب یہ استعمال کرنے والے پر منحصر ہے کہ وہ اس موبائل کو کیسے استعمال کرے۔ ویسے اگر مختلف ایپ موجود ہیں تو پھر بھی قرآن مجید کے ایپ کو ڈاؤن لوڈ کیا جاسکتا ہے؛ کیونکہ یہ ایک ہدایت اور بھلائی کا کام ہے، قرآن مجید کو فون کی میموری میں یا آن لائن لنک کے ذریعہ رکھتا ہو تو یہ ہر وقت کام آنے والا ایپ ہے۔

چنانچہ موبائل کی میموری میں یا میموری کارڈ میں یا آن لائن لنک میں قرآن مجید ہوتو وہ گویا کہ غلاف میں موجود ہے، اور قرآن کو غلاف میں لپیٹ کر عام کتابوں و سامان کے ریک یا الماری میں رکھا جاسکتا ہے، یہاں موبائل کا حکم ایسی ہی ریک یا الماری کا ہے جس میں عام کتابیں یا سامان ہو اور قرآن غلاف میں لپٹا ہوا ہو۔

ایسے موبائل میں جس میں دوسرے مختلف ایپ موجود ہوں قرآن مجید یا دوسری دینی کتب کو ڈاؤن لوڈ کرنا ، قرآن مجید کی تلاوت کرنا ، دینی کتب و رسائل کا مطالعہ کرنا

جائز ہوگا۔ مگراحوط ہے کہ اس کی تلاوت کے وقت یا دینی کتب کے مطالعہ کے وقت دوسرے ایپ کا استعمال نہ ہو یا وہ اسکرین پر موجود نہ ہوں؛ بلکہ ایک آدمی یا بالخصوص مسلمان کے لئے یہ جائز ہی نہیں ہوگا کہ وہ موبائل میں کوئی ایسا ایپ ڈاؤن لوڈ کرے جو فحش ہو یا غیر اخلاقی ہو۔

اب یو ٹیوب(Youtube) کا ایپ موبائل میں موجود ہے تو ایسی صورت میں اول تو موبائل کے مالک کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ یوٹیوب سے غیر اخلاقی و فحش مناظر کو دیکھے، اس سے احتراز ضروری بلکہ فرض کے درجہ میں ہے۔ یوٹیوب(Youtube) پر دینی، تعلیمی اور اخلاقی پروگرام دیکھ سکتے ہیں مگر ان میں موسیقی نہ ہو۔

عن أبی ہریرۃؓ أن رسول اللہ ﷺ قال: استماع صوت الملاہی معصیۃ والجلوس علیہا فسق و التلذذ بہا کفر...(نیل الأوطار للشوکانی۸؍۱۰۴،رقم الحدیث: ۳۵۵۳) (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موسیقی کا سننا گناہ ہے،اس پر بیٹھنا فسق ہے اور اس سے لذت حاصل کرنا کفرہے)۔

و فی جمع الجوامع: مِن حُسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ...(جمع الجوامع۶؍۳۹۳، رقم الحدیث: ۱۹۹۹۷۰)۔

(۳)موبائل میں تلاوتِ قرآن مجید کی صورت میں موبائل کا حکم:

موبائل ایک مشین ہے اور اس میں ڈاؤن لوڈ کیا گیا قرآن مجید حرفوں کی شکل مینموجود نہیں رہتا؛ بلکہ وہ ڈیجیٹل لینگویج (Digital language)ہوتی ہے، جب قرآن مجید کے اس ایپ کو کلک کیا جاتا ہے، کھولا جاتا ہے تو موبائل کی اسکرین پر قرآن مجید کی آیات ابھر کر، روشن ہوکر نظر آتی ہیں، فی نفسہٖ اس موبائل میں قرآن موجود نہیں ہوتا؛بلکہ قرآن مجید ایپ جب ڈاؤن لوڈ کیا جاتا ہے تو وہ موبائل کی میموری میں محفوظ (Save)ہوجاتا ہے، ایپلی کیشن آف (off)رہتا ہے، ڈسپلے(Display)پر قرآن مجید موجود نہیں رہتا یعنی اسکرین پر قرآن مجید نمودار نہیں ہوتا ، لہٰذاایسی صورت میں جب کہ قرآن مجید کی تلاوت بھی نہ کی جاتی ہو تو موبائل فون زیادہ سے زیادہ ایسے صندوق کے یا رحل کے حکم میں ہوگا جس میں قرآن رکھا جاتا ہو، اور اس صندوق کو یا رحل کو بلا وضو چھونا جائز ہے جب کہ قرآن مجید اس کے اندر موجود ہو؛ بلکہ بسا اوقات بہ حالتِ مجبوری قرآن مجید کو کسی غلاف یا کپڑے میں لپیٹ کر بلا وضو اٹھانا یا چھونا بھی جائز ہے۔

لیکن اگر قرآن مجید کی تلاوت کی جارہی ہو یا قرآن مجید موبائل کی اسکرین پر ابھر اہوا ہو تو ایسی صورت میں موبائل کو بلا وضو ہاتھ لگانا جائز ہوگا لیکن موبائل کی اسکرین کو بلا وضو ہاتھ لگانا جائز نہ ہوگا؛ کیونکہ موبائل کا حکم صندوق کا ہے جس میں قرآن رکھا جاتا ہو لیکن جب قرآن مجید ڈسپلے پر ، اسکرین پر موجود ہو تو ایسی صورت

میں وہ اسکرین قرآن کے حکم میں ہوگی اور اس کو نہ تو بلا وضو چھونا جائز ہے اور نہ ہی اس پر انگلی رکھ کر قرآن مجید کی آیات یا صفحات کو پلٹنا یا ہٹانا جائز ہے۔

یعنی جب تک قرآن مجید کے الفاظ یا آیات موبائل کی اسکرین پر روشن ہوں ، قرآن مجید کا ایپ ڈسپلے پر موجود ہو تو ایسی صورت میں اسکرین کو بلاوضو ہاتھ لگانا ‘‘ناجائز ’’ ہے؛ البتہ موبائل کو ہاتھ میں پکڑ سکتے ہیں۔موبائل کی اسکرین کو چھوئے Touch)کئے) بغیر بھی اگر قرآن کی تلاوت کی نیت سے پڑھا جائے تب بھی وضو ضروری ہے، ہاں البتہ قرآن کو دعاءً پڑھا جارہا ہو اور اسکرین کو ٹچ بھی نہ کیا جاتا ہو تو وضو ضروری نہیں۔ الفقہ الاسلامی میں ہے:

قال الحنفیۃ:یحرم مسّ المصحف کلہ أو بعضہ أی مسّ المکتوب منہ، ولو آیۃ علی نقود (درہم ونحوہ) أو جدار، کما یحرم مسّ الغلاف المصحف المتصل بہ، لأنہ تبع لہ، فکان مسّہ مسّاً للقرآن... (احناف نے کہا کہ پورے قرآن یا قرآن کے لکھے ہوئے کسی جزء کو (بلا وضو)چھونا حرام ہے، اگر چہ کہ وہ روپیوں پر یا دیوار پر ہو اور اگر چہ کہ مکتوبہ آیت ایک ہی ہو ، جس طرح قرآن سے ملے ہوئے غلاف کو چھونا منع ہے، اس لئے کہ وہ قرآن کا تابع ہے ، پس اس کو چھونا گویا قرآن کو چھونا ہے)...(الفقہ الاسلامی و ادلتہ ۱،۲۹۶، مطبوعہ المکتبۃ الحقانیۃ ، پشاور پاکستان)۔

وایضاً:واتفق الفقہاء علیٰ أن غیر المتوضئ یجوز لہ تلاوۃ القرآن أو النظر إلیہ دون لمسہ ... والأفضل التوضؤ...(تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ بے وضو شخص کے لئے چھوئے بغیر قرآن کی تلاوت کرنا اور اس کی طرف دیکھنا جائز ہے، لیکن باوضو تلاوت کرنا افضل ہے)...(الفقہ الاسلامی و ادلتہ۱، ۲۹۵، مطبوعہ المکتبۃ الحقانیۃ ، پشاور پاکستان)۔ یہاں بے وضو تلاوت کا مطلب دعاءً قرآن کا پڑھنا ہے نہ کہ تلاوت کی غرض سے۔

وایضاً: ولا یحرم مسّ الغلاف عن القرآن کالکیس والصندوق، ویجوز مسّہ بنحو عود أو قلم أو غلاف منفصل عنہ...(اسی طرح قرآن کے غلاف کو چھونا حرام نہیں ہے، تھیلی اور صندوق کی طرح، اور اس کو چھونا جائز ہے لکڑی ، قلم یا قرآن سے خالی غلاف کو چھونے کی طرح) (الفقہ الاسلامی وادلتہ۱، ۲۹۶، مطبوعہ المکتبۃ الحقانیۃ ، پشاور پاکستان)۔

(۴)موبائل پر پیغامات کی ترسیل کا حکم:

اچھی بات یا اچھا پیغام دوسروں تک پہونچانا اخلاقی ذمہ داری بھی ہے اور دینی فریضہ بھی۔رسول اکرمﷺ نے حکم فرمایا : بلغوا عنی ولو آیۃ...(ایک جملہ ہی سہی لوگوں تک میری بات کو ،میرے پیغام کو پہونچاؤ)...(الحدیث)۔ ایک اور موقع پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا؛ ‘‘ ما أفاد المسلم أخاہ فائدۃ أحسن من حدیث بلغہ فبلغہ’’... (الحدیث) (کوئی مسلمان اپنے بھائی کو اس سے زیادہ فائدہ نہیں پہونچاسکتا کہ خود کو حاصل ہونے

والی اچھی بات اس تک پہونچادے)۔ چنانچہ آج کل موبائل مواصلات وپیغام رسانی کا ایک بہترین ذریعہ ہے، بالخصوص اینڈرائیڈ فون یا اسمارٹ موبائل فون تو اس سلسلہ میں کافی کارآمد و موثر ثابت ہوا ہے۔ سوشل میڈیا یا نارمل مسیج کے ذریعہ وہ لوگوں کو جوڑے رکھنے میں کامیاب ہے۔ لہٰذا اسمارٹ فون کے ذریعہ آڈیو یا تحریری پیغام (SMS)کے ذریعہ کوئی اچھا سا مفید و ضروری پیغام دوسروں کو بھیجا جاسکتا ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں اور نہ ہی اس میں پیغام کو حاصل کرنے والے (Receiver)کی اجازت یا رضامندی کی ضرورت ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا : صل من قطعک،یعنی جو تم سے کٹنے کی کوشش کرتا ہے اس سے جڑ جاؤ (الحدیث)۔

ایسے اسلامی و اخلاقی مسیج جو بالکل نئے ہوں یا موقع کی مناسبت سے موزوں ہو ں تو اس کو بھیجنے کے لئے رسیور کی اجازت یا رضامندی کی ضرورت نہیں۔ مگر ایسے مسیج جو دینی و اخلاقی اعتبار سے ضروری نہ ہوں یا تجارتی و تشہیری مسیج ہوں تو ان کی ترسیل کے لئے رسیور کی اجازت ضروری ہے، اگر وہ منع کردے تو ایسے مسیج کو روک دینا چاہئے۔ کما قال اللہ تعالیٰ: لَا اِكْرَاهَ فِيْ الدِّيْن...الخ (سورۃ البقرۃ: ۲۵۶) (دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے،.....الخ)۔

جیسے آجکل کمپنیاں اپنی تشہیر کے لئے موبائل کمپنی سے موبائل نمبرات حاصل کرلیتی ہیں اور ان سب کو اپنا تشہیری یا تجارتی مسیج روانہ کردیتی ہیں، ایسے مسیج روزانہ بیسیوں آتے ہیں جن سے موبائل کے مالک کو کافی مشقت و کوفت ہوتی ہے، لہٰذا اس قسم کے مسیج کے لئے رسیورکی اجازت ضروری ہے۔

ایک اور قسم کے مسیج ہوتے ہیں جو آج کل موبائل کی دنیا میں گھوم رہے ہیں، ایک ہی مسیج تھوڑے تھوڑے دن کے وقفہ سے آتا رہتا ہے، وہ یا تو شعر و شاعری، یا عام معلومات پر منحصر ہوتے ہیں یا پھر لایعنی معموں اور سوالات پر مبنی ، ایسے مسیج کے لئے بھی رسیور کی اجازت ضروری ہے۔

اسی طرح کچھ مسیج ہوتے ہیں جن میں پہلے ہی جملہ میں دہائیاں دی جاتی ہیں کہ اس کو ضرور پڑھئے، بغیر پڑھے اس کو ڈیلیٹ نہ کریں یا پھر لکھا ہوتا ہے کہ اس کو نہ صرف پڑھیں بلکہ آگے بھی شئیر کریں، اور اگر دس آدمیوں کو شیئر کرینگے تو اچھی خبر ملے گی یا آپ کو اللہ میاں کے یہاں اجر ملے گا، یا ایسا ہوگا ویسا ہوگا ، وغیرہ وغیرہ۔ ایسے سب مسیج غیرضروری ہیں، کسی کو اپنے مسیج پڑھنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ، لہٰذا اس طرح کے مسیج سے نہ صرف احتراز ضروری ہے؛ بلکہ رسیور کی اجازت کے بغیر ان کی ترسیل بھی جائز نہیں۔

قرآن کی آیات، تفسیر، ترجمہ، بیان قرآن، مستندحدیث، تشریح حدیث، دین و اخلاق سے متعلق معلوماتی مضامین پر مبنی مسیج یا پیغامات کی ترسیل جائز بلکہ مستحسن ہے

اور اس کو کسی کے بھی موبائل پر دعوتی ، تبلیغی و تربیتی نقطۂ نظر سے روانہ کرنا جائز ہے بلکہ یہ بھی دعوت دین و تبلیغِ دین کا ایک حصہ ہے، اس کے لئے رسیور کی اجازت کی ضرورت نہیں؛ہاں البتہ کسی نے سامنے سے ایسے مسیج کو بھیجنے سے منع کردیا تو پھر اس کی ترسیل کو روک دینا چاہئے، بلاوجہ کسی کو ایذاء نہیں دینا چاہئے۔

قال اللہ تعالیٰ: لَا اِكْرَاهَ فِیْ الدِّیْن...الخ (سورۃ البقرۃ: ۲۵۶) (دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے،.....الخ)۔

قال رسول اللہ ﷺ : بلغوا عنی ولو آیۃ... (صحیح البخاری، کتاب الاحادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، رقم: ۳۴۶۱) (میری بات کو پہونچاؤ اگر چہ کہ ایک جملہ ہی کیوں نہ ہو)۔

قال رسول اللہ ﷺ: إذا استأذن أحدکم ثلاثاً فلم یؤذن لہ فلیرجع...(صحیح البخاری، کتاب الاستئذان ، باب التسلیم و الاستئذان ثلاثاً، رقم ۶۲۴۵)۔

عن ابی موسیٰ الاشعری ؓ قال:قال رسول اللہ ﷺ:المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ (الجامع الترمذی)۔

وعن ابی ہریرۃؓ قال:قال رسول اللہ ﷺ:من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذ جارہ...(صحیح البخاری، کتاب الادب، رقم: ۶۰۱۸) (رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو ایذاء نہیں پہونچائے گا)۔

(۵)غیرمحرم عورت کے موبائل پر آڈیو یا تحریری پیغامات بھیجنے کا شرعی حکم:

عمومی طور پر کسی مخصوص غیر محرم عورت کے نمبر پر کسی بھی قسم کا مسیج بھیجنا جائز نہیں؛البتہ مردوں اور عورتوں کا مشترکہ دینی یا ملی گروپ ہو تو ایسی صورت میں مجموعی طور پر مسیج کی ترسیل جائز ہوگی انفرادی طور پر نہیں ۔ اگر کوئی ایمرجنسی ہو یا دوسری کوئی صورت نہ ہو ،مسیج کرنا ضروری ہو تو اس کی اجازت ہوگی کہ وہ بقدر ضرورت مسیج کی ترسیل کرے، جیسے کوئی مباح گفتگو یا پھر کوئی ایمرجنسی والی اہم گفتگو، مگر عام حالات میں اور عمومی مراسلوں کی ترسیل اجنبی عورتوں کو کرنا جائز نہینہے۔

آڈیو مسیج یا عام تحریری مسیج نامحرم عورتوں کو بھیجنے کا وہی حکم ہے جو نامحرم مرد و نامحرم عورت کی تنہائی میں ملاقات یا بات چیت کا ہے، چنانچہ شریعت نے نامحرم مرد کو نامحرم عورت سے تنہائی میں ملاقات کرنے، بات چیت کرنے سے منع کیا ہے۔اس میں مسیج کی نوعیت کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔

آج کل یہ قباحتیں بہت زیادہ ہوگئی ہیں کہ مسیج ، آڈیو کلپ یا پھر سوشل میڈیا کے ذریعہ چیٹنگ معاشرہ میں بہت سی برائیوں کو جنم دے رہے ہیں، اس کی ایک قباحت یہ ہے

کہ مرد و عورت کے درمیان خصوصاً نوجوان لڑکا و لڑکی کے درمیان حدود ختم ہوتی جارہی ہیں، شرم و حیا جو ہمارے ایمان کا حصہ ہے ، وہ متاثر ہورہی ہے، واٹس اپ یا فیس بک یا ٹیوٹر وغیرہ میں دوستی کی جارہی ہے اور وہ دوستی آگے بڑھ کر غلط اقدام کی طرف لے جاتی ہے؛ اسی لئے شریعت نے یہ پسند نہیں کیا کہ تنہائی میں کوئی عورت یا مرد ملاقات کریں، بات چیت کریں۔اسمارٹ موبائل فون یا سوشل میڈیا کا یہی حکم ہے کہ اس میں بھی کسی مخصوص غیر محرم عورت کو کوئی مسیج بھیجنا جائز نہیں،البتہ کسی محرم مرد کا محرم عورت اور محرم عورت کا محرم مرد کو مسیج بھیجنا جائز ہوگا۔

قال اللہ تعالیٰ: یٰنِساءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَأَحَدٍ مِّنْ النِسَاءِ اِن اتَّقَیتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالقَولِ فَیَطمَعَ الَّذِی فِی قَلْبِہٖ مَرضٌ وَ قُلْنَ قَوْلاً مَعْرُوفاً (سورۃ الاحزاب: ۳۲) (یعنی اگر تم پرہیزگاری اختیار کرو تو نرم لہجے میں بات مت کرو کہ جس کے دل میں مرض ہو وہ برا خیال کرلے اور ہاں قاعدہ کے مطابق کلام کرو)۔

وفی صحیح البخاری: عن عائشۃؓ قالت: قال رسول اللہ ﷺ: یا عائشۃ! ہٰذا جبریل یقرأ علیکِ السلام۔ قالت: قلت : وعلیہ السلام و رحمۃ اللہ ، تَرَی ما لا نَرَی، نُرید رسول اللہ ﷺ ...الخ (صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب تسلیم الرجال علیٰ النساء، والنساء علیٰ الرجال، رقم: ۶۲۴۹)۔

و فی ردالمحتار: ولا یکلم الأجنبیۃ إلا عجوزاً (درمختار)، ویجوز الکلام المباح مع امرأۃ أجنبیۃ... والحدیث دلیل أنہ لا بأس بأن یتکلم مع النساء بما لا یحتاج إلیہ و لیس ہٰذا من الخوض فیما لا یعنیہ، إنما ذلک فی کلام فیہ إثم، فالظاہر أنہ قول آخر أو محمول علیٰ العجوز...(ردالمحتار، الحظر والإباحۃ، فصل فی النظر والمس ۹، ۵۳۰)۔

و فی طحطاوی علیٰ المراقی: اِن صوتھا عورۃٌ ھو ما فی النوازل، وجری علیہ فی المحیط والکافی حیث عللا عدم جھرھا بالتلبیۃ، بأن صوتھا عورۃ (طحطاوی علی المراقی الفلاح، ص: ۲۴۲)۔

و فی الدرالمختار: ولا یکلم الأجنبیۃ اِلّا عجوزاً عطست أو سلمت... (الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، باب الاستبراء وغیرہ۹، ۵۶۱)۔

(۶) تصویروں والے (ویڈیو)پیغامات کی ترسیل کے احکام:

قبل اس کے کہ سوال پر کچھ لکھا جائے، تصویر کشی اور ڈیجیٹل فوٹو گرافی و ڈیجیٹل ویڈیو گرافی کے حکم کا ایک جائزہ لے لیں۔

اسلام میں تصویر کشی حرام ہے، مجسمہ سازی، ہاتھ سے بنائی جانے والی تصویر، پینٹنگ، کیمرے کی تصویر نیز ڈیجیٹل تصویر ان تمام کا ایک ہی حکم ہے، جمہور علماء جن میں متقدمین و متاخرین دونوں شامل ہیں، کے نزدیک تصویر کی ہر نوعیت حرام ہے،

ناجائز ہے، اس کے بنانے، کھینچنے، بنوانے، کھینچوانے، رکھنے اور لٹکانے والے سبھوں پر اس کا گناہ ہے۔ شروع شروع میں تصویر یا تو ہاتھ سے بنائی جاتی تھی یا پھر مجسمہ بنایا جاتا تھا، دوسری اقسام تصویر کی تھی نہیں، لیکن جب تصویر کشی کے جدید ذرائع پیدا ہوگئے تب مسائل بھی پیدا ہونے لگے، نیزجب زمانے میں نئے مسائل پیدا نہیں ہوئے تھے، تب اس بحث کی کوئی خاص ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی؛ کیونکہ اس سلسلہ میں مسائل ہی موجود نہ ہوں تو سوال بھی پیدا نہیں ہوتے، لیکن جب حج کے لئے ، یا پاسپورٹ بنوانے کے لئے تصویر کا مسئلہ پیدا ہوا،نیز الیکشن آئی ڈی، راشن کارڈ وغیرہ پر جب تصویر کو لازمی قرار دیا تب یہ بحث شروع ہوئی کہ آیا تصویر کھینچوانی جائز ہے یا نہیں؟ اگر کھینچوائی تو اس پر عذاب ہوگا کہ نہیں؟وغیرہ وغیرہ۔ تب اکابر علماء نے یہ گنجائش ''الضرورات تبیح المحظورات''(الاشباہ والنظائر، ص: ۱۰۸) نیز ''الضرورۃ تتقدر بقدر الضرورۃ'' (القواعد الفقہیۃ، ص: ۸۹) کے تحت نکالی کہ جہاں ضرورت ہو اور اس کے مقاصد نیک ہو ں تو تصویر لی جاسکتی ہے، مگر یاد رہے کہ عمومی حالات میں تصویر کشی حرام ہی ہوگی۔

پھر ویڈیو گرافی کا زمانہ آیا ، اب سوال یہ ہوا کہ دین کی تبلیغ اور اپنی بات کو عوام تک پہونچانے کے لئے یہ بھی ایک مؤثر ذریعہ ہے، ذرائع ابلاغ میں ویڈیو کی اہمیت بڑھتی جارہی ہے، ٹی وی،سی ڈی، ڈی وی ڈی وغیرہ میں آدمی کی رواں تصویر کشی کی جاتی ہے اور اس کو برائے استفادہ عام کیا جاسکتا ہے۔ ایسی حالت میں پھر علمائِ کبار نے اس پر غور و خوض کیا اور اتنی اجازت دی کہ واقعی ضرورت ہو،اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو،نیز اس کو دیکھنے یا ویڈیو میں آنے سے دین کی، انسانیت کی، خلق کی خدمت ہوسکتی ہو تو پھر ویڈیو گرافی کی جاسکتی ہے۔

اس میں یہ تفصیل کی گئی کہ ایک تو ہے ریکارڈ کی ہوئی ویڈیو اور ایک ہے راست دکھائی جانے والی ویڈیو... راست دکھائے جانے والے ٹی وی پروگرام جو کہ ریکارڈ نہ ہورہا ہو اور راست(LIVE)چل رہا ہو تو اس کا دیکھنا ، دکھانا بالکل جائز ہے ، جیسے آمنے سامنے دیکھنے کا جو حکم ہے وہی راست (LIVE)دیکھنے ، دکھانے کا حکم ہے۔ مثلاً اگر راست (LIVE)قرآن کی تلاوت ہورہی ہو تو پھر آیت سجدہ پر اس کے دیکھنے اور سننے والے پر بھی سجدہ واجب ہوتا ہے، لیکن اگر ریکارڈ کی ہوئی قرآن کی تلاوت ہو جو بعد میں دکھائی یا دیکھی جارہی ہو تو اس وقت آیت سجدہ پر سجدہ کا وجوب نہیں ہوتا،یعنی راست کا حکم تصویر کشی یا ویڈیو گرافی کے حکم میں نہیں آتا۔

اب فوٹو گرافی اور ویڈیو گرافی میں ترقی یافتہ صورت ڈیجیٹل فوٹو گرافی اور ڈیجیٹل ویڈیو گرافی ہے۔ اس سلسلہ میں کچھ علما ء کرام جن میں حضرت مولانا جسٹس مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم بھی شامل ہیں،کی رائے ہے کہ یہ تصویر کے حکم میں نہیں

آتی جب تک کہ اس ڈیجیٹل تصویر یا ویڈیو کو کسی شئی پر اتار نہ لیا جائے۔اس وقت تک وہ عکس کے حکم میں ہوگی،جب اسکرین روشن ہوگی تب وہ تصویر ڈاٹس کی شکل میں مجتمع ہوکر تصویر نظر آئے گی اور جیسے ہی اسکرین تاریک ہوجائے وہ بھی معدوم ہوجائے گی، لہٰذا یہ تصویر کے حکم میں نہیں ہے؛ لیکن پھر بھی علماء کی اکثریت کی رائے ڈیجیٹل فوٹوگرافی اور ڈیجیٹل ویڈیو گرافی کا حکم تصویر کشی ہی کی ہے۔

مگر فی زمانہ دنیا میں جس انداز میں اسمارٹ موبائل فون، کمپیوٹر، انٹرنیٹ وغیرہ کا چلن عام ہورہا ہے بلکہ ہوچکا ہے، جس تیزی سے یہ معاشرہ پر چھاتے چلے جارہے ہیں، اس سے یہ اندازہ ہورہا ہے کہ آنے والے چند ہی سالوں میں اس سے احتراز ممکن نہیں ہے، ہر کام اب آن لائن ہی ہورہا ہے، اور آن لائن، انٹرنیٹ، کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، اسمارٹ موبائل فون کے بغیر انسان اپنے آپ کو لاچار، بے بس اور بے سہارا سمجھے گا اور اس کے سارے کام ادھورے رہ جائیں گے۔ اب دنیا جس سمت بڑھ رہی ہے وہ انٹرنیٹ کا دائرہ ہے ،اس کے بغیر دنیا میں ترقی کی دوڑ میں کسی بھی قوم کے لئے رہنا ممکن نہیں ہے؛چنانچہ اسلام ایک ایسا لچک دار مذہب ہے جو ہر دور ، ہر زمانے، ہر حالت اور ہر ماحول میں انسان کی بھر پور رہنمائی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے؛ چنانچہ اس سلسلہ میں خوب غور کیا جائے، آج جو انٹرنیٹ کا ، اسمارٹ موبائل فون، سوشل میڈیا کا زمانہ ہے ،اس سے ہم کیسے جڑے رہیں تاکہ ہم دنیا کے حالات پر کنٹرول قائم رکھ سکیں اور ساتھ ہی ساتھ اسلامی شریعت کا دامن بھی ہمارے ہاتھ سے نہ جانے دیں۔اور شرعی اصول بھی ہے : الأمر إذا ضاق اتسع وإذا اتسع ضاق...(الاشباہ والنظائر) اس اصول کے مطابق اس وقت اسلامی دنیا اور مسلمان پر دائرہ تنگ کیا جارہا ہے ، ایسے میں ذرائع ابلاغ اورا س کی سہولیات سے بھی اگر اس کو دور کردیا جائے تو پھر وہ محدود سے محدود تر ہوتے چلے جائیں گے جس سے ان کے زمانے سے کٹ جانے کا خوف بڑھ جاتا ہے، چنانچہ شرعی حدود میں حتیٰ الوسع گنجائش اور وسعت دینی ضروری ہے ، خود نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا :اِن الدین یسر... الخ،(صحیح البخاری، کتاب الاِیمان، باب الدین یسر، رقم : ۳۹) نیز فرمایا: یسّروا ولا تعسروا و بشرواولا تُنفِروا...(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب ما کان النبی ﷺ یتخولہم بالموعظۃ والعلم کی لا ینفروا، رقم: ۶۹)۔

چنانچہ احقر کی رائے ہے کہ کیمرہ اور ڈیجیٹل تصویر کی حرمت کے سلسلہ میں علماء کے اختلاف کے پیشِ نظر گریز واحتراز نہ کرسکنے والے حالات کی وجہ سے ڈیجیٹل تصویروں اور پیغامات کی بقدر ضرورت ترسیل و استعمال کی اجازت ہونی چاہئے۔یہ سوال اصل تصویر کشی کے نقطۂ نظر سے پوچھا گیا ہے تو علماءِ کرام کے ایک طبقہ کی رائے کے مطابق یہ واضح ہوچکا ہے کہ ڈیجیٹل تصویر یا ڈیجیٹل ویڈیو

‘‘اصل تصویر کشی ’’ کے حکم میں نہیں آتے؛ بلکہ وہ محض ایک سایہ یا عکس کے حکم میں ہیں جب تک کہ وہ موبائل یا کمپیوٹر میں مقید ہیں ، اور اسی سے ایک دوسرے موبائل یا ایک دوسرے کمپیوٹر کو منتقل ہوتے رہتے ہیں، اور جب ان کو کسی شئی پر اتار لیا جائے یا ان کا کسی کاغذ وغیرہ پر پرنٹ لے لیا جائے تو وہ تصویر کے حکم میں آجاتے ہیں۔

چنانچہ اسمارٹ موبائل فون، کمپیوٹر، ڈی وی ڈی وغیرہ جیسی ڈیوائسز میں موجود تصاویر یا ویڈیو کلپس تصویر کشی کے حکم میں نہیں آتیں۔وہ ڈیجیٹل تصاویر یا کلپس موبائل یا کمپیوٹر کی اسکرین پر ابھرا ہوا الکٹرانک عکس ہے جو مشینی تحریک سے متعدد الیکٹرانک ڈاٹس سے مل کر بنتا ہے، اس کو تصویر نہیں بلکہ اس کو سایہ کہہ سکتے ہیں، جونہی مشین بند یا موبائل کی اسکرین آف ہوجاتی ہے وہ ویڈیو کلپ یا تصویر تحلیل ہوجاتی ہے یا غائب ہوجاتی ہے ،چنانچہ ڈیجیٹل تصاویر یا ویڈیو کلپس جب تک موبائل میں یا کمپیوٹر میں قید ہیں وہ صرف عکس کے حکم میں ہینتصویر کے حکم میں نہیں۔

جیسا کہ حضرت مولانامفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے فرمایا؛ تیسری قسم وہ ہے جو ویڈیو کیسٹ کے ذریعہ دکھائی جاتی ہے، یعنی ایک تقریر اور اس کی تصاویر کے ذرات کو لے کر ویڈیو کیسٹ میں محفوظ کرلیا اور پھر ان ذرات کو اسی ترتیب سے چھوڑا تو پھر وہی منظر اور تصویر نظر آنے لگتی ہے، میرے نزدیک اس کو بھی تصویر کہنا مشکل ہے، اس لئے کہ جو چیز ویڈیو کیسٹ میں محفوظ ہوتی ہے، وہ صورت نہیں ہوتی؛ بلکہ وہ برقی ذرات ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اگر ویڈیو کیسٹ کی ریل کو خوردبین لگا کر بھی دیکھا جائے تو اس میں تصویر نظر نہیں آئے گی۔ اس لئے میرا رجحان اس طرف ہے کہ دوسری اور تیسری قسم تصویر کے حکم میں نہیں آتیں، لہٰذا اگر کوئی ایسا صحیح پروگرام پیش کیا جارہا ہو اور جو فی نفسہٖ جائز ہو، اور ان دو ذریعوں میں سے کسی ایک ذریعے سے پیش کیا جارہا ہو تو اس کو دیکھنا فی نفسہٖ جائز ہوگا، واللہ سبحانہ أعلم (درس ترمذی۵؍۳۵۲)۔

اوپر مذکور حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی اس رائے کی رو سے ڈیجیٹل تصاویر بھی اسی حکم میں آتی ہیں کہ ان کو تصاویر نہیں کہا جائے گا بلکہ وہ اسکرین پر ابھرنے والا عکس ہے۔ لہٰذا اسمارٹ موبائل فون سے اگر کسی نیک اور جائز مقصد کے لئے کوئی پروگرام شیئر کیا جارہا ہو، آگے بڑھایا جارہا ہو تو وہ جائز ہوگا۔ مگر ناجائز پروگرام یا غلط مقاصد اور تضییع اوقات والے پروگرام و ویڈیو کلپس اور ویڈیو ز کی اشاعت ناجائز ہوگی۔

نیز احناف کے یہاں بڑی تصاویر اور چھوٹی تصاویر کے حکم میں بھی فرق کیا گیا ہے، یعنی چھوٹی تصاویر کے سلسلہ میں یہ حکم ہے کہ ایسی تصویر جن کو نیچے رکھ کر کھڑا ہوا شخص دیکھے تو تصویر کے اعضاء و اجزاء کے درمیان امتیاز نہ کرسکے، ان

تصاویر کا استعمال احناف کے یہاں جائز ہے، یعنی ان کا گھروں میں لٹکانا جائز ہے اور ایسی تصاویر کی موجودگی ملائکہ کے داخل ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، چنانچہ بعض صحابۂ کرامؓ نے اپنی انگوٹھی پر جانداروں کی صورت نقش کررکھی تھی۔

چنانچہ مولانا مفتی سید محمد سلمان منصورپوری رقم طراز ہیں؛اگر اتنی چھوٹی تصاویر ہوں کہ انہیں زمین پر رکھنے کی صورت میں کھڑے ہوئے شخص ان کے اعضاء کے درمیان امتیاز نہ کرسکے، تو ایسی تصاویر کا استعمال حنفیہ کے نزدیک درست ہے، یعنی ایسی تصویروں کا ہٹانا ضروری نہیں ہے، اور نہ ایسی تصویریں ملائکہ کے داخل ہونے سے مانع ہیں۔ اس سلسلہ میں حنفیہ کا استدلال ان آثارِ صحابہ سے ہے جن میں بعض صحابہؓ نے اپنی انگوٹھی پر جانداروں کی صورت نقش کرارکھی تھی، اس سلسلہ کی متعدد روایات امام طحاویؒ نے شرحِ معانی الآثار میں نقل فرمائی ہیں:

ما نقل عن بعض الصحابۃ و التابعین من استعمال الصور فی الستور وغیرہا من المسطحات۔ من ذٰلک استعمال زید بن خالد الجہنیؓ للستور ذات الصور، و حدیثہ فی الصحیحین و استعملہ أبو طلحۃؓ ..... و عند الترمذی و النسائی، و اعتمدوا علیٰ ما رووہٗ عن النبی ﷺ من قولہ:اِلّا رقماً فی ثوب۔

وأخرج ابن أبی شیبۃ عن عروۃ بن الزبیر أن عروۃ کان یتکئ علیٰ المرافق (الوسائد) التی فیھا تصاویر الطیر و الرجال۔

وروی الطحاوی بأسانیدہ أن نقش خاتم عمران بن حصین الصحابیؓ کان رجلاً متقلداً سیفاً، وأن نقش خاتم النعمان بن مقرنؓ قائد فتح فارس کان أیلاً قابضاً اِحدی یدیہ باسطاً الأخریٰ۔

وعن القاسم قال: کان نقش خاتم عبد اللہ ذبابان، وکان نقش خاتم حذیفۃ بن الیمانؓ کرکیان، وروی أن نقش خاتم أبی ہریرۃؓ ذبابتان۔

ونقل ابن أبی شیبۃ بسندہ عن ابن عون أنہ دخل علیٰ القاسم بن محمد بن أبی بکر الصدیقؓ، وھو بأعلی مکۃ ببیتہ، قال:فرأیت فی بیتہ حجلۃ فیھا تصاویر القندس والعنقاء، قال ابن حجر:والقاسم بن محمد أحد فقہاء المدینۃ، وھو راوی حدیث عائشۃ و کان من أفضل أہل زمانۃ (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۰۹،۱۲، شرح معانی الآثار ۳۵۲،۲، المصنف لابن أبی شیبۃ ۵۰۹،۸، فتح الباری ۳۸۸،۱۰، المسند للاِمام أحمد بن حنبل ۳۲۰،۱، المکتبۃ الشاملۃ)...(کتاب النوازل، بقیہ کتاب الحظر والاباحۃ۵۵۲،۱۶)۔

ان آثار سے یہ بات تو نکلتی ہے کہ چھوٹی تصویرکا انگوٹھی وغیرہ پر استعمال جائز ہے جب کہ انگوٹھی پر نقش حیوانات کوئی ضرورت والا عمل نہیں ہے، بلکہ وہ محض آرائش، زیب و زینت کے لئے ہے، ایسی صورت میں جب چھوٹی تصویر کا استعمال کیا گیا تو پھر فی زمانہ تبلیغ دین،ترویج اخلاق و تہذیب اسلامی، تأدیبِ ادب نیز کسی نیک اور اچھے مقاصد کے لئے عکسی تصاویر کا استعمال بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔

چنانچہ اس سلسلہ مینجواز و عدم جواز کی تفصیل یہ ہے کہ :

ایسی تصویریں جو کسی عام دینی یا مقصدی پروگرام کی ہوں ان کو بڑھانے کے سلسلہ میں حکم یہ ہے کہ بہت ہی اہم پروگرام ہو اور اس کی تصویروں کی تشہیر سے دینی یا ملی نقطۂ نظر سے فوائد و مثبت نتائج ملنے کے امکانات روشن ہوں تو ایسی صورت میں ان جیسی تصویروں کی اشاعت و ترسیل کی اجازت ہے۔ جیسا کہ اوپر گذرا کہ جب تک وہ سوفٹ کاپی کی شکل میں ہیں تصویر کشی کے حکم میں نہیں ہیں اور جب ان کو کسی شئی پر اتار لیا جائے کسی کاغذ یا کسی تختہ پر تو پھر وہ تصویر کے حکم میں ہوکر ‘‘ناجائز ’’ ہونگی۔

کما قال النبی ﷺ : اِنَّ أشد الناس عذابا عندالله المصورون...(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب عذاب المصورین یوم القیامۃ۲، ۸۸۰)۔

و فی ردالمحتار: لا تمثال انسان أو طیر(الدرالمختار)قولہ (أو طیر) لحرمۃ تصویر ذی الروح... (ردالمحتار، الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس۹، ۵۱۹)۔

وفی جامع الترمذی: عن أبی ہریرۃؓ قال:قال رسول الله ﷺ: مِنْ حُسن إسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ... (الجامع الترمذی، أبواب الزہد، باب ما جاء من تکلم بالکلمۃ لیضحک الناس۲،۵۸، رقم: ۲۲۱۷)۔

یا ایسی تصویریں جو نہ تو دینی پروگرام کی ہوں اور نہ ہی مقصدی ،ان کی ترسیل کے سلسلہ میں حکم یہ ہے کہ کچھ ایسی تصاویر یا پیغامات ہوتے ہیں جن کا کوئی مقصد نہیں ہوتا؛ بلکہ وہ محض تفریح طبع کے لئے کھینچی یا بھیجی جاتی ہیں ، ایسی تصویروں کو بھیجنا جائز نہ ہوگا؛ کیونکہ یہ تضییع اوقات یا پھر اپنے وسائل کو فضولیات میں صرف کرنا ہے، اسراف کرنا ہے۔ اور ایک مسلمان کے لئے یہ کراہت سے خالی نہ ہوگا کہ وہ لایعنی کاموں میں اپنا اور دوسروں کا وقت صرف کرے۔

کما قال الله تعالیٰ:وَلَا تُسْرِفُوا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْن...(سورۃ الأنعام: ۱۴۱)۔

فی ردالمحتار: کل لعبٍ و عبثٍ حرامٌ...(ردالمحتار؛الحظر و الاباحۃ، باب الاستبراء وغیرہ۹،۵۶۶)۔

یا ایسے تصویری پیغامات جو اخلاقی نوعیت کے ہوں مگر دینی نہ ہوں۔ ان کا حکم یہ ہے کہ اخلاقیات کے عنوان سے آج کل لوگ ‘‘ایک مخصوص ’’ سوچ و فکر کو فروغ دینے میں کوشاں ہیں۔ بلاشبہ اس میں اخلاقیات کا پیغام دیا جاتا ہے مگر اس میں دینی مقصد عنقا ہوتا ہے، ایسی صورت میں ایسے پیغامات کی تصاویر یا ترسیل گویا کہ اس خاص سوچ و فکر کو فروغ دینا ہے، اگر ایسی کوئی تصاویر یا پیغامات ہوں تو ان کی ترسیل مکروہ ہوگی؛کیونکہ ترسیل کے لئے قرآن و حدیث کی بات ہو تو اس سے بڑھ کر اور کون سی بات افضل ہوسکتی ہے، لہٰذا قرآن و حدیث کے بجائے محض اخلاقی نوعیت کے مسیج

جن میں اخلاقیات کم اپنا پرچار زیادہ ہوتا ہے ایسے مسیج کی ترسیل بھی وقت گذاری بلکہ تضییع اوقات ہے، جوکہ ناجائز ہے۔

اگر ایسے تصویری پیغام جن سے لوگوں کو اخلاق کے ساتھ ساتھ انسانیت کا بھی درس ملے اور جس کی اشد ضرورت ہو جیسے کوئی خدمتِ خلق کے پروگرام کی تصاویر، کوئی انسانیت کا درس لیا ہوا پیغام یا تصاویر ،ان کی ترسیل کی بقدرِ ضرورت اجازت ہوگی۔

فی الجملہ ! ایسی تصاویر یا تصویری پیغامات یا ویڈیو کلپ کی آگے ترسیل کرنا جن سے دین و ملت اور انسانیت کو خیر یا بھلائی پہونچنے کا امکان ہو اور اس پیغام سے ایک بڑا اہم مقصد حاصل ہوسکتا ہو تو ایسی صورت میں ان تصاویر کو شیئر کرنا جائز ہوگا، اگر ان سے کوئی فائدہ نہ ہو بس ترسیل برائے ترسیل ہو تو ایسی صورت میں یہ ناجائز ہے۔

ہاں البتہ کوشش اس بات کی کی جائے کہ پیغامات میں ذی روح کی تصویروں سے اجتناب ہو ،یہ اولیٰ ہے، حالانکہ اگر ڈیجیٹل تصاویر ہوں یا ڈیجیٹل ویڈیوز تو یہ جب تک کسی شئی پر نہ اتار لئے جائیں ، تصویر کے حکم میں نہ ہو کر ان کی اشاعت موبائل سے موبائل یا کمپیوٹر سے کمپیوٹر کرنے کی اجازت ہے۔

سوشل میڈیا میں آج کل ایسی اشیاء کی ترسیل کی بہتات ہوگئی ہے، ایک تو آگے شیئر کرنے والوں میں اکثریت سمجھے بوجھے بغیر شیئر کرنے والوں کی ہے ، جو آئے ہوئے پیغام کو فوراً آگے فارورڈ کردیتے ہیں۔پیغام کو پڑھا کم شیئر زیادہ کیا جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک ہی پیغام بار بار کئی کئی افراد سے ہمیں ملتا ہے۔ اور ایسا پیغام جس سے کوئی اہم مقصد حاصل ہو تو خیر ٹھیک ہے مگر ایسے بہت کم پیغامات ہوتے ہیں جو کوئی دینی، ملی یا انسانی فوائد سے بھرپور ہوں۔ ایسے پیغامات یا تصاویر سے بھی اجتناب ضروری ہے۔

آج کل یوٹیوب کا زور ہے، سوشل میڈیا میں اس کی کافی اہمیت ہے، ہر مذہب کے لوگ اس سے کا فی فائدہ اٹھارہے ہیں اور اس کے ذریعہ اپنے خیالات و افکار کا پرچار کررہے ہیں، چنانچہ اس وقت ہم مسلمانوں کے لئے بھی یہ ایک ایسا میدان ہے جہاں سے ہم اپنی بات کو ، اپنے موقف اور اپنی فکر کو آسانی اور آزادی سے رکھ سکتے ہیں؛ چنانچہ اشاعت دین واخلاق کے مقصد کے تحت یوٹیوب پر سبق آموز ویڈیوز کو اپ لوڈ کیا جاسکتا ہے۔

اگر کسی نے جان بوجھ کر ایسی تصاویر کو سوشل میڈیا میں شیئر کیا جس سے کوئی اہم مقصد نہ پورا ہوتا ہو یا جس سے اوقات ضائع ہوتے ہوں اور کوئی فائدہ نہ ہو تو اس کا یہ فعل گناہ کا باعث ہوگا۔اگر کسی نے محض دکھاوے کے لئے اور خود نمائی کے جذبہ کے تحت اپنی یا اپنے کسی پروگرام کی تصاویر یا ویڈیوز کو سوشل میڈیا پر شیئر کیا تو اس کا یہ فعل بھی مکروہ ہوگا۔

فتنوں کا دور ہے، انٹرنیٹ اور سوشیل میڈیا اس زمانہ کا ایک بڑا فتنہ بھی ثابت ہوسکتا ہے ، وہ بجائے ہمارے مقاصد کو پورا کرنے کے ہوسکتا ہے کہ ہمارے لئے وبال جان بن جائے اس لئے کام کرنے والوں کو اس کے استعمال میں حد درجہ احتیاط برتنی ضروری ہے۔ اس میں ہم وہی ڈاٹا ڈالیں اور اتنا ہی ڈالیں جتنے کی ضرورت ہو،فقہی قاعدہ: الضرورۃ تتقدر بقدر الضرورۃ (القواعد الفقہیہ،ص : ۸۹)کے تحت اس کا محدود مگر مؤثر استعمال ہو تو بہتر ہے۔

فی تکملۃ فتح الملہم:اتخاذ الصورۃ الشمسیۃ للضرورۃ، أو الحاجۃ کحاجتھا فی جواز السفر، وفی التأشیرۃ ، و فی البطاقات الشخصیۃ، أو فی مواضع یحتاج فیھا الیٰ معرفۃ ھویۃ المرء، فینبغی أن یکون مرخصا فیہ، فان الفقہاء رحمھم اللہ استثنوا مواضع الضرورۃ من الحرمۃ...(تکملۃ فتح الملہم۴،۱۶۴)۔

(۷) سی سی ٹی وی کیمرہ کی مساجد و مدارس میں تنصیب کے مسائل و احکام:

عام طور سے تصاویر کی جب بات نکلتی ہے تو اس کی دو اقسام کہی جاتی ہیں ایک تصویر الشئی (Photo)اور دوسرا ''عکس ''(Reflection)، تصویر شئی ایک تو مجسم ہوتی ہے اور دوسری مسطح ، کوئی سایہ والی ہوتی ہے اور کوئی بغیر سایہ والی، ایک دائمی ہوتی ہے اور دوسری عارضی۔

مگر عکس کی صفت یہ ہے کہ وہ جیسے ہی مشین کے سامنے سے یا اس کے سامنے سے جس سے عکس ڈالا جارہا ہو، ہٹ جاتی ہے وہ معدوم ہوجاتی ہے، اس کی نظیر پانی ہے، آدمی پانی میں اپنا عکس دیکھے ، اگر وہ پانی سے ہٹ جائے یا پانی ہٹالیا جائے تو اس کا عکس معدوم ہوجاتا ہے، اس طرح سے آئینہ ہے۔ اب عکس کا حکم یہ ہے کہ جس کو اصل حالت میں دیکھا جاسکتا ہے وہ عکس میں بھی دیکھنا جائز ہے،اور جس شئی کا اصل حالت میں دیکھنا جائز نہیں اس کا عکس میں بھی دیکھنا جائز نہیں، بنا برینسی سی ٹی وی کیمرہ کا بھی یہی حکم ہے، وہ عکس کے حکم میں آتا ہے جو لوگوں کی نقل و حرکت کو معکوس کرتاہے۔

کما فی الموسوعۃ الفقہیۃ: اِن الصورۃ... بالاِضافۃ إلیٰ ما ذکرناہ من الصور الثابتۃ... قد تکون صورۃً موقتۃً کصورۃ الشئ فی المرآۃ، وصورتہ فی الماء والسطوح اللامعۃ، فإنھا تدوم ما دام الشئ مقابلاً للسطح، فإن انتقل الشئ عن المقابلۃ انتہت صورتہ... (الموسوعۃ الفقہیہ۱۲،۹۳)...(یعنی مذکورہ ثابت شدہ تصاویر کے علاوہ کبھی تصویریں وقتی اور عارضی بھی ہوتی ہیں، جیسے شیشہ، پانی اور چمک دار سطح پر کسی شئی کا عکس آجانا کہ جب تک وہ چیز سطح کے مقابل رہے گی اس وقت تک اس کی عکسی تصویر دکھائی دے گی، اور جب وہ شئی سامنے سے ہٹ جائے تو اس کی تصویر بھی ختم ہوجائے گی۔

آج کل ہر جگہ پر مجرمانہ واقعات کی بہتات ہے، جیسے جیسے ملک وعالم کے

حالات بگڑتے جارہے ہیں ویسے پبلک مقامات، بازار، شاپنگ مال، ٹرافک واژدھام کی جگہوں پر خطرات بڑھتے چلے جارہے ہیں؛ بلکہ اب تو مذہبی مقامات بھی، مساجد و مدارس بھی محفوظ نہیں ہیں۔ ایک طرف کچھ شرپسند عناصر کی کاروائیوں کاخوف تو کچھ بگڑے حالات سے مساجد و مدارس کے بھی متاثر ہونے کا خدشہ۔نیز مسجد و مدارس کی قیمتی اشیاء کے چوری ہوجانے کا بھی خدشہ بڑھ گیا ہے۔

اسی نقطۂ نظر سے مساجد اور مدارس میں سی سی ٹی وی کیمرے کی تنصیب ضروری ہے اور جائز بھی؛ بلکہ آج بے وجہ الزامات، شبہات، حسد، بغض اور اتہامات سے بچنے کے لئے، اپنے تحفظ وسیکوریٹی کے لئے اور اپنے قیمتی سامان کی حفاظت کے لئے ایسے مقامات پران کیمروں کی تنصیب کو لازمی قرار دیا جائے؛ کیونکہ آج ہر ایک کی نظر مساجد و مدارس پر ہے اور وہ بے بنیاد الزامات لگا کر مدارس کو اور مساجد کو نعوذباللہ نابود کرنے کی فکر میں ہیں ، ایسے میں احتیاط و مصلحت کا تقاضا ہے کہ سی سی ٹی وی کیمروں کو نصب کیا جائے؛ تاکہ ان مقامات پر ہونے والے افعال و کاموں کا ریکارڈ موجود ہو۔نیز مسجد ومدرسہ میں ہونے والی کاروائیوں کی سی سی ٹی وی کیمرہ سے عکس بندی کی جائے؛ تاکہ ایک تو نگرانی ہوتی رہے اور ساتھ ہی ساتھ کسی ناگہانی حادثہ کی صورت میں وہ ریکارڈ شہادت کے طور پر کام آسکے۔

قال اللہ تعالیٰ: وَقَد فَصَّلَ لَكُم مَا حَرَّمَ عَلَيْكُم اِلَّا مَا اضطُرِرْتُم اِلَيہِ...(سورۃ الانعام: ۱۱۹)۔

وفی قواعد الفقہ:الضرر الاشد یزال بالضرر الأخف...(قواعد الفقہ: ۸۸)۔

و فی المقاصد الشرعیۃ:وبقاعدۃ فقہیۃ سداً للذرائع:''اِن الوسیلۃ أو الذریعۃ تکون محرمۃ إذا کان المقصد محرما، و تکون واجبۃ إذا کان المقصد واجباً...(المقاصد الشرعیۃ، ص: ۴۶)۔

و فی الاشباہ: وما أبیح للضرورۃ یقدر بقدرھا...(الأشباہ والنظائر ۱۱۹،۱)۔

وفی قواعد الفقہ:الضرورۃ تبیح المحظورات...(قواعد الفقہ،ص: ۸۹)۔

وفی قواعد الفقہ:الضرورات تقدر بقدرھا...(قواعد الفقہ، ص: ۸۹)۔

وفی ردالمحتار: ان المرئیۃ فی المرآۃ مثالہ بالانعکاس لا ھو...(ردالمحتار۴، ۱۱۰)۔

(۸) سیکوریٹی کے لئے اسکیننگ مشین کے استعمال اور اس سے گذرنے کا حکم:

اس سوال میں دو نقطہ ہائے نظر ہیں ایک کا تعلق اس اسکیننگ مشین سے گذرنے والے سے ہے تو دوسرا اس اسکیننگ مشین سے لوگوں کو گذارنے والے (سیکوریٹی ایجنسیاں، ادارے ، ائیر پورٹ سیکوریٹی سسٹم کا ادارہ، ملک کی سیکوریٹی کے ادارے وغیرہ)سے۔ عام حالات میں ایسی اسکیننگ مشین کے آگے سے گذرنا ممنوع ہے؛ کیونکہ اس سے ستر کھل جاتا ہے جو کہ حرام ہے اور مخصوص حالات، جیسے کہ گذرنے والے شخص پر کوئی الزام ہے، تہمت ہے یا وہ مشتبہ ہے تو ایسی صورت میں وہ مجبور ہے کہ گذرے۔

ایئرپورٹ سیکوریٹی ادارے یا دوسری سیکوریٹی ایجنسیوں کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ ہرکس و ناکس کو ایسی مشینوں سے گذارا جائے؛ بلکہ مشتبہ افراد ہی کو ایسی مشینوں سے گذارا جائے؛ کیونکہ بلا ضرورت کسی کے ستر پر نظر ڈالنا بھی حرام ہے۔

جہاں تک مسئلہ ایسی مشینوں کے استعمال اور ان سے گذرنے کے دینی پہلو کا ہے تو ایسی چیکننگ یا اسکیننگ غیر انسانی و غیر اخلاقی حرکت ہوگی؛ کیونکہ ہزاروں انسانوں میں کوئی ایک یا دو فیصد ایسے لوگ ہونگے جو مجرم ہوں یا مشتبہ ہوں ، محض ان جیسوں کی ٹریکننگ کے لئے سبھی شرفاء و معزز لوگوں کی اسکیننگ کی جائے یہ کہاں کی عقلمندی ہے!!!!

اسکیننگ میں آدمی جب اس مشین پر سے گذرتا ہے تو اس کا عکس اسکرین پر نظر آتا ہے۔ چنانچہ اس مشین سے انسانی جسم کے انہی اعضاء و اجزاء کو دیکھنا جائز ہے جس کو اصل حالت میں دیکھنا جائز ہے، عورت کے لئے سارا جسم ‘‘ستر ’’ یا ‘‘عورت ’’ ہے اور مرد کے لئے ناف سے گھٹنوں تک ‘‘ ستر ’’ اور ‘‘ عورت ’’ ہے (دلائل آگے ذکر کئے جارہے ہیں)۔

شریف اور اچھے شہریوں کی مذکورہ اسکیننگ کا حکم:

اس طرح کی اسکیننگ انسانیت کی توہین ہے، شریف لوگوں کا ، اچھے شہریوں کا بلکہ دوسرے ملک سے آئے ہوئے شریف النفس مہمانوں کا کھلا ہوا استہزاء ہے۔اس کی کسی بھی جہت سے تائید نہیں کی جاسکتی۔ یعنی عام اسکیننگ کا جواز کسی بھی پہلو سے نہیں ہے۔عام طور سے یہ محض ایک اسکیننگ مشین ہی نہیں بلکہ اس سے ریکارڈ بھی کیا جاسکتا ہے ،اگر کوئی اس مشین سے گذرا تو اس کا ریکارڈ بھی اس مینمحفوظ ہوجاتا ہے یعنی اس کے جسم کی برہنگی کے عالم میں تصویر یا ویڈیو کلپ اس میں موجود ہوتی ہے یہ شریف آدمی کے لئے ایک قابلِ شرم بات ہے اور قابلِ اعتراض مواد بھی اس ادارے کے پاس موجود رہتا ہے جو غلط مقصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔خصوصاً عورتوں کے سلسلہ میں ایسی اسکیننگ بہت نازیبا بلکہ غیر انسانی حرکت ہوگی کہ ان کی شرم و حیا، ان کی آبرو اور ان کی عصمت کے داؤ پر لگنے والا یہ عمل کسی بھی طور سے صحیح نہیں ہے۔ویزا دیتے وقت یا ٹکٹ اشیو کرتے وقت ہی اس متعلقہ فرد کے بیک گراؤنڈ یا پس منظر کے سلسلہ میں ، پچھلے ریکارڈ کے سلسلہ میں چھان بین کرلی جاسکتی ہے، ائیر پورٹ پر اس طرح کی اسکیننگ کا کوئی جواز و مقصد ہی نہیں کہ دو فیصد کے لئے اٹھانوے فیصد افراد کو کوفت و تکلیف اور ایذاء دی جارہی ہو۔

شرح اللباب میں حدیث مذکور ہے، بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ بہز کے دادا (معاویۃ بن حیدہؓ) سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہماری شرمگاہوں کے بارے میں ہمیں کیا حکم ہے کہ کیا ڈھانپیں اور کیا

چھوڑیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: '' احفظ عورتک إلا من زوجتک أو ما ملکت یمینک'' ...(اپنی بیوی یا لونڈی کے علاوہ سب سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو)، میں نے عرض کیا : اے اللہ کے رسول! جب لوگ ایک دوسرے کے ساتھ ہوتے ہوں تب؟ فرمایا:''إن استطعت أن لّا یرینّها أحدٌ فلا یرینّها''... (جہاں تک ہوسکے کہ تیری شرمگاہ کوئی نہ دیکھے تو اسے ہرگز کوئی نہ دیکھے)، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب کوئی اکیلا ہو تو؟ فرمایا: '' اللہ أحق أن یُستحیٰی منہ من الناس''... (لوگوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے حیا کی جائے)...([حسن] سنن أبی داؤد، الحمام، باب فی التعری، حدیث: ۴۰۱۷، وجامع الترمذی ، الأدب، باب ماجاء فی حفظ العورة، حدیث: ۲۷۶۹، و سنن ابن ماجہ؛ النکاح، باب التستر عند الجماع، حدیث: ۱۹۲۰)(فقہ کتاب و سنت، ص ۶۰۸)۔

عن أبی سعید الخدری عن أبیہ ؓ أن رسول اللہ ﷺ قال:لا ینظر الرجل إلیٰ عورة الرجل، ولا المرأة إلیٰ عورة المرأة، ولا یُفضی الرجل إلیٰ الرجل فی ثوب واحدٍ، ولا تُفضی المرأة إلیٰ المرأة فی ثوب واحدٍ...(صحیح مسلم۱،۱۵۴، کتاب الحیض، باب تحریم النظر الیٰ العورات، رقم: ۳۳۸)۔

وفی فتاویٰ التاتارخانیة:یجوز أن ینظر الرجل إلیٰ الرجل جمیع جسدہ إلا إلیٰ عورتہ، و عورتہ ما بین سرتہ حتیٰ یجاوز رکبتیہ... تنظر المرأة إلیٰ المرأة کنظر الرجل إلیٰ الرجل و عن أبی حنیفة أن نظر المرأة إلیٰ المرأة کنظر الرجل إلیٰ محارمہ والأول أصح...(فتاویٰ التاتارخانیة۱۸،۹۰)۔

و فی شرح المجلة: الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامةً أو خاصةً(شرح المجلة، رقم المادة: ۳۳، والاشباہ و النظائر، الفن الاول، القاعدة الخامسة، ص: ۹۳)۔

اگر کسی شریف اور بے داغ فرد کو زبردستی و جبر کے ساتھ اسکیننگ کے لئے مجبور کیا گیا تو اس فرد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اسکیننگ کرنے والے پر عزت نفس کو مجروح کرنے، ہتک عزت نیززبردستی و بغیر کسی شبہ کے اسکیننگ کرانے پر ہرجانے کا دعویٰ کرے۔

مجرم و مشتبہ افراد کی مذکورہ اسکیننگ کا حکم:

ہاں البتہ ایسے مجرم لوگ جو مشتبہ ہوں، یا جن کا پس منظر کچھ مجرمانہ ہو، یا جن کا تعلق حتمی طور پر مجرموں سے ثابت ہوچکا ہو،یا جو سزا یافتہ ہوں ایسے افراد کی ان مقامات پر یا دوسرے مقامات پر بھی چیکنگ یا اسکیننگ کی جاسکتی ہے۔ اس سلسلہ میں سوال یہ ہے کہ کیا کوئی شخص اپنا ستر کھول سکتا ہے چہ جائیکہ وہ مجرم ہی کیوں نہ ہو؛ کیونکہ ہر شخص پابند ہوتا ہے دینی احکامات کا۔

اس سلسلہ میں یہ عرض ہے کہ بعض خصوصی حالات میں آدمی کو یہ رخصت دی

گئی یا اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ وہ اپنا ستر کھولے۔ جیسے حالت مرض میں علاج کے لئے ڈاکٹر کے سامنے مریض کو بقدر ضرورت ستر کھولنے کی اجازت ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی مثالیں موجود ہیں جن میں عند الحاجۃ ستر کھولنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اب اگر وہ فرد شک کے دائرہ میں ہے اور اس پر الزامِ جرم بھی ہے تو اپنے شک کے ازالے کے لئے اور اپنی عزت اور اپنی جان کوبچانے کے لئے ستر کھول سکتا ہے ۔

بہرحال جس پر مجرم ہونے کا شبہ ہے ، یا ایسا فرد ہے جس کا پس منظر مجرمانہ ہو اور وہ ملک میں گھس کر ملک کی سیکوریٹی کے لئے نقصان پہونچانے والا لگتا ہو تو ایسے افراد کی اسکیننگ کی جاسکتی ہے، مگر محض اپنی ذہنی آسودگی کے لئے یا تن آسانی کے لئے ہر کس وناکس کو اس مشین سے گذارنا مذہبی اعتبار سے ناجائز ہے؛ بلکہ اخلاقی وانسانی بنیادوں سے بھی یہ ایک غیر اخلاقی حرکت ہے جس میں ممالک ملوث ہیں۔

لہٰذا ایسی مشینوں کے ایئر پورٹ وغیرہ پر استعمال کرنے والوں کے لئے یہ ضوابط ہیں کہ وہ صرف مشتبہ ،مجرم، مجرمانہ ریکارڈ رکھنے والے افراد ہی کو ایسی مشینوں سے گذاریں، اور شرفاء واچھے شہریوں کو اس سے مبرّا رکھیں۔

بلاوجہ کسی شریف النفس فرد کی ایسی مشین سے اسکیننگ کرنا بھی ایک غیر اخلاقی حرکت ہے جو ایک مہذب ملک کے لئے زیب نہیں دیتی۔

ایسی اسکیننگ مشین سے گذرتے وقت ویڈیو گرافی کرنا یا اس کی تصویر لینا اخلاقی و دینی جرم ہے چہ جائیکہ وہ گذرنے والا شخص مجرم ہی کیوں نہ ہو۔

حقوق انسانی کا تحفظ کرنے والے اداروں کو اس کے خلاف آواز اٹھانا چاہئے کہ ایسی حرکت جس سے انسان وانسانیت کی توہین ہورہی ہو رکنی چاہئے۔

اب رہا سوال! اگر کسی ملک میں سیکوریٹی کی غرض سے اس طرح کی اسکیننگ کو جبراً لازمی قرار دے دیا جائے تو ایسی صورت میں ایسا تو نہیں ہوسکتا کہ سبھی سفر ترک کرکے بیٹھ جائیں مجبوراً حکومت کے حکم کی تعمیل میں ضروری و اہم سفر مینایسی اسکیننگ مشین سے گذرنے کی اجازت ہوگی۔ مجبوری کی حالت مینآدمی کے لئے ستر کھولنے کی شریعت نے اجازت دی ہے ، یہاں بھی یہی صورت حال ہے کہ آدمی ایسی مشین کی اسکیننگ کرانے پر تیار نہیں لیکن حکومت کا قانون یا ایئر پورٹ سیکوریٹی ایجنسی کے اصول و ضوابط کے تحت اسکیننگ ضروری و لازمی بلکہ جبری ہو تو ایسی صورت میں اس شخص کو اس مشین سے گذرنے اور اپنے ستر کو کھولنے کی اجازت ہوگی ،اس پر کوئی گناہ نہیں؛ البتہ شریعت کی رو سے اس مشین سے گذر کر بے ستر ہونے پر مجبور کرنے والے پر ہرجانہ عائد کیا جائے جب کہ اس مشین سے گذرنے والے پر کوئی الزام بھی نہیں اور نہ ہی یہ مجرمانہ پس منظر رکھتا ہے اور نہ تو یہ مشتبہ ہے ۔ دلائل اوپر مذکور ہوئے۔

محور دوم :

(۱)انٹرنیٹ سے پاس ورڈ توڑ کر مواد چوری کرنے کا حکم:

انٹرنیٹ ایک ایسی وسیع دنیا ہے جس میں شخصی و اجتماعی معلومات و مواد(ڈاٹا) موجود ہے اور دنیا میں کوئی ایسی شئی باقی نہیں بچی جس کا ذکر انٹرنیٹ پر موجود نہیں ہو۔ لوگ اپنے پرسنل پروفائل پر پاس ورڈ کے ساتھ اپنا ذاتی ڈاٹا رکھتے ہیں۔ اور اجتماعی،سماجی و قومی ڈاٹا بھی لوگ اس انٹرنیٹ میں پاس ورڈ کے ساتھ رکھتے ہیں۔ اب چوری جہاں سے بھی کی جائے چوری ہی ہوتی ہے، انٹرنیٹ کی چوری یہ ہے کہ انفارمیشن ٹکنالوجی (آئی ٹی) کے ماہرین کسی بھی شخص کے پاس ورڈ کو توڑ کر مقفل مواد جس کو انگریزی اور کمپیوٹر کی اصطلاح میں پاس ورڈ پروٹیکٹیڈ میٹریل Password Protected Material کہا جاتا ہے، چوری کرلیتے ہیں۔

Password Protected Materialاصل میں انٹرنیٹ پر سوشیل میڈیا (Social Media)یعنی فیس بک، ٹیوٹروغیرہ کے پیجز پر رکھا جاتا ہے ،جو شخصی اور قومی ہوتا ہے ، ان کا مخصوص Passwordہوتا ہے ۔ اس پاس ورڈ(Password)کو توڑ کرکے ڈاٹاکو حاصل کرلیا جاتا ہے جس کو کمپیوٹر کی اصطلاح میں ہیکنگ سوشل میڈیا اکاؤنٹس (Hacking Social Media Accounts)کہا جاتا ہے۔اس قسم کی چوری میں آدمی کی عزت و آبرو کو ٹھیس پہونچتی ہے یا اس کی بعض بہت ہی خاص قسم کی ذاتی وشخصی معلومات کے افشاء ہونے یاطشت از بام ہوجانے کا خطرہ ہوجاتا ہے جس سے اس شخص کی بے عزتی وذلت ہوسکتی ہے۔

کمپیوٹر یا انٹرنیٹ پر ایک قسم کا مقفل ڈاٹا(Password Protected Material) رکھا جاتا ہے جومتعلقہ شخص کے کاروباری، تجارتی امور یا مالیات سے متعلق ہوتا ہے جیسے بینک کے اکاؤنٹس کی تفصیلات،کاروباری تفصیلات کی فائلیں یا تجارتی پہلو سے حساب و کتاب کی تفصیلات پر مشتمل فائلیں۔ اس جیسے ڈاٹا کی چوری کو کمپیوٹر یا انٹرنیٹ کی اصطلاح مینہیکنگ بینک اکاؤنٹس(Hacking Bank accounts)کہا جاتا ہے۔اس قسم کے ڈاٹا کی چوری سے آدمی کو مالی خسارہ یا معاشی نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہوتا ہے بلکہ اس کی مالیات کی تمام تفصیلات کسی دوسرے کے پاس چلی جاتی ہے جس سے وہ چوری کرنے والا شخص اس شخص کو بہت بڑے مالی نقصان سے دوچار کرسکتا ہے۔

ایک اور قسم کی انٹرنیٹی چوری ہے جس میں معلومات کی چوری کی جاتی ہے، جیسے کوئی علمی مواد یا مطالعاتی یادداشتیں وغیرہ، اس کو کمپیوٹر کی اصطلاح میں کریکنگ کی جنریشن سافٹ وئیرCracking Key Generation Software کہا جاتا ہے۔ یعنی ایسے سوفٹ وئیرجن کی مدد سے کسی بھی فائل کو کھول لیا جاسکتا ہے۔اس قسم

کی چوری سے آدمی کو تو نقصان نہیں ہوتا مگر چرانے والے کا علمی فائدہ ہوسکتا ہے۔

مقفل شخصی و سماجی مواد کی چوری کا حکم:

بغیر کسی پاس ورڈ کے انٹرنیٹ پر بہت سا مواد یا ڈاٹا ملتا ہے ، شخصی بھی غیر شخصی یعنی سماجی بھی۔ بہت سی مشہور شخصیات کی زندگی کے متعلق بہت ساری باتیں ، بہت سارا ڈاٹا بھی بغیر کسی پاس ورڈ کے انٹرنیٹ پر یا سوشل میڈیا اکاؤنٹ پر مل جاتا ہے۔ مگر کچھ ڈاٹا ایسا ہوتا ہے جس کو پاس ورڈ کے ساتھ یعنی مقفل(Password Protected Material) رکھا جاتا ہے؛ تاکہ اس کو اس متعلقہ شخص کی اجازت کے بغیر کوئی نہ دیکھ سکے۔ اس ڈاٹا میں ایسی بھی چیزیں ہوتی ہیں جن کے کسی غیر کے دیکھ لینے یا اس کے پاس ورڈ کو توڑ دینے یا ایسے اکاؤنٹس کو ہیک کرلینے سے اس شخص کی عزت و آبرو خطرہ میں پڑسکتی ہے یا اس کی عزت و آبرو کو ٹھیس لگ سکتی ہے، ایسے ڈاٹا کی چوری کا یعنی ہیکنگ آف سوشل میڈیا اکاؤنٹس کاشریعت کی نظر میں کوئی جواز نہیں ہے؛ بلکہ ایساکرنے والا سخت گنہ گار ہے، یہ فعل عندالشرع سخت حرام ہے۔

انسان کے بنیادی حقوق و ضروریات پانچ چیزیں ہیں: جان کا تحفظ، مال کا تحفظ، عزت و آبرو کا تحفظ، عقیدے وایمان کا تحفظ اور کسبِ معاش کا تحفظ (الأمور الضرورية للناس ترجع إلىٰ خمسة أشياء:الدين، والنفس، والعقل، والعرض، والمال...(علم اصول الفقة، ص: ۲۰۰)...(یعنی لوگوں کے ضروری امور پانچ چیزوں کی طرف راجع ہیں: دین، جان، عقل، آبرو اور مال)۔ ان بنیادی حقوق کی حفاظت ہر ایک کو کرنی ہوگی، اپنے حقوق کی بھی اور دوسرے کے حقوق کی بھی ۔جب سوشل میڈیا پر کسی کے ذاتی اکاؤنٹس کو ہیک کرلیا جاتا ہے اور ایسا ڈاٹا اس میں سے چرا لیا جاتا ہے جس سے اس شخص کی عزت و آبرو خطرہ میں پڑسکتی ہے تو یہ کسی کے بنیادی حقوق کو تلف کرنا ہے۔

لہٰذا صحیح مسلم میں ہے: عن أبی ہریرةؓ قال:قال رسول اللہ ﷺ:'' المسلم أخو المسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ ولا یحقّرہ، ...الخ''(صحیح مسلم)...(یعنی رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، اس پر واجب ہے کہ وہ اس پر کوئی ظلم و زیادتی نہ کرے، اور اسے (جب مدد کی ضرورت ہو تو) بے یار و مدد گار نہ چھوڑے، نہ اسے حقیر جانے اور نہ اس کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کرے...الخ)۔

قال رسول اللہ ﷺ: المجالس بالامانۃ...(جامع الاصول۶،۵۴۵)... یعنی مجالس میں جو باتیں ہوتی ہیں وہ بھی امانت ہیں۔

قال رسول اللہ ﷺ: لا إیمان لمن لا أمانۃ لہ...(مسند احمد۳،۱۳۵)۔

چنانچہ سوشل میڈیا پر جو بھی ڈاٹاہوتا ہے وہ ایک طرح سے امانت ہوتا ہے، اس ڈاٹا کو اس کا مالک چاہے تو عام کرسکتا ہے یا پھر اس کو خفیہ رکھ سکتا ہے، اب اگر کسی

نے اپنی فنی مہارت سے اس کے اکاؤنٹ کو ہیک کرلیا اور اس کے خالص ذاتی ڈاٹا کو جس سے اس کی آبرو خطرے میں پڑ سکتی ہوافشاء کردیایا طشت از بام کردیا تو اس کا حکم امانت میں خیانت کا بھی ہوگا۔

مالیاتی حساب و کتاب کے مواد کی چوری کا حکم:

آج کل انسانی حیات سے متعلق ضرورتیں ایک ایک کرکے تمام ہی انٹرنیٹ سے جڑتی جارہی ہیں، چاہے وہ گھریلو سامان ہو کہ رسوئی کا سامان، اناج ہو کہ دوسری غذائی اجناس، کپڑا لتّا، آرائش کی اشیاء، الغرض ہر طرح کی ضرورت کی اشیاء کی شاپنگ ، بلکہ تجارتی ومالیاتی حساب و کتاب نیز بینکنگ کے معاملات،سب کچھ انٹرنیٹ سے طے پارہے ہیں۔ ای شاپنگ(E- Shopping)، نیٹ بینکنگ (Net- Banking)یا ای بینکنگ (E-Banking) اب فروغ پارہے ہیں، اب بینک تک جانے کی زحمت، بینک میں رقم نکالنے کے لئے لائن سسٹم کی جھنجٹ ، وہاں رقومات کو ڈالنے کے لئے کاغذی کارروائی وغیرہ جیسی تمام زحمتوں کی جگہ اب گھر بیٹھے بینک میں رقم ڈال سکتے ہیں اور نکال سکتے ہیں؛حتیٰ کہ بینک کی ساری تفصیلات، اکاؤنٹس، حساب و کتاب، لین دین کا حساب وغیرہ بھی اب آن لائن ہی ممکن ہوگیا ہے۔ یعنی انٹرنیٹ اب ہماری مالیات کا بھی حساب و کتاب رکھنے کے کام آتا ہے، اتنی ساری سہولیات کے ہوتے دوسری طرف اس میں خطرے، اندیشے بھی موجود ہیں کہ زمین پر چوری کرنے والوں کی طرح فضا میں چوری کرنے والے ، انٹرنیٹی دنیا میں چوری کرنے والے بھی موجود ہیں۔ایسی چوری کو ہیکنگ آف بینک اکاؤنٹس کہا جاتا ہے ، بلاشبہ ایسی چوری بھی حرام ہے،بلکہ کسی کو مالی خسارے سے نقصان پہونچانا یہ تو سخت گناہ کا کام ہے، لہٰذا ہیکنگ کرنے والے کی وہی سزا ہے جو چور کی ہے؛کیونکہ ہیکنگ سرقہ کی شکل ہے، اور سرقہ چوری کو کہتے ہیں؛ البحر الرائق میں ہے کہ:أخذ الشئی فی خفاء وحیلۃ...(البحر الرائق ۴۹،۵)۔

سرقہ کی ایک اور بھی تعریف فقہاء نے کی ہے جس کو صاحب البحر الرائق نے ذکر کیا ہے: ھو أخذ الشئ من الغیر علیٰ وجہ الخفیۃ بغیر حق سواء کان نصابا أم لا...(البحر الرائق۵، ۵۰)۔

چنانچہ کسی کے بینک اکاؤنٹ کو ہیک کرنا ناجائز ہے، حرام ہے، اس کا حکم چوری ہی کا سا ہے۔

کماقال اللہ تعالیٰ: لَا تأکلوا أموالکم بینکم بالباطل...(سورۃ النساء: ۲۹) ...باطل طریقہ پر آپس میں ایک دوسرے کے اموال مت کھایا کرو۔

قال رسول اللہ ﷺ : لا یحل امرئ من مال أخیہ إلا ما طابت بہ نفسہ...(مجمع الزوائد۴، ۱۷۱) کسی شخص کے لئے اپنے بھائی کا کوئی مال حلال نہیں ہے سوائے اس کے کہ جو اس نے خوش دلی سے دیا ہو۔

ایک اور حدیث ہے:لا یحل لمسلم أن یأخذ مال أخیہ بغیر حق، و ذٰلک لما حرم اللہ مال المسلم علیٰ المسلم، وأن یأخذ عصا أخیہ بغیر طیب نفس... (مجمع الزوائد۴،۱۷۱)... کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کا کوئی مال ناحق طور پر لے،ا س لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کا مال مسلمان پر حرام کیا ہے اور اس کو بھی حرام قرار دیا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کی لاٹھی بھی اس کی خوش دلی کے بغیر لے۔

مجمع الزوائد میں ہے: حرمۃ مال المسلم کحرمۃ دمہٖ...(۴، ۱۷۲) مسلمان کے مال کی حرمت بھی ایسی ہی ہے جیسے اس کے خون کی حرمت۔

سافٹ ویئر کے ذریعہ معلوماتی و علمی مواد کی چوری کا حکم:

انٹرنیٹ پر لوگ اپنا علمی و معلوماتی مواد بھی رکھتے ہیں اور جس کو وہ مقفل (Password Protected Material)رکھتے ہیں، ایسے مواد کو بھی ''کی جنریشن سوفٹ وئیر '' کی مدد سے کریکنگ کرکے اس معلوماتی و علمی مواد کی فائل کو کھولا جاسکتا ہے۔ اس سے چُرانے والے کا فائدہ ہوسکتا ہے مگر جس کا مواد ہے اس کا کوئی نقصان نہیں ہوتا، لیکن یہ ایک غیر اخلاقی حرکت ہے، مواد معلوماتی ہی کیوں نہ ہو، علمی ہی کیوں نہ ہو اس کے مالک کی اجازت کے بغیر اس مواد سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں ، جس مواد کو پرنٹ کرلیا گیا ہو یا خود انٹر نیٹ مینا س کو کسی ویب سائٹس کے ذریعہ یا کسی بلاگ کے ذریعہ پبلش کردیا گیا ہو تو اس سے استفادہ کرنا جائز بلکہ مباح ہے، لیکن ایسے مواد کو جس کو مقفل رکھا گیا ہو، مخصوص پاس ورڈ رکھا گیا ہو جس کا مقصد کسی عام شخص کی اس تک رسائی نہ ہو ، ''کی جنریشن سوفٹ ویئر '' کی مدد سے کریکنگ کرکے اس سے استفادہ کرنا جائز نہیں؛ بلکہ چوری کرنے اور کریکنگ کرنے والے پر مقدمہ چلایا جاسکتا ہے کہ اس نے ایک شخص کی مقفل معلومات کو بغیر اجازت حاصل کیا اور استفادہ کیا۔

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ محدود ایام کے لئے کچھ سوفٹ ویئر کے مفت استعمال کی کمپنی کی جانب سے اجازت ہوتی ہے، مثلاً پندرہ دن یا ایک ماہ ، اس کے بعد اسی سوفٹ ویئر سے استفادہ کرنے کے لئے اس سوفٹ ویئر کو کمپنی سے قیمتاً آن لائن خریداری کرنا ہوتا ہے، مفت استعمال کی اجازت کمپنی بطور اشتہار (Addvertisment) دیتی ہے۔ اب فنی ماہرین میں سے کچھ ایسا کرتے ہیں کہ Key Generation Softwareکے ذریعہ اس مفت استعمال میں آنے والے سوفٹ ویئر کو Crackکردیتے ہیں پھر وہ لامحدود مدت تک کے لئے اس کا مفت استعمال کرتے ہیں۔ یہ بھی ایک قسم کی چوری اور دھوکہ ہے جو کمپنی کو دیا جاتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ:والسارق و السارقۃ فاقطعوا أیدیہما جزاء بما کسباً نکالاً من اللہ و اللہ عزیز حکیم... (سورۃ المائدۃ: ۳۸)۔

وایضاً:لَا تأکلوا أموالکم بینکم بالباطل...(سورۃ النساء: ۲۹) ...باطل طریقہ پر آپس میں ایک دوسرے کے اموال مت کھایا کرو۔

وفی الحدیث ﷺ:عن أبی حرۃ الرقاشی عن عمہ ؓ قال:قال رسول اللہ ﷺ:ألا لا تظلموا، ألا لا یحل مال امرء اِلا بطیب نفس منہ... (مشکوٰۃ المصابیح؛ باب الغضب والعاریۃ، الفصل الثانی، و مرقاۃ المفاتیح، باب الغضب والعاریۃ، الفصل الثانی،السنن الکبریٰ للبیہقی۶ٍ ۱۶۶)۔

نیزحدیث ہے:لا یحل لمسلم أن یأخذ مال أخیہ بغیر حق، و ذٰلک لما حرم اللہ مال المسلم علیٰ المسلم، وأن یأخذ عصا أخیہ بغیر طیب نفس...(مجمع الزوائد۴ٍ ۱۷۱)... کسی مسلمان کے لئے حلال ہیں کہ وہ اپنے بھائی کا کوئی مال ناحق طور پر لے،ا س لئے کہ اللہ تعالیٰ ے مسلمان کا مال مسلمان پر حرام کیا ہے اور اس کو بھی حرام قرار دیا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کی لاٹھی بھی اس کی خوش دلی کے بغیر لے۔

مجمع الزوائد میں ہے: حرمۃ مال المسلم کحرمۃ دمہٖ...(۴ٍ ۱۷۲) مسلمان کے مال کی حرمت بھی ایسی ہی ہے جیسے اس کے خون کی حرمت۔

و فی درر الحکام شرح مجلۃ الأحکام:لا یجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیر بلا إذنہ...(درر الحکام۱ٍ۹۶، رقم المادۃ: ۹۶)۔

نیز : لا یجوز لأحد أن یأخذ مال أحد بلا سبب شرعی...(درر الحکام۱ٍ۹۸، رقم المادہ: ۹۸)۔

(۲) چوری کئے ہوئے علمی مواد کی بغیر اجازت اشاعت کا حکم:

پہلا گناہ تو یہ ہے کہ اس نے کی ‘‘جنریشن سوفٹ وئیر ’’ کی مدد سے کریکنگ کرکے انٹرنیٹ پر موجود معلوماتی و علمی مواد کو حاصل کرلیا۔ اب دوسرا گناہ یہ ہورہا ہے کہ اس کے مالک کی اجازت کے بغیر اس چوری کیے ہوئے مواد کی اشاعت کی جارہی ہے۔ یہ کاپی رائٹ کے حقوق کی خلاف ورزی ہے ، جو قابلِ مواخذہ ہے۔ اس کی اجازت ہرگز نہیں ہوگی کہ وہ کریکنگ کے ذریعہ سے حاصل شدہ مواد کو آگے شیئر کرے۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو یہ مکروہ ہوگا، قابلِ مؤاخذہ ہوگا۔

قال رسول اللہ ﷺ:لا یحل لامرئ من مال أخیہ إلا ما طابت بہ نفسہ...(مجمع الزوائد۴ٍ ۱۷۱) کسی شخص کے لئے اپنے بھائی کا کوئی مال حلال نہیں ہے سوائے اس کے کہ جو اس نے خوش دلی سے دیا ہو۔

قال رسول اللہ ﷺ:من حمل علینا السلاح فلیس منا ومن غشنا فلیس منا ...(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ من غشنا فلیس منا، رقم حدیث: ۱۰۱)۔

بقیہ دلائل پیچھے گزر چکے۔

(۳) شوہر وبیوی کا ایک دوسرے کی آن لائن جاسوسی (اسپائنگ)کرانے کا حکم:

شوہر وبیوی کے درمیان جو رشتہ قائم ہوتا ہے وہ اعتماد، بھروسہ اور تعاون پر

مبنی ہوتا ہے، اگر ان میں کوئی کمی واقع ہوتی ہے تو پھر اس رشتہ میں دراڑیں پیدا ہوجاتی ہیں جو آگے چل کر بے انتہا نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں۔آن لائن اسپائنگ یعنی شوہر و بیوی کا ایک دوسرے کی لاعلمی میں انٹرنیٹ کے ذریعے جاسوسی کرانا عام حالات میں جائز نہیں ہے؛ بلکہ یہ جاسوسی ایک مقدس رشتہ میں دراڑ پیدا کرسکتی ہے،اور یہ ایک غیر اخلاقی حرکت بھی ہوگی؛ کیونکہ ہر شخص کی زندگی میں کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کو وہ پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے، ہر آدمی ایسی چیزوں کو اپنے خاص الخاص دوست بلکہ شریک حیات سے بھی چھپا کر رکھتا ہے، ایسے میں اس کو مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ ان چیزوں کو شیئر کرے یا وہ پسند نہیں کرتا کہ اس کی جاسوسی کی جائے، یعنی یہ اپنے ہی قریبی رشتہ دار کی پرائیویسی میں دخل اندازی ہے جس کی شرعاً بھی گنجائش نہیں ہونی چاہئے۔

قال اللہ تعالیٰ: ولا تجسسوا...(سورۃ الحجرات: ۱۲)...(اور تم آپس میں ایک دوسرے کی جاسوسی مت کیا کرو)۔

قال النبی ﷺ:ولا تجسسوا ولا تحسسوا ...(صحیح مسلم۲،۳۱۶، کتاب البر والصلۃ والأدب، باب تحریم التحاسد)... (یعنی تم دوسروں کی ٹوہ میں اور جاسوسی میں نہ رہو)۔

عن النبی ﷺ قال:إیاکم والظّن، فإن الظّن أکذب الحدیث ولا تجسسوا، ولا تحسسوا ولا تباغضوا وکونوا عباداللہ إخوانا...(صحیح البخاری، کتاب الایمان،باب لایخطب علیٰ خطبۃ اخیہ...الخ، رقم: ۵۱۴۳)۔

ہاں! آن لائن اسپائنگ کی اجازت اس وقت دی جاسکتی ہے جب کہ میاں اور بیوی میں سے کسی ایک کا ارادہ رشتہ کو نبھانے کا نہ ہو یا رشتہ ختم ہوجانے کے امکانات زیادہ ہوں جیسے کہ عند الشرع '' لعان '' کا مسئلہ ہے، جس میں مرد بیوی پر لعان کرتا ہے پھر بعد لعان کے ان دونوں میں علیحدگی کرادی جاتی ہے؛ کیونکہ اس طرح کا شک کرنے پر (بیوی بے قصور ہونے کی صورت میں) یا لعان ثابت ہوجانے پر (بیوی کے قصور وار ٹھہرنے پر) دونوں صورتوں میں نباہ مشکل و محال ہوگا۔ یہی حکم آن لائن اسپائنگ کا ہے کہ ایسی جاسوسی عام حالات میں یا محض یہ جاننے کے لئے کہ شوہر بیوی کی لاعلمی میں کیا کرتا ہے یا بیوی کیا کرتی ہے، اس طرح کی جاسوسی کرانا جائز نہیں ہے؛ بلکہ شادی شدہ زندگی کے لئے زہر ہے۔ ان دونوں میں بے اعتمادی، بے بھروسے کی فضا قائم ہوجاتی ہے جو آگے چل کر علیحدگی کا باعث بن سکتی ہے۔

دونوں میں سے کسی کی طرف سے رشتۂ ازدواج کے سلسلہ میں کچھ ایسی بے اعتدالیاں یا کچھ ایسی حرکات جن کے سبب اس رشتہ میں بدمزگی پیدا ہوگئی ہو، یا دونوں میں سے کسی ایک کے کسی غیر اخلاقی، غیر قانونی، غیر شرعی عمل میں ملوث ہونے کا

اندیشہ ہو جس کا اثر ازدواجی زندگی پر گہرا پڑنے والا ہو تو ایسی صورت میں آن لائن اسپائنگ کی اجازت ہوگی۔ مگریہ بھی ملحوظ رہے کہ کرائی جانے والی اسپائنگ ظاہر ہوجائے تو پھر رشتۂ ازدواج کا باقی رہنا مشکل ہوسکتا ہے،لہٰذا اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسپائنگ کرانے کا مطلب رشتہ کو ختم کرنے جیسی صورتحال کا پیدا ہوجانا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئاً وَّ يَجْعَلَ اللهُ فِيهِ خَيراً كَثِيراً...(سورۃ النساء) ... پھر اگر تم ان (بیویوں) کو ناپسند کرتے ہو تو (یہ سوچوکہ) عین ممکن ہے کہ کسی چیز کو تم ناپسند کرتے ہو جب کہ اللہ نے اس میں بہت بھلائی رکھی ہو۔

حدیث میں ہے:أكمل المؤمنين إيماناً أحسنهم خلقاً وخيركم خيركم لنساءهم...(جامع الترمذی، رقم: ۱۱۶۲) مسلمانوں میں کامل ترین ایمان ان لوگوں کا ہے جو ان میں اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھے ہوں اور تم میں بہترین وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے لئے بہترین ہوں۔

ایک اور حدیث ہے: لا يفرك مؤمن مؤمنة إن كره منها خلقا رضى منها آخر... (الحدیث) کوئی مومن مرد کسی مومن عورت سے کلی طور پر بغض نہ رکھے، اگر اس کی ایک عادت ناپسند ہوگی تو کوئی دوسری بات پسند بھی آئے گی۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے؛ قال رسول اللہ ﷺ : إذا دعا الرجل امرأته إلىٰ فراشه فأبت أن تجئ لعنتها الملائكة حتىٰ تصبح...(صحیح البخاری، رقم: ۵۱۹۳)۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ عورت نہ آئے اور شوہر ناراض ہوجائے تو ساری رات ملائکہ اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔

(۴)حکومت یا محکمۂ پولس کا کسی کی شخصی معلومات کو حاصل کرنے کا حکم:

اس میں کوئی شک نہیں کہ آن لائن ٹریکننگ سسٹم سے کسی بھی مجرم یا امن عامہ میں خلل ڈالنے والے دہشت گرد کو ٹریک کیا جاسکتا ہے اور اس کو کیفر کردار تک پہونچایا جاسکتا ہے؛بلکہ انٹرنیٹ ٹریکنگ سسٹم ایک ایسا ہتھیار ہے جو حکومت یا محکمۂ پولس یا خفیہ ایجنسیوں کومجرم کو پکڑنے میں توقعات سے بڑھ کر مدد کرتا ہے۔ بشرطیکہ اس کا صحیح استعمال ہو، ظلم اور ٹارچر نہ ہو،لیکن بغیر کسی وجہ کے کسی کو ٹریک کرنا یا اس شخص کی ذاتی معلومات کو حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

چنانچہ حکومت یا محکمۂ پولس کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ جرائم پیشہ اور دہشت گرد عناصر پر نظر رکھنے کی غرض سے مشتبہ افراد یا مجرمانہ بیک گراؤنڈ کے حامل افراد کی شخصی معلومات آن لائن ٹریکنگ کے ذریعہ حاصل کرسکتے ہیں؛لیکن یہ اختیار نہیں کہ اس کی آڑ میں سیدھے سادھے لوگ، شرفاء اور اچھے و معصوم شہریوں کی بھی

شخصی معلومات کو ان کی ذاتیات کو اکھٹا کرنے لگیں۔

اس سے انکار نہیں کہ آج کل مجرموں اور مجرمانہ کارروائیوں بالخصوص دہشت گردانہ کارروائیوں میں زیادتی ہورہی ہے، حکومت اور محکمۂ پولس اس سلسلہ میں کافی تگ و دو کررہی ہے، انٹرنیٹ اور الیکٹرانک ڈیوائسس کی مدد سے محکمۂ پولس کافی اہم کردار ادا کررہی ہے مگر اس کی آڑ میں کئی معصوم و شریف شہریوں کو بھی بلاوجہ پریشان کیا جاتا ہے۔ بغیر کسی ثبوت کے ان کو مجرم یا مجرمانہ بیک گراؤنڈ رکھنے والے قرار دے کر ان کے گرد انٹرنیٹ یا موبائل کا جال کس دیا جاتا ہے جس سے وہ گھبرا جاتے ہیں بالآخر وہ محکمہ کی سازش کا شکار ہوجاتے ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ: وَقَد فَصَّلَ لَکُم مَا حَرَّمَ عَلَیْکُم اِلَّا مَا اضطُرِرْتُم اِلَیہِ...(سورۃ الانعام: ۱۱۹)۔

مسلم میں ہے: عن ابی ہریرۃؓ قال : قال رسول اللہ ﷺ: '' المسلم أخو المسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ ولا یحقّرہ، ...الخ''...(صحیح مسلم)...(رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، اس پر واجب ہے کہ وہ اس پر کوئی ظلم و زیادتی نہ کرے، اور اسے (جب مدد کی ضرورت ہو تو) بے یار و مدد گار نہ چھوڑے، نہ اسے حقیر جانے اور نہ اس کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کرے...الخ)۔

و فی الاشباہ: وما أبیح للضرورۃ یقدر بقدرھا...(الأشباہ والنظائر ۱۱۹،۱)۔

وفی قواعد الفقہ:الضرورات تبیح المحظورات...(قواعد الفقہ،۸۹)۔

وفی قواعد الفقہ:الضرورات تقدر بقدرھا...(قواعد الفقہ، ص: ۸۹)۔

(۵)کسی کے نقصان سے بچنے کے لئے اس کی خفیہ معلومات کو دوسرے شخص تک پہونچانے کا حکم:

ایسا کرنا بالکل درست ہوگا؛ بلکہ اس شخص پر یہ واجب ہے کہ وہ اس دوسرے آدمی کو اس کی خبر کردے کہ فلاں شخص تمہیں نقصان پہونچاسکتا ہے ۔

قال اللہ تعالیٰ: تعاونوا علیٰ البر والتقویٰ ولا تعاونوا علیٰ الإثم و العدوان...(سورۃ المائدۃ: ۲)۔

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ...(صحیح البخاری)... مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، یعنی اس کی ذات سے کسی کو بھی تکلیف نہ پہونچے۔

اوپر ذکر کردہ آیت اور حدیث کی رو سے اگر کسی کے پاس ایسی معلومات ہیں جن کو متعلقہ شخص تک پہونچانے سے وہ شخص یا تو نقصان سے بچ سکتا ہو یا کوئی فائدہ حاصل کرسکتا ہو تو مسلمان ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ ان معلومات کو ان تک پہونچانے کی کوشش کرے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی دیکھا جائے کہ نقصان پہونچانے کا

ارادہ رکھنے والا ظالم اور نقصان اٹھانے والا مظلوم ہو۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دونوں ایک ہی قماش کے افراد ہوں اور درمیان میں آنے والا خواہ مخواہ پس کر رہ جائے ، اسی لئے اس میں احتیاط کی ضرورت ہے۔

اسی سے پولس کے مخبر کے سلسلہ میں بھی حکم ملتا ہے کہ ایک اچھا شہری وہ ہے جو معاشرہ و سماج کو درپیش خطرات سے ہر ممکن طریقہ پر محفوظ رکھنے کی کوشش کرے، ایسی صورت میں اگر پولس حکام یا پھر حکومت کا شعبۂ سلامتی اگر کسی کو اپنا مخبر بناتی ہو یا کسی کے پاس اس قسم کی معلومات ہوں جن سے وہ فائدہ اٹھانا چاہتی ہے تو اس شخص کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ان معلومات کو مہیا کرے۔

اسی طرح سے کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی مجرم یا ملک دشمن کوئی ایسی کاروائی کرنا چاہتا ہو جو ملک کے کسی بڑے عہدیدار،قائد یا کوئی نامور شخصیت کو نقصان پہونچ سکتا ہو اور کوئی اس سے واقف ہوجائے تو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ایسی معلومات کو متعلقہ شعبہ تک یا افراد تک پہونچائے۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایسی معلومات دینے پر وہ شخص خطرہ میں گھر جاتا ہے یا اس کی جان کو خطرہ لاحق ہوجاتا ہے یا پھر کبھی کبھی حکام یا بڑے لوگ کسی طرح سے خود اس کو نقصان پہونچاجاتے ہیں، اور یہ مجرم کی نظر میں معتوب اور حکومت یا حکام کی نظر میں مشکوک ٹھہرجاتا ہے، ایسی صورت میں اگر جان کو کھلا ہوا خطرہ ہو، یا افراد خانہ کو خطرہ ہو تو پھر وہ ایسی معلومات کو فراہم کرنے سے رک سکتا ہے، کیونکہ اس کو قریب تر لوگوں کی جان کو بچانا واجب ہے پھر بعد میں دور کے افراد کو نقصان سے بچانے کی فکر کرے۔

بہرکیف! ایسی حالت میں کسی کو کسی کے فعل سے نقصان پہونچ سکتا ہو اور اس کی اطلاع تیسرے کو ہوگئی ہو تو حتیٰ المقدور اس متعلقہ شخص کو نقصان و خطرہ سے بچانے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس کے لئے وہ ان معلومات کو اس متعلقہ شخص تک پہونچاسکتا ہے؛ بلکہ اگر متعلقہ شخص کی جان کا خوف ہو تو ایساکرنا واجب ہے۔

اگر کوئی شخص دوسرے کی خفیہ معلومات تک پہونچ جائے اور ان معلومات سے یہ بات واضح ہو کہ وہ کسی اور کو نقصان پہونچانے کا ارادہ رکھتا ہے ،تو اس شخص کے لئے اس دوسرے آدمی کو صورت حال سے واقف کراناقرآنی حکم ‘‘تعاونوا علیٰ البر و التقویٰ’’ کے تحت درست ہوگا۔

وفی صحیح البخاری:قال رسول اللہ ﷺ :أنصر أخاک ظالماً أو مظلوماً، الخ... (صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب أعن أخاک ظالماً أو مظلوماً، رقم : ۲۴۴۳)...(اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم)۔

(۶)سوشل میڈیا پر موجودشخصی معلومات کا کمپنیوں کو مہیا کرکے اجرت حاصل کرنے کا حکم:

کسی کی شخصی معلومات کو کسی اور تک بغیر اجازت پہونچانا جائز نہیں، یہ غیر اخلاقی فعل ہے اور غیر شرعی بھی ؛ بلکہ یہ گناہ والی بات ہوگی کہ کسی کے راز کو یا پوشیدہ باتوں کو طشت از بام کیا جائے۔ اور کمپنیوں کو قیمتاً ان معلومات کو فروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے، غیر شرعی و غیر اخلاقی کام کی اجرت بھی حرام ہے۔

چنانچہ متعلقہ شخص کی اجازت کے بغیر سوشل میڈیا میں موجود شخصی معلومات کو جمع کرنااور وہ ڈاٹا کمپنیوں کو دے کر اجرت حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

کسی کے راز کو اس کی مرضی سے یا مرضی کے بغیر حاصل کرکے فروخت کرنا سخت گناہ کا عمل ہے؛ کیونکہ کوئی اپنی خاص معلومات کو یا اپنے کسی راز کو اس امید کے ساتھ کسی کے پاس رکھتا ہے کہ وہ اس کی حفاظت کرے گا، لیکن جب وہ فرد کسی کمپنی کو ان کی معلومات یا راز فروخت کرتا ہے تو یہ اعتماد شکنی، بے اعتباری اور دھوکہ دہی کی بات ہوگی جو عند الشریعت ممنوع ہے؛ بلکہ اس سے احتراز و اجتناب کرنے کی سخت تاکید قرآن و حدیث میں آئی ہے۔

فیس بک، ٹیوٹر اور اس قسم کے سوشل میڈیا پر موجود افراد کے شخصی معلومات کے ڈاٹا کو ان کی مرضی کے بغیر کمپنیوں کو فروخت کرنا سخت گناہ ہے؛ کیونکہ سوشل میڈیا کے پیج پر لوگ اپنا شخصی ڈاٹا رکھتے ہیں تو یہ اپنی مرضی سے ان کو مطلوبہ اشخاص کے دیکھنے کے لئے نہ کہ ان کی مرضی کے بغیر لوگ اپنے کاروبار کو چمکانے کے لئے ان کے ڈاٹا کے حصول کے لئے۔

قال اللہ تعالیٰ: لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل...(سورة النساء : ۲۹)۔

قال النبی ﷺ: كل المسلم علىٰ المسلم حرام، عرضه ومالہ ودمہ...(صحیح مسلم۲،۳۱۷، کتاب البر والصلۃ و الأدب، باب تحریم ظلم المسلم و خذلہ ...الخ)۔

قال رسول اللہ ﷺ:من حمل علينا السلاح فليس منا ومن غشنا فليس منا ...(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ من غشنا فليس منا ، رقم الحدیث: ۱۰۱)۔

(۷) مجرمانہ کارروائیوں کے ثبوت کی فراہمی کے لئے خفیہ کیمروں کی تنصیب کا حکم:

مجرموں کے جرائم پر شہادت کے حصول کے لئے خفیہ کیمروں کے استعمال کو کمپیوٹر اور میڈیا کی اصطلاح میں ''اسٹنگ آپریشن '' کہا جاتا ہے، جس میں مجرم کی نقل و حرکت اور بات چیت و میٹنگ پر خفیہ کیمروں کی مدد سے نظر رکھی جاتی ہے؛ تاکہ اس کے خلاف کوئی ثبوت حاصل ہوجائے، لہٰذا اس طرح کی کارروائی کرنا '' مجرم '' یا '' ملزم '' کے خلاف جائز ہے۔

کسی ملزم کے جرم کے ثبوت کے حصول کے لئے خفیہ طور پر اس پر نظر رکھنا

جائز ہوگا ، غزوات کے موقع پر رسول اکرم ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ اپنے اصحاب میں سے کسی کو دشمنانِ اسلام کی جاسوسی کے لئے روانہ فرماتے اور ان کی ‘‘فداک أبی وأمی’’(صحیح البخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ،باب مناقب الزبیر بن العوام، رقم؛ ۳۷۲۰) کے الفاظ سے حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے۔ دشمن یا مجرم کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے کے لئے جو بھی طریقہ ہو اختیار کیا جاسکتا ہے ، مگر اس کی آڑ میں شریف لوگوں کو تنگ کرنا، ان کے خلاف اس طرح کی کارروائی کرنا محض معمولی شک پر تو یہ جائز نہیں ہوگا۔

لیکن آج کل جو اسٹنگ آپریشن کا طریقہ رائج ہے وہ محکمہ پولس یا حکومت کے کسی ادارے کی جانب سے نہیں بلکہ خود میڈیا کے لوگ ‘‘ اسٹنگ آپریشن ’’ کرتے ہیں اور پھر بعد میں اس کی ویڈیو میڈیا میں ،اپنے چینل کے ذریعہ دکھا کر اپنی ٹی آر پی میں اضافہ کرتے ہیں یا پھر دوسری پارٹی سے اس کا سودا کرلیتے ہیں۔ یعنی اس میں حکومت یا پولس کا محکمہ ملوث نہیں ہوتا؛ بلکہ خالص میڈیا والے یہ کام انجام دیتے ہیں۔ اس طرح سے وہ کسی کے ساتھ بھی یہ معاملہ کرسکتے ہیں، کوئی مشہور لیڈر، قائد، کوئی اعلیٰ عہدیدار، کوئی بہت بڑا بزنس مین وغیرہ کا خفیہ طریقہ سے ‘‘ اسٹنگ آپریشن ’’ ہوتا ہے، پھر بعد میں ضرورت پڑے تو حکومت اس سے فائدہ اٹھاتی ہے، ورنہ عموماً اس اسٹنگ آپریشن کے بعد اس ویڈیو کو وہ اپنے چینل میں بریکنگ نیوز کی طرح دکھا کر میڈیائی دنیا میں اپنے ٹی آر پی (TRP)میں اضافہ کرتے ہیں۔

اس سبب سے اسٹنگ آپریشن کرنا جائز نہیں ، اس کی قطعاً گنجائش نہ ہونی چاہئے لیکن اگر حکومت کا کوئی خفیہ ادارہ یا خفیہ ایجنسی کسی مجرم یا ملزم یا مشتبہ فرد کا اسٹنگ آپریشن کرائے تو اس کا جواز ہوسکتا ہے، لہٰذا آج کا ماڈرن اور جدید طریقہ ‘‘اسٹنگ آپریشن ’’ مجرموں کے لئے کیا جانا جائز ہوگا۔اگر کہیں ظلم ہورہا ہو یا کمزوروں کے حقوق غصب کئے جارہے ہوں وہاں اسٹنگ آپریشن کرنا بدرجۂ اولیٰ جائز ہوگا۔

کبھی کبھی عام آدمی بھی کسی واقعہ یا کسی بات چیت یا کسی میٹنگ کی خفیہ منظر کشی کرلیتے ہیں اور ان کو سوشل میڈیا میں عام کردیتے ہیں، جب کہ یہ ان متعلقہ افراد کے حق میں نقصان دہ ہوتا ہے، حالانکہ وہ واقعہ یا گفتگو کوئی غیر قانونی یا غیر شرعی نہیں بلکہ ان کی نجی اور ذاتی معاملات والی ہوتی ہے، تو اس طرح کے واقعہ ، گفتگو یا میٹنگ کی خفیہ منظر کشی کرنا ‘‘ حرام ’’ اور ‘‘ ناجائز ’’ ہے اور اس کا افشاء کرنا بھی گناہ کا عمل اور ناجائز ہے۔

اس میں ایک اور قباحت بھی آج کل چل پڑی ہے جس کو میڈیا والے، چینل والے اور عام افراد بھی کررہے ہیں کہ کسی واقعہ کی منظر کشی میں کانٹ چھانٹ کر اس کو ایڈٹ

کرکے سوشل میڈیا میں عام کردیتے ہیں، اس سے ہوتا یہ ہے کہ واقعہ میں کچھ ہوتا ہے اور اس کی منظر کشی میں کچھ اور دکھائی دیتا ہے یعنی مجرم ایک اچھا شہری دکھائی دینے لگتا ہے اور نیک اور بے قصور شہری اس منظر کشی کی کانٹ چھانٹ سے مجرم ٹھہر جاتا ہے، لہٰذا ایسا کرنا بھی شرعاً حرام ہے، سخت گناہ والا عمل ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: ولا تجسسوا...(سورۃ الحجرات : ۱۲)...(اور تم آپس میں ایک دوسرے کی جاسوسی مت کیا کرو)۔

قال اللہ تعالیٰ:وَلَا تَلبِسُوا الحَقَّ بِالبَاطِلِ وَتَكتُمُوا الحَقَّ وَأَنْتُم تَعْلَمُون...(سورۃ البقرۃ: ۴۲) ...(اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور سچی بات کو جان بوجھ کر نہ چھپاؤ)۔

قال النبی ﷺ: ولا تجسسوا ولا تحسسوا ...(صحیح مسلم۲،۳۱۶، کتاب البر و الصلۃ والأدب، باب تحریم التحاسد)... (یعنی تم دوسروں کی ٹوہ میں اور جاسوسی میں نہ رہو)۔

قال رسول اللہ ﷺ:من حمل علینا السلاح فلیس منا ومن غشنا فلیس منا ...(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ من غشنا فلیس منا، رقم الحدیث: ۱۰۱)۔

(۸) پاس ورڈ یا ڈونگل توڑ کر سافٹ ویئر سے استفادہ کرنے اوراس کی چوری سے خرید و فروخت کا حکم:

کسی کی ملکیت سے اس کی لاعلمی میںاور اس کی مرضی کے بغیر استفادہ کرنا چوری کے حکم میں ہے اور اس کی مرضی کے بغیر لیکن اس کے علم میں لاکر اس کی ملکیت سے استفادہ کرنا '' رہزنی '' یا ''لوٹ '' کے حکم میں ہے۔

کمپیوٹر کی دنیا میں آج کل سافٹ ویئر پائریسی زیادہ ہوگئی ہے، یعنی مہنگے مہنگے بعض اہم سافٹ ویئرز کو بعض لوگ اس کے پاس ورڈ (soft lock for software)کو یا ڈونگل (hardware lock for Software) کو توڑ کر اس سافٹ ویئر کی چوری کرکے اس سے اس کے مالک کی مرضی کے بغیر استفادہ کرتے ہیں۔یہ چوری کے حکم میں ہے اور کسی شخص کو کاروباری لائن سے نقصان سے دوچار کرنا ہے ، اور اس کی محنت سے ناجائز فائدہ اٹھانا ہے جو عند الشرع جائز نہیں ہے۔'' کی جنریشن سوفٹ وئیر '' (Key Gen. Software)سے مہنگے سوفٹ وئیر کے پاس ورڈ کو توڑ کر ان سے مفت استفادہ کرتے ہیں، یہ قانوناً اور شرعاً جرم ہے، چوری ہے،لہٰذا یہ جائز نہیں بلکہ ایسا کرنا حرام ہے۔

اسی طرح سے ایسے سافٹ وئیرز کے پاس ورڈ یا ڈونگل کو توڑ کر اس کی نقل کرکے فروخت کرنا اور اس کو خریدنا بھی ناجائز ہے ، چوری کرنا اور چوری کئے ہوئے مال کو فروخت کرنا اور اس کو خریدناتینوں کا ایک ہی حکم ہے کہ تینوں شکلیں سرقہ یا چوری میں آتی ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ: لا تاکلوا أموالکم بینکم بالباطل...(سورۃ النساء: ۲۹)۔

قال اللہ تعالیٰ: والسارق و السارقۃ فاقطعوا أیدیہما جزاء بما کسباً نکالاً من اللہ و اللہ عزیز حکیم... (سورۃ المائدۃ: ۳۸)۔

قال النبی ﷺ : کل المسلم علیٰ المسلم حرام، عرضہ و مالہ و دمہ...(صحیح مسلم۲،۳۱۷، کتاب البر والصلۃ و الأدب، باب تحریم ظلم المسلم و خذلہ ...الخ)۔

قال رسول اللہ ﷺ:من حمل علینا السلاح فلیس منا و من غشنا فلیس منا ...(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ من غشنا فلیس منا، رقم الحدیث: ۱۰۱)۔

و فی درر الحکام شرح مجلۃ الأحکام: لا یجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیر بلا إذنہ...(درر الحکام ۱،۹۶، رقم المادہ: ۹۶)۔

مجمع الزوائد میں ہے:حرمۃ مال المسلم کحرمۃ دمہ...(۴، ۱۷۲) مسلمان کے مال کی حرمت بھی ایسی ہی ہے جیسے اس کے خون کی حرمت۔

(۹)دوسرے کے کمپیوٹر کو ہیک کرنے یا نقصان دہ وائرس سے متاثر کرنے کا حکم:

دوسرے کے کمپیوٹر کو ہیک کرنا یا اس میں کوئی نقصان دہ وائرس کو داخل کردینا، بھی سائبر کرائم ہے، یہ جرم مانا جاتا ہے؛ کیونکہ اس فعل سے کسی کی پراپرٹی یا اس کی ملکیت کو نقصان سے دوچار کردینا ہے جو کہ قانونی طور پر بھی اور شرعی طور سے بھی ناجائز فعل ہے۔

البتہ اس طرح کے وائرس کو کمپیوٹر کے کسی خاص پروگرام کی اصلاح کے لئے استعمال کیا جاتا ہو تو اس کمپیوٹر کے مالک کی اجازت لازمی ہوگی؛ تاکہ وہ کمپیوٹر کے دوسرے پروگراموں کو محفوظ کرسکے اور محتاط طریقہ پر اس وائرس کے سافٹ وئیر کو استعمال کرسکے۔

کبھی کبھی اینٹی وائرس سوفٹ ویئر (Anti-Virus Software) بنانے والی کمپنیاں خود وائرس (Virus) تیار کرکے ای میل کے ذریعہ انٹرنیٹ میں منتقل کردیتی ہیں؛ تاکہ ان کے تیار کردہ اینٹی وائرس سوفٹ ویئر (Anti-Virus Software)کی زوروں پر فروختگی ہو۔

یا کبھی کبھی سوفٹ ویئر انجینئر خود کوئی وائرس ایجاد کرتا ہے اور اس کو کسی ای میل یا مسیج کے ذریعہ انٹرنیٹ پر منتقل کردیتا ہے، یا کسی مشہور و معروف کمپنی کی ویب سائٹ پر منتقل کردیتا ہے پھر اس وائرس کو ختم کرنے کی اس کمپنی کو پیش کش کرتا ہے جس پر اس کو بھاری معاوضہ ملتا ہے، یہ سب اور ان جیسی صورتیں جائز نہیں ہیں، بلکہ یہ دھوکہ دہی اور سرقہ میں شمار ہوتی ہیں۔

قال النبی ﷺ : کل المسلم علیٰ المسلم حرام، عرضہ و مالہ و دمہ...(صحیح مسلم

۲، ۳۱۷، کتاب البر والصلۃ والأدب، باب تحریم ظلم المسلم و خذلہ ...الخ)۔

وفی ردالمحتار:بقاعدۃ فقہیۃ سداً للذرائع:ماکان سبباً لمحظور فھو محظور''... (ردالمحتار ۵،۳۲۲، نعیمیہ)۔

وفی جمھرۃ القواعد الفقہیۃ:بقاعدۃ فقہیۃ:الاعانۃ علیٰ محظور محظور...(جمھرۃ القواعد الفقہیہ ۲،۶۴۴)۔

وفی القواعد الفقہیہ: لاضرر ولاضرار...(قواعد الفقہیۃ، ص: ۱۰۶)۔

محور سوم :

(۱)سوشل میڈیا اور ذرائع ابلاغ کے ذریعہ خبروں کو آگے بھیجنے کا حکم:

اس میں کوئی شک نہیں کہ آج کا دور سوشل میڈیا کا ہے، سوشل میڈیا نے ذرائع ابلاغ اور خصوصاً میڈیا کی دنیا میں ایک انقلاب برپا کردیا ہے، سوشل میڈیا کی خبروں کے سیلاب کے آگے خبروں کے سچی وجھوٹی ہونے کی تصدیق کرنے والے ادارے بے دست وپا ہوکر رہ گئے ہیں۔ لمحہ لمحہ انٹرنیٹ کی دنیا اور سوشل میڈیا پر لمحہ لمحہ آنے والی خبروں کے ریلے نے واقعتاً جھوٹ وسچ میں تمیز ختم کردی ہے، سنسر، تصدیق،توثیق، تحقیق، تدقیق کے سبھی دروازوں کو اس سوشل میڈیا کے نیوز چینلوں نے عضو معطل کردیا ہے۔ اب معیار سب سے پہلے پیش کشی کا ہے اور سب سے الگ ،ہٹ کر کچھ نیا پیش کرنے والے کا ہے، اور جو چونکا دینے والی خبر پھیلائے گا وہی کامیاب ہے اور یہ ایک تجارتی گُر (Business Tactic) ہے، اس میں سچ و جھوٹ کی تصدیق و توثیق کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔

آج کل میڈیا اتنا طاقتور ہوگیا ہے اور حکومت نے اس کو اتنے اختیارات دے دیئے ہیں جن کے ذریعہ سے وہ جھوٹ کو عام کرنے اور غلط کو صحیح، درست کو نا درست اور جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بنانے میں کامیاب نظر آتا ہے؛ لیکن میڈیا سے زیادہ کامیاب اور باا ثر آج سوشل میڈیا ہوگیا ہے جس کی وجہ عام لوگوں تک فوراً رسائی،ہر فرد کے ہاتھوں میں اسمارٹ فون اور انٹرنیٹ کی موجودگی اور پڑھا لکھا اور غیر پڑھا لکھا دونوں کا یکساں طور پر سوشل میڈیا کو استعمال کرنا ہے۔ اسی سبب سے سوشل میڈیا سے ایسی خبروں کی اشاعت ہوتی ہے اور بہت تیزی سے وہ بہت دور تلک پہونچ جاتی ہے جن کے سچ ہونے یا جھوٹ ہونے کا کوئی وثیقہ نہیں ہوتا ۔

سوشل میڈیا یا ذرائع ابلاغ کا یہ رخ غیر اخلاقی، غیر شرعی اور غیر انسانی ہے کہ ایک جھوٹی خبر کی ، غیر مصدقہ خبر کی وہ اشاعت کردے اور لوگ اس کو سچ سمجھنے لگیں ، یہ لوگوں کو گمراہ کرنا اور ان کو غلط اطلاعات فراہم کرنا نیز ان کے معلومات حاصل کرنے کے حق کو متاثر کرنا ہے؛ چنانچہ شریعت نے کسی کو غلط راہ پر ڈالنا، غلط

اور جھوٹی اطلاع دینا یا غلط و جھوٹی بات سے لوگوں کو گمراہ کرنا حرام قرار دیا ہے۔

لہٰذا سب سے پہلے تو حکومت کو چاہئے کہ وہ سوشل میڈیا پر ، ذرائع ابلاغ سے جڑے افراد پر نیز خبروں کی اشاعت کرنے والے چینلوں پر یہ پابندی عائد کرے کہ وہ غلط، غیر مصدقہ اور جھوٹی خبروں کی اشاعت نہ کریں ، کرنے کی صورت میں کوئی جرمانہ یا کوئی سزا(لائسنس منسوخ کرنے کی) مقرر کرے۔

دوسرا یہ کہ سوشل میڈیا پر عام طور سے تین طرح کی خبریں یا پوسٹ آتی ہیں، ایک عالمی و ملکی سیاسی و عام حالات... دوسرا تجارتی، معاشی نیز موسمی اطلاعات، معلوماتِ عامہ جو عوام کے لئے مفید و فائدہ مند ہوں ... اور ... تیسرا انٹرٹینمینٹ ۔

عالمی و ملکی سیاسی و عام حالات کی خبروں میں احتیاط لازمی ہے، اس لئے ایسی خبروں کی اشاعت میں یہ پابندی ضرور لگنی چاہئے کہ وہ بغیر کسی تصدیق و توثیق کے اس کو آگے شیئر نہ کریں۔

سوشل میڈیا کی یہ بھی ایک ذمہ داری ہونی چاہئے کہ وہ انہی خبروں کی اشاعت کرے جو حقائق پر مبنی ہوں، اور ان خبروں کو شیئر کرنے سے مکمل احتراز و اجتناب کریں جو غیر مصدقہ ہوں۔

عوام کوبھی چاہئے کہ وہ سوشل میڈیا کی خبروں کو بغیر کسی تصدیق کے یا توثیق کے نہ ہی آگے شیئر کریں اور نہ ہی اس کی اشاعت کریں۔

سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے کے سلسلہ میں ایک اور بے احتیاطی یہ ہورہی ہے کہ لوگ دینی و مذہبی مواد کو بغیر کسی تصدیق و تحقیق کے شیئر کردیتے ہیں، دیکھتے بھی نہیں کہ جو پوسٹ وہ کررہے ہیں آیا وہ مستند بھی ہے یا نہیں۔ اول اول زمانے میں جو حدیثیں گھڑی جاتی تھیں ، حدیث وضع کرنے والے ، گھڑنے والے اپنی نفس کی بات کو کہہ کر اس پر حدیث کا لیبل لگادیا کرتے تھے ، آج سوشل میڈیا خصوصاً واٹس اپ اور فیس بک پر بھی یہی کچھ ڈیجیٹل انداز میں ہورہا ہے، ضعیف و موضوع حدیثوں کو تیزی سے پھیلایا جارہا ہے۔ مزید برآں یہ کہ لکھا جاتا ہے کہ جو بھی اس مسیج کو پڑھ کر شیئر کرے گا اس کو اتنے سال کی عبادت کا ثواب ہوگا، یا جنت میں فلاں مقام حاصل ہوگا، یا کچھ اس طرح کے مسیج پھیلائے جاتے ہیں جب کہ اس طرح کی بات دین میں یا شریعت میں یا احادیث میں موجود ہی نہیں ہے۔ اور یہ مؤکد کیا جاتا ہے کہ شیئر نہ کرنے والے کو عذاب بھی ہوگا، اس لئے کسی بھی حال میں اس کو شیئر کرنا ہے، اگر اس مسیج کو دس آدمیوں کو شیئر کریں یا پانچ گروپوں میں شیئر کریں تو ایسا ایسا ہوگا، یعنی اب ڈیجیٹل پیش گوئیاں کی جارہی ہیں اور یہ ثواب و عذاب کی تعین یہیں کر دی جارہی ہے۔ حالانکہ یہ بھی غلط ہے۔

قرآن میں سچ کو جھوٹ ، اور جھوٹ کو سچ بنانے سے روکا گیا ہے، چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہوا: وَلَا تَلبِسُوا الحَقَّ بِالبَاطِلِ وَتَكتُمُوا الحَقَّ وَأَنْتُم تَعْلَمُون...(سورۃ البقرۃ:

۴۲) (یعنی اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور سچی بات کو جان بوجھ کر نہ چھپاؤ)۔

اوررسول اکرم ﷺ نے بے شک یہ فرمایا: بلغوا عنی ولو آیۃ، وحدثوا عن بنی إسرائیل ولا حرج، و من کذب علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار''...(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، رقم: ۳۴۶۱) ؟ (یعنی میری بات لوگوں تک پہونچاؤ اگر چہ کہ ایک جملہ ہی کیوں نہ ہو، اور بنی اسرائیل کے واسطے سے حدیث بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں، اور جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا تو اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ آگ کو بنالے)، یعنی جھوٹ بولنا ہی اول تو حرام ہے، اوپر سے کسی غیر مصدقہ بات کو، غلط بات کو یا بات کو توڑ موڑ کر پیش کرنا یہ بھی حرام ہے اور مزید برآں جھوٹ اور غیرمصدقہ باتوں کو پھیلانا ، ان کی اشاعت کرنا یہ تو اور بھی سخت گناہ والی بات ہے، حرام ہے۔

انٹرٹینمینٹ کے لئے ، دل لگی یا دل بہلانے کے لئے غیر مصدقہ باتوں کو یا ایسے مذاقیہ پوسٹ کو شیئر کرنا بھی حرام ہے جو شرعی نقطۂ نظر سے جائز نہ ہوں، آج کل ایسے پوسٹ کی سوشل میڈیا پر بھرمار ہے، لوگ اشعار، لطیفے، غیر مصدقہ حکایات، کسی بڑی شخصیت کا تمسخر اڑاتے پوسٹ وغیرہ وغیرہ بہت کچھ سوشل میڈیا پر ہورہا ہے جو سوائے ضیاع اوقات کے اور کچھ نہیں ہے؛ بلکہ بسا اوقات یہ اشتغال فی الدنیا کے زمرے میں آجاتا ہے اور اللہ کے ذکر سے غفلت اس کا نتیجہ نکلتا ہے جو کہ عند الشرع حرام ہے۔ لہٰذا ایسے پوسٹ کی بھی اجازت نہیں ہوگی جو صرف دل بہلانے کے لئے شیئر کئے جاتے ہیں۔

لہٰذا صحیح مسلم میں ہے: عن أبی ہریرۃؓ قال:قال رسول اللہ ﷺ: '' المسلم أخو المسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ ولا یحقّرہ، ...الخ''(صحیح مسلم) (یعنی رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، اس پر واجب ہے کہ وہ اس پر کوئی ظلم و زیادتی نہ کرے، اور اسے (جب مدد کی ضرورت ہو تو) بے یار و مدد گار نہ چھوڑے، نہ اسے حقیر جانے اور نہ اس کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کرے...الخ)۔

اور ردالمحتار میں ہے: کل لعب عبث و حرام ...(ردالمحتار، الحظر والاباحۃ، باب الاستبراء وغیرہ۹؍۵۶۶)... (ہر لہوولعب بے کار اور حرام ہے)۔

ہاں البتہ ایسے پوسٹ جن میں کوئی اخلاقی درس ہو، علمی، فکری،تحقیقی، دینی بات ہو، لوگوں کی بھلائی کی بات ہویا ایسا مواد جو انسان کو ایک اچھی زندگی گذارنے کا سبق دیتا ہو، ایسے پوسٹ جو معلوماتی ہوں اور اخلاق کے دائرہ میں آتے ہوں، پوسٹ اور شیئر کئے جاسکتے ہیں۔

اس رجحان کو ختم کرنے کی ضرورت ہے جو میڈیا کا ہوگیا ہے، بریکننگ نیوز کے نام پر یا پھر ایک ہی جھوٹی خبر کو بار بار چینل میں دکھا کر ، کسی کے عیب و گناہ کو اچھائی اور سچائی میں بدل کر چینل پر پیش کرنے والی میڈیا کی روش کو روکنے کی کوشش حکومت اور عوام دونوں کوکرنی چاہئے۔

آج اقتدار حاصل کرنے کے لئے، اپنی سیاست کو چمکانے کے لئے نیز اپنے ذاتی مفاد کے لئے میڈیا کا غلط استعمال نیز سوشل میڈیا کے چینلوں کا غلط استعمال کیا جارہا ہے ، اس کو روکنے کی ضرورت ہے ۔

اس کے علاوہ ایک غیر مصدقہ خبر کی وجہ سے سماج و معاشرہ کا بہت بڑا نقصان ہوسکتا ہے ، اس کی تازہ مثال حکومتوں کا بننا اور گرنا ہے۔ اسی لئے بھی ایسے پوسٹ کے شیئر کرنے سے حتیٰ الامکان اجتناب کی ضرورت ہے جو غیر مصدقہ یا جھوٹے ہوں۔

قال اللہ تعالیٰ:وَلَا تَلبِسُوا الحَقَّ بِالبَاطِلِ وَتَكتُمُوا الحَقَّ وَأَنْتُم تَعْلَمُون...(سورۃ البقرۃ: ۴۲) ...(یعنی حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور سچی بات کو جان بوجھ کر نہ چھپاؤ)۔

(۲)مسیج میں متعلقہ شخص کی اجازت کے بغیر حذف و اضافہ کا شرعی حکم:

یہ بالکل جائز نہیں ہے کہ کسی کے مراسلہ میں اس کی اجازت کے بغیر یا اس کی اطلاع کے بغیر کوئی کمی یا زیادتی کرلی جائے، کمپیوٹر کی دنیا میں اس کو ایڈیٹنگ کہا جاتا ہے، یہ بسا اوقات مراسلہ نگار کے لئے بہت ہی نقصان دہ ہوسکتا ہے کہ وہ لکھے کچھ اور وہ پیش ہوتے ہوتے کچھ اور ہوجائے ۔ اس کا انفرادی طور پر بھی غلط اثر ہوتا ہے اور اجتماعی حیثیت سے بھی۔ حکومتوں کے یا بڑے بڑے اداروں نیز تجارتی کمپنیوں کے مسیج کو، مراسلوں کو بھی اسی طرح فنی مہارت سے تبدیل کرلیا جاسکتا ہے جو کہ انتہائی خطرناک بات ہوگی اور اس سے بڑے نقصان کا خطرہ لاحق ہوسکتا ہے؛ چنانچہ اس طرح کی ایڈیٹنگ کرنا بالکل بھی جائز نہیں ہے،یہ فریب و دھوکہ دہی کے حکم میں آتا ہے ۔

قال اللہ تعالیٰ؛وَلَا تَلبِسُوا الحَقَّ بِالبَاطِلِ وَتَكتُمُوا الحَقَّ وَأَنْتُم تَعْلَمُون (سورۃ البقرۃ: ۴۲) (اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور سچی بات کو جان بوجھ کر نہ چھپاؤ)۔

جس کو رسول اکرم ﷺ نےیہ کہتے ہوئے ناپسند فرمایا ہے:من حمل علینا السلاح فلیس منا ومن غشنا فلیس منا ...(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ من غشنا فلیس منا، رقم الحدیث: ۱۰۱)۔

(۳)کیا حکومت کو کسی شخص کی نجی معلومات کو طشت از بام کردینے کا حق ہے؟

حکومت عوام کے مفادات کی محافظ ہوتی ہے، اس کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کو تحفظ دے اور اس کو یہ احساس دلائے کہ وہ حکومت کی زیر نگرانی اپنے تمام تر

مفادات سمیت محفوظ ہے۔ عوام کی نجی و شخصی معلومات حکومت کے پاس ہوتی ہیں، سرکاری و غیر سرکاری ادارے جیسے بینک، پاسپورٹ آفس،آئیڈنٹی فکیشن ڈپارٹمنٹ، آدھار ڈپارٹمنٹ وغیرہ جیسے اداروں میں شہریوں کی نجی وشخصی معلومات ہوتی ہیں، جن کو یہ ادارے محفوظ اور دوسروں کی دسترس سے دور رکھنے کے ذمہ دار ہیں۔ یہ نجی و شخصی معلومات کسی بھی شخص کا وہ راز ہوا کرتی ہیں جن کو وہ کبھی دوسروں پر غیر ضروری طور پر آشکار کرنا پسند نہیں کرتا اور ایسی معلومات کے طشت از بام ہوجانے پر اس شخص کے لئے مشکلات کھڑی ہوسکتی ہیں، لہٰذا حکومت یا کسی بھی ادارے کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کی شخصی معلومات کو دوسروں تک پہونچائے یا عام کردے۔

البتہ اگر کوئی مجرم ہے، یا شک کے دائرہ میں ہے تو حکومت کو اختیار ہے کہ وہ اس کی نجی معلومات کو متعلقہ اداروں کے ساتھ شیئر کرے، لیکن آدھار میں جو نجی معلومات ہیں وہ خاص شخصی راز ہیں جن کو حکومت اس طرح سے افراد کی مرضی کے بغیر دوسروں تک اور خصوصاً دوسرے ممالک تک نہیں پہنچا سکتی۔ آدھار کی صورت میں یا کسی اور صورت میں افراد کی نجی و شخصی معلومات حکومت واداروں کے پاس امانتاً رکھی جاتی ہیں ، ان کو دوسروں تک پہونچادینا گویا خیانت کا ارتکاب ہے جو کہ شرعاً اور قانوناً جرم ہے۔

(۴)انٹر نیٹ پر جائز یا ناجائز اشیاء کے اشتہارات کو گروپ یا افراد کے ذریعہ پھیلانے کا حکم:

قرآن کریم نے واضح طور پر اعلان فرمادیا ہے کہ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں تو امدادِ باہمی کیا کرو مگر برائی اور گناہ والے کاموں میں ایک دوسرے کا ساتھ نہ دو۔ تعاونوا علیٰ البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان (سورۃ المائدۃ: ۲) ۔

و فی تفسیر البغوی: قیل: الاثم المعصیۃ...(تفسیر بغوی ،ج۲،ص ۹)

وفی تفسیر ابن کثیر: قولہ تعالی: تعاونوا علیٰ البر و التقویٰ ولا تعاونوا علی الإثم و العدوان، یأمر تعالیٰ عبادہ المؤمنین بالمعاونۃ علی فعل الخیرات وھو البرّ، و ترک المنکرات وھو التقویٰ، وینھاہم عن التناصر علیٰ الباطل و التعاون علیٰ المآثم و المحارم...(تفسیر ابن کثیر۳، ۱۰)۔

وفی الدرالمختار: وکل ما أدی إلیٰ ما لا یجوز لایجوز...(ردالمحتار، کتاب الحظر و الاباحۃ، فصل فی اللبس) ...(یعنی ہر وہ فعل جو ناجائز کی جانب متوجہ کرے وہ ناجائز ہے)۔

چنانچہ انٹرنیٹ پر تجارتی اشتہارات ڈالے جاتے ہیں، اور ان کے سلسلہ میں یہ خواہش بھی کی جاتی ہے کہ خود پڑھ لینے کے بعد دوسروں تک اس کو پہونچائیں ، زیادہ سے زیادہ شیئر کریں۔ اب یا تو یہ اشتہار حلال اشیاء کا ہوسکتا ہے یا حرام ومشتبہ اشیاء کا۔ بدیہی بات ہے کہ حرام اشیاء کی جس طرح خرید و فروخت جائز نہیں ہے اسی طرح سے اس کی خرید و فروخت میں امداد یا اس کی تشہیر میں حصہ لینا بھی جائز نہیں ہے۔ البتہ

حلال اشیاء کا اشتہار یکھ کر اس کو آگے شیئر کردینا، فارورڈ کرنا اور اس کی زیادہ سے زیادہ تشہیر کرنا یہ آدمی کی صوابدید پر ہے مگر ایسا کرنا بالکل جائز ہے۔

اگر کسی نے انٹرنیٹ پر ایسے اشتہار کو آگے شیئر کردیا یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ اشتہار حرام اشیاء کا ہے تو پھر یہ اس حرام کاروبار میں شرکت کے مترادف ہے ، اور یہ فعل حرام ہے، سخت گناہ کا باعث ہے۔

(۵)ڈیجیٹل کارٹون بنانے کا حکم:

اسلام میں تصویر کشی سخت حرام ہے، لیکن ڈیجیٹل تصویر کو اس لئے مستثنیٰ کیا جاسکتا ہے کہ وہ پانی پر عکس یا سایہ کے حکم میں ہے، جب تک اسکرین آن ہے وہ دکھائی دیتی ہے اور جونہی اسکرین یا کمپیوٹر مانیٹر آف ہوا وہ بھی غائب ہوجاتی ہے، دراصل ڈیجیٹل تصویر اسکرین پر ڈاٹ کی شکل میں ابھرتی ہے ، یعنی کئی ڈاٹس (نقطے) مل کر ڈیجیٹل تصویر بنتی ہے، ہاں لیکن جب اس تصویر کو کسی شئی پر اتارلیا جائے، ڈیولپ کرلیا جائے تو پھر وہ حرام ہوجاتی ہے۔

اسی طرح ڈیجیٹل عکس بندی یا ویڈیو گرافی کا حکم ہے، جب تک وہ کیمرے کی قید میں ہے یا اسکرین پر ابھری ہوئی ہے جائز ہے، لیکن اگر اس کو کسی شئی پر اتارلیا جائے تو پھر وہ حرام ہوجاتی ہے۔

اور جہاں تک ڈیجیٹل کارٹون کا مسئلہ ہے اس کی اجازت ہے، مگر یہ کہ کارٹون بناتے وقت ذی روح کے مکمل اعضاء نہ بنائے جائیں؛ بلکہ ان میں دھندلاہٹ کردی جائے یا پھر ان کو نامکمل رہنے دیا جائے۔

اگر یہ کارٹون تعلیمی و تربیتی نقطۂ نظر سے بنائے جارہے ہوں تو جائز ہے لیکن اگر ان کا مقصد محض کسی کی تضحیک، کسی کا تمسخر یا کسی کا مذاق اڑانا مقصود ہو ، تنقیدکے طور پر ہو تو پھر یہ جائز نہ ہوگا؛ کیونکہ اسلام مینایک تو کسی کا تمسخر اڑانا، کسی کی تضحیک کرنا جائز نہیں ہے، اور دوسرا یہ کہ اسلام نے تنقید کے بھی اصول وضع کئے ہیں کہ ایسی تنقید ہو جس سے کسی کی دل آزاری نہ ہو؛ بلکہ احسن طریقہ سے تنقید کی جائے، جادلھم بالتی ہی أحسن،قولوا قولا لینا،قولوا قولا سدیدا، ولا تَنَابَزُوا بالألقاب، وغیرہ وغیرہ کئی ایسی آیتیں ہیں جو آدمی کو کسی کا تمسخر اڑانے سے روکتی ہیں۔

خصوصاً کارٹون میں سر آدمی کا اور دھڑ کسی جانور کا، ایسی صورت تو سخت ممنوع ہے کہ یہ اللہ کی تخلیق میں تبدیلی اور تغیر کرنے جیسا ہے جو کہ سخت گناہ کا باعث ہے؛ بلکہ اس طرح سے انسانیت کے شرف کی توہین ہے، آدمی کو جانور بنادینا، یا جانور بنا کر پیش کرنا یہ سب انتہائی درجہ کا تمسخر ہے جس پر اللہ کا غضب بھی نازل ہوسکتا ہے۔قال اللہ تعالیٰ: وَلآمرنّہم فلیغیّرنّ خلق اللہ ...(سورۃ النساء: ۱۱۹)۔

یہ بالکل جائز نہیں کہ تنقید کے طور پر انسانی جسم کے ساتھ کھلواڑ کرتے ہوئے

ایسے کارٹون بنائیں جن سے انسانیت کی توہین ہوتی ہو۔ اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے کہ کوئی عام آدمی کا کارٹون بنائے یاکسی خاص اور بڑے آدمی کا، قانون سب کے لئے ایک ہوتا ہے اور حکم بھی ایک، لہٰذا ہر شخص چاہے وہ بڑا ہو یا چھوٹا معمولی آدمی، سب کی عزت نفس ہوتی ہے ،اور ایسی کارروائیوں میں آدمی کی عزتِ نفس پر حملہ ہوتا ہے ، لہٰذا سب کا حکم یکساں ہےملکی قانون میں یہ ترمیم ہونی چاہئے کہ کارٹون چاہے بڑے کا ہو یا چھوٹے کا ،سب کا ممنوع ہو۔

قال اللہ تعالیٰ: یَا ایُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا یَسخَر قَومٌ مِن قَومٍ عسی أن یَکُونُوا خَیْراً مِنھُم وَلَا نِسَاء مِن نِسَاء عَسَی أن یَکنَّ خَیْراً مِنْھُنَّ وَلَا تَلمِزُوا أنفُسَکُم وَلَا تَنَابَزُوا بِالألقَابِ بِئسَ الاِسمُ الفُسُوقُ بَعدَ الاِیمَانِ وَ مَن لّم یَتُب فَأُولَئِکَ ھُمُ الظَّالِمُونَ (سورۃ الحجرات: ۱۱) (اے مؤمنو !کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر) کریں ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں، اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو۔ ایمان لانے کے بعد برا نام (رکھنا) گناہ ہے، اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں)۔

وفی صحیح البخاری:قال رسول اللہ ﷺ:سِباب المسلم فُسوق، وقتالہ کفر...(صحیح البخاری، کتاب الادب،باب ماینھی من السباب و اللعن، رقم: ۶۰۴۴)۔

وایضاً: ... ومن لعن مؤمنا فھو کقتلہ، و من قذف مؤمنا بکفر فھو کقتلہ...(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ماینھی من السباب و اللعن،رقم: ۶۰۳۷)۔

وفی الدرالمختار: لا تمثال إنسان أو طیر لحرمۃ تصویر ذی الروح...(ردالمحتار، کتااب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس۹،۵۱۹)۔

وایضاً : لو کان علیٰ خاتم فضۃٍ تماثیل لا یکرہ، و لیس کتماثیل فی الثیاب فی البیوت، لأنہ صغیر... (ردالمحتار، کتاب الحظر و الاباحۃ، فصل فی اللبس، ج۹، ص ۵۲۰)۔

(۶)موبائل کمپنیوں کا لوگوں کی آپسی گفتگو ریکارڈ کرکے حکومت کو پہونچانے کا حکم:

یہ بالکل غلط بات ہوگی کہ حکومت لوگوں کی آپسی گفتگو کو ریکارڈ کرائے ۔ رازداری برتنا بھی انسان کی ضرورت ہے اور اس کے حقوق کو بھی شامل ہے، اور جینے میں آزادی بھی انسان کا حق ہے۔ ایک آزاد ملک میں انسان کو بھی آزادی میسر ہونا چاہئے۔ اب اگر اس کی آواز پر بھی پہرے بٹھا دیئے جائیں تو پھر اس کے لئے آزاد فضا ہوتے ہوئے بھی گھٹن سی محسوس ہونے لگے گی۔

فون ٹیپنگ ایک ایسا عمل ہے جس سے انسان کا بنیادی حق آزادی اور رازداری دونوں متاثر ہوتے ہیں۔ لہٰذا عام حالات میںاس کی اجازت نہیں ہوگی کہ موبائل فون کمپنیاں لوگوں کی گفتگو کو ریکارڈ کریں اور حکومت کو مہیا کریں۔

فون ٹیپنگ دو وجہ سے ہوسکتی ہے یا آج کل ہورہی ہے: ایک سیاسی رقابت یا

سیاسی مفاد کے لئے نیز ایک مخصوص طبقہ پر نظر رکھنے کے لئے۔

دوسری وجہ کسی مجرم یا ملزم پر نظر رکھنے کے لئے یا ملک میں خفیہ ایجنسیوں کی رپورٹ کے مطابق ایک بڑی سازش یا انقلاب کو دبانے کے لئے مشکوک افراد کی فون ٹیپنگ کی جاتی ہے۔

سیاسی رقابت،سیاسی مفاد کے لئے یا بلاوجہ ایک مخصوص طبقہ پر نظر رکھنے کے لئے کی جانے والی فون ٹیپنگ کا شرعاً کوئی جواز نہیں ہے۔

البتہ اگر خفیہ ایجنسیوں کی اطلاع کے مطابق کوئی بڑی سازش یا انقلاب کا خدشہ ہو تو پھر مشکوک افراد پر نظر رکھنے کے لئے حکومت موبائل کمپنیوں سے کہہ کر فون ٹیپ کراسکتی ہے۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسٹمر کیئر (Customer Care) سروس والے کال کرنے والے کو اطلاع کرتے ہیں کہ تربیت اور معیار کی غرض سے آپ کی یہ کال ریکارڈ کی جارہی ہے۔ اگر اطلاع دے کرکال ریکارڈ کی جائے کہ کال تربیت یا معیار جانچنے یا پھر ٹسٹ کرنے کے لئے ہے تو اس کی اجازت ہوگی مگر کال کرنے والے کی اجازت یا اس کی رضامندی ضرورہونی چاہئے۔

عن جابر بن عبداللہؓ عن النبی ﷺ قال: إذا حدث الرجل الحديث، ثم التفت فهی أمانة... (الجامع الترمذی، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء أن المجالس بالأمانة۲،۱۷)۔

وقال محشیہ: قولہ:ثم التفت فهی أمانة، يعنی إذا حدث أحد عندک حديثاً، ثم غاب صار حديثه أمانة عندک، ولا يجوز اِضاعتها، والخيانة فيها بإفشائها...(جامع الترمذی، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء أن المجالس بالأمانة، ۲،۱۷، حاشية ۶)۔

تلخیص المقالۃ:

محورِ اول :

۱۔اسمارٹ موبائل فون سے اس کے مضرات و نقصانات سے اجتناب و احتراز کرتے ہوئے استفادہ کرنا شرعاً جائز ہوگا۔

اثباتی، مثبت اور مستحسن کاموں کے لئے اسمارٹ موبائل فون کا استعمال پسندیدہ و مستحسن ہے۔

فی نفسہٖ اسمارٹ موبائل فون ڈیوائس میں برائی نہیں بلکہ اس کے استعمال میں برائی ہوسکتی ہے، لہٰذا یہ ممکن ہے کہ اس کو استعمال کرنے والے اس کو برے مقاصد و غلط عزائم سے استعمال نہ کریں بلکہ اس کو مثبت و اثباتی کاموں کے لئے استعمال کریں۔

اس کو غلط مقاصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے، محض اس خدشہ کی بنا پر اس کے استعمال کو ممنوع قرار نہیں دیا جاسکتا؛ بلکہ اس کے غلط استعمال و غلط مقاصد کے

لئے اس کا استعمال ممنوع ہوگا، اور اگر کسی نے اس کو غلط مقاصد کے لئے استعمال کیا تو وہ گنہ گار ہوگا، مگر اس ڈیوائس اور اس کے فوائد سے استفادہ جائز بلکہ مستحسن ہوگا۔

۲۔ ملٹی اپلیکیشن موبائل یا اسمارٹ موبائل فون میں قرآن مجید کا ایپ رکھنا شرعا جائز ہے۔

ایسے موبائل میں جس میں دوسرے مختلف ایپ موجود ہوں قرآن مجید یا دوسری دینی کتب کو ڈاؤن لوڈ کرنا ، قرآن مجید کی تلاوت کرنا ، دینی کتب و رسائل کا مطالعہ کرنا جائز ہوگا۔ مگراحوط ہے کہ اس کی تلاوت کے وقت یا دینی کتب کے مطالعہ کے وقت دوسرے ایپ کا استعمال نہ ہو یا وہ اسکرین پر موجود نہ ہوں ۔بلکہ ایک آدمی یا بالخصوص مسلمان کے لئے یہ جائز ہی نہیں ہوگا کہ وہ موبائل میں کوئی ایسا ایپ ڈاؤن لوڈ کرے جو فحش ہو یا غیر اخلاقی ہو۔

۳۔ جب تک قرآن مجید کے الفاظ یا آیات موبائل کی اسکرین پر روشن ہوں ، قرآن مجید کا ایپ ڈسپلے پر موجود ہو تو ایسی صورت میں اسکرین کو بلاوضو ہاتھ لگانا ‘‘ناجائز ’’ ہے؛ البتہ موبائل کو ہاتھ میں پکڑ سکتے ہیں۔موبائل کی اسکرین کو چھوئے Touch)کئے) بغیر بھی اگر قرآن کی تلاوت کی نیت سے پڑھا جائے تب بھی وضو ضروری ہے، ہاں البتہ قرآن کو دعاءً پڑھا جارہا ہو اور اسکرین کو ٹچ بھی نہ کیا جاتا ہو تو وضو ضروری نہیں۔

۴۔ اچھی بات یا اچھا پیغام دوسروں تک پہونچانا اخلاقی ذمہ داری بھی ہے اور دینی فریضہ بھی۔

اسمارٹ فون کے ذریعہ آڈیو یا تحریری پیغام (SMS)کے ذریعہ کوئی اچھا سا مفید و ضروری پیغام دوسروں کو بھیجا جاسکتا ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں اور نہ ہی اس میں پیغام کو حاصل کرنے والے (Receiver)کی اجازت یا رضامندی کی ضرورت ہے۔

قرآن کی آیات، تفسیر، ترجمہ، بیان قرآن، مستندحدیث، تشریح حدیث، دین و اخلاق سے متعلق معلوماتی مضامین پر مبنی مسیج یا پیغامات کی ترسیل جائز بلکہ مستحسن ہے اور اس کو کسی کے بھی موبائل پر دعوتی ، تبلیغی و تربیتی نقطۂ نظر سے روانہ کرنا جائز ہے؛ بلکہ یہ بھی دعوت دین و تبلیغِ دین کا ایک حصہ ہے، اس کے لئے رسیور کی اجازت کی ضرورت نہیں،ہاں البتہ کسی نے سامنے سے ایسے مسیج کو بھیجنے سے منع کردیا تو پھر اس کی ترسیل کو روک دینا چاہئے۔بلا وجہ کسی کو ایذاء نہیں دینا چاہئے۔

۵۔ عمومی طور پر کسی مخصوص غیر محرم عورت کے نمبر پر کسی بھی قسم کا مسیج بھیجنا جائز نہیں؛البتہ مردوں اور عورتوں کا مشترکہ دینی یا ملی گروپ ہو تو ایسی صورت میں مجموعی طور پر مسیج کی ترسیل جائز ہوگی انفرادی طور پر نہیں ۔ اگر کوئی ایمرجنسی ہو یا دوسری کوئی صورت نہ ہو ،مسیج کرنا ضروری ہو تو اس کی اجازت

ہوگی کہ وہ بقدر ضرورت مسیج کی ترسیل کرے، مگر عام حالات میں اور عمومی مراسلوں کی ترسیل اجنبی عورتوں کو کرنا جائز نہینہے۔

۶۔ ایسی تصویریں جو کسی عام دینی یا مقصدی پروگرام کی ہوں ان کو بڑھانے کے سلسلہ میں حکم یہ ہے کہ بہت ہی اہم پروگرام ہو اور اس کی تصویروں کی تشہیر سے دینی یا ملی نقطۂ نظر سے فوائد و مثبت نتائج ملنے کے امکانات روشن ہوں تو ایسی صورت میں ان جیسی تصویروں کی اشاعت و ترسیل کی اجازت ہے۔ جب تک تصاویر سوفٹ کاپی کی شکل میں ہیں تصویر کشی کے حکم میں نہیں ہیں اور جب ان کو کسی شئی پر اتار لیا جائے، کسی کاغذ یا کسی تختہ پر، تو پھر وہ تصویر کے حکم میں ہوکر ''ناجائز '' ہونگی۔

یا ایسی تصویریں جو نہ تو دینی پروگرام کی ہوں اور نہ ہی مقصدی ،ان کی ترسیل کے سلسلہ میں حکم یہ ہے کہ کچھ ایسی تصاویر یا پیغامات ہوتے ہیں جن کا کوئی مقصد نہیں ہوتا بلکہ وہ محض تفریح طبع کے لئے کھینچی یا بھیجی جاتی ہیں ، ایسی تصویروں کو بھیجنا جائز نہ ہوگا کیونکہ یہ تضییع اوقات یا پھر اپنے وسائل کو فضولیات میں صرف کرنا ہے، اسراف کرنا ہے۔ اور ایک مسلمان کے لئے یہ کراہت سے خالی نہ ہوگا کہ وہ لایعنی کاموں میں اپنا اور دوسروں کا وقت صرف کرے۔

۷۔ سی سی ٹی وی کیمرہ عکس کے حکم میں آتا ہے جو لوگوں کی نقل و حرکت کو معکوس کرتاہے۔چنانچہ مساجد اور مدارس میں سی سی ٹی وی کیمرے کی تنصیب ضروری ہے اور جائز بھی۔ احتیاط و مصلحت کا تقاضا ہے کہ سی سی ٹی وی کیمروں کو نصب کیا جائے؛ تاکہ ان مقامات پر ہونے والے افعال و کاموں کا ریکارڈ موجود ہو۔نیز مسجد و مدرسہ میں ہونے والی کارروائیوں کی سی سی ٹی وی کیمرہ سے عکس بندی کی جائے؛ تاکہ ایک تو نگرانی ہوتی رہے اور ساتھ ہی ساتھ کسی ناگہانی حادثہ کی صورت میں وہ ریکارڈ شہادت کے طور پر کام آسکے۔

۸۔ جہاں تک مسئلہ ایسی مشینوں کے استعمال اور ان سے گذرنے کے دینی پہلو کا ہے تو ایسی چیکنگ یا اسکیننگ غیر انسانی و غیر اخلاقی حرکت ہوگی۔ اس طرح کی اسکیننگ انسانیت کی توہین ہے، شریف لوگوں کا ، اچھے شہریوں کا بلکہ دوسرے ملک سے آئے ہوئے شریف النفس مہمانوں کا کھلا ہوا استہزاء ہے۔اس کی کسی بھی جہت سے تائید نہیں کی جاسکتی۔

ہاں البتہ ایسے مجرم لوگ جو مشتبہ ہوں، یا جن کا پس منظر کچھ مجرمانہ ہو، یا جن کا تعلق حتمی طور پر مجرموں سے ثابت ہوچکا ہو،یا جو سزا یافتہ ہوں ایسے افراد کی ان مقامات پر یا دوسرے مقامات پر بھی چیکنگ یا اسکیننگ کی جاسکتی ہے۔

اس سلسلہ میں یہ عرض ہے کہ بعض خصوصی حالات میں آدمی کو یہ رخصت دی گئی کہ وہ اپنا ستر کھولے۔ اگر وہ فرد شک کے دائرہ میں ہو اور اس پر الزامِ جرم بھی

ہے تو اپنے شک کے ازالے اور دوسری طرف اپنی عزت اور اپنی جان کوبچانے کے لئے ستر کھول سکتا ہے ۔

ایسی اسکیننگ مشین سے گذرتے وقت ویڈیو گرافی کرنا یا اس کی تصویر لینا اخلاقی و دینی جرم ہے چہ جائیکہ وہ گذرنے والا شخص مجرم ہی کیوں نہ ہو۔

حقوق انسانی کا تحفظ کرنے والے اداروں کو اس کے خلاف آواز اٹھانا چاہئے کہ ایسی حرکت جس سے انسان و انسانیت کی توہین ہورہی ہو روکنی چاہئے۔

اب رہا سوال کہ اگر کسی ملک میں سیکوریٹی کی غرض سے اس طرح کی اسکیننگ کو جبراً لازمی قرار دے دیا جائے تو ایسی صورت میں ایسا تو نہیں ہوسکتا کہ سبھی سفر ترک کرکے بیٹھ جائیں، مجبوراً حکومت کے حکم کی تعمیل میں ضروری و اہم سفر مینایسی اسکیننگ مشین سے گذرنے کی اجازت ہوگی۔

محور دوم :

۱۔کسی باعزت فرد کو بے عزت کرنا یا اس کی عزت نفس پر حملہ کرنے کا کسی کو حق حاصل نہیں ہے، مقفل معلومات کی چوری یا ہیکنگ آف سوشیل میڈیا اکاؤنٹس کسی شخص کو بے عزت کرنے کے مترادف ہے ،لہٰذا اس کا کوئی جواز نہیں؛ بلکہ ایساکرنے والا سخت گنہ گار ہے، یہ فعل عندالشرع سخت حرام ہے۔

انٹر نیٹ سے کسی کے بینک اکاؤنٹ کے پاس ورڈ کو توڑ کر رقم نکالی جاسکتی ہے ،ایسی چوری کو ہیکنگ آف بینک اکاؤنٹس کہا جاتا ہے ، بلاشبہ ایسی چوری بھی حرام ہے،بلکہ کسی کو مالی خسارے سے نقصان پہونچانا یہ تو سخت گناہ کا کام ہے۔

ایسے مواد کو جس کو مقفل رکھا گیا ہے، مخصوص پاس ورڈ رکھا گیا ہے جس کا مقصد کسی عام شخص کی اس تک رسائی نہ ہو ، اپنے کسی ‘‘کی جنریشن سوفٹ ویئر ’’ کی مدد سے کریکنگ کرکے اس سے استفادہ کرنا جائز نہیں؛ بلکہ چوری کرنے، کریکنگ کرنے والے پر مقدمہ چلایا جاسکتا ہے کہ اس نے ایک شخص کی مقفل معلومات کو بغیر اجازت حاصل کیا اور استفادہ کیا۔

۲۔ پہلا گناہ تو یہ ہے کہ اس نے کی جنریشن سوفٹ وئیر کی مدد سے کریکنگ کرکے انٹرنیٹ پر موجود معلوماتی و علمی مواد کو حاصل کرلیا۔ اب دوسرا گناہ یہ ہورہا ہے کہ اس کے مالک کی اجازت کے بغیر اس چوری کیے ہوئے مواد کی اشاعت کی جارہی ہے۔ یہ کاپی رائٹ کے حقوق کی خلاف ورزی ہے ، جو قابلِ مواخذہ ہے۔ اس کی اجازت ہرگز نہیں ہوگی کہ وہ کریکنگ کے ذریعہ سے حاصل شدہ مواد کو آگے شیئر کرے۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو یہ مکروہ ہوگا، قابلِ مؤاخذہ ہوگا۔

۳۔ آن لائن اسپائنگ یعنی شوہر و بیوی کا ایک دوسرے کی لاعلمی میں انٹرنیٹ کے ذریعے جاسوسی کرانا عام حالات میں جائز نہیں ہے، دونوں میں سے کسی ایک کی رشتۂ

ازدواج کے سلسلہ میں کچھ ایسی بے اعتدالیاں یا کچھ ایسی حرکات جن کے سبب اس رشتہ میں بدمزگی پیدا ہوگئی ہو، یا دونوں میں سے کسی ایک کے غیر اخلاقی، غیر قانونی،غیر شرعی عمل میں ملوث ہونے کا اندیشہ ہو جس کا اثر ازدواجی زندگی پر گہرا پڑنے والا ہو تو ایسی صورت میں آن لائن اسپائنگ کی اجازت ہوگی، مگریہ بھی ملحوظ رہے کہ کرائی جانے والی اسپائنگ ظاہر ہوجائے تو پھر رشتۂ ازدواج کا باقی رہنا مشکل ہوسکتا ہے۔

۴۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آن لائن ٹریکننگ سسٹم سے کسی بھی مجرم یا امن عامہ میں خلل ڈالنے والے دہشت گرد کو ٹریک کیا جاسکتا ہے اور اس کو کیفردار تک پہونچایا جاسکتا ہے؛بلکہ انٹرنیٹ ٹریکنگ سسٹم ایک ایسا ہتھیار ہے جو حکومت یا محکمۂ پولس یا خفیہ ایجنسیوں کومجرم کو پکڑنے میں توقعات سے بڑھ کر مدد کرتا ہے، بشرطیکہ اس کا صحیح استعمال ہو، ظلم اور ٹارچر نہ ہو۔

چنانچہ حکومت یا محکمۂ پولس کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ جرائم پیشہ اور دہشت گرد عناصر پر نظر رکھنے کی غرض سے مشتبہ افراد یا مجرمانہ بیک گراؤنڈ کے حامل افراد کی شخصی معلومات آن لائن ٹریکنگ کے ذریعہ حاصل کرسکتے ہیں۔

۵۔ اگر کوئی شخص دوسرے کی خفیہ معلومات تک پہونچ جائے اور ان معلومات سے یہ بات واضح ہو کہ وہ کسی اور کو نقصان پہونچانے کا ارادہ رکھتا ہے ،تو اس شخص کے لئے اس دوسرے آدمی کو صورت حال سے واقف کرانا تعاونوا علیٰ البر و التقویٰ کے تحت درست ہوگا۔مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی دیکھا جانا چاہئے کہ نقصان پہونچانے کا ارادہ رکھنے والا ظالم اور نقصان اٹھانے والا مظلوم ہو۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دونوں ایک ہی قماش کے افراد ہوں اور درمیان میں آنے والا خواہ مخواہ پس کر رہ جائے ، اسی لئے اس میں احتیاط کی ضرورت ہے۔

اسی طرح سے کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی مجرم یا ملک دشمن کوئی ایسی کارروائی کرنا چاہتا ہو جو ملک کے کسی بڑے عہدیدار ،قائد یا کوئی نامور شخصیت کو نقصان پہونچ سکتا ہو اور کوئی اس سے واقف ہوجائے تو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ایسی معلومات کو متعلقہ شعبہ تک یا افراد تک پہونچائے۔

۶۔ کسی کی شخصی معلومات کو کسی اور تک بغیر اجازت پہونچانا جائز نہیں،یہ غیر اخلاقی فعل ہے اور غیر شرعی بھی ، بلکہ یہ گناہ والی بات ہوگی کہ کسی کے راز کو یا پوشیدہ باتوں کو طشت از بام کیا جائے۔ اور کمپنیوں کو قیمتاً ان معلومات کو فروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے، غیر شرعی و غیر اخلاقی کام کی اجرت بھی حرام ہے؛ چنانچہ متعلق شخص کی اجازت کے بغیر سوشل میڈیا میں موجود شخصی معلومات کو جمع کرنااور وہ ڈاٹا کمپنیوں کو دے کر اجرت حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

۷۔ آج کل جو اسٹنگ آپریشن کا طریقہ رائج ہے وہ محکمہ پولس یا حکومت کے

کسی ادارے کی جانب سے نہیں بلکہ خود میڈیا کے لوگ '' اسٹنگ آپریشن '' کرتے ہیں اور پھر بعد میں اس کی ویڈیو میڈیا میں ،اپنے چینل کے ذریعہ دکھا کر اپنی ٹی آر پی میں اضافہ کرتے ہیں یا پھر دوسری پارٹی سے اس کا سودا کرلیتے ہیں۔ یعنی اس میں حکومت یا پولس کا محکمہ ملوث نہیں ہوتا؛ بلکہ خالص میڈیا والے یہ کام انجام دیتے ہیں۔ اس طرح سے وہ کسی کے ساتھ بھی یہ معاملہ کرسکتے ہیں، کوئی مشہور لیڈر، قائد، کوئی اعلیٰ عہدیدار، کوئی بہت بڑا بزنس مین وغیرہ کا خفیہ طریقہ سے '' اسٹنگ آپریشن '' ہوتا ہے، پھر بعد میں ضرورت پڑے تو حکومت اس سے فائدہ اٹھاتی ہے، ورنہ عموماً اس اسٹنگ آپریشن کے بعد اس ویڈیو کو وہ اپنے چینل میں بریکنگ نیوز کی طرح دکھا کر میڈیائی دنیا میں اپنے ٹی آر پی (TRP)میں اضافہ کرتے ہیں۔

اس سبب سے اسٹنگ آپریشن کرنا جائز نہیں ، اس کی قطعاً گنجائش نہ ہونی چاہئے، لیکن اگر حکومت کا کوئی خفیہ ادارہ یا خفیہ ایجنسی کسی مجرم یا ملزم یا مشتبہ فرد کا اسٹنگ آپریشن کرائے تو اس کا جواز ہوسکتا ہے، لہٰذا آج کا ماڈرن اور جدید طریقہ '' اسٹنگ آپریشن '' مجرموں کے لئے کیا جانا جائز ہوگا۔اگر کہیں ظلم ہورہا ہو یا کمزوروں کے حقوق غصب کئے جارہے ہوں وہاں اسٹنگ آپریشن کرنا بدرجۂ اولیٰ جائز ہوگا۔

۸۔کمپیوٹر کی دنیا میں آج کل سافٹ وئیر پائریسی زیادہ ہوگئی ہے، یعنی مہنگے مہنگے ،بعض اہم سافٹ وئیرز کو بعض لوگ اس کے پاس ورڈ (soft lock for software)کو یا ڈونگل (hardware lock for Software) کو توڑ کر اس سافٹ وئیر کی چوری کرکے اس سے اس کے مالک کی مرضی کے بغیر استفادہ کرتے ہیں۔یہ چوری کے حکم میں ہے اور کسی شخص کو کاروباری لائن سے نقصان سے دوچار کرنا ہے ، اور اس کی محنت سے ناجائز فائدہ اٹھانا ہے جو عند الشرع جائز نہیں ہے۔'' کی جنریشن سوفٹ وئیر '' (Key Gen Software)سے مہنگے سوفٹ ویئر کے پاس ورڈ کو توڑ کر ان سے مفت استفادہ کرتے ہیں، یہ قانوناً اور شرعاً جرم ہے، چوری ہے،لہٰذا یہ جائز نہیں بلکہ ایسا کرنا حرام ہے۔

اسی طرح سے ایسے سافٹ وئیرز کے پاس ورڈ یا ڈونگل کو توڑ کر اس کی نقل کرکے فروخت کرنا اور اس کو خریدنا بھی ناجائز ہے ، چوری کرنا اور چوری کئے ہوئے مال کو فروخت کرنا اور اس کو خریدناتینوں کا ایک ہی حکم ہے کہ تینوں شکلیں سرقہ یا چوری میں آتی ہیں۔

۹۔ دوسرے کے کمپیوٹر کو ہیک کرنا یا اس میں کوئی نقصان دہ وائرس کو داخل کردینا بھی سائبر کرائم ہے، قانونی طور پر بھی اور شرعی طور سے بھی ناجائز فعل ہے؛ البتہ اس طرح کے وائرس کو کمپیوٹر کے کسی خاص پروگرام کی اصلاح کے لئے استعمال کیا جاتا ہو تو اس کمپیوٹر کے مالک کی اجازت لازمی ہوگی؛ تاکہ وہ کمپیوٹر کے دوسرے پروگراموں کو

محفوظ کرسکے اور محتاط طریقہ پر اس وائرس کے سافٹ ویئر کو استعمال کرسکے۔

محورِ سوم :

۱۔ عالمی و ملکی سیاسی و عام حالات کی خبروں میں احتیاط لازمی ہے، اس لئے ایسی خبروں کی اشاعت میں یہ پابندی ضرور لگنی چاہئے کہ وہ بغیر کسی تصدیق و توثیق کے اس کو آگے شیئر نہ کریں۔

سوشل میڈیا کی یہ بھی ایک ذمہ داری ہونی چاہئے کہ وہ انہی خبروں کی اشاعت کرے جو حقائق پر مبنی ہوں، اور ان خبروں کو شیئر کرنے سے مکمل احتراز و اجتناب کریں جو غیر مصدقہ ہوں۔

عوام کوبھی چاہئے کہ وہ سوشل میڈیا کی خبروں کو بغیر کسی تصدیق کے یا وثیقہ کے نہ ہی آگے شیئر کریں اور نہ ہی اس کی اشاعت کریں۔

انٹرٹینمنٹ کے لئے، دل لگی یا دل بہلانے کے لئے غیر مصدقہ باتوں کو یا ایسے مذاقیہ پوسٹ کو شیئر کرنا بھی حرام ہے جو شرعی نقطۂ نظر سے جائز نہ ہوں۔ ہاں البتہ ایسے پوسٹ جن میں کوئی اخلاقی درس ہو، علمی، فکری،تحقیقی، دینی بات ہو، لوگوں کی بھلائی کی بات ہویا ایسا مواد جو انسان کو ایک اچھی زندگی گذارنے کا سبق دیتا ہو، ایسے پوسٹ جو معلوماتی ہوں اور اخلاق کے دائرہ میں آتے ہوں، پوسٹ اور شیئر کئے جاسکتے ہیں۔

۲۔ یہ بالکل جائز نہیں ہے کہ کسی کے مراسلہ میں اس کی اجازت کے بغیر یا اس کی اطلاع کے بغیر کوئی کمی یا زیادتی کرلی جائے، کمپیوٹر کی دنیا میں اس کو ایڈیٹنگ کہا جاتا ہے، یہ بسا اوقات مراسلہ نگار کے لئے بہت ہی نقصان دہ ہوسکتا ہے کہ وہ لکھے کچھ اور وہ پیش ہوتے ہوتے کچھ اور ہوجائے ۔ اس کا انفرادی طور پر بھی غلط اثر ہوتا ہے اور اجتماعی حیثیت سے بھی۔ حکومتوں کے یا بڑے بڑے اداروں نیز تجارتی کمپنیوں کے مسیج کو، مراسلوں کو بھی اسی طرح فنی مہارت سے تبدیل کرلیا جاسکتا ہے جو کہ انتہائی خطرناک بات ہوگی اور اس سے بڑے نقصان کا خطرہ لاحق ہے، چنانچہ اس طرح کی ایڈیٹنگ کرنا بالکل بھی جائز نہیں ہے۔یہ فریب و دھوکہ وہی کے حکم میں آتا ہے جس کو رسول اکرم ﷺ نے ‘‘من غش فلیس منا’’ کہتے ہوئے ناپسند فرمایا ہے۔

۳۔ حکومت یا کسی بھی ادارے کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کی شخصی معلومات کو دوسروں تک پہونچائے یا عام کردے۔

البتہ اگر کوئی مجرم ہے، یا شک کے دائرہ میں ہے تو حکومت کو اختیار ہے کہ وہ اس کی نجی معلومات کو متعلقہ اداروں کے ساتھ شیئر کرے، لیکن آدھار کی صورت میں یا کسی اور صورت میں افراد کی نجی و شخصی معلومات حکومت واداروں کے پاس امانتاً رکھی جاتی ہیں، ان کو دوسروں تک پہونچادینا گویا خیانت کا ارتکاب ہے جو کہ شرعاً اور قانوناً جرم ہے۔

۴۔ بدیہی بات ہے کہ حرام اشیاء کی جس طرح خرید و فروخت جائز نہیں ہے اسی

طرح سے اس کی خرید و فروخت میں امداد یا اس کی تشہیر میں حصہ لینا بھی جائز نہیں ہے۔ البتہ حلال اشیاء کا اشتہار دیکھ کر اس کو آگے شیئر کردینا، فارورڈ کرنا اور اس کی زیادہ سے زیادہ تشہیر کرنا یہ آدمی کی صوابدید پر ہے مگر ایسا کرنا بالکل جائز ہے۔ اگر کسی نے انٹرنیٹ پر ایسے اشتہار کو آگے شیئر کردیا یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ اشتہار حرام اشیاء کا ہے تو پھر یہ اس حرام کاروبار میں شرکت کے مترادف ہے ، اور یہ فعل حرام ہے، سخت گناہ کا باعث ہے۔

۵۔ اگر یہ کارٹون تعلیمی و تربیتی نقطۂ نظر سے بنائے جارہے ہوں تو جائز ہے لیکن اگر ان کا مقصد محض کسی کی تضحیک، کسی کا تمسخر یا کسی کا مذاق اڑانا مقصود ہو ، تنقیدکے طور پر ہو تو پھر یہ جائز نہ ہوگا؛ کیونکہ اسلام مینایک تو کسی کا تمسخر اڑانا، کسی کی تضحیک کرنا جائز نہیں ہے، اور دوسرا یہ کہ اسلام نے تنقید کے بھی اصول وضع کئے ہیں کہ ایسی تنقید ہو جس سے کسی کی دل آزاری نہ ہو بلکہ احسن طریقہ سے تنقید کی جائے خصوصاً کارٹون میں سر آدمی کا اور دھڑ کسی جانور کا ایسی صورت تو سخت ممنوع ہے کہ یہ اللہ کی تخلیق میں تبدیلی اور تغیر کرنے جیسا ہے جو کہ سخت گناہ کا باعث ہے۔

اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے کہ کوئی عام آدمی کا کارٹون بنائے یاکسی خاص اور بڑے آدمی کا، قانون سب کے لئے ایک ہوتا ہے اور حکم بھی ایک، لہٰذا ہر شخص چاہے وہ بڑا ہو یا چھوٹا معمولی آدمی سب کی عزت نفس ہوتی ہے ،اور ایسی کارروائیوں میں آدمی کی عزتِ نفس پر حملہ ہوتا ہے ، لہٰذا سب کا حکم یکساں ہے۔ملکی قانون میں یہ ترمیم ہونی چاہئے کہ کارٹون چاہے بڑے کا ہو یا چھوٹے کا سب کا ممنوع ہو۔

۶۔ سیاسی رقابت، سیاسی مفاد کے لئے یا بلاوجہ ایک مخصوص طبقہ پر نظر رکھنے کے لئے کی جانے والی فون ٹیپنگ کا شرعاً کوئی جواز نہیں ہے۔

البتہ اگر خفیہ ایجنسیوں کی اطلاع کے مطابق کوئی بڑی سازش یا انقلاب کا خدشہ ہو تو پھر مشکوک افراد پر نظر رکھنے کے لئے حکومت موبائل کمپنیوں سے کہہ کر فون ٹیپ کراسکتی ہے۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسٹمرکیئر (Customer Care) سروس والے کال کرنے والے کو اطلاع کرتے ہیں کہ تربیت اور معیار کی غرض سے آپ کی یہ کال ریکارڈ کی جارہی ہے۔ اگر اطلاع دے کرکال ریکارڈ کی جائے کہ کال تربیت یا معیار جانچنے یا پھر ٹسٹ کرنے کے لئے ہے تو اس کی اجازت ہوگی، مگر کال کرنے والے کی اجازت یا اس کی رضامندی ضرورہونی چاہئے۔

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل

مفتی امانت علی قاسمی•

موجودہ دور کی ترقیات میں انفارمیشن ٹکنالوجی کی ترقی حیرت انگیز ہے۔ آج جو چیزیں موجود ہیں اور جن کو عام آدمی استعمال کررہا اور برت رہا ہے اس سے پہلے اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا ،انفارمیشن ٹکنالوجی کی ترقی نے بہت سی ایسی چیزیں ایجاد کردی ہیں جن کا مفید اور مضر دونوں طرح استعمال ہوتاہے ،ویسے تو عام طور پر ہر چیز کے دو پہلو ہوتے ہیں، کوئی بھی چیزصرف مفید یا صرف مضر نہیں ہوتی ہے، اب دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ اس کا زیادہ تر استعمال کس کام میں ہورہا ہے اور اس کی وضع کس کام کے لیے ہوئی ہے، اس سے اس پرحکم لگانے میں سہولت ہوتی ہے ۔بہر حال انفارمیشن ٹکنالوجی کی ترقی اور اس کے لیے وجود میں آنے والے آلات نے آج ہمیں سوچنے پر مجبور کیا ہے۔ اسی ضمن میں فقہ اکیڈمی نے اپنے اٹھائیسویں سمینار کے لیے اس کو بحث کا موضوع بنا یا ہے،چنانچہ ان کے دئے گئے سوالات کی وضاحت یہانپیش خدمت ہے:

محور اول:

۱۔ اسمارٹ فون کا استعمال :

آج کل مختلف سہولتوں والے فون کا استعمال عام ہوتا جارہا ہے ،یہ فون مختلف مقاصد اور ضرورت کی تکمیل کرتے ہیں ،اگر کسی کے پاس یہ فون ہو تو گویا دنیا کی ہر ضرورت اس کے لیے آسان ہے، اور اگر وہ فون گم ہوجائے یا چوری ہوجائے تو آنکھوں کے سامنے اندھیرا دکھائی دیتا ہے ،اس لیے کہ آج انسان کی بے شمار ضرورتیں فون سے مربوط ہوگئی ہیں ، تجارت اور تعلیم و تعلم سے لے کر عبادت کی بعض صورتیں موبائل فون سے ہی انجام پارہی ہیں،لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جہاں یہ فون انسان کی جائز ضرورتوں میں استعمال ہورہا ہے وہیں اس کے ذریعہ بہت سے گناہ اور معصیت کا بھی ارتکاب ہورہا ہے بلکہ فحاشی و عریانیت کو بھی فروغ مل رہا ہے ۔

شریعت کے نصوص اور مقاصد پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح کے موبائل فون کا جائز استعمال جائز ہے اور اس کا غلط استعمال ناجائز ہے۔ اس لیے کہ

• استاذ حدیث وشعبۂ افتاء دارالعلوم حیدرآباد۔

گناہ موبائل کی طبیعت میں داخل نہیں ہے اور نہ ہی اس کی وضع معصیت کے لیے ہوئی؛ بلکہ اس کی اصل وضع تو ذرائع مواصلات اور دولوگوں کے درمیان رابطہ کے لیے ہے، پھر ٹکنالوجی نے ترقی کی اور اس کے ذریعہ بہت سے امور انجام پانے لگے جس میں مباح اور معصیت دونوں داخل ہیں ۔فقہ کا قاعدہ ہے کہ جس چیز کی اصل وضع معصیت کے لیے نہ ہو تو جائز استعمال کے لیے اس کا استعمال جائز اور برے کاموں کے لیے اس کا استعمال ناجائز ہوگا۔علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں :

وہذا یفید أن آلۃ اللہو لیست محرمۃ لعینہا بل لقصد اللہو منہا إما من سامعہا أو من المشتغل بہا وبہ تشعر الإضافۃ ألا تری أن ضرب تلک الآلۃ بعینہا حل تارۃ وحرم أخری باختلاف النیۃ بسماعہا والأمور بمقاصدھا (فتاوی شامی ۹/۵۰۵، مکتبہ زکریا،دیوبند، ۱۹۹۶ء)۔

علامہ ابن نجیم تحریر فرماتے ہیں :

إن بیع العصیر ممن یتخذ خمرا إن قصد بہ التجارۃ فلا یحرم وإن قصد بہ لأجل التخمیر حرم (الاشباہ والنظائر ۱،۲۳)۔

علامہ شامی اور ابن نجیم مصری کی مذکورہ بالا عبارت کو سامنے رکھ کر اسمارٹ فون کے استعمال کا شرعی حکم بآسانی معلوم کیا جاسکتاہے، اس لیے کہ اگر ایسی چیزیں جن کا استعمال حلال و حرام دونوں کے لیے ہوتا ہے اور اس کی اصل وضع حرمت کے لیے نہ ہو تو اس کا جواز و عدم جواز نیت پر موقوف ہوگا ،اگر جائز کام کی نیت سے استعمال کرتا ہے تو جائز اور اگر ناجائز کام کے لیے استعمال کرتا ہے تو ناجائزہے ۔

۲۔ موبائل فون میں قرآن مجید اوردینی کتابینرکھنا اور پڑھنا :

قرآن کریم میں اصل یہی ہے کہ مصحف میں تلاوت کی جائے ،اس میں قرآن کریم کے آداب کی مکمل رعایت ہوتی ہے۔ مصحف کو دیکھنے اور چھونے کا ثواب بھی ملتا ہے اور اصل قرآن کے ساتھ بندے کارشتہ استوار ہوتا ہے، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ سائنس کی ترقی نے جہاں بہت سی سہولیات مہیا کی ہیں اور ضرورتوں کو سمیٹ کر بہت سی آسانیاں پیدا کردی ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ انسان جس وقت اور جہاں چاہے قرآن کی تلاوت کرسکتاہے، اس کے معانی و مفاہیم میں غور و خوض کرسکتاہے، سفر میں قرآن کی تلاوت ہو یا مسجد میں صف کے درمیان جہاں قرآن دستیاب نہ ہو ان جگہوں پر بھی موبائل کی مدد سے قرآن کی تلاوت ممکن ہے۔ اسی طرح بعض اوقات انسان ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں قرآن نہیں ہوتا ہے اور اس کے پاس تلاوت کا وقت ہوتا ہے تو موبائل کی مدد سے وہ تلاوت کرسکتا ہے ۔

اسی طرح بہت سی دینی کتابیں جو بسا اوقات انسان کی لائبریری میں دستیاب نہیں ہوتی ہیں وہ انٹر نیٹ کی مدد سے آدمی کے موبائل میں دستیاب ہوجاتی ہیں جس کے ذریعہ انسان بہت سی دشواریوں اور دقتوں سے بچ جاتاہے ، علم و تحقیق کے وسیع میدان کے شہ

سوار کے لیے تشنگی بجھانے کا موقع موبائل کے واسطے سے فراہم ہوجاتا ہے،یہ وہ فائدے ہیں جن سے انکار نہیں کیا جاسکتاہے ۔

لیکن ذہن میں ایک سوال گردش کرتاہے کہ جس موبائل کے ذریعہ فحش اور برے کاموں کو انجام دیا جاتاہو ، برائی کے مناظر دیکھ کر آنکھ و کان کو گناہِ بے لذت سے معمور کیا جاتاہوکیا اسی آلہ اور مشین سے قرآن کریم جیسی مقدس کتاب کی تلاوت اور دینی کتابوں کا مطالعہ درست ہوگا ؟جس موبائل میں فحش تصاویر اور ویڈیوز ہوں اسی موبائل میں قرآن کریم اور دینی کتابیں رکھنا کیا درست ہوگا ؟اس کا جواب یہ ہے کہ فحش تصویر وں اور ویڈیوز کو عام حالات میں موبائل کی میموری میں رکھناحرام ہے، تو جب اس میموری میں قرآن جیسی مقدس کتاب ہو تو پھر اس میں ان تصویروناور ویڈیوز کو رکھنا کہاں درست ہوسکتاہے؟ اس لیے جس موبائل میں قرآن کریم اور دینی کتابیں ہوں اس میں تصویر اور اس کے متعلقات دیگر تمام چیزوں کو رکھنا حرام وناجائز ہے؛ لیکن انسانی طبیعت کمزور واقع ہوئی ہے شیطانی وساوس کی بناپر بعض مرتبہ انٹرنیٹ کے ذریعہ بسا اوقات انسان ویڈیووغیرہ دیکھ لیتاہے، اس صورت میں اس کا یہ عمل غلط اور ناجائز ہوگا لیکن قرآن کے رکھنے پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، اس لیے کہ موبائل کے میموری کی مثال دماغ کی سی ہے، جس دماغ میں قرآن کریم انسان محفوظ رکھتاہے اسی میں بہت سی غلط باتیں بھی محفوظ ہوتی ہیں، لہذا موبائل میں قرآن کریم اور دیگر دینی کتابینرکھنا، اس کو دیکھنا اور پڑھنا جائز ہے، اور اسی موبائل سے فحش چیزوں کو دیکھنا یہ علیحدہ گناہ ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ قرآن کی بے ادبی اور اس کے حقوق کی عدم رعایت کا گناہ بھی ہوگا ۔یہاں پر بھی نیت اور مقاصد کے اعتبار سے حکم مرتب ہوگا، قواعد الفقہ کے حاشیہ میں ہے :

إن الحكم الذى يترتب على أمر يكون على مقتضى ما هو المقصود من ذلک الأمر مثلا كتابة اسم الله تعالى على الدراہم إن كا ن بقصد العلامة لايكر ہ وللتہاون يكره (قواعد الفقہ، سید عمیم الاحسان المجددی،دارالکتاب، دیوبند ،ص: ۶۳)۔

فتاوی ہندیہ میں ہے :

ولو كتب على خاتمہ اسمہ تعالى أو ما بدا لہ من أسماء الله تعالى نحو قولہ حسبى الله ونعم الوكيل أو ربى الله أو نعم القادر فإنہ لابأس بہ (الفتاوی الہندیہ ۳۲۳،۵، دارالکتاب دیوبند)۔

اس سلسلے میں دارالعلوم دیوبند کا ایک فتوی ملاحظہ فرمائیں :

اسمارٹ فون میں قرآن کریم ، معتبر و صحیح تفسیر و حدیث و دینی کتابیں محفوظ کرسکتے ہیں اور ان کو پڑھ سکتے ہیں، اتنا خیال رکھیں کہ ان کی بے ادبی نہ ہو یعنی موبائل میں غیر شرعی چیزیں نہ رکھیں، اور جس وقت قرآنی آیات اسکرین پر نمودار ہوں اس وقت ان آیات کو بلا وضو ہاتھ نہ لگائیں اور اسی حال میں بیت الخلاء میں نہ لے جائیں،

اچھا تو یہ ہے کہ بیت الخلاء جانے سے پہلے جیب سے نکال کر کسی مناسب و محفوظ مقام پر رکھ دیں یا کم از کم سوئچ بند کرکے جیب میں رکھ لیں (فتوی دارالعلوم دیوبند ، فتوی نمبر ۷۲۶-۵۶۰-m=6\9341) (۔

۳. قرآن کی تلاوت کے وقت بلا وضو موبائل کو چھونے کا حکم :

اس مسئلہ میں تقریباً حضرات اہل علم کا اتفاق ہے کہ موبائل میں قرآن کریم کی تلاوت جائز ہے، البتہ یہاں ایک سوال اہمیت کا حامل ہے کہ جس وقت موبائل میں قرآن کی تلاوت کی جائے اور قرآن کریم کے نقوش موبائل کی اسکرین پر نمایاں ہوں جسے دیکھ کر قاری پڑھ رہا ہے تو اس وقت موبائل کو بلا وضو ہاتھ لگانا درست ہے یا نہیں ؟اس سلسلے میں حضرات اہل علم کے درمیان اختلاف ہے ۔ایک قول یہ ہے کہ جس وقت موبائل کی اسکرین پر قرآن کے نقوش ظاہر ہوں تو وہ مصحف کے حکم میں ہے اور پورے قرآن کو بلا وضو چھونا درست نہیں ہے ۔ لا یمسہ إلا المطہرون۔ دوسری رائے یہ ہے کہ صرف اسکرین کو چھونا درست نہینہے ،باقی موبائل کے دوسرے حصے کو چھونا درست ہے۔ یہ حضرات کہتے ہیں کہ جس وقت موبائل کی اسکرین پر قرآن کے نقوش ہوں تو وہ قرآن کے حکم میں نہیں ہے، اور اگر ہے بھی تو موبائل کے دوسرے پارٹس غلاف منفصل کے حکم میں ہیں۔تیسر ی رائے یہ ہے کہ اس اسکرین کو بھی بلا وضو ہاتھ لگانا جائز ہے اور دیگر حصے کو بھی، ان حضرات کا کہنا ہے کہ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے ایک کاغذ پر قرآن لکھ کر اس کو فریم میں کردیا ہو، وہ حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ موبائل یا کمپیوٹر کی اسکرین پر جوآیات نظر آتی ہیں وہ سافٹ ویئر ہیں یعنی ایسے نقوش ہیں جن کو چھوا نہیں جاسکتاہے، نیز ماہرین کے مطابق یہ نقوش بھی کمپیوٹر یا موبائل کے شیشے پر نہیں بنتے بلکہ ریم پر بنتے ہیں اور شیشے پر نظر آتے ہیں، لہذا اسے مصحف قرآنی کے غلاف منفصل پرقیاس کیا جاسکتاہے یعنی ایسا غلاف جو قرآن کریم کے ساتھ لگا ہوا نہ ہو بلکہ اس سے جدا ہو۔ فقہاء کرام کی تصریح کے مطابق اس کو چھونا درست ہے ۔

تینوں نقطۂ نظر دلائل پر مبنی ہیں اور اپنی جگہ درست معلوم ہوتے ہیں، لیکن یہاں ضروری ہے کہ قرآن کریم کے آداب کو ملحوظ رکھاجائے، سماج اور معاشرے میں جو لوگ موبائل میں قرآن پڑھتے ہیں وہ قرآن سمجھ کر ہی پڑھتے ہیں اگر چہ اس پر قرآن کی حقیقت صادق نہ آئے، اس لیے یہ تیسری رائے اگر چہ دلائل کے اعتبار سے قوی ہو لیکن فتوی اور عمل کے لیے مناسب نہیں ہے اسی لیے زیادہ تر حضرات اہل علم نے دوسری اور تیسری رائے اختیار کی ہے، دارالعلوم دیوبند کے فتوی میں بھی بعض فتاوی میں پہلی رائے اور بعض فتاوی میں دوسری رائے پر فتوی دیا گیا ہے۔ ایک فتوی میں ہے :

قرآن کی آیتیں اسکرین کے جس حصے پر نظر آئیں اس حصے پر تو بلا وضو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے ، بقیہ دیگر حصوں پر مثلاً پشت کی طرف یا دائیں یا بائیں ہاتھ لگانے میں

کوئی حرج نہیں ہے، گنجائش ہے (فتوی دارالعلوم دیوبند، فتوی نمبر: ۳۲۰-۲۴۹=۴-۱۴۳۹)۔

فقہاء کے یہاں اصول یہ ہے کہ غیر مصحف میں صرف نقوش کو بلا وضو چھونا درست نہیں ہے باقی حصے کو چھونا درست ہے، اس اصول کی روشنی میں موبائل پر نمایاں نقوش کو بلا وضو چھونا درست نہ ہوگا، باقی دیگر حصے کو چھونا درست ہوگا ۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

یحرم بہ أی بالأکبر و بالأصغر مس مصحف أی ما فیہ آیۃ -إلا بغلاف متجاف غیر مشرز -وقال ابن عابدین :لکن لا یحرم فی غیر المصحف إلا بالمکتوب أی موضع الکتابۃ (درمختار مع رد المحتار ۳۱۵،۱، زکریا بک ڈپو ، دیوبند)۔

البتہ احتیاط اس میں ہے کہ اسکرین پر آیات کے نمایاں ہونے کی صورت میں پورے موبائل کو مصحف کے حکم میں رکھ کربلا وضو چھونے کی اجازت نہ دی جائے ،اس میں قرآن کریم کا ادب بھی ملحوظ رہے گا۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

ومسّہ ای القرآن و لو فی لوح أو درہم أو حائط لکن لا یمنع إلامن مسّ المکتوب بخلاف المصحف فلا یجوز مسّ الجلد و موضع البیاض منہ (ردالمحتار ۴۸۸،۱)۔

علامہ ابن نجیم مصری تحریر فرماتے ہیں :

و تعبیر المصنف بمسّ القرآن أولی من تعبیر غیرہ بمسّ المصحف لشمول کلامہ ما إذا مسّ لوحا مکتوبا علیہ آیۃ و کذا الدراہم والحائط -لکن لا یجوز مسّ المصحف کلہ المکتوب و غیرہ بخلاف غیرہ فإنہ لا یمنع إلا مسّ المکتوب(البحر الرائق ۱/۳۴۹،زکریا بک ڈپو، دیوبند)۔

۴۔ دینی و معلوماتی میسج بھیجنا :

موبائل کے فوائد میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ دوسرے تک دینی و معلوماتی پیغامات بھیجے جاسکتے ہیں ، میسیج کی حقیقت خط و کتابت ہے اور خط وکتابت کا حکم وہی ہے جو خطاب کا ہے، صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:أما الکتابۃ فلأنہا ممن نآی بمنزلۃ الخطاب ممن دنا (ہدایہ۴،۶۸۰، مکتبہ ملت، دیوبند)۔ ظاہر ہے کہ دین کی باتیں اپنے جاننے والوں کو بھیجنا نہ صرف جائز ہے ،بلکہ مستحسن عمل ہے ،خواہ یہ تحریر کے ذریعہ ہو یا آواز کے ذریعہ، اس لیے کہ اس کے ذریعہ انسان دعوتی ذمہ داریوں کو ادا کرنے والا ہوتاہے، اسلام کا حکم یہ ہے کہ دین کی جو باتیں تمھیں معلوم ہوں وہ دوسروں تک پہنچاؤ، بلّغو ا عنی ولو آیۃ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۳۴۶۱)، اس کی مختلف صورتیں ہوسکتی ہیں، تقریر کے ذریعہ ، کتاب کے ذریعہ، رسالے لکھ کر، اسی طرح ٹکنالوجی کے اس دور میں موبائل پر میسیج بھیج کر بھی یہ ذمہ داری ادا کی جاسکتی ہے، اس کے لیے کسی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔آپ ﷺ نے شاہان مملکت کو خطوط لکھوایا تھا، البتہ یہ بات قابل غور ہے کہ آج کل پیغامات کی کثرت کی وجہ سے بعض مرتبہ ایک ہی پیغام دسیونمرتبہ آجاتا ہے جو بسا اوقات موبائل کی خرابی کا بھی باعث بن جاتا ہے اور بعض

مرتبہ اس کثرت کودیکھ کر انسان الجھن او ردشواری کا شکار ہوجاتاہے، اس لیے میسج کے آداب کا تعین ضروری ہے۔بنیادی چیز یہ ہے کہ غیر ضروری اور لایعنی پیغامات سے پرہیز کیا جائے اور دینی ومعلوماتی پیغام میں بھی سامنے والے کا خیال رکھا جائے، اگر سامنے والا صراحتاً یا دلالۃً منع کردے یا اس کے رویے سے معلوم ہوجائے کہ دینی میسج سے بھی ان کو تکلیف ہورہی ہے تو ایسی صورت میں اس کے پاس دینی پیغام بھیجنا بھی درست نہیں ہے، اس لیے کہ آپ ﷺ نے مسلمان کی شان یہ بیان کی ہے کہ اس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ ہوں تکلیف میں نہ ہوں (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۱۰)۔ فتاوی ہندیہ میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر یہ معلوم ہویا ظن غالب ہو کہ اگر اس کو بھلی بات بتائی جائے تو وہ اس کو قبول کرے گا اور اگر بری بات سے روکا جائے تو وہ باز آجائے گا تو اس شخص پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے، اور اگر یہ معلوم ہوکہ وہ بھلی بات کو قبول نہینکرے گا؛ بلکہ گالی گلوچ پر اتر آئے گا تو ایسے شخص کو چھوڑ دینا افضل ہے :

إن کا ن یعلم باکبر رأیہ أنہ لو أمر بالمعروف یقبلون ذلک و یمنعون عن المنکر فالأمر واجب علیہ ولا یسعہ ترکہ ولو یعلم بأکبر رأیہ أنہ لو أمرہم بذلک قذفوہ وشتموہ فترکہ أفضل(ہندیہ ۳۵۳،۵)۔

۵۔ غیر محرم مردو عورت کو دینی میسج بھیجنا :

اسلام کے دعوتی مشن کی ذمہ داری جس طرح مردوں پر ہے اسی طرح عورتوں پرہے اور احکام کی تعلیم اور اس پر عمل جس طرح مردوں پر ہے اسی طرح عورتوں پر بھی ہے ، شریعت کے احکام کے مخاطب جس طرح مرد حضرات ہیں اسی طرح خواتین بھی ہیں ، خواتین کو جن مسائل کا علم نہیں ہے پردے سے پوچھنے کی شریعت نے اجازت دی ہے، مرد حضرات پردے کے ذریعہ خواتین میں تقریر کرکے تبلیغ کی ذمہ داری ادا کرتے ہیں، میسج کی حیثیت بات چیت کرنے کی سی ہے، أما الکتابۃ فلأنہا ممن نآی بمنزلۃ الخطاب ممن دنا (ہدایہ ۶۸۰،۴، مکتبہ ملت، دیوبند)، جن سے بات کرنا جائز ہے ان کو میسج کرنا بھی جائز ہے لیکن میسج کرنا گویا ایک طرح سے پردے سے گفتگو کرنا ہے اور غیر محرم سے پردے سے گفتگو کی جاسکتی ہے ، ضرورت کے موقع پر فون پر بات کرنے کی بھی اجازت ہے، اس اصول کے پیش نظر غیر محرم خواتین کو دینی پیغامات بھیجے جاسکتے ہیں۔

لیکن یہاں تصویر کا دوسرا رخ بھی ہے کہ میسج کرنے کے لیے موبائل نمبر کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ پرسنل نمبر ہوتاہے ، کسی موقع پر دینی پیغامات بھیجاجاتا ہے لیکن ایک مرتبہ کسی غیر محرم عورت کے پرسنل نمبر پر رابطہ ہونے کی وجہ سے بعض مرتبہ انسان غیر ضروری میسج بھی بھیج دیتا ہے پھر اس طرح غیر محرم سے

گفتگو کا سلسلہ چل پڑتا ہے ، شریعت کے مزاج پر اگر غور کیا جائے تو بعض چیزیں گو اصولی طور پر جائز ہوں لیکن شریعت نے فتنہ سے بچنے کے لیے اس کی اجازت نہیں دی ہے ، چہرہ عورت کے ستر میں داخل نہیں ہے لیکن غیر محرم کے سامنے اسے ڈھکنے کا حکم فتنہ کی وجہ سے ہے، اسی طرح اگر چہ اصولی طور پر دینی پیغامات کو غیر محرم کے پاس بھیجا جاسکتا ہے، یہ پردے سے گفتگو کرنا ہے، لیکن اس سے فتنہ کا دروازہ کھلنے کا اندیشہ ہے اس لیے اس کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ ایک دوسری بات یہاں یہ بھی ہے کہ اجنبی عورتوں سے بات کرنے کی عام حالات میں اجازت نہیں ہے، علامہ شامی نے لکھا ہے :

ولایکلم الأجنبیۃ إلا عجوزا عطست أو سلمت فیشمتہا ویرد السلام علیہا وإلا لا، أی وإلا تکن عجوزا بل شابۃ لایشمتہا ولا یرد السلام بلسانہ (فتاوی شامی ۹،۵۳۰)۔

اجنبی عورت کوبلا ضرورت سلام کرنا درست نہیں ہے ، ان کے پاس دینی میسج بھیجنا کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس کا متبادل موجود ہے کہ اجنبی خواتین تک خود پیغامات بھیجنے کے بجائے اپنے گھر کی محرم خواتین کو اس میں واسطہ بنا یا جائے اور اپنی مان بہن کے ذریعہ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی کوشش کی جائے، کہیں ایسا نہ ہو کہ دوسرے کی دین کی فکر میں اپنا ہی دین خطرے میں پڑ جائے ۔

۶. تصویر والے میسج فارورڈ کرنا :

یہ مسئلہ اس پر موقوف ہے کہ ڈیجیٹل تصویر ،تصویر ہے یا نہیں ؟یہ مسئلہ اہل علم کے درمیان مختلف فیہ ہے۔ ہندوستان میں اہل علم اور ارباب افتاء کی ایک بڑی جماعت اس کی قائل ہے کہ ڈیجیٹل تصویر بھی ممنوع تصویر کے حکم میں ہے ،جبکہ بعض اہل علم اس کو عکس قرار دیتے ہیں۔ پاکستان میں دارالعلوم کراچی کے حضرات مفتیان کرام اور جامعہ بنوریہ کے بعض مفتیان کرام اس کو عکس مانتے ہیں ، ہندوستان میں بعض اہل علم نے تصویر مان کر ضرورت کی وجہ سے اس کی گنجائش دی ہے ، راقم الحروف کو اس مسئلے میں اب تک تأمل ہے ، تاہم اتنی بات ضرور ہے کہ اگرڈیجیٹل تصویر کو تصویر نہ کہا جائے تو بھی اس کی کثرت و اشاعت پسندیدہ عمل نہیں ہے اور جس کا بدل موجود ہو وہاں پر مشکوک عمل سے بھی احتراز کرنا چاہیے، اس لیے اس مسئلے میں راقم کا خیال یہی ہے کہ تصویر والے میسج کو آگے بھیجنے میں درحقیقت تصویر کی قباحت و شناعت کو ختم کرنا ہے۔ حضرات اہل علم کے اختلاف سے ہمیں ضرورت کے موقع پر گنجائش نکالنی چاہیے ہر جگہ نہیں، پھر جواز کی صورت میں ہر طرح کی تصویر ی میسج کا استعمال عام ہوجائے گاجب کہ جن حضرات نے جائز قرار دیا ہے انہوں نے بھی ہر قسم کے تصویرکی اجازت نہیں دی ہے بلکہ جن چیزوں کو خارج میں دیکھنا جائز ہے انہی کی تصویر جائز ہے، اس لیے اس مسئلے میں راقم کا خیال یہ ہے کہ جب متبادل طریقے سے

پیغام پہنچایا جاسکتاہے تو تصویری میسج کا راستہ اختیار کرنا درست نہیں ہے ۔

۷۔ مساجد و مدارس میں سی سی ٹی وی کیمرہ نصب کرنا :

موجودہ دور میں سی سی ٹی وی کیمرہ کی اہمیت و ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتاہے ، اس کے ذریعہ اپنے آپ سے شکوک و شبہات کا خاتمہ ہوتاہے ، مجرموں کو پکڑنے میں مدد ملتی ہے ، چوری ڈکیتی پر قابو پایا جاتا ہے، جرائم کی روک تھام میں مدد مل رہی ہے ، عدالتیں بھی سی سی ٹی وی فوٹیج کو ثبوت کے طور پر قبول کرتی ہیں،بعض جگہوں پر حکومت کی طرف سے لگانے کی پابندی عائد کی جارہی ہیں، یہ کیمرہ انصاف فراہم کرنے اور ظلم کے خاتمے میں معاون ثابت ہورہا ہے ۔

دوسری طرف ملک کی جو صورت حال ہے اس میں اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے، آئے دن فسادات ہورہے ہیں، خاص طور پر مذہبی مقامات پر حملے ہورہے ہیں ، نماز کی حالت میں مسجد میں حملہ کردیا جارہا ہے ، مدرسہ میں آگ لگانے کے واقعا ت پیش آرہے ہیں، ان واقعات کی روک تھام انسانی آنکھوں سے زیادہ سی سی کیمرہ کی آنکھ سے ہوسکتا ہے؛ اس لیے موجودہ صورت حال میں سی سی کیمرہ کا استعمال ناگزیر ضرورت بن چکی ہے۔

سی سی کیمرہ کے استعمال مینشرعی طورپر جو بنیادی دشواری ہے وہ یہ کہ اس کے ذریعہ تصاویر کو محفوظ کیا جاتا ہے۔ اوپر اس کی وضاحت کر چکا ہوں کہ ڈیجیٹل تصویر کے سلسلے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ دارالعلوم دیوبند ، مظاہر العلوم کے بشمول ملک و بیرون ملک بہت سے اداروں نے ڈیجیٹل تصویر کو بھی تصویر کے حکم میں رکھا ہے اسی وجہ سے دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء نے سی سی کیمرہ کے عدم جواز کا فتوی دیا ہے ؛جبکہ دارالعلوم کراچی اور پاکستان و ہندوستان کے بہت سے ارباب علم نے اس کو تصویر قرار نہیں دیا ہے۔ بہر حال اس اختلاف کی وجہ سے یہ مسئلہ مجتہد فیہ بن جاتا ہے، ناگزیر ضرورت کے موقع پر اس اختلاف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جواز کا فتوی دیا جاسکتاہے ۔ضرورت کے متعلق کہا گیا ہے :

فالضرورة بلوغه حداً إن لم يتناول الممنوع هلک أو قارب وهذا يبيح تناول الحرام (غمزعيون البصائر شرح الاشباه و النظائر ۱،۲۷۷)۔

واقعہ یہ ہے کہ آج انسانی جانوں کو جس ارزانی کے ساتھ ضائع کیا جارہا ہے اور جگہ جگہ فساد کی شکل میں مسلمانوں کو نشانہ بنایا جارہا ہے اس کی روک تھام اور انصاف کے حصول کی ایک کڑی سی سی کیمرہ ہے، اس لیے راقم کی رائے ہے کہ مساجد و مدارس کے مرکزی دروازہ پر حفاظتی تدابیر اور فساد کے روک تھام کے لیے سی سی کیمرہ نصب کیا جانا جائز ہے، یہ اگر چہ کہ تصویر ہے لیکن ضرورت کی بنا پر اس کی اجازت دی جاسکتی ہے جیسا کہ دیگر ضرورت کے موقعہ پر تصویر کی اجازت دی گئی ہے۔

الضرورات تبيح المحظورات (الاشباه و النظائر ۱،۳۰۷)۔

۸۔ مغربی ممالک کی اسکیننگ مشین :

ٹکنالوجی کی ترقی نے آج وہ کر دیا ہے جس کا آج سے پہلے تصور نہیں تھا ،آج کی ترقی کا حال یہ ہے کہ دیوار کے پار کی چیزوں کو مشین کے ذریعہ دیکھا جاسکتاہے، کہا جار ہا ہے کہ اس سے دہشت گردی پر قابو پانے میں مدد ملے گی ، مشین کے ذریعہ معلوم ہوجائے گا کہ دہشت گرد کس کمرہ میں چھپا ہوا ہے؛ جبکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر یہ مشین جرائم پیشہ افراد کے ہاتھ لگ جائے تو اس سے جرائم میں اضافہ ہوگا ،چور کو معلوم ہوجائے گا کہ کس گھر میں آدمی ہے اور کس گھر میں آدمی نہیں ہے ۔بہر حال ٹکنالوجی کی ترقی کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ آج ایسی اسکیننگ مشین وجود میں آگئی ہے کہ جو شخص اس اسکیننگ سے گزرے گا تومشین پربیٹھے شخص کو اس کا پورا جسم بے لباس نظر آئے گا ۔بعض مغربی ممالک کے ایئرپورٹ پر اس طرح کی اسکیننگ مشین استعمال کی جارہی ہے۔

جہاں تک مسئلہ ہے اس طرح کی اسکیننگ مشین کے استعمال کرنے کا تو اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے؛ اس لیے کہ اس میں تصویر کی قباحت پائی جاتی ہے ، اور اس کی اجازت شدید ضرورت کے موقع پر دی جاتی ہے جب کہ اس طرح کے مشین کو استعمال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے؛ کیوں کہ یہاں پر اس کا بدل موجود ہے جس کے ذریعہ مسافروں کی مکمل تلاشی لی جاسکتی ہے ۔

تصویر کے علاوہ اس میں دوسری قباحتیں بھی موجود ہیں مثلاً بلاضرورت انسانی ستر کو دیکھنا، اس لیے انسانی جسم کی تلاشی کی بہت سی صورتیں ہو سکتی ہیں جس میں انسان کو ننگا کرنے کی نوبت نہ آئے یہاں پر انسانی جسم کو ننگا کرکے اس کے ستر کو دیکھا جارہا ہے جب کہ ستر کو نہ دیکھنا جائز ہے اور نہ ہی بلا ضرورت دکھانا جائز ہے ۔

اس میں ایک تیسری خرابی توہین انسانی کا بھی ہے؛ اس لیے بلا شدید ضرورت کے انسان کو ننگا کر کے دیکھنا انسان کی توہین ہے۔ اللہ تعالی نے بنی آدم کو مکرم و محترم بنا یا ہے:''ولقد کرمنا بنی آدم'' اس لیے اس مشین کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاسکتی ہے اور نہ ہی اس کے استعمال کی اجازت دی جاسکتی ہے ۔جہاں تک مسئلہ ہے عام آدمی کو اس پر سے گزرنے کا تو اگر اس ملک کا ضروری سفر در پیش ہو اور تمام ضروری انتظامات بھی ہو چکے ہوں اور ایئرپورٹ پر اپنے احتجاج کے باوجود اس سے گزرنا ناگزیر ہو تو مجبوری میں اس عمل کی اجازت ہوگی لیکن حتی الامکان اپنا احتجاج درج کرانا چاہیے اور لوگوں کو صحیح صورت حال سے واقف کرانا چاہئے؛ تاکہ منکر پر عمل کرنے کا جواز پیدا ہوسکے ۔

محور دوم:

۱،۲۔انٹرنیٹ پر محفوظ چیزوں کی چوری :

انسان اپنی مخصوص چیزوں کی حفاظت کے لیے مختلف ذرائع و اسباب اختیار کرتا ہے، آج کل یہ کام انٹرنیٹ کے توسط سے لیا جاتا ہے، اپنا جی میل یا ای میل اکاؤنٹ بنا کر

اپنے پرسنل فوٹوز ، پرسنل نمبرات ، پاس ورڈ ، پرسنل خطوط وغیرہ اس میں رکھتاہے، بسا اوقات انٹرنیٹ پر موجود سہولت کے ذریعہ وہ اسے مخصوص احاطہ میں بند کرکے اسے لاک کردیتا ہے، لیکن کچھ آئی ٹی ماہرین کو قفل توڑنے کی مہارت ہوتی ہے اور جس طرح تجوریوں کا قفل توڑنے والے ماہرین ہوتے ہیں اسی طرح آئی ٹی کی دنیا کے بھی کچھ ماہرسارقین ہوتے ہیں جو قفل توڑ کر ان خفیہ معلومات کی چوری کرلیتے ہیں، ظاہر ہے کہ یہ بھی ایک قسم کی چوری ہے؛ اس لیے کہ چوری کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ کسی کے محفوظ مال کو محفوظ جگہ سے چوری کرنا ۔

أخذ الشئ من الغير على سبيل الخفية و الاستسرار (ہدایہ ۵۳۷،۲، یاسر ندیم ،دیوبند)۔

یہ تعریف اس چوری پر بھی صادق آتی ہے؛ اس لیے یہ بھی ناجائز اور حرام ہے، جس طرح دیگر اشیاء کی چوری حرام ہے خواہ ان اشیاء کا تعلق ایسی معلومات سے ہو جس کی چوری سے اس شخص کی عزت و آبرو کو ٹھیس لگ سکتی ہے، یا معاشی پہلو سے نقصان ہو سکتاہے، یا ایسی معلومات سے ہو جن سے چوری کرنے والے کو تو فائدہ ہوگا لیکن اصل شخص کو کوئی نقصان نہیں ہوگا جیسے علمی و مطالعاتی یادداشتیں جس کو کاپی رائٹ کی چوری کہا جاتاہے، اس لیے کہ یہ سب چیزیں اس کی ملک ہیں اور کسی کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرناناجائز ہے ۔علی حیدرخواجہ امین آفندی لکھتے ہیں :

لایجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیر بلا إذنہ (درر الحکام فی شرح مجلۃ الاحکام ۹۶،۱)۔

حضرت انس ؓکی حدیث ہے :

لایحل مال امرىء إلابطیب نفس منہ (سنن دار قطنی حدیث نمبر : ۲۸۸۵)۔

قرآن کریم میں چوری کے تعلق سے اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

و لا تأکلوا أموالکم بینکم بالباطل (البقرہ : ۱۸۸)۔

اس آیت کی تفسیر میں مال غیر کے استعمال کے حرام ہونے کو بیان کرتے ہوئے ابن العربی لکھتے ہیں :

ومعناہ ولاتأخذوا ولا تتعاطوا-یعنی بما لا یحل شرعاًولا یفید مقصوداً لأن الشرع نہی عنہ و منع منہ و حرم تعاطیہ کالربا والغرر ونحوہما -قال علماء نا ہذا النہی محمول علی التحریم قطعا غیرجائز إجماعا (احکام القرآن ۱۳۸،۱)۔

بعض حضرات اہل علم نے اس کو چوری کے ساتھ جاسوسی بھی قرار دیا ہے۔ مفتی جعفر ملی صاحب لکھتے ہیں :

اگر کوئی شخص یا ادارہ یا کمپنی یا حکومت اپنے رازدارانہ معاملات کو کوڈورڈ کے ذریعہ انٹرنیٹ یا کمپیوٹر فائلوں میں محفوظ کرلے تو کسی دوسرے شخص کا جاسوسی کرکے کوڈورڈ حاصل کرنا اور فائلوں میں محفوظ رازدارانہ معلومات سے فائدہ اٹھانا شرعاً

ناجائز ہے اور اس سے بچنا واجب ہے (المسائل المہمہ فیما ابتلت بہ العامہ ۱۸۵،۱)۔

مفتی طاہر صاحب لکھتے ہیں :

اسی طرح ہیکرس کے ذریعہ دوسرے کے کمپیوٹر سے خفیہ چیزوں کی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرنا ایک طرح کا تجسس ہے جو بنص قرآنی حرام ہے (انٹر نیٹ کا دینی مقاصد کے لیے استعمال، ماہنامہ پیام ، حیدرآباد ،شمارہ اکتوبر ۲۰۱۰ء)۔

انٹرنیٹ اور جدید ذرائع ابلاغ میں ہے :

اس پر اس حدیث سے روشنی پڑتی ہے جو حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے:من اطلع فی بیت قوم بغیر إذنہم فقد حل لہم أن یفقأوا عینہ (رواہ مسلم ،باب تحریم النظر فی بیت ۲۱۲،۲) یہ حدیث مطلق ہے جس میں دوسرے کے نجی امور میں دخیل ہونے کی ممانعت ہے، لہذا انٹر نیٹ کی خفیہ معلومات تک پہنچنے کی کوشش بھی اس میں داخل ہے (انٹرنیٹ اور جدید ذرائع ابلاغ ،ص: ۲۲۳،ایفا پبلیکیشنز ، دہلی)۔

اس ضمن میں ایک دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے دوسرے کی معلومات چوری کر ہی لی تو کیا اس کے لیے اس معلومات کو اس کی اجازت کے بغیر آگے بڑھانا جائز ہوگا؟ اس کا جواب بھی نفی میں ہے، اس لیے کہ دوسرے کی معلومات میں اس کی اجازت کے بغیر کسی قسم کا تصرف کرنا درست نہیں ہے ،پھر یہاں یہ پہلوبھی قابل غور ہے کہ اگر وہ چیزیں ایسی ہیں جن کے شائع ہونے سے اس کی عزت و آبرو کو ٹھیس پہنچ سکتی ہے تو اس کا جرم اور بڑھ جائے گا، اس لیے کہ یہاں چوری کے ساتھ ساتھ عزت کو پامال کرنے کا گناہ بھی شامل ہوگیا ہے۔

۳۔ میاں بیوی کا انٹرنیٹ اور موبائل کے ذریعہ جاسوسی کرنا :

میاں بیوی کے درمیان جو رشتہ ہے اس کی بنیاد محبت اور اعتماد پر ہے ، اس کی کوشش ہونی چاہئے کہ اس رشتے میں مضبوطی آئے اور ایسے طریقے اور عمل سے پرہیز کیا جائے جس سے دونوں کے درمیان بدگمانی اور شکوک و شبہات پیدا ہوں۔ موبائل اور انٹرنیٹ پر ہر شخص اپنے کچھ مخفی چیزیں چھپا کر رکھتاہے اور پاس ورڈ لگا دیتا ہے ۔میاں بیوی اگر چہ آپس میں بلا تکلف ہوتے ہیں اور دونوں کے درمیان کسی قسم کاکوئی پردہ نہیں ہوتاہے لیکن پھر بھی دونوں کی کچھ مخصوص چیزیں ہوتی ہیں جسے بیوی شوہر سے اور شوہر بیوی سے راز میں رکھتا ہے، ایسی صورت میں شوہر کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ بیوی کی مخفی چیزوں کے تجسس میں پڑے اور موبائل کا لاک کھول کر ان مخفی چیزوں کو دیکھے۔ اسی طرح بیوی کے لیے شوہر کی مخفی چیزوں کے ٹوہ میں پڑنا جائز نہیں ہے ۔شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی ہے، حدیث میں ایک دوسرے کی اجازت کے بغیر کسی کا خط پڑھنے سے منع کیا گیا ہے، آپ ﷺکا معمول تھا کہ جب آپ سفر سے تشریف لاتے تو پہلے اطلاع بھجواتے یعنی اچانک بیوی کے پاس جانا بھی

مناسب نہیں ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی قوم کی کسی مخفی بات کو سننے کے درپے ہو اور وہ اسے سنانا نہ چاہتے ہوں تو اس شخص کے کان میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا (بخاری بحوالہ مشکوۃ)، اس حدیث میں اگر چہ کسی قوم کی بات سننے پر وعید سنائی گئی لیکن بعض دوسری روایات میں کسی ایک شخص کی بات سننے پر بھی یہی وعید بیان کی گئی ہے، اور چپکے سے کسی کی بات سننا اور چپکے سے کسی کی مخفی چیزوں کو دیکھنا دونوں کا ایک ہی حکم ہے اور یہ دونوں جاسوسی کا عمل ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالی نے جاسوسی سے منع کیا ہے، اس عموم میں میاں بیوی بھی داخل ہیں ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيْراً مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا(الحجرات: ۱۲)۔

میاں بیوی کا انٹرنیٹ اور موبائل کے ذریعہ ایک دوسرے کی جاسوسی کرنا اور ایک دوسرے کی مخفی چیزوں کو دیکھنا درست نہیں ہے۔ یہ گناہ کے ساتھ ساتھ رشتہ زوجیت کو کمزور کرتا ہے اور اس میں دراڑپیدا کرتاہے، البتہ اگر اس کی صراحتاًیا دلالۃًاجازت ہو تو ایک دوسرے کی مخفی چیزوں کو دیکھ سکتے ہیں۔اسی طرح اگر شوہر کو بیوی پر شک ہو تو بیوی کو بتا کر اس کی مخفی چیزوں کو دیکھ سکتاہے ۔

۴۔ حکومت اور محکمہ پولس کا امن عامہ کے لیے شخصی معلومات حاصل کرنا :

بعض دفعہ حکومت اور محکمہ پولیس امن عامہ کے لیے شخصی معلومات حاصل کرتی ہیں، یہ بھی ایک قسم کی جاسوسی ہے۔ جاسوسی سے شریعت نے مطلقاً منع کیا ہے وَلَا تَجَسَّسُوا(الحجرات: ۱۲)، اس عموم میں حکومت بھی داخل ہے۔ ارباب حکومت کے لیے محض شک و شبہ کی بنا پر جاسوسی کرنا جائز نہیں ہے۔موسوعہ فقہیہ میں تجسس پر تفصیلی بحث کی ہے جس میں اس کی بھی وضاحت ہے کہ حاکم کے لیے بھی تجسس جائز نہیں ہے۔حضرت امیر معاویہ کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم لوگوں کے مخفی حالات معلوم کرنے کے درپے ہوئے تو تم ان کوبگاڑدوگے یا کم از کم بگاڑ کے قریب کے پہنچادوگے (ابوداود)۔ اس سلسلے میں حضرت عمر کا واقعہ بہت سبق آموز ہے، ایک مرتبہ رات کے وقت آپ نے ایک شخص کی آواز سنی جو اپنے گھر میں گا رہا تھا، حضرت عمر کو شک ہوا آپ دیوار پر چڑھ گئے، دیکھا کہ وہاں شراب بھی ہے اور عورت بھی، حضرت عمر نے آواز دی: اے دشمن خدا! کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ تو اللہ کی نافرمانی کرے گا اور اللہ تعالی تیرا پردہ فاش نہ کرے گا، اس نے کہا: امیر المؤمنین! جلدی نہ کیجئے، اگر میں نے ایک گناہ کیا ہے تو آپ نے تین گناہ کئے ہیں۔ اللہ تعالی نے تجسس سے منع کیا ہے اور آپ نے جاسوسی کی، اللہ نے حکم دیا ہے کہ گھروں میں دروازے سے آؤ آپ دیوار سے آئے، اللہ نے حکم دیا کہ کسی کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر نہ آؤ، آپ بغیر اجازت کے گھر میں آئے۔ اس پر حضرت عمر نے کوئی کارروائی نہیں کی (مکارم الاخلاق لابی بکرمحمد بن جعفر الخرائطی)، پس معلوم ہوا کہ حاکم کے لیے بھی

جاسوسی کرنا درست نہیں ہے، البتہ اگر کوئی اطلاع ملی اور اس کی سچائی کا غالب گمان ہے تو اب اس کی جاسوسی کی جاسکتی ہے مثلا کسی نے خبر دی کہ فلاں شخص خلوت میں ایک عور ت کے ساتھ زنا کرنے والا ہے یا فلاں کو قتل کرنے والاہے تو اب اس کی تفتیش ضروری ہے۔

مذکورہ تمہید کی روشنی میں معلوم ہوگیا کہ محض شک و شبہ کی بنا پر جاسوسی کرنا درست نہیں ہے، البتہ اگر کسی شخص کے متعلق معلوم ہو کہ وہ دہشت گردی کے معاملہ میں ملوث ہے یا اس کے عزائم اور منصوبے خطرناک ہیں تو ایسی صورت میں اس کی خفیہ معلومات تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے ، فقہ کی بعض عبارتوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ناگزیر حالات میں کسی شخص کی خفیہ زندگی تک رسائی کی اجازت ہے؛ چنانچہ شہادات کے باب میں یہ مسئلہ آتا ہے کہ اگر کوئی شخص شہادت دے تو قاضی شاہد کے متعلق خفیہ معلومات حاصل کرسکتا ہے ۔

الأصل تحریم التجسس علی المسلین لقولہ تعالی :يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيْراً مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا(الحجرات: ١٢) ویتأکد ذلک فی حق ولی الأمر لورود نصوص خاصۃ تنہی أولیاء الأمور عن تتبع عورات الناس منہا ما رواہ معاویۃ أن رسول ﷺقال لہ:إن اتبعت عورات الناس أفسدتہم أو کدت أن تفسدہم -ولکن للحاکم أن یتجسس علی رعیتہ إذا کان فی ترک التجسس علی رعیتہ انتہاک حرمۃ یفوت استدراکہا مثل أن یخبرہ من یثق بصدقہ أن رجلا خلا برجل لیقتلہ أو امرأۃ لیزنی بہا فیجوز لہ فی ہذہ الحال أن یتجسس ویقدم علی الکشف والبحث حذراً من فوات مالایستدرک من انتہاک المحارم وارتکاب المحظورات (الموسوعۃ الفقہیۃ ١٠،١٦٧، مادہ: تجسس)۔

وکذلک یباح التجسس إذا رفع إلی الحاکم أن فی بیت فلان خمرا، فإن شہد علی ذلک شہود کشف عن حال صاحب البیت فإن کان مشہورا بما شہد علیہ أخذ، وإن کان مستورا فلا یکشف عنہ (ایضا)۔

الفقہ الاسلامی میں ڈاکٹر وہبہ زحیلی لکھتے ہیں :

لابد أن یسأل القاضی عن الشہود فی السر و العلانیۃ(الفقہ الاسلامی ٨،٦٠٤٩، دارالفکر، بیروت)۔

تفسیر قرطبی میں ہے :

لا یتبع بعضکم عورۃ بعض و لا یبحث عن سریرہ یبتغی بذلک الظہور علی عیوب ولکن اقنعوا بما ظہر لکم من أمرہ (تفسیر قرطبی ٢٢،٣٠٢)۔

بیان القرآن میں حضرت تھانوی ؒفرماتے ہیں :

تجسس کے احکام کی تفسیر میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ چھپ کر باتیں سننا یا اپنے کو سوتاہوا بتا کر باتیں سن لینا یہ سب تجسس میں داخل ہے ، البتہ اگر کسی سے

مضرت پہنچنے کا احتمال ہو اور اپنی یا کسی مسلمان کی حفاظت کی غرض سے اس مضرت رساں کی تدبیروں اور ارادوں کا تجسس کر ے تو جائز ہے (بیان القرآن ۴۷٫۲، تاج پبلیشر، دہلی)۔

۵۔ اگر کسی کے خطرناک عزائم کا علم ہوجائے :

قرآن کریم نے کسی کی ٹوہ میں پڑنے اور جاسوسی کرنے سے منع کیا ہے،اس سے بدگمانی پیداہوتی ہے، لیکن اگر کسی شخص کو بلا قصدو ارادہ کے اس کے خطرناک عزائم کا علم ہوجائے یا جان بوجھ کراس نے جاسوسی کی اور اس کو معلوم ہوگیا کہ یہ شخص فلاں کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتاہے ، اس کی جان یا جائداد کو برباد کرنے والا ہے تو اس شخص کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس کے ناپاک ارادے سے مطلوبہ شخص کو مطلع کردے۔اس سلسلے میں ہمیں قرآن کریم سے رہنمائی ملتی ہے کہ ایک شخص جو بنی اسرائیل کے یہانپہنچ رکھتا تھا اس نے فرعون کے دربار میں حضرت موسی کے قتل کے مشورے کو سنا اور آکر حضرت موسی کو بتایا جس پر حضرت موسی نے اس پر عمل کیا ۔قرآن کریم میں جب سابقہ امت کا کوئی واقعہ بیان کیا جاتا ہے اور اس پر نکیر نہیں کی جاتی تو وہ اس امت کا بھی حکم قرار پاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کے مخفی عزائم کا علم ہوجائے جس میں کسی کو نقصان پہنچانے کی بات توہو اس شخص کو مطلع کرکے اس کو ہونے والے نقصان سے بچانا نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحسن عمل ہے۔

وَجَاء رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَى الْمَدِيْنَةِ يَسْعَى قَالَ يَا مُوسَى إِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ بِکَ لِيَقْتُلُوکَ فَاخْرُجْ إِنِّیْ لَکَ مِنَ النَّاصِحِيْن (قصص : ۲۰)۔

موسوعہ فقہیہ میں ہے :

أن يخبره من يثق بصدقه أن رجلا خلا برجل ليقتله أو امرأة ليزنى بها فيجوز له فى هذه الحال أن يتجسس ويقدم على الكشف والبحث حذراً من فوات مالايستدرک من انتهاک المحارم وارتكاب المحظورات (الموسوعة الفقهيه ۱۰٫۱۶۷،ماده: تجسس)۔

۶۔ فیس بک اکاؤنٹ سے ڈاٹا کاپی کرنے کا حکم :

اس سلسلے میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ فیس بک اکاؤنٹ ہولڈر اپنی معلومات کا ڈاٹا اپنے اکاؤنٹ میں دو طرح سے محفوظ رکھتاہے، کبھی تو وہ معلومات عمومی رکھتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے ان معلومات کو عوام سے چھپایا نہیں ہے؛ بلکہ اس کی مرضی یہ ہے کہ عوام اس سے مطلع ہوں اور فائدہ اٹھائیں۔ ظاہر ہے اس طرح کی معلومات کا ڈاٹا اکٹھا کرکے کمپنی کو دینا جائز ہے، اور جب یہ عمل جائز ہے تو اس پر اجرت وصول کرنا بھی جائزہے اس لیے کہ جائز عمل پر اجرت وصول کرنا جائز ہے ۔

دوسری صورت یہ ہے کہ وہ ان معلومات کو پرسنل رکھتا ہے یا پاس ورڈ کے ذریعہ لاک کردیتا ہے، ایسے معلومات کو وہ اپنی اجازت کے بغیر کسی کو دینا نہیں چاہتا

ہے، وہ چیزیں چونکہ ایک قسم کا مال یا اس کا حق ہیں اور ملکی قوانین کی رو سے اس کی اجازت کے بغیر حاصل کرنے کو قانوناًجرم قرار دیا گیا ہے؛ اس لیے اس طرح کی معلومات کو بغیر اس کی اطلاع کے لینا اور کمپنی کوفراہم کرنا درست نہیں ہوگا، اور جب یہ عمل جائز نہیں ہے تو اس پر اجرت وصول کرنا بھی جائز نہیں ہوگا؛ اس لیے کہ ناجائز عمل پر اجرت وصول کرنا جائز نہیں ہے ۔

۷۔ مجرموں کے جرائم پر شہادت کے لیے خفیہ کیمرہ کا استعمال :

بعض تنظیمیں اور ادارے مجرموں کے جرائم پر شہادت فراہم کرنے کے لیے خفیہ کیمروں کا استعمال کرتے ہیں جیسا کہ ہندوستان میں تہلکہ ڈاٹ کام ہے، اس کے کارندے اپنے بٹن میں یا قلم میں کیمرہ فٹ کرکے مجرموں کے پاس جاتے ہیں اور ان کو یہ احساس دلاتے ہیں کہ ان کی بات ریکارڈ نہیں ہورہی ہے اس طرح مجرم جرم کا اعتراف کر لیتا ہے ،پھر وہ لوگ اس کو عوام میندکھا دیتے ہیں، اس طرح ایک مجرم کے جرم کا رازفاش ہوجاتا ہے او ر عدالت بھی خفیہ کیمرہ میں دئے گئے بیانات کو بنیاد بناتی ہے، اس طرح مظلوم کو انصاف مل جاتا ہے ۔اس پورے معاملے میں شرعی نقطۂ نظر سے دو باتیں قابل غور ہیں: ایک تویہ کہ یہ تصویر کشی ہے، دوسری قابل غور چیز یہ ہے کہ اس میں جھوٹ اور دھوکہ دینا پایا جاتا ہے؛ اس لیے کہ جو صحافی انٹر ویو لینے جاتا ہے بعض مرتبہ وہ اپنی شناخت بھی چھپاتا ہے کہ وہ کون ہے؛ بلکہ بعض مرتبہ عام آدمی اور بعض مرتبہ اسی کے گروپ کا ایک ممبر بن کر جاتا ہے اور اسے یقین دلاتا ہے کہ آپ کی بات کسی کو نہیں بتائی جائے گی ،اس پورے معاملے میں یہی دو چیزیں ہیں، ظاہر ہے کہ حق تک پہنچنے کے لیے اور مظلوم کو انصاف دلانے کے لیے ان دونوں امر کو گوارہ کیا جاسکتا ہے؛ کیوں کہ تصویر ضرورت کی جگہ میں لی جارہی ہے؛ اس لیے کہ مظلوم کو انصاف دلانا اور ظالم کو ظلم سے روکنا یہ بھی ضرورت ہے، اور فقہاء کی تصریحات کے مطابق احیاء حق کے لیے بھی کذب کی اجازت ہے ۔علامہ شامی لکھتے ہیں :

الكذب مباح لإحياء حقہ و دفع الظلم عن نفسہ -واعلم أن الكذب قد يباح وقد يجب والضابط فيہ أن كل مقصود محمود يمكن التوصل إليہ بالصدق والكذب جميعاً فالكذب فيہ حرام وإن أمكن التوصل إليہ بالكذب وحده فمباح أن أبيح تحصيل ذلک المقصود وواجب إن وجب تحصيلہ كما لو رأى معصوما اختفى من ظالم يريد قتلہ أو إيذائہ فالكذب ہنا واجب (ردالمحتار ۹،۶۱۲)۔

احکام القرآن میں ہے :

وفی الحديث الصحيح :من حقوق المسلم على المسلم نصر المظلوم وفيہ أيضا قال النبی ﷺ انصر أخاک ظالما أو مظلوما فنصره ظالما كفہ عن الظلم (احکام القرآن ۳،۴۹۲، دارالکتب العلمیہ بیروت)۔

لیکن اگر یہ کام مظلوم کو انصاف دلانے اور مجرم کو اس کے جرم کی سزا دلانے

کے لیے نہ ہو؛بلکہ اپنے مفاد کے لیے ہو یا محض عداوت کی بنا پر بدلہ لینے کے لیے ہو تو پھر اس کی اجازت نہیں ہوگی؛ اس لیے کہ اس عمل میں محظورات کا ارتکاب کرنا پڑتاہے جسے ضرورت کی بنا پر گوارہ کر لیا جاتا ہے، بلا ضرورت کے اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے ۔

۸۔ سافٹ ویئر کی چوری :

کمپیوٹر نظام کو چلانے کے لیے بنیادی طور پر دو چیزیں ہوا کرتی ہیں: ہارڈ ویئر یعنی کمپیوٹر کے وہ آلات جو ہمیں نظر آتے ہیں اور جن کو ہم محسوس کرتے ہیں، دوسرا ہے سافٹ ویئر۔سافٹ ویئر کی بھی بنیادی طور پر دو قسم بنتی ہے: (۱)اپلیکیشن سافٹ ویئر یعنی کمپیوٹر کے ہارڈویئر آلات استعمال کرنے کے لیے مشینی زبان مینجو کچھ خاص ہدایات ہیں ان ہدایات کے مجموعے کو اپلیکیشن سافٹ ویئر کہتے ہیں، (۲) سسٹم سافٹ ویئر یعنی جو ہارڈ ویئر اپلیکیشن سافٹ ویئر کے درمیان ربط پیدا کرتا ہے۔ کمپیوٹر سافٹ ویئر کے توسط سے بہت سے نظام اور پروگرام انجام پاتے ہیں مثلاً میڈیکل نظام ، بینکنگ نظام ، کاروباری نظام جب کہ ہر نظام کے لیے الگ الگ سافٹ ویئر کا ہونا ضروری ہے اور ہر سافٹ ویئر ہزاروں کی قیمت کا خریدا جاتا ہے اور خاص پاس ورڈ سے اس کو محفوظ بھی کیا جاتا ہے تاکہ اس میں موجود تفصیلات سے کوئی واقف نہ ہوسکے، اس کے باوجود کچھ لوگ ان سافٹ ویئر کو خرید کراستعمال کرنے کے بجائے ان پر لگے پاس ورڈ کو ختم کرکے سافٹ ویئر کو ہیک کرتے ہیں اور اس کا کنٹرول اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں، ظاہر ہے کہ ان حضرات کا عمل قانوناً بھی چوری کے ضمن میں آتا ہے اور اخلاقاً بھی چوری کے ضمن میں آتاہے۔

حکومت بھی اس کو ایک قسم کا مال تسلیم کرتی ہے اور اس کی چوری کرنے والے کو سزادیتی ہے، پھر اس کے بنانے یا خریدنے میں مال خرچ ہوتا ہے اس لیے اس کی کاپی کرکے اس کی افادیت کو کم کردینا درحقیقت ایک مال والے کے مال کو ضائع کرنا ہے، اس لیے یہ عمل درست نہیں ہے اور یہ چوری کے زمرہ میں آئے گا اور اس کو بیچنا چوری کا سامان بیچنے کے حکم میں ہوگا اور جو شخص جان بوجھ کر اس کو خریدے گا اس پر بھی چوری کا مال خریدنے کا حکم جاری ہوگا، اور اگر اس کو معلوم نہ ہوتو پھر اس پر چوری کے مال کو خریدنے کا حکم نہیں ہوگا ۔فیض القدیر میں ہے :

من اشتری سرقۃ و ہو یعلم أنہا سرقۃ فقد شرک فی عارہا وإثمہا (فیض القدیر ۶۴٫۶، دارالمعرفۃ بیروت)۔

الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے :

أن یکو ن المبیع ملک البائع فیما یبیعہ لنفسہ فلا ینعقد ما لیس مملوکا (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۵٫۹، وزارۃ الاوقاف،کویت)۔

۹۔ کمپیوٹر کو ہیک کرنا یا وائرس چھوڑنا :

موبائل اور کمپیوٹر استعمال کرنے والے اس حقیقت سے واقف ہیں کہ بسا اوقات موبائل یا کمپیوٹر میں وائرس آجاتا ہے جس کی وجہ سے کبھی تو موبائل یا کمپیوٹر بند ہوجاتا ہے اور کبھی وہ فائل خراب ہوجاتی ہے جس پر وائرس کا اٹیک ہوتا ہے، عام طور پر یہ وائرس مطلوبہ فائلوں کو خراب اوربرباد کرنے کے لیے چھوڑا جاتا ہے اگر چہ کہ کبھی کبھی اس کا استعمال غیر اخلاقی مواد کو ضائع کرنے کے لیے بھی کیا جاتا ہے ،کوئی بھی چیز صرف نفع بخش یا صرف نقصان دہ نہیں ہوتی بلکہ ہر چیز میں خیر و شر دونوں پہلو ہوتے ہیں اس لیے اس پر حکم شرعی لگاتے وقت اس کا غالب استعمال دیکھا جاتا ہے ۔ظاہر ہے وائرس کا غالب استعمال کمپیوٹر کو ہیک کرنے اور اس میں موجود مواد اور کار آمد فائلوں کو خراب کرنے کے لیے کیا جاتا ہے ،کمپیوٹر اور اس میں موجود چیزیں مالک کی ملکیت ہیں، اس میں وائرس چھوڑ کراس کو خراب کرنا در حقیقت اس کی ملکیت میں بغیر اس کی اجازت کے تصرف کرنا ہے اور دوسرے کے مال کو برباد کرنا ہے اس لیے یہ عمل نا جائز ہے۔

لایجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیر بلا إذنہ (درر الحکام فی شرح مجلۃ الاحکام ۱؍۹۶)۔

ہاناگر کسی جگہ اس کا استعمال غیر اخلاقی مواد کو ضائع کرنے کے لیے ہو تو یہ نہی عن المنکرکاحصہ ہوگا اور اس کی اجازت ہوگی؛ بلکہ اس کی تحسین کی جائے گی، الأمور بمقاصدہا (قواعد الفقہ، ص: ۶۲)۔

محور سوم:

۱۔ سوشل میڈیا پر موجود خبروں کو شیئرکرنا :

سوشل میڈیا اور الکٹرانک ذرائع ابلاغ سے بہت سی خبر یں ایک دوسروں کو پہنچائی جاتی ہیں، یہ میڈیا لوگوں کی تشہیر کا سب سے مضبوط ذریعہ بن چکا ہے، اس میں خبریں مختلف قسم کی ہوتی ہیں، بعض خبریں صحیح ہوتی ہیں اور بعض خبریں قابل تحقیق اور بعض خلاف واقعہ ہوتی ہیں ، سوشل میڈیا پر متحرک رہنے والے عام طور پر ہر قسم کی خبروں کو شیئر کردیتے ہیں جبکہ شریعت نے اس سلسلے میں اصول متعین کئے ہیں:

(۱) جن خبرونکے صحیح ہونے کی تحقیق ہوان خبروں کو آگے شیئر کرنا اور پھیلانا درست ہے۔احکام القرآن میں ہے :

فتبینوا یقتضی النہی عن قبول خبرہ إلا بعد العلم بصحتہ فتثبتوا فاقتضی ذلک عن الاقدام إلا بعد العلم (احکام القرآن ۳؍۵۳۰) ۔

(۲) جن خبروں کے بارے میں معلوم ہے کہ یہ جھوٹ ہے یا غلط ہے اس کو پھیلانا گویا جھوٹ بولنا اور جھوٹ پھیلانا ہے، جس کی قرآن و حدیث میں سخت وعید آئی ہے۔

إِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِيْ الَّذِيْنَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ فِيْ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (النور: ۱۹)۔

(۳) جو خبریں قابل تحقیق ہوں ان کے بارے میں صحیح یا غلط کی کوئی مصدقہ اطلاع نہ ہو تو اس کے متعلق قرآن و حدیث کی اطلاع یہ ہے کہ پہلے اس کی تحقیق کرلو، کہیں ایسا نہ ہوکہ تم کوئی غلط بات زبان سے نکال دو پھر اس کے غلط ہونے پر شرمندگی اٹھانی پڑے ،ایسی خبروں کو بلاتحقیق عام کرنا یہ بھی جھوٹ بولنے جیسا ہے ۔

یاأیہا الذین آمنوا إن جاءکم فاسق بنبإ فتبینوا أن تصیبوا قوما بجہالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین (الحجرات: ۶) ۔

ملا علی قاری شرح مشکوۃ میں لکھتے ہیں :

کفی بالمرء کذبا أن یحدث بکل ما سمع - یعنی لو لم یکن للمرء کذب إلا تحدیثہ بکل ما سمع من غیر تیقن انہ صدق أم کذب لکفاہ من الکذب أن لا یکون بریئا منہ وہذا زجر عن التحدیث شئی لم یعلم صدقہ بل علی الرجل أن یبحث فی کل ما سمع خصوصا فی أحادیث النبی ﷺ (مرقاۃ المفاتیح ۱،۲۴۰، دارالفکر ، بیروت)۔

فتح القدیر میں شاہد کے تعلق سے بیان کیا گیا ہے کہ جب اس کو اپنی شہادت کا اچھی طرح یقین نہ ہو اس کے لیے شہادت دینا جائز نہیں :

ولایجوز للشاہد أن یشہد بشئ لم یعاینہ ای لم یقطع بہ من جہۃ المعاینۃ بالعین أو السماع إلا فی النسب (فتح القدیر ۷،۳۶۲، مکتبہ زکریا ، دیوبند)۔

ارشاد الساری میں ہے :

وفیہ إنکار علی من یبادر إلی الأمور قبل تحقیقہا فیخبر بہا ویفشیہا و قد لا یکون لہا صحۃ (ارشاد الساری ۷،۸۹، المطبعۃ الکبری، مصر)۔

تفسیر قرطبی میں ہے :

‘‘وإذا جاءہم أمر من الأمن أو الخوف أذاعوا بہ -أذاعوا بہ أی أفشوہ وأظہروہ و تحدثوا بہ قبل أن یقفوا علی حقیقتہ (تفسیر قرطبی ۱،۵۳۸، دارالکتب العلمیہ، بیروت)۔

۲۔کسی دوسرے کے مراسلہ میں کمی یا زیادتی کردینا :

آج لوگوں میں شہرت پانے کی بیماری عام ہوتی جارہی ہے، ہر آدمی مشہور ہونا چاہتا ہے، اس کے لیے بہت سے لوگ بغیر پڑھے لکھے مصنف اور قلم کار بننا چاہتے ہیں ، سوشل میڈیا پر یہ مرض بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے ،سوشل میڈیا اور موجودہ ذرائع ابلاغ کے آلہ میں کٹ پیسٹ کی سہولت ہوتی ہے، ایک آدمی واٹس اپ اور فیس بک پر اپنا بلاک لکھتا ہے اور اپنے نام سے اسے شائع کردیتا ہے، بہت سے فیسبکی قلم کار وہاں سے وہ بلاک اور مواد لیتے ہیں اور اس میں اپنی طرف سے کچھ کمی کرکے یا کچھ اضافہ کر کے پھر اسے اپنے نام سے شائع کردیتے ہیں ۔ظاہر سی بات ہے کہ یہ علمی خیانت اور

قلمی چوری ہے، یہ ایسے ہی ہے کہ کسی کی کتاب کو یا کسی کے مضمون کو اپنے نام سے شائع کردیاجائے، یہ علمی سرقہ قدیم عمل ہے، اور فیس بک اور انٹر نیٹ پر یہ سرقہ اسی کی جدید شکل ہے ۔

۳۔حکومت کا کسی شخص کی نجی معلومات کو عام کرنا:

حکومت بعض مرتبہ ایک شخص کی نجی معلومات کو دوسروں تک پہنچاتی ہے یا عام کردیتی ہے، اس کے لیے حکومت اس طرح کی کوشش کرتی ہے کہ ہر شخص کی نجی معلومات حکومت کے پاس ہو اور حکومت جب چاہے اس کو عام کردے یا کسی ادارے اور کمپنی کو فراہم کردے، اسی کے پیش نظر حکومت آدھار کارڈ کو لازم کرنا چاہتی ہے، آدھار کارڈ کے بنانے میں اور اس کے آپریشن میں ڈیجیٹل ڈاٹا کا استعمال ہوتا ہے، یہ کارڈ بنانے کے لیے لوگوں کی آنکھوں کی پتلیوں اور انگوٹھے کا نشان وغیرہ جیسے بایومیٹرک ڈاٹا لیے جاتا ہے، پھر اسے پاسپورٹ ،بینک اکاؤنٹ اور فون سے جوڑ دیا جاتا ہے، لوگوں کی ذاتی جانکاریاں ایک سرور میں جمع کی جا تی ہیں، جس پر غیر ملکی پرائیویٹ کمپنی کا کنٹرول ہے ۔ظاہر ہے کہ یہ لوگوں کی پرائیویسی کے خلاف ہے، ہر شخص کی اپنی آزادی کے بھی خلاف ہے، کسی شخص یا حکومت کو اس کا اختیار نہیں ہے کہ کسی بھی انسان کی نجی زندگی کو معلوم کرنے کی کوشش کرے، یہ ٹوہ میں پڑنا اور جاسوسی کرنا ہے جس کی شریعت میں اجازت نہیں ہے، اور پہلے گزر چکا ہے کہ جاسوسی کرنا جس طرح فرد کے لیے گناہ ہے اسی طرح حکومت کے لیے بھی گناہ ہے، لہذا حکومت کے لیے بھی یہ درست نہیں ہے کہ وہ کسی کی نجی معلومات کو دوسروں تک پہنچائے، ہاں اگر کسی کے متعلق کو ئی خبر دستیاب ہواور اس کی سچائی کا گمان ہوتو پھر اس کی نجی معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں (دیکھئے: الموسوعۃ الفقہیہ۱۰؍۱۶۶)۔

۴۔انٹرنیٹ پر موجود تجارتی اشتہار کوشیئر کرنا:

انٹرنیٹ پر ڈالے گئے بہت سے تجارتی اشتہارات اگر کسی شخص کو بھیجے جائیں اور اس سے کہا جائے کہ دیگر گروپ اور اپنے فیس بک پیج پر اسے شیئر کریں تو یہ ایک قسم کا تعاون ہے جو دوسروں سے لیا جاتا ہے، اس میں بعض اشتہارات تو ایسے ہوتے ہیں جن میں موجود اشیاء کا استعمال جائز ہوتا ہے، اس کے شیئر کرنے میں کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں ہے؛ اس لیے کہ یہ جائز کام میں اپنے بھائی کی مدد کرنا ہے، اور اگر ایسی چیز کا اشتہار ہے جس کا استعمال جائزنہیں ہے چاہے اس کا تعلق کھانے کی چیزوں سے ہویا خارجی استعمال سے، تو اس طرح کی اشیاء کا آگے فاروڈ کرنا اور شیئر کرنا درحقیقت معصیت میں تعاون کرنا ہے جو جائز نہیں ہے، قرآن میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

تَعَاوَنُواْ عَلَى الْبرِّ وَالتَّقْوَى وَلاَ تَعَاوَنُواْ عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُواْ اللهَ إِنَّ اللهَ شَدِيْدُ الْعِقَاب (المائدہ: ۲)۔

تفسیر مظہری میں ہے :

لا تعاونوا علی ارتکاب المنہیات ولا علی الظلم لتشفی صدورکم بالإنتقام (تفسیر مظہری ۱۹،۳، زکریا، دیوبند)۔

۵۔ کارٹون بنانا:

آج کل انٹرنیٹ اورٹیلی ویزن پر ڈیجیٹل کارٹون کا عام رواج ہوتا جارہا ہے اور اس کی مختلف صورتیں اور شکلیں وجود میں آرہی ہیں،اس میں بنیادی خرابی تویہی ہے کہ یہ تصویر پر مشتمل ہے، جو لوگ ڈیجیٹل تصویر کو تصویر قرار دیتے ہیں ان کے یہاں تو یہ ناجائز ہے؛ البتہ جوحضرات اس کو تصویر قرار نہیں دیتے ان کے یہاناس سلسلے میں تفصیل ہوگی، ایک کارٹون تو وہ ہے جو بچوں کے لیے تیار کئے جاتے ہینجس میں کارٹون کی شکل میں بچوں کو پیغام دیا جاتا ہے یا بچوں کا دل بہلایا جاتا ہے، اس طرح کے کارٹون بنانا جائز ہوگا اس لیے کہ اس میں کسی قسم کی کوئی خرابی نہینپائی جارہی ہے ۔

البتہ کارٹون کی دوسری قسم جس میں ملک کے بعض معزز لوگوں کا کارٹون بنایا جاتا ہے جس میں کبھی کسی معزز آدمی کے سر کو کسی جانور کے ساتھ جوڑدیا جاتا ہے تو کبھی کسی دوسری چیز کے ساتھ، اسی طرح کبھی ایک شخص کی آواز کسی جانور کے ذریعہ پیش کی جاتی ہے ایسا لگتا ہے جیسے گدھا بول رہا ہے، اس طرح کے کارٹون بنانا کسی صورت میں جائز نہیں ہے، اس لیے کہ اس میں تصویر کے علاوہ دوسری کئی شرعی قباحتیں موجود ہیں، مثلا کسی کی انسان کی شکل بگاڑنا ، اسی طرح کسی کا استہزا اور مذاق بنا نا ،کسی کی توہین کرنا ، کسی کی شخصیت کو کارٹون بناکر اس کی شخصیت کو مجروح کرنا، یہ سب شرعی منکرات ہیں جن کی بنا پر کارٹون بنانا جائزنہیں ہے اگر چہ ملک کا قانون اس کے بنانے کی اجازت دیتا ہو، اس لیے کہ حکومت کی ہر اجازت پر عمل کرنا ہمارے لیے ضروری نہیں ہے ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَومٌ مِّن قَوْمٍ عَسَى أَن يَكُونُوا خَيْراً مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاء مِّن نِّسَاء عَسَى أَن يَكُنَّ خَيْراً مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الاِسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (حجرات : ۱۱)۔

معارف القرآن میں مفتی شفیع صاحب تحریر فرماتے ہیں :

قرطبی نے فرمایا کہ کسی شخص کی تحقیر و توہین کے لیے اس کے کسی عیب کو اس طرح ذکر کرنا جس سے لوگ ہنسنے لگیں اس کو سخریہ ،تمسخر ، استہزاء کہا جاتا ہے اور یہ جیسے زبان سے ہوتا ہے ایسے ہی ہاتھ پاؤں وغیرہ سے اس کی نقل اتارنے یا اشارہ کرنے سے بھی ہوتا ہے اور اس طرح بھی اس کا کلام سن کر بطور تحقیر ہنسی اڑائی جاتی ہے (معارف القرآن ۱۱۵،۸، دارالکتاب دیوبند)۔

۶۔موبائل کمپنی کا لوگوں کی گفتگو محفوظ کرنا :

موبائل کمپنی لوگو ں کی آپسی گفتگو کو سم کارڈ کی مدد سے محفوظ کرتی ہے اور حکومت یا قانونی اداروں کے مطالبہ پر انہیں فراہم بھی کرتی ہے، حکومت کا کہنا یہ ہوتا ہے کہ اس کے ذریعہ دہشت گردوں کو پکڑنے میناور ملک میں جاری ملک مخالف سرگرمیوں میں ملوث افراد کو پکڑنے اور اس کے خلاف ثبوت فراہم کرنے میں مدد ملتی ہے ۔یہ مسئلہ اپنی جگہ اہمیت کا حامل ہے کہ کیا اس طرح کی کاروائی کے لیے عام لوگوں کے فون کال کو ریکارڈ کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے؟اس کا جواب نفی میں ہے؛ اس لیے کہ نہ حکومت کو اور نہ ہی حکومت کے کسی ادارہ کو عام لوگوں کی جاسوسی کی اجازت دی جاسکتی ہے؛ اس لیے کہ یہ شخصی آزادی کے خلاف ہے جیسا کہ پہلے بھی یہ مسئلہ گزر چکا ہے، لیکن یہ سب عالمی قانون اور عالمی ذرائع ابلاغ کے قانون کے تحت انجام پا رہا ہے، اس لیے اس میں کوئی فرد یا ادارہ کوئی کردار ادا نہیں کرسکتاہے، جہاں تک مسئلہ حکم شرعی کا ہے تو ان کا یہ عمل شرعا جائزنہیں ہے۔ہاں اگر موبائل کمپنی نے فون کال ریکارڈ کیا اور حکومت کسی مجرم کا ریکارڈ طلب کرتی ہے تو حکومت کو اس کا ریکارڈ فراہم کرنا درست ہوگا۔

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل کے شرعی احکام

مفتی اقبال بن محمد ٹنکاروی•

زمانہ چونکہ تغیر پذیر ہے، اس لئے اس میں مسلسل ایسے واقعات وحالات رونما ہوتے رہتے ہیں جن سے یکسر الگ رہ کر زندگی گزارنا تقریبًا محال ہوتا ہے،ہر زمانہ میں اس دور میں زندگی جینے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود کو اپنے عہد اور زمانہ کے تقاضے سے ہم آہنگ کریں، ورنہ اس کے بغیر جینا تقریباً محال ہوجائے گا، عصر حاضر میں انسان نے اپنی خداداد صلاحیتوں اور قوتِ فکر وتخیل کو استعمال کرکے جن جدید آلات کو ایجاد کیا ہے، ماضی میں اس کا تصور بھی محال تھا، ان ایجادات مینسے ایک انفارمیشن ٹکنالوجی اور ابلاغ و مواصلات کے ذرائع میں ہونے والی حیرت انگیز ترقی ہے، ذرائع ابلاغ ہی کے ذریعہ انسان دنیا کے ایک کونے میں بیٹھ کر دوسرے کونے کے حالات سے باخبر ہوتا ہے، اور پھر یہ آگہی لین دین اور افادہ اور استفادہ کی راہ ہموار کرتی ہے، اس لئے آج کل اپنے نقطۂ نظر کی اشاعت ،دعوت ،علم وتحقیق کا تبادلہ، خرید وفروخت اور معاملات وغیرہ میں جدید ذرائع ابلاغ کو خصوصی اہمیت حاصل ہوگئی ہے۔

تعجب ہوتا ہے کہ آج سے چند سال پہلے جو انسان اپنی بات کو چند فرلانگ تک پہنچانے سے قاصر تھا ،آج میلوں بلکہ ملکوں تک آن کی آن میں پہونچاسکتا ہے، یہ نظام ملکوں کی سرحدی بندشوں کو مسمار کرتا ہوا اس قدر پھیل چکا ہے کہ آج سارا عالم اس کی بدولت ایک عالمی گائوں (Global Village) میں تبدیل ہوچکاہے۔

انہی وسائل میں سے ایک اہم وسیلہ موبائل فون اور انٹرنیٹ کا ہے ، گذشتہ چند سالوں میں موبائل اور انٹرنیٹ کا استعمال بہت تیزی سے بڑھا ہے،اب تو موبائل ہی میں انٹر نیٹ اور مختلف سوشل سائٹس نے اس کی افادیت کے دائرۂ کار کو لامحدود کردیاہے، جس کے باعث کبھی بھی ،کہیں بھی ،کسی سے بھی بات چیت کی جا سکتی ہے، SMS اور MMS وغیرہ کے ذریعہ باوجود میلوں مسافت کے باہم روابط کئے جاسکتے ہیں، ایسے ایسے سافٹ ویئر وجود میں آئے ہیں کہ اس کی مدد سے آپ چند سیکنڈوں میں کسی بھی طرح کی معلومات کو کھوج سکتے ہیں ،ان سائٹوں نے پوری دنیا کو اپنے دائرے میں لے لیا ہے۔ فوٹو،ویڈیواور مختلف Apps وغیرہ بھی ڈائون لوڈ کئے جاسکتے ہیں، خود فوٹوکھینچے جاسکتے ہیں، ویڈیو شوٹنگ کی جاسکتی ہے، نیز اس کو کسی کے ساتھ شیئر

• شیخ الحدیث ومہتمم دار العلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا، بھروچ، گجرات۔

بھی کیا جاسکتاہے۔

لیکن یہ بھی ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جہاں موبائل اور انٹر نیٹ کے اتنے فوائد ہیں، وہیں بہت سے نقصانات بھی ہیں، موبائل کے نیٹ ورک کا کثیر الاستعمال ہونے کے باعث اعضاء رئیسہ پر ہونے والے خطرناک اثرات ،جس سے ''برین کینسر '' تک کا امکان ہوتا ہے، بے سوچے سمجھے ہر وقت استعمال سے انسان کی سننے اور دیکھنے کی قوت بھی کسی حد تک متأثر ہوتی ہے، جہاں نظر ڈالئے بڑے اور چھوٹے سب اسے بہت بے دردی سے استعمال کرتے ہیں، اور چیٹنگ یا گیم وغیرہ کے ذریعہ اس میں اتنا وقت ضائع کردیتے ہینکہ جو اگر '' تعمیری کاموں ''میں صرف کیا جائے تو اس سے نہایت خوش کن فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں، نوجوان طبقہ کو تو موبائل نے گویا مکمل طورپر اپنا غلام ہی بنا لیا ہے، اور بد قسمتی سے اس کا فاسد اور مخرب اخلاق مقاصد کے لئے بھی اتنی ہی کثرت سے استعمال ہورہا ہے ، آپ نے بچشم خود یہ بھی مشاہدہ کیا ہوگا کہ ان ہی وجوہ سے آج کل کے نوجوان بہت سی غلط راہوں پر بھی چل نکلتے ہیں ،فحش تصاویر ،پھوہڑ ایس ،ایم، ایس کا لین دین اور فحش ویڈیو اور گانوں کے ذریعہ خود کو تباہی کے دہانے پر لاکھڑا کیاہے، یہ کانوں اور آنکھوں کی لذت کا سامان مہیا کرتا ہے، اس لئے لوگ اس کے دلدادہ ہیں، حالانکہ نئی ایجادات کا استعمال شرعی حدود میں رہ کر کرنا چاہئے؛ کیونکہ کان، آنکھ، دل سب کی کل قیامت کے دن باز پرس ہوگی ،باری تعالی کا ارشاد ہے : إن السمع والبصر والفؤاد کل أولئک کان عنہ مسئولا (سورۂ اسراء : ۳۶)۔

خلاصہ یہ کہ آج ہمیں ہر قدم پر اس کی ضرورت تو ہے ،لیکن اس کے نقصان دہ پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا،اسی پس منظر میں اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کی جانب سے چند سوالات موصول ہوئے ہیں، جن کے جوابات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

محور اول:

جواب (۱) : موبائل استعمال کرنے والا اس کو جائز انداز میں استعمال کرے تو وہ جائز اور ممنوع طریقے سے استعمال کرے، تو وہی شیئ حرام وممنوع قرار دی جائے گی ،تاہم علامہ ابن نجیمؒ نے الاشباہ والنظائر میں لکھا ہے: بعض حنفیہ مثلاً امام کرخی وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ تمام چیزیں جن کا حکم شریعت میں حرام ہونا مذکور نہیں اس میں اصل اباحت ہے، اور چونکہ زمانۂ سابق میں موبائل وغیرہ کا رواج نہیں تھا، اس لئے اس کا حکم بھی مذکور نہیں، اور اب اس کا کچھ عرصہ سے رواج ہوا ہے؛ لہذا قاعدۂ مذکورہ کے تحت یہ چونکہ داخل ہے اس لئے یہ مباح ہوگا؛ تاآنکہ کوئی وجہ اس کے حرام ہونے کی پائی جائے ۔

قاعدۃ: الأصل فی الأشیاء الإباحۃ حتی یدل الدلیل علی عدم الإباحۃ وہو مذہب الشافعی-----

وفی شرح المنار للمصنف : الأصل فی الأشیاء الإباحۃ عند بعض الحنفیۃ ومنہم الکرخی۔ (الاشابہ والنظائر :ص/۱۱۵،ط: دارالعلوم دیوبند)

فقہ حنفی کا ایک معروف قاعدہ ہے: ‘‘الأمور بمقاصدہا’’(ایضًا : ۵۳) یعنی وہ چیز جس کا حکم شریعت میں حلال یا حرام ہونا مذکور نہیں تو اس کا حکم اس کے مقصد پر محوّل ہوگا کہ ‘‘اگر اس کا مقصد ناجائز ہے تو اس کا استعمال ناجائز اور اگر اس کا مقصد اچھا اور جائز ہے تو اس کا استعمال بھی جائز ہوگا ’’، یہ اس کے تحت داخل ہے کہ اس کا مقصد اشاعت حق یاابطال مذاہب باطلہ وغیرہ ہے جو محمود ومطلوب ہے؛اس لئے اس کااستعمال کرنا جائز ہوگا ۔

بایں ہمہ اگر و جو ہ حرمت وممانعت کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو میری سمجھ کوتاہ میں یہ آتا ہے کہ ان سب وجوہات سے بذات خود موبائل اور انٹرنیٹ کی ممانعت کا اثبات نہیں ہوتا اور حقیقت بھی یہی ہے ؛ بلکہ اس کی ممانعت ایک سبب عارض کی بنا پر ہورہی ہے کہ لوگوں نے اس کو اپنی خواہشات کے اعتبار سے استعمال کرنا شروع کردیا اور بیشتر استعمال لہوولعب میں ہونے لگا تو اس کو ناجائز قرار دیا گیا ،گویا لوگوں نے استعمال غلط کیا اس لئے ناجائز ہونے کا حکم لگادیا گیا۔

تو عرض یہ ہے کہ جب تک یہ علت لہو ولعب پائی جائے گی ممنوع ہوگا، اور جب یہ علت نہ ہوگی تو وہ ممنوع نہ ہوگا، مثلاً ایامِ منہیہ میں روزہ رکھنا ممنوع ہے ،اس لئے کہ اللہ تعالی کی ضیافت سے اعراض لازم آتا ہے ، لہذا جن دنوں میں یہ علت نہ ہو ان دنوں میں روزہ جائز ہوگا۔

نور الانوار میں لکھا ہے: جب کسی شیئ ممنوع میں ممانعت غیر کی وجہ سے ہورہی ہو کہ وہ غیر کبھی اس سے متعلق ہوتا ہے اور کبھی جدا ہوتا ہے تو جب وہ غیر اس کے ساتھ متعلق ہو تو ممنوع ،اور جدا ہوتو جائز ہوگا، جیسے بوقتِ اذانِ جمعہ خرید وفروخت کرنا ،اگر ترک سعی اس سے متصل ہوجائے تو خرید وفروخت ناجائز، اور اگر یہ منفصل ہوجائے مثلاً بائع اور مشتری ایک سواری میں بیٹھ کر جامع مسجد کی طرف جارہے ہوں اور عقدبیع کرلیں تو یہ یقینا جائز ہوگا، اور اس کے علاوہ اور بہت سی جزئیات ہیں۔

النہی إما أن یکون مبیحا لعینہ۔۔۔ أو لغیرہ۔۔۔ وذلک نوعان: وصفاً ومجاوراً یعنی أن النوع الأول ما یکون القبیح وصفا للمنتہی عنہ أی لازما غیر منفک عنہ کالوصف والنوع الثانی ما یکون القبیح فیہ مجاوراً للمنتہی عنہ فی بعض الاحیان ومنفکاً عنہ فی بعض آخر کصوم یوم النحر والبیع وقت النداء (نورالأنوار: ۶۱،ط: مکتبہ بلال ، دیوبند)۔

اس تصریح سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ وہ چیزیں جن کا حکم شریعت میں منصوص نہیں وہ اپنے استعمال اور مقاصد وضع کے اعتبار سے حلت وحرمت کا حکم اخذ کریں گی، اور ‘‘الاشباہ والنظائر’’ میں یہ قاعدہ بہت معروف ہے:‘‘الأمور بمقاصدہا’’ یعنی تمام وہ چیزیں

جو اس قسم کی ہوں اپنی حلت وحرمت کے لحاظ سے مقاصد استعمال پر دائر ہوں گی۔

اسی طرح رد المحتار میں لکھا ہے کہ '' اس سے معلوم ہوا کہ ایسی چیز کی بیع مکروہ نہیں جس کی ذات سے معصیت نہ ہو، مثلا گلوکاربانڈی، سینگ مارنے والا مینڈھا، تیز اڑنے والا کبوتر وغیرہ '' ، ''وعلم من ہذا أنہ لا یکرہ بیع مالم تقم المعصیۃ بہ کبیع الجاریۃ المغنیۃ'' (رد المحتار ۹؍۵۶۱،ط:مکتبہ زکریا)۔

مثلاً ''الأکل فوق الشبع حرام بقصد الشہوۃ، وإن قصد بہ التقوی علی الصوم أو مؤاکلۃ الضیف فمستحب'' (الأشباہ لابن نجیم: ۵۵) کوئی شخص پیٹ بھراور زائد از ضرورت خوب آسودہ ہوکر کھانا اس نیت سے کھاتا ہے کہ بقائے حیات اور تقویت بدن کے اس ذریعہ سے روزہ رکھنے میں آسانی اور اس میں تقویت پیدا کرنا ہے ،یا مہمان کو آسودگی کے ساتھ کھلانا ہے تو یہ کھانا پینا عبادت اور مستحب ہے ،لیکن مقصد شہوت ہے تو حرام ہے ۔

ایک بات جو کسی کے ذہن میں آسکتی ہے کہ بعض قسم کے موبائل ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں بعض ممنوعات بھی ریکارڈ ہوجاتی ہیں، مثلاً جاندار کی تصویر کا آنا ۔

تو اس سلسلہ میں یہ خیال مد نظر رکھنا ضروری ہے کہ اگر کوئی اسلامی مزاج رکھنے والا شخص اس کا اہتمام کرے گا تو گمان غالب یہ ہے کہ ایسی ممنوعات شرعیہ سے ضرور اجتناب کرے گا، اور ایسی تصویر جن کا دیکھنا ممنوع ہے، مثلاً عورتوں کی تصویریں یا کسی جانور کی تصویر تو ان کے ناجائز ہونے میں کوئی کلام نہیں۔

اسی طرح کسی سافٹ ویئر کی وضع اگر مثل طبل ومزمار صرف آلہ لہو ولعب کے طورپر ہے ،تو ظاہر سی بات ہے کہ اس کا استعمال ناجائز اور حرام ہوگا، جیسا کہ حدیث میں فرمایا گیا ''کل لہو المسلم حرام'' (در مختار ۹؍۵۶۶، ط:زکریا)، اور اگر اس کی وضع ٹیپ ریکارڈ ،ویڈیو کیسٹ اور گراموفون کے ریکارڈ کی جیسی ہے کہ اس کی وضع نہ آلہ لہو ولعب کے طورپر ہے نہ کسی خاص مقصد کے لئے ہے ؛ بلکہ وہ استعمال کرنے والے کے تابع ہے تو پھر ''الأمور بمقاصدہا'' کے تحت اچھے اور پاکیزہ مقاصد کے لئے اس کا استعمال کرنا جائز ہوگا، بشرطیکہ ممنوعات سے مکمل احتراز اورپورے احتیاط سے کام لیا گیا ہو۔

سوال نامہ میں مذکورہ تمہید سے معلوم ہوتا ہے کہ موبائل اور انٹرنیٹ ایک ایسا ترقی یافتہ آلہ ہے جس کی وضع کسی خاص مقصد کے لئے نہیں ہوئی ہے ،بلکہ یہ بھی استعمال کرنے والے کے تابع ہے کہ جس کام میں وہ لائے لاسکتا ہے ،جیسے جنگی آلہ اور ہتھیار کہ اس کا استعمال حمایت اسلام کے لئے بھی ہوتا ہے، اور مخالفت اسلام میں بھی ۔

ما قبل میں آلات جدیدہ کے متعلق چند اصول ذکرکئے ہوئے ہیں، مثلاً وہ آلات جو ناجائز اور غیر مشروع کاموں کے لئے ہی وضع کئے گئے ہیں، جیسے ڈھولکی وغیرہ تو اس کا استعمال ناجائز ہوگا ۔

اور جو آلات ایسے نہیں بلکہ استعمال کرنے والے کے تابع ہے، جیسے جنگی اسلحہ وغیرہ کہ جائز کاموں میں بھی استعمال کئے جاسکتے ہیں اور ناجائز کاموں میں بھی تو اس کا استعمال جائز کاموں کی نیت سے یقینا جائز ہے ۔

دوسری چیز ''فما لا یعلم فیہ تحریم یجری علی حکم الحل'' (الغیاثی لامام الحرمین: ۴۹۰، ط: امام الحرمین) کہ جس کے متعلق دلیل حرمت نہ ہو وہ جائز وحسن ہے ۔

نیز ''مالا تقوم المعصیۃ بعینہ'' اصل شئ میں معصیت نہ ہو، معصیت خارجی اسباب سے پیدا ہوتو اس خارجی معصیت کا ارتکاب کئے بغیر اس چیز کا استعمال جائز ہے ،انہیں اصول وقواعد فقہ کی روشنی میں معصیت کو نکال دینے کے بعد جدید آلات مثلاً موبائل وغیرہ کے استعمال کا جواز ثابت ہوجاتا ہے ۔

جواب (۲،۳) : آج کل موبائل میں قرآن مجید کے متن اور اس کی تلاوت کو محفوظ کرنے کی آسانی پیداہوگئی ہے، اس طرح سفر وحضرمیں کہیں بھی قرآن کی تلاوت کی جاسکتی ہے، اس میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس طرح قرآن مجید یا دوسری دینی کتابوں کو موبائل میں محفوظ کرنا درست ہوگا، یا اگر موبائل کی اسکرین پر قرآن موجود ہوتو کیا موبائل ہاتھ میں لینے یا اسکرین پر ہاتھ لگانے کے لیے باوضو ہونا ضروری ہوگا یا موبائل کے ڈھانچے کو ایسا غلاف تصور کیا جائے گا جس کو بے وضو چھونے کی گنجائش ہوتی ہے ؟

اس سوال کے جواب میں پہلی بات یہ ملحوظ رہے کہ موبائل میں قرآن مجید کا متن محفوظ کرنا بلاکراہت درست ہے ، اس لئے کہ اگرچہ اس اسمارٹ فون میں فحش مناظر بھی دیکھے جاسکتے ہیں لیکن جب یہ پروگرام بندہوگا اس وقت وہ عدم کے درجہ میں ہوگا، گویا اس میں وہ فحش مناظر ہے ہی نہیں، اور جب فحش مناظر ہے ہی نہیں تو قرآن مجید یا دینی کتابوں کو محفوظ کرنے میں کوئی حرج نہ ہونا چاہئے ، ہاں جس وقت موبائل کا یہ متن اسکرین پر ظاہر ہوگا اس وقت اس کا حکم قرآن کا ہوگا،اس وجہ سے جس وقت یہ بند پروگرام کی صورت میں فون میموری یا کارڈ میموری میں ہو ، اس وقت اس پر بیت الخلاء وغیرہ میں لے جاتے وقت قرآن کا حکم نہیں لگایا جاتا، اور اگر یہ متنِ قرآن موبائل کی اسکرین پر نظر آتا ہو تو اس صورت میں اسے بیت الخلامیں لے جانا جائز نہینہوتا۔

رہا یہ سوال کہ اگر موبائل کی اسکرین پر قرآن موجود ہوتو کیا موبائل ہاتھ میں لینے یا اسکرین پر ہاتھ لگانے کے لیے باوضو ہونا ضروری ہے یا موبائل کے ڈھانچے کو ایسا غلاف تصور کیا جائے گا جسے بے وضوچھونے کی گنجائش ہوتی ہے؟ اس کے جواب میں بادی النظر میں تو یہ خیال ہوتا ہے کہ اس کے لیے وضو ضروری قرار دیا جائے گا اور موبائل کے ڈھانچے کو ایسا غلاف تصور نہیں کیا جائے گا جسے بے وضوچھونے کی گنجائش ہوتی ہے، اس کی نظیر یہ مسئلہ ہے کہ قرآن کے وہ غلاف جو عموماً قرآن مجید

کے ساتھ جڑے ہوئے آتے ہیں اور جنہیں بہ آسانی قرآن مجید سے الگ بھی نہیں کیا جاسکتا،انہیں چھونے کے لیے بھی وضولازم وضروری قرار دیا جاتاہے، لیکن بعض حضرات کی تحقیق یہ ہے کہ موبائل پر اس طرح جو آیات نظر آتی ہیں، وہ اصلاً ایسے نقوش ہیں ،جنہیں چھوا ہی نہیں جاسکتا؛کیونکہ وہ ایک سافٹ ویئر کی مدد سے رونما ہوتے ہیں، جن کے متعلق ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ نقوش موبائل کے شیشے پر نہیں بنتے، بلکہ ''ریم '' (Ram) پر بنتے ہیں اور شیشے کے اس پارسے نظر آتے ہیں، لہذا اس صورت میں موبائل کے ڈھانچے کو ایسا غلاف تصور کیا جائے گا جسے بے وضو چھونے کی گنجائش ہوتی ہے، یعنی غلافِ منفصل، اور اس طرح کے غلاف کو فقہائے کرام نے بلا وضو چھونے کی اجازت دی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے :

''اگر قرآن مجید ایسے غلاف میں ہو جو اس سے جدا ہو ،جیسے کوئی تھیلی یا ایسی جلد جو اس میں سلی ہوئی نہ ہو تو اسے بلاوضو چھونا جائز ہے، اگر وہ غلاف قرآن مجید سے جڑا ہوا ہوتو اسے بلا وضوچھونا جائز نہیں، اسی پر فتویٰ ہے ''۔

لایجوز لہما وللجنب والمحدث مسّ المصحف إلا بغلاف متجاف عنہ کالخریطۃ والجلد الغیر المشرز، لا بما ہو متصل بہ ہو الصحیح، ہکذا فی الہدایۃ وعلیہ الفتویٰ (ہندیہ ۳۹،۱،ط: زکریا)۔

چنانچہ اس صورت میں موبائل کی اسکرین کی مثال اس آیت کی سی ہوگی جسے کسی ورق پر تحریر کیا گیا ہو اور اس ورق کو شیشے کے کسی بکس میں بند کردیا جائے، ظاہر ہے اس صورت میں کوئی اس شیشے کو ہاتھ لگانے کے لیے وضوکو واجب قرار نہیں دیتا ، اسی طرح موبائل کے شیشے پر یعنی اسکرین پر بھی بلا وضوہاتھ لگانا درست ہونا چاہئے۔

البتہ اکثر حضرات کا مذہب یہ ہے کہ موبائل میں قرآن وحدیث اور ادعیۂ ماثورہ وغیرہ محفوظ کرنے میں کوئی حرج نہیں؛ البتہ اگر انہیں کھول کر چلایا جارہا ہو تو اس حالت مینبلا وضو چھونا جائز نہیں اور بیت الخلاء اور استنجاء وغیرہ میں اس موبائل کو لے جانا سخت بے ادبی شمار ہوگا، تاہم موبائل اگر بند ہے یا پروگرام بند ہے جس میں آیت وغیرہ محفوظ ہیں تو بند ہونے کی حالت میں موبائل کو استنجاء وغیرہ میں لے جانا منع نہیں، اسی طرح بلا وضو چھونا بھی منع نہیں ہونا چاہئے۔

یمنع دخول مسجد (إلی قولہ) ومسہ أی القرآن ولو فی لوح أودرہم أو حائط (شامی ۴۸۸،۱،ط: زکریا)۔

فلو نقش اسمہ تعالی أو اسم نبیہ ﷺ استحب أن یجعل الفص فی کمہ إذا دخل الخلاء (شامی ۵۱۹،۹، ط: زکریا)۔

نیز موبائل میں جو قرآن ہو تا ہے وہ پیکچر کی شکل میں ہوتا ہے ۔ اگر موبائل میں ایسا پروگرام ڈائون لوڈ کیا گیا ہو کہ قرآن کریم کو موبائل کے بٹن سے لکھ بھی سکتے ہیں

جیسا کہ کمپیوٹر میں لکھا جاتا ہے تو اس موبائل کے بٹن سے قرآن پاک بلاوضو لکھنا بھی جائز نہیں ہے، مکروہ ہے۔

اسلام میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی اہمیت:

جواب (۴،۵) : سوال کا تعلق چونکہ موبائل وغیرہ کے ذریعہ دعوت وتبلیغ اور امربالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے سے ہے، اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تمہیدی طورپر مختصراً خود اسلام میں دعوت وتبلیغ کے فریضہ کی اہمیت کے بارے میں کچھ عرض کردیا جائے؛ تاکہ اصل سوال کا جواب دینا آسان ہوجائے ۔

ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالی نے امت مسلمہ کو امت داعیہ کے طورپر مبعوث فرمایاہے،دعوت وتبلیغ اور اصلاح امت کا جو کام پہلے انبیاء کے ذریعہ انجام پاتا تھا، نبی آخر الزمان ﷺ پر سلسلہ نبوت ختم ہونے کے بعد وہ کام خود امت مسلمہ اور خاص طورسے علماء کے کندھوں پر ڈال دیا گیا ،چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

‘‘کنتم خیر أمۃ أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنہون عن المنکر’’ (سورۂ آل عمران: ۱۱۰)۔

(تم ہو بہتر سب امتوں سے جو بھیجی گئی عالم میں ،حکم کرتے ہو اچھے کاموں کا اور منع کرتے ہو برے کاموں سے)۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

‘‘ولتکن منکم أمۃ یدعون إلی الخیر ویأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر’’ (سورۂ آل عمران: ۱۰۴) (اور چاہئے کہ رہے تم میں ایک جماعت ایسی جو بلاتی رہے نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے اچھے کاموں کا)۔

اور مومنین کی صفت بیان کرتے ہوئے ارشاد ہے:

والمؤمنون والمؤمنات بعضہم أولیاء بعض یأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر’’ (سورۂ توبہ: ۷۱) (اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کی مدد گار ہیں، سکھلاتے ہیں نیک بات اور منع کرتے ہیں بری بات سے)۔

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے :

‘‘عن أبی سعید قال:سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: من رأی منکم منکرا فإن استطاع أن یغیرہ بیدہ فلیفعل وقال مرۃً فلیغیرہ بیدہ، فإن لم یستطع فبلسانہ، فان لم یستطع فبقلبہ وذلک أضعف الإیمان’’ (مسلم شریف: کتاب الایمان باب بیان کون النہی من الایمان، رقم الحدیث: ۴۹، مسند امام احمد ابن حنبل ۳،۲۰، واللفظ لہ، ط: دار صادر، بیروت) ۔

(حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا : تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے تو اگر اسے ہاتھ سے بدل سکتا

ہو تو بدل دے (راوی نے ایک مرتبہ یہ کہا) تو اسے ہاتھ سے بدل دے،اور استطاعت نہ ہوتو زبان سے (بدل دے) اور اگر استطاعت نہ ہوتو دل سے (برا سمجھے) ، اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے)۔

دوسری جگہ ارشاد ہے :

''وعن أبی بکر الصدیق قال: یا أیہا الناس إنکم تقرء ون ہذہ الآیۃ :یا أیہا الذین آمنوا علیکم أنفسکم لا یضرکم من ضل إذا اہتدیتم''، وإنی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول:إن الناس إذا رأو منکرا فلم یغیرہ یوشک أن یعمہم اللہ بعقاب'' (رواہ ابن ماجہ، باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، رقم الحدیث : ۴۰۰۵، ترمذی ،کتاب التفسیر (من المائدہ)، رقم الحدیث: ۲۸۵۱)۔

(حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے مروی ہے ، فرمایا : لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو: (اے ایمان والو! تم پر لازم ہے فکر اپنی جان کی، تمہارا کچھ نہیں بگاڑتا جو کوئی گمراہ ہوا جبکہ تم ہوئے راہ پر)، اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ جب کوئی برائی دیکھیں اور اس کو نہ مٹائیں تو ہوسکتاہے کہ اللہ ان پر عذاب کو عام کردے)۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا طریقہ اور اس کے ذرائع:

کتاب وسنت ،نبی کریم ﷺ ودوسرے انبیاء کرام علیہم السلام، نیز صحابہ، تابعین اور اسلاف کے طریقہ ٔدعوت وتبلیغ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دعوت وتبلیغ کے لئے کوئی خاص طریقہ مقرر نہینکیا گیا؛ البتہ اس کے لئے کچھ اصولی باتیں ضرور سمجھائی گئیں کہ داعی کو ہمیشہ حکمت وموعظت کا پہلو پیش نظر رکھنا چاہئے، اور دعوت دینے میں الأہم فالأہم کی ترتیب ملحوظ رکھنی چاہئے، نیز مخاطب کی فہم اور مستوی کے مطابق ہی بات پیش کرنی چاہئے، چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

''ادع إلی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلہم بالتی ہی أحسن'' (سورۃ نحل: ۱۲۵)۔

(آپ اپنے پروردگار کی راہ کی طرف بلائیے حکمت سے اور اچھی نصیحت سے اور ان کے ساتھ بحث کیجئے پسندیدہ طریقے سے)۔

اور نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ ؓ کو یمن کی جانب بھیجتے ہوئے یہ نصیحت فرمائی:

''عن ابن عباس قال: قال رسول اللہ ﷺ لمعاذ بن جبل حین بعثہ إلی الیمن: إنک ستأتی قوماً من أہل الکتاب فإذا جئتہم فادعہم إلی أن یشہدوا أن لا إلٰہ إلا اللہ وأن محمدا رسول اللہ فإن ہم أطاعوا لک بذاک فأخبرہم أن اللہ قد فرض علیکم خمس صلوات فی کل یوم ولیلۃ...'' (بخاری شریف: کتاب المغازی، باب بعث ابی موسی ومعاذ الی الیمن قبل حجۃ الوداع، رقم الحدیث: ۴۳۴۷)۔

(حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت

معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف بھیجا تو ان سے فرمایا: تم اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس جارہے ہو؛ لہذا جب ان کے پاس جائو تو ان کو اس بات کی دعوت دو کہ وہ شہادت دیں کہ اللہ کے سواکوئی معبود نہیں، اور محمدﷺ اللہ کے رسول ہیں، تو اگر وہ اس پر تمہاری اطاعت کرلیں توانہیں بتائو کہ ہر دن رات میں تم پر پانچ نمازیں فرض ہیں---)۔

اور حضرت معاذ اور حضرت ابو موسی اشعریؓ کو یمن کی طرف روانہ کرتے وقت یہ نصیحت بھی فرمائی :

''یسّرا ولا تعسّرا وبشّرا ولا تنفّرا'' (أیضاً : رقم الحدیث: ۴۳۴۱) ۔

(آسانی کرنا سختی نہ کرنا ،خوشخبری دینا نفرت نہ دلانا)۔

اور آپ ﷺ نے دعوت وتبلیغ میں مختلف طریقے اختیار کئے ،کوہ صفاپر چڑھ کر دعوت دی، طائف کا سفر فرمایا، کفار کی مجالس میں شرکت کی، دعاۃ بھیجے،بادشاہوں کو خطوط روانہ فرمائے،الغرض اس زمانہ کے ہر جائز ممکن طریقہ کو اختیار فرمایا؛ اگرچہ وہ لوگ اس کو پسند نہیں کرتے تھے، تب بھی آپ برابر دعوت کا فریضہ ادا کرتے رہتے تھے، کسی کے ناپسند کرنے کی وجہ سے اس فریضہ کو ترک نہیں کیا ، اور ہمارے علماء نے بھی ہردور میں تقریر وتحریر جیسے جائز وسائل کو اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے استعمال فرمایا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ہمارے سامنے کوئی ایسا طریقہ ہو جس کے ذریعہ ہم بطریق احسن اس فرض سے سبکدوش ہوسکتے ہوں،اور وہ طریقہ بذات خود ممنوع نہ ہوتو اس طریقہ سے کاردعوت انجام دینے میں ذرہ برابر بھی حرج نہ ہوگا، بلکہ اگر کہیں صورت حال ایسی بن گئی ہو کہ دوسرے اسلوبوں اور طریقوں کی بہ نسبت اس کی طرف لوگ زیادہ متوجہ ہوتے ہوں تو اس کا استعمال مندوب ومستحسن ہوگا،چاہے سامنے والا اسے پسند کرے یا نہ کرے، اس میں محرم اور غیر محرم کی کوئی قید نہ ہونی چاہئے ، بشرطیکہ غیر محرم سے پردہ کا پورا لحاظ کیا جاتاہو ، اور ظاہر ہے SMS میں بے پردگی کا کوئی سوال ہی نہیں۔

جواب (۶): تصویر پر احادیث میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، اس کو رحمت الٰہی سے دوری کا سبب بتایا گیا ہے ،اس کو صفت تخلیق میں اللہ تعالی کا مقابلہ قرار دیا گیا ہے، تصویر بنانے والے کو بدترین عذاب کا مستحق کہا گیا ہے اور اس پر حضور اکرم ﷺ نے لعنت فرمائی ہے، اس سلسلہ میں کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں، علماء نے مستقل اس پر رسالے لکھے ہیں ،یہاں بطور نمونہ چند روایات پیش کی جاتی ہیں:

(۱) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''إن أشد الناس عذاباً یوم القیامۃ المصورون'' (بخاری:کتاب اللباس،رقم الحدیث: ۵۹۵۰) (قیامت کے دن سب سے بدترین عذاب تصویر

بنانے والوں کو ہوگا)۔

(٢) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''إن الذين يصنعون هذه الصور يعذبون يوم القيامة يقال لهم أحيوا ما خلقتم'' (بخاری : كتاب اللباس،رقم الحديث: ٥٩٥١) ۔

(جولوگ یہ تصاویر بناتے ہیں قیامت کے روز ان کو عذاب دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ جو صورت تم نے بنائی ہے اس میں جان بھی ڈالو)۔

(٣) حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تصویر کے بارے میں فرمایا: ''ومن أظلم ممن ذهب يخلق كخلقي فليخلقوا حبة وليخلقوا ذَرَّة'' (بخاری: رقم الحديث: ٥٩٥٣) (اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو میری طرح یعنی اللہ کی طرح تخلیق کرنے لگے (وہ کسی جاندار کی تخلیق تو کیا کرسکتا ہے) ایک دانہ ایک ذرہ تو بنا کر دکھائے)۔

تصویر کی حرمت پر جمہور کا اجماع :

جمہور امت کا اجماع اور ائمہ اربعہ کا مذہب بھی یہ ہے کہ کسی ذی روح کی تصویر بنانا حرام ہے ۔

صاحب عمدۃ القاری لکھتے ہیں: ''وفي التوضيح قال أصحابنا وغيرهم تصوير صورة الحيوان حرام أشد التحريم وهو من الكبائر وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره فحرام بكل حال لأن فيه مضاهات بخلق الله وسواء كان في ثوب أو بساط أو دينار أو درهم أو فلس أو إناء أو حائط، وأما ماليس فيه صورة حيوان كالشجر ونحوه فليس بحرام وسواء كان فى هذا كله ما له ظلّ وما لا ظلّ له وبمعناه قال جماعة العلماء مالک والثوری وأبوحنيفة وغيرهم'' (عمدة القاری ٢٢،٧٠،ط: ادارة الطباعة المنيريه، مصر)۔

(توضیح میں ہے کہ ہمارے فقہاء وغیرہ نے فرمایا کہ کسی ذی روح کی تصویر سازی سخت حرام اور گناہ کبیرہ ہے ، خواہ ایسی تصویریں ہوں جن کو عادۃً ذلیل رکھا جاتا ہو یا ایسی نہ ہوں وہ ہر حال میں حرام ہیں ،اس لئے کہ اس میں تخلیق الٰہی سے مشابہت پائی جاتی ہے، چاہے وہ تصویر کپڑے میں ہویا فرش میں ، دیناروں اور سکوں میں ہویا برتنوں اور دیواروں میں اور سایہ دار ہویاغیر سایہ دار؛البتہ غیرذی روح مثلاً درخت وغیرہ کی تصویر حرام نہیں ہے ، علماء کی جماعت یعنی امام مالکؒ، سفیان ثوریؒ اور امام ابوحنیفہؒ وغیرہ کا یہی مسلک ہے)۔

تصویر کے قائل بعض علماء کا رجوع:

بعض ہندوستانی علماء کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ تصویر کے باب میں توسع کے قائل تھے، بالخصوص جدید فوٹوگرافی کے معاملہ میں ، ان کے نزدیک تصویر کی حرمت کی علت ''شائبہ شرک سے حفاظت ''تھی، اس لئے جن صورتوں میں شرک یا شائبہ

شرک کا اندیشہ نہ ہو ،ان صورتوں میں تصویر کی گنجائش ہے،ان کے پاس اس کے خیال کے مطابق اس سلسلہ کی مستدلات بھی موجود تھیں، مگر تحقیق سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان بزرگوں نے اپنے اس موقف سے رجوع کرکے جمہور امت کا موقف اختیار کرلیا تھا، عام طورپر اس سلسلہ میں دوبزرگوں کا نام لیا جاتا ہے ،حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ اور حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ، یہ دونوں بزرگ دلائل کے ساتھ مذکورہ موقف کے حامل تھے، مگر دونوں نے ہی بعد میں اپنے موقف سے رجوع کرلیا تھا، اور اس کا اعلان بھی کردیا تھا ۔

یہ تفصیل اس لئے ذکر کردی گئی تاکہ تصویر کی حرمت کا مسئلہ صاف ہوجائے، بعض حضرات نظری یا عملی طورپر اس معاملے میں نرم گوشہ رکھتے ہیں اور اس کے لئے علماء کے اختلاف کو بنیاد بنا تے ہیں، انہیں یہ حقیقت اپنے سامنے رکھنی چاہئے کہ فوٹوگرافی کے معاملہ میں کم از کم برصغیر کی حد تک علماء حق کا کوئی بنیادی اختلاف نہیں ہے۔

موبائل میں تصویری استعمال کا جائزہ:

تصویر کی حرمت کا مسئلہ ضروری حد تک صاف ہوجانے کے بعد دیکھنا چاہئے کہ موبائل میں تصویر کا استعمال کن مراحل میں ہوتا ہے ،دیکھنے سے معلوم پڑتا ہے کہ کم از کم تین مراحل ضروری ہیں جن میں تصویر کا استعمال ہوتا ہے :

(۱) بنیادی مرحلہ تصویر سازی کا ہے، سب سے پہلے اشخاص واشیاء اور مناظر کی تصویر کشی ہوتی ہے جس میں ذی روح اور بے روح دونوں کی تصویریں ہوتی ہیں۔

(۲) دوسرا مرحلہ تصویر رکھنے کا ہے ،تصاویر تیار ہوجانے کے بعد موبائل میں محفوظ رکھی جاتی ہیں، یا پھر موبائل جاری رہنے کی صورت میں تصاویرموبائل سیٹ میں مسلسل موجود اور متحرک رہتی ہیں۔

(۳) تیسرا مرحلہ ہے تصویر کو دیکھنے اور اس سے لطف اندوز ہونے کا ۔

تصویر سازی:

(۱) فقہاء نے مذکورہ تینوں مرحلوں کو معصیت میں شمار کیا ہے اور جہاں تک ذی روح کی تصویر سازی کا معاملہ ہے وہ کسی کے لئے، کسی صورت میں، کسی کے نزدیک جائز نہیں ،چھوٹی بڑی واضح وغیر واضح ،ذلیل وعزیز کسی بھی قسم کی تصویر سازی بلا تخصیص حرام ہے،اس میں کسی عالم وفقیہ کا اختلاف نہیں ہے (دیکھئے: نووی مع مسلم ۱۹۹٫۲، ط: مختار اینڈ کمپنی، دیوبند، رد المحتار۴۱۹٫۲۔۴۲۰، ط: زکریا، مرقاۃ شرح مشکوۃ ۲۷۳٫۸، کتاب اللباس، باب التصاویر، ط: دار الفکر، بیروت)۔

البتہ ذی روح کی سرکٹی ہوئی تصاویر میں فقہاء نے مضائقہ نہیں سمجھا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک سرکٹی ہوئی تصویر در اصل تصویرہی نہیں وہ محض نقوش ہیں۔

امام طحاوی حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں:''الصورۃ الرأس فکل شیئ لیس

لہ رأس فليس بصورة" (شرح معانی الآثار للطحاوی، باب الصوَر تکون فی الثیاب: ۴/۲۸۷،ط:دارالکتب العلمیۃ ، بیروت)۔

علامہ کاسانی فرماتے ہیں: " فلا بأس بالصلوة فيها لأنها بالقطع خرجت من أن تكون تماثيل والتحقت بالنقوش والدليل عليه ما روي أنّ رسول الله ﷺ أهدى إليه ترس فيه تمثال طير فأصبحوا وقد محى وجهه" (بدائع الصنائع: مکروہات الصلوۃ ۳۰۴،۱، ط: زکریا)۔

خلاصہ ٔ بحث یہ ہے کہ سروالی ذی روح چیز کی تصویر بنانا بالاتفاق حرام ہے اور منصوص وعیدوں کا پہلا مصداق یہی ہے۔

تصویر رکھنا:

(۲) دوسرا مرحلہ تصویر اپنے پاس رکھنے کا ہے ،خواہ موبائل سیٹ کے اندر متحرک صورت میں ہو یا الماری یا دیواروں کی زینت بن کر، فقہاء نے اس سلسلہ میں کچھ تفصیل کی ہے۔

چھوٹی تصویریں:

(۱) اس قدر چھوٹی تصویر کہ اگر وہ زمین پر رکھ دی جائے اور کوئی متوسط بینائی والا شخص کھڑا ہوکر دیکھے تو تصویر کے اعضاء جدا گانہ طورپر صاف دکھائی نہ دیں، ایسی تصویر کا گھر میں رکھنا جائز ہے، اگر چہ بنانا اس کا بھی ناجائز ہے،چھوٹی تصویر کی تحدید میں کئی اقوال ہیں، لیکن مذکورہ تعریف سب سے جامع ہے،اور اس کے مطابق تعیین وتحدید زیادہ آسان ہے (رد المحتار ۴۱۸،۲، مکروہات الصلاۃ، ط: زکریا)۔

پامال تصویریں:

عادۃً پامال اور ذلیل وحقیر سمجھی جانے والی تصاویر رکھنا جائز ہے، اگر چہ بنانا اس کا بھی جائز نہیں ،خلاصۃ الفتاوی میں ہے:

"ثم التمثال إذا كان على وسادة لا بأس باستعمالها وإن كان يكره اتخاذها" (خلاصۃ الفتاوی ۵۸،۱، ط:المکتبۃ الأشرفیۃ، دیوبند، بدائع الصنائع ۳۰۵،۱، مکروہات الصلاۃ، ط: زکریا)۔

اس طرح کی چند استثنائی صورتوں (جن میں تصویر رکھنے کی اجازت ہے) کے علاوہ باقی کسی صورت میں تصویر رکھنا درست نہیں۔

تصویریں دیکھنا:

(۲) تیسرا مرحلہ ہے تصاویر کو دیکھنے اور لطف اندوز ہونے کا ،فقہاء نے اصولی طورپر اس کی وضاحت کی ہے کہ تصویر سازی حرام ہے ،اس لئے حرام کو دیکھنا اور کسی مصرف میں استعمال کرنا بھی حرام ہے ، اس لئے کہ جب تک دیکھنا اور استعمال کرنا موقوف نہ ہوگا اس عمل کی حوصلہ شکنی نہیں ہوگی ،مثال کے طورپر شراب حرام ہے،تو اس سے کسی قسم کا انتفاع یا برائے تفریح وتلذذ اس کو دیکھنا بھی حرام ہے ۔

بلوغ القصد والمرام میں مالکیہ کے حوالہ سے ہے :

‘‘یحرم تصویر حیوان عاقل أو غیرہ۔۔یحرم النظر إلیہ إذ النظر إلی المحرم لحرام’’ (جواہر الفقہ ۳٫۲۳۹، ط: مکتبہ تفسیر القرآن ،دیوبند) (عاقل یا غیر عاقل جاندار کی تصویر حرام ہے۔۔۔ اس کو دیکھنا حرام ہے،اس لئے کہ حرام کو دیکھنا بالتیقن حرام ہے)۔

اس جائزے سے اندازہ ہوتا ہے کہ فقہ اسلامی کی روسے تصویر والے پیغامات کو آگے بڑھانے میں جواز کی کوئی صورت نہیں ہے ، صرف مواقع ضرورت کا استثناء کیا گیا ہے ۔

جواب (۷): اسلام میں تصویر کشی حرام اور ناجائز اور لعنت کا کام ہے، احادیث میں اس پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، جیساکہ اوپر گذرا، اکابر علماء دیوبند کے فتاوی اور تصریحات کی روشنی میں ڈیجیٹل تصاویر عام تصاویر ہی کے حکم میں ہیں، یعنی نصوص شرعیہ دونوں ہی قسم کی تصاویر کوشامل ہیں اور سی سی ٹی وی کیمرہ نصب کرنے میں تصویر کشی پائی جاتی ہے؛ بلکہ اس کے ذریعہ کیمرہ کی کارکردگی کی حد تک آنے جانے والوں کی تصاویر اور ہر نقل وحرکت باقاعدہ محفوظ وریکارڈ ہوتی ہے، اور کسی حرام کے مباح ہونے کے لئے شریعت نے جس ضرورت ومجبوری کا اعتبار کیاہے وہ عام حالات میں یہاں نہیں پائی جاتی، اس لئے مسجد وغیرہ میں سی سی ٹی وی کیمرہ نصب کرنا جائز نہیں ہونا چاہئے ۔

لیکن جہاں چوری، خیانت ، جان ومال کے تلف وضیاع کے خطرات ہوں تو وہاں حفاظتی نقطۂ نظر سے دفع مضرت کے اصول کے پیش نظر اجازت ہونی چاہئے ۔

فالضرورۃ بلوغہ حداً إن لم یتناول الممنوع ہلک أو قارب وہذا یبیح تناول الحرام والحاجۃ کالجائع الذی لو لم یجد ما یأکلہ لم یہلک غیر أنہ یکون فی جہد ومشقۃ وہذا لا یبیح الحرام ویبیح الفطر فی الصوم (غمز عیون البصائر شرح الأشباہ والنظائر لابن نجیم۱٫۲۷۷، ط: دار الکتب العلمیہ بیروت)۔

الضرورۃ ہی خوف الضرر بترک الأکل إما علی نفسہ او علی عضو من اعضائہ (احکام القرآن للجصاص ۱٫۱۶۰، ط:دار المصحف بالقاہرۃ، نیز دیکھئے: اصول الافتاء وآدابہ، ۲۶۸،۲۶۹،ط: المکتبۃ الاشرفیہ، دیوبند)۔

اس سے کسی کو انکار نہیں کہ حفاظتی تدابیر میں cctv کیمرہ کو خاص اہمیت حاصل ہے،محکمۂ پولس کے مطابق جن علاقوں میں کیمرے نصب کئے گئے ہینان علاقوں میں چوری ڈکیتی نیز دیگر مجرمانہ وارداتوں میں واضح طورپر کمی آئی ہے، اور اگر واردات ہوبھی جاتی ہے تو مجرموں تک پہونچنا آسان ہوجاتاہے، عدالتیں بھی ان کیمرے کی فوٹیج کو ثبوت مانتی ہیں، بڑے شہروں میں محکمۂ پولس بھی حساس جگہوں پر کیمرہ نصب کرنے کا حکم دیتی ہے، خاص ظور پر مذہبی مقامات پر ۔

نیز تجربہ ہے کہ چوروں کے لئے مسجدوں کی چندہ پیٹی سے رقم کا چوری

کرنا،نیز جوتے چپل پر ہاتھ صاف کرنا، جماعت کی نماز میں سجدے میں گئے مصلیوں کے فرش پر رکھے موبائل کو اٹھالینا یہ سب آسان تھا، مگر جب سے یہ تیسری آنکھ لگی ہے یہ سب چیزیں محفوظ ہوگئی ہیں،اور ان سب چیزوں سے بڑھ کر یہ کہ آج کل جس طرح کے ناگفتہ بہ حالات ملک میں چل رہے ہیں، کہ مسجدوں اور عبادت گاہوں میں گھس کر شرانگیزی کی جارہی ہے،نیز مارپیٹ تک کے واقعات سامنے آرہے ہیں، ان واقعات کے بعد کیمرے میں محفوظ فوٹیج ہی کے ذریعہ مجرموں تک رسائی آسان ہوتی ہے، لہذا دینی اور ان جیسی دنیاوی ضرورتوں کی خاطر ان حضرات کی رائے پر عمل کی گنجائش معلوم ہوتی ہے جو دیجیٹل کیمرے کی تصویر کو جائز کہتے ہیں، جیسا کہ شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم، نیز مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب مدظلہ العالی وغیرہ کی رائے ہیں کہ دیجیٹل تصویر برقی شعائوں کے ذریعہ ابھرنے والا نقش ہے ،یہ تصویر کے حکم میں نہیں، البتہ اگر اس کا پرنٹ نکالا جائے تو اب یہ تصویر ہی کہلائے گا، اور یہ حرام ہے، لہذا cctvکیمرے کا نصب کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ پاسپورٹ ودیگر سرکاری کاغذات کے لئے تصویر اٹھانا کہ ایسے ناگزیر حالات میں پرنٹ تصویر کے جواز کے تمام قائل ہیں۔

کیونکہ قاعدہ ہے:''الضرورات تبیح المحظورات'' (الأشباہ والنظائر لابن نجیم : ۳۰۷،ط: دارالعلوم دیوبند)۔

البتہ شوقیہ فلمیں جیسے شادی بیاہ ودیگر تقریبات کی فلمیں بغیر ضرورت کے بنوانا، وہاٹس ایپ اور فیس بک وغیرہ کی پروفائل اور ڈی پی وغیرہ پر لگانے کے لئے جاندار کی فوٹوکھینچنا اور ان پر سیٹ کرنا اس کی اجازت نہ ہونی چاہئے، اس وقت ان حضرات کے قول پر عمل کرنا چاہئے، جو ڈیجیٹل تصویر کوبھی ناجائز کہتے ہیں ، جیسے دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور اور جامعہ ڈابھیل وغیرہ کے مفتیان کرام کے نزدیک مطلقاً تصویر حرام ہے ،جس میں دیجیٹل تصویر بھی شامل ہے ۔

جواب(۸): آج کل عام طورپر ایئرپورٹ وغیرہ پر حفاظتی نقطۂ نظر سے اسکیننگ مشین لگائی جاتی ہے، اس کے سامنے سے کوئی شخص گذرے تو مشین پر بیٹھے ہوئے شخص کو پورا جسم بے لباس نظر آتا ہے؛ تاکہ کوئی شخص کوئی ممنوع شئ یا خطرناک ہتھیار وغیرہ لباس کے اندر چھپاکر نہ لے جاسکے، میری ناقص معلومات کے مطابق میں نے کسی اخبار یا رسالہ میں اس کے بارے میں ایک تحقیقاتی رپورٹ پڑھی تھی،کہ شروع میں اس مشین میں پورا جسم بے لباس صاف نظر آتا تھا، لیکن بعد میں لوگوں کے اعتراض کرنے کی بنیاد پر اس میں کچھ ترمیم کی گئی ،یہاں تک کہ اب صرف انسانی ڈھانچہ نظر آتا ہے، جیسا کہ ایکسرے مشین میں صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ نظر آتاہے، ویسے ہی اس اسکیننگ مشین پر بیٹھے ہوئے شخص کو صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ نظر آتا ہے، جسم کی

بناوٹ صاف طورپر نظر نہیں آتی ،جس سے کہ بے پردگی یا ستر کے ظاہر ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا، اس لئے ایسی مشینوں سے ایک مسلمان کا گزرنا صحیح ہونا چاہئے۔ دوسری بات یہ کہ ایسا کرنا یہ حفاظتی اقدامات کی بنیاد پر ہے ، نیز سفر کی بھی مجبوری ہوتی ہے،تو جس طرح ایکسرے مشین پر کسی عضوکا فوٹو کھنچوانا جائز ہے،اسی طرح اسکیننگ مشین پر سے بھی گذرنا جائز ہونا چاہئے ۔

محور دوم :

جواب (۱): موجودہ دور میں ہمارا قومی مزاج بن گیا ہے کہ محنت ومشقت،عرق ریزی، لگن اور جستجو سے ہم راہ فرار اختیار کرتے جارہے ہیں، مطالعہ نہ کرنا، تحقیق نہ کرنا،بلکہ دوسرے کے کام کو چوری کرکے اپنے نام سے اسے فخریہ شائع کرانا اور شرمندہ بھی نہ ہونا، یہ ہمارا مزاج بن گیاہے۔ اگر میں کہوں کہ یہ اخلاقی چوری ہے تو غلط نہ ہوگا، کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے آنے سے پہلے طالب علم مختلف کتابوں سے مواد اخذ کرکے نوٹس تیار کرتا تھا، اگر کوئی تحقیقی کام کرتا اور کسی کے کام سے استفادہ کرتا تو حوالہ دیا جاتا تھا، لیکن اب یہ چلن ختم ہوگیاہے، کمپیوٹر آن کرو اور جو چاہو معلومات انٹر نیٹ سے حاصل کرلو ،انٹرنیٹ نے تمام تحقیقی صلاحیتوں کو تقریباً سلب کرلیاہے، انٹر نیٹ کی اہمیت سے انکار کسی بھی طرح نہیں، مختلف سرچ انجن اور وَیب سائٹس کے ذریعہ تمام اہم معلومات کو ایک جادوئی ڈبہ میں بند کردیا گیا ہے، لیکن یہ الگ بات ہے کہ بعض کاری گروں نے اسے چوری تک محدود کردیا۔

اسی طرح آج کل کے یہ اسمارٹ فون بھی چلتے پھرتے کمپیوٹر کی طرح ہیں اور معلومات کو جمع رکھنے کا ایک بڑا ذریعہ ہیں، مگر ان اسمارٹ فون کے ذریعہ بھی چوری بہت آسان ہوگئی ہے، اور اسمارٹ فون یوزر کی تمام معلومات کو اس کے ڈاٹا اسٹوریج سے بذریعہ ہیکنگ اٹھائی جاتی ہے ،اور اس کوپتہ بھی نہیں چلتا،دنیائے سائبر میں اس ہیکنگ کو سائبر کرائم کے نام سے جانا جاتا ہے، جو بڑا گھنونا جرم شمار ہوتا ہے، اور حکومت کی جانب سے اس کی سزائیں بھی کڑی سے کڑی رکھی جاتی ہیں ،اور شریعت میں بھی چوری کے لئے سخت وعیدیں واردہوئی ہیں۔

قال أبوہریرۃ ؓ:إن رسول اللہ ﷺ قال:ولا یسرق السارق حین یسرق وہو مؤمن (مسلم: کتاب الایمان، باب بیان نقصان الایمان بالمعاصی ،رقم الحدیث: ۲۰۰)۔

اس سلسلہ میں مختلف قسم کی معلومات کی چوری کے احکامات بھی الگ الگ ہوسکتے ہیں:

(۱) ایسی معلومات کی چوری کرنا جن سے اس شخص کی عزت وآبرو کو ٹھیس پہونچتی ہو تو ایسا کرنا بالکل جائز نہیں ہونا چاہئے،ایک مسلمان کے لئے ہر گز یہ بات روا

نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان بھائی کے عیوب پر یا اس کی پرسنل اور ذاتی زندگی میں تانک جھانک کرے اور لوگوں کے سامنے ان کو ظاہر کرکے اسے رسوا کرے، قرآن کریم کی اصطلاح میں اسے تجسس کہا جاتا ہے ، جس سے منع کیا گیا ہے ،لہذا اگر مسلمان کا کوئی عیب یا اس کی ذاتی یا گھریلوزندگی کی کوئی بات چرانا تو دور اس پر بھول سے بھی نظر پڑجائے تو اسے چھپالینا چاہئے، لوگوں کے سامنے ظاہر کر کے اسے ذلیل نہیں کرنا چاہئے۔

قال اللہ تبارک وتعالی: یٰـآیّہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن الخ۔ (سورۂ حجرات: ۱۲)۔

عن أبی برزۃ الأسلمیؓ قال:قال رسول اللہ ﷺ : یا معشر من آمن بلسانہ ولم یدخل الإیمان فی قلبہ! لا تغتابوا المسلمین ولا تتبعوا عوراتہم فإنہ من اتبع عوراتہم یتبع اللہ عورتہ ومن یتبع اللہ عورتہ یفضحہ فی بیتہ (سنن أبی داؤد: باب فی الغیبۃ، رقم الحدیث: ۴۸۸۰،ط: دار الفکر ،بیروت)۔

عن ابن عباسؓ عن النبی ﷺ قال:من ستر عورۃ أخیہ المسلم ستراللہ عورتہ یوم القیامۃ ومن کشف عورۃ أخیہ المسلم کشف اللہ عورتہ حتی یفضحہ بہا فی بیتہ (سنن ابن ماجہ: کتاب الحدود، رقم الحدیث: ۲۵۴۶)۔

لہذا ایک مسلمان کو چاہئے کہ وہ دوسرے مسلمان بھائی کی آبرو ریزی سے ہمیشہ بچتا رہے؛تاکہ اللہ تعالی کل قیامت کے دن ہماری بھی پردہ پوشی فرمائیں ،ورنہ تو اللہ تبارک وتعالی دنیا ہی میں اس کو ذلیل وخوار فرمادیتے ہیں۔

(۲) دوسرا ایسی معلومات کی چوری کرنا جس سے کسی کو معاشی پہلوسے نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہو تو ایسی چوری بھی ناجائز اور حرام ہونی چاہئے، چاہے وہ کسی کی کوئی نئی ایجاد کا فارمولہ ہو یا کسی مصنف یا محقق کے فکری نتائج کا مجموعہ ہو، مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ اس نوعیت کے حقوق پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

اسی ذیل میں حق کی ایک قسم وہ ہے جسے اس عہد کی پیدا وار کہا جاسکتا ہے، جس کو موجودہ تمدنی، اقتصادی اور سماجی حالات نے پیدا کیاہے اور جنہیں آج کے زمانہ میں مختلف عصری قانون سازیوں کے ذریعہ منظم کیا گیاہے، اس عہد کا قانون انہیں (Intellectual Property) کا نام دیتا ہے ، جیسے ہر موجد، مصنف اور محقق کے فکری نتائج، چاہے وہ کسی فن سے تعلق رکھتے ہوں، یا صنعت وحرفت سے ،آج کے دور میں ایسا سمجھا جاتا ہے کہ ایسے اصحاب کو اپنی ایجادات اور اپنے فکری نتائج پر ایسا حق حاصل ہے کہ وہ اس کی نشر واشاعت کو ذریعۂ آمدنی بنا سکتے ہیں، اسی ذیل میں مختلف تجارتی اداروں کے ٹریڈ مارک، رسائل واخبارات ،تصنیفات وفارمولے اور ایجادات داخل ہیں،------ان حقوق کو تسلیم کئے جانے کی بنیاد یہ ہے کہ کسی شخص کی ذہنی صلاحیت اور اس کی محنت کا ثمرہ اسے ملنا چاہئے، اور غیر مادی ہونے کے باوجود یہ

ذریعۂ تموّل ہے ،اسی لئے اس کومال کا درجہ ملنا چاہئے (مجلہ فقہ اسلامی، بابت تیسرا فقہی سیمینار ، اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا،ص: ۴۳)۔

لہٰذا جب ان حقوق کو قابل معاوضہ سمجھا گیا ہے اور اس کی خرید وفروخت کو جائز قرار دیا ہے تو اب اس کی چوری بھی ناجائز اور حرام ہونی چاہئے، اس لئے کہ چوری کی شرعی تعریف کسی عاقل وبالغ شخص کا کسی محفوظ جگہ سے دس درہم یا اس سے زیادہ کی مالیت کی کوئی چیز کسی شبہ اور تاویل کے بغیر اٹھا لینا ہے، ہدایہ میں ہے:

السرقۃ فی اللغۃ:أخذ الشیئ من الغیر علی سبیل الخفیۃ والاستسرار۔

قال: إذا سرق العاقل البالغ عشرۃ دراہم أو مایبلغ قیمتہ عشرۃ دراہم مضروبۃ من حرز لاشبہۃ فیہ وجب علیہ القطع (ہدایہ ثانی: کتاب السرقۃ : ۵۳۷، ط: اشرفی بکڈپو دیوبند)۔

(۳) ایسی معلومات چوری کرنا جن سے چوری کرنے والے کو تو فائدہ ہو،لیکن اصل شخص کو کوئی نقصان نہ ہو، جیسے علمی ومطالعاتی یادداشتیں وغیرہ، تو شرعاً وقضاءً اس کو چوری نہیں کہا جاسکتا؛ کیونکہ یہ معلومات مال متقوم کے دائرہ میں نہیں آتی، اگر مال متقوم ہوتی تو اصل شخص کو اس سے کوئی نقصان پہونچنا چاہئے تھا ، حالانکہ یہاں اس کو کوئی نقصان نہیں پہونچ رہا؛ البتہ اس کو اگر اخلاقی چوری کہا جائے تو یہ غلط نہ ہوگا، لیکن اگر یہ شخص اصل کی تحقیق سے استفادہ کرے اور پھر اخیر میں اس کا حوالہ دے دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے، اس لئے کہ ہر نئی تصنیف یا تحقیق وایجاد میں پچھلے لوگوں کے افکار ونتائج سے استفادہ کیا ہی جاتا ہے ،لہٰذا اس میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے، لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ دنیا کی معمولی شہرت کی خاطر اور نفع کے حصول کے لئے اس کو اپنی طرف منسوب نہیں کرنا چاہئے ؛ کیونکہ یہ ایک علمی خیانت ہے، علمی امانت داری کا تقاضا تو یہ ہے کہ کسی کے بھی فکری اور علمی حقوق کے تحفظ کا احترام کیا جائے، اور اس کی محنت اور جدوجہد اور ایجاد کو اسی کی جانب منسوب کیا جائے۔

جواب (۲) : کسی دوسرے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی کے تحریری وتحقیقی مقالہ کو اس کے مؤلف کی اجازت کے بغیر شائع کرے اور نہ ہی یہ درست ہے کہ موجد کی رضامندی کے بغیر اس کی ایجاد کو چرا کر اس کی نقل تیار کرے، یا اس کی تجارت کرے، یہ چیزیں شرعاً اس کی ملکیت ہیں، اس کی اجازت کے بغیر دوسرے کے لئے اس پر دست درازی جائز نہیں ہونی چاہئے ۔

اس لئے کہ چور اس کا مالک نہیں ہے؛ لہٰذا چور کا اس کو آگے بڑھانا بھی درست نہ ہونا چاہئے، ھدایہ میں ہے :

وإذا قطع السارق والعین قائمۃ فی یدہ ردت إلی صاحبہا لبقائہا علی ملکہ (ہدایہ ثانی: ۵۵۲، ط: اشرفی بکڈپو، دیوبند)۔

جواب (۳): کہتے ہیں کہ عورتیں عام طورپر شکّی ہوتی ہیں ،لیکن کچھ مرد بھی اپنی بیویوں پر بلا جواز کے شک کرتے ہیں اور ان پر کڑی نگاہ رکھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں، ایسے لوگ ہر دوسرے دن یہ توقع کرتے ہیں کہ میرا ہم سفر، شریک حیات اپنی عفت کا ثبوت پیش کرے ، شوہر اگر شکی ہے تو وہ اپنی بیوی کی ہر ٹیلی فون کال اور ایس ایم ایس پر نظر رکھتا ہے، اور اس کی جاسوسی کرتا ہے ،اسی طرح بیوی اگر شکی ہے تو وہ بھی اسی طرح کرتی ہے ،حالانکہ میاں بیوی کا تعلق باہم بھروسہ اور اعتبار کا متقاضی ہوتا ہے، اسی لئے تحقیق میں یہ بات بھی سامنے آئی کہ تقریبًا ۶۰فی صد افراد اپنے پاسورڈ اور پن کوڈ شریک حیات کو دے دیتے ہیں؛ کیونکہ وہ اپنی پرائیویسی سے زیادہ اپنے باہمی تعلق کی فکر کرتے ہیں۔

اور بعض حضرات اپنی شریک حیات کی جاسوسی اس لئے نہیں کرتے کہ ان کو اس پر بھروسہ نہیں؛ بلکہ اس لئے کرتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ کسی وقت وہ غلط راہ کی طرف مائل ہو جائے؛ کیونکہ بہت سے شکاری آن لائن موجود ہوتے ہیں اور ان کا کام ہی یہ ہوتا ہے کہ دوسروں کو اپنی جانب مائل کرے اور لبھائے، تو جاسوسی کا مقصد اپنے شریک حیات کی حفاظت بھی ہوسکتا ہے، اگر یہ مقصد ہے تو جائز ہونا چاہئے،حدیث میں آتا ہے : کلکم راعٍ وکلکم مسئول عن رعیتہ۔ (مسلم شریف: کتاب الامارۃ،باب فضیلۃ الامام العادل، رقم الحدیث: ۱۸۲۹)۔

اور جاسوسی کی وجہ بدگمانی بھی ہوسکتی ہے، حالانکہ شریعت مطہرہ نے سوء ظن کی بنیاد پر تجسس رکھنے سے منع کیاہے، اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے :

یـٰـأیُّہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ۔۔۔الخ (سورۂ حجرات: ۱۲)۔

ترجمہ: اے ایمان والوں بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو؛کیونکہ بعض گمان تو گناہ ہے،اور جاسوسی بھی مت کرو۔

اور حدیث شریف میں بھی ہے :

إیاکم والظن فإن الظن أکذب الحدیث ولا تحسّسوا ولا تجسّسوا ولا تنافسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباداللہ إخوانا (مسلم شریف: کتاب البرووالصلہ والآداب، رقم: ۶۷۰۱)۔

ترجمہ: خبردار گمان سے باز رہنا؛ کیونکہ گمان یقینا سب سے بڑھکر جھوٹی بات ہے، اور تم لوگ ایک دوسرے کے بارے میں سن گن نہ لیا کرو، اور نہ ہی جاسوسی کرو، اور نہ ہی ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو اور(ایک دوسرے کی ضرورت میں مدد کرنے سے) پیٹھ نہ پھرو، اور اے اللہ کے بندو ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن کر رہو۔

صحیح بخاری میں بھی یہ روایت تھوڑے بہت فرق کے ساتھ بہت سے مقامات پر منقول ہے،جیسا کہ کتاب البرّ والصلۃ، کتاب النکاح وغیرہ میں ہے۔

پس کسی کی جاسوسی کرنے والا دو ممنوع گمانوں(گناہوں) کا شکار ہوتا ہے، پہلا سوء

ظن کا، پھر دوسرے اس کے مطابق جاسوسی کرنے کا، خواہ ایسا کرنے والے آپس میں میاں بیوی ہی کیوں نہ ہوں، تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت شدہ ہے کہ تحسس اور تجسس آپس میں بغض اور عداوت کا سبب بنتے ہیں، جس سے مذکورہ بالا حدیث میں منع کیا گیا ہے۔

نیزعین ممکن ہے کہ خواتین کے موبائل میں ان کی دوستوں اور سہیلیوں کے ذاتی معاملات پر مبنی پیغامات ہوں، تصویریں ہوں، لہذا اس کے خاوند کو جائز نہیں کہ ایسے پیغامات پر مطلع ہونے کی کوشش کرے، چاہے کوئی عورت اپنے خاوند کو اپنا موبائل استعمال کرنے کی اجازت ہی کیوں نہ دے؛ کیوں کہ یہ کسی کے ذاتی معاملات کی سُن گن حاصل کرنے اور جاسوسی کرنے کے مرادف ہے اور یہ دونوں ہی ممنوع کام ہیں۔

بالکل یہ ہی معاملہ خاوند کے موبائل میں بیوی کی دخل اندازی کا ہے ،اس کے لئے بھی اس طرح کی دخل اندازی جائز نہ ہوگی۔

اور اگر کسی کو اپنی شریک حیات کے بارے میں پختہ ذرائع سے کوئی بات معلوم ہوئی ہو اور اس کو یقین ہو کہ یہ بات ثابت شدہ ہے تو بھی اس کو چاہئے کہ ایسی صورت میں حسب حال وواقع اصلاح اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا راستہ اختیار کرے، اور برائی کو روکنے کی کوشش کرے، لیکن کوئی ایسی راہ اختیار نہ کرے جو مزید برائی یا فساد کا سبب ہو ۔

بدگمانی کو دورکرنے کے کئی حل ہوسکتے ہیں ،اول تو بد گمانی جب بھی پیدا ہو اسے اول مرحلہ میں اپنے دل ودماغ سے جھٹک دینا چاہئے، اگر اس سے بھی کام نہ بنے توبدگمانی کی اصل وجہ معلوم کرکے اس کا قلع قمع کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اگر شک بہت قوی ہو تو اسے باہمی بات چیت کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اس سے رشتہ میں دراڑ کے بجائے مضبوطی پیدا ہوگی، اگر معاملہ اس سے بھی حل نہ ہوتو خاندان کے چند بزرگوں کو بیچ میں ڈالکر سماجی دبائو کے تحت معاملہ حل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اس کے باوجود بھی معاملہ حل نہ ہو اور اس کا شریک حیات واقعی میں کسی دوسرے میں دل چسپی رکھتا ہے تو خوش اسلوبی سے علیحدگی اختیار کرلینی چاہئے ۔

جواب (۴): اگر حکومت یا محکمۂ پولس اپنے ملک کے دفاع کی خاطر یا امن عامہ کو بحال کرنے کی خاطر کسی کی شخصی معلومات حاصل کرے؛تاکہ جرائم پیشہ اور دہشت گرد عناصر پر نظر رکھی جاسکے تو یہ فعل جائز ہونا چاہئے، اس لئے کہ زمانۂ قدیم ہی سے عقلمند حکمران اور ان کے مشیران قبل ازوقت دوسری ریاستوں کے اندرونی حالات کو جاننے کے لئے یا اپنے ملک کے حالات کو جاننے کے لئے بھی جاسوسی کا نظام قائم کرتے آئے ہیں، اور ان کی فراہم کردہ اطلاعات کے مطابق اپنا لائحۂ عمل ترتیب دیتے آئے ہیں۔

لہذا اپنے ملک کو نقصان پہونچانے والے اور اس کو کمزور کرنے والے باہر کے

یا اندر کے شرپسند عناصر کا کھوج لگانا اور ان کے منصوبوں کو ناکام کرنا اور ان کے غلط عزائم پر مطلع ہونے کے لئے ان کی جاسوسی کرنا یہ جائز ہونا چاہئے، اس لئے کہ اپنے ملک کی سالمیت کے لئے کوشش کرنا یہ بھی ایک جہاد ہے، لہذا دشمن کے حالات سے باخبر ہونے کے لئے تیقظ اور چوکنا رہنا اور ان کی سازشوں اور مکروفریب کے دفاع کے لئے جاسوسی کرنا جائز ہونا چاہئے، اس کے متعلق ایک روایت میں آتا ہے :

عن جابر قال:قال النبیﷺ:من یأتینی بخبر القوم؟ یوم الأحزاب، قال الزبیر:أنا، ثم قال:من یأتینی بخبر القوم؟ قال الزبیر:أنا، ثم قال:من یأتینی بخبر القوم؟ قال الزبیر:أنا:فقال النبی ﷺ: إن لکل نبیّ حواریًّا وحواریّي الزبیر بن العوام (البخاری: باب فضل الطلیعۃ، رقم الحدیث: ۲۸۴۶)۔

حواری کے معنی خصوصی معاون اور مددگار کے ہوتے ہیں۔

چونکہ آنحضرت ﷺ اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر اللہ کے دشمنوں سے برسرپیکار رہتے تھے، اس لئے آپ دشمن کی ایک ایک چال پر کڑی نظر رکھتے تھے، جس کی بدولت اسلام کے خلاف ہونے والی کئی بڑی سازشوں کو پنپنے سے پہلے ہی ختم کردیا گیا، پیارے آقا ﷺ اپنے صحابہ کو یہ اصول بیان فرمایا کرتے تھے :''الحرب خُدعۃ'' کہ جنگ تو تدبیر اور حیلے کا نام ہے، لہذا دشمن کی جاسوسی کرنا، وہاں کے حالات سے باخبر رہنا جواز تو درکنار بلکہ باعث ثواب ہے ،جیسا کہ ایک حدیث میں ہے:

حضور اکرم ﷺ نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے فرمایا کہ ''تم جائو اور خبر لائو کہ کافر کس حال میں ہیں؟ مگر ہاں کسی پر حملہ مت کرنا ''۔ یہ دوسری ہدایت دیکر حضور اکرم ﷺ نے خبر لانے کا طریقہ بھی متعین فرمادیا، یعنی حملہ نہ کرکے اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنا، چنانچہ حضرت حذیفہؓ جب واپس آئے تو سردی سے کانپ رہے تھے، آپ ﷺ نے انہیں اپنا کمبل دیا اور جنت کی بشارت سنائی، پتہ چلا کہ جس کام کے کرنے پر رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہو وہ کیسے غیر مستحسن ہوسکتاہے ۔

اسی طرح غزوۂ خندق ہی کے موقع پر حضور ﷺ نے حضرت حذیفہؓ کو دشمنوں کی خبر گیری کے لئے بھیجا تھا، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے تقریر معارف القرآن میں حضرت مجاہد کا قول نقل فرمایاہے: کہ تجسس تو جائز نہینہے، مگر کہیں اپنے آپ کو ضرر سے بچانے یا کسی مسلمان کو نقصان سے بچانے کی غرض سے دشمن کی تدابیر کا کھوج لگائے تو جائز ہوگا (معارف القرآن : سورۃ حجرات ۵۰۹،۷، ط: فرید بکڈپو،دہلی)۔

مدینہ منورہ میں ورود کے بعد رسول اللہ ﷺ قریش مکہ کی جنگی وتجارتی سرگرمیوں پر بھی نظر رکھتے تھے، اس کے ساتھ ساتھ مدینہ میں مقیم یہودیوں کے متعلق

بھی معلومات حاصل کرنے کا بندوبست کرتے تھے، قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے : وفیکم سماعون لہم۔ الآیۃ۔۔۔۔(سورۃ توبۃ : ۴۷) (اور تم میں ان کے کچھ جاسوس موجود ہیں) اس حکم کے ذریعہ اللہ تعالی نے دشمن کے جاسوسوں اور فتنہ پردازوں کی نشاندہی کرکے مسلمانوں کو ان سے خبر دار کیا ہے ۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: لا تتخذوا بطانۃ من دونکم۔ الآیۃ۔(سورہ آل عمران: ۱۱۸) (اپنوں کے علاوہ کسی کوراز دان نہ بنائو)۔

بعض حکماء کا قول ہے: من کتم سرّہ بلغ مرادہ (مجانی الادب ۲۶٫۱، ط: مکتبۃ الآباء الیسوعیین، بیروت) (جس نے اپنا راز چھپایا اس نے اپنا مقصد پالیا)۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے قریش مکہ اور یہود مدینہ کی مناسب نگرانی کا بندوبست بھی فرمایا اور یہی طریقہ منافقین کے لئے بھی استعمال فرمایا۔

معلوم ہوا کہ جاسوسی کرنا چاہے آج کل کے جدید آلات کے ذریعہ ہو یہ کوئی غیر اسلامی یا غیر اخلاقی فعل نہیں، لیکن جاسوسی کاایک ناجائز پہلو بھی ہے، وہ یہ کہ مسلمانوں کی نجی زندگی اور نجی حالات سے باخبر رہنے کی کوشش کرنا اور صورت حال کو غلط طریقہ سے توڑ مروڑکر نقل کرنا اس کو شریعت مطہرہ نے گناہ کبیرہ میں شمار کیا ہے ۔ جیسا کہ سوال نمبر ایک کے ذیل میں آیت کریمہ اور آپ ﷺ کی حدیث مبارکہ نقل کی گئی ہیں۔

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ؒ سورہ ٔ حجرات کی مذکورہ آیت کریمہ کے ذیل میں فرماتے ہیں: اوروں کے عیبوں اور کمزوریوں کی تلاشی اور جستجو میں نہ پڑو تاوقتیکہ کوئی مصلحت یا ضرورت اس کی نہ آن پڑے؛البتہ اگر کسی سے مضرت پہونچنے کا اندیشہ ہو یا اپنی یا کسی مسلمان کی حفاظت کی غرض سے اس کے مضرت رساں ارادوناور تدبیروں کا تجسس کرے تو جائز ہے ۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من استمع إلی حدیث قوم وہم لہ کارہون أو یفرون منہ صُبَّ فی أذنیہ الآنُک یوم القیامۃ (البخاری: کتاب التعبیر، باب من کذب فی حلمہ، رقم الحدیث: ۷۰۴۲)۔

ترجمہ: قیامت کے دن جاسوسی کرنے والے کے کانوں میں سیسہ پگھلاکر ڈالا جائے گا۔

لہذا کسی کی نجی زندگی میں تانک جھانک کرنا اور ان کی جاسوسی کرنا یہ جائز نہ ہونا چاہئے ۔

جواب (۵): شریعت مطہرہ میں صراحت فرمائی گئی ہے کہ ایک مسلمان کو امین اور رازدار ہونا چاہئے، اسی وجہ سے حدیث شریف میں فرمایا گیا: ‘‘المجالس بالأمانۃ

إلّاثلاثۃ مجالس:سفک دم حرام أو فرج حرام أو اقتطاع مال بغیر حق (أبوداود : کتاب الادب، رقم الحدیث: ۱۴۴۲) ۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجالس امانت ہوا کرتی ہیں، سوائے تین مجالس کے:(۱) کسی حرام خون کو بہانے والی مجلس،(۲) حرام شرمگاہ سے فائدہ اٹھانے والی مجلس،(۳) یا کسی کا مال ناحق لوٹ لینے والی مجلس۔

معلوم ہوا کہ کسی کی اندرونی اور خفیہ باتیں اگر معلوم ہو جائیں تو اس کا اظہار اور افشاء کسی مصلحت داعیہ کے بغیر شرعاً جائز نہیں، ہاں البتہ جب اس کے اظہار کی ضرورت ومصلحت مقتضی بن جائے تو پھر اس کا اظہار کبھی جائز اور کبھی واجب اور ضروری ہوجاتاہے، جیسے کسی ظالم اور عادی چور اور ڈاکو کی چوری اور ڈاکہ کی اطلاع دینا تاکہ عوام وخواص اپنی حفاظت کی تدبیریں کر سکیں اور چوکنا رہ سکیں، جیسے کہ اوپر کی حدیث میں بھی چند باتوں کا استثناء کیا گیا ہے، اسی وجہ سے علماء کرام نے غیبت جیسے سخت گناہ کی بھی ضرورت کے وقت اجازت دی ہے ۔

چنانچہ امام غزالی اور امام نووی علیہما الرحمہ اور ان کے علاوہ دوسرے علماء کرام نے جن مواقع میں غیبت کی اجازت ذکر فرمائی ہے ان میں ایک موقع یہ بھی ہے :

الرابع: '' تحذیر المسلم من الشر'' (احیاء العلوم : ۱۰۴۵،ط: دار ابن حزم ، بیروت)۔

الرابع:''تحذیر المسلمین من الشر'' (ریاض الصالحین ۵۳۹: تحت اشراف لجنۃ من العلماء)۔

یعنی دوسرے شخص کو کسی کے شر اور نقصان سے بچانے کے لئے غیبت کرنا پڑے تو اس کی اجازت ہے، اسی طرح ضرورت کی بنا پر کسی کے راز اور خفیہ بات کو ظاہر کرنے کی بھی اجازت ہونی چاہئے، اب رہی یہ بات کہ یہ ظاہر کرنا صرف جائز ہے یا واجب؟ تو اصولی طورپر بات یہ ہے کہ جس درجہ کی ضرورت اور جس درجہ کا ضرر ہوگااسی اعتبار سے اس کا حکم ہوگا۔

اور تنقیح کے بعد اس کی تین صورتیں سمجھ میں آتی ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلی صورت:

راز کو ظاہر نہ کرنے کی صورت میں لوگوں کی جان تک جانے کا قوی اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں اس راز کو حتی الوسع ظاہر کرنا ضروری ہے، اور اس سلسلہ میں جوبھی کوشش کی جائے گی عنداللہ اس کا اجر وثواب بھی ملے گا؛ کیونکہ مسلمان کو نقصان سے محفوظ رکھنا زیادہ اہم ہے۔

دوسری صورت:

راز کو ظاہر کرنے کی صورت میں کسی کی جان جانے کا تو قوی خطرہ نہ ہو؛ لیکن ضررعظیم اور فتنہ وفساد کا خطرہ ہو اور پوری تحقیق بھی ہوجائے کہ یہ شخص فسادی، ملزم ومجرم ہے تو اس پر واجب تو نہیں کہ وہ خود جاکر محکمۂ پولس میں اس کی

اطلاع دے ، البتہ اگر اہل حکومت کسی وقت تحقیق کرنا چاہیں تو ایسی حالت میں ان کو مطلع کرنا ضروری ہوگا۔

تیسری صورت :

راز کو ظاہر نہ کرنے کی صور ت میں کسی کی جان کا یا عام لوگوں کے ضرر کا خطرہ تونہ ہو ؛ لیکن شخصی طورپر کسی کو ضرر پہونچ سکتاہو، تو ایسی صورت میں بھی اس پر واجب اور ضروری نہیں کہ تحقیق کرکے صاحب معاملہ کو اطلاع کرتا پھرے، لیکن اگر اطلاع کردے تو اس کی اجازت ہے ۔

البتہ اگر مخبر کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہو اور وہ محسوس کرے کہ میری مخبری کی وجہ سے میں جرائم پیشہ لوگوں کی زد میں آسکتا ہوں تو اس پر مخبری واجب نہیں ہونی چاہئے، ملاّ علی قاریؒ کی یہ تحریر اس سلسلہ میں کافی چشم کشاہے:

ولو رآہ فی معصیۃ فینکرہا بحسب القدرۃ وإن عجز یرفعہا إلی الحاکم إذا لم یترتب علیہ مفسدۃ (مرقاۃ شرح مشکوۃ ۱؍۲۷۰، ط: مکتبہ امدادیہ ، ملتان)۔

اگر کسی کو کسی معصیت اور گناہ میں مبتلا دیکھے تو حتی الامکان اس پر نکیر کرے، ورنہ حاکم وقت تک معاملہ پہونچائے، بشرطیکہ اس کو کسی مفسدہ اور پریشانی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

قرآن کریم نے ارشاد فرمایا : ولا تلقوا بأیدیکم إلی التہلکۃ (سورۃ بقرۃ : ۹۵)۔

جواب (۶): تجارتی کمپنیاں اپنے تجارتی مقاصد کے لئے لوگوں کے فیس بک اکائونٹ سے ان کی نجی معلومات کا ڈاٹا چراتی ہیں اور بعض جرائم پیشہ آئی ٹی ماہرین اس چوری میں ان کی مدد کرتے ہیں، اور اس کے نتیجہ میں خطیر رقم بھی وصول کرتے ہیں تو متعلق شخص کی اجازت کے بغیر ان کی معلومات کا ڈاٹا جمع کرکے کمپنیوں کو مہیا کرنا ،اور ان سے اس کی اجرت وصول کرنا یہ جائز نہ ہونا چاہئے ، اس لئے کہ یہ حرام طریقہ سے مال کمانا ہے۔

البتہ اس سلسلہ میں بھی مختلف قسم کی معلومات کی چوری کے احکامات مختلف ہوسکتے ہیں، جیسا کہ اسی محور کے سوال نمبر ایک کے جواب میں اس کی تشریح گذرچکی ہے ۔

جواب (۷): اگر کوئی مجرم جرم کا ارتکاب کرتا ہے ،مثلا کسی کو قتل کردیتا ہے ،یا اس طرح کی کوئی اور سنگین واردات انجام دیتا ہے ،مگر عام لوگوں کو یا حکومت کے متعلقہ محکمہ کو اس کے متعلق معلوم نہیں ہوتا ،جس کی وجہ سے وہ شخص گرفتار نہیں ہوتا، اور اسی کی جگہ پر دوسرے کسی شخص کو جوبے قصور ہے ،اس جرم میں شبہ کی بنیاد پر گرفتار کرلیا جاتاہے ، اور اس کے خلاف مقدمہ چلایا جاتاہے، اور اس بات کا پورا امکان اور قوی اندیشہ ہے کہ وہ بے قصور شخص جو در اصل جرم سے بری ہے، عدالت

میں مجرم قرار دے دیا جائے اور سزا یاب ہوجائے، ایسی صورت میں اگر کسی تنظیم کو اصل مجرم کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہو،اور اس مجرم کے جرائم کو منظر عام پر لانے کے لئے اور اس کے خلاف ثبوت مہیا کرنے کے لئے خفیہ کیمروں کا استعمال کرے، جیسا کہ ہندوستان میں ‘‘تہلکہ ڈاٹ کام ’’ کئی خوفناک مجرمین کو منظر عام پر لاچکی ہے اور مظلومین کو اس سے مدد بھی ملتی ہے ، اور بے گناہ شخص کو رہائی نصیب ہوتی ہے، تو اس طرح کی کارروائی شرعاً جائز ہونی چاہئے، اس لئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے :

انصر أخاک ظالماً أومظلوماً (البخاری ، کتاب الاکراہ، باب یمین الرجل لصاحبہ انہ أخوہ، رقم الحدیث: ۶۹۵۲)۔

لہٰذا ایسی جاسوسی اور کارروائی سے مظلومین کی مدد ہوگی ،البتہ ان تمام کام میں اصل دارومدار نیت پر ہے ،اگر وہ حسن نیت سے یہ کارروائی کرے تو اس سے وہ گنہگار نہیں ہوگا؛بلکہ ‘‘إنما الأعمال بالنیات’’ کے بموجب اجر وثواب کا مستحق ہوگا۔

جواب (۸): کمپیوٹر کے جو پروگرام بنائے جاتے ہیں ان میں کافی صرفہ ہوتا ہے ، اور صلاحیتیں بھی خرچ ہوتی ہیں، قانون کی نظر میں وہ اس کا حق اور ملکیت سمجھی جاتی ہے ،اس لیے اس کی اجازت کے بغیر اس کی نقل کرنا اور فروخت کرنا جائز نہیں ہے ، یہ چوری کے حکم میں ہے اور اس کی فروخت سے جو پیسے حاصل کر لئے گئے ہوں ،اسے پروگرام تیار کرنے والی کمپنی تک پہونچادینا چاہئے، اگر کمپنی کو صورت حال سے مطلع کرنا دشوار ہوتو اس کوڈونیشن کے نام پر رقم دی جاسکتی ہے یا اس کے کھاتہ میں منتقل کی جاسکتی ہے۔

اس لئے کہ کسی شئ کی ایجاد ایسی چیز نہیں ہے ،جو ایک دن یا چند دنوں میں اپنے نتیجہ تک پہنچ جائے؛ بلکہ اس کے لئے متواتر کوششوں ، مسلسل غور وفکر ، تجربات اور ان تجربات میں کثیر اخراجات سے گزرنا پڑتا ہے ،اسی پس منظر میں اس عہد میں حق ایجاد کی بڑی اہمیت ہوگئی ہے۔

موجودہ بین الاقوامی قانون اور عرف میں ہر موجد(Inventor) کو اپنی ایجاد کردہ شئ کے تئیں کچھ خاص قسم کے حقوق دیئے گئے ہیں، جنہیں ‘‘حق ایجاد ’’ سے تعبیر کیا جاتاہے، حق ایجاد کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص نے کسی چیز کو ایجاد کیا، یا ایجاد شدہ شئ تھی ،لیکن اس کو نئے قالب اور نئی شکل میں ڈھالا تو وہ قانوناً اس بات کا حقدار ہوگا کہ تنہا اپنی ایجاد کردہ شئ کو کسی کے ہاتھ مستقلاً فروخت کردے ،مثلاً کسی میڈیکل سائنٹسٹ نے کینسر،ہارٹ اٹیک یا کسی بھی مرض کے علاج کے لئے کوئی فارمولہ ایجاد کیا، تو اسے حق ہوگا کہ وہ تنہا اس فارمولہ کے مطابق بنائی ہوئی دوا کو بازار میں بیچے، یا کسی کمپنی کے ہاتھوں اس فارمولہ ہی کو فروخت کردے، کیوں کہ اپنی کوشش کو نتیجہ

خیز بنا نے کے لئے اس نے سخت محنت بھی کی ہے اور اخراجات بھی، آج پوری دنیا میں آئینی طورپر موجد کے لئے اس ‘‘حق ’’ کو تسلیم کیا گیا ہے ۔

حق ایجاد کی فقہی حیثیت:

جہاں تک اس کی شرعی وفقہی حیثیت کا پہلو ہے ،تو اس سلسلہ میں ان نکات کو پیش نظر رکھنا چاہئے :

(۱) حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک صاحب اسمر بن مضرس بیعت کے لئے حاضر ہوئے، آپ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اس چیز کی طرف سبقت کی جس کی طرف کسی مسلمان نے سبقت نہ کی ہوتو وہ چیز اس کی ہے، من سبق إلی مالم یسبقہ إلیہ مسلم فہو لہ (سنن ابی داود،باب الخراج، حدیث نمبر: ۲۹۴۷) ۔

اس حدیث سے یہ بات اخذ کی جاسکتی ہے کہ جس نے سب سے پہلے کسی چیز کو دریافت (ایجاد)کیا ہو، وہ دوسروں کے مقابلہ میں اس شئ سے نفع حاصل کرنے کا زیادہ حقدار ہوگا؛ کیوں کہ حدیث کے الفاظ ‘‘عام ’’ ہیں، گویا سبقت کی گئی شئ خواہ مادی ہو یا غیر مادی، اور خواہ افتادہ زمین ہو، پانی کا چشمہ ہو، کنواں ہو، کان ہو، یا سائنس وٹکنالوجی سے متعلق کوئی تحقیق اور فارمولہ ہو، سب کو شامل ہے ۔

فقہاء اس طرح کے حق کو ‘‘حق اسبقیت ’’ سے تعبیر کرتے ہیں ،لہٰذا حق ایجاد پر بھی وہی احکام منطبق ہوں گے جو حق اسبقیت سے متعلق ہیں، اور ان کی خرید وفروخت درست ہوگی اور اس کو چرانا ناجائز ہوگا۔

(۲)ایک تو ‘‘ایجاد ’’ خود ایک مشکل کام ہے اور اس میں کثیر اخراجات بھی ہیں، پھر اس کی اصل اہمیت اور قیمت ‘‘سرکاری رجسٹریشن ’’ کے بعد ہی ہوا کرتی ہے،اور اس کے لئے بھی موجد کو خاصی محنت ومشقت کرنی پڑتی ہے، نیز وقت اور مال بھی بڑی مقدار میں صرف کرنا پڑتا ہے ،تب جاکر حکومت اس ‘‘حق ایجاد ’’ کو تسلیم کرتی ہے،اس کا تقاضا ہے کہ اس کو قابل معاوضہ حق سمجھا جائے ۔

(۳) عرف میں حق ایجاد کو قیمتی مال شمار کیا جاتا ہے اور ان کی خرید وفروخت کی جاتی ہے اور عرف ورواج کو مالیت کے ثبوت میں خاص اہمیت حاصل ہے ۔

(۴) یہ حق اس قابل ہے کہ رجسٹریشن کے ذریعہ اس کو محفوظ کرلیا جائے،اس طرح مال ہونے کے لئے فقہاء نے قابل ذخیرہ ہونے (احراز) کی جو شرط لگائی ہے وہ بھی یہاں موجود ہے ۔

(۵) اپنی اصل کے اعتبار سے یہ حق مباح ہے ، یعنی اس کے ناجائز یا ناپسندیدہ ہونے کا شریعت میں صراحۃً یا اشارۃً کوئی ذکر نہیں ہے اور اُصول یہ ہے کہ اشیاء میں اصل مباح ہونا ہے، جب تک کہ کوئی وجہ ممانعت نہ آجائے ، الأصل فی الأشیاء الإباحۃ۔

(۶)حق ایجاد کو عصر حاضر کے بیشتر اہل علم اور اصحابِ افتاء نے معتبر مانا

ہے اور اس کی خرید وفروخت کو جائز قرار دیا ہے، اس سلسلہ میں علاء ہند وپاک میں حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ، حضرت مولانا فتح محمد لکھنوی (شاگرد مولانا عبدالحی لکھنؤیؒ)، حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحبؒ ، حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری صاحبؒ، حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ، حضرت مولانامحمد تقی عثمانی اور حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی وغیرہ خاص طورپر قابل ذکر ہیں۔

جواب (۹): دوسرے کے کمپیوٹر میں وائرس چھوڑنا اس نیت سے کہ یہ وائرس اس کے کمپیوٹر کو یا کسی خاص پروگرام کو نقصان پہونچائے تو یہ ناجائز ہونا چاہئے؛ اس لئے کہ ایک مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی کو اپنی زبان یا ہاتھ کے ذریعہ نقصان پہونچائے، حدیث شریف میں ارشاد نبوی ﷺ ہے :

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ (بخاری شریف: رقم الحدیث: ۱۰،۱۱، مسلم شریف: رقم الحدیث: ۱۶۲)۔

دوسری حدیث میں ارشاد ہے :

کل المسلم علی المسلم حرام مالہ ودمہ وعرضہ (ابوداود، رقم الحدیث: ۴۲۳۸)۔

مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے، اس کا مال بھی ، اس کی جان اور اس کی عزت وآبرو بھی ۔

نیز اس کے نتیجے میں کسی کمپنی یا ادارہ کو ناقابل تلافی نقصان ہوتا ہے اور بسا اوقات اس قدرمنفی اثرات مرتب ہوتے ہیں کہ وہ کمپنی بند کرنی پڑتی ہے اور اس کے ذمہ داران اقتصادی مسائل کے شکار ہوجاتے ہیں،اسلامی نقطۂ نظر سے یہ جائز نہیں ، اس لئے کہ اس میں دھوکہ ،فریب، بدخواہی ، بددیانتی ،اور ایذارسانی ہے، اور بسا اوقات اس مینمقصد دوسروں کی کمپنی اجاڑ کر اپنی کمپنی سجانا بھی ہوتا ہے؛ حالانکہ قرآن کریم نے ایسی تمام کمائی اور مال کے کھانے سے سختی سے منع فرمایاہے ،جو کسی کو نقصان پہونچاکر باطل طریقہ سے حاصل کیا گیا ہو۔ ارشاد باری تعالی ہے :

یٰـاَیّہا الذین آمنوا لا تأکلوا أموالکم بینکم بالباطل ---- ومن یفعل ذلک عدواناً وظلماً فسوف نصلیہ ناراً وکان ذلک علی اللہ یسیراً (النساء: ۳۰-۲۹)۔

اور اگر وائرس داخل کرنا خراب اور غیر اخلاقی مواد کو ضائع کرنے کے لئے ہے، تو یہ جائز ہونا چاہئے؛ اس لئے کہ ''نہی عن المنکر ''ہرمسلمان کا فریضہ ہے، جیسا کہ اس سلسلہ میں ماقبل میں آیات واحادیث گذر چکی ہیں۔

اسی طرح ''الأمور بمقاصدہا'' کے قاعدہ کے تحت بھی یہ جائز ہونا چاہئے ،کہ مقصد غیر اخلاقی مواد کو ختم کرنا ہے نہ کہ کسی کو نقصان یا تکلیف پہنچانا۔

محور سوم :

جواب (۱): آج کل موبائل کے ذریعے ایس ایم ایس یا اس پر انٹرنیٹ کی سہولیات سے استفادہ کرتے ہوئے ای میل یا واٹس ایپ جیسے اپلیکیشنز کی مدد سے بعض لوگ مذہبیات کے متعلق کوئی بات بھیج کر اسے بہت سی شرطوں سے مشروط کردیتے ہیں، بعض دفعہ وہ بات تو اصلا درست ہوتی ہے لیکن اس میں لگائی گئی شرطیں محض لغو ہوتی ہیں، مثلا : اتنے لوگوں کو یہ میسیج فارورڈکریں تو یہ خوش خبری ملے گی اور ایسا نہیں کیا تو یوں ہوجائے گا وغیرہ وغیرہ ،ایک طریقہ یہ ایجاد کیا گیا ہے کہ ماں جیسے کسی پاک رشتے سے متعلق کوئی جذباتی میسیج لکھا جاتا ہے اور اس کے آگے لکھتے ہیں کہ اگر آپ بھی اپنی ماں سے محبت کرتے ہیں تو ضرور اس میسیج کو کم از کم اتنے لوگوں کو بھیجیں وغیرہ وغیرہ ۔

بعض دفعہ ایسے میسیج آگے بھیج دیے جاتے ہیں ،جو خود بھیجنے والے کو بھی سمجھ میں نہیں آتے اور اس کے لکھنے والے کے علم کے متعلق بھی پتہ نہیں ہوتا کہ اس نے جوبات کہی ہے ،صحیح علم کی روشنی میں کہی ہے یا یوں ہی اللہ ٹَپ سنی سنائی بات آگے بھیج دی ہے! بس دوستوں نے انہیں بھیجا اس لیے وہ اسے آگے پہنچادیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہم نے ایک دینی ذمہ داری ادا کردی، خیال رہے کہ رسولِ رحمت حضرت محمد ﷺ نے جن اخلاقِ حسنہ پر بہت زیادہ زور دیا ہے؛ بلکہ جنہیں ایمان کا لازمہ قرار دیا ہے، ان میں راست گوئی اور صدق وامانت داری بھی ہے، یعنی سچ بولنا بذاتِ خود ایک عبادت ہے، سچائی کا دامن کسی دنیوی معاملے میں بھی ہاتھ سے چھوٹنا نہیں چاہئے ، پھر دین کے معاملے میں ایسی باتوں کی کیسے اجازت دی جاسکتی ہے جن سے اصل دین کی شکل مسخ ہوکر رہ جائے ۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی سخت ممانعت فرمائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری طرف نسبت کرکے حدیث بیان کرنے میں احتیاط کرو۔ صرف وہی حدیث بیان کرو جس کا حدیث ہونا تمہیں معلوم ہے ،جس شخص نے بالقصد میری طرف غلط بات منسوب کی ،اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لینا چاہئے، جس نے قرآن مجید کی تفسیر میں اپنی رائے سے کچھ کہا، اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالینا چاہیے۔

‘‘عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال:اتقوا الحدیث عنی إلا ما علمتم، فمن کذب علیّ متعمّدًا فلیتبوأ مقعدہ من النار، ومن قال فی القرآن برأیہ فلیتبوأ مقعدہ من النار’’ (ترمذی:ابواب تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ، رقم الحدیث: ۲۹۵۱)۔

ہاں دین کی مستند باتیں آگے پہنچانے کے ساتھ صرف اتنا کہہ دیا جائے کہ اسے دوسرے تک بھی پہنچانے کا اہتمام کریں تو ثواب کے مستحق ہوں گے وغیرہ وغیرہ ،تو

اس کی گنجائش ہے ،یعنی دین کے فروغ کے لیے ان آلات کو تواستعمال کیجئے؛ لیکن دین کی کسی بات کے ساتھ ہر گز کوئی ایسی بات شامل نہ کیجئے جو جھوٹ پر مبنی ہو، اسی طرح دنیوی معاملہ میں بھی جب تک کسی کی تحقیق نہ ہو جائے اس کو آگے نہ بھیجے ، اور اگر تحقیق کے بعد معلوم ہوکہ یہ بات خلاف واقعہ ہے تو بھی اس کو آگے بھیجنا درست نہیں۔ اگر ان باتوں کا خیال نہ رکھا گیا تو وہی کام جسے نیکی کی نیت اور ثواب کی امید پر کیا جارہا ہے، آخرت میں عذاب ومواخذے کا سبب بن جائے گا، اللہ تعالی ہم تمام مسلمانوں کی اس سے حفاظت فرمائے ۔ آمین !

جواب (۲) : ایک شخص دوسرے شخص کو جو مراسلہ لکھتا ہے اس میں کسی کے لئے یہ درست نہیں کہ اس کے مضمون میں کوئی تبدیلی یا کسی قسم کا تغیر کرے ، اس کی اجازت کے بغیر اس پر دست درازی جائز نہیں ہے ،اس لئے کہ یہ شرعاً اس کی ملکیت ہے؛ البتہ اس کے لئے یہ شرط ہے کہ اس مراسلہ میں کسی منکر کی دعوت یا کسی بدعت یا گمراہی کی اشاعت نہ کی گئی ہو، اگر ایسا مضمون ہے تو اس منکر بات کو ضائع کردینا واجب ہے ، لہذا اس میں رد وبدل کرنے کی اجازت ہونی چاہئے ۔

جواب (۳): حکومت کو حفاظتی اقدامات کے طورپر لوگوں کی نجی معلومات کو حاصل کرنے کی اجازت تو ہوسکتی ہے؛ لیکن ان معلومات کو بلا ضرورت دوسروں تک پہونچانے کی یا لوگوں میں عام کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے، اس لئے کہ لوگوں کی نجی باتیں حکومت کے پاس امانت ہیں، حکومت کو اس میں رازداری سے کام لینا چاہئے ، جیسا کہ پیچھے حدیث گزری ''المجالس بالأمانۃ'' لہذا حکومت کی شرعی،اخلاقی اور قانونی ذمہ داری ہے کہ اپنے کسی شہری کا راز افشاء نہ کرے، جس سے اس کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہو، یا سماج میں اس کی بدنامی ہو، البتہ اگر شدید ضرورت ہو تو افشاء راز کی اجازت ہونی چاہئے، جیسا کہ فقہی قاعدہ ہے: ''الضرورات تبیح المحظورات'' مثلاً لوگوں کو اس سے خطرہ ہو ،نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہو تو لوگوں کو نقصان سے بچانے کے لئے اس کی معلومات کو عام کیا جاسکتا ہے ۔

جواب (۴): انٹر نیٹ پر ڈالے جانے والے اشتہارات یا متعین اشخاص کو بھیجے جانے والے اشتہارات اگر ان چیزوں کے ہیں جن کا استعمال جائز اور مباح ہے، کہ شرعاً ان کے استعمال میں کوئی قباحت اور ممانعت نہ ہو ،نیز اشتہار کے لئے کمپنی جو طریقۂ کار اختیار کرتی ہے وہ بھی شرعاً درست ہو، مثلاً اشتہار میں جاندار کی تصاویر یا کسی ایسی چیز کا استعمال نہیں کرتی جو شرعاً ممنوع ہو تو ایسے اشتہار ات کو پھیلانے اور دوسروں تک بھیجنے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے، اور اگر یہ شرائط نہ پائی جائیں تو پھر ان کو پھیلانا یا دوسروں تک بھیجنا جائز نہ ہونا چاہئے،ارشاد ربانی ہے :

ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان (المائدۃ: ۲)۔

لہذا گناہ یا ممنوع کاموں میں کسی بھی طرح کا تعاون یہ جائز نہیں ہے۔

جواب (۵): انٹر نیٹ پر ڈیجیٹل تصویر کی شکل میں جو کارٹون بنائے جاتے ہیں، تو جن حضرات کے یہاں ڈیجیٹل عکس بندی جائز ہے ان کے نزدیک اس طرح کے کارٹون بھی جائز ہونے چاہئیں، اس لئے کہ کارٹون بھی تصویر ہی کے مشابہ ہے ، کہ اس میں بھی جسم کے اعضاء آنکھ ، کان، ناک، منہ وغیرہ سب ہوتا ہے؛ البتہ اس میں شرط یہ ہے کہ اس سے تعمیری تنقید اور طنز مقصود ہو،کسی کی ہتک عزت اور لوگوں کے درمیان کسی کا مذاق بنانا مقصود نہ ہو، اوراگر اس سے اس کے دل کو ٹھیس پہونچے ،تکلیف ہو تو یہ جائز نہ ہونا چاہئے؛ اس لئے کہ ایذاء مسلم حرام ہے ، جیسا کہ اوپر دوسرے محور کے آخری سوال میں حدیث گذرچکی۔

جواب (۶): عام حالات میں بلا اجازت موبائل میں کسی کی گفتگو ٹیپ کرنا جائز نہیں، جیسا کہ حدیث پیچھے گذری کہ مجلسوں میں کہی گئی بات امانت ہے، اور ٹیپ کرنے کی وجہ سے یہ امانت محفوظ نہ رہ سکے گی؛ بلکہ اس کے دوسروں تک پہونچنے کا عین امکان ہے، دوسری حدیث میں ہے :

عن جابر بن عبداللہ عن النبی ﷺ قال:إذا حدث الرجل الحدیث ثم التفت فہی أمانۃ (ترمذی: ابواب البر والصلۃ۱۸،۲، رقم الحدیث: ۱۲۶۸، ط:کتب خانہ رشیدیہ،دہلی)۔

وقال محشیہ:قولہ ثم التفت:یعنی إذا حدث أحد عندہ حدیثا ثم غاب صار حدیثہ أمانۃ عندک لا یجوز إضاعتہا والخیانۃ فیہا بإفشائہا (حاشیۃ الترمذی)۔

البتہ حکومت اگر کسی کے فون پر کی ہوئی گفتگو کو ٹیپ کرنے کا حکم کرتی ہے ملک کی حفاظت کی خاطر اور امن عامہ کو بحال کرنے کی خاطر؛تاکہ جرائم پیشہ افراد اور عناصر پر نظر رکھی جاسکے تو یہ فعل جائز ہونا چاہئے، جیسا کہ محور دوم کے سوال نمبر (۴) کے جواب میں اس کی تفصیل گذچکی ہے۔

خلاصۂ بحث:

محور اول

(۱) مختلف سہولتوں کے حامل موبائل (جن کو اسمارٹ فون کہا جاتا ہے) اس کے استعمال کا حکم استعمال کرنے والے کے تابع ہونا چاہئے، اگر جائز اور مستحسن کاموں کے لئے اس کا استعمال ہے تو جائز ہونا چاہئے اوراگر غلط مقاصد کے لئے استعمال ہے تو ناجائز۔

(۲) ملٹی اپلیکیشن موبائل میں قرآن مجید یا دوسری دینی کتابوں کا محفوظ کرنا بلا کراہت جائز ہونا چاہئے،اس لئے کہ فحش مناظر کا سافٹ ویئر اگر بند ہے تو وہ عدم کے درجہ مینہے،کہ گویا کہ وہ فحش مناظر اس میں ہے ہی نہیں۔

(۳) اگر موبائل کی اسکرین پر قرآن موجود ہوتو پورا سیٹ قرآن مجید کے حکم میں

نہ ہونا چاہئے؛ بلکہ صرف اسکرین قرآن مجید کے حکم میں ہوگی، اورصرف اسکرین کو بلا وضو ہاتھ لگانا جائز نہ ہوگا، البتہ برابر سے یا نیچے کے حصہ سے اس کو بلاوضو چھونا جائز ہونا چاہئے؛ تاہم اگر موبائل بند ہے یا قرآن کا پروگرام بند ہے تو اس حالت میں اس کو بلا وضو چھونا جائز ہونا چاہئے۔

(۴)موبائل سے دینی یا معلوماتی پیغامات کو دوسروں تک بھیجنا درست ہونا چاہئے، چاہے کوئی اس بھیجنے کو پسند کرے کہ نہ کرے۔

(۵) ایسے پیغامات اگر صحیح ہوں اور ان میں کوئی غیر اخلاقی بات بھی نہ ہوتو ان کو غیر محرم مرد یا عورت کو بھیجنے میں بھی کوئی حرج نہ ہونا چاہئے، بشرطیکہ غیر محرم سے پردہ کا پورا لحاظ کیا گیا ہو، اور اس طرح پیغامات کی ترسیل بعد میں بے جا گفتگو اور بے تکلف بات چیت تک نہ پہونچائے ۔

(۶) فقہ اسلامی کی روسے تصویر والے پیغامات کو آگے بڑھانا جائز نہ ہونا چاہئے؛ البتہ مواقع ضرورت اس سے مستثنیٰ ہونے چاہئیں ۔

(۷)مساجدومدارس وغیرہ میں عام حالات میں تو cctv کیمرہ نصب کرنا جائز نہ ہونا چاہئے،لیکن جہاں چوری، خیانت ،جان ومال کے تلف وضیاع کے خطرات ہوں وہاں حفاظتی نقطۂ نظر سے دفع مضرت کے اصول کے پیش نظر اجازت ہونی چاہئے ۔

(۸)اسکیننگ مشین میں سے گذرنے پر انسان کے جسم کی بناوٹ صاف نظر نہیں آتی، صرف ہڈیوں کے ڈھانچے کی صورت نظر آتی ہے ،اس لئے ایک مسلمان کا ایسی مشین سے گذرنا صحیح ہونا چاہئے۔

محور دوم :

(۱) مختلف قسم کی معلومات کی چوری کے احکام الگ الگ ہوسکتے ہیں:

الف: ایسی معلومات کی چوری کرنا جس سے کسی کی عزت وآبرو کو ٹھیس پہونچے تو ایسا کرنا بالکل ناجائز ہونا چاہئے۔

ب: ایسی معلومات کی چوری کرنا جس سے کسی کو معاشی پہلو سے نقصان پہونچے تو ایسی چوری بھی ناجائز ہونی چاہئے۔

ج: ایسی معلومات کی چوری کرنا جس سے چوری کرنے والے کو توفائدہ ہو،لیکن اصل شخص کو کوئی نقصان نہ ہو تو شرعاً یہ چوری کے حکم میں نہ ہونا چاہئے ۔

(۲)اگر کسی نے دوسرے کی معلومات چوری کرہی لی تو اصل شخص کی اجازت کے بغیر اس کو آگے بڑھانا درست نہ ہونا چاہئے ۔

(۳)شوہر اور بیوی کا ایک دوسرے کی معلومات کو اطلاع کئے بغیر حاصل کرنے کا مقصد اگراپنے شریک حیات کی حفاظت ہو تو جائز ہونا چاہئے، اور اگر جاسوسی کی وجہ بدگمانی ہوتو جائز نہ ہونا چاہئے ۔

(۴)اگر حکومت یا محکمۂ پولس ملک کے دفاع کی خاطر یا امن عامہ کو بحال کرنے کی خاطر کسی کی شخصی معلومات کو حاصل کرے تو یہ جائز ہونا چاہئے ، لیکن کسی مسلمان کی نجی زندگی اور نجی حالات سے باخبر رہنے کے لئے جاسوسی کرے تو یہ جائز نہ ہونا چاہئے۔

(۵) کسی کی اندرونی اور خفیہ باتیں اگر معلوم ہوجائیں تو ان کا اظہار اور افشاء کسی مصلحت داعیہ کے بغیر جائز نہیں، ہاں جب ان کے اظہار کی ضرورت ومصلحت مقتضی بن جائے تو پھر ان کا اظہار کبھی جائزاورکبھی واجب اور ضروری ہوجاتا ہے۔

(۶)جرائم پیشہ آئی ٹی ماہرین کا لوگوں کے فیس بک اکائونٹ سے ان کی اجازت کے بغیر معلومات کو چرانا اور تجارتی کمپنیوں کو مہیا کرنا، نیز ان سے اسکی اجرت وصول کرنا جائز نہ ہونا چاہئے ۔

(۷) اگر کسی تنظیم کو اصل مجرم کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہوں،اور اس مجرم کے جرائم کو منظر عام پر لانے کے لئے اور اس کے خلاف ثبوت مہیا کرنے کے لئے خفیہ کیمروں کا استعمال کرے، جیسا کہ ہندوستان میں ‘‘تہلکہ ڈاٹ کام ’’ کئی خوفناک مجرمین کو منظر عام پر لاچکی ہے اور مظلومین کو اس سے مدد بھی ملتی ہے ، اور بے گناہ شخص کو رہائی نصیب ہوتی ہے، تو اس طرح کی کارروائی شرعاً جائز ہونی چاہئے۔

(۸) کمپیوٹر کے جو پروگرام بنائے جاتے ہیں ان میں کافی صرفہ ہوتا ہے ، اور صلاحیتیں بھی خرچ ہوتی ہیں، قانون کی نظر میں وہ اس کا حق اور ملکیت سمجھی جاتی ہیں،اس لیے اس کی اجازت کے بغیر ان کی نقل کرنا اور فروخت کرنا جائز نہیں ہے ، یہ چوری کے حکم میں ہے، اور اس کی فروخت سے جو پیسے حاصل کر لئے گئے ہوں ،اسے پروگرام تیار کرنے والی کمپنی تک پہونچادینا چاہئے، اگر کمپنی کو صورت حال سے مطلع کرنا دشوار ہوتو اس کوڈونیشن کے نام پر رقم دی جاسکتی ہے یا اس کے کھاتہ میں منتقل کی جاسکتی ہے۔

(۹)دوسرے کے کمپیوٹر میں وائرس چھوڑنا اس نیت سے کہ یہ وائرس اس کے کمپیوٹر کو یا کسی خاص پروگرام کو نقصان پہونچائے تو یہ ناجائز ہونا چاہئے، اور اگر وائرس داخل کرنا خراب اور غیر اخلاقی مواد کو ضائع کرنے کے لئے ہے ،تو یہ جائز ہونا چاہئے۔

محور سوم:

(۱) ای میل یا واٹس ایپ جیسے اپلیکیشنز کی مدد سے بعض لوگ مذہبیات کے متعلق کوئی بات بھیج کر اسے بہت سی شرطوں سے مشروط کردیتے ہیں،اس کی چند صورتیں ہوسکتی ہیں:

الف: بعض دفعہ وہ بات تو اصلاً درست ہوتی ہے لیکن اس میں لگائی گئی شرطیں محض لغو ہوتی ہیں۔

ب: بعض دفعہ ایسے میسیج آگے بھیج دیے جاتے ہیں ،جو خود بھیجنے والے کو بھی سمجھ میں نہیں آتے اور ان کے لکھنے والے کے علم کے متعلق بھی پتہ نہیں ہوتا کہ اس نے جوبات کہی ہے ،صحیح علم کی روشنی میں کہی ہے یا یوں ہی الل ٹَپ سنی سنائی بات آگے بھیج دی ہے،ان دونوں صورتوں میں آگے بھیجنا درست نہ ہوگا۔

ج: ہاں ! دین کی مستند باتیں آگے پہنچانے کے ساتھ صرف اتنا کہہ دیا جائے کہ اسے دوسرے تک بھی پہنچانے کا اہتمام کریں تو ثواب کے مستحق ہوں گے وغیرہ وغیرہ ،تو اس کی گنجائش ہے ۔

د: دین کی کسی بات کے ساتھ ہر گز کوئی ایسی بات شامل نہ کرنی چاہئے جو جھوٹ پر مبنی ہو۔

ہ: اسی طرح دنیوی معاملہ میں بھی جب تک کسی بات کی تحقیق نہ ہو جائے اس کو آگے نہ بھیجے ۔

و:اور اگر تحقیق کے بعد معلوم ہوکہ یہ بات خلاف واقعہ ہے تو بھی اس کو آگے بھیجنا درست نہیں۔

(۲) ایک شخص دوسرے شخص کو جو مراسلہ لکھتا ہے اس میں کسی کے لئے یہ درست نہینکہ اس کے مضمون میں کوئی تبدیلی یا کسی قسم کا تغیر کرے ، اس کی اجازت کے بغیر اس پر دست درازی جائز نہیں ہے ۔

(۳) حکومت کو حفاظتی اقدامات کے طورپر لوگوں کی نجی معلومات کو حاصل کرنے کی اجازت تو ہوسکتی ہے ؛ لیکن ان معلومات کو بلا ضرورت دوسروں تک پہونچانے کی یا لوگوں میں عام کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

(۴) انٹر نیٹ پر ڈالے جانے والے اشتہارات یا متعین اشخاص کو بھیجے جانے والے اشتہارات اگر ان چیزوں کے ہیں جن کا استعمال جائز اور مباح ہے،نیز اشتہار کے لئے کمپنی جو طریقۂ کار اختیار کرتی ہے وہ بھی شرعاً درست ہوتو ایسے اشتہارات کو پھیلا نے اور دوسروں تک بھیجنے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے۔

(۵) انٹر نیٹ پر ڈیجیٹل تصویر کی شکل میں جو کارٹون بنائے جاتے ہیں، تو جن حضرات کے یہاں ڈیجیٹل عکس بندی جائز ہے ان کے نزدیک اس طرح کے کارٹون بھی جائز ہونے چاہئیں؛ البتہ اس میں شرط یہ ہے کہ اس سے تعمیری تنقید اور طنز مقصود ہو،کسی کی ہتک عزت اور لوگوں کے درمیان کسی کا مذاق بنانا مقصود نہ ہو ۔

(۶)عام حالات میں بلا اجازت موبائل میں کسی کی گفتگو ٹیپ کرنا جائز نہیں؛ البتہ حکومت اگر کسی کی گفتگو کو ٹیپ کرنے کا حکم کرتی ہے،جس کا مقصد صرف اور صرف ملک کی حفاظت کی خاطر اور امن عامہ کو بحال کرناہے ، تو یہ فعل جائز ہونا چاہئے۔

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل

مفتی محمد سلمان منصورپوری•

محور اول:

(۱) الجواب وباللہ التوفیق: جس شخص کی کوئی دنیوی ضرورت (مثلاً تجارتی روابط وغیرہ) یا دینی حاجت (مثلاً مطالعہ کے لئے کتابوں کا محفوظ رکھنا یا مواعظ وخطبات ریکارڈ کرنا وغیرہ) ملٹی میڈیا موبائل سے وابستہ ہو، یعنی اُس کے بغیر اُس کی ضرورت بآسانی پوری نہ ہوسکے، تو ایسے شخص کے لئے محرمات سے بچتے ہوئے ملٹی میڈیا موبائل استعمال کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن جس شخص کی کوئی دینی یا دنیوی ضرورت ایسے موبائل سے وابستہ نہ ہو، یا اِس طرح کا موبائل رکھنے میں اُس کے مبتلائے معصیت ہونے کا قوی اِمکان ہو، تو ایسے شخص کے لئے ملٹی میڈیا موبائل کا استعمال مکروہ (تحریمی) ہوگا؛ کیونکہ جلب منفعت کے مقابلہ میں دفع مضرت کی اَہمیت زیادہ ہے۔

الأمور بمقاصدہا، یعني الحکم الذي یترتب علیٰ أمر یکون علیٰ مقتضی ما ہو المقصود من ذٰلک الأمر (قواعد الفقہ: ۴۵، الأشباہ والنظائر: ۱۰۲)۔

درء المفاسد أولیٰ من جلب المنافع (قواعد الفقہ: ۵۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) الجواب وباللہ التوفیق: اس مسئلہ میں اصل حکم شرعی تو یہی ہے کہ ایسے موبائل میں قرآنِ مجید یا دینی کتابیں رکھنا ممنوع نہیں ہے، اگرچہ اُس کی میموری میں فواحش ومحرمات بھی موجود ہوں؛ اِس لئے کہ موبائل کے اندرونی نظام کے اعتبار سے میموری میں محفوظ مواد خلط ملط نہیں ہوتا۔ بریں بنا یہ نہیں کہا جائے گا کہ قرآنِ کریم کے ساتھ حقیقۃً فحش چیزیں خلط ملط ہوگئی ہیں؛ البتہ عرفاً یہ بات یقینا اَدب کے خلاف اور قرآنِ کریم کی حرمت وعظمت کے منافی ہے کہ جس آلہ سے قرآن پڑھا اور سنا جائے اُسی آلہ کو محرمات میں استعمال کیا جائے، اِس لئے اِس سے احتراز کرنا اور موبائل کو ہر طرح کے محرمات سے خالی کردینا ہر مسلمان کے لئے لازم ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: {وَلاَ تَقْرَبُوْا الْفَوَاحِشَ مَا ظَہَرَ مِنْہَا وَمَا بَطَنَ} [الأنعام: ۱۵۲]۔

المستفاد: أما الصورۃ التي لیس لہا ثبات واستقرار ولیست منقوشۃ علیٰ شيء بصفۃ دائمۃ؛ فإنہا بالظل أشبہ (تکملۃ فتح الملہم ۴؍۱۶۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

• استاذ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد۔

(۳) الجواب وباللہ التوفیق: مسئولہ صورت میں اگر موبائل کی اسکرین پر ایسا کور چڑھا ہوا ہے جسے بآسانی الگ کیا جاسکتا ہے، تو اسکرین پر قرآنِ پاک کھلے ہوئے رہنے کی حالت میں کور کے اوپر سے موبائل کو چھونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ومسّہ إلا بغلافہ المنفصل أي کالجراب والخریطۃ دون المتصل کالجلد المشرز ہو الصحیح، وعلیہ الفتویٰ؛ لأن الجلد تبع لہ (رد المحتار مع الدر المختار ۱،۴۸۸، زکریا)۔

اور اگر موبائل کور سے خالی ہو اور اسکرین پر قرآنِ کریم کے حروف نمایاں ہوں، تو اِس بارے میں تین قول ہیں:

(۱) اُس اسکرین اور موبائل کو بلاوضو چھونا درست ہے؛ کیونکہ اسکرین پر جو حروف نمایاں ہورہے ہیں، وہ مکتوب نہیں ہیں؛ بلکہ موبائل میں محفوظ چپ سے نکلنے والی مرکب شعائیں ہیں؛ لہٰذا اُن پر لکھے ہوئے قرآن کا حکم صادر نہیں کیا جائے گا۔

المستفاد:فإن الصور لا تنقش علی الشریط، وإنما تحفظ فیہا الأجزاء الکہربائیۃ التي لیس فیہا صورۃ، فإذا ظہرت ہٰذہ الأجزاء علی الشاشۃ ظہرت مرۃً أخریٰ بذٰلک الترتیب الطبیعي؛ ولکن لیس لہا ثبات ولا استقرار علی الشاشۃ، وإنما ہي تظہر وتفني (تکملۃ فتح الملہم ۲،۱۶۴-۱۶۵، المکتبۃ الأشرفیۃ دیوبند)۔

(۲)دوسرا قول یہ ہے کہ صرف اسکرین پر نمایاں قرآنی حروف پر بلاوضو ہاتھ لگانا گناہ ہوگا؛ لیکن موبائل کے دیگر حصوں پر ہاتھ لگانے میں کوئی حرج نہ ہوگا، اِس قول کے قا ئلین کی دلیل یہ ہے کہ فقہاء نے دراہم ودنانیر جیسی اشیاء پر لکھی ہوئی آیات کے بارے میں یہ صراحت فرمائی ہے کہ صرف مکتوب حصہ کو بے وضو چھونا منع ہے، اور اس کے علاوہ حصہ کو بے وضو مس کیا جاسکتا ہے، یہی حکم موبائل کا بھی ہونا چاہئے۔

قولہ:ومسہ أي القرآن ولو في لوح أو درہمٍ أو حائطٍ؛ لکن لا یمنع إلا من مس المکتوب، بخلاف المصحف (شامي ۱،۴۸۸، زکریا)۔

(۳) تیسرا قول یہ ہے کہ قرآنِ پاک اسکرین پر نمایاں ہونے کی صورت میں پورے موبائل کو مکتوبہ قرآنِ پاک کے درجہ میں رکھا جائے، اور اِس حالت میں اسکرین اور موبائل کے دیگر حصوں پر بھی ہاتھ لگانا جائز نہ ہو، اِس قول کے قائلین کا دعویٰ یہ ہے کہ جس وقت موبائل میں قرآن کھول کر پڑھا جاتا ہے تو عرف میں اُسے قرآنِ پاک ہی کے درجہ میں سمجھا جانا تعظیم قرآن کے زیادہ لائق ہے، اور فقہاء نے مطبوعہ قرآن کی جلد اور خالی حصوں کو بھی بلاوضو چھونے سے تعظیماً منع فرمایا ہے، جیساکہ درج ذیل عبارت سے واضح ہے:

ویحرم مسہا أي الآیۃ لقولہ تعالیٰ:{لاَ یَمَسُّہٗ اِلاَّ الْمُطَہَّرُوْنَ} سواء کتب علیٰ قرطاسٍ أو درہمٍ أو حائطٍ إلا بغلاف متجاف عن القرآن (حاشیۃ الطحطاوي علیٰ مراقي الفلاح،ص: ۱۴۳،

المکتبۃ الأشرفیۃ)۔

ویمنع مسہ إلا بغلافہ المنفصل ... دون المتصل کالجلد المشرز ہو الصحیح وعلیہ الفتویٰ؛ لأن الجلد تبع لہ (الدر المختار مع الشامي ۴۸۸٫۱ زکریا، فتاویٰ قاسمیہ ۷۹-۸۰٫۴)۔

اِن تینوں اقوال میں آخری قول پر عمل کرنے میں احتیاط زیادہ ہے، اگرچہ دوسرے قول کی بھی بالکلیہ نفی نہیں کی جاسکتی؛ لیکن پہلا قول ہماری سمجھ سے بالاتر اور احتیاط کے منافی ہے؛ اِس لئے کہ آلات کا زیادہ تر مدار عرف پر ہوتا ہے، اور جس وقت آیاتِ قرآنیہ اسکرین پر نمایاں ہوتی ہیں، تو اگرچہ اُن کی داخلی کیفیت کچھ بھی ہو؛ لیکن عرفاً دیکھنے والا اُسے قرآن ہی سمجھتا ہے؛ لہٰذا اَدب کا تقاضا یہی ہے کہ کم اَز کم اسکرین پر بلاوضو ہاتھ نہ لگایا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) الجواب وباللہ التوفیق: تحقیق شدہ دینی یا معلوماتی پیغامات تحریری یا صوتی شکل میں ایک دوسرے کو بھیجنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ تاہم اگر یہ معلوم ہو کہ جس کو پیغامات بھیجا جارہا ہے، وہ ناگواری محسوس کرے گا تو علم ہونے کے باوجود اُسے پیغام بھیجنا جائز نہ ہوگا؛ کیونکہ یہ ایک طرح کی ایذا رسانی ہے، جس کی شریعت میں اِجازت نہیں ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: {یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًا بِجَہَالَۃٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ} [الحجرات: ۶]۔

إن اللہ - تعالیٰ - أمر بالتبیّن في الخبر والنباء (تفسیرکبیر ۱۰۴٫۲۸)۔

عن عبد اللہ بن عمرو رضي اللہ عنہما عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال:المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ (صحیح البخاري، کتاب الایمان / باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ ۶٫۱، رقم: ۱۰، دار الفکر بیروت)۔

کفی بالمرء کذبًا أن یحدث بکل ما سمع (صحیح مسلم ۸٫۱)۔

فلیبلغ الشاہد الغائب (صحیح البخاري ۲۱٫۱)، فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۵)الجواب وباللہ التوفیق: موبائل کے ذریعہ پیغامات کا تبادلہ آپسی گفتگو کی مانند ہے؛ لہٰذا جس طرح فتنہ کے مواقع میں نامحرم مرد وعورت کا گفتگو کرنا منع ہے، اِسی طرح پیغامات کا تبادلہ بھی ممنوع سمجھا جائے گا؛ البتہ اگر کوئی دینی یا دنیوی ضرورت کا مسئلہ ہو تو جس طرح ایسے مواقع پر نامحرم سے گفتگو جائز ہے، اِسی طرح صحیح پیغامات بھیجنے کی بھی گنجائش ہوگی، مثلاً کوئی عورت کسی مفتی سے بذریعہ پیغام مسئلہ پوچھے، تو مفتی کے لئے اُس کا جواب دینا جائز ہوگا۔ اِسی طرح اگر کوئی تحقیق شدہ مفید بات یا ریکارڈ شدہ اِصلاحی بیان وغیرہ اِس نیت سے بھیجا جائے کہ اُس سے دینی فائدہ ہوگا تو اِس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے پردہ کے پیچھے نامحرم عورتوں سے وعظ کیا جائے؛ لیکن اگر یہ محسوس کرے کہ اس طرح کی پیغام

رسانی سے بھی کوئی فتنہ ہوسکتا ہے تو یقینا اِس سے گریز کرنا چاہئے۔

قال اللہ تعالیٰ: {وَاِذَا سَئَلْتُمُوْہُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْہُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ} [الأحزاب : ۵۳]۔

الضرورة تتقدر بقدر الضرورة (قواعد الفقہ: ۸۹، رقم القاعدة: ۱۷۱)۔

(ولا يكلم الأجنبية إلا عجوزًا عطست أو سلمت فيشمتها لا يرد السلام عليها وإلا لا) أي وإلا تكن عجوزًا؛ بل شابة لا يشمتها ولا يرد السلام بلسانہ (شامي ۵۳۰٫۹، زكريا)۔

ولا يظن من لا فطنة عنده أنا إذا قلنا صوت المرأة عورة أنا نريد بذٰلک كلامها؛ لأن ذٰلک ليس بصحيح، فإنا نجيز الكلام مع النساء للأجانب ومحاورتهن عند الحاجة إلىٰ ذٰلک (شامي ۷۹٫۲، زكريا)۔

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنہ قال:قالت النساء للنبي صلى الله عليہ وسلم:غلبنا عليک الرجال فاجعل لنا يومًا من نفسک، فوعدہن يومًا لقيہن فيہ، فوعظہن وأمرہن فكان فيما قال لہن:ما منكنّ امرأة تقدم ثلاثة من ولدہا إلا كان لہا حجابًا من النار، فقالت امرأة:واثنتين؟ فقال:واثنتين (صحيح البخاري / كتاب العلم ۲۰٫۱ ، دار السلام سہارنپور) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) الجواب وباللہ التوفیق: محتاط علماء ومفتیانِ کرام کے نزدیک ڈیجیٹل تصاویر بھی عدمِ جواز کے دائرہ میں آتی ہیں، اُن کا حکم بھی عام تصویروں کی طرح ہے؛ لہٰذا بلاضرورت تصویری پیغامات کو آگے بڑھانا جائز نہ ہوگا؛ البتہ اگر کوئی اہم ضرورت وابستہ ہو، مثلاً کوئی ضروری پیغام یا دین کے خلاف غلط فہمیاں دور کرنے پر مشتمل کوئی مواد ہو، تو اُس کو عام کرنے کی گنجائش دی جائے گی۔

وإن كانت الصورة باقية الہيئة قائمة الشكل حرامٌ (فتح الباري۳۹۱٫۱۰، دار الفكر بيروت)۔

أما إتخاذ الصورة الشمسية للضرورة، أو الحاجة كحاجتہا في جواز السفر۔ وفي التاشيرة وفي البطاقات الشخصية أو في مواضع يحتاج فيہا إلىٰ معرفة ہوية المرء، فينبغي أن يكون مرخصًا فيہ (تكملة فتح الملہم/ باب تحريم تصوير صورة الحيوان، الصورة عند الحاجة ۱۶۴٫۴، المكتبة الأشرفية ديوبند)۔

الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامةً كانت أو خاصةً (الأشباہ والنظائر ۲۶۷٫۱ زكريا، قواعد الفقہ، ص: ۷۵، رقم القاعدة: ۱۰۸، دار الكتاب ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) الجواب وباللہ التوفیق: ضرورت کے وقت CCTV کیمرے لگانے میں کوئی حرج نہیں، مدارس ومساجد میں احتیاط کے ساتھ اُنہیں لگایا جاسکتا ہے، بس اِس کا خیال رکھا جائے کہ کسی کی بے پردگی نہ ہو، یعنی ایسی جگہ پر کیمرے نہ لگائے جائیں جس سے لوگوں کی نجی مصروفیات اور نقل وحرکت کی نگرانی نہ کی جائے؛ کیونکہ اِس سے فتنہ انگیزی ہوگی (مستفاد: كتاب النوازل ۴۷۰٫۱۶)۔

المستفاد:إن المرئى في المرآة مثالہ بالانعكاس لا ہو (الدر المختار مع الشامي، كتاب النكاح ۱۱۰٫۴، زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۸) الجواب وباللہ التوفیق: اِس طرح کی اسکیننگ مشین جس سے آدمی کے اَعضاء مستورہ دوسرے کے سامنے ظاہر ہوجائیں، شریعت میں جائز نہیں؛ لیکن اگر کسی ایئرپورٹ پر ایسی مشین لگی ہوئی ہو، اور اُس سے گذرے بغیر چارۂ کار نہ ہو، تو بحالتِ مجبوری مسلمان کے لئے اُس مشین سے گذرنا درست ہوگا۔

وعلیٰ ہٰذا لا یحل النظر إلیٰ عورۃ غیرہ فوقَ ثوب ملتزق بہا یصف حجمہا (شامي ، کتاب الحظر والاباحۃ ۵۲۶؍۹، زکریا)۔

الضرورات تبیح المحظورات (الأشباہ والنظائر ، الفن الأول في القواعد الکلیۃ، القاعدۃ الخامسۃ ۲۵۱؍۱، رقم: ۵۶۸، إدارۃ القرآن کراچی، قواعد الفقہ، ص: ۸۹، رقم القاعدۃ: ۱۷۰، دار الکتاب دیوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

محور دوم:

(۱) الجواب وباللہ التوفیق : بغیر اِجازت کسی کی غیرموجودگی میں اُس کے موبائل میں محفوظ مواد دیکھنا بالکل ناجائز ہے، اور یہ عمل تجسس کے دائرہ میں آئے گا، جوکہ حرام ہے۔

عن أبي ہریرۃ رضي اللہ عنہ عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم:إیاکم والظن، فإن الظن أکذب الحدیث، ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا ولا تباغضوا وکونوا عباد اللہ إخوانًا (صحیح البخاري، کتاب الادب/ باب ما یُنہی من التحاسد والتدابر، رقم: ۶۰۶۴، صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ ۳۱۶؍۱، رقم: ۲۵۶۳، بیت الأفکار الدولیۃ)۔

والمراد لا تبحثوا عن عیوب الناس ولا تتبعوہا (تکملۃ فتح الملہم ۳۵۹؍۵)۔

لا یجوز التصرف في مال غیرہ بغیر إذنہ ولا ولایتہٖ (شامي ۲۹۱؍۹ زکریا)۔

والتجسس: الاستماع إلیٰ حدیث القوم وہم لہ کارہون أو یتسمع علیٰ أبوابہم (تفسیر ابن کثیر ۶۵۶؍۵ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) الجواب وباللہ التوفیق: انٹرنیٹ سے کوڈ وغیرہ یا کسی بھی قسم کا لاک توڑکر کسی کی معلومات ودستاویزات حاصل کرنا ناجائز ہے، نیز اُس کو پھیلانا بھی کسی طرح جائز نہیں۔

فالتجسس علی المسلمین في الأصل حرامٌ منہي عنہ لقولہ تعالیٰ: {ولا تجسسوا} لأن فیہ تتبع عورات المسلمین ومعایبہم، والاستکشاف عما ستروہ۔ وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم: یا معشر المسلمین! من آمن بلسانہٖ ولم یدخل الإیمان إلیٰ قلبہٖ! لا تتبعوا عورات المسلمین؛ فإن من تتبع عورات المسلمین تتبع اللہ عورتہ حتی یفضحہ ولو في جوف بیتہٖ (الموسوعۃ الفقہیۃ ۱۶۲؍۱۰، الکویت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) الجواب وباللہ التوفیق: شوہر بیوی کا رشتہ بہت نازک ہوتا ہے، اور اُن کے درمیان آپس میں اگر معمولی سے شکوک وشبہات بھی پیدا ہوجائیں، تو آپس کے اعتماد کو بہت ٹھیس پہنچتی ہے، اور رشتوں میں تلخی پیدا ہوجاتی ہے۔ بریں بنا انٹرنیٹ کے ذریعہ اُن کا ایک دوسرے کی جاسوسی کرنا یقیناً ناجائز اور ممنوع ہوگا۔ اِس کی تائید اِس نبوی ہدایت سے بھی ہوتی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لمبے سفر سے واپس آنے والوں سے فرمایا کہ ''رات کے وقت اَچانک گھر میں داخل نہ ہو''۔ اِس کی تشریح کرتے ہوئے بہت سے شارحین نے یہ علت بھی بیان کی ہے کہ گھر والوں کی عیب جوئی لازم نہ آئے۔

عن جابر رضي الله عنہ قال:قال رسول الله صلى الله عليہ وسلم:إذا قدم أحدكم ليلاً فلا يأتين أہلہ طروقًا، حتى تستحد المغيبۃ وتمتشط الشعثۃ (صحيح مسلم، كتاب الامارۃ، باب كراہيۃ الطروق وہو الدخول ليلاً لمن ورد من سفر ۲،۱۴۴)۔

عن جابر رضي الله عنہ قال:نہى رسول الله صلى الله عليہ وسلم أن يطرق الرجل أہلہ ليلاً يتخونہم أو يطلب عثراتہم (صحيح مسلم، كتاب الامارۃ، باب كراہيۃ الطروق وہو الدخول ليلاً لمن ورد من سفر ۲،۱۴۴)۔

ومعنى يتخونہم يظن خيانتہم ويكشف أستارہم ويكشف ہل خانوا أم لا؟ ومعنى ہٰذہ الروايات كلہا أنہ يكرہ لمن طال سفرہ أن يقدم علىٰ امرأتہ ليلاً بغتۃً (نووي علىٰ الصحيح لمسلم، كتاب الامارۃ، باب كراہيۃ الطروق الخ ۲،۱۴۵-۱۴۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) الجواب وباللہ التوفیق: محکمہ پولیس کے لئے کسی بھی مشتبہ شخص کی یا ایسے شخص کی جس کے خلاف FIRدرج کرائی گئی ہے، تحقیق وتفتیش اور چھان بین کرتے ہوئے فون ریکارڈس اور انٹرنیٹ روابط حاصل کرنا ممنوع نہیں ہے۔

يباح التجسس إذا رفع إلى الحاكم أن في بيت فلانٍ خمرًا، فإن شہد علىٰ ذٰلک شہود كشف عن حال صاحب البيت، فإن كان مشہورًا بما شہد عليہ أخذ ... وقد يكون التجسس واجبًا، فقد نقل عن ابن الماجشون أنہ قال: اللصوص وقطاع الطريق أرى أن يطلبوا في مظانہم ويعان عليہم حتى يقتلوا أو ينفعوا من الأرض بالہرب، وطلبہم لا يكون إلا بالتجسس عليہم وتتبع أخبارہم (الموسوعۃ الفقہيۃ ۱۰،۱۶۲، الكويت)۔

عن ابن المنكدر قال:سمعت جابرًا يقول:قال رسول الله صلى الله عليہ وسلم يوم الأحزاب: من يأتينا بخبر القوم؟ فقال الزبير:أنا، ثم قال:من يأتينا بخبر القوم؟ فقال الزبير:أنا، ثم قال:من يأتينا بخبر القوم؟ فقال الزبير:أنا۔ قال: إن لكل نبي حواريًا وإن حواريّي الزبير (صحيح البخاري ۲،۵۹۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) الجواب وباللہ التوفیق: مسئولہ صورت میں دوسرے شخص کو جانی یا مالی نقصان سے بچانے کے لئے ظالم کے اِرادہ اور منصوبہ سے باخبر کرنا نہ صرف جائز؛ بلکہ پسندیدہ ہے، اگر اُس کے اِس عمل کے ذریعہ سے مذکورہ آدمی نقصان سے بچ جائے

تو یہ یقینا اَجر وثواب کا مستحق ہوگا۔

فإن دعت حاجة إليها فلا منع منها، وذٰلک کما إذا أخبره بأن إنسانًا يوجد الفتک بہٖ أو بأہلہٖ أو بمالہٖ أو أخبر الإمام أو من لہ ولاية بأن إنسانًا يفعل أو يسعیٰ بما فيہ مفسدة، ويجب علیٰ صاحب الولاية الكشف عن ذٰلک وإزالتہ، فكان ہٰذا وما أشبہ ليس بحرامٍ، وقد يكون بعضہ واجبًا، وبعضہ مستحبًا علیٰ حسب المواطن (نووي علیٰ الصحيح لمسلم، كتاب الايمان، باب تحريم غلظ النميمة ۱،۷۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) الجواب وباللہ التوفیق: فیس بک وغیرہ میں معلومات متعلقہ شخص کی اِجازت کے بغیر دوسروں کو فراہم کرنا اور اُن پر اُجرت حاصل کرنا ہرگز جائز نہیں ہے، یہ چوری اور خیانت کی جدید شکل ہے۔

وإفشاء السر نہي عنہ:لما فيہ من الإيذاء، والتہاون بحق أصحاب السر من الجيران والأصدقاء وغيرہم، فقد قال النبي صلى اللہ عليہ وسلم:إذا حدث الرجل الحديث ثم التفت فہي أمانة (سنن أبي داؤد، أول كتاب الأدب، باب في نقل الحديث، رقم: ۴۸۶۸، بيروت، الموسوعة الفقہية، إفشاء السر ۱،۲۹۳ ، الكويت)۔

عن حذيفة رضي اللہ عنہ أنہ بلغہ أن رجلاً ينمّ الحديث فقال حذيفة: سمعت رسول اللہ صلى اللہ عليہ وسلم يقول:لا يدخل الجنة نمّام (صحيح مسلم ۱،۷۰)۔

فحقيقة النميمة إفشاء السر وہتک السر عما يكرہ كشفہ، ولو رآہ يخفي مالاً لنفسہ فذكرہ فہو نميمةٌ (نووي علیٰ الصحيح لمسلم ۱،۷۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) الجواب وباللہ التوفیق: متعین مجرمین پر گرفت کے لئے تو خفیہ کیمروں کی مدد سے نگرانی کرنے اور راز حاصل کرنے کی تو گنجائش معلوم ہوتی ہے؛ لیکن بغیر کسی شبہ کے ہر ایک کی باتوں کو خفیہ کیمروں میں قید کرنا بلاشبہ جاسوسی کے تحت داخل ہے، جس کی شریعت میں اجازت نہیں ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: {وَلاَ تَجَسَّسُوْا وَلاَ يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا} [الحجرات: ۱۲]۔

فالتجسس على المسلمين في الأصل حرامٌ، منہي عنہ لقولہ تعالیٰ: {وَلاَ تَجَسَّسُوْا} لأنہ فيہ تتبع عورات المسلمين ومعايبہم والاستكشاف عما ستروہ (الموسوعة الفقہية ۱۰،۱۶۲، الكويت) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۸) الجواب وباللہ التوفیق: سافٹ ویئر کا قفل توڑکر اُس سے استفادہ کرنا چونکہ قانونی طور پر جرم ہے، اِس لئے شرعاً اِس کی اِجازت نہ ہوگی؛ لیکن اگر کسی سافٹ ویئر کا قفل توڑدیا گیا ہو، پھر وہ بازار میں اسی طرح دستیاب ہو تو اُسے خریدنا ممنوع نہ ہوگا۔

لا يجوز لأحدٍ أن يتصرف في ملک غيرہ بلا أذنہٖ أو وكالة منہ أو ولاية عليہ، وإن فعل كان ضامنًا (شرح المجلة لسليم رستم ۶۱، رقم: ۹۶، مكتبة الاتحاد ديوبند، قواعد الفقہ: ۱۱۰)۔

عن أبي سعيد الخدري رضي اللہ عنہ أن رسول اللہ صلى اللہ عليہ وسلم قال:لا ضرر

ولا ضرار، من ضار ضاره الله ومن شاق شاق الله علیہ (المستدرک للحاکم / کتاب البیوع ۶۶،۲، رقم: ۲۳۴۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت)۔

بخلاف المشتري شراء فاسدًا إذا باعہ من غیرہ بیعًا صحیحًا؛ فإن الثاني لا یؤمر بالرد، وإن البائع مامور بہ؛ لأن الواجب للرد قد زال ببیعہ (شامي، کتاب البیوع / باب البیع الفاسد ۳۰۰،۷ زکریا، ۹۸،۵ کراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۹) الجواب وباللہ التوفیق: دوسرے کے کمپیوٹر پر وائرس چھوڑنا یا کمپیوٹر کو ہیک کرنے والاعمل جائز نہیں ہے، اِس سے دیگر خرابیوں کے علاوہ کمپیوٹر صارف کو اَذیت دینا بھی لازم آتا ہے، اور دوسروں کو قصداً اَذیت پہنچانا شریعت میں بلاشبہ ممنوع اور ناپسندیدہ ہے۔

عن ابن عمر رضي اللہ عنہ قال: صعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المنبر فنادیٰ بصوتٍ رفیعٍ، قال: یا معشر من قد أسلم بلسانہٖ ولم یُفض الإیمانُ إلیٰ قلبہٖ! لا تؤذوا المسلمین ولا تُعیروہم ولا تتبعوا عوراتہم فإنہ من تتبّع عورۃ أخیہ المسلم یتتبع اللہ عورتہ، ومن یتبع اللہ عورتہ یُفضحہ ولو في جوف رحلہ، قال: ونظر ابن عمر یومًا إلی البیت أو إلی الکعبۃ فقال: ما أعظمک وأعظم حرمتک والمؤمن أعظم حرمۃ عند اللہ منک۔ (سنن الترمذي، أبواب البر والصلۃ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم / باب ما جاء في تعظیم المؤمن ۲۳،۲)۔

عن عبد اللہ بن عمرو رضي اللہ عنہما عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال:المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ (صحیح البخاري، کتاب الایمان / باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ ۶،۱، رقم: ۱۰ دار الفکر بیروت)۔

عن عبد اللہ بن السائب بن یزید عن أبیہ عن جدہ أنہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول:لا یأخذن أحدکم متاع أخیہ فلیردہا (سنن أبي داؤد، أول کتاب الأدب / باب من یأخذ الشيء علی المزاح، رقم: ۵۰۰۳)۔

وجہ النہي عن الأخذ جدًا ظاہر؛ لأنہ سرقۃ، وأما النہي عن الأخذ لعبًا فلأنہ لا فائدۃ فیہ؛ بل یکون سببًا لإدخال الغیظ والأذی علیٰ صاحب المتاع (عون المعبود شرح سنن أبي داؤد تحت شرح ہٰذا الحدیث، رقم: ۵۰۰۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

محور سوم:

(۱) الجواب وباللہ التوفیق: سوشل میڈیا یا دیگر ذرائع اِبلاغ میں جو خبریں سامنے آتی ہیں، اُن کو بلاتحقیق دوسروں تک بھیجنا یا عام طور پر نشر کرنا ہرگز جائز نہیں ہے، بالخصوص اگر اُن خبروں کا تعلق فواحش سے ہو (مثلاً جنسی بے راہ روی سے متعلق خبریں) یا کسی خاص شخصیت یا جماعتی اختلاف وغیرہ سے ہو، تو اُن کی اِشاعت سخت فتنہ کا سبب بنتی ہے، جس سے بہرحال ہر مسلمان کو اجتناب کرنا لازم ہے۔

قال الله تعالیٰ: {یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآءَ کُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًا بِجَہَالَۃٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِیْنَ} [الحجرات: ۶]۔

وقال الله تعالیٰ:{اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ} [النور: ۱۹]۔

عن حذیفۃ رضي الله عنہ قال: قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم:لا یدخل الجنۃ قتاتٌ (سنن أبي داؤد، أول کتاب الأدب / باب في القتات ۱۲۲٫۵، رقم: ۴۸۷۱) فقط والله تعالیٰ اعلم۔

(۲) الجواب وبالله التوفیق: صاحبِ مراسلہ کی صراحۃً یا دلالۃً اِجازت کے بغیر اُس کی تحریر میں دوسرے شخص کا کمی بیشی کرنا بالکل ناجائز ہے، یہ خیانت کے دائرہ میں داخل ہے۔

عن أبي ہریرۃ رضي الله عنہ قال:قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم:المسلم أخو المسلم لا یخونہ ولا یکذبہ ولا یخذلہ، کل المسلم علی المسلم حرامٌ، عرضہ ومالہ ودمہ، التقویٰ ہٰہنا، بحسب امرئ من الشر أن یحتقر أخاہ المسلم (سنن الترمذي، أبواب البر والصلۃ / باب ما جاء في شفقۃ المسلم علی المسلم ۱۴٫۲) فقط والله تعالیٰ اعلم۔

(۳) الجواب وبالله التوفیق: کسی شخص کی نجی اور ذاتی معلومات کو اُس کی اِجازت کے بغیر دوسروں تک پہنچانا یا عام کرنا حکومت کے لئے بھی جائز نہیں ہے، یہ عمل پردہ داری اور اِفشاء راز کے جرم میں داخل ہے۔

عن أبي ہریرۃ رضي الله عنہ عن النبي صلی الله علیہ وسلم:إیاکم والظن، فإن الظن أکذب الحدیث، ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا ولا تباغضوا وکونوا عباد الله إخوانًا (صحیح البخاري، کتاب الادب/ باب ما یُنہی من التحاسد والتدابر، رقم: ۶۰۶۴، صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ / باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ ۳۱۶٫۱، رقم: ۲۵۶۳، بیت الأفکار الدولیۃ)۔

فالتجسس علی المسلمین في الأصل حرامٌ منہي عنہ لقولہٖ تعالیٰ:{ولا تجسسوا} لأن فیہ تتبع عورات المسلمین ومعایبہم، والاستکشاف عما ستروہ (الموسوعۃ الفقہیۃ ۱۶۲٫۱۰، الکویت)۔

لا تجسسوا، والمراد: ولا تجسسوا عن عیوب الناس ولا تتبعوہا (تکملۃ فتح الملہم ۳۵۹٫۵) فقط والله تعالیٰ اعلم۔

(۴) الجواب وبالله التوفیق: مباح اُمور پر مشتمل اشتہارات کی اِشاعت درست ہے؛ لیکن اگر اشتہارات میں منکرات وممنوعات شامل ہوں، مثلاً ناجائز چیز سے متعلق اشتہار ہو، یا خود اشتہار کے اندر امر منکر شامل ہو، مثلاً فحش مناظر یا کلمات؛ تو ایسے اشتہارات کو پھیلانا درست نہ ہوگا۔

قال تعالیٰ: {وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی، وَلاَ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ} [المائدۃ: ۲] فقط والله اعلم۔

(۵) الجواب وباللہ التوفیق: کارٹون بنانے میں شرعاً دو خرابیاں پائی جاتی ہیں: اَولاً یہ کہ اِس میں باقاعدہ تصویر سازی ہوتی ہے، جو بجائے خود ممنوع ہے۔ دوسرے یہ کہ اِس میں اِنسانی صورت وہیئت کو بگاڑا جاتا ہے، جو ایک طرح سے مثلہ کرنے کی مشابہت ہے۔ علاوہ اَزیں اِس طرح کے اکثر کارٹون طنز وتعریض اور بے ہودہ مذاق کے مضامین پر مشتمل ہوتے ہیں، اِسلام جیسا مقدس دین اِس طرح کی بے ہودگی کی ہرگز اِجازت نہیں دے سکتا، یہ عمل تعمیری تنقید کے دائرہ میں نہیں؛ بلکہ بدتہذیبی اور تخریب کے دائرہ میں آتا ہے، جس کا مقصد سوائے تفریح اور تذلیل کے کچھ نہیں ہے۔

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنہ قال:سمعت النبي صلى الله عليہ وسلم يقول:إن أشد الناس عذابًا عند الله يوم القيامة المصورون (صحيح البخاري، كتاب اللباس / باب عذاب المصورين يوم القيامة ۲،۸۸۰، رقم: ۵۹۵۰ دار الفكر بيروت، صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة / باب تحريم تصوير صورة الحيوان الخ، رقم: ۲۱۰۹ بيت الأفكار الدولية، المصنف لابن أبي شيبة ۵،۲۰۰، رقم: ۲۵۲۰۹، المسند للامام أحمد بن حنبل ۳،۴۸۶، رقم: ۳۵۵۹)۔

واعلم أن فعل التصوير حرامٌ مطلقًا أي تصوير الحيوان، سواء كانت صغيرةً أو كبيرةً، مجسمةً أو مسطحةً، ممتهنةً أو موقرةً (فيض الباري ۴،۳۸۲)۔

عن أنس رضي الله عنہ قال: كان رسول الله صلى الله عليہ وسلم يحثُّ في خطبتہٖ على الصدقة، وينهى عن المثلة (سنن النسائي، كتاب تحريم الدم / النهي عن المثلة، رقم: ۴۰۴۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) الجواب وباللہ التوفیق: موبائل کمپنیاں ایک طرح سے صارفین کی گفتگو اور نقل وحرکت کی اَمین ہوتی ہیں، پس اُن پر اس اَمانت میں خیانت کرنے کی ہرگز اِجازت نہ ہوگی۔

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنہ قال:قال رسول الله صلى الله عليہ وسلم:المجالس بالأمانة إلا ثلاثة مجالس:سفک دم حرام أو فرج حرام أو اقتطاع مال بغير حقٍ (سنن أبي داؤد، أول كتاب الأدب / باب في نقل الحديث، رقم: ۴۸۶۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی سےمتعلق مسائل

مولانا اختر امام عادل قاسمی•

عصرجدید میں ذرائع ابلاغ نےجوحیرت انگیزترقی کی ہےاورایسے جدیدترین آلات وجودمیں آگئے ہیں کہ ان کا پہلےزمانے میں تصوربھی نہیں کیاجاسکتاتھا،ان آلات کےمثبت ومنفی دونوں پہلو ہیں ،ان کے فوائد بھی بہت ہیں اورنقصانات اس سے بھی زیادہ ،مگر اب وہ زندگی کاایسالازمی جزوبن چکے ہیں کہ ان کوپوری طرح ترک کرنابےحددشوار ہےیہ اس دور کےجدیدترین مسائل میں سے ہیں، ان کی کئی صورتیں واقعتاً توجہ طلب ہیں، اسلامک فقہ اکیڈمی نے ان سے مربوط مسائل کوموضوع بحث بناکر بہت اچھاقدم اٹھایا ہے، میرےلئےگوناگوں مصروفیات کےہجوم میں سردست تفصیلی جوابات دیناممکن نہیں، البتہ مختصرطورپراپنی رائے پیش کرتاہوں ۔

محوراول:

۱۔ اسمارٹ فون رکھنےکاحکم

مختلف سہولتوں کاحامل موبائل (جس کو اسمارٹ فون کہاجاتاہے)جائز مقاصد کےلئےرکھنااوراستعمال کرنا درست ہے،اس لئے کہ فسادبذات خود ان آلات میں نہیں ہے،بلکہ ان کےاستعمال کےمقاصدمیں ہے،اس لئےحکم کی بنیاد آلات پرنہیں؛ بلکہ ان کےاستعمال پرہوگی ، اگرمقصد نیک ہواورغلط چیزوں میں ابتلاء کا مظنہ نہ ہوتوان کو رکھنے اور استعمال کرنےمیں کوئی مضائقہ نہیں،آج کےدورمیں جائزحدودمیں رہتے ہوئے ان سےکافی استفادہ کیا جاسکتا ہے، مگر چونکہ ان میں اندیشۂ فساد بھی ہےاس لئے بہترہےکہ حتی الامکان سادہ موبائل استعمال کیاجائے،علامہ کاسانیؒ لکھتے ہیں :

وَلِأَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ أَنَّهُ كما يَصْلُحُ لِلَّهْوِ وَالْفَسَادِ يَصْلُحُ لِلِانْتِفَاعِ بِهِ من وَجْهٍ آخَرَ (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع۱۶۸،۷، علاء الدین الکاسانی (سنۃ الوفاۃ: ۵۸۷ھ)، الناشر: دار الکتاب العربی، بیروت، سنۃ النشر: ۱۹۸۲)۔

علامہ شامیؒ اظہارخیال فرماتے ہیں:

أقول وهذا يفيد أن آلة اللهو ليست محرمة لعينها بل لقصد اللهو منها إما من سامعها أو من المشتغل بها وبه تشعر الإضافة ألا ترى أن ضرب تلك الآلة بعينها حل تارة وحرم أخرى

• مہتمم جامعہ ربانی منوروا شریف،سمستی پور، بہار۔

باختلاف النية بسماعها والأمور بمقاصدها (حاشية رد المحتار على الدر المختار شرح تنوير الابصار فقہ ابوحنیفہ ۶،۳۵۰، ابن عابدين، الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت، سنة النشر: ۱۴۲۱ھ۲۰۰۰ء)۔

پچھلےزمانوں میں آلۂ لہو کی مثال ''الجارية المغنية،الكبش النطوح''، اور ''الحمامة الطيارة'' وغیرہ سے دی جاتی تھی، اوراب ان کی جگہ پر یہ موبائل فون ان سب کی طرف سے کفایت کرتے ہیں۔

۲۔ موبائل میں قرآن کریم رکھنااورپڑھنا

موبائل کےاسکرین پرجوکچھ نظرآتاہے اس میں قرارنہیں ہوتا،ایک چیزجب تک نظرآتی ہےاسی وقت تک وہاں موجود ہوتی ہے،پھرجب اس کی جگہ دوسری چیز نمودارہوتی ہےتوپہلی چیزغائب ہوجاتی ہے اوراندرفائلوں کےحجاب میں چلی جاتی ہے، بیک وقت دونوں چیزیں اسکرین پرنہیں رہتیں ،ایک ظاہرہوتی ہے تودوسری مستور۔

فقہاء نے لکھا ہےکہ اگرکسی تختی پرآیت قرآنی مرقوم ہو،اورپھراس کومٹادیاجائے تووہ عام تختی کےحکم میں ہوجائےگی اوردیگراموردنیامیں اس کااستعمال درست ہوگا، فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

وَلَوْ مَحَا لَوْحًا كُتِبَ فِيهِ الْقُرْآنُ وَاسْتَعْمَلَهُ فِي أَمْرِ الدُّنْيَا يَجُوزُ (الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، ۳۹۸،۵، بيروت)۔

* علاوہ فقہاء نےصراحت کی ہے کہ کوئی شخص قرآن کریم کی آیات کوکپڑے میں لپیٹ کر یاکاغذمیں لپٹی ہوئی تعویذ پہن کربیت الخلامیں جائے تومضائقہ نہیں، حالانکہ قرآنی آیات کےکھلےاوراق بیت الخلامیں لےکرجانامکروہ تحریمی ہے۔

ولا بأس بأن يشد الجنب والحائض التعاويذ على العضد إذا كانت ملفوفة (حاشية رد المحتار على الدر المختار شرح تنوير الابصار ۶،۳۶۴)۔

قال فی نورالایضاح :ویکرہ الدخول للخلاء ومعہ شیئ مکتوب فیہ اسم اللہ أو قرآن الخ، قال الطحطاوی علی حاشیتہ:ثم محل الکراھۃ إن لم یکن مستوراً فإن کا ن فی جیبہ فإنہ حینئذ لا بأس بہ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح،۵۴)۔

*نیزکتب فقہیہ میں ایک جزئیہ موجود ہےکہ جس گھر میں قرآن مجید پردے میں مستور ہو، اس گھر میں بیوی کے ساتھ بے پردہ ہونا اورہمبستری کرنا جائز ہے:

يَجُوزُقَرِبَانُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتٍ فِيهِ مُصْحَفٌ مَسْتُورٌ (الفتاوى الهندية۳۹۸،۵ ، بيروت)۔

اسی تصورکی بناپر جس کمرہ میں قرآن کریم ہو اس کی چھت پرپیشاب کرنےکوفقہاء نےممنوع قرارنہیں دیا:

فهو كما لو بال على سطح بيت فيه مصحف وذلك لا يكره كما في جامع البرهاني (حاشية رد المحتار على الدر المختارشرح تنوير الابصار ۱،۶۵۷، بيروت)۔

*اوراگرکئی ونڈوز والاموبائل ہوتوبھی ایک ونڈواسکرین پرایک ہی چیز کھل سکتی ہے،بیک وقت دوچیزیں جمع نہیں ہوتی ہیں ،الگ الگ ونڈویاایپ میں الگ الگ چیزیں نظرآنایامحفوظ رکھناایساہی ہےجیسے کہ انسان اپنے مکان میں ایک جگہ نمازاور تلاوت قرآن کےلئے مخصوص کرتاہے اوردوسری جگہ بیت الخلا ء کےلئے، ایک طاق قرآن کریم کےلئےبناتاہےتودوسری طاق دوسری چیزوں کے لئے، یاخودانسانی وجود میں قلب وذہن کےاندر قرآن کریم محفوظ ہے اور معدہ اورپیٹ میں غلاظتیں اوردوسری اشیاء موجودہیں،اوران سے قرآن کریم کی حرمت وعظمت پر کوئی فرق نہیں پڑتا، اسی طرح موبائل بظاہرایک چھوٹی سی نظرآنے والی چیزہے لیکن اس کااندرونی نظام انسانی وجود کی طرح پیچ درپیچ ہے، اوروہ کسی وسیع ترین مکان سے بھی زیادہ وسیع ہے۔

*اورایک اہم ترین بات یہ ہےکہ جومناظراورنقوش موبائل اسکرین پرنظرآتے ہیں، وہ اپنی اصل حالت کےلحاظ سے نہ اچھےہوتے ہیں اورنہ برے،ان کی ساری ہیئتیں اسکرین پرآنے کےبعد بنتی ہیں ،جب تک وہ میموری کےاندر رہتے ہیں وہ ہر نقش ونگاراور شکل وصورت سےعاری ہوتے ہیں ،بالکل سادہ،مبہم اورناقابل تمیزحالت میں ہوتے ہیں، موبائل کااسکرین ایسابنایاگیاہےکہ وہی سادہ اورمبہم چیزجب اسکرین پرآتی ہےتووہ مختلف شکلوں اورہیئتوں میں تبدیل ہوجاتی ہے۔اس طرح نہ موبائل کےاسکرین پراچھی اوربری چیزکااجتماع لازم آتاہے،اورنہ موبائل کےاندرون میں۔۔ اس لئےموبائل کےاندربھی قرآن اوردینی کتابیں رکھناصحیح ہے اورموبائل اسکرین پران کاپڑھنابھی درست ہے۔

۳۔ جس موبائل میں قرآن کریم محفوظ ہواس کوبے وضوچھونا:

اصولی بات یہ ہےکہ قرآن کی جوتعریف فقہاء اوراصولیین نے کی ہےکہ ‘‘القرآن کلام اللہ تعالی فی المصاحف مکتوب وفی القلوب محفوظ وعلی الألسن مقروء، وعلی النبی علیہ السلام منزل’’ (الفقہ الاکبر، ص: ۲۹)، اور ‘‘القرآن المنزل علی رسول اللہ المکتوب فی المصاحف المنقول عن النبی علیہ السلام نقلاً متواتراً بلا شبہۃ’’ (اصول البزدوی، ص: ۵)، اس کاایک اہم جزوہے:‘‘المکتوب فی المصاحف’’ یعنی ایسامجموعہ جو صرف الفاظ قرآنی کےلئے مخصوص ہو،اس تعریف کےمطابق اگر کوئی مجموعہ الفاظ قرآنی کےلئے مخصوص نہ ہو بلکہ اس میں دوسری چیزیں بھی شامل ہوں ، اوراسی میں قرآن بھی لکھ دیاجائے تووہ مجموعہ مصحف قرآنی نہیں کہلائے گا، مثلاًکسی دیواریادرخت کی شاخ یادرہم ودینارپرآیات کریمہ لکھ دی جائیں، تویہ چیزیں مصحف قرآنی کےحکم میں داخل نہیں ہونگی، اوران کوبلاوضو چھونا درست ہوگا، البتہ وہ نقوش جوقرآن کریم کےحروف پردلالت کرتے ہیں ان کوبغیر وضومس کرنا جائز نہ ہوگا، شامی میں اس کی صراحت موجود ہے:

قولہ (ومسہ) أي القرآن ولو في لوح أو درهم أو حائط لكن لا يمنع إلا من مس المكتوب

بخلاف المصحف فلا يجوز مس الجلد وموضع البياض منه وقال بعضهم يجوز وهذا أقرب إلى القياس والمنع أقرب إلى التعظيم كما في البحر أي والصحيح المنع كما نذكره (حاشیۃ رد المحتار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار ۱،۲۹۳)۔

اس تعریف کےمطابق موبائل جن چیزوں کامجموعہ ہے قرآن کریم کاسافٹ ویئر اس کا بہت ہی مختصر حصہ ہے، اس میں قرآنی سافٹ ویئر ڈال دینےسے وہ الفاظ قرآنی کےلئے مخصوص نہیں ہوجاتا، اس لئے اس پرمصحف قرآنی کا اطلاق نہیں ہوگا۔

*نیزاشیاء کے تعارف میں عرفی اطلاقات کابھی بڑادخل ہوتاہے،عرف میں موبائل میں قرآن کریم ڈاؤن لوڈ کرنے کے بعد بھی اس کو موبائل ہی کہا جاتاہے، قرآن نہیں کہاجاتا، اس لئے اس پرمصحف قرآنی کاحکم عائدنہیں ہوگا اور بلاوضو اس کوچھونے کی اجازت ہوگی؛ البتہ اگراسکرین پرنقوش قرآنی نظرآرہے ہوں تواسکرین کوبلاوضو چھونا درست نہ ہوگا۔

''التعیین بالعرف کالتعیین بالنص'' اور ''الثابت بالعرف کالثابت بالنص'' (قواعد الفقہ، دار الکتاب دیوبند، قاعدہ نمبر: ۸۸، ۱۰۱)۔

۴۔ موبائل پردینی یامعلوماتی میسیج بھیجنا:

جس شخص کےبارے میں معلوم ہوکہ وہ دینی یامعلوماتی پیغام سے ناگواری محسوس نہیں کرےگا، اس کو تحریر یاآواز کی صورت میں کوئی دینی یا معلوماتی میسیج بھیجنادرست ہے،حدیث میں آتاہے کہ اچھی بات دوسروں تک پہونچانا بھی صدقہ ہے:

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه و سلم قال:كل معروف صدقة (الجامع الصحیح المختصر۵،۲۲۴۱، حدیث نمبر: ۵۶۷۵، بیروت)۔

لیکن جوشخص اس طرح کےپیغامات کوپسند نہ کرتاہواس کےپاس دینی یامعلوماتی پیغام ارسال کرنادرست نہیں،اس لئے کہ یہ دین یاعلم کی توہین ہے،نیزدین یاعلم کی ترسیل واشاعت عام حالات میں زیادہ سے زیادہ مستحسن ہے،جب کہ دوسروں کی ایذارسانی گناہ ہے، حدیث پاک میں ہے:

عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه و سلم قال:المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده والمهاجر من هجر ما نهى الله عنه (الجامع الصحیح المختصر ۱،۱۳، حدیث نمبر: ۱۰)۔

فقہاء نےلکھاہےکہ مسجد میں اجتماعی طورپرذکربالجہرکرنامستحب ہے،لیکن اگریہ دوسرے لوگوں کےلئے باعث خلل ہوتوممنوع ہے۔

شامی میں ہے :

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ سَلَفًا وَخَلَفًا عَلَى اسْتِحْبَابِ ذِكْرِ الْجَمَاعَةِ فِي الْمَسَاجِدِ وَغَيْرِهَا إلَّا أَنْ يُشَوِّشَ جَهْرُهُمْ عَلَى نَائِمٍ أَوْ مُصَلٍّ أَوْ قَارِئٍ إلَخْ (شامی، کتاب الصلاۃ۲،۴۳۴، بیروت)۔

۵۔ موبائل پرغیرمحرم کومیسج بھیجنا:

بلاضرورت کسی غیرمحرم مرد یاعورت کوکسی قسم کاپیغام بھیجنایااس سے ہم کلام ہونادرست نہیں ،اس لئے کہ یہ باعث فتنہ ہے،شریعت نےصرف ضرورت کےوقت پردہ سے بقدرضرورت بات کرنے کی اجازت دی ہے،ارشادباری تعالیٰ ہے:

''وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ '' (الاحزاب: ۴۳)۔

علامہ شامیؒ تحریر لکھتے ہیں :

وَيَجُوزُ الْكَلَامُ الْمُبَاحُ مَعَ امْرَأَةٍ أَجْنَبِيَّةٍ اهـ وَفِي الْمُجْتَبَى رَامِزًا، وَفِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِأَنْ يَتَكَلَّمَ مَعَ النِّسَاءِ بِمَا لَا يُحْتَاجُ إلَيْهِ (شامی، کتاب الحظر والاباحۃ ۵۳۰٫۹، بیروت)۔

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

فَإِذَا نُجِيزُ الْكَلَامَ مَعَ النِّسَاءِ لِلْأَجَانِبِ وَمُحَاوَرَتِهِنَّ عِنْدَ الْحَاجَةِ إلَى ذَلِكَ (شامی، کتاب الصلاۃ ۷۹٫۲)۔

شریعت نے ہر ایسے راستہ کو بندکردیا ہے جہاں سے زندگی میں فتنہ داخل ہوسکتا ہے، سلام اور چھینک کا جواب دینا شریعت میں مطلوب ومحمودہے لیکن غیرمحرموں کےلئےممنوع ہے،اس لئے کہ باعث فتنہ ہے،شامی میں ہے:

وَإِذَا سَلَّمَتْ الْمَرْأَةُ الْأَجْنَبِيَّةُ عَلَى رَجُلٍ إنْ كَانَتْ عَجُوزًا رَدَّ الرَّجُلُ - عَلَيْهَا السَّلَامُ - بِلِسَانِهِ بِصَوْتٍ تَسْمَعُ، وَإِنْ كَانَتْ شَابَّةً رَدَّ عَلَيْهَا فِي نَفْسِهِ، وَكَذَا الرَّجُلُ إذَا سَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ أَجْنَبِيَّةٍ فَالْجَوَابُ فِيهِ عَلَى الْعَكْسِ اهـ. وَفِي الذَّخِيرَةِ: وَإِذَا عَطَسَ فَشَمَّتَتْهُ الْمَرْأَةُ فَإِنْ عَجُوزًا رَدَّ عَلَيْهَا وَإِلَّارَدَّ فِي نَفْسِهِ اهـ وَكَذَا لَوْ عَطَسَتْ هِيَ (شامی، کتاب الحظر والاباحہ ۵۳۰٫۹)۔

۶۔ موبائل پرتصویری پیغامات بھیجنا:

موبائل پرجوپیغامات تصویروں کی شکل میں آتے ہیں ،ان کوبلاضرورت آگے بڑھاناتصویرکشی کےعمل کوفروغ دینے کےمترادف ہے،شریعت جب کسی چیزپر پابندی عائد کرتی ہے تواس کےلوازم واسباب پربھی روک لگادیتی ہے، حدیث میں آتاہے:

إن أشد الناس عذابا عند الله يوم القيامة المصورون (الجامع الصحیح المختصر ۲۲۲۰٫۵، حدیث نمبر: ۵۶۰۶)۔

تصویرکشی اگرمعصیت ہےتواس کی اشاعت گویامعصیت کی اشاعت ہے،قرآن نے معصیت کی اشاعت کرنے والوں کےکئےدردناک عذاب کی دھمکی ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (النور: ۱۹)۔

البتہ اس سےضرورت کی صورتوں کااستثناء ہے۔

۷۔ مساجداورمدارس میں سی سی ٹی وی کیمرہ لگانا:

شریعت میں اپنی جان ومال اور عزت وآبروکی حفاظت مطلوب ہے، اور اس کےلئے

ممکنہ تدابیرکابھی حکم دیا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے :

''خذوا حذرکم'' (نساء: ٧١) یعنی اپنی حفاظت کی تدبیرکرو۔

*اسی لئے دشمن کے حالات معلوم کرنے کے لئے جاسوسی کی اجازت دی گئی، جب کہ عام حالات میں تجسس ممنوع ہے، علامہ اندلسیؒ تحریرفرماتے ہیں:

وهي أهم ما يبدأ به قبل القتال، بث الجواسيس الثقاة في عسكر العدو وبلاده لتعرف أخبارهم مع الساعات وما عندهم من العدة والعدد، وما لهم من المكائد والحيل، وكم عدد رؤسائهم وشجعانهم وما منزلتهم عند صاحبهم (بدائع السلک فی طبائع الملک ١،٢١، مولف: ابوعبد اللہ محمد بن علی بن الازرق الاندلسی)۔

* اس باب میں یہ مسئلہ بھی نظیربن سکتاہےکہ کتاپالناعام حالات میں جائز نہیں ہے، لیکن حفاظت اور شکار کےلئےاس کی اجازت دی گئی ہے:

وفي فَتْحِ الْقَدِيرِ وَالِانْتِفَاعُ بِالْكَلْبِ لِلْحِرَاسَةِ وَالِاصْطِيَادِجَائِزٌإجْمَاعًالَكِنْ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُتَّخَذَ في دَارِهِ إلَّاإنْ خَافَ (البحر الرائق٦،١٨٨)۔

*نیزمشہورفقہی ضابطہ ہے:

الضرورات تبیح المحظورات (الاشباہ والنظائر،٧٣، بیروت)۔

آج کےدور میں سی سی کیمرہ نگرانی کابہترین آلہ تصورکیا جاتا ہے، اس کےذریعہ دشمنوں کی نقل وحرکت پربھی بآسانی نگاہ رکھی جاسکتی ہے،اوراپنے آپ کوبے جاشبہات والزامات سے بھی بچایاجاسکتاہے،اس لئےبضرورت اسلامی اداروں کواس آلہ سےاستفادہ کرنےکی گنجائش معلوم ہوتی ہے ، بالخصوص موجودہ دورمیں مدارس ومساجد اورمسلم اداروں کےساتھ اغیارکی جوعنایات ہیں ،ان کی بناپر یہ مسئلہ اوربھی زیادہ حساس ہوگیا ہے۔

اسکیننگ مشینوں کااستعمال :

بلاضرورت شدیدہ ایسی مشینوں کااستعمال کرنا،یاان کےسامنے سےگذرنادرست نہیں۔

احادیث میں اس طرح کی بے لباسی کی سخت ممانعت آئی ہے:

أن رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ:لاَ يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلاَ الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ (الجامع الصحیح المسمی صحیح مسلم١،١٨٣، حدیث نمبر: ٧٩٤)۔

فقہاء نے لکھاہے کہ کسی کی شرمگاہ چپکےہوئے کپڑے کےاوپرسے بھی دیکھنا جائزنہیں ہے:

لَا يَحِلُّ النَّظَرُ إلَى عَوْرَةِ غَيْرِهِ فَوْقَ ثَوْبٍ مُلْتَزِقٍ بِهَا يَصِفُ حَجْمَهَا فَيُحْمَلُ مَا مَرَّ عَلَى مَا إذَا لَمْ يَصِفْ حَجْمَهَا فَلْيُتَأَمَّل (شامی ٩،٥٢٦، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمسّ)۔

البتہ اگرحفاظتی نقطۂ نظرسے اس کی شدیدضرورت ہواوراسکیننگ کےبغیرمطلوبہ

تحفظ کےمقاصد پورے نہ ہوسکتے ہوں توایسی اسکیننگ مشینوں کےاستعمال کی گنجائش ہوگی، جس طرح کہ شریعت نے علاج یااورکسی مجبوری کےتحت مقام ستر کو بقدر ضرورت دیکھنےیاچھونےکی اجازت دی ہے:

قال محمد بن مُقَاتِلٍ لَا بَأْسَ أَنْ يَتَوَلَّى صَاحِبُ الْحَمَّامِ عَوْرَةَ إنْسَانٍ بيده عِنْدَ التَّنَوُّرِ إذَا كان يَغُضُّ بَصَرَهُ، قال الْفَقِيهُ:وَهَذِهِ في حَالِ الضَّرُورَةِ لَا في غَيْرِهَا وَيَنْبَغِي لِكُلِّ إنْسَانٍ أَنْ يَتَوَلَّى عَوْرَتَهُ بِنَفْسِهِ عِنْدَ التَّنَوُّرِ، وفي التَّتِمَّةِ:الْبَيْتُ الصَّغِيرُ في الْحَمَّامِ يَدْخُلُهُ الرَّجُلُ يَحْلِقُ عَانَتَهُ هل يَحِلُّ له أَنْ يَكُونَ فيه عُرْيَانًا حتى يَعْصِرَ إزاره فقال:في الْمُدَّةِ الْيَسِيرَةِ يَجُوزُ وقال أبو الْفَضْلِ:لايأس بِهِ وقال غَيْرُهُ:يَأْثَمُ بِهِ وَقَالُوا:كَشْفُ الْعَوْرَةِ في بَيْتٍ بِغَيْرِ حَاجَةٍ فَقَالُوا يُكْرَهُ (البحر الرائق ۲۱۹،۸)۔

إذَا كَانَ الْمَرَضُ فِي سَائِرِ بَدَنِهَا غَيْرَ الْفَرْجِ يَجُوزُ النَّظَرُ إلَيْهِ عِنْدَ الدَّوَاءِ، لِأَنَّهُ مَوْضِعُ ضَرُورَةٍ، وَإِنْ كَانَ فِي مَوْضِعِ الْفَرْجِ، فَيَنْبَغِي أَنْ يُعَلِّمَ امْرَأَةً تُدَاوِيهَا فَإِنْ لَمْ تُوجَدْ وَخَافُوا عَلَيْهَا أَنْ تَهْلِكَ أَوْ يُصِيبَهَا وَجَعٌ لَا تَحْتَمِلُهُ يَسْتُرُوا مِنْهَا كُلَّ شَيْءٍ إلَّا مَوْضِعَ الْعِلَّةِ ثُمَّ يُدَاوِيهَا الرَّجُلُ وَيَغُضُّ بَصَرَهُ مَا اسْتَطَاعَ إلَّا عَنْ مَوْضِعِ الْجُرْحِ اھ (شامی ۵۳۳،۹)۔

محور دوم:

۱۔ انٹرنیٹ پرکسی کی محفوظ معلومات سےچھیڑچھاڑکرنا:

انٹرنیٹ پرجوخفیہ معلومات محفوظ کی جاتی ہیں، متعلقہ شخص کی اجازت کےبغیر ان تک رسائی کی کوشش کرنا درست نہیں ہے، اس لئے لاک کرنااس بات کی علامت ہے کہ وہ شخص ان کومخفی رکھناچاہتاہے،پس اس کی اجازت کےبغیر ان کوجاننے کی کوشش کرناجرم اورچوری ہے،اسلامی تعلیمات کےمطابق کسی کی چھوٹی سے چھوٹی چیز لینابھی اس کی اجازت کےبغیر ممنوع ہے:

عن أبي حميد الساعدي أن النبي صلى الله عليه وسلم قال:لا يحل للرجل أن يأخذ عصا أخيه بغير طيب نفسه وذلك لشدة ما حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم من مال المسلم على المسلم، تعليق شعيب الأرنؤوط : إسناده صحيح (مسند الامام احمد بن حنبل۴۲۵،۵، حدیث نمبر: ۲۳۶۵۴)۔

فقہاء لکھتے ہیں :

ولا يجوز التصرف في ملك الغير بغير إذنه (بدائع الصنائع۱۸۸،۵)۔

شامی میں ہے:

لَا يَجُوزُ التَّصَرُّفُ فِي مَالِ غَيْرِهِ بِلَا إذْنِهِ (الدر المختار مع الشامی۲۹۱،۹، بیروت)۔

*اگراس انکشاف رازسے اس شخص کی عزت وآبروبھی متأثر ہوتی ہویااس کو جسمانی یامالی ضرر پہونچتا ہو تب اس جرم کی شناعت اوربڑھ جاتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے :

كل المسلم على المسلم حرام عرضہ ومالہ ودمہ (ترمذی۲،۱۴)۔

*اوراگران مخفی معلومات کےانکشاف سے متعلقہ شخص کوکوئی نقصان نہ پہونچے تب بھی ان معلومات پراسی شخص کاحق زیادہ ہے،اوراس کی اجازت کےبغیر کسی کےلئے اس حق کوتلف کرناجائز نہیں ہے،ایک حدیث سے معلوم ہوتاہے کہ جوشخص کسی چیز کودریافت کرنےمیں سبقت کرے، اس پراسی شخص کاحق قائم ہوجاتاہے:

أتيت النبی ﷺ فبايعته فقال:من سبق إلىٰ ما لم يسبقہ إليہ مسلم فهو لہ (سنن ابی داؤد ۲،۸۱)۔

اسی حدیث سے علماء نےحق اسبقیت، حق تصنیف اورحق ایجاد وغیرہ حقوق اخذ کئے ہیں ۔

۲۔ کسی کی خفیہ معلومات دوسروں تک پہونچانا:

ظاہر ہے کہ جب ان معلومات کی چوری کرناجائز نہیں ،توان کودوسروں تک پہونچانااوربھی زیادہ ناجائزہے۔

۳۔ انٹرنیٹ کےذریعہ میاں بیوی کاایک دوسرے کی جاسوسی کرنا:

میاں بیوی کےدرمیان لطیف اورقریب ترین تعلقات اورایک دوسرے سے وابستہ حقوق کےباوجوددونوں کی شخصیت ایک دوسرے سے مختلف بھی ہے ،دونوں کامستقل وجودہے ،کئی چیزیں دونوں کےدرمیان مشترک ہیں ،توکئی چیزیں علٰحدہ بھی ہیں ، دونوں کی صحت اورجسم کے تقاضے الگ الگ ہیں ،دونوں کےپاس جو اموال واملاک ہیں ان کے وہ خود مالک ہیں ،شوہر کےمال میں عورت اورعورت کےمال میں مرد ان کی مرضی کےبغیر تصرف نہیں کرسکتے ،یہی حکم ان کی معلومات واسرار کابھی ہے ،ممکن ہے کہ دونوں یاکسی کےپاس کچھ ایسی چیزیں ہوں جن سےدوسروں کاواقف ہونا انہیں پسند نہ ہو،ایسی صورت میں دونوں پر ایک دوسرے کےحدودکی رعایت لازم ہے،جس طرح ان کامال ان کی اجازت کے بغیراستعمال نہیں کرسکتے اسی طرح انٹرنیٹ پرپوشیدہ اسرارورموزبھی ان کی ملکیت ہیں، دوسرےکےلئے اجازت کے بغیر وہاں تک پہونچنےکی خفیہ کوشش کرنادرست نہیں ۔

ولا يجوز التصرف في ملك الغير بغير إذنه (بدائع الصنائع۵،۱۸۸)۔

*نیزاس سے بدگمانیوں کےدروازے کھلتے ہیں ،اوردونوں کےدل ودماغ خیالات فاسدہ سے مسلسل آلودہ اورگناہ گارہوتے رہتے ہیں ، یہ وہ بدترین مرض ہےجس میں مبتلاشخص ساری زندگی بےسکون رہتاہے،قرآن کریم میں ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ (الحجرات: ۱۲)۔

نیزارشاد نبوی ہے :

عن أبي هريرة:عن النبي صلى الله عليه وسلم قال (إياكم والظن فإن الظن أكذب الحديث ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا ولا تباغضوا وكونوا عباد الله إخوانا (الجامع الصحيح المختصر ٢٢٥٣،٥، حدیث نمبر: ٥٧١٧)۔

اسی لئے قرآن کریم نے تجسس سے منع کیاہے:

وَلَا تَجَسَّسُوا (الحجرات: ١٢)۔

زبان رسالت مآب ﷺسےبھی بہت مؤثراندازمیں اس کی ممانعت واردہوئی ہے:

ولا تتبعوا عوراتهم فإنه من تتبع عورة أخيه المسلم تتبع الله عورته ومن تتبع الله عورته يفضحه ولو في جوف رحله (الجامع الصحيح سنن الترمذى٣٧٨،٤، حدیث نمبر: ٢٠٣٢)۔

۴۔ محکمۂ پولیس کادوسروں کی خفیہ معلومات تک رسائی حاصل کرنا:

ملک وقوم کےتحفظ اورامن وامان کےقیام کےلئےجرائم پیشہ افراد اوردہشت گرد عناصر پرنظررکھنادرست ہے اوراس کےلئے ان کےشخصی احوال وکوائف کی واقفیت حاصل کرنابھی جائز ہے،علامہ ابن فرحونؒ لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ حَبِيبٍ وَسَمِعْت ابْنَ الْمَاجِشُونِ يَقُولُ فِي اللُّصُوصِ وَقُطَّاعِ الطَّرِيقِ:أَرَى أَنْ يُطْلَبُوا فِي مَظَانِّهِمْ وَيُعَانُ عَلَيْهِمْ حَتَّى يُقْتَلُوا أَوْ يُنْفَوْا مِنْ الْأَرْضِ بِالْهَرَبِ .تَنْبِيهٌ:وَهَلْ لِلْقَاضِي أَنْ يَتَعَاطَى هَذَا الْكَشْفَ فَظَاهِرُ كَلَامِهِمْ أَنَّ ذَلِكَ لِلْوَالِي وَالشُّرطِيِّ دُونَ الْقَاضِي ، وَذَكَر الْقَرَافِيُّ أَنَّ لِلْمُحْتَسِبِ أَنْ يَفْعَلَ ذَلِكَ ، لِأَنَّ قَاعِدَةَ وِلَايَتِهِ الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنْ الْمُنْكَرِ (تبصرة الحكام فى اصول الاقضية ومناہج الاحكام ٣٨٩،٤)۔

۵۔ ضرررساں خفیہ معلومات سے متعلقہ شخص کوآگاہ کرنا:

اگر کوئی دوسراشخص اس رازسے واقف نہ ہواورخوداسےاس کی مددکی صورت میں کسی ضرررکااندیشہ نہ ہوتواس وقت متعلقہ شخص کومضرت سے بچانے کےلئے صورت حال سے ممکنہ طورپرآگاہ کرناضروری ہوگا،قرآن کریم کاحکم ہے:

وتعاونوا على البر والتقوى (سوره المائده: ٢)۔

رسول اللہ ﷺنےارشادفرمایا :

أن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما أخبره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يسلمه، ومن كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته، ومن فرج عن مسلم كربة فرج الله عنه كربة من كربات يوم القيامة ومن ستر مسلما ستره الله يوم القيامة (الجامع الصحيح المختصر ٨٦٢،٢، حدیث نمبر: ٢٣١٠)۔

فقہاء نےلکھا ہے کہ نابیناکےکنواں میں گرنےیامعصوم بچے کوسانپ یابچھوڈس لینے کا اندیشہ ہو توان کی مدد کرنا واجب ہے (حاشیۃ الدسوقی٢٨٩،١، الحطاب ٣٦،٢، ابن

عابدین ۱،۴۴۰، ۴۷۸)۔

۶۔ فیس بک اکاؤنٹ سے معلومات جمع کرنا:

اگرفیس بک پریہ معلومات مخفی نہ رکھی گئی ہوں،توان کی تفصیلات جمع کرنادرست ہوگا،اوراگرمخفی رکھی گئی ہوں توبلااجازت کسی کاڈاٹاحاصل کرنا جائزنہیں ہےاورنہ اس کی اجرت لینادرست ہے۔

۷۔ خفیہ کیمروں کااستعمال :

اگریہ تنظیمیں حکومت کی طرف سے اس قسم کےکاموں کےلئے مامورہوں یاان کوان چیزوں کااختیارحاصل ہوتوملکی مفادات اورامن عامہ کے مقاصد کے تحت یہ اقدامات درست ہیں، اس لئے کہ یہ بھی ملک کی ضرورت ہیں اوران سے سب ہی کامفادوابستہ ہے۔

۸۔ مسروقہ سافٹ ویئرکی خرید وفروخت :

یہ چوری اورگناہ ہے،اورجولوگ اس میں شریک ہیں وہ سب گناہ گارہیں ، اور جو لوگ چوری کی چیزجانتے بوجھتے ہوئےخریدکرآگےبیچتے ہیں اوراس کاکاروبارکرتے ہیں وہ بھی اس جرم میں برابرکےشریک ہیں ،حدیث پاک میں ہے:

عن أبی هريرة عن النبی -صلی الله عليه وسلم- أنه قال:من اشتری سرقة وهو يعلم أنها سرقة فقد شرك فی عارها وإثمها (السنن الكبرى وفی ذيله الجوهر النقی۵،۳۳۵، حديث نمبر: ۱۱۱۴۱)۔

۹۔ دوسروں کےکمپیوٹرہیک کرنایاان میں وائرس چھوڑنا:

دوسرے کےکمپیوٹرمیں اس کی مرضی کےبغیرتصرف کرنااوراس کونقصان پہونچاناصریح ظلم ہے،جس کی شریعت میں قطعی اجازت نہیں ہے۔

بدائع میں ہے :

ولا يجوز التصرف في ملك الغير بغير إذنه (بدائع الصنائع۵،۱۸۸)۔

شامی میں ہے:

لَا يَجُوزُ التَّصَرُّفُ فِي مَالِ غَيْرِهِ بِلَا إذْنِهِ (الدر المختار مع الشامی ۹،۲۹۱، بیروت)۔

محورسوم:

۱۔ سوشل میڈیاپرآنےوالی خبروں کوآگے بھیجنا:

سوشل میڈیااورالیکٹرانک ذرائع ابلاغ پربہت سی خبریں خلاف واقعہ بھی ہوتی ہیں اس لئے ان کوبلاتحقیق آگے بھیجنادرست نہیں ہے ،بےتحقیق خبروں سے اکثرمعاشرہ میں فساد پیداہوتاہے،اوریہ کام فسادپسندلوگ کرتے ہیں ،قرآن کریم میں ہے:

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ (النساء: ۸۳)۔

ترجمہ :اور جب ان کو کوئی بھی خبر پہنچتی ہے، چاہے وہ امن کی ہو یا خوف پیدا

کرنے والی، تو یہ لوگ اسے (تحقیق کے بغیر) پھیلانا شروع کردیتے ہیں۔

علامہ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیرمیں لکھتے ہیں :

وقوله:{ وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ }إنكار على من يبادر إلى الأمور قبل تحققها، فيخبر بها ويفشيها وينشرها، وقد لا يكون لها صحة (تفسیر ابن کثیر۲،۳۶۵)۔

حدیث میں آیاہے کہ کسی انسان کےجھوٹاہونے کےلئے یہ کافی ہے کہ وہ ہرسنی ہوئی بات کودوسروں تک پہونچادے :

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم-: كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (صحیح مسلم۱،۸، حدیث نمبر: ۷)۔

اسی لئے قرآن کریم نے ہدایت کی ہےکہ کسی خبرپریقین کرنےکےلئے ضروری ہےکہ اس کی تحقیق کی جائے، ورنہ اکثروہ ندامت کاباعث ہوتی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ (الحجرات: ۶)۔

۲۔ کسی کےمراسلہ میں کمی بیشی کرنا:

یہ دوہراگناہ ہے ،اس لئے کہ اس میں دوسرے کی چیزمیں ناجائزتصرف کےعلاوہ اس کی طرف غلط بات کاانتساب بھی ہے،جوکذب اورافتراء ہے۔

۳۔ حکومت کاکسی کی نجی معلومات کوعام کرنا:

حکومت ہو یا کوئی دوسرا شخص کسی کوبھی دوسرے کی نجی ملکیت میں جھانکنے،دخل دینےاوراس کوعام کرنے کی اجازت نہیں ہے،اسلام کےنزدیک امیروقت کوبھی یہ اجازت نہیں ہےکہ کسی کےمکان میں مالک کی اجازت کےبغیرمقررہ دروازہ کےعلاوہ کسی اورراستہ سے داخل ہونے کی کوشش کرے،قرآن کریم میں اس مضمون کی بہت بامعنیٰ آیت موجودہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (النور: ۲۷)۔

۴۔ انٹرنیٹ پرآنےوالےتجارتی اشتہارات کوآگے بھیجنا:

انٹرنیٹ پرآنےوالےتجارتی اشتہارات کوکمپنی کی تحقیق کئےبغیرآگے بھیجنا درست نہیں ہے،یااگربھیجے توذریعۂ اطلاع کوواضح کردے،اس لئے کہ ان میں ایسی اشیا کی ترغیب بھی ہوسکتی ہےجن کااستعمال جائزنہ ہو،قرآن کریم نے معصیت میں تعاون اورشرکی اشاعت سے روکاہے:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ: ۲)۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (النور: ۱۹)۔

۵. معززشخصیات کےکارٹون بنانا:

ان کارٹونوں کی بنیادہی طنز وتشنیع اوراستہزاء وتمسخرپرہے،اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا،اصلاح کے سنجیدہ طریقے بھی موجودہیں ،قرآن کریم میں ہے:

لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ (الحجرات: ١١)۔

تمسخرواستہزاء سے ہتک عزت ہو تی ہے جو ناجائز اور حرام ہے، حدیث شریف میں ہے :

کل المسلم علی المسلم حرام عرضہ ومالہ و دمہ (ترمذی۲،۱۴، ابواب البر والصلۃ ، باب ما جاء فی شفقۃ المسلم علی المسلم)۔

۶. موبائل پرہونےوالی گفتگو کوریکارڈکرنا:

اگرموبائل کمپنیاں حکومت کی طرف سے مامورہیں توکچھ مضائقہ نہیں، حکومت کو کبھی جرائم پیشہ افراد تک پہونچنے کےلئے ایسی ضرورت پیش آسکتی ہے:

فَقَدْ نُقِل عَنِ ابْنِ الْمَاجِشُونِ أَنَّهُ قَال:اللُّصُوصُ وَقُطَّاعُ الطَّرِيقِ أَرَى أَنْ يُطْلَبُوا فِي مَظَانِّهِمْ وَيُعَانَ عَلَيْهِمْ حَتَّى يُقْتَلُوا أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الأَْرْضِ بِالْهَرَبِ. وَطَلَبُهُمْ لاَ يَكُونُ إِلاَّ بِالتَّجَسُّسِ عَلَيْهِمْ وَتَتَبُّعِ أَخْبَارِهِمْ (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۰،۱۶۴)۔

الضرورات تبیح المحظورات (الاشباہ والنظائر،۷۳)۔ واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم ۔

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل

مولانا عبید اللہ ابوبکر ندوی•

پہلا محور:

جواب نمبر (١): اللہ تعالی نے اس کائنات کوانسانوں کی نفع رسانی کے لئے پیدا کیا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: وھو الذی خلق لکم ما فی الأرض جمیعا (سورۃ البقرۃ: ٢٩)، دوسری جگہ ارشاد ہے: ألم تر أن اللہ سخر لکم ما فی السموات وما فی الأرض جمیعا (سورۃ لقمان: ٢٠)، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے بعض امور کوحرام قرار دیا ہے اور بعض کوحلال اور جن بعض امور سے خاموشی برتی ہے وہ حلال ہیں:الحلال ما أحل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو مما عفی عنہ(سنن ترمذی: ١٧٢٦)۔ موبائل جیسی چیز بھی انھیں چیزوں میں داخل ہے ،اس اعتبار سے موبائل کا استعمال درست ہے ،لیکن چوں کہ اس زمانہ میں موبائل کا استعمال مفید ومضر،حلال وحرام دونوں قسم کے کاموں کے لئے ہوتا ہے جیسا کہ بہت سی چیزیں فی نفسہ جائز ہیں لیکن اگران کااستعمال غلط طریقہ سے کیا جائے تواس کے حکم میں تبدیلی واقع ہوتی ہے مثلا موبائل جسے مختلف سہولیات کے لئے استعمال کیا جاتا ہے،لیکن اس کے ذریعہ اللہ تعالی کی نافرمانی اور معصیت کے کام بھی انجام دیئے جاتے ہیں، اس پس منظر میں موبائل کے رکھنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا حکم اس کے استعمال کے اعتبار سے ہوگا،اگر اس کا استعمال جائز اور مستحسن کاموں کے لئے ہو تو جائز اور غلط اور معصیت کے کاموں کے لئے ہو تو ناجائز ہے،جیسا کہ اس کی تائید اس قاعدہ سے ہوتی ہے: ''الأصل فی الأشیاء الإباحۃ حتی یدل الدلیل علی التحریم''(الأشباہ و النظائر: ٩٠)۔

جواب نمبر (٢): ملٹی اپلیکیشن موبائل میں قرآن مجید رکھنے کی گنجائش ہے،لیکن اگر کوئی شخص اس موبائل کو فحش کاموں کے لئے استعمال کرتا ہو پھر اس میں فحش مناظر یا چیزیں جو شریعت میں حرام ہیں ان کو دیکھتا ہو تو اس میں قرآن رکھنا جائز نہیں؛ اس لئے کہ بیت الخلاء میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے اور اس لئے کہ اس سے قرآن کی بے حرمتی ہوتی ہے، اسی طرح موبائل کے اندر فحش چیزوں کے ایپ ہوں اور ساتھ میں قرآن بھی ہوتواس سے قرآن کی بے حرمتی سمجھ میں آتی ہے تو اسی علت کی بنا پر قرآن کو اس میں رکھنا جائز نہیں ہوگا۔

• جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور، کرناٹک۔

أخبرنا يزيد بن هارون...قال...أربعة لا يقرءون القرآن عند الخلاء وفى الحمام،والجنب والحائض إلا الآيتونحو ها للجنب والحائض(سنن الدارمی: ١٠٣٣، ابو داؤد: ١٩، الترمذی: ١٧٤٦)۔

ويكره عند قضاء الحاجة حمل مكتوب قرآن واسم الله تعالى واسم لنبى وكل اسم معظم كما فى الكفاية تبعا للإمام تعظيما لذلک(اسنى المطالب١٠٨،١)۔

جواب نمبر (٣): مو بائل فون میں تلاوت بذریعہ آڈیو سنی جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں:پہلی صورت میں تلاوت کے ساتھ ساتھ وہ آیت بھی موبائل اسکرین پر ڈیجٹل طریقہ سے نقش ہو کر ظاہر ہوگی، اور دوسری صورت میں صرف آواز سنائی دے گی،اور اسکرین پر کو ئی چیز دکھائی نہیں دے گی ،دونوں صورتوں میں مو بائل کو ہاتھ لگانا درست ہو گا،جب کہ موبائل کو اٹھانا، پکڑنا اور چھوناقرآن کے قصد سے نہ ہو،، جیساکہ عہد رسالت میں حضور دار الکفر کی طرف بادشاہوں کو خطوط بھیجا کرتے تھے، اس میں بعض قرآن کی آیات لکھی ہوئی تھیں اور ان کو بغیر وضو چھوا جاتا تھا، چوں کہ اس میں قصدقرآن کا نہیں تھا،نیز اس زمانہ میں دراہم ودنانیر پربھی قرآنی آیات نقش ہوتی تھیں لیکن انھیں بھی بغیرقصد قرآن کے اٹھانا درست تھا، اسی طرح تعلیم دینے کے قصد کے علاوہ کتابت قرآن کا عمل پایا جائے مثلا دیوار ،کھانے کی چیز، عمامہ وغیرہ تو اس کو چھونا اور اٹھانا بغیر وضو کے جائز ہے،اس لئے کہ اس میں بھی قرآن کاقصد نہیں ہوتا۔ جہاں تک دوسری صورت کی بات ہے جس میں فقط آواز سنائی دیتی ہے تو اس صورت میں بغیر وضو کے موبائل ہاتھ لگانا جائز ہے اس لئے کہ صوت قاری نفس قرآن نہیں ہے؛کیوں کہ مصحف کا اطلاق صرف مکتوب الفاظ قرآنی پر ہوتا ہے جیسا کہ آگے آنے والی عبارتوں سے واضح ہوتا ہے۔المصحف اسم للمكتوب من القرآن الكريم المجموع بين الدفتين والجلد (الموسوعة الفقهية٣٨،٥)۔

فلو لمس المحدث او حمل درهما على نقشه آية أو ثوبا على طرازه آية أو كتابا فيه آى أثبتت للإحتياج أوللتيمن لا لدراسة القرآن لم يعص...وقد بعث رسول اللهﷺ كتابا إلى حرقل،و ضمنه قوله تعالى‘‘ياأهل الكتاب تعالوا إلى كلمة (آل عمران:٦٤) وعلم أن الكتاب تتداوله أيدى الكفار و هم على أحداثهم و جنابتهم(نهاية المطلب٤٠٠،١)۔

وأما ما كتب عليه شيء من القرآن، لا للدراسة كالدراهم الأحدية، والثياب، والعمامة، والطعام... فلا يحرم مسه ولا حمله على الصحيح (روضة الطالبين٨٠،١، الوسيط فى المذهب١٠٨،١، النجم الوهاج٢٨٠،١) ۔

جواب نمبر (٤):اس وقت دین کی نشرواشاعت اور احیاء دین کے لئے سوشل میڈیاکابھی نمایاں کردار ہے،موبائل پر روزانہ ہزاروں ایسے پیغامات موصول ہوتے ہیں جو خالص دینی مواد پر مشتمل ہوتے ہیں، لیکن بعض اوقات بلکہ اکثراوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی پیغام متعددبار موصول ہوتا ہے جس سے کافی پریشانی بھی ہوتی ہے،نیز بعض

لوگ ہرپیغام کے پوسٹ موصول ہونے پرناراض ہوتے ہیں،اس اعتبار سے پیغام کی ترسیل کا حکم الگ الگ ہوگا، لہذااگر کوئی شخص دیندار ،ذی علم ہو وہ نا پسند کرتا ہوتواس کی بغیر اجازت اس کو پیغامات بھیجنا جائز نہیں؛ اس لئے کہ نشر علم فرض کفایہ ہے اور ایذاء مسلم حرام ہے، اس کے بر خلاف اگر کوئی شخص شریعت کا مخالف ہو ،معصیت کا مرتکب ہو،اور اصلاح کامحتاج ہوتو ایسے شخص کو پیغامات بھیجنا واجب ہے؛ اس لئے کہ مسلمان کے لئے واجب ہے کہ وہ اپنی طاقت کے بقدر منکر کا انکار کرے،اللہ تعالی کاارشاد ہے:ولتکن منکم أمۃ یدعون إلی الخیر و یأمرون بالمعروف و ینھون عن المنکر (آل عمران: ١٠٤)۔

قال النبیﷺ:إن الناس إذارأوا المنکرفلم ینکروہ أوشک أن یمنعھم اللہ بعقابہ(مسند أحمد: آل عمران: ١١٠، صحیح مسلم،ابو داؤد: ٤٣٤٠، ترمذی : ٢١٧٢،ابن ماجہ: ٤٠١٣)۔

قال ابن الحاج:ینبغی للعالم...إذا رأی الناس قد أعرضوا عن العلم أن یعرض نفسہ علیھم لتعلیمھم و إرشادھم(الموسوعۃ الفقھیۃ١٣/٧)۔

جواب نمبر (٥): غیر محرم مرد یا عورت کا آپس میں ایک دوسرے کو مو بائل کے ذریعہ پیغامات بھیجنا درست نہیں ہے چاہے اس میں کوئی غیر اخلاقی بات نہ ہو، اسی طرح مخطوبہ عورت بھی اجنبی کے حکم میں ہے، اس لئے کہ جب تک مرد عورت کا نکاح نہیں ہوتا وہ دونوں اجنبی کے حکم میں ہیں، اسی طرح قرآن مجید کی آیت ہے: ''ولا تقربو الزنا إنہ کان فاحشۃ وساء سبیلا''(بنی إسرائیل)اور تم زنا کے قریب بھی مت جائو بیشک یہ بے حیائی کا کام ہے اور بہت ہی بری راہ ہے۔ اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مرد عورت کا نا محرم سے ملنا اور بات چیت کرنا درست نہیں،اس لئے کہ نبیﷺ کا ارشاد ہے:جب کوئی مرد کسی عورت سے تنہائی میں ملتا ہے تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے (سنن الترمذی: ١١٧١)۔ اسی طرح قرآن کی آیت ہے:''قل للمؤمنین یغضّوا من أبصارھم ویحفظوا فروجھم''(سورۃ النور: ٢٠١) کہ آپ مؤمنین سے کہہ دیجئے کہ وہ نگاہیں جھکائے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں...لہذا قرآن وحدیث اور فقہاء کی عبارتوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ غیر محرم مرد و عورت کا تنہائی میں ملنا جلنا اور بات چیت کرنا اور پیغامات کا ارسال کرنا چاہے وہ فون وغیرہ کے ذریعہ ہی کیوں نہ ہو، قطعاً جائز نہیں ہے اس لئے کہ اس میں فتنہ کا اندیشہ ہے۔

المخطوبۃ تعتبر أجنبیۃ من خاطبھا فتحرم الخلوۃ بھا کغیرھا من الأجنبیات لا یجوز خلوۃ الخاطب بالمخطوبۃ للنظر ولا لغیرہ لأنھا محرمۃ ولم یرد الشرع بغیر النظر فبقیت علی التحریم (الموسوعۃ الفقہیۃ١٩/٢٠١)۔

یحرم نظر الرجل إلی عورۃ المرأۃ الأجنبیۃ مطلقا...کما تحرم الخلوۃ بالأجنبیۃ (کفایۃ الأخیار: ٣٥٠)۔

جواب نمبر (۶): بعض پیغامات تصویروں کی شکل میں ہوتے ہیں، اگر تصویر غیر جاندار کی ہو جیسے سورج، چاند، درخت وغیرہ تو ان جیسی چیزوں کی تصویر کے ساتھ پیغامات کو بھیجنا درست ہے ،اور اگر جاندار کی تصویر کے ساتھ پیغام ہو تو اس کو آگے بڑھانے کے سلسلہ میں یہ تفصیل ہے کہ اگر جاندار کی تصویر ایسی چیز کے ساتھ ہو جس سے اس کی توہین ہوتی ہویا حقارت ہوتی ہو تو ایسی صورت میں جائز ہے، اور اگر احترام و عزت کے لئے ہو تو جائز نہیں، موجودہ زمانہ میں پیغامات کے ساتھ جو تصویریں ہوتی ہیں وہ قابل احترام نہیں ہوتیں اس لئے پیغامات کے ساتھ ان کی ترسیل اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ وہ تصاویر فحاشی پر مبنی نہ ہوں،نیز ان تصاویر سے کسی کو تکلیف اور دل شکنی نہ ہوتی ہو۔

(ویجوز ما) أی صورة حیوان کائنة (علی أرض و بساط) یوطأ...إن کانت الصورة علی شيء مما یهان جاز و إلا فلا... (و)یجوز مرتفع (مقطوع الرأس وصورة شجر) و نحوه مما لا روح فیه کشمس وقمر(مغنی المحتاج۴/۵۰۲، عجالة المحتاج۳/۱۳،۱۴، البیان ۹/۴۴۴، کنزالراغبین۲/۳۰۰)۔

جواب نمبر (۷): حفاظتی تدابیر میں کیمرہ کو خاص اہمیت حاصل ہے اس بات سے کسی کو انکار نہیں ہے اور یہ حفاظتی اقدام صرف آج ہی کی ضرورت نہیں ہے؛ بلکہ شروع اسلام سے اس کی طرف خاص توجہ دی جاتی تھی،جنگ کے میدان ہوں یا دشمن کی طرف سے خطرہ ہو، نگرانی اور پہرہ داری کا انتظام کیا جاتا رہا ہے ، اس زمانہ میں انسانی نگرانی کے مقابلہ میں cctvکیمرہ بہتر نگرانی کر لیتا ہے، اس کی وجہ سے مساجد، دکانوں اور پبلک سینٹر میں کافی حد تک چوریاں کم بلکہ بند ہوگئی ہیں اور آج کل ناگفتہ بہ حالات چل رہے ہیں، عبادت گاہوں اور مساجد میں گھس کر شر انگیزی کی جارہی ہے لہذا ان حالات اور ضرورتوں کی وجہ سے کیمرہ لگانا جائز ہے، اگرچہ اس میں تصویر کا شبہ ہے، لیکن یہ تصویر بقدر ضرورت ہے جیسا کہ ناگزیر حالات میں جیسے پاسپورٹ و دیگر سرکاری کاغذات کے لئے تصویر نکالنا ضرورتاًجائز ہے، اسی طرح ضرورتاً سی سی کیمرہ لگانے کے بعد اس میں تصویرآجائے تو اس کی اجازت ہونی چاہئے۔

الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة کانت أو خاصة(الأشباه والنظائر: ۱۱۷)۔

فالضرورة تبیح المحظورات ألا تری أن الله أباح شرب الخمر وأکل المیتة وهذا لأن أحوال الضرورات... (الاختیار لتعلیل المختار۴/۱۵۴، المنهاج القویم۱/۱۸۳، الفقه المنهجی ۳/۹۷، نهایة المحتاج۱/۲۵۹)۔

جواب نمبر (۸):ایئر پورٹ ودیگر جگہوں پراسکیننگ مشین سے گذارنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ گذرنے والے کے تعلق سے اطمینان ہوجائے ،اور اس شرط کا قبول نہ کرنا حکومت اور حکومتی اداروں کو شک میں ڈالنا نیزاپنے آپ کو متہم قراردینا ہے،جب کہ

شریعت کافرمان ہے: ''اتقوا مواضع التہم''، نیزاس وقت مسلمانوں کومعمولی شک وشبہ کی بنا پر غیر قانونی حرکتوں کا الزام لگا کر جیلوں کی سلاخوں کے پیچھے ڈالنے کی بھرپورکوشش کی جارہی ہے،اگراسکیننگ مشین سے گذرنے کوقبول نہ کیاجائے تو اس کانتیجہ ضررشدید سے کم نہیں ہے،اور فرمان نبوی ہے:''لا ضرررولا ضرار'' (سنن ابن ماجہ : ٢٣٤١)، رہا مسئلہ کہ اسکیننگ مشین سے گذرنے والے کے کشف عورت کاتواس سلسلہ میں شریعت کی طرف سے یہ رہنمائی حاصل ہے کہ ضرر سے بچنے کے لئے کشف عورت جائز ہے جیسا کہ علاج کی غرض سے سترکھولنا درست ہے،گواہی اور خریدوفروخت کے وقت بھی کشف عورت کی اجازت ہے،اور قاعدہ یہ ہے کہ جب دونقصان اور ضرر جمع ہوجائیں تو بڑے ضررکی رعایت کی جائے اور اس سے بچنے کے لئے چھوٹے ضرر کوبرداشت کیا جائے،لہذا مسلمانوں کے لئے بوقت ضرورت اسکیننگ مشین سے گذرتے وقت کشف عورت میں ضرر ہے لیکن نہ گذرنے کی صورت میں بڑا ضرر ہے، لہذا قانونی طور پرجب گزرنا ضروری ہوجائے تو جائز ہے اور حفاظت کے لئے اس کا استعمال کرنا بھی جائز ہے۔

قال السبکی ــمالوکان أحدهما أعظم ضررا وعبارة ابن الکتانی لابد من النظر لأخفهما وأغلظهما (الاشباہ والنظائر: ١١٦)۔

أتی عثمان بن عفانؓ بغلام و قد سرق فقال: انظروا إلی مؤتزره فنظروا فلم یجدوه أنبت الشعر فلم یقطعہ(السنن الکبری للبیہقی٦/٩٧)۔

قلت:و یباح النظر لمعاملۃ من یبیح وغیرہ وشهادة تحملا وأداء حتی یجوز النظر إلی الفرج للشهادة علی الزنا والولادة و إلی الثدی للشهادة علی الرضاع(مغنی المحتاج: ٤)۔

ذهب جمہور الفقہاء الی أنہ یجوز عند الحاجۃ الملجئۃ کشف العورۃ من الرجل و المرأۃ (الموسوعۃ الفقهیۃ٣١/٥٦، نهایۃ المحتاج٦/١٩٣، المجموع١٧/٢٩٤)۔

دوسرا محور:

جواب نمبر (١): انٹر نیٹ پر محفوظ کی ہوئی معلومات کا قفل توڑ کر چوری کرنا جائز نہیں ہے، قرآن و حدیث میں اس کے متعلق سخت وعیدیں آئی ہیں جیسا کہ قرآن میں آیا ہے: ولا تجسسوا (سورۃ الحجرات: ١٣)کہ تم جاسوسی مت کرو، اسی طرح حدیث شریف میں آیا ہے:''إیاکم والظن فإن الظن أکذب الحدیث ولا تحسسوا ولاتجسسوا (سنن ابوداؤد: ٤٩١٧) بد گمانی سے بچو اس لئے کہ بد گمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے، نہ ٹوہ میں پڑو نہ جاسوسی کرو۔اور اس سلسلہ میں مختلف قسم کی معلومات کی چوری کے احکامات الگ الگ ہیں،یعنی ایسی معلومات جن سے اس شخص کی عزت و آبرو کو ٹھیس لگ سکتی ہو یا معاشی پہلو سے نقصان پہونچ سکتا ہو، ایسی معلومات جن سے چوری کرنے والے کو تو

فائدہ ہو لیکن اصل شخص کو کوئی نقصان نہ ہو جیسے علمی ومطالعاتی یادداشتیں وغیرہ، یہ بھی چوری میں شامل ہیں جو شرعاً جائز نہیں ہے جیسا کہ قرآن میں اللہ فرماتے ہیں: ''السارق والسارقۃ....''(سورۃ المائدہ: ۳۸) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم ہر چوری کے لئے عام ہے، اسی طرح حدیث شریف میں آتا ہے: ''ولا تتبع ما لیس عندک''(ابن ماجہ: ۲۱۸۷)کہ اس چیز کے پیچھے نہ پڑو جو تمہارے پاس نہیں، چنانچہ علامہ شیرازیؒ فرماتے ہیں:ولا یجوز بیع ما لم یستقرملکہ علیہ ولا یجوز بیع مالا یملکہ من غیر إذن مالکہ(المھذب۲/۱۷۰)مذکورہ دلائل سے معلوم ہوا کہ چوری کرنا حرام ہے۔

جواب نمبر (۲): اگر کسی شخص نے دوسرے کی معلومات چوری کرلی اور اسکی اجازت کے بغیر آگے بڑھایا تو اس شخص کی طرح ہے جو لوگوں کی باتوں کو چھپ کر سنتا ہے اور اس کو لوگوں تک پہونچاتا ہے جس کو احادیث میں (قتات) کہا گیا ہے اور اس عمل کا کرنا جائز نہیں ، احادیث میں اس کی سخت وعیدیں آئی ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے،حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبیﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:''لایدخل الجنۃ قتّات'' (صحیح البخاری، کتاب الأدب: ۶۰۵۶)چوری چھپے دوسروں کی باتیں سن کر آگے پہونچانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور بعض حضرات کے نزدیک نمام اور قتات ایک ہی ہیں، چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے، حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبیﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:''لا یدخل الجنۃ نمّام'' (صحیح مسلم،کتاب الایمان: ۱۶۸،۱۶۹، سنن الترمذی: ۲۰۲۶، مسند احمد: ۲۳۲۴۷،صحیح البخاری: ۶۰۵۶) چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا، چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں: ''أن الشافعی قال: الوطء فی الحیض کبیرۃ وفی صحیح البخاری أن النبی ﷺ جعل النمیمۃ کبیرۃ''(روضۃ الطالبین ۱۰/۲۲۳،۲۲۴، النجم الوھاج۱۰/۲۹۱)، امام شافعیؒ فرماتے ہیں کی حیض کی حالت میں وطی کرنا گناہ کبیرہ ہے مگر صحیح البخاری میں روایت ہے کہ نبیﷺ نے چغلی کو بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ امام ذھبی فرماتے ہیں: ''النمیمۃ من الکبائر، وھی حرام بإجماع المسلمین وقد تظاھرت علی تحریمھا الدلائل الشرعیۃ من الکتاب والسنۃ (الکبائر: ۱۶۰) کہ چغلی کبائر میں سے ہے اور وہ حرام ہے، اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے اور قرآن و سنت میں اس کی حرمت کے دلائل وارد ہوئے ہیں،لہذا مذکورہ دلائل سے معلوم ہوا کہ دوسروں کی باتیں سن کر اس کوبغیر اجازت کے آگے پہنچانا ناجائز بلکہ حرام ہے،تو اسی پر قیاس کرتے ہوئے اگر کوئی شخص کسی کی معلومات کو چوری کرلے اور اس کی اجازت کے بغیر آگے بڑھائے یہ جائز نہیں ہے؛ البتہ یہ وعیدیں اس وقت ہونگی جب کہ ان کے نقل کرنے میں شرعی مصلحت نہ ہو ورنہ دوسروں کی معلومات چوری کرکے اس کی اجازت کے بغیر آگے بڑھانا مستحب بلکہ واجب ہے،چنانچہ امام نوویؒ کا قول ہے: ''ہذا کلہ إذا لم

یکن فی النقل مصلحۃ شرعیۃ، وإلا فھی مستحبۃ أو واجبۃ''(فتح الملھم لشرح المسلم، کتاب الایمان۲/۱۰۴)۔

جواب نمبر(۳): شوہر و بیوی بھی انٹرنیٹ کے ذریعہ ایک دوسرے کی جاسوسی نہینکرسکتے ہیں؛ کیونکہ ان دونوں کا ایک دوسرے سے قریب ترین تعلق ہے اور انکے باہمی مفادات بھی ایک دوسرے سے مربوط ہیں اور جاسوسی ایک ایسا امر ہے جس سے ان کے تعلقات میں بگاڑ اور باہمی مفادات میں اختلاف ہو تا ہے، لہذا ان کے لئے ایک دوسرے کی معلومات اطلاع کے بغیر حاصل کرنا بالکل بھی جائز نہینہے۔قرآنی آیات اور احادیث میں جاسوسی کے متعلق سخت ممانعت وارد ہوئی ہے،جیسا کی اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''ولا تجسسوا''(سورۃ الحجرات : ۱۲) کہ تم ایک دوسرے کی جاسوسی مت کرو۔ اسی طرح حدیث میں آیا ہے، حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا :إیاکم الظن فإن الظن أکذب الحدیث ولا تحسّسوا ولا تجسّسوا (مسند ابو داؤد ،کتاب الأدب: ۲۵۶۳) کہ ظن و گمان کے پیچھے سے بچو(بدگمانی سے بچو)اس لئے کہ بد گمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے نہ ٹوہ میں پڑو اور نہ جاسوسی کرو۔ اور ایک موقعہ پر آپ ﷺنے ارشاد فرمایا:یا معشر من آمن بلسانہ ولم یدخل الإیمان فی قلبہ:لا تغتابوا المسلمین ولا تتبعوا عوراتھم فإنہ من اتبع عوراتھم یتبع اللہ عورتہ، ومن یتبع اللہ عورتہ یفضحہ فی بیتہ (مسند ابوداؤد، کتاب الأدب: ۴۸۸۰، مسند احمد: ۱۹۸۰۱) اے وہ لوگ جو زبانی ایمان لائے اور ایمان ان کے دل میں داخل نہیں ہوا، مسلمانوں کی غیبت مت کرو، اور ان کی ٹوہ میں نہ لگو، اس لئے کہ جو دوسروں کی ٹوہ میں لگتا ہے اللہ تعالی اس کی ٹوہ میں لگ جا تا ہے، اور جس کی ٹوہ میں اللہ لگ جائے وہ گھر بیٹھے بیٹھے رسوا ہو جاتا ہے ۔مذکورہ دلائل سے معلوم ہوا کہ جاسوسی منع ہے،اس اعتبار سے شوہر بیوی کا آپس میں ایک دوسرے کی جاسوسی کرنا شرعاً جائز نہیں؛ البتہ اگر کسی شخص کی معصیت میں واقع ہونے کا گمان ہو یا کوئی ظاہری قرینہ پایا جائے جیسا کہ ثقہ آدمی کا خبر دینا وغیرہ، اس صورت میں جاسوسی کرنا جائز بلکہ واجب ہے۔ علامہ شمس الدین محمد ابن ابوالعباس احمدبن شہاب الدین رملی فرماتے ہیں:

ولیس لأحد البحث والتجسیس------نعم إن غلب علی ظنہ وقوع معصیۃ ولو بقرینۃ ظاھرۃ کإخبار ثقۃ جاز لہ بل وجب علیہ التجسیس (نھایۃ المحتاج،کتاب السیر۸/۴۹، اعانہ الطالبین کتاب الجھاد۴/۱۸۲، روضۃ الطالبین، کتاب السیر۱۰/۲۲۰، مغنی المحتاج، کتاب السیر۶/۷۱۸، أسنی المطالب، کتاب السیر۶/۸۵)۔

جواب نمبر (۴): حکومت اور محکمہ پولیس بعض دفعہ امن عامہ کے لئے کسی شخص کی معلومات حاصل کرتی ہے؛ تاکہ جرائم پیشہ اور دہشت گرد عناصر پر نظر

رکھی جاسکے،اس مقصد کے لئے دوسروں کی خفیہ معلومات تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے؛ بلکہ اس کا کرنا واجب ہے تاکہ امن عامہ قائم رہے۔

و لیس لأحد البحث و التجسیس و اقتحام الدور بالظنون نعم إن غلب علی ظنہ وقوع معصیۃ ولو بقرینۃ ظاھرۃ کاخبار ثقۃ جاز لہ بل وجب علیہ التجسیس إن فات تدارکھا کقتل وزنا وإلا فلا (نھایۃ المحتاج۸/۴۹)۔

ولیس لأحد البحث و التجسیس...نعم إن غلب علی ظنہ وقوع معصیۃ جاز بل وجب علیہ (تحفۃ المحتاج۴/۱۸۵،مغنی المحتاج۶/۷۱۸،اسنی المطالب۶/۸۵، روضۃ الطالبین۱۰/۲۲۰)۔

جواب نمبر(۵): اگر کوئی شخص دوسرے کی خفیہ معلومات تک پہونچ جائے اور ان معلومات سے یہ بات واضح ہو کہ کسی کو نقصان پہونچانے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس شخص کے لئے دوسرے آدمی کو صورت حال سے واقف کرنا درست ہے؛ کیونکہ افشائے سر کسی مصلحت کی وجہ سے جائزہوتا ہے جیسے حدیث شریف میں آتا ہے:''انصر أخاک ظالما أو مظلوما'' (صحیح البخاری/۲۳۱۲)اس حدیث میں بتایا جارہا ہے کہ آپﷺ نے فرمایا: تم اپنے بھائی کی مدد کرو ظالم ہویا مظلوم، صحابہ نے عرض کیا: مظلوم کی مدد تو کردیں گے مگر ظالم کی کیسے کریں؟ آپﷺ نے فرمایا: اس کے ہاتھ کو پکڑلو، مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ ظالم کو روکنا اس کی مدد ہے تو اسی پر قیاس کرتے ہوئے ان معلومات کو دوسروں تک پہونچاکر اسے امکانی نقصان سے بچایا جا سکتا ہے،اسی طرح اور ایک حدیث میں آتا ہے:''المجالس بالأمانۃإلی ثلاثۃ....'' (سنن ابوداؤد: ۴۸۶۹)اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی ایسی مجلس جس میں خون بہانے، زنا کرنے اور باطل طریقہ سے مال ہڑپ کرنے کے لئے لگائی جائے تو وہ مجلس امانت نہیں ہوگی، اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جب بعض ناگزیر حالات میں مجلس امانت نہیں رہتی تو جب اتفاقی طور پر کسی کی خفیہ معلومات سے پتہ چلے کہ وہ کسی کو نقصان پہونچانے والا ہے تو یہ چیز اسکی امانت نہیں رہ سکتی، لہذا دوسرے کو بتانا جائز ہے۔ اسی طرح وہ حدیث ہے جس میں ابن مسعودؓ کی بیوی زینب نے حضرت بلالؓ کے واسطے سے ایک سوال کے متعلق حضورﷺ سے دریافت کیا اور جب حضورﷺ نے سوال کرنے والے کا نام پوچھا تو اس کا نام بتا دیا (صحیح بخاری: ۱۴۶۶)۔ معلوم ہوا کہ مصلحت کی بنا پر افشاء سر کی اجازت ہے، اسی طرح عزبن عبد السلام نے مصلحت کی بنا پر افشاء سر کی اجازت دی ہے (شجرۃ المعارف: ۳۸۹)۔ مذکورہ دلائل سے معلوم ہوا کہ کسی مصلحت کی بنا پر خفیہ معلومات پہونچانا جائز ہے۔

جواب نمبر(۶): جن لوگوں نے اپنا فیس بک اکاؤنٹ کھول رکھا ہے اور اس میں ان کی بہت سی معلومات بھی موجود ہیں ،بعض کمپٹیاں تجارتی مقاصد کے تحت ماہرین سے

کہتی ہیں کہ وہ ان معلومات کا ڈاٹا جمع کر کے ان کو مہیا کریں، ایسا کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ اس طرح کرنا ایک طرح کی جاسوسی ہے اور قرآن میناس کی سخت وعیدیں آئی ہیں جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:''ولا تجسسوا''(سورۃ الحجرات: ١٢)، اسی طرح حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابو ھریرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:''جاسوسی مت کرو اور آپس میں ایک دوسرے سے حسد مت کرو ''(مسلم: ٢٥٦٣) اور یہ ایک طرح سے تعاون علی المعصیۃ بھی ہے جو کہ جائز نہیں، اس لئے کہ قرآن میں ہے کہ ''گناہ اور عدوان کے مقابلہ میں تعاون نہ کرو '' (سورۃ المائدۃ: ٢)۔ مذکورہ آیت اور حدیث کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوئی کہ دوسروں کی معلومات کو اجازت کے بغیر لینا اور دوسروں کو مہیا کرنا اور اس کام کی اجرت لینا جائز نہیں۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں:قولہ ﷺ ولا تحسّسوا ولا تجسّسوا، قال بعض العلماء: التحسّس... البحث عن عورات...وقیل:ھما بمعنی وھو طلب معرفۃ الأخبار الغائبۃ والأحوال (المنھاج فی شرح مسلم٦/٩٣،٩٤)۔

علامہ شیرازیؒ فرماتے ہیں:

ولہ یجوز بیع مالا یملکہ من غیر إذن مالکہ ولا یجوز بیع مالم یستقر ملکہ علیہ (المھذب ٢/٥٨٠)۔

ولا تجوز علی المنافع المحرمۃ لأنہ یحرم فلا یجوز أخذ العوض علیہ کالمیتۃ والدم (النجم الوھاج٥،١٩٣)۔

المنفعۃ المحرمۃ لا یجوز عقد الإجارۃ علیھا کالمعازف لاتضمن(مبسوط سرخسی ١٦،٣٨)۔

إذا استأجر الذی من المسلم بیتا لبیع فیہ...ولا أجر لہ عندھما(اعراب القرآن و بیانہ٩،٢٧٣)۔

جواب نمبر(٧): عصر حاضر میں تصویری آلات شہادات کی تحقیق کے لئے بہت ہی مضبوط وسائل ہیں اور اس سے مقصود تک آسانی سے پہونچا جا سکتا ہے،اسی وجہ سے خفیہ کیمروں کا استعمال جائز ہے، اور یہ تجسس کا ایک ذریعہ ہے اور تجسس اس وقت جائز ہے جب کہ وہ مفید مقاصدکے لئے ہو ورنہ تجسس جائز نہیں ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے :''تعاونوا علی البر و التقوی ولا تعاونو علی الإثم و العدوان (سورۃ المائدۃ: ٢)۔

عن البراء بن العازب قال:''نھانا النبیﷺ عن سبع...وأمرنا بسبع...بعیادۃ المریض... ونصر المظلوم (صحیح البخاری: ٥٨٦٥)۔

إن غلب علی ظنہ وقوع معصیۃ ولو بقرینۃ ظاھرۃ کإخبار ثقۃ جاز لہ بل وجب علیہ التجسیس إن فات تدارکھا کقتل وزنا و الا فلا(نھایۃ المحتاج٨،٤٩،تحفۃ المحتاج٤/١٨٥، حواشی الشروانی٩/٢١٩)۔

جواب نمبر(۸): کسی شخص کے لئے اپنی صلاحیت کے ذریعہ سافٹ ویئر کا قفل توڑنا اور اس سے استفادہ کرنا اور اس کو بیچنا جائز نہیں؛ اس لئے کہ وہ دوسرے کی ملکیت ہے،اور دوسرے کی ملکیت میں کسی قسم کا تصرف درست نہیں ہے، اسی طرح اس میں معاملات کرنا جیسا بیچنا خریدنا بھی جائز نہیں۔

قال النبیﷺ: لا تتبع ما لیس عندک(ابو داؤد: ۳۵۰۳)۔

لو غصب أموالا وباعها و تعرف فی أثمانها مرة بعد أخری بحیث یعسر أو یتعذر تتبع ملک التصرفات...فقولان...أصحهما البطلان(مغنی المحتاج۲/۳۶۸)۔

جواب نمبر (۹): موبائل فون کا استعمال بہت سارے مباح اور نیک کاموں کے لئے کیا جاتا ہے اور اس میں وائرس کا داخل کرنا اس کو متاثر کردیتا ہے اور بگاڑ کر رکھ دیتا ہے؛ چنانچہ کسی شخص کے مو بائل یا اس جیسی کسی چیز میں وائرس کا داخل کرنا بالکل جائز نہیں ہے، البتہ اگر اس میں کوئی فحش چیزہو اور وائرس کے داخل کرنے سے وہ فحش زائل ہو سکتا ہو تو اس صورت میں مو بائل میں وائرس کا داخل کرنا جائز ہے ،اس لئے کہ کسی شخص کی ملکیت میں گناہ کے آلات ہوں، ان آلات کو اگرکوئی توڑدے تواس پرکسی قسم کاضمان نہیں آتا، اس اعتبارسے وائرس کے ذریعہ کسی کے موبائل سے فحاشی پرمبنی چیزوں کوڈلیٹ کرنے کی گنجائش ہے۔

لا یجوز التصرف فی ملک غیره الا بإذنہ قال النوویؒ:آلات الملاهی والطنبور وغیرهما وکذا الصنم والصلیب لا یجب فی ابطالها شئ...و فی حد المشروع فی ابطالها وجهان :أحدهما تکسر وترضض...و أصحهما الکسر الفاحش لکن تفصل(القواعد الفقهیہ : ۱۱۰)۔

وقال الشافعی: ولوکسر لہ طنبوراً أو مزماراً أو کَبَراً فإن کان فی هذا شئ یصلح لغیر الملاهی فعلیہ ما نقص الکسر وإن لم یکن یصلح إلا للملاهی فلا شئ علیہ(الأم۴/۲۲۵، روضۃ الطالبین۴/۱۰، حاشیۃ القلیوبی۴/۱۸۸، مغنی المحتاج۵/۵۳۲)۔

ولا یجوز بیع ما لا یملکہ من غیر إذن مالکہ ..... ولا یجوز بیع ما لم یستقر ملکہ علیہ (المهذب۲/۱۷۰)۔

تیسرا محور:

جواب نمبر(۱): سوشل میڈیا پربعض بے سند اور من گھڑت پیغامات گشت کرتے ہیں جن کی کوئی تحقیق نہیں ہوتی ،لہذا اس سلسلہ میں احتیاطی پہلو کومدنظر رکھنا ضروری ہے،اس لئے کہ بے سند اور بلا تحقیق بات کو آگے رواج دینا جھوٹ کی ایک قسم ہے،چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:یاایها الذین آمنوا إن جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا أن تصیبوا قوما بجهالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین۔ امام قتادہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:''وهو ابن أبی معیط الولید ابن عقبۃ بعثہ نبی اللہ ﷺ مصدقا إلی بنی المصطلق فلما أبصروه أقبلوا نحوه

فهابهم فرجع إلى رسول الله ﷺ فأخبره أنهم قد ارتدوا عن الإسلام، فبعث نبى الله ﷺ خالد بن الوليد وأمره أن يتثبت ولا يعجل، فانطلق حتى أتاهم ليلا فبعث عيونہ فلما جاءوا أخبر خالدا أنهم مستمسكون بالإسلام وسمعوا أذانهم وصلاتهم، فلما أصبحوا أتاهم خالد فرأى الذى يعجبہ، فرجع إلى نبى الله و فأخبره الخبر(تفسير طبرى) نبى كريم ﷺ نے وليد بن عقبہ كو قبيلہ بنوالمصطلق كى طرف زكوة وصول كرنے كے لئے بهيجا تها تو وليد بن عقبہ نے آكر يہ خبر دى كہ وہ لوگ مرتد ہوگئے ہيں ،ليكن نبى كريم ﷺ نے اس پر فوراً كوئى ايكشن نہ ليتے ہوئے حضرت خالد بن وليد كو دوبارہ ان كى طرف بهيجا؛ تاكہ حقيقت حال كا اندازہ ہوجائے توحضرت خالد بن وليد ان كے يہاں جانے كے بعد اذان كى آواز سنى تو آكر يہ خبردى كہ وہ لوگ اسلام پر باقى ہيں۔اسى طرح حديث پاک ميں آتا ہے كہ ''كفى بالمرء كذبا أن يحدث بكل ما سمع'' آدمى كے جهوٹا ہونے كے لئے صرف اتنا كافى ہے كہ وہ ہرسنى ہوئى بات كو نقل كرے۔

مذكورہ دلائل سے يہ قاعدہ معلوم ہوتاہے كہ اگر كوئى پيغام يا معلومات جس كے متعلق كوئى تحقيق موجود نہ ہو سامنے آجائے تو اسے آگے بڑهانے اور اس پر ردعمل ظاہر كرنے سے پہلے اچهى طرح تحقيق كرنا ضرورى ہے ،ورنہ اس كے نشرسے ركنا اور احتياط كرنا ضرورى ہے۔امام نووى ؒ فرماتے ہيں كہ بغير تحقيق كے خلاف واقعہ كسى بات كوعام كرنا يا خبر دينا يہ جهوٹ ہے، لہذا اگركسى نے جان بوجھ كر بغير تحقيق كے كسى جهوٹى بات كو پهيلايا تو وہ گنہ گارہوگا ،اگرجان بوجھ كرنہيں پهيلايا تووہ گنہ گار نہيں ہوگا۔

جواب نمبر (٢): آج كى ترقى كے دور ميں ڈيجيٹل طريقہ سے دوسروں كى معلومات ،مضامين اور خطوط وغيرہ ايڈٹ كرنا نہايت ہى آسان ہو گيا ہے، اگريہ عمل غرض فاسد كى بنا پر يا دوسروں كى عزت و آبرو سے كهلواڑ كرنے كى بنا پر يا كسى كا حق چهيننے كى غرض سے ہو تو حرام ہے ،اس لئے كہ يہ عمل خيانت، تحريف اور تزوير (دهوكہ دينے كى نيت سے كى جانے والى كمى زيادتى)كى قبيل سے ہے اور يہ يہود و نصارى كى صفت ميں سے ہے،جيسا كہ اللہ تعالى كا ارشاد ہے:''يحرّفون الكلم عن مواضعہ''(سورة المائدہ: ١٣) وہ كلمات ميں رد و بدل كرتے ہيں،البتہ اگر كوئى شخص اصلاح كى نيت سے تصحيف كرلے تو جائز ہے، بشرطيكہ وہ عادل ہو جيسا كہ ارشاد بارى ہے: ''وليكتب بينكم كاتب بالعدل''(سورة البقرہ: ٢٨٢)، اس آيت كى تفسير ميں امام قتادہ فرماتے ہيں:''اتقى الله كاتب فى كتابہ فلا يدعن منہ حقا ولا يزيدن فيہ باطلا'' (تفسير طبرى) كاتب كتابت كے معاملہ ميں اللہ سے ڈرے نہ كسى حق كو چهپائے نہ ہى باطل كو داخل كرے،نيز زيادتى كرنے والوں كى زيادتى كى طرف اشارہ كرنا بهى ضرورى ہے۔،جيسا كہ اگلى عبارتوں سے اس كى

وضاحت ہوتی ہے:''ولا تلبسوا الحق بالباطل''(سورۃ البقرۃ: ۴۲) التصحیف والتحریف المعتمد فی الوثائق والسجلات و نحو ذلک نوع من التزویر و حکمہ التحریم إن أسقط بہ حقا لغیرہ أو أثبت لنفسہ أو غیرہ من الحق مالیس لہ أو الحق بأحد من الناس ضررا بغیر حق ومن فعلہ یستحق التعزیر(موسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ۱۰؍۲۰۳)۔

جواب نمبر (۳): حکومت کے لئے بالکل بھی اس کا حق بلکہ ان کے لئے جائز بھی نہیں کہ وہ کسی شخص کی نجی معلومات کو دوسروں تک پہونچائے ،اس لئے کہ وہ افشاء سر کے حکم میں ہے اور افشاء سر حرام ہے ،جیسا کہ احادیث اور قرآنی آیات سے معلوم ہوتا ہے، اور افشاء سر ایک اعتبار سے خیانت کی طرح ہے، اور خیانت کرنے والوں کے سلسلہ میں بہت ساری وعیدیں آئی ہیں؛چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:یا أیھا الذین اٰمنوا لا تخونوا اللہ والرسول و تخونوا أماٰنتکم و أنتم تعلمون (سورۃ الأنفال: ۲۷) اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے حقوق میں خیانت مت کرو اور اپنی امانتوں میں خیانت نہ کرو درحال یہ کہ تم سب جانتے ہو، اور ایک جگہ ارشاد فرمایا:إن اللہ لا یحب الخائنین(سورۃ الأنفال: ۵۸)کہ اللہ تعالی خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔ حدیث میں آیا ہے: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا:اٰیۃ المنافق ثلاث:إذا حدث کذب، وإذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان(صحیح البخاری: ۳۳، صحیح مسلم: ۵۹)۔ اس حدیث میں خیانت کرنے والوں کو منافق کی خصلت والا شمار کیا گیا ہے، اسی طرح امام سفارینیؒ فرماتے ہیں:یحرم علی کل مکلف إفشاء السر(غذاء الألباب فی شرح منظومۃ الآداب۱/۱۱۶) امام غزالیؒ فرماتے ہیں: ''ہو منھی عنہ (إفشاء السر)لما فیہ من الإیذاء والتھاون بحق المعارف والأصدقاء وھو حرام إذا کان فیہ إضرار'' (إحیاء علوم الدین۲/۱۳۲)۔ مذکورہ دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ افشاء سر حرام ہے؛ البتہ افشاء سر اس وقت جائز ہے جب کہ اس میں کوئی مصلحت ہو یا دفع ضرر ہو،جیسا کہ عزبن عبد السلام فرماتے ہیں:السرعلی الناس...الأولیاء ولکن قد یجوز الإفشاء إذا کان فی ذلک مصلحۃ (شجرۃ المعارف والاحوال لعز بن عبد السلام: ۳۸۹) اور انہوں نے اس کی دلیل یوسف علیہ السلام کے اس قول سے دی ہے جس کو یوسفؑ نے عزیز مصر سے بیان کیا تھا کہ زلیخا نے ہی ان کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا تھا جس کو قرآن نے نقل کیا ہے: ھی راودتنی عن نفسی(سورۃ یوسف: ۲۶)۔ اسی طرح اگر کوئی مجلس معصیت کے لئے منعقد کی گئی ہو تو اس مجلس کا راز کو افشاء کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ حدیث میں آتاہے:''المجالس بالأمانۃ إلا ثلاثۃ مجالس:سفک دم حرام،أو فرج حرام، أو إقتطاع مال لغیر حق(سنن ابو داؤد: ۴۸۶۹، مسند احمد: ۱۴۶۹۳) لہذا اسی پر دلالت کرتے ہوئے کہا جائے گا کہ اگر حکومت کسی شخص کی نجی معلومات کو کسی مصلحت کی وجہ سے دوسروں تک پہونچائے تو جائز ورنہ ناجائز ہے۔

جواب نمبر (۴) : تجارتی اشتہارات جن میں ایسی اشیاء کی ترغیب ہو جو جائز ہوں

تو ان اشتہارات کو دوسروں تک پھیلانا جائز ہے، اس کے بر خلاف اگر وہ اشتہارات جن میں ایسی اشیاء کی ترغیب ہو جو جائز نہ ہوں ان اشتہارات کو پھیلانا جائز نہیں ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''نیکی اور تقوی کے لئے مدد کرو اور گناہوں کے لئے مدد نہ کرو '' (سورۃ المائدۃ: ۲) اسی طرح فرمایا:''بیشمار وہ لوگ جو فحش کے پھیلانے کو پسند کرتے ہیں ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے '' (سورۃ النور: ۱۹) اور حدیث شریف میں آیا ہے: حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا:''جو شخص ہدایت کی جانب بلائے گا اس کے لئے اس شخص کا بھی اجر ملے گا جو اس کی اتباع کرے(صحیح مسلم: ۲۶۷۴)، اور ایک حدیث میں آتا ہے حضرت علیؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:''فحش بات کرنے والا اور اس کو پھیلانے والا گناہ میں برابر ہیں (الأدب المفرد: ۲۲۴،المنهاج لشرح مسلم۶/۱۷۲)۔ مذکورہ دلائل سے معلوم ہوا کہ جائز اشتہارات کو پھیلانا جائز ہے اور اس کے بر خلاف ناجائز اشتہارات کو پھیلانا نا جائز ہے۔

إن الوسيلة أو الذريعة تكون محرماً إذا كان المقصد محرما وتكون واجبة إذا كان المقصد واجبا (إعلام الموقعين۳،۱۵۷)۔

درء المفاسد مقدم على جلب المصالح (حاشية البجيرمى على شرح منهج الطلاب ۱/۷۴)۔

''إن الذين يحبون أن تتبع الفاحشة باللسان (لهم عذاب أليم فى الدنيا) بحد القذف (والأٰخرة) بالنار لحق الله(تفسير جلالين، سورة النور: ۱۹)۔

لا يدع الجهاد فى سبيل الله إلا ضربهم الله بالذل ولا تتبع الفاحشة فى قوم إلا عمهم الله بالبلاء (الحاوى الكبير۱۴،۱۰۰)۔

جواب نمبر(۵): حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سفر سے لوٹے اور میں نے پرونوالے گھوڑے کی تصویر شدہ پردہ لٹکایا تھا، آپﷺ نے اسے اتارنے کا حکم دیا (صحیح مسلم : ۲۱۰۷)۔ مذکورہ حدیث سے مطلقا ذی روح کی تصویر بنانا حرام معلوم ہوتا ہے، خواہ معروف یا غیر معروف ہو یا خیالی تصویر، اس لئے کہ پروں والے گھوڑے کا کوئی وجود نہیں، اور آپ نے اسے بھی نکالنے کا حکم دیا ، لہذا کارٹون میں بھی اس طرح کی تصویریں حرکت کرتی نظر آتی ہیں اگر چہ وہ آلات جدیدہ کے ذریعہ تخلیق شدہ ہوتی ہیں لیکن ان کا حکم ہاتھ سے بنانے والی تصویر کے مانند ہوتا ہے؛ جب کہ احمد علی واصل فرماتے ہیں:وحكم صناعة الصور المفرشة باليد كما هو المعروف الآن وكانت صناعة بالآلات الجديدة (احكام التصوير فى الفقه الاسلامى: ۳۶۷۳)، نیز کارٹون بنانے میں ایسی کوئی مصلحت بھی نہیں پائی جاتی جس کو فقہی قاعدہ ''الضرورات تبيح المحظورات''(الأشباه والنظائر: ۱۱۲)کے تحت جائز قرار دیا جائے، اس پر مستزاد جب

ان کارٹونوں سے دوسروں کی تذلیل مقصود ہو تو یہ بدرجہ اولی ناجائز ہوگا، اس لئے کہ قرآن پاک میں استہزاء سے منع کیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے:''یا أیھا الذین اٰمنوا لا یسخر قوم .....'' (سورۃ الحجرات: ۱۱) اے ایمان والو! تم میں سے ایک جماعت دوسری جماعت کا مذاق نہ اڑائے۔

اسی طرح بسا اوقات کارٹون میں جو تصویر ہوتی ہے اس کا دھڑ انسان کا اور سر کسی جانور کا ہوتا ہے جس سے تخلیق خداوندی میں بگاڑ لازم آتا ہے؛ جب کہ ارشاد باری ہے:''لقد خلقنا الإنسان فی أحسن تقویم'' (سورۃ التین: ۵) ہم نے انسان کو بہترین سانچہ میں پیدا کیا،نیز تخلیق کامل کا حق خدا کے اختیار میں ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:''ہو الذی یصورکم فی الأرحام'' (سورۃ آل عمران: ۶)امام طبریؒ اس آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں: '' اللہ ربنا یصور عبادہ فی الأرحام کیف یشاء من ذکر أو أنثی أو أسود أو أحمر تام خلقہ أم غیر تام(تفسیر طبری)۔ مذکورہ بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ کارٹون بنانا فضول اور بے کار ہے نیز اس میں دوسروں کی توہین ہے جو منہی عنہ ہے۔

جواب نمبر(۶): موبائل کمپنیاں لوگوں کی آپسی گفتگو کو محفوظ کرکے حکومتوں کو فراہم کرتی ہیں، ان کا یہ عمل شرعاً جائز نہیں ہوگا؛ اس لئے کہ یہ خیانت ہے، اور ایسا کرنا راز کے افشاء کرنے کی طرح ہے۔ احادیث اور قرآنی آیات میں اس کی سخت وعیدیں آئی ہیں؛چنانچہ اللہ تعالی کا قول ہے:''اللہ تعالی خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ''(سورۃ الأنفال: ۵۸)، اسی طرح فرمایا کہ ''جاسوسی مت کرو یعنی دوسروں کے عیوب کو جستجو کرکے ظاہر نہ کرو ''(سورۃ الحجرات: ۱۲)، اور اسی طرح حدیث شریف میں آیا ہے، حضرت جابر بن عبدا للہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی آدمی بات کرے پھر ادھر مڑجائے تو یہ بات امانت ہوتی ہے(سنن الترمذی: ۱۹۵۹)، اور ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا :کہ جاسوسی مت کرو اور ایک دوسرے پر حسد مت کرو(صحیح مسلم: ۲۵۶۳)۔ مذکورہ دلائل سے معلوم ہوا کہ آدمی کی کہی ہو ئی باتوں کو دوسروں تک پہونچانا خیانت اور افشائے راز کے حکم میں آتا ہے، تو اس اعتبار سے موبائل کمپنیوں کا لوگوں کی آپسی گفتگو کو محفوظ کرکے حکومتوں کو فراہم کرنا جائز نہیں، البتہ اگر اس سے کسی کو ضرر پہونچانا مقصود ہو تو موبائل کمپنیوں کا یہ عمل جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے ،جیسا کہ اگلی عبارتوں سے بھی اس کی وضاحت ہوتی ہے:

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم''ولا تحسّسوا ولا تجسّسوا'' قال بعض العلماء:التحسّس بالھاء الإستماع لحدیث القوم... وقیل:ھما...وھو طلب معرفۃ الأخبار الغائبۃ والأحوال (المنھاج فی شرح مسلم ۶،۹۳،۹۴)۔

وقال محشى الترمذى:قوله ثم التفت فهى أمانة،يعنى إذا أحدث أحد عندك حديثا ثم غاب صار حديثه أمانة عندك، ولا يجوز إضاعتها والخيانة فيها بإفشائها(سنن الترمذى٢،١٧،حاشية : ٦).

إذا حدث الرجل أى عند أحد الذى يريد إخفاءه...أمانة...فيجب عليه كتمه(تحفة الأحوذى٦/٦٧).

وليس لأحد البحث و التجسس...نعم إن غلب على ظنه وقوع معصية...جاز له بل وجب عليه التجسس(تحفة المحتاج٤/١٨٥، نهاية المحتاج٨/٤٩،حاشية الجمل٨/٨٣، عون المعبود٨/٥٠).

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل

مولانا محمد جمشیدجوہر قاسمی•

محوراول:

جواب سے قبل اس بات کو سمجھ لینا ہوگا کہ اسمارٹ فون کسے کہتے ہیں؟ کیونکہ کسی چیز پر حکم لگانے سے قبل اس کی تعریف جان لینے سے اس پر حکم کالگانا آسان ہوجاتاہے۔

اسمارٹ فون کاتعارف: اسمارٹ فون،یاذکی محمول،یاذہین فون(smartphone)عام محمول کی بنسبت کئی خصوصیات کا حامل ہوتاہے،اولین"محمول"صرف ذاتی رقمی معاون کی خصوصیات کے حامل تھے،جبکہ آج کل کے"ذکی محمولات" میں رقمی ،عکاسی،عالمی ومقامی نظام لمسی ،تظاہرہ اکائی،وائی فائی،بلوٹوتھ،کلام شناسی،تسجیل ونوپیداوارآواز،برقی ڈاک، جیسے نظام موجود ہوتے ہیں۔

ابتدائی سال: پہلا"ذکی محمول" آئی بی ایم سائمن تھا یہ ۱۹۹۲میں تیارکیا گیاتھا ،ایک تصوری مصنوعات کےطورپر دکھایاگیا،اسے ۱۹۹۳میں عالمی منڈی میں عام فروخت کے لئے جاری کیا گیا۔اورNokiaکا پہلاذکی محمول نوکیا کمیونیکٹر۹۰۰۰تھاجسے۱۹۹٦میں جاری کیا گیا تھا۔

سمبیئن: سن ۲۰۰۰میں پہلالمسی تظاہرہ اکائی(Touchscreen)ذکی محمول ایرکسن R380جاری کیا گیا تھا،یہ سب سے پہلاذکی محمول تھا جس میں ایک آشکاراشتغالی نظام سمبئن کا استعمال ہوا۔اس کے علاوہ ۲۰۰۰ میں، نوکیا کمیونیکیٹر۹۲۱۰متعارف کرایا،جس میں رنگین تظاہرہ کا استعمال کیاگیا،اس کے بعد کمیونیکیٹر۹۵۰۰متعارف کرایا،جس میں سب سے پہلے وائی فائی کا استعمال ہوا۔

پام/ونڈوز/بلیک بیری: ۲۰۰۱کے آغاز میں پام انکارپوریٹڈنےkyocera 6035کو متعارف کرایا، ریاست ہائے متحدہ امریکا میں بڑے پیمانے پراستعمال ہوا۔نیز۲۰۰۱میں مائیکروسافٹ نے ونڈوزسی ای اشتغالی نظام کا اعلان کیا۔ ۲۰۰۷میں ایپل انکارپوریٹڈ نےاپنا پہلاآئی فون متعارف کرایا۔

اینڈرائیڈ: اینڈرائیڈ،اشتغالی نظام ذکی محمولات کے لئے۲۰۰۸میں جاری کی گیا، اینڈرائیڈ آشکاراشتغالی نظام ہے جسے گوگل کی حمایت حاصل ہے۔ جنوری۲۰۱۰میں گوگل

• خادم التدریس مدرسہ اصلاح المسلمین جوکی ہاٹ، اراریہ، بہار۔

نے نیکسس ون متعارف کرایاجس میں اینڈرائیڈ اشتغالی نظام قائم ہواہے۔

واڈا: نومبر۲۰۰۹میں سیمسنگ کی طرف سے واڈا ذکی محمول اشتغالی نظام متعارف کرایاگیا،پہلا واڈا ذکی محمول سیمسنگS8500جسے یکم جون۲۰۱۰میں جاری کیا گیا۔اور۲۰۰۲میں ریم(rim)پہلابلیک بیری محمول متعارف کرایاجس میں برقی ڈاک کی سہولت بھی موجودتھی۔

آئی فون: ۲۰۰۷میں ایپل انکارپوریٹڈنے اپنا پہلاآئی فون متعارف کرایا۔

بہرحال یہ سب درحقیقت اللہ کی نعمتیں ہیں،جن کی بنیاد پر ہزاروں میل دور رہنے والاشخص بھی اپنے آپ کو قریب سمجھتاہے،لیکن اگر کوئی غلط مقاصد کے لئے ان کا استعمال کرتاہے تو یہ ساری چیزیں اس کے لئے وبال جان ومال اور دنیا وآخرت کی بربادی کاذریعہ بھی ہے۔

جواب ۱۔ اسمارٹ فون کا رکھنا اور اس سے استفادہ کرنا یادیگر قسم کے کیمرہ والے موبائل کو خریدنا مطلقاً ناجائز نہیں کہا جائےگا بلکہ اس کا ناجائزاستعمال ہی ناجائز ہوگا (کتاب النوازل ۹۹،۱۷)۔

دلائل :

(۱){وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ} (النحل: ۸)۔

(۲)عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (صحيح البخاري ۱،۳، رقم: ۱)۔

(۳) الأمور بمقاصدها (الأشباه والنظائر،۸)۔

(۴)خذ ما صفا و دع ماكدر (أرشيف ملتقى أهل الحديث ۲،۲۱۹۰)۔

کیونکہ جدید ٹکنالوجی کا جائز استعمال جائز ہےاور ناجائزاستعمال ناجائز ہے،لہذااسمارٹ فون کا رکھنا بھی جائز ہوگا اور اس سے فائدہ اٹھانابھی درست ہوگا؛جیسا کہ اوپر اسمارٹ فون کے تعارف سے ظاہرہواکہ اس میں بےشمار فوائد کے ساتھ ساتھ دور حاضر میں اس کی ایسی ضرورت درپیش ہوگئی ہے کہ کوئی عاقل انکار نہیں کرسکتا، کیونکہ بذات خود اس میں کوئی برائی نہیں ہے، اس کا اچھا یا براہونا استعمال کرنےوالے کے اعتبار سے ہے، اس لئے اگر استعمال مستحسن کام کے لئے ہو تو کوئی مضائقہ نہیں،غلط مقاصد کے لئے ہوتو استعمال کرنے والا گناہگار ہوگا۔

وحكم النوع الثاني أن يكون المنهى عنه غير ما أضيف إليه النهي فيكون هو حسنا بنفسه قبيحا لغيره ويكون المباشر مرتكبا للحرام لغيره لا لنفسه (أصول الشاشي ،۱۶۵)۔

جواب۲۔ ملٹی اپلیکشن موبائل بےشمار چیزوں کو محفوظ کرنے کی صلاحیت رکھتاہے، کوئی اچھی سے اچھی چیز محفوظ کرے توبھی محفوظ رہ سکتی ہے اور اگر کوئی گندی سے گندی چیز رکھے تووہ بھی محفوظ رہ سکتی ہے،اس کامطلب ہوابذات خود

اس موبائل کا کوئی کما ل نہیں،بلکہ انسانی عمل دخل سے یہ ساری چیزیں ہوتی ہیں۔ لہذا قرآن کریم یادوسری دینی کتابوں کا رکھنانہ صرف درست ہوگابلکہ ضرورتمندوں کے لئے مستحسن بھی ہوگا؛کیونکہ اس سے کافی سہولت ہوتی ہے،اسی طرح ان کا آن لائن دیکھنا وپڑھنا بھی جائز ہوگا۔البتہ قرآن کریم اور دینی کتابوں کے لئے الگ ایپ رکھے،جس میں دیگر غیر ضروری مواد نہ ہو؛ تاکہ قرآن کریم کی عظمت برقراررہے۔

دلائل:

مذکورہ بالا دلائل کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل عبارت سے بھی استدلال کیا جاسکتا ہے:

* (قَوْلُهُ وَجَازَ تَعْمِيرُ كَنِيسَةٍ) قَالَ فِي الْخَانِيَّةِ : وَلَوْ آجَرَ نَفْسَهُ لِيَعْمَلَ فِي الْكَنِيسَةِ وَيُعَمِّرَهَا لَا بَأْسَ بِهِ لِأَنَّهُ لَا مَعْصِيَةَ فِي عَيْنِ الْعَمَلِ (رد المحتار ٢٦،٤٨١)۔

* وحكم النوع الثاني أن يكون المنهى عنه غير ما أضيف إليه النهي فيكون هو حسنا بنفسه قبيحا لغيره ويكون المباشر مرتكبا للحرام لغيره لا لنفسه (أصول الشاشي،١٦٥)۔

ہاں ایک ہی میموری میں قرآ ن کریم بھی ہواوردیگر تصویر یافلم وغیرہ بھی تو یہ سراسر قرآن کریم کی توہین وبے ادبی ہے، لہذافحش چیزوں کے رکھنے سے گریز کرنا چاہیے؛ کیونکہ اس کی حرمت ثابت ہے۔

{قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ} (الاعراف: ٣٣)۔

{وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ} (فصلت: ٢٦)۔

جواب٣۔ اس سلسلہ میں علماء کی تین آراء ہیں:

(١)اسکرین سمیت موبائل کا پوراسیٹ قرآن کریم کے حکم میں ہوگا؛لہذانہ اسکرین اور ناہی موبائل کو بلاوضوچھونا درست ہوگا۔

(٢)موبائل کا پوراسیٹ تو قرآن کریم کے حکم میں نہ ہوگا،لیکن اسکرین میں جب آیات کا ظہور ہوتووہ قرآن مجید کے حکم میں ہوگا ،اس لئے اسکرین چھونے کے لئے باوضوہونا ضروری ہوگا ،اور اس کے علاوہ دیگرحصے قرآن مجید کے حکم میں نہ ہوگا،لہذا مابقیہ حصہ کو بلاوضوچھونا درست ہوگا۔

(٣)بلاتفریق اسکرین سمیت موبائل کے دوسرے حصے بھی قرآن مجید کے سیٹ کے حکم میں نہ ہوگا،لہذا اسکرین اور دیگر حصے بھی بلاوضوچھوسکتے ہیں۔

ترجیح : ان آراء میں سے بہتر دوسری رائے ہے۔ عَنْ مُطَرِّف قَالَ: خَيْرُ الأُمُورِ أَوْسَاطُهَا (مصنف ابن أبي شيبہ ١٣،٤٧٩، رقم: ٣٦٢٧٦)۔

کیونکہ اس میں دونوں طرف نظر رکھی گئی ہے ،یعنی اگر قرآن مجید موبائل اسکرین پر ظاہر نہیں ہےتو گویا وہ ایسا ہے جیسا کہ کسی حافظ کے سینہ میں ہو،تو کیا اس آدمی کو بلاوضوہاتھ لگانا درست نا ہوگا؟یقینا درست ہے،اسی طرح قرآن اگر موبائل میں یا میموری میں محفوظ ہے تو اس کو چھونے میں کوئی قباحت نہیں۔

لیکن اگر قرآن مجید کی آیات اسکرین پر ظاہر ہوں تو پھر ان کو بلاوضو ہاتھ لگا نا درست نہ ہوگا؛کیونکہ آیات میں بلاوضو ہاتھ لگا نا جائز نہیں ہے،البتہ اس وقت بھی موبائل کے دوسرے حصہ کا چھونا جائز ہوگا (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، نمبر: ۱۴۳۸)۔

اسی فرق سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ جوموبائل ٹچ والا یااسکرین والا نہیں بلکہ بٹن دار ہے اگر ان موبائل میں قرآن کریم ہوتو ان کا مطلقاً بلاوضوچھونا جائز ہوگا۔

حاصل یہ کہ جہاں تک موبائل کی بات ہے تو ا س کو بلاوضو بھی ہاتھ لگاسکتے ہیں؛ البتہ جب قرآن کی آیات اسکرین پر ہوں اس وقت باوضو رہنا ضروری ہوگا، بلاوضو ہاتھ لگانا جائز نہ ہوگا۔

البتہ بعض حضرات جواز کے قائل ہیں؛کیونکہ موبائل یا کمپیوٹر کی اسکرین پرجوآیات نظرآتی ہیں وہ ‘‘سافٹ ویئر ’’ ہیں، یعنی وہ ایسے نقوش ہیں جنہیں چھوانہیں جاسکتا،یہ نقوش بھی کمپیوٹر یا موبائل کے شیشے پر نہیں بنتے بلکہ ‘‘ریم ’’ پر بنتے ہیں اور شیشے سے نظر آتے ہیں، لہذا اسے مصحف قرآنی کے غلاف منفصل پر قیاس کیاجاسکتا ہے، غلاف منفصل سے مراد ایسا غلاف ہے جو قرآن کریم کے ساتھ لگاہوا نہ ہو، بلکہ اس سےجدا ہو، ایسے غلاف میں موجود قرآن کریم کو بلاوضو چھونے کی فقہاء نے اجازت دی ہے۔

حُرْمَةُ مَسِّ الْمُصْحَفِ لَا يَجُوزُ لَهُمَا وَلِلْجُنُبِ وَالْمُحْدِثِ مَسّ الْمُصْحَفِ إلَّا بِغِلَافٍ مُتَجَافٍ عنه كَالْخَرِيطَةِ وَالْجِلْدِ الْغَيْرِ الْمُشَرَّزِ لَا بِمَا هو مُتَّصِلٌ بِهِ هو الصَّحِيحُ هَكَذَا في الْهِدَايَةِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى كَذَا في الْجَوْهَرَةِ النَّيِّرَةِ (الفتاوی الھندیہ ۱،۳۸)۔

اسکرین پر نظر آنے والی آیات کی مثال ایسی ہی ہے کہ گویاقرآنی آیات کسی کاغذ پر لکھی ہوئی ہوں اور وہ کاغذ کسی شیشے کے بکس میں پیک ہو، پھر باہر سے اس شیشے کو چھواجائے تو اس میں شرعاًکو ئی حرج نہیں، غلاف منفصل کی طرح یہ شیشہ اس سے جدا ہے، جہاں آیات کے نقوش بن رہے ہیں،بالکل اسی طرح اگر صندوق کے اندر مصحف موجود ہو تو اس صندوق کو جنبی شخص کے لئے اٹھانا اورچھوناجائز ہے،جیسا کہ علامہ شامی ؒ رقمطراز ہیں:

ففي الحلية عن المحيط لو كان المصحف في صندوق فلا بأس للجنب أن يحمله(حاشیة ابن عابدین ۱،۲۹۳)۔

لہذاموبائل کے کمپیوٹر سکرین پر نظرآنے والی قرآنی آیات کو حالت جنابت میں یا بلاوضوچھونے میں کوئی حرج نہیں۔

احقر کے نزدیک قول ثانی ہی راجح ہے؛کیونکہ قرآن کریم گرچہ ‘‘ریم ’’ میں ہوتا ہے لیکن اگرغورکیا جائے تو بات واضح ہوجاتی ہے کہ جس طرح ‘‘مصحف قرآنی ’’ کے اوراق پلٹنے سے پلٹے جاتے ہیں اسی طرح اسکرین پر ہاتھ لگانے اور ٹچ کرنے سے

اوراق پلٹتے ہیں۔

اور غلاف منفصل پر قیاس کرنا اس لئے بھی درست نہیں کہ غلاف منفصل کو پلٹنے سے اوراق نہیں پلٹتے،جبکہ یہاں اوراق پلٹتے ہیں ،لہذا معلوم ہوا کہ غلاف متصل پر قیاس کیا جانا چاہیے ،کیونکہ غلاف متصل کے پلٹنے سے اوراق بھی پلٹ جاتے ہیں، اس لئے غلاف متصل سے ہی اس کو زیادہ مناسبت ہے بمقابلہ غلا ف منفصل کے۔چنانچہ ''چنداہم عصری مسائل'' میں ہے:

اسکرین پر جس وقت قرآنی آیات نظرآتی ہوں،اس وقت اس پر ہاتھ نہ لگائیں،اس لئے کہ یہاں اگرچہ درمیان میں شیشہ حائل ہے، لیکن وہ بظاہر منفصل نہیں ہے (۱۰۴،۲)۔

دلائل:

(۱){لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ} (الواقعہ: ۷۹)۔

(۲) وَكَذَا لَا يَجُوزُ لَهُ مَسُّ شَيْءٍ مَكْتُوبٍ فِيهِ شَيْءٌ مِنْ الْقُرْآنِ مِنْ لَوْحٍ أَوْ دِرْهَمٍ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ إذَا كَانَ آيَةً تَامَّةً (الجوهرة النیرہ ۱۲۰،۱)۔

(۳) حُرْمَةُ مَسِّ الْمُصْحَفِ لَا يَجُوزُ لَهُمَا وَلِلْجُنُبِ وَالْمُحْدِثِ مَسّ الْمُصْحَفِ إلَّا بِغِلَافٍ مُتَجَافٍ عنه كَالْخَرِيطَةِ وَالْجِلْدِ الْغَيْرِ الْمُشَرَّزِ لَا بِمَا هو مُتَّصِلٌ بِهِ هو الصَّحِيحُ هَكَذَا في الْهِدَايَةِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى كَذَا في الْجَوْهَرَةِ النَّيِّرَةِ (الفتاوی الھندیہ ۳۸،۱)۔

جواب ۴۔ تحریر اور آواز کی شکل میں آنے والی دینی ومعلوماتی باتیں اگر موبائل میں ہوں تو ان کو دوسروں تک بھیجنے کے سلسلہ میں پہلے یہ غور کرلے کہ وہ کس کو بھیج رہاہے، اگر جس کو بھیج رہا ہے وہ اس سے تکلیف محسوس نہ کرے تو بھیجنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ ایسے پیغامات کا بھیجنا اور دوسروں تک پہونچانا موجب اجر وثواب ہوگا۔

دلائل:

(۱) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍوأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنْ النَّارِ (صحيح البخاري: ۳۲۰۲، ۲۷۷،۱۱)۔

(۲) عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ:جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أُبْدِعَ بِي فَاحْمِلْنِي قَالَ: لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكَ عَلَيْهِ وَلَكِنْ ائْتِ فُلَانًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَحْمِلَكَ فَأَتَاهُ فَحَمَلَهُ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ (سنن أبی داود: ۳۳۶،۴۴۶۴،۱۳)۔

(۳)عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يَسْتَحْمِلُهُ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُ مَا يَتَحَمَّلُهُ فَدَلَّهُ عَلَى آخَرَ فَحَمَلَهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: إِنَّ الدَّالَّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ (سنن الترمذی: ۲۵۹۴، ۲۷۹،۹)۔

(۴)عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:نَضَّرَ اللَّهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا ثُمَّ بَلَّغَهَا عَنِّي فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرِ فَقِيهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ(سنن ابن ماجه: ۲۳۲، ۱،۲۷۳)۔

(۵)عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ: لِيُبَلِّغْ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَإِنَّهُ رُبَّ مُبَلَّغٍ يَبْلُغُهُ أَوْعَى لَهُ مِنْ سَامِعٍ (سنن ابن ماجہ: ۲۲۹، ۱،۲۷۰)۔

البتہ جو حضرات ناپسند کرتے ہو،ان کو تکلیف ہوتی ہو تو احتیاط کرنا چاہیے کیونکہ ایذائے مسلم حرام ہے، اور پیغام کو آگے بھیجنااس پر ضروری نہیں۔

دلائل:

(۱) {وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا} (الاحزاب: ۵۸)۔

(۲) عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ:قُلْتُ:يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ:مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ (صحيح مسلم: ۵۹، ۱،۱۵۰)۔

(۳) فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنْ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْه (صحيح مسلم: ۳۴۳۱، ۹،۳۸۰)۔

(۴)وَالْكَفَّ عَنْ الْإِيذَاءِ وَاجِبٌ (البحر الرائق ۶،۴۲۳)۔

جواب ۵۔ دینی معلومات ومفید پیغامات کو عام کرنا صدقہ اور باعث اجروثواب ہے ۔چنانچہ علامہ ابن تیمیہ ؒ رقمطراز ہیں:

وتحقيق ذلك أن الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر هو من أوجب الأعمال وأفضلها وأحسنها۔ الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر (ص: ۱۳)۔

اور آج ٹکنالوجی کے زمانہ میں اس میں کافی سہولت بھی ہوگئی ہے،لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ایسے پیغامات غیرمحرم عورتوں اور مردوں کو بھیج سکتے ہیں؟اگر غیر اخلاقی بات شامل نہ ہوتو گنجائش معلو م ہوتی ہے،کیونکہ پہلی بات یہ ہے کہ یہ پیغامات تحریر وآواز کی شکل میں ہوتے ہیں،جس میں فتنہ کااندیشہ بہت ہی کم رہتاہے،دوسری بات یہ ہے کہ عموماً ایسے پیغامات عام ہوتے ہیں کسی خاص شخص کی تخصیص نہیں ہوتی۔

دلائل:

(۱) {وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ} (الأحزاب: ۵۳)۔

(۲) {وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَر} (التوبہ: ۷۱)۔

(۳) {كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَر} (آل عمران: ۱۱۰)۔

ہاں مگر یاد رہے کہ اگر اس سے فتنہ کا دروازہ کھلنے کا اندیشہ ہوتو سداللذرائع

ممنوع ہوگا (دیکھئے: رسالۃ الامر بالمعروف والنہی عن المنکر لابن تیمیہ،ص: ١٩)۔

یہی وجہ ہے کہ موبائل پرکسی اجنبیہ سے مسیج کے ذریعہ گفتگوکرناحرام ہے کیونکہ مسیج سے گفتگو کرنا ایسا ہی ہے جیسے آمنے سامنے گفتگوکرنا،اس لئے یہ ناجائز ہے کہ فتنہ کااندیشہ ہے (المسائل المہمہ١،١٧٥)۔

جواب۶۔ تصویر کشی کی حرمت احادیث صحیحہ مرفوعہ سے ثابت ہے،جس پر بڑی وعید وارد ہے،چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ (صحيح مسلم : ٣٩٤٣)۔

چنانچہ جاندار کی تصویرکشی تو بالاتفاق حرام ہے اور غیر جاندار کی تصویر کشی بالاتفاق حلال ہے،لیکن سوال یہ ہے کہ کیا موبائل وغیرہ کی تصویر بھی اسی ممنوع تصویرکشی میں داخل ہے یانہیں؟ہرچند کہ اس میں علماء کا اختلاف ہے، بعض نے ناجائز اور بعض نے محض برقی شعاع مانتے ہوئے جوازکی راہ اختیار کیاہے، اور کہاہےکہ جب تک اس کا پرنٹ آوٹ نہ نکال لیا جائے وہ حرمت کے دائرہ سے خارج ہے۔

اسی رائے کے پیش نظر ایسےپیغامات کو جو دینی ومعلوماتی باتوں پر مشتمل ہوں، غیر اخلاقی کوئی بات اس میں نہ ہو اور وہ ویڈیوکی شکل میں بھی ہوتب بھی ان کا دوسروں کو بھیجناجائز ہوگا،تصویر کشی کےدائرہ سے اسے خارج مانا جائےگا۔

جائزہ: آج ویڈیوناصرف دنیا وی اغراض ومقاصد کے لئے بنائے جاتے ہیں بلکہ دینی پیغامات کو عام کرنے کے لئے بھی ا س کا عام رواج ہوگیاہے،کوئی بھی مجلس ومحفل اس سے خالی نہیں،حتیٰ کے علماء کے بیانات ویڈیو کی شکل میں عام ہیں، اگر اس کو ناجائز اور تصویر کشی کے دائرہ میں مان لیا جائے تو سارے علماء گناہ میں ملوث ہوں گے،اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس کو تصویر کشی کے دائرہ میں نہ مانا جائے بلکہ محض برقی شعاع والے حیلے کو اختیار کرتےہوئے گنجائش کی راہ نکالی جائے؛ کیونکہ جب کسی بات پر ابتلا عام ہوجائے تو اس میں تخفیف ہوجاتی ہے؛تاہم اگر ضرورت نہ ہوتو گریز کرنا ہی بہتر ہوگا۔

دلائل:

(١) الضَّرُورَاتُ تُبِيحُ الْمَحْظُورَاتِ (الأشباه والنظائر لابن نجيم، ص: ٨٥)۔

(٢)وَمَا ضَاقَ عَلَى النَّاسِ أَمْرٌ إِلَّا اتَّسَعَ حُكْمُهُ (الأشباه والنظائر لابن نجيم، ص: ١٠٣)۔

(٣) أَنَّ مَا عَمَّتْ بَلِيَّتُهُ خَفَّتْ قَضِيَّتُهُ (الأشباه والنظائر لابن نجيم، ص: ٨٤)۔

(٤) أَنَّ الْأَمْرَ إذَا ضَاقَ اتَّسَعَ (الأشباه والنظائر لابن نجيم، ص: ٨٤)۔

(٥) المشقة تجلب التيسير۔والأصل فيها قوله تعالى:{ يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر} وقوله تعالى :{ ما جعل عليكم في الدين من حرج} وفي حديث: [أحب الدين إلى الله

تعالی الحنیفیة السمحة]

قال العلماء:یتخرج علی هذه القاعدة جمیع رخص الشرع و تخفیفاته (الأشباه والنظائر، ص: ۹۶)۔

جواب۷۔اس مسئلہ میں علمائے ربانیین کا آپس میں اختلاف ہے، دارالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم سہارنپور، جامعہ ڈابھیل، جامعہ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاون، جامعہ فاروقیہ،جامعہ خلفائے راشدین اور دیگر مدارس کے مفتیان کرام کے نزدیک مطلقاً تصویر حرام ہے، جس میں ڈیجیٹل تصویر بھی شامل ہے،جبکہ مفتی اعظم پاکستان مفتی رفیع عثمانی،شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم کے علاوہ دارالعلوم کراچی،جامعہ بنوریہ العالیہ،جامعۃ الرشید اور کئی مدارس کے جید مفتیان کرام اور ہندوستان سے حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی وغیرہم کی رائے یہ ہے کہ ڈیجیٹل کیمرہ سے لی گئی تصویر برقی شعاؤں کے ذریعہ ابھرنے والانقش ہے،یہ تصویر کے حکم میں نہیں ہے، لہذاجائز ہے؛ البتہ اس کا پرنٹ نکالاجائے تو اب یہ تصویر ہی کہلائے گا۔

اس سےکسی کوانکارنہیں کہ حفاظتی تدابیر میں، سی،سی،ٹی،وی کیمرہ کو خاص اہمیت حاصل ہے، انسانی نگرانی سے زیادہ بہترطورپرسی،سی،ٹی ،وی کیمرہ نگرانی کرلیتاہے،محکمہ پولس کے بیان کے مطابق جن علاقوں اور جگہوں میں کیمرے نصب کئے گئےہیں،ان علاقوں میں چوری،ڈکیتی نیزدیگر مجرمانہ وارداتوں میں واضح طورپر کمی آئی ہے، اوراگرواردات ہوبھی جاتے ہیں تو مجرموں تک پہونچنا آسان ہوجاتا ہے، عدالتیں بھی ان کیمرہ میں محفوظ فوٹیج کو ثبوت مانتی ہیں۔

اسی وجہ سے بڑے شہروں میں محکمہ پولس حساس جگہوں پر کیمرہ نصب کرنے کا مشورہ دیتی ہے، اور کبھی حکم کرتی ہے،خاص طورپر مذہبی مقامات پر۔

چنانچہ تجربہ ہے کہ چوروں اور مجرموں کے لئے مسجدوں کی چندہ پیٹی سے رقوم کاچوری کرنا،نیز مصلی حضرات کے جوتے،چپلوں پر ہاتھ صاف کرنا،جماعت کی نماز میں سجدہ میں گئے مصلیوں کے فرش پر رکھے موبائل آسان اہداف میں سےتھا،مگر جب سے سی،سی،ٹی،وی کیمرہ نام والی تیسری آنکھ لگائی گئی ،مسجدوں کی چندہ پیٹی، مصلی حضرات کے موبائل،نیزجوتے چپل محفوظ ہوگئے۔

ان سب چیزوں سے بڑھ کر یہ کہ آج کل جس طرح کے ناگفتہ بہ حالات ملک میں چل رہے ہیں کہ مسجدوں اور عبادت گاہوں میں گھس کر شر انگیزی کی جارہی ہے، بلکہ مارپیٹ کے واقعات سامنے آرہے ہیں،ان واقعات کے بعد عوام کی طرف سے موبائل کے کیمروں میں محفوظ فوٹیج کے ذریعہ ہی ان تک رسائی آسان ہوئی ہے، لہذادینی اور ان جیسی دنیاوی ضرورتوں کی خاطر ان حضرات کی رائے پر عمل کی گنجائش ہوگی، جو ڈیجیٹل کیمرہ کی تصویر کو جائز کہتے ہیں، یہ ایساہی ہے جیسا کہ ناگزیر حالات میں پرنٹ تصویر

کے تمام قائل ہیں، جیسے پاسپورٹ ودیگر سرکاری کاغذات کے لئے تصویر اٹھانا۔

البتہ شوقیہ فلمیں جیسے شادی بیاہ ودیگر تقریبات کی فلمیں،اوروہاٹس ایپ وای میل وغیرہ کی پروفائل اورڈی پی وغیرہ پر لگانے کے لئے جاندار کی فوٹواٹھانے کی اجازت نہ ہوگی،اس وقت ان حضرات کے قول پر عمل کیا جائے جو ڈیجیٹل کیمروں کی تصویر کو بھی ناجائز کہتے ہیں۔

اس کے مستدلات وہی ہیں جو اوپر مذکور ہیں۔

جواب۸۔ تحفظ کے لئے ننگی تصویر کا اٹھانا ضروری نہیں ،یہ تو ننگے پن کا اعلان ہے؛ کیونکہ ایسی ایسی مشینیں ایجاد ہوگئی ہیں کہ کپڑوں کے اندر بھی کوئی شخص ہتھیار وغیرہ چھپاکر لے جانے کی کوشش کرے تب بھی مشین آواز کرتی ہے،توپھر اسکیننگ مشین کے ذریعہ بےلبا س فوٹیج کی کیا ضرورت ہے؟لہذاحتی المقدور بچنے کی فکر کرناچاہیے۔

کیونکہ ضروریات دین پانچ ہیں، ان میں دین کی حفاظت کو اولین درجہ حاصل ہے، یہاں تو دین کے ساتھ ساتھ عزت وآبرو کا بھی جنازہ نکالاجارہا ہے۔اس طرح کی حفاظتی تدابیر مال کی صیانت کے لئے کی جاتی ہے ،اس لئے عام حالات میں جائز نہ ہوگا ۔

دلائل:

(١){يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَى ذَلِكَ خَيْرٌ ذَلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ} (الاعراف: ٢٦)۔

(٢) {يَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ} (الأعراف: ٢٧)۔

(٣){قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ} [الأعراف: ٣٣)۔

(٤) {وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ جُلُودِ الْأَنْعَامِ بُيُوتًا تَسْتَخِفُّونَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ إِقَامَتِكُمْ وَمِنْ أَصْوَافِهَا وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا أَثَاثًا وَمَتَاعًا إِلَى حِينٍ} (النحل: ٨٠) ۔

(٥) {وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِمَّا خَلَقَ ظِلَالًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْجِبَالِ أَكْنَانًا وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُمْ بَأْسَكُمْ كَذَلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُونَ} (النحل: ٨١)۔

الضروريات الخمسة: التي هي:حفظ الدين، والنفس ، والنسب ، والمال ، والعرض (المنهاج في علم القواعد الفقهية، ص: ٩)۔

حفظ المال:بعد مقصد إيجاد المال يكون حفظ المال الذي جعله الأصوليون خامس المقاصد الضرورية بعد حفظ الدين والنفس والعقل والنسب (المعاملات والمقاصد، ص: ٢٧)۔

ما به كمال ذلك الصلاح أو ذلك الفساد، وهذا الثاني ليس في مرتبة واحدة بل هو على

مراتب، وكذلك الأول على مراتب أيضًا، فإنا إذا نظرنا إلى الأول وجدنا الدين أعظم الأشياء، ولذلك يهمل في جانبه النفس والمال وغيرهما، ثم النفس، ولذلك يهمل في جانبها اعتبار قوام النسل والعقل، والمال (الموافقات ٢،٥١١)۔

البتہ شدید مجبوری کے وقت جبکہ کوئی راہ نہ ہو اس وقت ایسی مشینوں کے سامنے سے بادل ناخواستہ گذر جائے؛ کیونکہ ضرورت کے وقت ناجائزامور بھی جائز ہوجاتےہیں۔

محوردوم:

جواب ۱۔ اس طرح کے کام کو شرعی نقطہ نظر سے چوری کہاجاتا ہے،اور چور کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَعَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَعَنَ اللَّهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ (صحيح البخارى: ٦٢٨٥)۔

کیونکہ چوری کی تعریف ہے: السرقة: أخذ مال الغير في خفية، وإنما توجب القطع إذا كانت من حرز (تفسير البيضاوي ٢،٧٥، تفسير الآلوسى٤،٤٨٣)۔

البتہ چوری کی وہ مقدار جس میں حد شرعی یعنی قطع ید کا حکم ہے اس میں اختلاف ہے، چنانچہ امام ابوحنیفہ ؒ اور دیگر احناف کے نزدیک بھی وہ مقدار جس میں قطع ید کا حکم ہے وہ دس درھم یااس کے مساوی رقم یا اس سے زیادہ کی چوری ہے، اس سے کم کی چوری میں قطع ید نہیں ہوگا۔ اور امام مالک وشافعی ؒ کے نزدیک ربع دینار ہے۔ والمقدار الذي يجب به القطع عشرة دراهم عند أبي حنيفة، وعند مالك والشافعي رحمهما الله ربع دينار (الكشاف٢،٢٥)۔

وأما الإمام أبوحنيفة وأصحابه:أبو يوسف، ومحمد، وزُفَر، وكذا سفيان الثوري، رحمهم الله، فإنهم ذهبوا إلى أن النصاب عشرة دراهم مضروبة غير مغشوشة (تفسير ابن كثير ٣،١٠٩)، اور امام احمد ؒ فرماتےہیں: ربع دینار یا تین درہم،شریعت میں دونوں مقدار آئی ہے لہذاان دونوں میں جو بھی مقدار ہو قطع ید کا حکم لگے گا۔

وذهب الإمام أحمد بن حنبل، وإسحاق بن راهويه -في رواية عنه-إلى أن كل واحد من ربع الدينار والثلاثة دراهم مَرَدٌ شرعي، فمن سرق واحدًا منهما، أو ما يساويه قطع (تفسير ابن كثير٣،١٠٩)۔

ہرچند کے اس مسئلہ میں اختلاف ہے لیکن وہ اختلاف محض مقدار میں ہے،نفس چوری میں نہیں ،اور مذکورہ بالاسوال پر چوری کی تعریف صادق آتی ہے،اس لئے انٹرنیٹ کی چوری بھی حرام ہوگی۔

دلائل:

(١)عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَعَنَ اللَّهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ

فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ (صحيح البخاري: ٦٢٨٥)۔

(٢){وَلَا تَجَسَّسُوا} (الحجرات: ١٢)۔

(٣) حرمة مال المسلم كحرمة دمه (حل عن ابن مسعود) (كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال: ٤٠٤، ٩٣٫١)۔

(٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ (صحيح البخاري: ٣٢، ٥٨٫١، صحيح مسلم: ٩٠، ١٩٢٫١)۔

(٥) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا نَبْنِي لك بِمِنًى بَيْتًا أَوْ بِنَاءً يُظِلُّكَ مِنْ الشَّمْسِ فَقَالَ: لَا، إِنَّمَا هُوَ مُنَاخُ مَنْ سَبَقَ إِلَيْهِ (سنن أبى داود: ١٧٢٦)۔

(٦) عَنْ أَبِيهَا أَسْمَرَ بْنِ مُضَرِّسٍ قَالَ:أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْتُهُ فَقَالَ:مَنْ سَبَقَ إِلَى مَاءٍ لَمْ يَسْبِقْهُ إِلَيْهِ مُسْلِمٌ فَهُوَ لَهُ قَالَ:فَخَرَجَ النَّاسُ يَتَعَادَوْنَ يَتَخَاطُّونَ (سنن أبى داود: ٢٦٦٩)۔

(٧) عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ (سنن أبى داود: ٢٦٧١)۔

مذکورہ بالاحادیث کی روشنی میں انٹرنیٹ وغیرہ سے کسی شخص کی خفیہ معلومات کا قفل توڑکر جانکاری حاصل کرلینا حرام ہوگا۔ اوراس سلسلہ میں چوری سے چاہے عزت وآبرو کو ٹھیس پہونچے یا معاشی وتجارتی نقصان ہویا کسی کی علمی ومطالعاتی کاوش کا نتیجہ ،ان سب کا حکم نفس چوری کے سلسلہ میں یکساں ہوگا۔چنانچہ ملاعلی قاریؒ حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں: والمعنى أن الاختصاص فيه بالسبق لا بالبناء فيه (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ٩٩٫٩)۔

آگے لکھتے ہیں: وكذلك حكم الشوارع ومقاعد الأسواق (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ٩٩٫٩)۔

وكذا غيره من المباحات كالكلأ أو الحطب وغيرهما وفي رواية إلى ما مقصورة فهي موصولة أي إلى ما لم يسبقه إليه مسلم فهو له أي ما أخذه صار ملكا له دون ما بقي في ذلك الموضع فإنه لا يملكه (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح٤٥٦٫٩)۔

البتہ فرق مراتب حیثیت کےاعتبار سے ہوسکتاہے؛ کیونکہ ان میں عزت وآبروانسان کی سب سے بڑی چیز ہے، اس کی حفاظت فرض ہے، اور ہتک عزت حرام ہے۔ اس کے بعد مال کا درجہ ہے، اوراس کے بعد مباح کام میں سبقت کرکے کسی چیز کے حصول کا ذریعہ ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى:أَتَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، فَقَالَ:فَإِنَّ هَذَا يَوْمٌ حَرَامٌ أَفَتَدْرُونَ أَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟ قَالُوا:اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ:بَلَدٌ حَرَامٌ أَفَتَدْرُونَ أَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟ قَالُوا:اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ:شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ:فَإِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا (صحيح البخاري: ١٦٢٦)۔

ومجموع الضروريات خمسة، وهي:حفظ الدين، والنفس، والنسل، والمال، والعقل (الموافقات٢،٢٠).

وَلأِنَّ الأَْسْرَارَ الشَّخْصِيَّةَ لِلنَّاسِ مُحْتَرَمَةٌ لاَ يَجُوزُ انْتِهَاكُهَا إِلاَّ بِحَقٍّ مَشْرُوعٍ (الموسوعة الفقهية الكويتيہ ٣،٢٨٠).

جواب٢۔ جب چوری کرنا حرام قرارپایاتو ان پیغامات کو بھی اس کی اجازت کے بغیرآگے بڑھانا درست نہ ہوگا، یہ تو چوری کے ساتھ ساتھ سینہ زوری بھی ہوگی؛ کیونکہ خفیہ معلومات میں اس کی عزت وآبرو بھی ہوسکتی ہے، لہٰذااس کی تشہیر کرکےہتک عزت کا مجرم ہوگا۔یااس کے معاش کو کمزور یانقصان پہونچا سکتاہے،یہ بھی حرمت میں داخل ہے۔ یااس کے علمی ومطالعاتی یادداشتوں میں غلط چیزوں کو داخل کرکےاس کو بدنام کرسکتا ہے۔جو حرمت کے دائرہ سے خارج نہیں۔

دلائل:

(١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَعَنَ اللَّهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ (صحيح مسلم: ٣١٩٥)۔

(٢)وَلأِنَّ الأَْسْرَارَ الشَّخْصِيَّةَ لِلنَّاسِ مُحْتَرَمَةٌ لاَ يَجُوزُ انْتِهَاكُهَا إِلاَّ بِحَقٍّ مَشْرُوعٍ (الموسوعة الفقهية الكويتيہ ٣،٢٨٠)۔

جواب٣۔ تجسس کہتے ہیں کسی کی خفیہ باتوں کو معلوم کرنے کو۔

التَّجَسُّسُ: هُوَ التَّفْتِيشُ عَنْ بَوَاطِنِ الأُْمُورِ (الموسوعة الفقهية الكويتيہ ٣،٢٧٩)۔

کسی فرد کا کسی کی نجی معلومات کی خفیہ طورپر جانکاری حاصل کرنے کا مقصدعموماً فساد ہوتا ہے نہ کہ اصلاح،اس لئے شوہر وبیوی کا ایک دوسرے کی جاسوسی بغیر دوسرے کو اطلاع دئیے کرنا بھی حرام ہوگا، گرچہ ان دونوں کے بیچ قریب ترین تعلق ہے، لیکن جتنایہ رشتہ مضبوط ہے اتنا ہی کمزور اور حساس بھی،معمولی بہانا کے ذریعہ دونوں میں ایسا دراڑ پیدا ہوجانے کا امکان ہے کہ جس کا خمیازہ نہ صرف ان دونوں ہی کو بھگتنا پڑتا ہے؛ بلکہ دونوں کے اہل خاندان کو بھی جھیلنا پڑسکتا ہے، اس لئے ان دونوں کو آپس میں ایک دوسرے کی جاسوسی کرنے کے بجائے محبت کی راہ کوخوشگوارکرنا چاہیے؛کیونکہ ذرا سی کوتاہی کی بنیاد پرفتنوں کے لامحدود دروازے کھلنے کا قوی اور مضبوط اندیشہ ہے۔لہٰذاشوہر وبیوی بھی ایک دوسرے کی معلومات کواطلاع کے بغیر حاصل نہیں کرسکتا۔

دلائل:

(١) {وَلَا تَجَسَّسُوا} (الحجرات: ١٢)۔

(٢) {إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ} (النور: ١٩)۔

(٣)عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَعَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا (صحيح البخارى: ٥٦٠٤).

(٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوَى هَاهُنَا وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنْ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ (صحيح مسلم: ٤٦٥٠).

چنانچہ الفقہ الاسلامی وادلتہ میں ہے: لكل إنسان حقه في الاستقلال بحياته الخاصة وأسرته وماله واتصالاته الاجتماعية، ولا يجوز التجسس عليه أو الإساءة إلى سمعته (الفقه الاسلامي وأدلته ٨،٥٥٠).

وَلأِنَّ الأَْسْرَارَ الشَّخْصِيَّةَ لِلنَّاسِ مُحْتَرَمَةٌ لاَ يَجُوزُ انْتِهَاكُهَا إِلاَّ بِحَقٍّ مَشْرُوعٍ (الموسوعة الفقهية الكويتية ٣،٢٨٠).

فَالتَّجَسُّسُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فِي الأَْصْل حَرَامٌ مَنْهِيٌّ عَنْهُ ، لِقَوْلِهِ تَعَالَى : { وَلاَ تَجَسَّسُوا } لأِنَّ فِيهِ تَتَبُّعَ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِينَ وَمَعَايِبِهِمْ وَالاِسْتِكْشَافَ عَمَّا سَتَرُوهُ، وَقَدْ قَال صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يَدْخُل الإْيمَانُ إِلَى قَلْبِهِ لاَ تَتَبَّعُوا عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِينَ، فَإِنَّ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِينَ تَتَبَّعَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ حَتَّى يَفْضَحَهُ وَلَوْ فِي جَوْفِ بَيْتِهِ (الموسوعة الفقهية الكويتيہ ١٠،١٦٢).

جواب ۴۔ اسے جاسوسی کہتے ہیں، کسی فرد کے لئے چند مخصوص احوال کے علاوہ عام حالات میں جاسوسی کرنا حرام ہے؛ البتہ امن عامہ کوبرقرار رکھنے کے لئے حکومت کے لئے ا س کی گنجائش ہے۔

التَّجَسُّسُ :هُوَ تَتَبُّعُ الأَْخْبَارِ ، وَمِنْهُ الْجَاسُوسُ ، لأِنَّهُ يَتَتَبَّعُ الأَْخْبَارَ، وَيَفْحَصُ عَنْ بَوَاطِنِ الأُْمُورِ، وَهُوَ يُسْتَعْمَل غَالِبًا فِي الشَّرِّ فَالتَّجَسُّسُ: السَّعْيُ لِلْحُصُول عَلَى السِّرِّ (الموسوعة الفقهية الكويتيہ٥،٢٩٢).

حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے رعایاکی حفاظت ونگہبانی کے لئے ہر ممکن کوشش کرے؛ تاکہ ہر شخص مکمل آزادی کے ساتھ زندگی گذر بسر کرسکے، امن عامہ قائم رکھنے کے لئے دہشت گردوں اور جرائم پیشہ لوگوں پر کڑی نگاہ رکھے، چنانچہ اگر اس مقصد کے لئے وہ پولس کو خفیہ معلومات کی جانکاری لینے کے لئے کہتی ہے تو اس کے جواز کی گنجائش ہے۔

دلائل:

(١) يُتَحَمَّلُ الضَّرَرُ الْخَاصُّ؛ لِأَجْلِ دَفْعِ ضَرَرِ الْعَامِّ (الأشباه والنظائر لابن نجيم، ص: ٨٧).

(٢) لكل إنسان حقه في الاستقلال بحياته الخاصة وأسرته وماله واتصالاته الاجتماعية، ولا يجوز التجسس عليه أو الإساءة إلى سمعته. ويجب على الدولة حمايته من كل تدخل تعسفي

(الفقه الاسلامي وأدلته ٨،٥٥٠).

(٣) وَلِلْمُحْتَسِبِ أَنْ يَكْشِفَ عَلَى مُرْتَكِبِي الْمَعَاصِي؛ لأِنَّ قَاعِدَةَ وِلاَيَةِ الْحِسْبَةِ:الأَْمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ (الموسوعة الفقهية الكويتية ١٠،١٦٢).

(٥) تَجَسُّسُ الْحَاكِمِ عَلَى رَعِيَّتِهِ : سَبَقَ أَنَّ الأَْصْل تَحْرِيمُ التَّجَسُّسِ عَلَى الْمُسْلِمِينَ لِقَوْلِهِ تَعَالَى : { يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلاَ تَجَسَّسُوا }وَيَتَأَكَّدُ ذَلِكَ فِي حَقِّ وَلِيِّ الأَْمْرِ لِوُرُودِ نُصُوصٍ خَاصَّةٍ تَنْهَى أَوْلِيَاءَ الأُْمُورِ عَنْ تَتَبُّعِ عَوْرَاتِ النَّاسِ ، مِنْهَا مَا رَوَاهُ مُعَاوِيَةُ أَنَّ رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَال لَهُ :إِنَّكَ إِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ أَفْسَدْتَهُمْ أَوْ كِدْتَ أَنْ تُفْسِدَهُمْ .

وَلَكِنَّ لِلْحَاكِمِ أَنْ يَتَجَسَّسَ عَلَى رَعِيَّتِهِ إِذَا كَانَ فِي تَرْكِ التَّجَسُّسِ انْتِهَاكُ حُرْمَةٍ يَفُوتُ اسْتِدْرَاكُهَا ، مِثْل أَنْ يُخْبِرَهُ مَنْ يَثِقُ بِصِدْقِهِ أَنَّ رَجُلاً خَلاَ بِرَجُلٍ لِيَقْتُلَهُ ، أَوِ امْرَأَةٍ لِيَزْنِيَ بِهَا ، فَيَجُوزُ لَهُ فِي هَذِهِ الْحَال أَنْ يَتَجَسَّسَ وَيَقْدَمَ عَلَى الْكَشْفِ وَالْبَحْثِ حَذَرًا مِنْ فَوَاتِ مَا لاَ يُسْتَدْرَكُ مِنِ انْتِهَاكِ الْمَحَارِمِ وَارْتِكَابِ الْمَحْظُورَاتِ، وَهَكَذَا لَوْ عَرَفَ ذَلِكَ قَوْمٌ مِنَ الْمُتَطَوِّعَةِ جَازَ لَهُمُ الإِْقْدَامُ عَلَى الْكَشْفِ وَالإِْنْكَارِ (الموسوعة الفقهية الكويتيہ١٠،١٦٦ وما بعدہا).

جواب۵۔ اگر یہ بات عیاں ہوجائے کہ ان خفیہ معلومات کو حاصل کرکے وہ کسی کو نقصان پہونچانےکاارادہ رکھتا ہے تو اس شخص کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس کی اطلاع متعلقہ شخص کو ضرور دیدے، اور یہ غیبت میں بھی شمار نہیں ہوگا؛ کیونکہ جہاں جان ومال کونقصان پہونچنے کا غالب گمان ہویااس کا نقصان تادیر رہنے کا امکان ہوان صورتوں میں متعلقہ آدمی کو اس کی اطلاع دینے میں کوئی حرج نہیں۔

دلائل:

(١)عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الْمَجَالِسُ بِالْأَمَانَةِ إِلَّا ثَلَاثَة مَجَالِسَ:سَفْكُ دَمٍ حَرَامٍ أَوْ فَرْجٌ حَرَامٌ أَوْ اقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَيْرِ حَقٍّ(سنن أبی داود: ٤٢٢٦).

(٢) يُسْتَثْنَى مِنْ هَذَا النَّهْيِ : الْحَالاَتُ الَّتِي يُشْرَعُ فِيهَا التَّجَسُّسُ (الَّذِي هُوَ أَشَدُّ تَحْرِيمًا مِنِ اسْتِرَاقِ السَّمْعِ) كَمَا لَوْ تَعَيَّنَ التَّجَسُّسُ أَوِ اسْتِرَاقُ السَّمْعِ طَرِيقًا إِلَى إِنْقَاذِ نَفْسٍ مِنَ الْهَلاَكِ ، كَأَنْ يُخْبِرَ ثِقَةٌ بِأَنَّ فُلاَنًا خَلاَ بِشَخْصٍ لِيَقْتُلَهُ ظُلْمًا، فَيُشْرَعُ فِي هَذِهِ الصُّورَةِ التَّجَسُّسُ ، وَمَا هُوَ أَدْنَى مِنْهُ مِنِ اسْتِرَاقِ السَّمْعِ (الموسوعة الفقهية الكويتيہ ٣،٢٨٠).

(٣) قَال ابْنُ وَهْبٍ:وَالسَّتْرُ وَاجِبٌ إِلاَّ عَنِ الإِْمَامِ وَالْوَالِي وَأَحَدِ الشُّهُودِ الأَْرْبَعَةِ فِي الزِّنَى (الموسوعة الفقهية الكويتيہ ١٠،١٦٢).

(٤) والغيبة محرمة بالإجماع، ولا يستثنى من ذلك إلا ما رجحت مصلحته، كما في الجرح والتعديل والنصيحة، كقوله صلى الله عليه وسلم، لما استأذن عليه ذلك الرجل الفاجر:"ائذنوا له، بئس أخو العشيرة"، وكقوله لفاطمة بنت قيس -وقد خطبها معاوية وأبو الجهم-:"أما معاوية فصعلوك، وأما أبوالجهم فلا يضع عصاه عن عاتقه". وكذا ما جرى مجرى ذلك

(تفسیر ابن کثیر۷،۳۸۰)۔

جواب ۶۔ فیس بک اکاؤنٹ میں بے شمار معلومات بہت سارے لوگ رکھتے ہیں، مثلااپنانام، والد کا نام، جائے سکونت،اپنا ایڈریس،کیریکٹر سرٹیفکٹ، تعلیمی لیاقت وغیرہ۔اور ان کے علاوہ دیگر قسم کی معلومات بھی ہوسکتی ہیں، ہمیں اس سلسلہ میں غور کر نا ہوگا کہ اگر کوئی اپنا نام ،والد کا نام، کریکٹر سرٹیفکٹ، تعلیمی لیاقت اورصلاحیت واستعدادکاڈاٹافیس بک میں رکھتاہے تو اس کا کیا مقصد ہے؟اکثروبیشتر لوگ اپنا تعارف کروانے کی غرض سے رکھتے ہیں،اور تجارتی کمپنیاں عموماً اپنے یہاں الگ الگ شعبوں کے اعتبار سے ماہرین کی تلاش میں رہتی ہیں ،اور ان میں بھی اچھے اخلاق والوں کو ترجیح دیتی ہیں،اور ان کا بھی مقصدکسی کی نجی معلومات حاصل کرکے اس کو نقصان پہونچانا نہیں رہتا۔الغرض دونوں طرف سے جستجو اور تلا ش رہتی ہے،صاحب ڈاٹااس امید میں رہتا ہے کہ کہیں اس کے ذریعہ کسی کمپنی کی طرف سے کوئی آفر ہی آجائے؛ تاکہ نوکری کرنے کا موقع مل جائے، اور کمپنیاں بھی اچھے ماہرین کی جستجو کرتی ہیں ،چنانچہ اس غرض کے لئے وہ ڈاٹاکے ماہرین سے رابطہ کرتی ہیں؛ تاکہ وہ اچھے لوگوں کو مہیاکرکے ان کو دیں، اب ماہرین کاکام ہے کہ وہ ان کو اچھے لوگوں کی تلاش مکمل امانت داری کے ساتھ کرکے دیں، اگر واقعی میں ماہرین کمپنی کو اچھے افرادفراہم کرکے دیتے ہیں تو ان ماہرین کا اس کے بدلہ میں اجرت لینا بھی درست ہوگا،اور متعلق شخص کے بارے میں کمپنی کو اس کی اجازت کے بغیر اطلاع دینا اور ا س کا ڈاٹا دینابھی درست ہوگا؛ کیونکہ اجازت حکمی موجود ہے۔

دلائل:

(۱) {وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ} (المائدہ: ۲)۔

(۲)عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ:أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يَسْتَحْمِلُهُ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُ مَا يَتَحَمَّلُهُ فَدَلَّهُ عَلَى آخَرَ فَحَمَلَهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ:إِنَّ الدَّالَّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ (سنن الترمذی: ۲۵۹۴)۔

(۳) وَقَدْ يَكُونُ الإِْذْنُ بِالإِْشَارَةِ أَوِ الْكِتَابَةِ أَوِ الرِّسَالَةِ (الموسوعة الفقهية الكويتية ۳۸۵،۲)۔

(۴) الأُْجْرُ لُغَةً وَشَرْعًا:بَدَل الْمَنْفَعَةِ، وَهِيَ مَا يُعْطَاهُ الأَْجِيرُ فِي مُقَابَلَةِ الْعَمَل، وَمَا يُعْطَاهُ صَاحِبُ الْعَيْنِ مُقَابِل الاِنْتِفَاعِ بِهَا (الموسوعة الفقهية الكويتيہ ۳۲۰،۱)۔

(۵) فَلاَ يَحْتَاجُ إِلَى اسْتِئْذَانٍ لِتَصَرُّفِهِ فِيهَا التَّصَرُّفَ الْمَشْرُوعَ الَّذِي لاَ يَضُرُّ بِالآخَرِينَ (الموسوعة الفقهية الكويتيہ۱۵۸،۳)۔

جواب ۷۔ مجرموں کی نگرانی اور ان کی نقل وحرکت پر نظر رکھنا حکومت وقت کی ذمہ داری ہے؛ تاکہ رعایا اور شہری پر امن ماحول میں اپنی زندگی رواں دواں رکھ سکیں، اورحکومت دہشت گردعناصر کی سرگرمیوں پر روک تھا م لگائے؛ تاکہ ملک میں

کسی طرح کی بغاوت برپانہ ہوسکے۔

چنانچہ دورحاضر میں اس سلسلہ میں حکومت وقت بھی صرف افراد ہی متعین نہیں کرتی بلکہ باضابطہ محکمہ پولس کے علاوہ بھی خصوصی شعبہ(سی،بی،آئی) قائم کرکے بہت ہی امانت دار اور رازدار افراد کو متعین کرتی ہے، لیکن اس کے باوجود ملک میں ایسے واقعات وواردات آئے دن رونما ہوتے رہتے ہیں، جن سے یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ یا تو اس کام کے لئے جتنے افراد درکار ہوتے ہیں اتنے حکومت فراہم نہیں کرپاتی، یاپھر افراد تو ہیں لیکن وہ مکمل تندہی وذمہ داری کا احسا س کئے بغیر اپنی ڈیوٹی انجام دیتے ہیں، اور غفلت ہی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دہشت گرد عناصر اپنے مقصد میں کامیاب ہوجاتے ہیں، یاپھر مذہب کے نام پر اس میں کوتاہی ولاپراہی ہی نہیں بلکہ یکطرفہ نظر رکھی جاتی ہے، بےچارے مظلوموں کی کوئی فریاد رسی کرنے والا نہیں ہوتا۔

ان دیگر گوں حالات میں اگر کچھ تنظیمیں مجرمین کے جرائم پر شہادت فراہم کرنے کی غرض سے خفیہ کیمروں کا استعمال کرتی ہیں تو اس کے جواز میں گنجائش ہی نہیں بلکہ ان کا تعاون بھی ہونا چاہیے؛ تاکہ مجرمین وظالمین کو کیفرکردار تک پہونچاکر مظلومین کی آہوں اور بددعاؤں سے فضاکو مکدر ہونے سے بچایاجاسکے۔

اور حکومت وقت کو چاہیے کہ وہ ایسی تنظیموں کو لائسینس بھی مہیا کردے؛ تاکہ وہ اپنے کام کو مضبوطی سے انجام دے سکیں،نیز حکومت ان کو اپنامخالف نہیں بلکہ معاون سمجھے ۔

اس کے مستدلات وہی ہیں جو مذکورہ بالا جوابات میں مذکور ہوئے۔

جواب ۸۔ جواب کی تفصیل سے قبل سافٹ ویئر کے بارے میں کچھ جانکاری ضروری ہے تاکہ جواب دینے میں سہولت ہو۔

چنانچہ سافٹ ویئرکی دوقسمیں ہیں:

بنیادی طورسے سافٹ ویئر(soft ware)کی اقسام کی درجہ بندی اس کے کام سے کی جاتی ہے،اس حوالے سے اس کی دواہم اقسام ہیں:پہلی قسم کو سسٹم سافٹ ویئر یعنی "نظامی سافٹ ویئر "کہتے ہیں،دوسرے کواپلی کیشن سافٹ ویئر یعنی ''استعمالی سافٹ ویئر ''کہتے ہیں، انتظامی سافٹ ویئر کاکام "شمارندے"کی بنیادی افعال کو سرانجام دینا ہے،مثال کے طورپر جب ہم کمپیوٹر کو چلانا شروع کرتے ہیں،تو اس کمپیوٹر کی بے جان حالت سے اس کی کام کے لئے تیاری تک کے سارے مراحل یہی قسم سر انجام دیتی ہے،اس کے علاوہ مختلف پرزوں(آلات)سے رابطہ کرنا ،ان سے کام لینا بھی اسی کی ذمہ داری ہے،اس کی مزید دواہم اقسام ہیں:پہلی قسم operating system یعنی نظامی عامل ،اوردوسری قسم ڈیوائس ڈرائیوریعنی آلہ محرک ہے،نظامی عامل کا کام کمپیوٹرکے پرزوں کوکمپیوٹرسے جوڑکرقابل استعمال بناتاہے،جبکہ استعمالی سافٹ ویئر کاکام وہ سارے کام

سرانجام دینا ہے،جوپہلی قسم کےکاموں کے علاوہ ہیں،مثال کے طورپر ویب کا استعمال،گانے سننا،کھیل کھیلنا،برقی میل،دفاتر کے کام، حسابی کام کرنا وغیرہ،اس کی کام کی نوعیت کے مطابق بےشمار اقسام ہیں، جیسے ویب کی قسم،گانوں کی قسم(ملٹی،میڈیا)،رابطےکی قسم،حسابی کام کی قسم وغیرہ،غرض ہرکام کی اپنی قسم ہے، اس کے علاوہ سافٹ ویئر کی ایک اورقسم پروگرامنگ لینگوئج یعنی زبان برائے تیاری سافٹ ویئر کہلاتی ہے،اس کاکام مندرجہ بالادونوں اقسام کوتیار کرنا ہے۔

سافٹ ویئر کی جانکاری کے بعد اب سوال کی نوعیت کودیکھتے ہوئے جواب دیاجارہا ہے کہ جہاں تک سافٹ ویئر کا قفل توڑنے کی بات ہے تویہ چوری ہے،جوکہ شریعت میں حرام ہے۔اور چوری کے مال سے استفادہ کرنابھی حرام ہےجس کی تفصیل محوردوم سوال نمبرا کے تحت آچکی ہے۔

دلائل:

(١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَعَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَعَنَ اللَّهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ (صحيح البخاري: ٦٢٨٥)۔

(٢) حرمة مال المسلم كحرمة دمه (عن ابن مسعود) (كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال: ٤٠٤، ١٫٩٣)۔

اور چوری کرکے گاہکوں کو بیچنا بھی درست نہ ہوگا؛کیونکہ چوری کے مال سے منفعت حاصل کرنااوراس کا معاوضہ لینا بھی درست نہیں ہے۔

وَكَذَا السَّارِقُ يَجِبُ عَلَيْهِ رَدُّ الْعَيْنِ الْمَسْرُوقَةِ إنْ كَانَتْ قَائِمَةً اتِّفَاقًا. فَإِنْ هَلَكَتْ أَوِ اسْتُهْلِكَتْ وَجَبَ عَلَيْهِ رَدُّ مِثْلِهَا إنْ كَانَتْ مِثْلِيَّةً، وَإِلاَّ فَقِيمَتُهَا (الموسوعة الفقهية الكويتيه٢٢٫١٧٩)۔

البتہ چوری کرنے والے اور جس نے خرید کر لیا ہےکاحکم ایک ہوگایا الگ الگ ؟ اس سلسلہ میں غور کرنے کی ضرورت ہے۔

چنانچہ فتاویٰ رحیمیہ میں ہے:

چوری کے کپڑے سے بنائی ہوئی ٹوپی اور جزدان خریدنا درست نہیں حرام ہے،بلاعلم خرید لیا ہوتو گناہ نہیں ،نماز بھی درست ہے، لیکن جب علم ہوگیا تو ایسا لباس ترک کردینا ضروری ہے (فتاویٰ رحیمیہ٢٫٢٨٣، کتاب الحظر والاباحہ)۔

مذکورہ بالافتوی سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ دونوں کا حکم ایک نہ ہوگا؛کیونکہ جس نے چوری کی ہے اس کو معلوم ہے کہ یہ چوری کامال ہے، یاچوری کا سافٹ ویئر ہے، اس کے باوجود اس کواستعمال کرنا ،یا ا س کو فروخت کرکے اس کی قیمت وغیرہ سے استفادہ کرنا سراسر حرام ہوگا، البتہ جس نے خرید ا ہے اگر اس نے لاعلمی میں خریدا تو کوئی گناہ نہیں؛البتہ اگرمعلوم تھا کہ چوری کا ہے اس کے باوجود کسی لالچ میں آکر مثلاکم قیمت میں وہ سامان مل گیا جیسا کہ عموماً ایساہی ہوتا ہے خرید کیا تو یہ بھی بالواسطہ

چورہوا،اور معصیت میں تعاون کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ میں ہے:جب چوری کا مال یقینا معلوم ہے تو اس کا خریدناناجائزہے(ص ۱۸۷،بیع فاسد کابیان)، نیزباقیات فتاویٰ رشیدیہ (کتاب البیوع والمعاملات، ص: ۳۱۱) میں ہے:چوری کے مال کاخریدنا حرام ہے۔

جواب ۹۔ دوسرے کے کمپیوٹر کو ہیک کرنا یااس میں وائرس چھوڑنا کسی طرح درست نہیں؛کیونکہ اس میں کبھی کبھار بھاری نقصان اٹھانا پڑتاہے،اور نہیں تو ایذاء مسلم لازم ہی آتا ہے جوکہ حرام ہے۔

دلائل:

(۱) عَنْ عَامِرٍ قَالَ:سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ (صحيح البخاري: ۶۰۰۳، مسلم: ۵۸)۔

(۲) عن أبي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:''المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده والمؤمن من أمنه الناس على دمائهم وأموالهم'' (صحيح ابن حبان: ۱۸۰)۔

(۴) فإن أذى المسلم حرام باللسان وباليد، فأذى اليد :الفعل، وأذى اللسان القول (فتح الباري - لابن رجب۱،۳۳)۔

(۵) وَقَال الزَّيْلَعِيُّ :تَرْكُ الإْيذَاءِ وَاجِبٌ (الموسوعة الفقهية الكويتيہ ۴۵،۳۳۰)۔

محورسوم:

جواب۱۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں رہنمائی فرمائی ہے:

{يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِين} (الحجرات: ۶)۔

آیت کریمہ سے معلوم ہواکہ ہر خبر پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے، بلکہ مخبر کی حالت کو بھی دیکھنا چاہیے، نیز حالات وکوائف کا جائزہ بھی لینا چاہیے، مخبر اگر صادق ہے یا قابل وثوق ہے تو اس کی خبر کا الگ حکم ہوگا اوراگر فا سق وفاجر ہے تو اس کی خبر کا الگ حکم ہوگا۔

ضروری اصول: چنانچہ سوشل میڈیا یا الکٹرانک میڈیا کے ذریعہ آنے والی خبریں مختلف قسم کی ہوتی ہیں، اور بھیجنے والے کبھی معلوم ہوتے ہیں اور کبھی نامعلوم۔

(۱)لہذااگر خبر واقعی سچی ہوتواس کو آگے بڑھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔مثلاچاند ہونے یا نہونے کی مصدقہ خبر کسی ادارہ کی طرف سے جیسے امارت شرعیہ وغیرہ یا اور کسی مرکزی جگہ سے آجائے جس کے بارے میں پہلے سےتیقن حاصل ہوکہ ان کی طرف سے بلاتصدیق خبر نہیں آسکتی ہے، تو ان خبروں کو آگے بڑھانا اور ان کی تشہیر

کرنا درست ہے۔

(۲) اگر خبرقابل تحقیق ہوتو تحقیق سے قبل آگے نہ بھیجنا چاہیےمثلاکسی نے خبر دی کہ فلاں صاحب کا انتقال ہوگیا ہے، تو جب تک اس کی تحقیق نہ ہوجائے اس وقت تک اس کو آگے بڑھانا درست نہ ہوگا۔

(۳) اگر خبر خلاف واقعہ ہوتو ا س کو آگے بڑھانا ناجائز ہوگامثلاکسی نے خبردی کہ فلاں بزرگ کو خواب میں بتایاگیاہے کہ آج کے بعد کسی کو نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں،ظاہر سی بات ہے کہ اس طرح کی خبرخلاف واقعہ ہے ،لہذا اس کو آگے بڑھاناناجائز ہوگا۔

دلائل:

(۱) {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ} (الحجرات: ۶)۔

(۲) {وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُم} (النساء: ۸۳)۔

(۳) عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ:قَالَ رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (صحیح مسلم: ۶، ۱۵،۱)۔

قَال النَّوَوِيُّ:وَالآْثَارُ فِي هَذَا الْبَابِ كَثِيرَةٌ، وَفِي هَذَا الزَّجْرُ عَنِ التَّحَدُّثِ بِكُل مَا سَمِعَ الإْنْسَانُ۔ (الموسوعة الفقهية الكويتيہ۳۴،۲۱۱)۔

(۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ خَدَّاعَاتُ يُصَدَّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ وَيُكَذَّبُ فِيهَا الصَّادِقُ وَيُؤْتَمَنُ فِيهَا الْخَائِنُ وَيُخَوَّنُ فِيهَا الْأَمِينُ وَيَنْطِقُ فِيهَا الرُّوَيْبِضَةُ قِيلَ: وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ؟ قَالَ: الرَّجُلُ التَّافِهُ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ (سنن ابن ماجه : ۴۰۲۶)۔

جواب ۲۔ کسی کی تحریر کو خلط ملط کرنا یا فنی مہارت کی وجہ سے کمی بیشی کرنا سراسرناجائز ہوگا۔

دلائل:

(۱){وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ} (یوسف: ۵۲)۔

(۲) {وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ} (الأنفال: ۵۸)۔

(۳)عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَسِيدٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كَبُرَتْ خِيَانَةً أَنْ تُحَدِّثَ أَخَاكَ حَدِيثًا هُوَ لَكَ بِهِ مُصَدِّقٌ وَأَنْتَ لَهُ بِهِ كَاذِب (سنن أبی داود: ۴۳۲۰)۔

(۴) التَّصْحِيفُ وَالتَّحْرِيفُ الْمُتَعَمَّدُ فِي الْوَثَائِقِ وَالسِّجِلاَّتِ وَنَحْوِ ذَلِكَ نَوْعٌ مِنَ التَّزْوِيرِ، وَحُكْمُهُ التَّحْرِيمُ إِنْ أَسْقَطَ بِهِ حَقًّا لِغَيْرِهِ، أَوْ أَثْبَتَ لِنَفْسِهِ أَوْ غَيْرِهِ مِنَ الْحَقِّ مَا لَيْسَ لَهُ، أَوْ أَلْحَقَ بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ ضَرَرًا بِغَيْرِ حَقٍّ وَمَنْ فَعَلَهُ يَسْتَحِقُّ التَّعْزِيرَ (الموسوعة الفقهية الكويتية ۱۰،۲۰۳)۔

جواب۳۔ حکومت کو اس بات کاحق نہیں ہے کہ کسی کی پرائیویسی کوختم کرڈالے یاکسی کی نجی معلومات کو دوسروں تک پہنچائے، لہذا آدھار کارڈ ہو یا اورکوئی ایسی چیز

جس کے ذریعہ سے فرد کی نجی معلومات مثلا کہانکہاں اس شخص کا کھاتا کن کن بینکوں میں پایاجاتاہے؟ ان میں کتنی رقوم ڈپوزٹ ہیں اور کتنی جمع؟وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کی جتنی بھی نجی اور خفیہ باتیں ہیں جن پر مطلع ہونے سے اس کی نجی معلومات پر آنچ آسکتی ہو، بالخصوص مالی رازداری کا انکشاف ہوسکتاہو، سراسر غلط اور فرد کی آزادی چھین لینے کے مترادف ہوگا۔

دلائل:

(١) عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:إِنَّكَ إِنْ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ أَفْسَدْتَهُمْ أَوْ كِدْتَ أَنْ تُفْسِدَهُم (سنن أبی داود: ۴۲۴۴)۔

(٢) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ وَكَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ وَعَمْرِو بْنِ الْأَسْوَدِ وَالْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ وَأَبِي أُمَامَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ الْأَمِيرَ إِذَا ابْتَغَى الرِّيبَةَ فِي النَّاسِ أَفْسَدَهُمْ (سنن أبی داود: ۴۲۴۵)۔

(٣) لَيْسَ لِلسُّلْطَانِ وِلَايَةُ أَخْذِ زَكَاةِ الْأَمْوَالِ الْبَاطِنَةِ فَلَمْ يَصِحَّ أَخْذُهُ كَذَا فِي التَّجْنِيسِ وَالْوَاقِعَاتِ والولوالجية (البحر الرائق۵؍۴۴۵)۔

(٤) وَظَاهِرُ مَا صَحَّحَهُ السَّرَخْسِيُّ أَنَّهُ لَا فَرْقَ بَيْنَ الْأَمْوَالِ الظَّاهِرَةِ وَالْبَاطِنَةِ وَصَحَّحَ الْوَلْوَالِجِيُّ عَدَمَ الْجَوَازِ فِي الْأَمْوَالِ الْبَاطِنَةِ قَالَ : وَبِهِ يُفْتَى ؛ لِأَنَّهُ لَيْسَ لِلسُّلْطَانِ وِلَايَةُ الزَّكَاةِ فِي الْأَمْوَالِ الْبَاطِنَةِ فَلَمْ يَصِحَّ الْأَخْذُ ا هـ (البحر الرائق۵؍۴۹۰)۔

(٥)إِلَى أَنْ فَوَّضَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي خِلَافَتِهِ أَدَاءَ الزَّكَاةِ عَنِ الأَمْوَال الْبَاطِنَةِ إِلَى مُلاَّكِهَا (الموسوعة الفقهية الكويتيہ ۲۳؍۳۰۴)۔

وَجُمْهُورُ الْفُقَهَاءِ عَلَى أَنَّ أَدَاءَ زَكَاةِ الأَمْوَال الْبَاطِنَةِ مُفَوَّضٌ إِلَى أَرْبَابِهَا، أَمَّا الأَمْوَال الظَّاهِرَةُ فَفِيهَا تَفْصِيلٌ (الموسوعة الفقهية الكويتيہ ۳۶؍۳۹)۔

جب زکاۃ جیسی عظیم الشان عبادت کے بارے میں فقہاء نے صاحب مال کو حق دیا ہے اوراس کی باتوں کا اعتبار کیا ہے تو لوگوں کی نجی معلومات دوسروں تک پہونچانے اور عام کرنے کا حق حکومت کو کیسے ہوسکتاہے؟چنانچہ آپﷺ نے ولاۃ کو اس سے منع فرمایاہے کہ وہ لوگوں کی پوشیدہ باتوں کے پیچھے پڑے اور ان کوعام کرے۔

وَإِفْشَاءُ السِّرِّ حَرَامٌ إِذَا كَانَ فِيهِ إِضْرَارٌ، وَلُؤْمٌ إِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ إِضْرَار (الموسوعة الفقهية الكويتيہ ۳۶؍۱۴۰)۔

لہذا حکومت وقت کو فرد کی نجی معلومات پھیلانے اور اس کو عام کرنے کا حق نہیں ہے،اور نا ہی اس کی ضرورت ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کی عدالت عظمیٰ سپریم کورٹ بھی اس کی اجازت نہیں دیتی، چنانچہ ۲۶/ستمبر۲۰۱۸ کو عدالت نے آدھار کارڈ کے سلسلہ میں یہ فیصلہ دیا ہے کہ:اسکول میں داخلہ لینے،بینک کھاتوں کو کھولنے،موبائل سیم کارڈوغیرہ نکلوانے کے لئے آدھارکارڈکو متعلقہ کاغذات کے ساتھ جوڑناضروری

نہیں؛جبکہ ازیں قبل پورے ہندوستان میں آدھار کارڈکاجن سرچڑھ کر اتنا بول رہاتھا کہ پورے ملک کے تمام شعبوں میں آدھارکارڈ کاہی بول بالاتھا۔

جواب ۴۔ ایسے اشتہارکو عام کرنا نہ اس پر فرض ہے نہ واجب ہے؛بلکہ ا س کے اختیار کی بات ہے، لہذا اگر ان اشتہارات میں جائز اشیاء کی ترغیب ہوتوعین ثواب کاکام ہوگا؛لیکن اگر ناجائزاشیاء کی تشہیر ہوتوناجائز ہوگا۔

وَالْمُبَاحُ :هُوَ مَا خُيِّرَ فِيهِ الشَّخْصُ بَيْنَ الْفِعْل وَالتَّرْكِ، وَكَانَ فِعْلُهُ وَتَرْكُهُ سَوَاءً شَرْعًا (الموسوعة الفقهية الكويتيہ ۴۱،۱۸)۔

لہذااگر معلوم ہوکہ یہ اشتہار جائز چیزوں کی فہرست پر مشتمل ہے تو اسے پھیلانے میں کوئی مضائقہ نہیں، اور اگر یہ معلوم ہوکہ یہ اشتہار ناجائز چیزوں کی تشہیر پر مشتمل ہے تو اسے دوسروں تک بھیجنے سے احتراز کرنا چاہیے؛کیونکہ جائز امور میں تعاون کرنے کا حکم وارد ہے اورناجائز امور میں تعاون کرنے سے احتراز کا حکم دیا گیا ہے۔

دلائل:

(۱) {وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ} (المائدہ: ۲)۔

(۲){وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا} [الاسراء: ۳۶)۔

(۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِيثَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِيَ أَمَانَةٌ (سنن الترمذی: ۱۸۸۲، سنن ابی داؤد: ۴۲۲۵)۔

(۴) عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (صحیح مسلم۱،۱۵)۔

جواب ۵۔ سوال کا لب لباب بتارہا ہے کہ صرف ا س کارٹون کا حکم معلوم کرنا مقصود ہے جو تعمیری یا تنقیدی نقطہ نظر سے بنایاجائے، لہذا جو حضرات ڈیجیٹل تصویر کو تصویرکے حکم میں نہیں مانتے ان کے نزدیک ایسے کارٹون کا بنانا بھی جائز ہوگا؛ کیونکہ ڈیجیٹل تصویر ان کےنزدیک جب تک پرنٹ نہ ہوجائے تب تک وہ برقی شعاع ہے، حرمت والی تصویر کے دائرہ سے خارج ہے ۔

البتہ اس میں کچھ تفصیل ہے؛ کیونکہ کارٹون دوطرح کے ہوتے ہیں:محض خاکہ جس میں چہرہ سر وغیرہ نہیں ہوتا ہے، دوسرا کارٹون جو اخباروں اور ٹیلی ویژنوں میں مروج ہے، جس میں سربھی ہوتاہے،چہرہ بھی ہوتاہے،اگر چہ وہ مسخ شدہ ہوتا ہے۔

پہلی قسم کا کارٹون جو محض خاکے کی شکل میں ہوا س کا بنانا جائز ودرست ہے؛ لیکن دوسری قسم کے کارٹون جوموجودہ زمانے میں مروج ہیں وہ بھی ایک طرح سے تصویر کے حکم میں داخل ہیں، اگرچہ وہ تصویر بگڑی ہوئی ہوتی ہے، لہذا اس طرح ذی روح کا کارٹون بنانے سے گریز کرنا ہی اولٰی ہوگا؛ کیونکہ تصویر سازی کے گناہ پر بھلی

صورتوں کو بگاڑ کرمذاق بنانے کا گناہ مستزاد ہوگا۔

دلائل:

(١){وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ} [النساء: ١١٩)۔

(٢) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لِي صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِي فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ يَتَقَمَّعْنَ مِنْهُ فَيُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِي (صحيح البخاري: ٥٦٦٥)۔

(٣) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ:قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ أَوْ خَيْبَرَ وَفِي سَهْوَتِهَا سِتْرٌ فَهَبَّتْ رِيحٌ فَكَشَفَتْ نَاحِيَةَ السِّتْرِ عَنْ بَنَاتٍ لِعَائِشَةَ لُعَبٍ فَقَالَ:مَا هَذَا يَا عَائِشَةُ؟ قَالَتْ:بَنَاتِي وَرَأَى بَيْنَهُنَّ فَرَسًا لَهُ جَنَاحَانِ مِنْ رِقَاعٍ فَقَالَ:مَا هَذَا الَّذِي أَرَى وَسْطَهُنَّ؟ قَالَتْ:فَرَسٌ قَالَ:وَمَا هَذَا الَّذِي عَلَيْهِ؟ قَالَتْ: جَنَاحَانِ قَالَ:فَرَسٌ لَهُ جَنَاحَانِ قَالَتْ:أَمَا سَمِعْتَ أَنَّ لِسُلَيْمَانَ خَيْلًا لَهَا أَجْنِحَةٌ قَالَتْ:فَضَحِكَ حَتَّى رَأَيْتُ نَوَاجِذَهُ (سنن أبی داود: ٤٢٨٤)۔

(٤) وَاسْتَثْنَى بَعْضُ أَصْحَابِ هَذَا الْقَوْل الصُّوَرَ الْمَقْطُوعَةَ وَالصُّوَرَ الْمُمْتَهَنَةَ (الموسوعة الفقهية الكويتيہ ١٢،١١٠)۔

(٥) التَّصْوِيرُ لِلْمَصْلَحَةِ كَالتَّعْلِيمِ وَغَيْرِهِ:لَمْ نَجِدْ أَحَدًا مِنَ الْفُقَهَاءِ تَعَرَّضَ لِشَيْءٍ مِنْ هَذَا، عَدَا مَا ذَكَرُوهُ فِي لُعَبِ الأَْطْفَال: أَنَّ الْعِلَّةَ فِي اسْتِثْنَائِهَا مِنَ التَّحْرِيمِ الْعَامِّ هُوَ تَدْرِيبُ الْبَنَاتِ عَلَى تَرْبِيَةِ الأَْطْفَال كَمَا قَال جُمْهُورُ الْفُقَهَاءِ، أَوِ التَّدْرِيبُ وَاسْتِئْنَاسُ الأَْطْفَال وَزِيَادَةُ فَرَحِهِمْ لِمَصْلَحَةِ تَحْسِينِ النُّمُوِّ كَمَا قَال الْحَلِيمِيُّ ، وَأَنَّ صِنَاعَةَ الصُّوَرِ أُبِيحَتْ لِهَذِهِ الْمَصْلَحَةِ، مَعَ قِيَامِ سَبَبِ التَّحْرِيمِ، وَهِيَ كَوْنُهَا تَمَاثِيل لِذَوَاتِ الأَْرْوَاحِ. وَالتَّصْوِيرُ بِقَصْدِ التَّعْلِيمِ وَالتَّدْرِيبِ نَحْوُهُمَا لاَ يَخْرُجُ عَنْ ذَلِكَ (الموسوعة الفقهية الكويتيہ ١٢،١١٣)۔

لہذا حتی الامکان ایسے کارٹون بنانے سے احترازکرنا چاہیے ضرورت پڑنے پر بغیر سر وچہرہ والے کارٹون سے کام چلاناچاہیے،لیکن شدید مجبوری کے وقت سراور چہرہ والاکارٹون بنانے کی گنجائش بھی ہونی چاہیے،البتہ جانوروں کی آواز مثلاگدھے کی آوازفٹ کرنے سے تب بھی گریز کرنا چاہیے؛ کیونکہ باری کا ارشاد ہے:{إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ} [لقمان: ١٩)۔

جواب ۶۔عام حالات میں بلااجازت موبائل فون میں کسی کی گفتگو کسی فرد کا محفوظ کرنایااس کی بات دوسروں کوسنانا جائز نہیں؛کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشادہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الْمَجَالِسُ بِالْأَمَانَةِ إِلَّا ثَلَاثَةَ مَجَالِسَ: سَفْكُ دَمٍ حَرَامٍ أَوْ فَرْجٌ حَرَامٌ أَوْ اقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَيْرِ حَقٍّ (سنن أبی داود: ٤٢٢٦)۔

البتہ اوپر کا حکم فرد کےلئے عموی حالات میں ہے،لیکن حکومت وقت کمپنیوں کو لوگوں کی آپسی گفتگو اگر محفوظ کرنے کے لئے کہتی ہے تو اس کا مقصد کسی کی ہتک عزت نہیں ،اسی وجہ سے کمپنیو ں کو بھی ہدایت ہوتی ہے کہ وہ عام حالات میں ان

ریکاڈنگ کا افشا نہ کریں بلکہ جب ضرورت شدیدہ در پیش ہو ،یا کہیں قتل کا واقعہ پیش آگیا ہے،یا کسی کی عزت تارتار ہوئی ہو ان جیسے حالات میں موبائل ریکارڈنگ کی مانگ ہوتی ہے، اور ان کو بطور ثبوت کے پیش کیا جاتا ہے، چنانچہ اس کے ذریعہ بےشمار جرائم پیشہ افراد کی گرفتاری عمل میں آتی ہے، لہذا کمپنیوں کا موبائل کی آپسی گفتگو محفوظ کرکے حکومت کو فراہم کرنےمیں کوئی حرج نہیں۔

دلائل:

(١)عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِيثَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِيَ أَمَانَةٌ (سنن الترمذی: ١٨٨٢)۔

(٢) قَال الْخَادِمِيُّ فِي شَرْحِ حَدِيثِ ‘‘الْمَجَالِسُ بِالأَْمَانَةِ’’:أَيْ لاَ يُشِيعُ حَدِيثَ جَلِيسِهِ وَفِيهِ إِشَارَةٌ إِلَى مُجَالَسَةِ أَهْل الأَْمَانَةِ وَتَجَنُّبِ أَهْل الْخِيَانَةِ۔ وَقَال رَجَبُ بْنُ أَحْمَدَ:يَعْنِي جَمِيعَ الْمَجَالِسِ مَا وَقَعَ فِيهَا مِنَ الأَْقْوَال وَالأَْفْعَال مُلاَبِسٌ بِالأَْمَانَاتِ عَلَى أَهْلِهَا دُونَ الْخِيَانَةِ، فَلاَ يَجُوزُ إِظْهَارُ مَا فِيهَا وَإِفْشَاؤُهُ بَيْنَ النَّاسِ.

وَقَال الْغَزَالِيُّ :إِفْشَاءُ السِّرِّ مَنْهِيٌّ عَنْهُ ؛ لِمَا فِيهِ مِنَ الإِْيذَاءِ وَالتَّهَاوُنِ بِحَقِّ الْمَعَارِفِ وَالأَْصْدِقَاءِ ، قَال النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا حَدَّثَ الرَّجُل الْحَدِيثَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِيَ أَمَانَةٌ.

وَإِفْشَاءُ السِّرِّ حَرَامٌ إِذَا كَانَ فِيهِ إِضْرَارٌ ، وَلُؤْمٌ إِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ إِضْرَار (الموسوعة الفقهية الكويتيہ ٣٦،١٤٠ ومابعدها)۔

(٤) وَلَكِنَّ لِلْحَاكِمِ أَنْ يَتَجَسَّسَ عَلَى رَعِيَّتِهِ إِذَا كَانَ فِي تَرْكِ التَّجَسُّسِ انْتِهَاكُ حُرْمَةٍ يَفُوتُ اسْتِدْرَاكُهَا ، مِثْل أَنْ يُخْبِرَهُ مَنْ يَثِقُ بِصِدْقِهِ أَنَّ رَجُلاً خَلاَ بِرَجُلٍ لِيَقْتُلَهُ ، أَوِ امْرَأَةٍ لِيَزْنِيَ بِهَا ، فَيَجُوزُ لَهُ فِي هَذِهِ الْحَال أَنْ يَتَجَسَّسَ وَيَقْدَمَ عَلَى الْكَشْفِ وَالْبَحْثِ حَذَرًا مِنْ فَوَاتِ مَا لاَ يُسْتَدْرَكُ مِنِ انْتِهَاكِ الْمَحَارِمِ وَارْتِكَابِ الْمَحْظُورَاتِ ، وَهَكَذَا لَوْ عَرَفَ ذَلِكَ قَوْمٌ مِنَ الْمُتَطَوِّعَةِ جَازَ لَهُمُ الإِْقْدَامُ عَلَى الْكَشْفِ وَالإِْنْكَارِ (الموسوعة الفقهية الكويتيہ ١٠،١٦٦)۔

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل

مولانا محمد صابر حسین ندوی•

انسانی زندگی مختلف ادوار سے ہوتے ہوئے آج ٹکنالوجی کے انقلاب سے ہمکنار ہے، جس کی بنیاد پر پوری دنیا ایک چھوٹے سے گاؤں (گلوبل ولیج) میں بدل چکی ہے، ہر طرف ایک الگ ہی رنگ وڈھنگ ہے، معلومات کا خزانہ چارونطرف بکھرا ہواہے، سہولیات وآسائشوں کا دوردورہ ہے،اب وہ دن لدگئے جب کوئی معمولی خبرایک جگہ سے دوسری جگہ پر سالوں نہیں تو مہینوں میں پہونچتی تھی، لیکن اب یہ حال ہے کہ پلک جھپکتے ہی جنگل کے آگ سے بھی زیادہ تیز ایک خبر دوسرے تک پہونچ جاتی ہے،جس کا سہرا ''انفارمیشن ٹکنالوجی '' کے سر جاتا ہے، اس سلسلہ میں خصوصاً کمپیوٹرکا بڑا اہم رول ہے،انفارمیشن ٹکنالوجی اسی کا ایک حصہ ہے،یہ سمجھ لینا چاہئے کہ کمپیوٹر کے تین اہم شعبے ہوتے ہیں :سافٹ ویئر انجینئرنگ، کمپیوٹر سائنس اور انفارمیشن ٹکنالوجی۔ان تینوں کوایک ہی سمجھ لینا بھول ہے،تینوں کا میدان الگ الگ ہے اور تینوں ہی ترقی وتعمیر کا دوسرا نام ہیں۔

انفارمیشن ٹکنالوجی کیا ہے:- دراصل روزمرہ کی زندگی بغیر معلومات کے مشکل ہے، یہ ایک ایسا ذریعہ ہے جس کی وجہ سے انسانی زندگی بہت آسان ہوجاتی ہے،قدم قدم پر پیش آنے والی مشکلات کا حل بآسانی ڈھونڈا جاسکتا ہے، چنانچہ ہمیں حتی المقدور ہر چیز کے بارے میں معلومات درکار ہوتی ہیں،نفسیات ،صحت،فلسفہ،سیاست، فزکس، کیمسٹری، ریاضی اور بیالوجی وغیرہ، اسی معلومات کو ''انفارمیشن ''کہتے ہیں، یہ گویا زندگی کیلئے سروائیور کا کام کرتی ہے،لیکن اہم بات یہ ہے کہ یہ معلومات ہمیں کیسے حاصل ہوں ؟یہی وہ نقطہ ہے؛ جہاں ہمیں ٹکنالوجی کی مدد لینی پڑتی ہے،جو کہاں اور کیسے کا جواب فراہم کرتی ہے،یہ ایک ایسی نعمت ہے، جسے انسانوں نے ہزارہا سالوں کے بعد دریافت کیا ہے،اس سے قبل ترسیلات کیلئے انسانی سمبلزیاپھر آواز اور تکلم کا سہارا لیاجاتا تھا،ساتھ ہی جب چینیوں نے کاغذ ایجاد کیا ،تو انفارمیشن کو محفوظ کرنے اور دوسروں تک پہونچانے کاعظیم سرمایہ ہاتھ آیا؛جس سے صدیوں تک لوگوں نے خوب فائدہ اٹھایا، اور لائبریریز اور کتب خانے قائم کئے گئے ،جس نے انسانی زندگی میں عجب انقلاب پیدا کیا۔

• استاد جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور، کرناٹک۔

اس کے بعد بیسویں صدی میں کمپیوٹر کے ایجاد نے طرز زندگی ہی بدل دی، معلومات کا خزانہ جمع کیا جانے لگا،اور دوردراز اس کی ترسیل آسان تر ہوگئی، بنیادی طور پر انفارمیشن ٹکنالوجی انہی باتوں کو موضوع بحث بناتی ہے کہ معلومات کی ترسیل،اس کے محفوظ کرنے کے طریقوں کو کس طرح بہتر سے بہتر بنایا جائے،دنیا کو سب سے زیادہ بدلنے والا ''کیٹالسٹ انٹر نیٹ ''ہے، اور انٹر نیٹ پر ہی دنیا کی سب سے زیادہ انفارمیشن پڑی ہیں،اور ہر سال دوگنا کے رفتار سے اضافہ ہورہا ہے؛حتی کہ اتنی بڑی مقدار میں ڈاٹا کو محفوظ کرنا ،اسے ترتیب دینا اور ا سکی سکیورٹی کو بہتر بنانا ایک بہت بڑا چیلنج بنتا جارہا ہے، ہر فرد ہر قوم اور ملک کی کچھ ناکچھ سیکریٹ معلومات ہوتی ہیں، کچھ خفیہ راز ہوتے ہیں ،جو دوسروں کے ہاتھ نہیں لگنے دینا چاہتے،اس قیمتی انفارمیشن کو محفوظ اسٹوریج اور ٹرانسفارمیشن کے چیلنج کا سامنا کرنا ہی ''انفارمیشن ٹکنالوجی '' کا مقصد ہے؛ تاکہ معلومات کی ترسیل کو آسان اور محفوظ بنایا جاسکے؛لیکن عصر حاضر میں نوجوان نسل کی بے راہ روی اور اسمارٹ فون، گیزٹ وغیرہ کے ایجادات نے مزید مشکل بڑھادی ہے،اور نت نئے مسائل جنم لینے لگے ہیں ،جو اسلامی وفقہی احکام کے طالب ہیں،ایسے میں اسلامک فقہ اکیڈمی کا اٹھائیسویں سمینار کیلئے ''انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل '' کو موضوع بحث بنانا قابل مبارکباد ہے،یقینا اس سے امت مسلمہ کیلئے جدید ٹکنالوجی کے متعلق ضروری رہنمائی حاصل ہوگی،اوربے راہ روی پر لگام لگ سکے گی (www.urdusafah.pk)۔

قبل اس کے کہ جوابات تحریر کئے جائیں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جدید ایجادات اور ان سے فائدہ اٹھانے کے متعلق اسلامی مزاج کی وضاحت کردی جائے،یہ بات طے ہے کہ اسلام اس کے ماننے والوں کیلئے آسانیاں پیدا کرنا چاہتا ہے،انہینزمانے کے ساتھ چلنے اور ترقی کرنے سے نہیں روکتا ؛ بلکہ اس کا ماننا ہے کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ زمانے کی قیادت کریں، اختراعات اور جدیدایجادات کے ذریعہ انسانی زندگی کیلئے رحمت بنیں؛کیونکہ دنیا ومافیہا کی تخلیق اسی کیلئے ہے، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:''ھوالذی خلق لکم مافی الأرض جمیعا'' (بقرۃ: ۲۹)، اسی لئے اللہ تعالی ایسے لوگوں پر ناراضگی کا اظہار کرتا ہےجو اس کے طیبات کو حرام قرار دیں:''قل من حرم زینۃ اللہ التی أخرج لعبادہ والطیبات من الرزق'' (اعراف: ۳۲)، ایک مقام پر اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا:''قل لا أجد فی ما أوحی إلی محرما علی طاعم یطعمہ إلا أن یکون میتۃ'' (انعام: ۱۴۵)، اس آیت کے اندر بھی یہ واضح کردیا گیا کہ دنیا کی تمام پاک چیزیں انسانوں کیلئے حلال ہیں،اسی لئے ایک مقام پر اللہ نے کہاکہ آو! تمھیں حرام کے بارے میں بتائیں:''قل تعالوا أتل ماحرم ربکم علیکم'' (انعام: ۱۵۱)، اس کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کو اللہ نے حرام نہ کیا وہ تمام حلال ہیں۔

خود حضور اکرمﷺ کی بہت سی روایات سے اس بات پر بخوبی روشنی پڑتی

ہے،حضرت ابودرداءؓ کی روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالی قرآن مجیدمیں جن چیزوں کو حرام کیا وہ حرام ہیں ،اور جن چیزوں کو حلال کیا ہے وہ حلال ہیں،اور جن امور سے خموشی برتی ہے وہ معفو عنہ ہیں ، لہذا معفو عنہ کو قبول کرو؛ کیونکہ اللہ تعالی بھولنے والوں میں سے نہیں ہے،پھر آپﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:''وماکان ربک نسیا'' (مریم: ۶۴)،''عن أبی الدرداء قال: قال رسول اللہ ﷺ :ماأحل اللہ فی کتابہ فھو حلال،وما حرم فھو حرام،وما سکت عنہ فھو عافیۃ، فاقبلوا من اللہ عافیتہ؛فإن اللہ لم یکن نسیا''(بیھقی۱۰،۱۲، رقم الحدیث: ۱۹۰۰)۔

اسی طرح ثعلبہ الخشنیؓ کی ایک روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:اللہ تعالی نے کچھ چیزیں فرض کی ہیں، تو ان سے غفلت نہ کرو،اور کچھ حدود قائم کئے ہیں، تو ان سے تجاوز نہ کرو،اور کچھ چیزیں حرام کی ہیں، تو ان کی پامالی نہ کرو اور کچھ چیزوں سے خاموشی برتی ہے، تو ان کے متعلق (بے جا) مباحث میں نہ پڑو،وہ تمہارے لئے رحمت ہیں،''عن أبی ثعلبۃ الخشنی قال :قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :إن اللہ تعالی فرض فرائض فلا تضیعوھا، وحدّ حدودا فلا تعتدوھا، وحرّم أشیاء فلا تنتھکوھا، وسکت عن أشیاء من غیر نسیان، رحمۃ لکم، فلا تبحثوا عنھا'' (المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیۃ۱۲،۴۱۶)۔

انہی آثار واحادیث کی بنا پر تقریبا علماء وفقہاء کا اتفاق ہے کہ اشیاء میناصل اباحت ہے،چنانچہ اصول فقہ کا یہ قاعدہ معروف ہے:''الأصل فی الأشیاء الإباحۃ''(الاشباہ لابن نجیم: ۶۶، للسیوطی: ۶۰، الوجیز: ۱۲۹)، جبکہ بعض اصحاب حدیث کا ماننا ہے کہ اصل ممنوع ہے،جیسا کہ ابن نجیم وغیرہ سے مروی ہے، بعض حنفیہ کا بھی یہی خیال ہے کہ اشیاء میں اصل توقف ہے ،جب تک کہ کوئی دلیل واضح نہ ہوجائے؛حالانکہ ظاہر قول احناف کا اباحت ہی کا ہے (دیکھئے:الاشباہ والنظائر لابن نجیم۱،۵۷)۔

اس قاعدہ پر ان تمام نئی ایجادات اور اختراعات کو قیاس کیا جاسکتا ہے،جو عصر حاضر میں منصہ شہادت پر آرہی ہیں، الا یہ کہ کوئی حرمت کی دلیل سامنے آجائے، یا کوئی قابل غور پہلو ہو،تو توقف کا عمل کیا جائے،خیال رہے کہ اس قاعدہ کے بھی بعض مستثنیات ہیں ،جنہیں اصولیین نے قاعدہ کے تحت نقل کیا ہے؛ انہیں اس قاعدہ پر قیاس کرنا درست نہیں، جیسے:''الأصل فی الأبضاع التحریم''، ''الأصل فی العبادات المنع''، الأصل فی الذبائح التحریم''، ولا یصح التصرف فی ملک الغیر إلا بإذنہ'' (دیکھئے:الموسوعۃ الفقھیۃ:''القواعد'')۔

محور اول:

(۱)عصر حاضر کی ایجادات میں سے موبائل و اسمارٹ فون وغیرہ کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں،اس کے ذریعہ علمی تحقیقات،خبر رسانی اور دیگر شعبہ حیات کے کام لئے جاتے ہیں،بالخصوص دور حاضر میں اس سے مفر نظر نہیں آتا ،شاید وباید ہی کوئی

گھرانہ ایسا ہو جو موبائل کے استعمال سے محروم ہو،اس کے باوجود جدید تحقیقات کے مطابق اس کے استعمال سے کئی طرح کی بیماریوں کا بھی امکان ہے؛لیکن ان باتوں کا درجہ سوائے تخمینہ کے اور کچھ نہیں،دراصل حقیقت تو یہ ہے کہ دنیا کی کوئی شئی ایسی نہیں جو خیر وشر کے نتیجہ سے خالی ہو،اور ان سب میں اصل بات یہ ہے کہ اطاعت یا معصیت کا صدور بندے کے اختیار سے ہوتا ہے،مثلا : آگ کا استعمال دو وقت کی روٹی بنانے کیلئے بھی ہوسکتا ہے اور کسی کا آشیانہ جلانے کیلئے بھی،چھری کے ذریعہ پھل اور سبزی بھی کاٹ سکتے ہیں اور کسی کا گلہ بھی،پانی سے کوئی پیاس بھی بجھا سکتا ہے اور کوئی ڈوب کر مر بھی سکتا ہے۔

ایسے میں موبائل بھی اپنے آپ میں دونوں حالات لئے ہوئے ہیں، کوئی اس کے ذریعہ علمی،تحقیقی حتی کہ انقلابی تحریک بھی بلند کر سکتا ہے، تو وہیں اس کے ذریعہ فحش لٹریچر اور فلم بینی کے ذریعہ معاشرہ کا ناسور بھی ہوسکتا ہے،نیز موبائل وغیرہ کی ایجاد کا اصل مقصود بھی صالح ،وتعمیر ہی ہے،آپسی کمیونیکیشن مضبوط کرنا، اور دنیا کوایک دھاگے میں پرونا ہے؛ایسی صورت حال میں دو قوی وجہیں ہیں، جن کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ موبائل واسمارٹ فون وغیرہ کا استعمال نا صرف درست ہے بلکہ مستحسن ہے:

الف:اسلام کوئی بھی ایسی چیز جس کی وجہ سے انسانی صحت پر اثر پڑتا ہو،یا کسی فتنہ کا ذریعہ بنتا ہو، تو اس کے استعمال کی اجازت نہیں دیتا، اور اگر ضرورتاً اس کی اجازت دی جائے، تو بقدر ضرورت اس کی تحدید کی جائے گی؛لیکن محض تخیل وتخمینہ کی وجہ سے مباح پر پابندی لگانا مناسب نہیں؛کیونکہ جب اصل اباحت ہے، تو یہ بھی اصول ہے کہ'' الیقین لایزول بالشک'' (الاشباہ للسیوطی: ٥٠، ابن نجیم: ٥٦، الوجیز: ١٠٢، دررالاحکام: ٤)؛ البتہ اگر ا سکے مفاسد یقین کا مقام پالیں تو پھر اس کا استعمال درست نہ ہوگا، اس لئے کہ اللہ تعالی ارشاد ہے:''ولاتقتلوا أنفسكم إن الله كان بكم رحيما'' (نساء: ٢٩)، اور فرمایا:''ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة وأحسنوا إن الله يحب المحسنين'' (بقرة: ١٩٥)، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''لاضرر ولاضرار''(ابن ماجہ: ٢٥٠)۔

ب:اسلام میں علم کی تحصیل کا ایک خاص مقام ہے،قرآن کریم کی پہلی وحی ''اقرأ'' اس بات پر شاہد ہے،موبائل اس ضرورت کی تکمیل بڑی حد تک کرتا ہے،نیز موبائل آپسی رشتہ داری نبھانے یعنی صلہ رحمی کرنے کا بھی خاص ذریعہ ہے، ساتھ ہی یہ ایک ایسا ڈیوائس ہے، جس کے ذریعہ نوجوانوں نے بہت سے میدانوں میں انقلابات بپا کئے ہیں، اس کے ذریعہ تحریکات کا بلند کرنا اور ظلم واستبداد کے خلاف آوازاٹھانابھی آسان ہے،جس کی فضیلت جہاد کے برابر ہے،ارشاد ہے:إن من أعظم الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر'' (ترمذی٨/٢٣٢٩،٣٤٥)۔

(٢) موبائل کے بہت سے فوائد میں سے یہ بھی ہےکہ اس سے کتب خانہ کا فائدہ لیا

جاسکتا ہے، سیکڑوں علمی وتحقیقی کتابوں کاخزانہ جمع کیا جاسکتا ہے، اور بقدر سہولت کبھی بھی ان سے استفادہ کیا جاسکتا ہے،اب یہ صاحب کتب خانہ کے ہاتھ میں ہے کہ وہ اسے کس طرح کی کتابوں سے لبریز کرنا چاہتا ہے،آیا فحش لٹریچر اور میگزین کے ذریعہ اپنی لائبریری کی حیثیت سے کھلواڑ کرنا چاہتا ہے یا پھر خالص علمی ،دینی اور صاف وشفاف لٹریچر کے ذریعہ لائبریری کی شان دوبالا کرنا چاہتا ہے، اگر کوئی دونوں قسم کی کتابوں کو جمع کرے،رطب ویابس کا خیال نہ ہو تو یقینا ہر قاری اس سے کراہت محسوس کرے گا، اور ہوسکتا ہے کہ اچھی خاصی لائبریری کوڑے دان میں تبدیل ہوجائے۔

ملٹی اپلیکیشن موبائل کے ساتھ بھی یہی قصہ ہے،کہ موبائل استعمال کرنے والا شخص چاہے تو ا س کے اندر قرآن کریم اور دیگر عمدہ کتابیں جمع کرلے،یا پھر غلط مناظر کی فلمیں،کتابیں وغیرہ سے اسے بھر لے،اس سلسلہ میں فقہ وفتاوی کے ایک اہم ویب سائٹ www.islamqa.infoپر ایک سائل کے جواب میں قرآن کریم کو موبائل کے اندر رکھنے کی اجازت دی گئی ہے،مذکور ہے:''یجوز وضع القرآن داخل الهاتف النقال،وينبغي أن يكون بالرسم العثماني، إلا أن تعذر ذلك فيجوز بغيره''۔تاہم یہ خیال رہے کہ قرآن کریم کی تعظیم فرض ہے، ا سکی توہین کی قطعاً اجازت نہیں، کیونکہ تعظیم مصحف دراصل شعائر اللہ میں ہے ،اللہ تعالی کا ارشاد ہے:''ذلک ومن یعظم شعائر اللہ فإنها من تقوی القلوب'' (حج: ٣٢)، چنانچہ ایسی بلند وارفع شئی کو فحش اشیاء کے ساتھ جمع کرنا مناسب نہیں ہے، یہ ادب کے خلاف اور شعائر اللہ کی توہین ہے۔

البتہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ قرآن کے ساتھ دوسری اہم کتا بیں رکھی جائیں ،یا آن لائن استفادہ کیا جائے،یہ بھی واضح رہے کہ موبائل میں موجود الگ الگ فولڈر گویا لائبریری کے متعدد خانے ہیں،اسی لئے یہ دھوکا نہیں ہونا چاہئے کہ کہیں دیگر کتاب کے ساتھ قرآن خلط ملط کرنے یا بے ادبی کے طور پر قرآن کے اوپر دوسری کتابوں کو رکھنے کا مرتکب ہورہا ہے۔واللہ اعلم

(٣) قرآن کریم خدا تعالی کی عظیم نعمت ہے،اس کی تلاوت کرنا اور اسے لائحہ عمل بنانا عبادت ہے،حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ''(بخاری، عن عثمان بن عفان: ٥٠٢٧)، ساتھ ہی قرآن کریم کو مصحف سے پڑھنے کی بھی ایک خاص فضیلت ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:''قراءة الرجل فی غیر المصحف ألف درجة، وقراءتہ فی المصحف تضاعف علی ذلک ألفی درجة'' (مجمع الزوائد٧،١٦٨)، چنانچہ امام طحطاوی لکھتے ہیں:''إن القراءة من المصحف أفضل لأن النظر فیہ عبادة فتجتمع القراءة والنظر'' (حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح : ٣٣٦)۔

تلاوت قرآن کی فضیلت کے تحت کہا جاسکتا ہے کہ موبائل کے اندر بھی اس کی تلاوت لائق حسن وستائش ہے، جب کہ اس کے آداب ولوازم کا خیال رکھا جائے؛رہی یہ بات

کہ کیا موبائل پر قرآن ظاہر ہوتو پورا سیٹ قرآن تصور کیا جائے گا اور ا سکو چھونے کیلئے وضو شرط ہے؟۔اسے سمجھنے کیلئے موبائل پر موجود قرآن کریم کی دو صورتیں کی جاسکتی ہیں:

الف۔قرآن کریم موبائل میں ہو؛لیکن وہ بند ہو،کسی خاص اپلیکیشن کے اندر ہے،ابھی اسکرین پر مصحف کو کھولا نہیں گیا ،اس صورت میں ظاہر ہے موبائل کی حیثیت ایک ڈیوائس کی ہے،اور اسے بغیر وضو چھونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ب۔اگر قرآن کریم موبائل کی اسکرین پر کھلا ہوا ہے اور قاری اسے چھوتا ہے اور پڑھتا ہے تو ایسی صورت میں موبائل محض ڈیوائس نہیں؛ بلکہ اس کی حیثیت مصحف کی ہوجائے گی،دارالافتاء دیوبندڈاٹ کا م پر یہ فتوی منقول ہے: ''جس وقت موبائل اسکرین پر قرآن کریم کی آیات واضح طور پر نظر آرہی ہیں، توان کو بلا وضو ہاتھ لگاناجائز نہیں ہے،بظاہر شیشہ نظر آتا ہے؛ لیکن وہ حقیقت میں منفصل نہیں ہے۔ چند اہم عصری مسائل مینہے ''اسکرین پر جس وقت قرآنی آیات نظر آتی ہوں ،اس وقت ا س پر ہاتھ نہ لگائیں ،اس لئے کہ یہاں اگر چہ درمیان میں شیشہ حائل ہے؛لیکن وہ بظاہر منفصل نہیں ہے ''(۱۰۴،۲)۔

جامعہ بنوریہ عالمیہ ،پاکستان کے دارالافتاء والقضاء سیریل نمبر:۱۴۸۲۹پر یہ فتوی نقل کیا گیا ہے:''موبائل فون سے قرآن پاک کا سننا ،پڑھنا ہر دو امور جائز ہیں؛البتہ موبائل کی اسکرین پر اگر دیکھ کر پڑھاجائے تو اس صورت میں اسکرین کو ہاتھ لگانے اور صفحہ پلٹنے کیلئے باوضو ہونا ضروری ہے،الا یہ کہ کسی دوسری چیز سے صفحہ پلٹیں۔فی الدرر :(و) یحرم (بہ) أی بالأکبر (وبالأصغر) مس مصحف، أی ما فیہ آیۃ کدرھم وجدار (إلا بغلاف متجاف) غیر مشرز أو بصرۃ، وحل قلبہ بعود، وفی رد المحتار:(قولی أی ما فیہ آیۃ) أی المراد مطلق ماکتب فیہ قرآن مجازاً (إلی قولہ) لکن لایحرم فی غیر المصحف إلا بالمکتوب''(۱۷۴،۵-۲۷۳)۔ وفی الھندیۃ:المحدث إذا کان یقرأ القرآن بتقلیب الأوراق بقلم أو سکین لا بأس بہ (۳۱۷،۵)۔ واللہ اعلم بالصواب (www.onlinefatwa.com)

ج: دراصل جب تک قرآن کریم میموری کارڈ،یا اپلیکیشن کے اندر ہو ،اسے کھولا نہ گیا ہو تو اس وقت تک چونکہ قرآن حروف ونقش کی شکل میں ہوتے ہیں، ایسے میں اسے بلا وضو کھولنے یا بیت الخلاء لے کر جانے میں کوئی حرج نہیں، جب وہ اسکرین پر کھول دیا جائے تو اس کے حروف نقش کی شکل میں اسکرین پر ہوتے ہیں، اس وقت اسکرین کو ہاتھ لگانے کیلئے وضو ہونا ضروری ہے، اسکرین کے علاوہ بقیہ موبائل کو ہاتھ لگانا جائز ہوگا؛ البتہ عظمت قرآن کا تقاضہ اور مناسب یہی ہے کہ جب تلاوت کیلئے موبائل کی اسکرین پر قرآن کریم کا فولڈر کھولا جائے تو باوضو ہوکر کھولا جائے، یہی احتیاط کی بات ہے اور جس موبائل میں کی پیڈ نہ ہو؛بلکہ اسکرین پر کی پیڈ کی سہولت ہو تو ایسے موبائل میں قرآن کریم کا فولڈر کھولنے سے پہلے لازمی وضو کا اہتمام کیا جائے،

دارالعلوم بنوری کا یہ فتوی ہےکہ:''موبائل میں قرآن مجید کی تلاوت کرنا جائز ہے؛البتہ موبائل کی اسکرین پر قرآن کریم کھلا ہوا ہو تو اسکرین کو وضو کے بغیر نہ چھوا جائے ، اس کے علاوہ موبائل کے دیگر حصوں کو مختلف اطراف سے وضو کے بغیر چھونے میں کوئی مضائقہ نہیں'' واللہ اعلم (فتوی نمبر:١٤٣٩٠٨٢٠٠٤١٩، دیکھئے : www.banuri.edu.pk)-

(۴) الف: اسلام میں دین پر خود عمل پیرا ہونا ہی کافی نہیں ہے ؛بلکہ ضروی یہ ہے کہ اپنے آس پاس اور قرب وجوار کا ماحول ایسابنایا جائے کہ دینداری آسان اور معرفت الہی عام ہوجائے۔اسی نقطہ نظر سے دعوت وارشاد اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا خاص مقام ہے، امام غزالی نے اسے قطب الدین میں شمار کیا ہے (احیاء علوم الدین للغزالی)، علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ا مر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرائض کفایہ میں سے ہے:''إن العلماء اتفقوا على أن الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر من فروض الكفاية''(روح المعانی۴،۲۱)۔ یہ ایک ایسا کام ہے،جس کا طور وطریقہ منصوص نہیں؛ بلکہ یہ زمانہ کے ساتھ خاص ہے ،وقت اور ضرورت کے پیش نظر اور حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے انجام دینے کی تلقین ہے،قرآن کریم نے صاف طورپر اعلان کیا ہے:''ادع إلى سبيل ربک بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتى هى أحسن''(نحل: ۱۲۵)،کہ لوگوں کو حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ بلایا جائے؛نیز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اعلان فرمایا تھا کہ تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ غائبین تک یعنی جن لوگو ں تک (دین واسلام کی باتیں) نہیں پہونچیں ،وہ پہونچادیں''------ولیبلغ الشاهد الغائب'' (بخاری: ۱۰۴)، چنانچہ امام بخاریؒ جیسا حدیث شناس محدث اور مزاج نبوت کے واقف نے اپنی شہرہ آفاق کتاب میں باب کے طور پر اسی روایت کی سرخی لگائی ہے: ''باب ليبلغ العلم الشاهد الغائب قاله ابن عباس عن النبى صلى الله عليه وسلم''۔

ب:دعوت وارشاد یا امر بالمعروف ونہی عن المنکرکا تقاضہ ہےکہ اسلام کسی بھی صورت میں ایک مسلمان ؛بلکہ کسی ادنی انسان کو بھی تکلیف دینا گوارا نہیں کرتا ،یہ تکلیف خواہ جسمانی ہو یا ذہنی ،اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:''ويل لكل همزة لمزة''(الهمزة: ۱) یعنی ہر اس شخص کیلئے بربادی ہے، جو پیٹھ پیچھے عیب لگانے والا، منھ پر طعنہ دینے والا ہو، اس کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے :''الهماز بالقول واللماز بالفعل يعنى يزدرى الناس وينتقص به'' (تفسیر ابن کثیر۸،۴۸۱) یعنی یہ گزند کا عمل خواہ قول کے ذریعہ ہو یا فعل کے ذریعہ، ہر دوصورت میں جائز نہیں ہے، اس سلسلہ میں کثرت سے روایات وارد ہوئی ہیں ،جن کے استقصا کے لئے طوالت درکار ہے؛ تاہم ایک روایت کے متعلق اتنا جان لینا بھی اس کی نزاکت کو واضح کردے گا کہ اسلام میں کسی مردہ کو بھی برا بھلا کہنا جائز نہیں ہے،حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لاتسبواالأموات فتؤذوا الأحياء'' (ترمذی: ۲۱۳۷)۔

مذکورہ دونوں باتوں کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہےکہ موبائل پر مفید معلومات تحریر اور آواز کی شکل میں پہونچانا درست ہے،اس سے ایک گونا امر بالمعروف اور نھی عن المنکر کی ادائیگی بھی ممکن ہے،اور دعوت وارشاد کا بھی فریضہ انجام پاسکتا ہے؛نیز وہ حدیث مبارکہ ‘‘من سن فی الإسلام سنۃ حسنۃ فعمل بھا بعدہ،کتب لہ مثل أجر من عمل بھا، ولا ینقص من أجورھم شئ’’(صحیح مسلم۲،۷۰۴، رقم: ۱۰۱۷) کے مطابق ثواب جاریہ کا مستحق ٹھہرے گا۔

اسی طرح جزء ‘‘ب ’’ کی تشریح کے مطابق یہ بات بھی مسلم ہے کہ کسی کو پیغامات کے ذریعہ تکلیف دینا جائز نہیں،چنانچہ اگر ناگواری کا اندیشہ ہوتو پیغامات کا ارسال کرنا مناسب نہیں،اس کیلئے مختلف طریقے اختیار کئے جاسکتے ہیں مثلا:

۱۔ اگر شناسا ہوں تو مزاج کی رعایت کی جائے،اگر تعارف نہیں ہے تو بہتر ہے ان سے بلاواسطہ پیغام کے تعلق سے بات کی جائے،اس کے بعد ارسال کیا جائے۔

۲۔اگر پیغام موصول ہونے کے بعد کراہت کا اظہار کریں تو آئندہ خیال رکھنا لازم ہے، اور اگر معاملہ فرائض میں سے ہوتو بہتر ہے کہ مناسب حال طریقہ اپنایا جائے، تو اسلامی تعلیمات سے وہ قریب ہوں ناکہ تنفر ہوجائے۔واللہ اعلم

(۵) موبائل حصول تعلیم اور معلومات کا اہم ذریعہ ہے،پیغامات یقینا اکثر اوقات بہت مفید ہوتے ہیں جن کا ہر ایک کو جاننا اور فائدہ اٹھانا لازم ہوتا ہے،علم کسی کی جاگیر نہیں ،نہ کوئی تفریق ہے،بلکہ ‘‘طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم’’ (مجمع الزوائد: ۴۷۲، ص: ۳۲۳) کا حکم ہر ایک کیلئے ہے، اور ‘‘قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون’’ (زمر: ۹) کی فضیلت کا ہر ایک حقدار ہے،نیز ‘‘قل رب زدنی علما’’(طہ: ۱۱۴)جیسی مبارک دعا میں دونوں صنف شامل ہے۔ ساتھ ہی اسلام میں جنسین(غیر محرم) کا باہم تکلم کرنا خواہ اجازت ہو (دیکھئے:احیاء العلوم للغزالی :بیان الدلیل علی اباحۃ السماع) لیکن مناسب نہیں؛ کیونکہ عورت ایمان وعقیدہ کیلئے ایک آزمائش ہے،جس کی طرف کشش فطری ہے،ایسے میں کسی نوجوان لڑکی کا لڑکے سے یا کسی نوجوان لڑکے کا لڑکی سے بات کرنا خواہ وہ انٹر نیٹ پر کیوں نہ ہو؟ فتنہ سے خالی نہیں؛بلکہ خصوصاً عصر حاضر میں ایسے بہت سے واقعات رونما ہوچکے ہیں اور ہوتے رہتے ہینجن کی بنا پر اس کی اجازت دینا مصلحت سے خالی نہیں؛تاہم یہاں چند شرائط نقل کئے جاتے ہیں،جن کا جنسین کے درمیان ملحوظ رکھنا لازم ہے:

۱۔اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کسی غیر محرم کی طرف دیکھنا خواہ وہ بغیر شہوت ہی کے کیوں نہ ہو منع ہے،امام غزالی رحمہ اللہ نے فرمایا:‘‘الخلوۃ بالأجنبیۃ والنظر إلی وجھھا حرام سواء خیفت الفتنۃ أو لم تخف،لأنھا مظنۃ الفتنۃ علی الجملۃ’’ (احیاء علوم الدین:الباب الاول فی ذکر اختلاف العلماء فی اباحۃ السماع وکشف الحق فیہ)، امام نووی ؒ

فرماتے ہیں:''نظر الرجل إلی المرأة فیحرم نظرہ إلی عورتها مطلقا وإلی وجهها وکفیها إن خاف الفتنة وإن لم یخف ...'' (روضة الطالبین۷؍۲۱)۔

۲۔عورت بات کرتے وقت یا اپنے پیغامات میں کوئی لچک رویہ اختیار نہ کرے؛ تاکہ مرد کے دل میں کوئی فتنہ پیدا نہ ہو، اور ناہی مرد ایسا رویہ اختیار کرےکہ عورت کی آزمائش میں مبتلا ہوجائے،ابن عربی نے لکھا ہے:''فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض'' (احزاب: ۳۲) أمرهن الله أن یکون قولهن جزلا، وکلامهن فصلا، ولا یکون علی وجہ یحدث فی القلب علاقة بما یظهر علیہ من اللین المطمع للسامع'' (احکام القرآن ۳؍۵۶۸، دیکھئے: تفسیر طبری۳؍۲۲، احکام القرآن للجصاص۵؍۲۲۹، الجامع للقرطبی۱۴؍۱۷۷)۔

۳۔جنس مخالف ایک دوسرے کی آواز اور پیغام سے تلذذ حاصل نہ کرتے ہوں،اگر تلذذ حاصل کیا جاتا ہو خواہ وہ پیغامات کو پڑھ کر ہی کیوں نہ ہو، تو یہ حرام ہے۔ علامہ ابن مفلح فروع میں لکھتے ہیں:''ومنها:صوت الأجنبیة لیس عورة علی الصحیح، ویحرم التلذذ للسامع'' (الفروع ۱؍۳۷۲ ، دیکھئے: الانصاف۸؍۳۰، الروضة۷؍۲۱)۔

۴۔فتنہ میں پڑجانے سے مامون ہو،چنانچہ اگر ارسال وترسیل پیغامات کے سننے ،بولنے یا پڑھنے کی صورت میں فتنہ میں پڑنے کا اندیشہ ہوتو جائز نہیں ہے،الا یہ کہ ضروری ہوجائے۔علامہ دمیاطی فرماتے ہیں:''...ولیس من العورة أی صورة المرأة، ومثلہ صورت لأمرد، فیحل سماعہ ما لم تخش فتنة أو یتلذ بہ إلا حرم'' (اعانة الطالبین۳؍۲۶۰، دیکھئے:حاشیة طحطاوی۱؍۱۶۱، الانصاف۸؍۳۰)، خیال رہے کہ صحیح مسلم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت درج ہے، جس کے مطابق دنیا اور عورتوں کے فتنوں سے بچ کر رہنا چاہئے؛ کیونکہ بنی اسرائیل کا سب سے پہلا فتنہ عورت ہی تھی:''اتقوا الدنیا واتقوا النساء، فإن أول فتنة بنی إسرائیل کانت فی النساء'' (مسلم: ۲۷۴۲،ترمذی: ۲۷۰۸، ابن ماجہ: ۳۹۹۸)۔

۵۔اصل بات تو یہ ہے کہ جنسین آپس میں بات نہ کریں،الا یہ کہ ضرورت ہو،لہذا محض عام معلومات ،سوالات وپیغامات کیلئے ایک دوسرے سے اتصال کی ضرورت نہیں،اگر ایسا کیا گیا تو فتنہ کا اندیشہ ہے؛تاہم اگر ضرورت ہو تو اجازت ہے، پھربھی اس کی اجازت بقدر ضرورت ہی ہوگی، اس لئے کہ اصول فقہ کا قاعدہ ہے:''الضرورة تقدر بقدرها'' (مجموعة الفوائد البهیہ۱؍۶۰)۔

۶۔اگر بقدر ضرورت بھی بات کی گئی،پیغامات بھیجے گئے تو اس میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ وہ پیغام فحش، لفاظی اور منہیات سے خالی ہوں (دیکھئے: سورہ نور: ۲۴،تفسیر القرطبی۴؍۳۵۱)۔

مذکورہ تمام شرائط اگر پائے جائیں توایک دوسرے کو پیغامات بھیجنے میں کوئی حرج نہیں ہے،تاہم اولی وافضل یہ ہے کہ پیغامات اپنی جنس تک ہی محدود رکھے

جائیں،اگر ایسا نہ ہوا تو جنس مخالف کی باہم کشش اور شیطانی حربہ دعوت وارشاد کی آڑ میں حملہ آور ہوسکتا ہے، چنانچہ اللہ کے فضل کی جستجو اور خطوات شیطان سے پناہ کی ضرورت ہے:''یا أیھا الذین آمنوا لاتتبعوا خطوات الشیطان ومن یتبع خطوات الشیطان فإنہ یأمر بالفحشاء والمنکر ولو لا فضل اللہ علیکم ورحمتہ مازکی منکم من أحد أبدا ولکن اللہ یزکی من یشاء واللہ سمیع علیم''(نور: ٢١)۔

(۶) اسلام تصاویر کے سلسلہ میں بہت حساس ہے،یہ کسی بھی ذی روح کی تصویر بنانے خواہ وہ منقش ہوں یا کیمرے سے،اجازت نہیں دیتا ؛بلکہ تصویر بنانے والوں کے خلاف احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت وعیدیں وارد ہیں،ایسی وعیدیں کہ جن سے ایک مومن کی روح کانپ اٹھے،ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن تصویر بنانے والوں کو سب سے سخت سزا دی جائے گی''إن من أشد الناس عذابا یوم القیامۃ الذین یصورون ہذہ الصور'' (بخاری: ۶۱۰۹)، اسی طرح ایک روایت میں ہے:''أشد الناس عذابا یوم القیامۃ الذین یضاھون بخلق اللہ'' (بخاری: ۵۹۵۴، مسلم: ۴۱۰۷)، ایک روایت میں یہاں تک ہے کہ ایسوں کو عذاب دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ جن تصویروں کو تم نے بنایا ہے ان میں جان ڈالو:''إن أصحاب ھذہ الصور یوم القیامۃ یعذبون، فیقال لھم :أحیوا ما خلقتم'' اور یہاں تک فرمایا گیا کہ ایسے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جہاں کوئی تصویر ہو:''إن البیت الذی فیہ الصور لا تدخلہ الملائکۃ'' (بخاری: ۴۱۰۵، مسلم: ۴۱۰۷)۔

حضرت ابوھریرۃؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا انسان کیا ہی نادان ہے جو اللہ کی خلقت کی مشابہت کرے،اگر سکت ہے تو غلہ کا ایک دانہ پیدا کرے:''ومن أظلم ممن ذھب یخلق کخلقی،فلیخلقوا حبّۃ ولیخلقوا ذرّۃ'' (بخاری: ۵۹۵۳،مسلم: ۴۱۱۱)، سعید بن ابی الحسن کہتے ہیں :کہ میں عبداللہ بن عباسؓ کے پاس تھاکہ ایک شخص آیا اور اس نے سوال کیا: میرا کام ہاتھوں سے کاری گری کاہے اور میں اس طرح کی تصاویر بناتا ہوں ،ابن عباس نے کہا : میں تمہیں اس سلسلہ میں وہی بات کہوں گا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی،میں نے آپؐ کو فرماتے ہوئے سنا: جو کوئی تصاویر بنائے اللہ تعالی اسے عذاب دیں گے ؛یہاں تک کہ وہ ا سمیں روح ڈال دے، اور وہ کبھی نہ کر پائے گا، ''من صور صورۃ فإن اللہ معذّبہ حتی ینفخ فیھا الروح، ولیس بنافخ فیہا أبدا''(بخاری: ۴۴۴۵،مسلم: ۴۱۱۰)۔

اس طرح کی بہت سی روایتیں ہیں جوذی روح تصاویر کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں، علامہ نووی فرماتے ہیں : یہ حدیثیں حیوان کی تصویر بنانے کی حرمت اور ا سکی شدت کے سلسلہ میں صریح ہیں،------یہ تمام علماء کا مسلک ہے،''وھذہ الأحادیث صریحۃ فی تحریم تصویر الحیوان وانہ غلیظ التحریم--------وھذا مذھب العلماء کافۃ''(شرح نووی لمسلم۲،۲۰۲،۲۰۱)؛ البتہ امام مالک کا مسلک نقل کیا جاتا ہے کہ وہی تصویر حرام ہے جو

ذی روح، ذی جسم اور سایہ والی ہوں،یعنی مسطح تصویر حرام نہ ہوگی۔ الموسوعۃ الفقھیۃ (''تصویر ''١٠١،١٢) میں منقول ہے: ''القول الثانی وھو مذھب المالکیۃ وبعض السلف ووافقھم ابن حمدان من الحنابلۃ انہ لایحرم من التصاویر إلا ما جمع الشروط الآتیۃ:الشرط الاول:أن تکون صورۃ الانسان أو الحیوان مما لہ ظل ،أی تکون تمثالاً مجسدا، فإن کانت مسطحۃ لم یحرم عملھا،وذلک کالمنقوش فی جدار أو ورق أو قماش بل یکون مکروھا''۔

غالباًیہی وہ مسلک ہے جسے علمائے عرب نے اختیار کیا ہے (دیکھئے:فقہ السنہ للسید سابق٢،٥٨، الحلال والحرام لیوسف القرضاوی، ص: ١١٤)؛ لیکن جمہور علماء نے تصویر کی حرمت مجسمہ اور غیر مجسمہ میں عام رکھی ہے؛ البتہ اس کے کچھ مستثنیات ہیں،جیسے ایسی تصاویر جن کی بے حرمتی ہوتی ہو،یا غیر واضح طور پر انگوٹھی وغیرہ پرمنقش ہوں،یا ا س کا سر،یا چہرہ کٹا ہوا ہو یا ایسا عضو مٹا ہوا ہو جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا،یا غیر ذی روح کی تصویر ہو تو مکروہ نہیں ہے (دیکھئے:الدر المختار ہامش رد المحتار ١،٤٨٠،٤٧٩)، خیال رہے کہ یہ استثناء تصاویر کے رکھنے اور استعمال کرنے میں ہے، ان کے بنانے میں کوئی استثناء نہیں ہے؛ ''ھذا کلہ فی اقتناء الصورۃ، وأما فعل التصویر فھو غیر جائز مطلقا لأنہ مضاھاۃ لخلق اللہ تعالی'' (ردالمحتار ١،٤٨٠)۔

ان تفصیلات کے بعد موبائل پر شئیر کی جانے والی کیمرے کی تصویر کا حکم بھی ظاہر ہوجاتاہے،جمہور کے مطابق اسے تصویر کشی ہی میں شمار کیا جائے گا (دیکھئے:جواہر الفقہ٥،١٤٧،١٣٨)، مفتی کفایت اللہ صاحب رقم طراز ہیں:''تصویر کھینچنا اور کھنچوانا ناجائز ہے، خواہ دستی ہو یا عکسی، دونوں تصویریں ہیں اور تصویر کا حکم رکھتی ہیں ''(کفایت المفتی٩،٢٣٤)؛ البتہ اتنا ضرور ہے کہ ''الضرورات تبیح المحظورات'' کے تحت ضرورۃً فقہاء نے تصویر نکلوانے کی اجازت دی ہے، فتاوی اللجنۃ الدائمۃ میں ہے:''لایجوز تصویر ذوات الأرواح بالکامیرا أو غیرھا من آلات التصویر ولا اقتناء صور ذوات الأرواح ولا الإبقاء إلا لضرورۃ کالصور التی تکون بالتابعیۃ أو جواز السفر فیجوز تصویرھا والإبقاء علیھا للضرورۃ إلیھا''(١،٢٢٥)۔

استاذ محترم حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتھم رقمطراز ہیں: ''ضرورت مثلا پاسپورٹ ،شناختی کارڈ، بس، ریلوے،مجرموں کی شناخت کیلئے تصویروں کی حفاظت یا کسی بڑی قومی مصلحت کے تحت تصویر کشی جائز ہوگی؛ کہ دشواریوں کی وجہ سے احکام شرع میں سہولت پیدا ہوتی ہے،المشقۃ تجلب التیسیر(حلال وحرام:ص-٢٢٩)،ان بحثوں کے بعد یہ بات بے غبار ہوجاتی ہے کہ پیغامات پر لگی تصویر ،تصویر کشی کے حکم میں ہے اور اسے بلا ضرورت آگے بڑھانا درست نہیں،یہی زیادہ محتاط واورع پہلو ہے۔واللہ اعلم

(٧) عصر حاضر میں دینی واخلاقی اقدارکا دیوالیہ ہے، عموماً انسانوں کے اندر

اپنے رب حقیقی کا خوف نہ ہوکر خواہشات کی اتباع اور ہوائے نفس کی پیروی کا دور دورہ ہے،اسی وجہ سے جانی ومالی خطرات دوچند ہوچکے ہیں،آئے دن چوری ،قتل کی جاں گسل خبریں موصول ہوتی رہتی ہیں،خود کی اور اہل و عیال کی حفاظت یا ملکی حفاظت بھی دشوار کن ہوتی جارہی ہے؛ ایسے میں سی سی ٹی وی کیمرہ کی ایجاد ایک گونا رحمت ہے،جس کے ذریعہ بہت سے مجرمین کے جرم اور فساد سے حفاظت یقینی ہوجاتی ہے،اور اگر جرم سرزد ہوبھی جائے تو مجرم کو پکڑنے ،اس کی شناخت کرنے میں یہ بہت ہی ممد ومعاون ثابت ہوتا ہے،چنانچہ دینی وملی یا دنیاوی غرض اکثر وبیشتر مقامات پر حفاظتی نقطہ نظر سے اس کا استعمال کیا جانا عام بات ہے،جس کے خاطر خواہ نتائج اور فوائد بھی بر آمد ہوتے ہیں، خصوصاً ہندوستان کے فرقہ وارانہ ماحول کے درمیان مسلمانوں کیلئے اسے ایک رحمت ہی سمجھا جاتا ہے۔ شرعی اعتبار سے چونکہ تصاویر اور کیمرہ کا استعمال ممنوع ہے،اسی لئے یہ مسئلہ زیر غور ہے کہ سی،سی ،ٹی وی کا استعمال درست ہوگا کہ نہیں؟اور بالخصوص دینی مقامات (مساجد،مدارس)پر اس کے استعمال کا کیا حکم ہوگا؟۔

سی،سی،ٹی ،وی کیمرہ کے متعلق غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہےکہ وہ بھی کیمرہ کی ہی ایک قسم ہے،جس میں قید کی گئی عکس تصویر کے حکم میں ہے،ایسی صورت میں جمہور علماء کے نقطہ نظر کے مطابق اس کا استعمال درست نہ ہوگا؛لیکن عصر حاضر میں مسلمانوں کے ساتھ دوہرا رویہ ونا انصافی کے پیش نظر اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے،جس کی وجوہات یہ ہیں:

الف:کیمرہ کی تصویر کے حکم کے متعلق علماء مختلف نقطہائے نظر رکھتے ہیں،ایسے میں مالکیہ کے نقطہ نظر سے استفادہ کرتے ہوئے ضرورۃً کیمرہ کی تصاویر کی اجازت دی گئی ہے،آج جبکہ سی،سی،ٹی وی کیمرہ کی ضرورت دوچند ہوگئی ہے،چنانچہ بہتر ہیکہ ‘‘المشقۃ تجلب التیسیر’’ اور ‘‘الضرورات تبیح المحظورات’’ جیسے قواعد سے استفادہ کرتے ہوئے اس کے استعمال کی اجازت ہو۔

ب:یہ بھی فقہ اسلامی میں مسلم ہے کہ انسان کی جان ومال کی حفاظت مقاصد شریعہ میں سے ہے،اور یہ ضرورت انسانی ہیں،چنانچہ عبدالوھاب خلاف لکھتے ہیں:‘‘الأمور الضروریۃ للناس ترجح إلی خمسۃ أشیاء:الدین والنفس والعقل والعرض والمال’’ (علم اصول فقہ، ص: ٢٠٠) یعنی لوگوں کے ضروری امور پانچ ہیں:حفظ دین،حفظ نفس،حفظ نسل، حفظ عقل، حفظ مال۔لہذا جس طرح جان ومال کی حفاظت کیلئے فوٹو کی اجازت دی گئی ہے ،اسی طرح سی،سی ، ٹی،وی کیمرہ کی بھی اجازت ہوگی ؛کیونکہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو دعوت و ارشاد کے مراکز پر اثر پڑے گا،ملی جائیداد خطرہ سے دوچار ہوجائیں گی،اور ممکن ہے کہ غاصبین انہیں غصب کر بیٹھیں۔

ج:اصول فقہ کا یہ قاعدہ عام ہے کہ جب دو مفاسد میں تعارض ہوجائے تو دونوں

میں اخف کا ارتکاب کر کے ضرر میں زیادہ بڑے مفسدہ کی رعایت کی جائے گی‘‘إذا تعارضت مفسدتان روعی أعظمهما ضرراً بارتكاب أخفهما’’ (الاشباہ والنظائر للسیوطی مع شرح الحموی۱،۲۸۶)، اس قاعدہ کے تحت یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ صورت مسئلہ میں دو ضرر شامل ہیں: اول :کیمرہ کا استعمال، دوم: جان ومال کا نقصان۔ان دونوں میں کیمرہ کے استعمال کی اجازت دینا زیادہ مناسب لگتا ہے؛ کیونکہ یہ مختلف فیہ ہونے کی وجہ سے ‘‘اخف مفاسد ’’ کے ارتکاب کے قائم مقام ہے۔ اس کی بہت سی مثالیں دی جا سکتی ہیں: مثلا حدیث شریف میں آگ کے ذریعہ سزا دینے سے منع کیا گیا:‘‘فإنہ لایعذب بالنار إلا رب النار’’ (ابوداود: ۲۶۷۳)، اس کے باوجود فقہاء نے جنگ کی حالت مینکفار کو جلاڈالنے کی اجازت دی ہے:‘‘ونحاربهم بنصب المجانيق وحرقهم وغرقهم-وحرقهم الظاهر:ان المراد حرق ذاتهم’’(ردالمحتار والدر المختار ۳،۲۴۴)۔

د:فقہاء نے جہاں ضرورت کی وجہ سے وقتی طور پر بعض غیر مباح کی اجازت دی ہے،وہیں یہ قاعدہ بھی نقل کیا ہے:‘‘الضرورة تقدر بقدرها’’یعنی ضرورت کو بقدر ضرورت ہی رکھا جائے ،اسے عمومی رواج یا فیشن بنا دینادرست نہیں،چنانچہ ضرورت کے پیش نظر مساجد ومدارس میناگرچہ سی،سی ،ٹی وی کیمرہ لگانے کی اجازت ہے؛لیکن اسے ضرورت سے زائد توجہ دینامناسب نہیں ہے۔

(۸) اسکیننگ مشین کو عربی میں ‘‘آلة الماسح الضوئی’’ کہا جاتا ہے،ماسح ضوئی کی تعریف کرتے ہوئے ویکیپیڈیا میں منقول ہے کہ اسکیننگ کمپیوٹر پر تصاویر اور گرافکس متعارف کرانے والی مشین ہے:‘‘الماسح الضوئی آلة تستعمل فی إدخال صور ورسومات إلی الحاسوب، حیث یحولها من طبیعتها الرسومیة إلی صورة رقمیة لکی تناسب طبیعة الحاسوب وحتی یسهل تخزینها داخله فی ملف واستدعائها وقت الحاجة إلیها’’، اس کی ایجاد نے بہت سے خطرات کم کر دئے ہیں ،اور ملکی وبیرونی حفاظتی نظام میں بہت معاون ثابت ہوا ہے؛یہی وجہ ہے کہ آئندہ اس کے استعمال کی شرح دوچند ہونے کی امید ہے؛ایسے میں اس پراسلامی نقطہ نظر سے غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ فقہ اسلامی میں ایک جزئیہ ایسا ہے جو اس سے بہت حد تک مطابقت رکھتا ہے،اور وہ ہے ‘‘صور خیالی’’۔

صور خیالی :جس کا تعارف کراتے ہوئے ‘‘موسوعة الفقهیہ الکویتیہ’’ میں یہ درج کیا گیا ہے:‘‘فانهم کانوا یقطعون من الورق صورا للأشخاص ثم یمسکونها بعصی صغیرة ویحرکونها أمام السراج فتنطبع ظلالها علی شاشة بیضاء یقف خلفها المتفرجون فیرون ما هو فی الحقیقة صورة الصورة’’ (تصویر۲،۹۳)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ گزشتہ زمانے میں لوگ ورق سے اشخاص کی تصویر کاٹ لیا کرتے تھے ،پھر اس کو چھوٹے ڈنڈے کے ذریعہ روک لیتے تھے اور چراغ کے سامنے اس کو حرکت دیتے تھے ،تو اس کا سایہ سفید پردہ پر ڈھل جاتا تھا،جس کے پیچھے تماشائی کھڑے ہوتے تھے، اور وہ چیز دیکھتے تھے جو

درحقیقت تصویر کی تصویر تھی۔تقریبا یہی صورت حال اسکیننگ مشین وغیرہ کی ہے ،بس فرق اتنا ہے کہ جدید ٹکنالوجی نے اس چیز کو صرف ایک ہی پردہ میں دکھا دیا ہے ؛جسے وہ دو پردوں میندکھایا کرتے تھے،جس کے اندر خاص شعاعوں اور ٹیکنک کا کمال ہوتا ہے۔

صور خیالی کے متعلق فقہاء نے ناجائز لکھاہے،اور اسے تصویر ہی کے زمرے میں رکھا ہے، علامہ شامی فرماتے ہیں کہ جیسے خیال کی وہ تصویریں جن سے کھیلا جاتا ہے،اس لئے کہ اس کے ساتھ مکمل تصویر باقی رہتی ہے(لہذا ناجائز ہے)، ''کمثل صور الخیال التی یلعب بھا، لأنھا تبقی معہ صورۃ تامۃ'' (ردالمحتار۱،۴۸۰، نیز دیکھئے: امداد الفتاوی ۲۵۷،۴، جواہر الفقہ۱۴۸،۵)۔

تاہم حفاظتی نقطہ نظر اور وقت کی ضرورت کا تقاضہ ہےکہ اس مسئلہ میں گنجائش ہو اور فقہائے مالکیہ کے نقطہ نظر سے استفادہ کیا جائے؛ حالانکہ یہ خود فقہ اسلامی کا بھی مزاج ہے کہ جب معاملہ تنگ ہوجائے تو آسانی پیدا کردی جاتی ہے،نیز ''الضرورات تبیح المحظورات'' کا قاعدہ تو معروف ہی ہے،ساتھ ہی دو اور ایسی وجوہات ہیں ،جن سے اسکیننگ مشین کے استعمال کا جواز ہوسکتا ہے:

الف:تصاویر کا استعمال اگر حقارت کے ساتھ ہو،اسے اعزاز ی طور پر نہ استعمال کیا جائے تو اس کی اجازت ہوتی ہے، اسکیننگ مشین بھی ایسی کوئی مشین نہیں جس کا استعمال اعزازی ہو؛بلکہ ضرورت اور خطرہ کے پیش نظر ہوتا ہے۔

ب:فقہاء نے ایسی تصاویر کی بھی اجازت دی ہے جو مشتبہ ہو ،اس کی ہیئت صاف معلوم نہ ہوتی ہو،اسکیننگ مشین بھی ایسی ہی ایک مشین ہے ،جس کے ذریعہ صرف تصویر کی جھلک دکھتی ہے نہ کہ صاف تصویر؛بلکہ اس پر سوار کا تعارف نہ ہوتو اسے پہچاننا مشکل ہے۔علامہ شامی کی عبارت ملحوظ ہو:

''ولایکرہ لوکانت تحت قدمیہ أو محل جلوسہ لأنھا مھانۃ..... (قال) أو علی خاتمہ بنقش غیر مستبین .....(قال) أو کانت صغیرۃ لاتبین تفاصیل أعضائھا للناظر قائما وھی علی الأرض أو مقطوعۃ الرأس أو الوجہ أو ممحوۃ عضو لا تعیش بدونہ أو لغیر ذی روح لا یکرہ''(الدرالمختارعلی ہامش ردالمحتار۱،۴۸۰،۴۷۰)۔

رہی یہ بات کہ کیا ایسی مشینوں کے سامنے سے اپنے کو گزارنے کی اجازت دی جائے یا نہیں؟اس سلسلہ میں یہ بات واضح رہے کہ ایک شریف النفس شخص کاکسی کے سامنے بے لباس ہونا جائز نہیں ہے،ستر کا خیال رکھنا فرض ہے، حضورﷺ نے فرمایا: ''احفظ عورتک إلا من زوجتک أو ماملکت یمینک''(سنن ترمذی: ۲۷۶۹)؛ لیکن اس صورت میں بعض وجوہات کی بنا پر کہا جاسکتا ہے؛ کہ اس مشین سے گزرنے کی اجازت ہے:

الف:سب سے پہلی بات یہ کہ اسکیننگ مشین کے سامنے بے لباس ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انسانی ساخت کا اظہار ہو،اس کا یہ مطلب نہیں کہ فی الحقیقت کسی کو عریاں کردیا

جائے،ایسے میں حفاظتی نقطہ نظر سے اصول فقہ ''دفع المفاسد مقدم علی جلب المصالح'' (البحرالمحیط۷؍۲۸۰)کا خیال کرتے ہوئے اس پر عمل درآمد کی اجازت زیادہ بہتر ہے۔

ب:بعض صورتوں میں عریاں ہونے کی اجازت دی گئی ہے،جیسا کہ روایت میں ''إلا من زوجتک أو ماملکت یمینک'' ذکر ہے، اور قرآن کریم میں اسی لئے بچوں کو دوپہر میں اجازت لے کر گھر میں جانے کا حکم دیا ہے؛ کیونکہ اس وقت آرام کرنے کیلئے کپڑے اتار دئے جاتے تھے ''وحین تضعون ثیابکم من الظھیرۃ''(نور: ۵۸)؛ البتہ یہ بات قابل غور ضرور ہے کہ عریاں ہونے کی اجازت زوجہ یا باندی کے سامنے ہی ہے، ایسے میں کسی اور کے سامنے ا سکی اجازت کیسے ہوسکتی ہے؟اس سلسلہ میں اتنا کہنا کافی ہے کہ شق الف مد نظر رہے اور یہ بھی خیال رہے کہ اسے ضرورت کے پیش نظر جائز سمجھا جائے۔

ج:چونکہ عریانیت شرافت کے خلاف ہے،اس لئے اول درجہ میں یہ کوشش ہونی چاہئے کہ اسکیننگ مشین سے پرہیز کرے اور کسی دوسرے طریقہ سے حفاظتی مہم انجام دے، اسی پر عمل عزیمت سمجھا جائے گا۔واللہ اعلم

محور دوم:

(۱) عصر حاضر میں سائبر کرائم کا جال بچھتا جارہا ہے،ڈاٹا چوری کرنا یا معلومات ٹرانسفرکر کے ملکی یا شخصی نقصان پہنچانے کا خطرہ عام ہوگیا ہے،اب یہ مسئلہ نہ صرف ذاتی طور پر بلکہ ملکی پیمانے پر سنگین ہوتا جارہا ہے،آئے دن اہم ڈاٹا کی چوری اور ان کے غلط استعمال کی خبریں موصول ہوتی رہتی ہیں،حالانکہ اسلام میں چوری کی کوئی گنجائش نہیںہے؛بلکہ یہ ''السارق والسارقۃ فاقطعوا أیدیھما'' (مائدہ: ۳۸) کا حکم دیتا ہے؛نیز اسلام میں پرائیویسی کا حق مسلم ہے،کسی کی ذاتی زندگی میں تانک جھانک کرنے کی اجازت نہیں ہے، اسی لئے قرآن کا حکم ہے کہ کوئی کسی کے گھر میں بغیر اسکی اجازت کے داخل نہ ہو ''یا أیھا الذین آمنوا لیستأذنکم الذین ملکت أیمانکم والذین لم یبلغوا الحلم منکم ثلاث مرات '' (نور: ۵۸)۔

بخاری ومسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اگر کوئی تمہارے گھر مینبلا اجازت جھانکے،اور تم نے کوئی کنکر پھینک کر اسے ماردیا جس سے ا سکی آنکھ چلی گئی،تو اس پر کوئی ضمان نہیں ہے،''لوأن رجلا اطلع علیک بغیر إذن، فخذفتہ بحصاۃ ففقأت عینہ،ماکان علیک جناح''(بخاری: ۲۱۸۷،مسلم: ۲۱۵۸)، ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جھانکنے والے شخص کے آنکھ پر مارنے کی تمنا کی:''عن سھل بن سعد :أن رجلا اطلع من جحر فی باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ومع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدری یرجل بہ رأسہ، فقال لہ رسول اللہ ﷺ: لوأعلم أنک تنظر ،لطعنت بہ فی عینک، إنما جعل اللہ الإذن من أجل البصر''(مسلم: ۲۱۵۶)۔

اسلام نہ تو کسی کو نقصان پہونچانے اور ناہی نقصان اٹھانے کا قائل ہے:''لاضرر ولا ضرار''،یہ ہر حال میں انسانوں کی جان ،مال کی حفاظت کو یقینی بنانا چاہتا ہے،اسی لئے اگر کسی نے کسی کا قتل کردیا تو اس کیلئے بھی قتل کی سزا رکھی،مال کی چوری پرہاتھ کاٹنے کا حکم ہوا،عزت وآبرو سے کھلواڑ کرنے پر حدود قائم کئے گئے،ایسے میں سائبر جرائم پر بھی مواخذہ لازم ہے،جو عین اسلامی مزاج کے مطابق ہے،اس لئے یہ کہا جاسکتا ہے: اگر کسی نے کسی کے ذاتی ڈاٹا (جو ایک گونا گھر کی حیثیت رکھتا ہے،اسی لئے ''ہوم ''کاآپشن دیا جاتا ہے) چوری کرلے تو اس کے ساتھ بھی تعزیر کی جائے،اور قاضی اپنی صوابدید پر مناسب سزا تجویز کرے۔

اس سلسلہ میں بہتر ہے کہ ڈاٹا کے معیار کے مطابق سزا میں تفاوت برتا جائے، بلاشبہ ملکی حفاظت کے ساتھ کھلواڑ،یا عزت وآبرو کے ساتھ چھیڑ خانی ناقابل برداشت ہے،جس کی سزا بھی سخت ہونی چاہئے ؛جبکہ دوسری یادداشتیں بھی اہم ہیں، خواہ اس سے مبتلی بہ کا نقصان کیوں نہ ہو؛ لیکن وہ کسی نہ کسی پیرایہ میں ضرور نقصان دہ ہوتا ہے، ایسے میں اس پر بھی مناسب تعزیر ضروری ہے؛ تاکہ سائبر کرائم پر کنٹرول ممکن ہو اور ڈاٹا کی حفاظت کو یقینی بنایا جاسکے۔

یہ جان لینا چاہئے کہ تعزیر ''عزر'' سے ماخوذ ہے، یا یہ ''تعازیر'' کی واحد ہے، جس کے لغوی معنی روکنے، حفاظت کرنے، رد کرنے، مدد کرنے اور ادب سکھلانے کے آتے ہیں''وهو الرد والمنع، ويقال:وعزر أخاه، بمعنى: نصره...وأيضا :أدبته'' ،اس لئے کہ '' عزر '' کی خاصیت یہ ہے کہ گنہگار کو اس کے جرائم سے دور کرتی ہے اور اسے صحیح راہ پر لگاتی ہے،فقہ کی اصطلاح میں تعزیر ان جرائم پر دی جانے والی سزاؤں کو کہتے ہیں،جن کا تذکرہ قرآن واحادیث میں نہ ہو،اور جو حالات وکیفیات کے اعتبار سے تغیر پذیر ہوتا ہے، علامہ ماوردی لکھتے ہیں:''التعزير تأديب على ذنوب لم تشرع فيها الحدود ويختلف حكمه باختلاف حاله وحال فاعله'' (الاحكام السلطانيه للماوردی، ص: ٢٢٤)، کشاف القناع میں ہے:''وهو واجب فی كل معصية لا حد فيها ولا كفارة ---''(٧٢،٤، نیز دیکھئے:حاشيتا قليوبی وعميرة على شرح المحلی٣٠٥،٤)۔

تعزیر کے سلسلہ مینکوئی متعینہ ضابطہ نہیں ؛لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:إن الله كتب الإحسان على كل شئ، فإذا قتلتم فأحسنوا القتلة، وإذا ذبحتم فأحسنوا الذبحة، وليحد أحدكم شفرته وليرح ذبيحته'' (عن شداد بن أوس، مسلم: ٣٦٢٢، ترمذی: ١٣٢٥) یعنی اللہ رب العزت نے ہر معاملہ میناحسان کو واجب قرار دیا ہے، اسی لئے اس کے اندر امام وقاضی کو اجتہاد کرنے کا حکم ہے ''ويجتهد الإمام بجنسه وقدره'' (حاشيتا قليوبی وعميرة على شرح المحلی٣٠٥،٤)۔

(٢)دراصل چوری خود ایک قبیح عمل ہے، جسے انجام دے کر وہ سزا کا مستحق

ہوا ہے،اب ایسے میں اسے دوسرے شخص کو سپرد کر دینا یقینا جرم بالائے جرم ہے،جس کی اجازت بھلا کیسے ممکن ہے، فقہاء نے ایسے شخص کے بارے میں بحث کی ہے ،جو چوری کا مال بیچے یا خریدے (شرح مختصر خلیل۷،۲۳۵)، اور اس سلسلہ میں ہر دو کام کی مذمت کی گئی ہے؛ البتہ اگر وہ توبہ کرے تو اس کی صورت یہ نقل کی ہے کہ اسے اس کے مالک تک پہونچائے، یا اگر مالک کی خبر نہ ہو تو اسے مصالح عامہ میں خرچ کرے :''قال الغزالی:إذا کان معہ مال حرام وأراد التوبۃ والبراءۃ منہ فإن کان لہ مالک معین وجب صرفہ إلیہ أو إلی وکیلہ فإن کان میتا وجب دفعہ إلی وارثہ، وإن کان لمالک لایعرفہ ویئس من معرفتہ فینبغی أن یصرف فی مصالح المسلمین العامۃ کالقناطر والربط والمساجد ومصالح طریق مکۃ ونحو ذلک مما یشترک المسلمون فیہ، وإلا فیتصدق بہ علی فقیر أو فقراء وینبغی أن یتولی ذلک القاضی إن کان عفیفا، فإن لم یکن عفیفا لم یجز التسلیم إلیہ فإن سلمہ إلیہ صار المسلم ضامنا، بل ینبغی أن یحکّم رجلا من أھل البلد دینا عالما فإن التحکم أولی من الانفراد، فإن عجز عن ذلک تولاہ بنفسہ فإن المقصود ھو الصرف إلی ھذہ الجھۃ، وإذا دفعہ إلی الفقیر لایکون حراما علی الفقیر بل یکون حلالا طیبا''(المجموع شر ح المھذب۹،۳۵۱)۔

(۳) اسلام عموماً کسی کی ذاتی زندگی میں دخل دینے اور اس کے صبح وشام پر پہرا لگاکر بیٹھ جانے کو پسند نہیں کرتا، وہ تجسس کرنے اور جاسوسی کرنے کا سخت مخالف ہے،قرآن کریم کا اعلان ہے:''لاتجسسوا''(حجرات: ۱۲)، نیزحضور اکرم ﷺ سے بھی اس طرح کی متعدد روایات نقل کی گئی ہیں،جس کے اندر صاف طور پراشاد فرمایا:''لاتجسسوا ولاتحسسوا ولا تباغضوا وکونوا إخوانا''(بخاری: ۴۸۴۹، مسلم: ۲۵۶۳)، ابی برزہ اسلمی کی ایک روایت میں یہاں تک ہے کہ اے مسلمانو! ایک دوسرے کو تکلیف نہ دو،نا ہی عار کھاؤ اور نہ کسی کے عیب کے پیچھے پڑو،---پھر اس کا نتیجہ بھی بتلایا گیا کہ جو کوئی اپنے بھائی کی پوشیدہ باتوں کی ٹوہ میں لگا ہوگا ،اللہ تعالی اس کی پوشیدہ باتونکی ٹوہ کرے گا، اور ظاہرہے جس کی ٹوہ میں رب کائنات لگ جائے وہ یقینا رسوا ہوجائے گا:''یا معشر من أسلم بلسانہ ولم یفض الإیمان إلی قلبہ: لا تؤذوا المسلمین ولا تعیّروھم ولا تتبعوا عوراتھم،فإنہ من تتبع عورۃ أخیہ المسلم تتبع اللہ عورتہ، ومن تتبع عورتہ یفضحہ ولو فی جوف رحلہ''(ترمذی: ۲۰۳۲، باب ماجاء فی تعظیم المؤمن)۔

دراصل تجسس انسان کی راحت وسکون برباد کردینے اور آپسی تعلقات خراب کردینے کااہم ذریعہ ہے،تعلقات اعتماد وبھروسہ کا محتاج ہے،اگر اس میں تجسس کا مادہ پیدا ہوجائے، تو رشتہ کی بقا مشکل ہے؛بالخصوص ازدواجی تعلقات کی بڑی لطافت ونزاکت ہوتی ہے،یہ رشتہ عنداللہ بھی نور نظر ہوتا ہے،اسی لئے اس کاٹوٹنا سب سے مبغوض مانا جاتا ہے: ''أبغض الحلال عند اللہ الطلاق''(ابوداود: ۲۱۷۸)، ایسے مینجاسوسی کروانا نہ صرف اس رشتہ کی بے توقیری بلکہ فرمان الہی ''لتسکنوا إلیھا''(روم: ۲۱) کے بھی خلاف

ہے؛ کیونکہ کوئی شخص عیوب سے مبرا نہیں،ایسے مینجب زوجین ایک دوسرے کی جاسوسی کرنے لگیں ؛ جنہیں اللہ نے ''هن لباس لكم وأنتم لباس لهن'' کا خطاب دیا ہے، تو پھر رشتہ کا قائم رہنا تقریباً ناممکن ہے،عالم عرب کی مشہور ویب سائٹ ''فتوی ڈاٹ اسلام ویب ڈاٹ نیٹ '' کا بھی یہی ماننا ہے،ایک سوال کے جواب میں رقم طراز ہیں:''فلايجوز لک التجسس علی زوجک وتتبع عوراته،ولا التنصت علیه عبر أجهزة الصوت،قال تعالی: ولاتجسسوا''۔

(۴) اکیسویں صدی میں دہشت گردی نے پوری انسانیت کو خطرہ مینڈال دیا ہے،جرائم اور پیشہ ورمجرمین کی بہتات ہوگئی ہے،حملہ آوروں کی نت نئی شکلیں رونما ہورہی ہیں،ہر کسی معصوم کی جان محفوظ نہیں ،ہرکوئی مشکوک قرار پا گیا ہے،ان سب کے باوجود یہ بات بھی مسلمہ طور پر تسلیم کی گئی ہے کہ ہر انسان کی پرائیویسی(ذاتی خفیہ معلومات) ہوتی ہے،کسی کے داخلی امور کی نگرانی یا اس کے ڈاٹا کے ساتھ چھیڑ خانی مناسب نہیں،نہ صرف اسلام بلکہ وضعی قوانین بھی اس کے حامی ہیں، خود ہندوستان میں دفعہ اکیس کے تحت اسے تصور کیا گیا ہے، چنانچہ صورت مسئلہ میں بھی دو باتیں بہت اہم ہیں:

الف:-دہشت گردی کے خلاف ایک ساتھ کھڑا ہونا اور ملکی حفاظتی کارروائیوں میں ساتھ دینا ضروری ہے؛ لیکن اکثر یہ دیکھا جاتا ہے کہ محکمہ پولیس یا حکومت تجسس کے نام پر عوام کی ذاتی زندگی سے چھیڑ چھاڑ کرنے کی کوشش کرتی ہے،اور حق حیات پر ہی سوالیہ نشان لگا دیتی ہے،یہ بھی پایا گیا ہے کہ حفاظت کی آڑ میں صرف ڈاٹا جمع کر کے ان پر نظر رکھنے کی کوشش ہوتی ہے،یہ ایک ایسی صورت حال ہے جس کی وجہ سے ملک میں عام باشندوں کی زندگی پر خاصا اثر پڑتا ہے،اور ایک قسم کی کوفت ہونے لگتی ہے،تو دوسری طرف تجسس کا عمل خود ہی اتنا مبغوض ہے کہ اس کے نام پر معمول زندگی تہس نہس کا شکار ہوجاتی ہے،یہ کیفیت گویا مقاصد شریعہ سے مغایرت کا درجہ رکھتی ہے،جس کی بنا پر اسے جائز کہنا مشکل ہے۔

ب:تجسس وتفتیش کا ایک معیار یہ ہے کہ کن ہی خاص افراد یا معاشرہ کے متعلق دہشت گردی کا شک ہو؛جن کے دلائل قابل اعتبار ہوں تو ایسے میں ان کی خفیہ معلومات تک رسائی حاصل کرنادرست ہوگا؛تاکہ ملکی حفاظت یا شخصی حفاظت کو یقینی بنایا جاسکے، اسے ضروریات کے دائرہ میں رکھتے ہوئے اجازت دی جاسکتی ہے۔واللہ اعلم

(۵) اسلام میں کسی کی خفیہ معلومات کی جستجو کرنا منع ہے،اور اگر کسی کا عیب معلوم بھی ہوجائے تو اسے کسی کے سامنے کہنا غیبت ہے،یعنی ''ذكرك أخاك بما يكره''(صحیح مسلم: ۲۵۸۹) جو کہ حرام اور گناہ کبیرہ ہے (دیکھئے :فتح الباری۱۰؍۴۷۰)، حضرت تھانویؒ کا غیبت کے بارے میں ماننا ہے:غیبت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں اس کے بدن کی یا کپڑے کی یا خلقت کی یا کسی بھی فعل کی برائی

کرے ؛خواہ اس کا تعلق اس کے دین سے ہو یا قول سے یا فعل سے.....بلکہ اس کادائرہ نہ صرف قول تک ہے؛ بلکہ یہ فعل کے ذریعہ بھی انجام پاتا ہے جیسے اشارہ کرنا یا لکھنا وغیرہ (کشاف اصطلاحات الفنون ۱۰۹۱،۳،مختصراً)، شریعت اس کی سخت مذمت کرتی ہے،قرآن کریم کابیان ہے: غیبت کرنے والا مردہ انسان کا گوشت کھا رہا ہوتا ہے:''ولایغتب بعضکم بعضا أیحب أحدکم أن یأکل لحم أخیہ میتا فکرھتموہ'' (حجرات: ۱۲)، ایک روایت مینایسے شخص کو قیامت سے قبل ہی قبر میں عذاب دینے کی بات کہی گئی ہے(بخاری: ۱۳۷۸،مسلم: ۲۹۲)۔

چونکہ اسلام دین فطرت ہے،لہٰذاحیات انسانی میں ایسی ساعتیں ہوتی ہیں ،جن کے اندر غیبت(اگر یہ تعبیر درست ہو) کی اجازت دی جاتی ہے،امام نووی ؒنے اسے چھ حصوں میں تقسیم کیا ہے:

۱۔ظلم:- اگر کسی پر ظلم ہو ؛خواہ وہ کسی بھی صورت میں ہو، تو اسے حق ہے کہ ظالم کی برائی اپنے ولی وآقا یا سلطان کے پاس کرے ؛تاکہ اسے انصاف ملے۔

۲۔مدد کیلئے:-اگر کوئی شخص منکر کے مرتکب کودیکھے، اور وہ اسے روکنے سے قاصر ہو تو جو شخص اسے روک سکتا ہے ،اور اسے صحیح عمل پر لگا سکتا ہے، اس سے اس کی برائی کی جاسکتی ہے،اور مدد طلب کیا جاسکتا ہے۔

۳۔استفتاء:- کسی مسئلہ میں دینی نوعیت معلوم کرنے کیلئے اگر غیبت کی جائے، تو اس کی بھی اجازت ہوتی ہے۔

۴۔مسلمانوں کو کسی شر سے روکنے کیلئے اور ان کی خیر خواہی پر بھی ا سکی اجازت ہے،جیسے مجروح راوی کی برائی، شادی بیاہ کے تعلق سےکسی کا بدعت ظاہر ہونا؛ جبکہ اس سے صحیح العقیدہ دھوکہ کھارہے ہوں وغیرہ۔

۵۔کسی کا ایسا عیب جو ظاہر ہوگیا ہو،جیسے بدعت،شراب نوشی وغیرہ لیکن اس کے علاوہ کی برائی کی اجازت نہیں مگر جبکہ مذکورہ شرائط پائے جائیں۔

۶۔ کسی کی شہرت اگر ا سکے عیب کے ساتھ ہوگئی ہے، تو اسے اس کے ساتھ ہی بلایا جاسکتا ہے،جیسے کوئی اعمش، اعرج (لنگڑا) کہلاتا ہو؛ لیکن اسے نقص سمجھنا حرام ہے (ریاض الصالحین للنووی، ص: ۴۵۰۔۴۵۱)۔

فتاوی ''اللجنۃ الدائمۃ للافتاء:۲۶،۲۰'' میں بھی اسی طرح کا فتوی مذکور ہے:''وتجوز الغیبۃ فی مواضع معدودۃ دلت علیھا الأدلۃ الشرعیۃ إذا دعت الحاجۃ إلی ذلک،کأن یستشیرک أحد فی تزویجہ أو مشارکتہ أو یشتکیہ أحد إلی السلطان لکف ظلمہ والأخذ علی یدہ فلا بأس بذکرہ حینئذ بما یکرہ؛ لأجل المصلحۃ الراجحۃ فی ذلک۔''ان تشریحات سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اگر کسی خفیہ معلومات کے ذریعہ کسی کے اوپر خطرہ کی خبر ہوتو اسے خبر دے دینا ضروری ہے۔واللہ اعلم

(۶)عصر حاضر کے جدید ایجادات سے استفادہ کرنے کے بہت سے شرائط ہوتے ہیں، اولاً ان سائٹوں پر اکاؤنٹ کھولا جاتا ہے،اس وقت ان کے اکاؤنٹ کی حفاظت اور سیکورٹی کا یقین دلایا جاتا ہے،وہ گویا ایک چھوٹا سا حصہ ان کے نام پر وقف کر دیتے ہیناور اس کے عوض اپنی قیمتی معلومات (پرائیویسی) انہیں مہیا کرتے ہیں،یہ ایک گونا ان کے پاس امانت ہوتی ہے،اب امانت میں خیانت کرنا کیونکر جائز ہوسکتا ہے! یہی وجہ ہے کہ فیس بک پر ڈاٹا چوری ہونے کی وجہ سے اس کے مالک کی گرفت ہوئی تھی، اور انہوں نے علی الاعلان معذرت کی تھی،خود اسلامی مزاج اور فقہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کسی کی امانت ضائع کرنا قابل مذمت فعل ہے،اللہ تعالی ایسوں کو پسند نہیں کرتا:''إن اللہ لایحب من کان خوانا أثیما''(نساء: ۱۰۷)، اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ طبری اور علامہ قرطبی نے بڑی شدت کے ساتھ اسلام میں امانت کی اہمیت کی وضاحت کی ہے (دیکھئے:الجامع لاحکام القرآن۱۲،۶۷، تفسیر القرآن العظیم۳،۴۰)۔

خیانت اتنی بڑی بلا ہے کہ اللہ تعالی اس کی وجہ سے ہدایت روک دیتا ہے:''وأن اللہ لایھدی کید الخائنین '' (یوسف: ۵۲،الجامع لاحکام القرآن۹،۲۰۹، تیسیر الکریم الرحمن، ص: ۴۰۰)، اس سلسلہ میں ذخیرہ احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کثرت سے روایات مذکور ہیں، حتی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعاؤں میں خیانت سے پناہ مانگی ہے: ''---وأعوذبک من الخیانۃ :فإنھا بئست البطانۃ'' (ابوداود: ۱۵۴۷)۔ علامہ ابن تیمیہؒ رقمطراز ہیں:''جاء الکتاب والسنۃ بالأمر بالوفاء بالعھود والشروط والمواثیق والعقود، وبأداء الأمانۃ ورعایۃ ذلک، والنھی عن الغدر ونقض العھود والخیانۃ والتشدید علی من یفعل ذلک''(مجموع الفتاوی۲۹،۱۴۶،۱۴۵)۔

ڈاٹا چوری کر کے کمپنیوں کو فراہم کرنے سے ایک بڑا خسارہ یہ بھی ہے کہ اس سے اجارہ داری کا خطرہ ہے،کمپنیاں لوگوں کو اپنے ماتحت کرنے اور دوسری چھوٹی کمپنیوں کے استیصال کرنے کا اہم ذریعہ بنا لیں گی،چنانچہ ان سب مفاسد کے پیش نظر ڈاٹا کے ساتھ غیر امانتی کارروائی کرنا درست نہیں ہے۔واللہ اعلم۔

(۷)تجسس وٹوہ میں لگنا،عیب تلاش کرنا یقینا جائز نہیں؛ لیکن اس کی بعض صورتوں میں اجازت دی گئی ہے؛ چونکہ خفیہ کیمروں سے عموماً ایسے ''اسٹنگ آپریشن '' ہوتے ہیں، جن کی بنا پر ملکی ومعاشرتی خیر خواہی کو رواج اور مجرمین کیلئے عذاب ثابت ہوتی ہیں؛ایسے میں اس کے استعمال کی گنجائش معلوم ہوتی ہے،امام نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں رقمطراز ہیں:''ولیس للآمر بالمعروف البحث والتنقیر والتجسس واقتحام الدور بالظنون،بل إن عثر علی منکر غیّرہ جھدَہ، ھذا کلام إمام الحرمین۔وقال أقضی القضاۃ الماوردی:لیس للمحتسب أن یبحث عما لم یظھر من المحرمات ،فان غلب علی الظن استسرار قوم بھا لإمارۃ وآثار ظھرت فذلک ضربان:أحدھما أن یکون ذلک فی انتھاک حرمۃ یفوت

استدراکها مثل أن یخبر من یثق بصدقہ أن رجلا خلا برجل لیقتلہ أو بامرأۃ لیزنی بھا فیجوز لہ فی مثل ھذا الحال أن یتجسس ویُقدِم علی الکشف والبحث حذرا من فوات مالا یستدرک،وکذا لو عرف غیر المحتسب من المتطوعۃ جاز لھم الإقدام علی الکشف والإنکار''(المنھاج شرح صحیح مسلم للنووی۲،۲۶، باب الامر بلمعروف والنھی عن المنکر)۔

اسی طرح حافظ ابن حجرعسقلانیؒ نقل کرتے ہیں:''ویستثنی من النھی عن التجسس مالوتعین طریقا إلی إنقاذ نفس من الھلاک مثلاً، کأن یخبر ثقۃ بأن فلانا خلا بشخص لیقتلہ ظلما، أو بامرأۃ لیزنی بھا فیشرع فی ھذہ الصور ۃ التجسس، والبحث عن ذلک، حذرا من فوات استدراکہ'' (فتح الباری۱۰،۴۸۲)۔ اس کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ ان خفیہ کیمروں کی حیثیت جاسوس کی ہوتی ہے اور خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنگی وحفاظتی نقطہ نظر سے جاسوسی کروایا کرتے تھے،سیرت کی کتابیں اس پر شاہد ہیں کہ ملک کی سیکورٹی کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جاسوسی نظام سب سے اعلی وارفع تھا،اس سلسلہ میں غزوہ بدر،صلح حدیبیہ کے واقعات قابل مطالعہ ہیں (دیکھئے:العبقریۃ العسکریۃ فی غزوات الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ص: ۵۶۶-۵۶۱،الجاسوسیۃ بین الوقایۃ والعلاج، ص : ۳۱)۔

(۸)قدیم زمانوں میں منقول وغیر منقول جائیداد ہی اصل ہوتی تھی؛لیکن زمانہ حاضر میں فکری ملکیت کا بھی وجود ہوگیا ہے،علمی،تحقیقی وتالیفی کاموں کو باقاعدہ حق معتبر تسلیم کیا گیا ہے۔مجمع الفقہ الاسلامی منعقدہ ۱۴۰۵ھ، کویت کے سمینار میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا:''الاسم التجاری،والعنوان التجاری،والعلامۃ التجاریۃ،والتالیف والاختراع أو الابتکار ھی حقوق خاصۃ لأصحابھا فی العرف المعاصرۃ قیمۃ مالیۃ معتبرۃ لتمول الناس لھا، وھذہ الحقوق یعتد بھا شرعا،فلایجوز الاعتداء علیھا''(فقہ المعاملات۳،۲۱،ش) یعنی اگر کوئی ڈیوائس بنائے یا سافٹ وئیر بنائے اور اس میں اپنی محنت ومال خرچ کرے تو یقینا وہ ا سکی ملکیت ہے،اور کسی کی ملکیت سے ا سکی اجازت کے بغیر استفادہ کرنا یا اسے بیچنا جائز نہیں،یہ چوری اور غصب کے مترادف ہے؛ جسے اسلام میں گناہ کبیرہ کے درجہ میں رکھا گیا ہے ،اور ا س پر سخت وعیدیں اور سزائیں متعین کی ہیں(مائدۃ: ۳۸)؛نیز ''مجمع الفقہ الاسلامی '' (جدہ) دفعہ نمبر۴ کے حوالہ سے بھی ایسی ہی عبارت نقل کی گئی ہے:''حقوق التالیف والاختراع أو الابتکار مصونۃ شرعا ولأصحابھاحق التصرف ولایجوز الاعتداء علیھا'' (فقہ المعاملات۳،۲۱،ش)۔

اسی طرح قرآن کریم نے کسی کے مال کو باطل طریقہ سے کھانے کو حرام قرار دیا ہے(نساء: ۲۹)، یہ بھی حکم ہے کہ کسی کا مال اس کی مرضی اور خوش دلی کے بغیر نہ لیا جائے:''لایحل مال امرء مسلم إلا عن طیب نفس'' (دارقطنی: ۲۵۳۱)، ایسے میں چوری کردہ سافٹ ویئر کا خریدنا اور بیچنا بھی جائز نہیں ہوگا؛ کیونکہ بیچنے کیلئے ملکیت شرط ہے؛ جبکہ وہ ا س کامالک ہے ہی نہیں، اور چوری کا مال خریدنا دراصل چور کی حوصلہ

افزائی ہے، اور تعاونوا علی الاثم ہے، علامہ ابن باز ایسے ہی ایک مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:''الذی یظهر من الأدلة الشرعیة، أنه لایجوز لک شراءها إذا اتضح لک أو غلب علی ظنک أنها مسروقة، لقول الله سبحانه :ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان (مائدة:٢)، ولأنک تعلم أو یغلب علی ظنک أن البائع لیس مالکا لها شرعا،ولا مأذونا له شرعا فی بیعها فکیف تعینه علی ظلمه،فتأخذ مال غیرک بغیر حق؟ نعم إذا أمکن شراءها للاستنقاذ، وردها إلی مالکها،فلا بأس إذا لم یتیسر أخذها بالقوة وعقوبة الظالم،أما إذا أمکن أخذها بالقوة وعقوبة الظالم بعقوبته الشرعیة ،فهذا هوالواجب؛ للأدلة المعلومة من الحدیث:أنصر أخاک ظالما أو مظلوما''(بخاری: ٩٦٥٢، ترمذی: ٢٢٥٥، دیکھئے:مجموع فتاوی ومقالات الشیخ ابن باز١٩٫٩١)۔

مذکورہ عبارت سے یہ بات صاف ہوجاتی ہے کہ اگر ظن غالب نہ ہو اور سافٹ ویئر خرید لے؛ایسی صورت میں وہ گنہگار نہ ہوگا؛ لیکن اگرظن غالب ہے اور خرید لے تب ضرور گنہگار ہوگا، اس سے یہ بات مستثنی ہے کہ اگر خریدار اسے اس لئے خریدے کہ اسے ا س کے مالک تک پہونچا دے گا تو ا سکی اجازت ہے؛نیز اگر وہ ا س بات پر قادر ہوکہ شرعی طورپر اس سے وہ مال لے کر مستحق تک پہونچا سکتا ہے تو اس پر واجب ہوگا کہ وہ ایسا کرے۔

(٩) کسی دوسرے کے کمپیوٹر یا کسی خاص پروگرام میں وائرس ڈالنا یہ ایک گونا فساد ہے،جسے اللہ تعالی بہت ناپسند کرتے ہیں:''إن الله لایحب المفسدین'' (قصص: ٧٧)، قرآن کریم میں مذکور فساد وافساد سے مراد ہر قسم کی خرابی اور بگاڑ ہے،چنانچہ ''لا تفسدوا فی الأرض'' (اعراف: ٥٦،٨٥) کی تفسیر کرتے ہوئے ابن عطیۃؒ بھی کہتے ہینکہ آیت میں ''فساد '' کا لفظ عام ہے،جو کہ کم یا زیادہ ہر قسم کے افساد کو شامل ہے (المحرر الوجیز لابن وجیز٢٫٣١٠)۔ اسی لئے اللہ تعالی نے صاف طور سے کہہ دیا کہ صلاح اور بہتری کے بعد کسی قسم کا بگاڑ نہ کیا جائے:''لا تفسدوا فی الأرض بعد إصلاحها'' (اعراف: ٨٥ ، ٥٦ وغیرہ)، نیز اگر کسی نے ایسا کیا بھی تو یہ حد ود پار کرنا تصور کیا جائے گا، جسے ناپسند کیا گیا ہے:''ولاتعتدوا إن الله لایحب المعتدین''(بقرة: ١٩٠)، اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دوسرے کی کتاب میں بغیر ا سکی اجازت کے دیکھنے سے منع فرمایا:''من نظر فی کتاب أخیه بغیر إذنه فإنما ینظر فی النار'' (ابوداود٢٫٧٨،رقم: ١٤٨٥)، ابن اثیر کہتے ہیں:''هذا محمول علی کتاب الذی فیه سر وأمانة یکره صاحبه أن یطلع علیه، وقیل:هوعام فی کل کتاب'' (النهایة٤٫١٤٨)، امام بخاری نے مستقل عنوان باندھا ہے اور کہا ہے:''باب من نظر فی کتاب من یحذر علی المسلمین لیستبین أمره،...''(الجامع الصحیح مع الفتح١١٫٤٦)، علامہ ابن حجر عسقلانی نظر مفسدہ کو منع کرتے ہیں:''والأثر الوارد فی النهی عن النظر فی کتاب الغیر یخص منه ما یتعین طریقا إلی دفع مفسدة هی أکثر من مفسدة

النظر" (فتح الباری۱۱،۴۶)۔

ان تشریحات کے پیش نظر یہ کہا جاسکتا ہے کہ کسی دوسرے کے کمپیوٹرپر نظر رکھنا یا ا سکے اندر وائرس پہونچانا یا ہیک کرنا درست نہیں،ایسوں کیلئے مذکورہ وعیدیں کافی ہیں،ساتھ ہی یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر کوئی ''الدین النصیحۃ'' (مسلم۱،۷۴ ،وصحاح ستہ)کے تحت اور ''من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ،فإن لم یستطع فبلسانہ،فإن لم یستطع فبقلبہ،وذلک أضعف الإیمان'' (مسلم: ۴۹، ترمذی: ۲۱۷۲، ابوداود: ۱۱۴۰، نسائی: ۵۰۰۹) کے مطابق جس کسی کو کسی مفسدہ کی اطلاع ہو تو اسے حسب استطاعت بدلنے کی کوشش کرے،اس لئے کہ یہ ضرر ہے،اور ضرر اگر بغیر کسی دقت اورضرر اخف سے زائل ہوتا ہو تو اسے زائل کرنا واجب ہے،اور اگر ضرر کو زائل کرنے کیلئے اس سے بڑا ضرر مول لینا پڑے تو اسے زائل نہیں کیا جائے گا ؛بلکہ ادنی کو برداشت کیا جائے گا،لہذا اگر یہی اشد ضرر ہوجائے تو اسے زائل کرنا جہاد اکبر تک کہلاتا ہے۔

محورسوم:

(۱) اسلامی نقطہ نظر سے ہر ایک ،ایک دوسرے کی اچھائیوں میں اور بھلائیوں میں مدد گار ہوں،''تعاونوا علی البر والتقوی''(مائدۃ: ۲)اسی لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم ہے؛ تاکہ اچھائیاں خود کی حد تک سمٹ کر نہ رہ جائیں؛ بلکہ پورا معاشرہ اسلامی اور نیک بن جائے،چنانچہ معروف کا مطلب ہی یہ ہے کہ اچھائیاں ایک دوسرے کیلئے مانوس ہوں، اور منکر کہتے ہی ا سکو ہیں کہ برائیاں دیکھ کر اجنبیت کا اظہار ہو،اسی کے پیش نظر دور حاضر کے ایجادات سے فائدہ اٹھاناا ور ان سے اچھی باتیں نشر کرنا مستحسن عمل ہے؛لیکن بسا اوقات صحیح اور غلط کی پرکھ کئے بغیر پیغام کو آگے بڑھا دینا مناسب نہیں، اس سے کئی دفعہ سنگین حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے،نوبت یہاں تک آچکی ہے کہ بہت سے معصوم اپنی جان گنواں چکے ہیں، اس لئے اس سلسلہ میں چند قواعد کا مد نظر رکھنا لازمی ہے:

الف:یہ خیال رہے کہ فحش اور غیر اخلاقی باتوں کو عام کرنا جائز نہیں،ایسا کرنے والوں کیلئے سخت وعید ہے،قرآن کا کہنا ہے کہ ایسوں کیلئے دنیا وآخرت میں سخت عذاب کا بندو بست ہے:''إن الذین یحبّون أن تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا لھم عذاب ألیم فی الدنیا والآخرۃ،واللہ یعلم وأنتم لاتعلمون''(نور: ۱۹)، علامہ ابن کثیر نے ا سکی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے : کوئی ایسا شخص جو بات کے ظاہری حصہ کو لے ،جس کے اندر برائی ہو، اور اسے پھیلائے اس کے حق میں عذاب ہے،اور ''وأنتم لا تعلمون''کے تحت کہتے ہیں :اسے چاہئے کہ ا س با ت کو رد کردے؛ تاکہ رہنمائی پاسکے (دیکھئے:تفسیر ابن کثیر۶،۲۸)۔

ب:پیغام کے اندر فرقہ وارانہ فساد وتخریب کا عنصر نہ ہو،اگر ایسا ہوا اور اسے

آگے بڑھایا گیا،جس کے نتیجہ میں آپسی امن وسلامتی پر زد آئی تو ایسوں کیلئے اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی وعیدہے:ارشاد ہے:''إنما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الأرض فسادا''(مائدۃ: ۳۳)۔

ج:آج کل بہت سے پیغامات ایسے ہوتے ہیں ،جن کے ذریعہ ملکی یا شخصی عزت نفس پر زد پڑتی ہے، ٹھٹھا کرنے یا تنقید کے نام پر شخصی ہتک ریزی کا عام رواج ہوچلا ہے، حالانکہ مقاصد شریعت میں ہے کہ انسانی آبرو وعزت کی حفاظت ہو (علم اصول الفقہ: ۲۰۰)، چنانچہ ایسے پیغامات کو آگے بڑھانا بھی مناسب نہیں۔

د:دینی واخلاقی یا دنیاوی پیغامات میں ایسے بہت سے پیغام ہوتے ہیں؛ جنہیں کسی کی طرف منسوب کردیا جاتا ہے؛حالانکہ اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ،اس کی سنگینی ا س وقت اور بڑھ جاتی ہے ،جب احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا دینی اشخاص کی طرف منسوب کوئی قول منقول ہو،ایسے پیغامات کو عام کرنے سے قبل اس کے ماہرین سے دریافت کرنا اور ا سکی تصحیح کی فکر کرنا ضروری ہے،ورنہ ہوسکتا ہے کہ وہ ''من کذب علیّ متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار'' (بخاری: ۳۲۷۴) کا مستحق ہوجائے، اسی طرح ارشاد ربانی ہے:''یا أیھا الذین آمنوا أطیعوا اللہ وأطیعوا الرسول وأولی الأمر منکم فإن تنازعتم فی شئ فردوہ إلی اللہ والرسول، إن کنتم تؤمنون باللّٰہ والیوم الآخر ذلک خیر وأحسن تاویلا'' (نساء: ۵۹)، اس آیت کا بھی یہی تقاضہ ہے۔

(۲)سوشل میڈیا پر پیغامات یا شخصی معلومات میں کمی وزیادتی ممکن ہوگئی ہے، یہ اگرچہ سہولت کے پیش نظر بھی ہوتا ہے کہ بسا اوقات بہت سے غیر ضروری امور حذف کردئے جائیں اور بقیہ اہم حصہ باقی رکھا جائے، تو وہیں اس میں زیادتی کے امکان بھی ہوتے ہیں یعنی اس کے اندر دونوں پہلو شامل ہیں، چنانچہ اگر صحیح اور غلط کا اختلاط کیا گیا تو ظاہر ہے یہ جائز نہیں ہے، قرآن کریم کا حکم ہے:''لا تلبسوا الحق بالباطل''(بقرۃ: ۴۲)، لیکن اگر کوئی ایسا پہلو ہو جس سے اس کی شخصی زندگی یا عزت وآبرو اور معرفت پر کوئی نقصان نہ پہونچتا ہو، تو ایسے میں قدرے ضرورت حذف واضافہ کیا جاسکتا ہے، بہتر ہے کہ اس کی وضاحت ہو جائے، تاکہ قاری کسی قسم کے شبہ میں مبتلا نہ ہو،یہ امانت ودیانت کا تقاضہ بھی ہے۔

یہ بات بھی قابل فہم ہے کہ ہر کسی ناقل میں ا سکی صلاحیت نہیں ہوتی،اور وہ دانستہ یا غیر دانستہ صحیح الفاظ کا انتخاب کرنے سے قاصر ہوتا ہے،مناسب ہے کہ ایسے لوگ اپنے آپ کو دور رکھیں،علامہ ابن تیمیہؒ نے بہت خوب لکھا ہے: ''وکثیر من الناقلین لیس قصدہ الکذب، لکن المعرفۃ بحقیقۃ أقوال الناس من غیر نقل ألفاظھم، وسائر مابہ یعرف مرادھم قد یتعسر علی بعض الناس، ویتعذر علی بعضھم''(منھاج السنۃ۶؍۳۰۳۰)۔ اور آپ کے شاگرد رشید علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اسی پر ایضا کرتے ہوئے لکھا ہے : صحت فہم اور

حسن قصد خدا کی عظیم نعمت ہے، جس سے انسان حق وباطل کی تمیز کرتا ہے:''صحۃ الفهم وحسن القصد من أعظم نعم الله التی أنعم بها علی عبده، ثم قال:وصحۃ الفهم نور یقذفه الله فی قلب العبد، یمیز به بین الصحیح والفاسد، والحق والباطل، والهدی والضلال،والغيّ والرشاد''(أعلام الموقعین۱،۸۷)۔

(۳)حکومت کو حق ہے کہ وہ عوام کی خاطر مصالحتی قوانین سازی کرے،''تصرف الإمام منوط علی المصلحۃ'' (القواعدالفقهیۃ وتطبیقاتها فی المذاهب الاربعہ، القاعدۃ: ۸۲) اور عوام پر بھی لازم ہےکہ تعاونوا علی البر کے تحت حکومت کا ساتھ اور اولی الامر منکم کی متابعت کرتے ہوئے، اور لا طاعۃ فی معصیۃ خالق کا خیال کرتے ہوئے اطاعت بجالائیں؛ لیکن حکومت پر لازم ہےکہ وہ عوام کے ساتھ امانت ودیانت کا سلوک کرے، اور ان کے بنیادی حقوق کی دیکھ بھال کرے، دنیا کی تمام منصف قوانین اپنی رعایا کے بنیادی تحفظ اور حقوق کی حفاظت کا ذمہ لیتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ سپریم کورٹ نے قریبی ٹرایل فیصلہ میں عوام کی بنیادی معلومات کو دفعہ اکیس کے تحت تشریح کرتے ہوئے تسلیم کیا ہے۔

بہتر حکومت یہ ہےکہ اس کی بنیاد ''لاضرر ولاضرار '' پر ہو، ایسے میں کہا جاسکتا ہے کہ عوام کی نجی معلومات بغیر کسی ملکی حفاظتی نقطہ کے کسی اور کے ساتھ خرید وفروخت کرنا اور شیئر کرنا مناسب نہیں، یہ گویا بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے،اور یہ غلامی کی طرح ڈالنے کی کوشش ہے،نیز اس طرح پورا امکان ہے کہ مطلق العنان حکومت بن جائے اور عوام کا استیصال ہو،اور اگر ان معلومات کو کسی تجارت کمپنیوں کے ساتھ بانٹا گیا تو اجارہ داری کا خطرہ ہے،ان خطرات کے سامنے بلا مبالغہ حکومت کا یہ عمل کسی طرح مناسب نہیں ہے،اگر ایسا ہے تو ملک کے بہی خواہ اور درد مند طبقہ کو بھی چاہئے کہ ملک کی سالمیت کی خاطر اس کی خلاف ورزی کریں اور مناسب طورپر مخالفت درج کرائیں۔واللہ اعلم

(۴)عمدہ معلومات کو دوسروں تک پہونچانایا باعث خیر امور پر کسی کو متنبہ کرنا دینی واسلامی نقطہ نظر سے لائق ستائش عمل ہے، قرآن کریم اس کی ترغیب دیتا ہے:''تعاونوا علی البر والتقوی''،جبکہ شر خواہ کسی بھی صورت میں ہو ا س سے لوگوں کو محفوظ رکھنا بھی دینی کام ہے، ہر ایک مکلف سے مطلوب بھی ہے:''ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان''؛ لیکن یہ دونوں کام بہت ہی حساس اور لطافت کے حامل ہیں، خیر کے کاموں میں حرام کی ملاوٹ(تصاویر ،یا ناجائز پروڈکٹ وغیرہ کی تشہیر) ہوتو وہ بھی قابل قبول نہیں، ایسے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ:

الف:اشتہارات کا تعلق تعمیری امور سے ہو،عوام کیلئے سود مند ہو؛نیز اس کے اندر شرعی قباحت جیسے ہیجان خیز تصویر، حرام اشیاء پر تحریض وغیرہ نہ ہو، تو اسے آگے بڑھانا مستحسن عمل ہوگا ''من دعا إلی هدی،کان له من الأجر مثل أجور من تبعه لاینقص

ذلک من أجورھم شیئا''(مسلم: ۴۹۶۰)،''الدال علی الخیر کفاعلہ''(سنن ترمذی: ۲۶۷۱)۔

ب:اگر کوئی ایسی چیز جس کا تعلق علاج ومعالجہ سے ہے، اور دیکھنے والے شخص کی نظرمیں کوئی اس کا مستحق اور ضرورت مند ہے تو ایسے میں اسے اس تک پہونچانا نہ صرف ضروری بلکہ وجوب کا درجہ بھی پاسکتا ہے۔

ج:اشتہارات اگر فحش ہوں، مشکوک ہوں،اخلاقی خرابی کا باعث ہوں یا آپسی انتشارات ونزاعات پر مبنی ہونوغیرہ، تو ایسے اشتہارات کو آگے بڑھاناباعث گناہ ہوگا، ''----ومن دعا إلی ضلالۃ کان علیہ من الإثم مثل آثام من تبعہ، لاینقص ذلک من آثامھم شیئا'' (مسلم: ۴۹۶۰)۔

(۵) انسانی جذبات واحساسات کے اظہار کا دائرہ بہت وسیع ہوچکا ہے،زبان وقلم نے خاصا وسعت پالی ہے، انہیں میں ایک طریقہ ڈیجیٹل کارٹونوں کا بھی ہے،اس کے جائز وناجائز ہیئت میں علماء برصغیر اور مالکیہ کا مختلف نقطہ نظر پایا جاتا ہے؛اس کے باوجود اگر اسے جائز تصور بھی کرلیا جائے تب بھی اس میں ایسے کئی مفاسد ہیں ،جن سے اسے درست سمجھنا دشوار ہے:

الف:اللہ رب العزت نے اس امت سے خسف ومسخ کاعمومی عذاب اٹھالیا ہے،اسی لئے اسلام میں کوئی بھی ایسا عمل جو انسانی ہیئت کو بگاڑتی ہو اور وہ ''احسن تقویم '' پر ضرب لگاتی ہو تو اسے بہتر نہیں سمجھا جاتا،خسف ومسخ کا عمل خواہ معنوی ہو یا صوری، قیامت کی علامتوں میں سے ہے ،اس سلسلہ میں متعدد روایات منقول ہیں (ترمذی: ۲۱۸۵،ابن ماجہ: ۳۲۹۶)، شارحین نے نقل کیا ہے کہ یہ خسف ومسخ اخلاقی ومعنوی اور حقیقی دونوں اعتبار سے ہوسکتے ہیں (دیکھئے:بقرہ ۶۵، تفسیر طبری ۲،۱۷۰، تفسیر الماوردی۱،۱۳۵،تفسیر ابن کثیر۱،۱۵۰) عموماً ڈیجیٹل کارٹونوں میں یہ مفسدہ پایا جاتا ہے،ایسے میں اسے درست ماننا مناسب نہیں۔

ب:ایسے کارٹونوں میں بسااوقات چہروں کی جو شکلیں بنائی جاتی ہیں،ان میں ناک،کان،آنکھ نمایاں نظر آتے ہیں، اور بلا شبہ ان کی شناخت جاندار کے چہروں کے طور پر کی جاتی ہے؛ لہذا یہ بھی تقریبا تصویرکے لئے استعمال ہوسکتا ہے،اگرچہ کہ تصویر کے سلسلہ میں علماء کا اختلاف ہے ؛لیکن محتاط پہلویہی ہے کہ ایسی تصویریں بنانے اور بیچنے سے گریز کیا جائے؛ خواہ وہ تصاویر اخبار، ٹی ،وی،یا موبائل وغیرہ پر آتے ہوں،علامہ نووی کی ایک عبارت سے علامہ شامیؒ نے بہت خوب استدلال کیا ہے:''وظاھر کلام النووی الإجماع علی تحریم تصویر الحیوان، وقال سواء صنعہ لما یمتھن أو لغیرہ فصنعتہ حرام بکل حل وسواء کان فی ثوب أو بساط أو دراھم أو إناء أو حائط''(ردالمحتار علی الدرالمختار۲،۴۱۶)۔

ج:جاندار کے کارٹون کی صرف آنکھیں چھپادینے سے وہ تصویر کے حکم سے

خارج نہیں ہوگا؛البتہ اگر مکمل سر ہی ختم کردیا جائے یا آنکھ، ناک ، کان اور چہرہ کے خد وخال کو اس طرح سپاٹ کردیا جائے کہ وہ جاندار کا چہرہ معلوم نہ ہو،تو پھر ا سکو بنانے اور استعمال کرنے کی گنجائش ہوگی،علامہ ابن نجیم رقمطراز ہیں:''قال فی البحر:وقید بالرأس لأنہ لا اعتبار بإزالۃ الحاجبین أو العینین ---وکذا لا اعتبار بقطع الیدین أو الرجلین'' (۲،۵۰،مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا)۔

د:ایسے جاندار کے کارٹون وتصاویر کا حجم اتنا چھوٹا ہو کہ زمین پر رکھے ہونے کی صورت میں متوسط بینائی والا شخص کھڑے ہوکر دیکھے تو تصویر کے اعضاء کی تفصیل معلوم نہ ہو،تو ان کارٹونوں اور تصاویر کی گنجائش ہے؛البتہ ایسے کارٹونوں اور تصاویر کا بنانا پھر بھی درست نہیں،الا یہ کہ کوئی شرعی ضرورت ہو،''أو کانت صغیرۃ لاتتبین تفاصیل أعضائھا للناظر قائما وھی علی الأرض'' (الدر مع الرد۲،۴۱۸۔دیکھئے:جواہر الفقہ۷،۲۵۸،مکروہات الصلاۃ)۔

ھ:ڈیجیٹل تصاویر وکارٹون اگر تعمیری وتربیتی نقطہ نظر سے بنائے جائیں؛ تو اس سلسلہ میں راقم کا خیال ہے کہ یہ صورت جائز ہو،اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام میں تعلیم وتربیت کیلئے مجسموں اور تصاویر کی اجازت ہے،یہی وجہ ہے کہ اکثر فقہاء نے بچوں کے حق میںان مجسموں اور تصاویر کے استعمال کی اجازت دی ہے،غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اندر دو پہلو پوشیدہ ہیں:پہلے کا تعلق بچپن(غیر مکلف) ہونے سے ہے ،جبکہ دوسرے کا تعلق تربیت سے ہے ،یہ ظاہر ہے کہ تربیت کے اطلاق سے مکلفین بھی خالی نہیں،ایسے میں تصویر کے متعلق مختلف آراء کو مد نظر رکھتے ہوئے اجازت دی جا سکتی ہے؛چنانچہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے حوالہ سے جو جواز نقل کیا ہے،اس سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے:''من نظر إلی عموم الرخصۃ ،وأنہ قد یرخص للصغار مالا یرخص للکبار،کما قال شیخ الاسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ فی باب السبق،لما ذکر بعض آلات اللھو قال:إنہ یرخص للصغار؛ مالا یرخص للکبار؛ لأن طبیعۃ الصغار اللھو، ولھذا تجد ھذہ الصور عند البنات الصغار کالبنات حقیقۃ،کأنھا ولدتھا، وربما تکون وسیلۃ لھا لتربی أولادھا فی المستقبل،وتجدھا تسمیھا أیضا، ھذہ فلانۃ، وھذہ فلانۃ، فقد یقول قائل:إنہ یرخص لھا فیھا، یعنی الألعاب التی ھی دقیقۃ التصویر ،وعلی صورۃ الإنسان تماما؛ فأنا أتوقف فی تحریمھا، لیکن یمکن التخلص من الشبھۃ بأن یطمس وجھھا'' (دیکھئے:الشرح الممتع علی زاد المستقنع۲،۲۰۸، فتح الباری۱۰،۵۲۷)۔

(۶) موبائل کمپنیوں سے استفادہ کرنے والے صارفین دراصل آپسی معاہدہ وعقد کاتعلق رکھتے ہیں،جب صارفین اپنی ضرورت کی تکمیل کیلئے مال وزر صرف کرتے ہیں اور کمپنیوں کی جانب سے دی گئی سہولت سے مستفید ہوتے ہیں، تو وہ گویا ایک خاص مدت تک اپنے عہد کی پاسداری کا یقین دلاتے ہیں،اور انہیں کسی طرح کی زحمت نہ دینے

کا وعدہ کرتے ہیں،اور یہ بھی وعدہ ہوتا ہے کہ وہ ہر ممکن ان کی ذاتی معلومات اور پرائیویسی کا خیال رکھیں گے، یہی وجہ ہے جب کبھی ''کسٹمر کیئر '' سے بات کی جاتی ہے تو اسے محفوظ کیا جاتا ہے،اور انہیں بہتر سے بہتر سہولت دینے اور پریشانی دور کرنے کا تیقن بھی دلا یاجاتا ہے، ایسے میں موبائل کمپنیوں کا اپنے صارفین کی محفوظ باتوں کو کسی سے بیچ دینا؛ خواہ وہ حکومت ہی کوکیوں نہ ہو،جائز نہیں ہوگا،یہ خیانت،وعدہ خلافی اورغداری کے مترادف ہے ،جو کسی بھی قانون میں جائز نہیں،بالخصوص اسلام تو ایسوں کے بارے میں کہتا ہے:''من غشّ فلیس منا''۔

البتہ کچھ صورتیں ایسی ہوسکتی ہیں جن کے اندر صارفین کے محفوظ کردہ آپسی باتوں کو حکومت کے ساتھ بانٹا جاسکتا ہے،جیسے کسی کے تعلق سے جرم کا خطرہ ہو،یا اس کے ذریعہ کسی مجرم کے مواخذہ میں مدد ملتی ہو،یا خارجہ پالیسی کا کوئی خدشہ ہو،دہشت گردی کی باتیں ہوں وغیرہ۔۔یہ سب ضرورت کے تحت ہو کر جواز پاسکتی ہیں،اس کے علاوہ عام حالت میں اس طرح کارویہ درست نہیں ہوگا۔واللہ اعلم بالصواب۔

خلاصۃ المقالۃ:

ہمیں حتی المقدور ہر چیز کے بارے میں معلومات درکار ہوتی ہیں،نفسیات ،صحت، فلسفہ،سیاست، فزکس،کیمسٹری،ریاضی اور بایولوجی وغیرہ، اسی معلومات کو ''انفارمیشن ''کہتے ہیں،،یہ گویا زندگی کیلئے سروائیور کا کام کرتی ہے،لیکن اہم بات یہ ہے کہ یہ معلومات ہمیں کیسے حاصل ہوں ؟یہی وہ نقطہ ہے جہاں ہمیں ٹکنالوجی کی مدد لینی پڑتی ہے، نیز محفوظ اسٹوریج اور ٹرانسفارمیشن کےچیلنج کا سامنا کرنا ہی ''انفارمیشن ٹکنالوجی '' کامقصد ہے۔

انفارمیشن ٹکنالوجی خدا تعالی کی عظیم نعمت اور وقت کی اہم ضرورت ہے،اس کا استعمال حسن وقبح کا پہلو لئے ہوئے ہے؛لیکن چونکہ ''ھوالذی خلق لکم ما فی الأرض جمیعا'' کا فرمان عالی ہے، اور فقہ اسلامی کا مشہور قاعدہ ہے: ''الأصل فی الأشیاء الإباحۃ''اسی لئے جب تک کوئی قابل مواخذہ امر ثابت نہ ہو؛ تب تک جدید آلات کی اباحت کا حکم ہوگا۔

محور اول:(١،٢)۔ اسمارٹ فون وغیرہ کا صحیح استعمال وقت کی ناگزیر ضرورت ہے، اسی لئے اس کا مناسب استعمال مستحسن ہوگا، نیز ایسے موبائل میں قرآن مجید رکھنا اور دوسری مفید کتابوں کا مطالعہ کرنا درست ہے؛ البتہ جب موبائل میں قرآن ہو تو لایعنی بالخصوص حرمت پر مبنی(فلم وفحش لٹریچروغیرہ) کوئی شئی اس کے اندر رکھنا بے ادبی ہے۔

(٣)۔ اگر موبائل میں قرآن ہو اور وہ بند ہوتو کوئی حرج نہیں؛ لیکن اگرموبائل کے

اسکرین پرنظر آئے تو اسے قرآن سمجھا جائے گا، اور اس کے ساتھ بعینہ قرآن لمس کرنے کے احکام جاری ہوں گے؛البتہ اس کے آس پاس ہاتھ لگایا جاسکتا ہے؛نیز اگر موبائل کی پیڈ والا ہے تو ہاتھ لگانے کی اجازت ہوگی،جبکہ بہتر احتیاط ہے۔

(۴۔۵۔۶)۔عمدہ پیغامات عام کرنا اچھی بات ہے؛لیکن دوسروں کے مزاج کا خیال بھی ضروری ہے،بہتر ہے کہ پیغام کی اہمیت اور تقاضہ کے ساتھ انسانی مزاج کا بھی خیال رکھیں،اسی طرح اسے غیر محرم کو بھیجنے سے بھی پرہیز کرنا چاہئے؛حالانکہ اخلاقی باتیں بھیجنے کی گنجائش ہے؛نیزتصویروں کے سلسلہ میں علماء کا اختلاف ہے،اسی لئے ذی روح کی تصویروں کو بھیجنے سے بچنا چاہئے۔

(۷)۔سی سی ٹی وی کیمرہ کا استعمال بھی تصویروں کے حکم میں ہے،اسی لئے مختلف نقطہائے نظر پائے جاتے ہیں؛ایسے میں ضرورت کی بنا پر مساجد ومدارس وغیرہ کیلئے ان کا ستعمال درست ہے،یہ دراصل حکومت اور حالات حاضرہ کے عین موافق بھی ہے۔

(۸)۔اسکیننگ مشین کا ''الضرورات تبیح المحظورات'' کے تحت جواز ہے، اور اس سے گزرنا بھی قبول کیا جاسکتا ہے؛ جبکہ کوئی دوسری راہ نہ ہو،یہ حفاظتی نقطہ نظر سے ہے،اسی لئے'' تعاونوا علی البر'' کی بنیاد پر مناسب ہے۔

محور دوم:(۱)۔شریعت دین فطرت ہے،اسی لئے وہ فطری جذبات کی قدر کرتا ہے،چنانچہ کسی کی پوشیدہ معلومات وغیرہ کو اپنی مہارت سے بے پردہ کردینا چوری ہے،جو کہ قرآنی فرمان کے لحاظ سے سخت مذموم عمل ہے،اگر یہ حرکت کسی کی عزت وآبرو پر ضرب لگائے تو ضروری ہوگا کہ سخت سے سخت تعزیر کی جائے؛البتہ مطالعاتی امور ہوں یا غیر نقصان دہ مواد ہوں تب بھی قابل مواخذہ ہیں؛لیکن سزا میں تخفیف کی جاسکتی ہے۔

(۲)۔ چوری کئے ہوئے مال کو بیچنا جرم بالائے جرم ہے،اس کا مصرف سوائے ا س کے کچھ نہیں کہ اسے اس کے مالک تک پہونچا دیا جائے، یا پھر جب کوئی راہ کارگر نہ ہورہی ہو تو غرباء وفقراء میں تقسیم کردیا جائے،یا رفاہ عام میں لگا دیا جائے۔

(۳)۔شوہر اور بیوی کا رشتہ ''لتسکنوا إلیھا'' کے لئے ہوتا ہے، ایسے میں عیب جوئی کرنا، برائیاں تلاش کرنا مناسب نہیں،یہ اس رشتہ کیلئے سم قاتل کا درجہ رکھتی ہے، اس لئے اس سے بچنا ضروری ہے؛البتہ کوئی ناگزیر حالت پیش آجائے۔

(۴)۔حکومت یا محکمہ پولس کا حفاظتی نقطہ نظر سے شخصی معلومات حاصل کرنا درست ہے؛لیکن اسے عمومی پیمانے پر کرنا عوام کے حق پرائیویسی کے خلاف ہے؛نیز عموماً اس کا غلط استعمال بھی کیا جاتا ہے،اس لئے ہونا یہ چاہئے کہ صرف مشکوک اور ضروری افراد تک ہی اس کارروائی کومحدود رکھے۔

(۵)۔اسلام میں کسی کا عیب تلاش کرناجائز نہیں،اور اگر معلوم بھی ہوجائے تو اسے عام کرنا بھی جائز نہیں؛لیکن اگر کسی کی جان ومال کا خطرہ ہویا کہا جائے کہ مقاصد شریعہ پر زد پڑ رہی ہو ،تو اسے اطلاع دینا واجب ہوجاتا ہے۔

(۶)۔کمپنیوں کا اپنے صارفین کی ذاتی معلومات کو فروخت کرنا خیانت ہے،اس سے بہت سے مفاسد متعلق ہیں، ملک میں اجارہ داری اور مطلق العنان حکومت کا اندیشہ ہے،اسی لئے بغیر کسی کی اجازت کے اس کا ڈاٹا کسی اور کو فراہم کرنا درست نہیں۔

(۷)۔مظلوم کی مدد کرنا مطلوب عمل ہے،اسلام اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے،اسی لئے خفیہ کیمروں کی مدد لینا شرعاً درست ہوگا،البتہ اتنا خیال رہے کہ اس کا دائرہ جائز امور تک ہی محدود ہو، ورنہ اس کی اجازت نہ ہوگی۔

(۸)۔عصر حاضر میں فکری وتخلیقی ملکیت کا بھی وجود ہے،اسے باقاعدہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی طرح جائیداد تصور کیا گیا ہے؛یہی عرف بھی ہے،اسی لئے کسی کی فکری ملکیت پر اس کے قفل کو توڑ کر استفادہ کرنا چوری ہے،اسے بیچنا اور واقف شخص کو اسے خریدنا بھی درست نہیں۔

(۹)۔ اللہ تعالی فتنہ وفساد کو پسند نہیں کرتا؛بلکہ ا سکی وجہ سے ہدایت بھی سلب کرلی جاتی ہے، لفظ فساد کا دائرہ بہت وسیع ہے،چنانچہ کمپیوٹر وغیرہ پر وائرس چھوڑنا، اسے ہیک کرنا بھی فساد ہی ہے،یہ قابل مذمت ہے،البتہ دشمنان اسلام کے ساتھ بغرض اعلائے کلمۃ اللہ ہوتو جائز ہے۔

محور سوم:(۱)۔کوئی ایسی خبر جس سے دینی وملی اور ملکی نقصان کا خطرہ ہو اسے آگے بڑھانا درست نہیں۔ بالخصوص فتنہ وفساد اور فرقہ بندی کے پیغامات عام کرنا،جس سے اخوت وبھائی چارگی ملیامیٹ ہوتی ہو اس کا بھیجنا جائز نہیں؛ نیز اگر کوئی حدیث ہویا دینی نکتہ سنجی ہو اسے بغیر تحقیق کے آگے بڑھانا جائز نہیں''من کذب علیّ متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار''۔

(۲)۔''لا تلبسوا الحق بالباطل ''کے تحت یہ کہا جاسکتا ہے کہ کسی کی بات میں خلط ملط کر کے اسے آگے بڑھانا خیانت ہے؛نیز کم وبیش کی صورت میں جھوٹ کا بھی ارتکاب ممکن ہے،اسی لئے مناسب ہے کہ کلی تشفی ومہارت کے بعد ضرورت کے پیش نظر کم وبیش کرے،اوراحتیاطاً حوالہ بھی دیدے۔

(۳)۔سپریم کورٹ کے ذیلی فیصلوں میں یہ بات آچکی ہے کہ نجی معلومات ہر شہری کا حق ہے کہ اسے تحفظ فراہم کیا جائے؛ویسے بھی یہ غیر اخلاقی بات ہے کہ کسی کی ذاتی معلومات عام کی جائیں،ایسے میں حکومت اگر کسی کی نجی معلومات دوسروں کو دے تو یہ شرعاً غلط ہے،اور جمہوریت کے خلاف ہے،ضروری ہے کہ اہل حل وعقد اس کی طرف توجہ دیں۔

(۴)۔اشتہارات عام کرنا جبکہ ا س کے اندر تصاویر ،یاہیجان خیز مواد یادیگر غیر شرعی امور نہ ہوں تو درست ہے،یہ'' الدال علی الخیر کفاعلہ'' کے حکم میں ہوگا،اور برائی بھی شئیر کی تو اسے ''الدال إلی الشر کفاعلہ'' کے تحت سمجھا جائے گا۔

(۵)۔ڈیجیٹل تصاویر مختلف فیہ ہیں،نیز اس کا استعمال خسف ومسخ کے ساتھ کیا جائےتو ہوسکتا ہے کہ وہ قرب قیامت میں خسف ومسخ کے عذاب کے مترادف ہو،نیز اس کے اندر کسی کا سر اور کسی کا چہرہ لگادینابالخصوص جانوروں کا تو یہ ''أحسن تقویم'' کے خلاف ہے، ہونا یہ چاہئے کہ ا س سے بچا جائے؛ لیکن اگر تربیتی پہلو شامل ہو تو گنجائش دی جاسکتی ہے۔

(۶)۔موبائل کمپنیاں اور ا س کے صارفین ایک خاص معاہدہ میں ہوتے ہیں،ایسے میں صارفین کی گفتگو کو محفوظ کرنا عہد کی پامالی ہےجو کہ جائز نہیں؛ البتہ کسی کے خلاف جرم ہو یا کوئی بھی ایسی ناگزیر حالت ہو، جس کے اندر گفتگو محفوظ کرنے اور حکومت کو فراہم کرنے کی ضرورت پیش آجائے، تو اس کی اجازت ہوگی۔ ھذا ماعندی واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم ۔

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل

مولانا محمد معین الدین ندوی قاسمی•

الحمد للّٰہ القائل ''ھوالذی خلق لکم ما فی الأرض جمیعا''والصلاۃ والسلام علی نبینا محمد المبعوث رحمۃ للعالمین، و معلما و مر شدا للخلق أجمعین ۔

تمہید:

مذہب اسلام کامل واکمل اور دین فطرت ہے،اس کے تمام اصول و ضوابط اتنے مستحکم ہیں کہ مرورزمانہ کے ساتھ رونما ہونے والے تمام نت نئے حالات وواقعات، حوادث وتغیرات اور جدید مسائل کا واضح وبین اور اطمینان بخش حل ان میں موجود ہے، اٹھارہویں صدی عیسوی کو ''صنعتی انقلاب ''کا نقطہ آغاز مانا جاتا ہے۔ اس صدی میں صنعتی انقلاب بر پا ہوا اور نئی نئی چیزیں وجود میں آئیں،اس کے بعد سےسائنسی وتکنیکی ایجادات اور محیر العقول انکشافات کاجو دور شروع ہوا ،اس میں دن بدن اضافہ ہی ہورہاہے۔

اسمارٹ فون:

اسمارٹ فون بیسویں صدی کی ایک حیرت انگیز ایجاد ہے،جس نے فاصلو ں اور دوریوں کو سمیٹ کر رکھ دیا ،اس ایجاد نے اپنے سے ماقبل کے کئی ایجادات کو مات دے دیا ،مثلا گھڑی ، کلکولیٹر ،کلینڈر، ریڈیو ،ٹیلی وژن ،ٹیپ ،ٹارچ ،اور ڈائری وغیرہ ،یہ تمام چیزیں اسمارٹ فون میں پائی جاتی ہیں۔

اسمارٹ فون کااستعمال:

اسمارٹ فون ایک ایسی شئ ہے جس سے مفید اورمضر دونوں کام لئے جاسکتے ہیں، اگر شرعی احکام میں غور کیا جائے تو اس نتیجہ پر پہنچنا آسان ہے کہ تمام چیزوں کو تین حصوں میں تقسیم کردیا جائے :

(١)کچھ چیزیں بذات خود اچھی ہیں ۔

(٢)کچھ چیزیں بذات خود بری ہیں ۔

(٣)اور کچھ چیزیں نہ بذات خود اچھی ہیں اور نہ بری ،یہ استعمال پر منحصر ہے، ایسی چیز کا استعمال اچھا ہو تو اچھی ہے اوراگراستعمال بری ہو تو بری ہے ،یہی کیفیت اسمارٹ فون کی ہے ۔

١۔ اسمارٹ فون رکھنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا حکم:

کوئی شخص اپنے اسمارٹ فون کو اپنی جائز ضروریات کو پورا کرنے کے لئے

• دار العلوم پالی، آدرش نگر، باندرہ (ویسٹ)، ممبئی۔

استعمال کرتا ہے، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے احکامات کے پیش نظر اس کو کار خیر اور نیکی و بھلائی کے کاموں میں استعمال کرتا ہے، تو ایسی صور ت میں اسمارٹ فو ن کا رکھنا اوراستعمال کرنا جائز ہوگا؛بلکہ اس کا غلط استعمال کرنا ناجائزہے ۔

هو الذی خلق لکم مافی الأرض جمیعا (البقرة: ٢٩)۔

اس آیت کے ذیل میں شیخ الہند رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اللہ تعالی نے تم کو پیدا کیا اور تمہاری بقا اور انتفاع کے لئے زمین میں ہر طرح کی چیزیں بکثرت پیدا فرمائیں (مطعومات اور مشروبات اور ملبوسات اور ہر چیز کے لئے آلات و سامان) (تفسیر عثمانی، ص٣٣، تحقیق:مولانا ولی رازی صاحب)۔

حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں :

اسی آیت سے فقہاء نے یہ اصول بھی مستنبط کیا ہے کہ دنیا کی ہر چیز اصل میں حلال ہے اور جب تک کسی چیز کی حرمت پر کوئی دلیل نہ ہواس وقت تک اس کو حلال ہی سمجھا جائے گا (آسان ترجمہ ١ ، ٥٣)۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسمارٹ فون کا رکھنا اور استعمال کرنا جائز ہے؛ کیونکہ اس کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

الأمور بمقاصدها (الاصول والقواعد للفقہ الاسلامی، ص١٢٨، اشاعت العلوم اکل کوا)۔

٢۔ جس موبائل میں قرآن پڑھتا ہواسی میں فحش مناظر کا دیکھنا:

موبائل فون میں قرآن مجید یادیگر دینی کتابیں محفوظ کرنا،اور اس سے پڑھنا،اسی طرح آن لائن قرآن ودینی کتابیں دیکھنا اور پڑھنا جائز ہے ،لیکن وہی موبائل ہو یا کوئی اور موبائل اس میں فحش فلم دیکھنا یا محفوظ کرنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے۔

شامی میں ہے:واستماع ضرب الدف والمزمار وغیرذلک حرام، وإن سمع بغتۃ یکون معذورا، ویجب أن یجتھد أن لایسمع (الدرالمختارمع الشامی٩، ٥٦٦، الحظروالاباحۃ ،دارعالم الکتب، ریاض)۔

مفتی سلمان منصور پوری صاحب ''کتاب النوازل ''میں لکھتے ہیں:

موبائل میں قرآن و حدیث اور ادعیہ ماثورہ وغیرہ محفوظ کرنے میں کوئی حر ج نہیں ہے (کتاب النوازل ١٧،٩٦) فلم دیکھنا ناجائز اور حرام ہے خواہ موبائل پر دیکھے یا کسی اور جگہ (کتاب النوازل ١٧، ٨٨، المرکزالعلمی للنشر والتحقیق: مرادآباد)۔

٣۔ جس موبائل میں قرآن محفوظ ہو اس موبائل کا حکم :

موبائل میں جو قرآن مجید محفوظ ہوتا ہے ،وہ ڈیجیٹل ہوتا ہے، اس وجہ سے خواہ کوئی بھی موبائل ہواس کا پوراسیٹ قرآن مجید کے حکم میں نہیں ہوگا ،اگر آیات قرآنی نظر نہ آتے ہوں تو بلا وضو موبائل کو ہاتھ میں لیا جاسکتا ہے؛البتہ موبائل کی اسکرین پر جس وقت قرآنی

آیات نمایاں ہو ں تو ان حروف پر بلا وضو ہاتھ رکھنا درست نہیں (کتاب النوازل ۱۷ ، ۹۲)۔

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں:

قرآن مجید اصل میں حروف ونقوش سے عبارت ہے ،موبائل ڈیجیٹل قرآن میں وہ حروف بنی ہوئی حالت میں نہیں ہوتے ہیں ،بلکہ جب بٹن دبا دیا جاتا ہے تو مخصوص شعاعیں حرکت میں آتی ہیں ،اور وہ حروف کے سانچہ میں ڈھلنے لگتی ہیں، اس لئے اس حقیر کی رائے یہ ہےکہ جس وقت اسکرین پر قرآنی آیات لکھی ہوئی حالت میں موجود ہوں،وہ قرآن کے حکم میں ہیں، ان کو بغیر وضو کے چھونا درست نہیں؛ البتہ اگر کوئی بیرونی غلاف موبائل کے اوپر موجود ہو جیسا کہ آج کل پلاسٹک غلاف موبائل کی حفاظت کے لئے اوپر سے لگایا جاتا ہے اور اسے کھول کر بہ آسانی الگ بھی کیا جاسکتا ہے تو پھر اس غلاف کے اوپر سے چھونا جائز ہوگا؛کیو نکہ وہ ایسے بیرونی غلاف کے حکم میں ہے جو قرآن مجید کے ساتھ سلا ہوا نہیں ہوتا۔

۴۔ موبائل سے دینی یامعلوماتی پیغامات ارسال کرنے کا حکم:

دینی یا معلوماتی باتوں سے دوسروں کو آگاہ کرنا اچھی بات اور قابل تعریف عمل ہے ، لیکن بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ دینی یا دنیوی معلومات وخبر کی صحت و صداقت کا کوئی علم نہیں ہوتا ،تو ایسی صورت میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ جب تک ان باتوں کی صحت و صداقت کا علم نہ ہو اسے دوسروں تک پہنچانا درست نہیں ہے ۔فرمان باری تعالی ہے : یا أیھا الذین آمنوا إن جاءکم فاسق بنبإ فتبینوا أن تصیبوا قوما بجھالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین (الحجرات : ۶)۔

اسی طرح جو حضرات اپنے موبائل پر میسج بھیجنے کو ناپسند کرتے ہوں پھر بھی کوئی ان کو میسج بھیجتا ہے تو یہ ارسال کرنا ان کو تکلیف میں مبتلا کرناہوگا، اور کسی مسلمان کو ایذاء پہنچانا حرام ہے ،اس لئے خواہ دینی یا معلوماتی پیغامات ہی کیوں نہ ہوں انھیں بھیجنا جائز نہیں ہوگا،قرآن مجید میں ہے :والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا وإثما مبینا (الاحزاب: ۵۸)۔

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں :مذکورہ آیت سے کسی مسلمان کو بغیر وجہ شرعی کے کسی قسم کی ایذاء اور دکھ پہنچانے کی حرمت ثابت ہوئی (معارف القرآن ۷، ۲۲۹ ،یاسین بکڈپو ،دہلی)۔

۵۔ غیرمحرم کو اچھے پیغامات بھیجنے کاحکم:

غیرمحرم مرد و عورت کو آپس میں بلا ضرورت بات کرنے کی اجازت نہیں ہے ،ایک دوسرے کو میسج کرناگفتگو کی مانند ہے، مولانامفتی سلمان صاحب منصورپوری لکھتے ہیں :میسیج پر گفتگو بھی آمنے سامنے گفتگو کی مانند ہے ،اس لئے جس طرح اجنبی لڑکی سے بالمشا فہ گفتگو منع ہے،اسی طرح میسیج کے ذریعہ بھی گفتگو جائز نہیں

(کتاب النوازل ١٧،١٠٧)۔

اس سے معلوم ہوا کہ میسیج کرنا گفتگو کرنا ہے ،پس دینی و معلوماتی پیغامات غیر محرم مردوزن کا آپس مینارسال کرنا، گویا کہ گفتگو کی مانند ہے اور گفتگو بلا ضرورت منع ہے ،اس لئے غیرمحرم مردوزن کا آپس مینمیسیج ارسال کرناخواہ اخلاقی باتونپر ہی مشتمل کیوں نہ ہو جائز نہیں ہوگا ،ردالمحتار میں ہے:

ولایکلم الأجنبیۃ إلا عجوزا (الدرالمختار علی الشامی ٩،٥٣٠، کتاب الحظروالاباحۃ)۔

غیرمحرم مرد وزن کو جو بلا ضرورت آپس مینبات کرنے یا ایک دوسرے کو دیکھنے سے منع کیا گیا ہے ا س کی وجہ فتنہ کا اندیشہ ہے ،اور یہاں بھی ایک دوسرے کاآپس میں میسیج کرنے سے فتنہ کا اندیشہ اور خوف ہے، اس لئے راقم الحروف کی رائے ہے کہ دینی یا اخلاقی باتوں پربھی مشتمل میسیج کیوں نہ ہو غیر محرم مردوزن کاآپس میں بھیجنا جائز نہیں ہوگا ،شامی میں ہے:

وتمنع المرأۃ الشابۃ من کشف الوجہ بین الرجال :لأنہ عورۃ، بل لخوف الفتنۃ، أی الفجور بھا ..... أو الشھوۃ، والمعنی تمنع من الکشف لخوف أن یری الرجال وجھھا فتقع الفتنۃ،لأنہ مع الکشف قد یقع النظر إلیھا بشھوۃ(شامی٢،٧٩ ، باب شروط الصلاۃ، مطلب فی ستر العورۃ، دارعالم الکتب ریاض)۔

٦۔ باتصویر پیغامات ارسال کرنے کا حکم :

جو پیغامات باتصویر ہوں اسے آگے بڑھانا جائز نہیں، اور یہ تصویر کشی کے دائرہ میں آجائے گا، اور بلا ضرورت تصویر کشی حرام ہے۔

عن عبداللہ قال:سمعت النبیﷺ یقول:إن أشد الناس عذابا عنداللہ یوم القیامۃ المصورون (صحیح البخاری، رقم الحدیث : ٥٩٥٠، محقق ومدلل جدید مسائل ١، ٢٧٥، اکل کوا ، مہاراشٹر)۔

حضرت مفتی سلمان صاحب منصورپوری دامت برکاتہم ''کتاب النوازل ''میں لکھتے ہیں :جانداروں کی تصویر والے میسیج کابھیجنا ناجائز ہے (کتاب النوازل ١٧، ١٠٧، المرکز العلمی، مرادآباد)۔

٧۔ مساجدومدارس مینسی سی ٹی وی کیمرہ لگانے کا حکم :

لوگوں کو اپنے علماء کرام کے بارے میں اچھا گمان رکھنا چاہئے؛کیونکہ علماء کرام انبیاء کے وارث ہیں؛تاہم اپنے آپ کو بے جا الزام وشبہات سے بچنے کابھی سی سی ٹی وی آسان ذریعہ ہے ،نیز اس سے مساجد ومدارس کی بہتر طور پر حفاظت بھی ہوتی ہے، اس لئے اسے نصب کرنے کی گنجائش ہے ۔

المسائل المہمہ میں ہے : سی سی ٹی وی کیمرے (cctv.camera)میں گرچہ انسانوں کی تصویریں آتی ہیں ،مگر اس کا استعمال صرف تصویروں کے لئے نہیں ہوتا؛ بلکہ حفاظتی نقطہ نظر سے بعض ناگزیر حالات میں اہم مقامات پر اس کا نصب کرنا

ضروری قرار پاتا ہے ،اور اسی ضرورت کے پیش نظر اس کے نصب کرنے کی گنجائش بھی ہوتی ہے (المسائل المہمہ فیما ابتلت بہ العامۃ ۹ر ۲۴۲، اکل کوا)، الضرورات تبیح المحظورات (الاصول والقواعد للفقہ الاسلامی، ص ر۱۹۱، القاعدۃ۱۸۵)۔

۸۔ اسکیننگ مشین سے گزرنے کا حکم :

اسلام میں بلاضرورت ایک دوسرے کا ستر عورت کا دیکھنا حرام ہے؛ البتہ جہاں کہیں اشد ضرورت پڑ جا ئے تو دیکھنے کی گنجائش ہے جیسے علاج وغیر ہ ،مثلا اعضاء مخصوصہ پر کوئی زخم ہوجائے تو ڈاکٹرکو غضّ بصر کے ساتھ دیکھنے کی اجازت ہے۔ہندیہ میں ہے :

امرأة أصابها قرحة فی موضع لا یحل للرجل أن ینظر إلیہ لایحل أن ینظر إلیها لکن تعلم امرأة تداویها فإن لم یجدوا امرأة تداویها ولا امرأة تتعلم ذلک إذا علمت وخیف علیها البلاء أو الو جع أو الهلا ک فانہ یستر منها کل شئ إلا موضع تلک القرحة ثم یداویها الرجل ویغض بصرہ ما استطاع إلا عن ذلک (الفتاوی الهندیہ۵ر۳۳۰، کتاب الکراهیۃ، الباب الثامن فیمایحل للرجل النظر، طبع زکریادیوبند)۔

اسکیننگ مشین کے سامنے سے گزرنے سے بچنا از حد ضروری ہے؛البتہ جہاں گزرنے کو لازم ہی قرار دیا جائے، اور وہاں جانا بھی ضروری ہو تو اس کو قبول کرنے کی گنجائش ہے، لیکن ایئرپورٹ کے علا وہ دوسرے مقامات پر اس کا استعمال خواہ تحفظ ہی کے نقطہ نظر سے کیوننہ ہو جائز نہیں ہوگا؛ کیونکہ دوسرے مقامات پر تحفظ کے لئے دیگر اوربہت سارے آلات تحفظ مہیا ہیں انھیں استعمال کیا جائے ۔

عن أبی سعید الخدری عن أبیہ أن رسول اللہ ﷺ قال :لاینظر الرجل إلی عورۃ الرجل، ولا المرأة إلی عورۃ المرأة (صحیح مسلم، رقم الحدیث : ۳۳۸، کتاب الحیض) الضرورات تبیح المحظورات (الاصول والقواعدللفقہ الاسلامی، ص ر ۱۹۱، قاعدہ: ۱۸۵)۔

فقہ کے مذکورہ بالا قاعدہ کے تحت اگر مجبوری ہو تو گزرنے کی گنجائش ہوگی، لیکن اس صورت میں بھی احتیاط ہی لازم ہے ۔

محور دوم:

۱۔ محفوظ شئ انٹرنیٹ سے قفل توڑکرچوری کرنے کاحکم:

چوری کرنا اسلام میں گناہ کبیرہ ہے ،جب کوئی اپنی پرائیوٹ چیز انٹر نیٹ پر حفاظت کی غرض سے محفو ظ کردیا ہے، تو اب کسی دوسرے کو قفل توڑ کراس کے محفوظ معلومات کی چوری کرنا جائز نہیں؛ بلکہ ایسا کرنا سخت ناپسندیدہ اور حرام ہے،اسی طرح ایسی چیز جس کی چوری کرنے سے صاحب ملکیت کی عزت و آبرو کو ٹھیس پہنچتی ہو،یا معاشی طور پر نقصان پہنچتا ہو توایسا کرنابھی حرام ہے،تاہم علمی و

مطالعاتی یادداشتیں وغیرہ ایسی چیزیں ہیں کہ جن کو لینے کی گنجائش ہے،المسائل المہمہ میں ہے :''افادہ اور اشاعت دین کے مقصد سے اسلامی کتابیں،مصنف یا پبلیشر کی اجازت کے بغیر اسکین یا کاپی کرکے کسی کو دینا جائز ہے ''(المسائل المہمہ ۹،۲۴۴)۔

وتعاونو اعلی البر والتقوی (سورۃ المائدۃ: ۲)۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ صاحب '' الجامع لاحکام القرآن ''محمد بن احمد الانصاری القرطبیؒ لکھتے ہیں :

وتعاونوا على البر والتقوى، قال الأخفش:هو مقطوع من أول الكلام، وهو أمر لجميع الخلق بالتعاون على البر والتقوى، أى ليعن بعضكم بعضا (الجامع لاحكام القرآن للقرطبى ۶،۴۶، دارعالم الكتب رياض)۔

صاحب ''احکام القرآن ''حجۃ الاسلام ابوبکراحمد بن علی الرازی الجصاصؒ لکھتے ہیں:

وتعاونو اعلی البر والتقوی، یقتضی ظاهره إيجاب التعاون على كل ماكان تعالى لأن البر هو طاعات الله (احکام القرآن للجصاص ۳، ۲۹۶ ، داراحیاء التراث ،بیروت)۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر علمی مواد ہو تواشاعت دین کے مقصد سے بلااجازت دوسرے کی علمی و مطالعاتی یادداشتیں لے سکتے ہیں۔

اسلام میں چوری کرنا گناہ کبیرہ ہے ،ارشادباری تعالی ہے:

والسارق والسارقة فاقطعوا أيدهما جزاء بما كسبا نكالاً من الله (المائدۃ: ۳۸)۔

اسی طرح کسی کی عزت و آبرو سے کھیلنا بھی حرام ہے، حدیث پاک میں سخت وعید آئی ہے :

عن جا بر بن عبدالله وأبى طلحة بن سهل الأنصارى رضى الله عنهما يقولان:قال رسول الله ﷺ: ما من امرئ يخذل امرأ مسلما فى موضع ينتهک فيه حرمته وينتقص فيه من عرضه إلا خذله الله فى موطن يحب فيه نصرته، ومامن امرئ ينصر مسلما فى موضع ينقص فيه عرضه وينتهک فيه من حرمته إلانصره الله فى موطن يحب نصرته (سنن أبى داؤد، رقم الحديث: ۴۸۸۴، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، رياض)، نیز فقہ کا قاعدہ ہے:لايجوز لأحد أن يتصرف فى ملک غيره بلاإذنه (الاصول والقواعد، رقم: ۲۸۱، اکل کوا)۔

۲۔ چوری کی چیزعام کرنے کا حکم:

اول چوری کرنا ہی حرام ہے، پھر اسے آگے بڑھانا بھی جائز نہیں ہے؛کیو نکہ کسی کے سامان میں بلا اجازت تصرف کرنا درست نہیں ہے؛ البتہ اگر علمی موادہوتو اشاعت دین کی نیت سے آگے بڑھانے کی اجازت ہوگی۔

وتعاونوا على البر والتقوى (المائدۃ: ۲)۔

لايجوز لأحد أن يتصرف فى ملک غيره بلا إذنه (الاصول والقواعد للفقہ الاسلامی، رقم: ۲۸۱)۔

۳. زرجین کا آپس میں جاسوسی کرنے کا حکم:

اسلام میں بے جا جاسوسی کرنے سے منع کیا گیا ہے، اللہ کے رسول کا فرمان ہے کہ تم دوسروں کی ٹوہ اورجاسوسی میں نہ رہو۔

عن أبی هريرة رضی الله عنه قال:قال رسول الله صلی الله عليه وسلم :لا تحاسدوا، ولا تباغضوا، ولاتجسسوا، ولاتحسسوا، ولاتناجشوا، وكونوا عباداللہ إخوانا (صحيح مسلم، باب تحريم الظن والتجسس، رقم الحديث : ۲۵۶۳)۔

میاں بیوی کارشتہ:

زن وشوہر کا رشتہ بہت ہی گہراو مضبوط اور مقدس رشتہ ہے کہ ان دونوں کا عنصر ہی اولاد آدم کے پھیلانے کا باعث ہے ،اور انسانیت کی بقا کی ضمانت ہے ،اور چین و سکون کی علامت ہیں،اور باہمی محبت و الفت کا نشان ہے ۔ارشاد ربانی ہے:

ومن آياته أن خلقكم من تراب ثم إذا أنتم بشر تنتشرون، ومن آياته أن خلق لكم من أنفسكم أزواجا لتسكنوا إليها وجعل بينكم مودة ورحمة إن فی ذلک لآيات لقوم يتفكرون (الروم: ۱۰)۔

(اور اس کی (قدرت کی)ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا ،پھرتم دیکھتے ہی دیکھتے انسان بن کر (زمین میں)پھیلےپڑے ہو، اوراس کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تم ہی میں سے بیویاں پیداکیں؛ تاکہ تم ان کے پاس جاکر سکون حاصل کرو،اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات رکھ دئیےیقینا اس میں ان لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں،جوغوروفکر سے کام لیتے ہیں) ۔

اس بات کی وضاحت فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں یوں مذکور ہوئی ہے:

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال :قال رسول الله صلی الله عليه وسلم:'' لم ير للمتحابين مثل النكاح'' (سنن ابن ماجة،كتاب النكاح، رقم الحديث : ۱۸۴۷)۔

(حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہمابیان کرتے ہینکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :نکاح کے رشتہ سے بڑھ کر کوئی چیز محبت کرنے والوں کے درمیان تعلقات کو بڑھانے والی نہیں ہے)۔

اس سے معلوم ہوا کہ رشتہ ازدواج بہت ہی پاکیزہ رشتہ ہے ،زوجین کوآپس مینہرایسے فعل سے گریز کرنا چاہئے کہ جس سے تنازع کا معاملہ پیش آئے؛بلکہ ایک دوسرے کو عفو ودرگزر کے ساتھ زندگی نبھانی چاہئے،اورایک دوسرے کو آپس میں اعتماد میں ر کھنا چاہئےنہ کہ انٹرنیٹ کے ذریعہ ایک دوسرے کی جاسوسی کی جائے،مبادا آپس میں جاسوسی کرنے سے مقدس رشتہ میں دراڑ بھی پیداہوسکتا ہے ،اس لئےاس سے بچنا ضروری ہی نہیں بلکہ لازم ہےقرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے:

يا أيها الذين آمنوا اجتنبوا كثيرا من الظن إن بعض الظن إثم ولا تجسسوا ولا يغتب

بعضکم بعضا (سورۃ الحجرات : ١٢)۔

۴۔ حکومت کو خفیہ معلومات حاصل کرنے کا حکم:

حکومت کے پیش نظر حقیقت میں امن عامہ کی حفاظت مقصودہو ،کسی کو بیجاپریشان کرنامقصد نہ ہو،تواسے صرف اس شخص کی خفیہ طورپر معلومات حاصل کرنے کی اجازت ہوگی جس کے بارے میں کوئی قرینہ ہو یاکافی شکوک وشبہات پائے جاتے ہوں ،معارف القرآن میں ہے : ''اگر کسی سے مضرت پہنچنے کا احتمال ہو، اپنی یا دوسرے کسی مسلمان کی حفاظت کی غرض سے مضرت پہنچانے والے کی خفیہ تدبیروں اور ارادوں کا تجسس کرے تو جائز ہے ''(معارف القرآن۸ ، ۱۲۱ ،یاسین بکڈپو، دہلی)۔

۵۔ مظلوم کی مددونصرت:

اسلام سچا اور سب سے اچھا مذہب ہے، اس میں کسی کو تنہا نہیں چھوڑا گیا ہے؛ بلکہ ہر ایک کو آپس میں ایک دوسرے کی مدد ونصرت کی تاکید کی گئی ہے؛تاکہ کوئی اپنے آپ کو اکیلا محسوس نہ کرے،اگر کوئی کسی پر ظلم وزیادتی کررہا ہو تو مظلوم کی مددکی جائے گی، حدیث میں اس کی تاکید آئی ہے: ''اپنے بھائی کی مددکرو خواہ ظالم ہو یامظلوم''۔

سمع أنس بن مالک رضی اللہ عنہ یقول:قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: '' انصر أخاک ظالما أو مظلوما'' (صحیح البخاری : ٢٤٤٣، بیت الافکار، ریاض)۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی کسی کے بارے میں نقصان پہنچانے کی ناپاک سازش کررہا ہو، اور کسی دوسرے کو کسی ذریعہ سے معلوم ہوجائے کہ وہ اسے نقصان پہنچائے گا، تو اسے اپنے مظلوم بھائی کی مددکرنی چاہئے ،اور یہ غیبت بھی نہیں ہوگا۔ ''رحمۃ اللہ الواسعۃ ''میں ہےکہ علماء نے بیان کیا ہے کہ چھ صورتوں میں غیبت جائز ہے ، شق نمبر چار میں ہے :

چوتھی صورت :مسلمانو ں کو شر سے بچانے کے لئے کسی کی برائی کرنی پڑی تو جائز ہے ،جیسے ایک شخص نے نبی کے پاس حاضری کی اجازت چاہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آنے دو، قبیلہ کا برا آدمی ہے '' (رحمۃ اللہ الواسعۃ ۵،۵۷۹ ، زمزم پبلیشرز کراچی)۔

۶۔ بغیراجازت کسی کے سامان دوسرے کو سپرد کرنے کا حکم:

ہر آدمی کو اپنی چیز پسند ہوتی ہے اور وہ اسے محفوظ رکھتا ہے ، محفوظ رکھنے کے لئے جو بھی ذرائع ہوں انھیں وہ اپناتا ہے، موجودہ دور جو ترقی یافتہ دور کہلاتا ہے اس دور میں بہت سے حضرات اپنی معلوماتی شئ کو انٹر نیٹ پر رکھتے ہیں اور اس میں رکھنے میں سیفٹی بھی ہوتی ہے ،لیکن کیا کیا جائے اب یہاں بھی لوگ چوری کے مرتکب ہورہے ہیں ،ماہرین انٹر نیٹ زیادہ سے زیادہ کمانے کی ہوس میں اپنی صلاحیت کو تعمیری کام کے بجائے تخریبی کام میں استعمال کررہے ہیں ،اور لوگوں کے انٹر نیٹ پر محفوظ

معلوماتی شئ کی چوری کرکے کبیرہ گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں، جاننا چاہئے کہ کسی بھی فرد کے سامان کو ان کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں ہے ،اگرکوئی ایسا کرتا ہے تو گویا کہ وہ چوری کرتا ہے اور یہ فعل حرام ہے، اور پھر چوری کردہ سامان دوسرے کے ہاتھ فروخت کرکے روپیہ کمانا ،یہ روپیہ بھی ناجائز ہی ہوگا۔

والسارق والسارقۃ فاقطعوا أیدیھما جزاء بما کسبا نکالا من اللہ (سورۃ المائدۃ: ۳۸)۔

لایجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیر بغیرإذنہ (الاصول والقواعد للفقہ الاسلامی،رقم : ۲۸۱)۔

۷۔ خفیہ کیمرونکااستعمال کرنے کا حکم:

اس سے کوئی انکارنہیں کرسکتا ہے کہ دنیا جتنی ترقی کی منزل طے کررہی ہے اتنا ہی یہ پستی کی جانب بھی بڑھ رہی ہے، آئے دن اخباروں میں مجرمانہ خبریں دیکھنے کو ملتی ہیں، اس سے پتہ چلتا ہے کہ مجرمین اور ظالمین کی فہرست بہت طویل ہے ،ایسی صورت میں ظالموں اور مجرموں کی گرفتاری بہت ضروری ہے ،اورمظلوموں کی مددونصرت بھی، پس ظالموں کو گرفتار کر کے اسے سخت سے سخت سزادی جائے ،مجرموں کی گرفتاری کے لئےجو بھی محتاط طریقےہوں ا سے اپنایاجاناچاہئے، موجودہ دورمیں مجرموں کی گرفتاری کے لئے خفیہ کیمروں کا استعمال کیا جاتا ہے ،اور اس سے خاطرخواہ فائدے بھی ہورہے ہیں ،اس لئے خفیہ کیمروں کااستعمال جائز ہونا چاہئے۔ معارف القرآن میں ہے :

اگر کسی سے مضرت پہنچنے کااحتمال ہو، اپنی اور دوسرے کسی مسلمان کی حفاظت کی غرض سے مضرت پہنچانے والے کی خفیہ تدبیروں اور ارادوں کا تجسس کرے تو جائز ہے (معارف القرآن ۸ ۔ ۱۲۱، یاسین بکڈپودہلی)۔

۸۔ کسی کے محفوظ سافٹ وئیرکے قفل توڑکراستفادہ کرنا:

چوری کی اسلام میں بہت سخت شناعت بیان کی گئی ہے ،لیکن آج کل پڑھے لکھے طبقے بھی اس فعل قبیح کے مرتکب ہورہے ہیں ،وہ اس طرح کہ لوگوں کے انٹر نیٹ پر محفوظ سافٹ وئیر سے قفل توڑ کر اس کی محفوظ معلومات سے استفادہ کرتے ہیں یا اسے دوسروں کے ہاتھ خریدوفروخت کر کے مال وزر حاصل کرتے ہیں ،جاننا چاہئے کہ اسلام میں کسی کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہینہے؛ اس لئے کسی کے قفل توڑ کر اس کے محفوظ سافٹ وئیر سے استفادہ کرنا یا اسے خریدوفروخت کرنا جائز نہیں،اورایسا کرنا قانونی جرم بھی ہے، اگر پکڑے گئے تو ذلت و رسوائی سے بھی دوچار ہونا پڑے گا، اس لئے اس سے بچنا ضروری ہے ،تاہم اگر خریدنے والے کو معلوم نہیں ہے کہ یہ چوری کا سافٹ وئیر ہے تووہ گنہگار نہیں ہوگا، پس چوری کرکے فروخت کرنے والا اور خریدنے والا دونوں کا حکم الگ الگ ہوگا؛لیکن اگر معلوم ہوجائے کہ یہ چوری کی چیز ہے تواسے خریدنا جا ئز نہیں ہے ۔

فکل عین قائمۃ یغلب علی ظنہ أنھم أخذوھا من الغیر بالظلم وباعوھا فی السوق فإنہ لاینبغی أن یشتری ذلک وإن تداولتھا الأیدی (الفتاوی الھندیہ۵،۳۶۴، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس والعشرون، طبع زکریادیوبند)۔

چوری کی شناعت کے بارے میں فرمان باری تعالی ہے :

والسارق والسارقۃ فاقطعوا أیدھما جزاء بما کسبا نکالا من اللہ(سورۃ المائد ۃ : ۳۸)۔

لایجوز لأحد أن یتصرف فی ملک غیرہ بغیر إذنہ (الاصول والقواعد للفقہ الاسلامی، رقم : ۲۸۱)۔

۹۔ کسی کے کمپیوٹر ہیک کرنے یااس میں وائرس چھوڑنے کا حکم:

ہرآدمی اپنی ضرورت کی چیز کو بہت ہی حفاظت سے رکھتا ہے اور اسے خراب ہونے سے حتی الوسع بچانے کی سعی وکوشش کرتا ہے، کمپیوٹر وغیرہ بہت نازک اور تکنیکی چیز ہے، بسااوقات کبھی کوئی چھوٹی غلطی سے بھی بڑی خرابی پیش آجاتی ہے ،اس لئے اسے بہت ہی محتاط طریقے سے رکھا جاتا ہے ،اس کے خراب ہونے میں ایک وجہ وائرس کاکمپیوٹر میں داخل ہونا بھی ہے، کمپیوٹر کے لئے وائرس زہر سے کم نہیں ہے، پس کسی کوبھی کسی دوسرے کے کمپیوٹر ہیک کرنے اور اس میں وائرس چھوڑنے کی اجازت نہیں ہوگی؛کیونکہ اس سے دوسرے کا کمپیوٹر خراب ہو سکتا ہے جس سے صاحب کمپیوٹر پریشان اور تکلیف سے دوچار ہوگا ،اور کسی مسلمان کو تکلیف دینا جائز نہیں ہے، ارشاد خداوندی ہے :

والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا وإثما مبینا (سورۃ الاحزاب : ۵۸)۔

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ ‘‘معارف القرآن ’’میں لکھتے ہیں:

کسی مسلمان کوبغیر وجہ شرعی دکھ پہنچانا حرام ہے۔

مذکورہ آیت میں ‘‘الذین یؤذون المؤمنین (الی)بھتاناعظیما’’سے کسی مسلمان کو بغیر وجہ شرعی کے کسی قسم کی ایذاء اوردکھ پہنچانے کی حرمت ثابت ہوئی ،اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے :

عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ‘‘ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ، والمؤمن من أمنہ الناس علی دما ئھم وأموالھم’’(سنن ترمذی، رقم: ۲۶۲۷)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:‘‘مسلمان تو صرف وہ آدمی ہے جس کےہاتھ اور زبان سے سب محفوظ ہوں، کسی کو تکلیف نہ پہنچے ،اورمومن تو صرف وہی ہے جس سے لوگ اپنے خون اورمال کے معاملہ مینمحفوظ ومامون ہوں ’’(معارف القرآن ۷ ،۲۲۹، یاسین بکڈپو ،دہلی)۔

محورسوم:

۱۔ سوشل میڈیاپر ہر سنی سنائی خبریں آگے بڑھانا:

اللہ تعالی کا فرمان ہے :

یا أیھاالذین آمنوا إن جاءکم فاسق بنبإ فتبینوا أن تصیبوا قوما بجھالۃ فتصبحوا علی مافعلتم نادمین (سورۃ الحجرات : ۶)۔

(اے ایمان والو!اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اچھی طرح جانچ لو کہ کہیں تم نادانی میں کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو،پھر تمہیں اپنے کئے پر پچھتاوا ہو)۔

اس آیت شریفہ میں ایک اہم اصول کی جانب رہنمائی کی گئی ہے ،کہ ہر سنی سنائی بات ،کسی کے بارے میں کوئی تبصرہ بغیر تحقیق کے مان لینا ،اور اس کا حوالہ دینے لگنا یااس کے حوالہ سے آگے خبر کو بڑھا دینا بالکل غیر اسلامی عمل ہے، حدیث نبوی ﷺ ہے: ''آدمی کے جھوٹاہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ جو سنے اس کو بیان کرنے لگے ''۔

عن حفص بن عاصم قال :قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :''کفی بالمرء کذبا أن یحدث بکل ماسمع'' (صحیح مسلم، رقم الحدیث : ۵، باب النھی عن الحدیث بکل ماسمع ، طبع بیت الافکار ریاض)۔

خبریں بڑھانے کے لئے چند اصول:

جاننا چاہئے کہ کسی بھی خبر کو سوشل میڈیاپر آگے بڑھانے سے قبل مندرجہ ذیل باتوں کو پیش نظر رکھنی چاہئے:

(۱)بلا تحقیق کوئی بھی خبر سوشل میڈیا پر نہ ڈالی جائے ،اور اگرکہیں سے آجائے توبغیرتحقیق آگے نہ بڑھائی جائے۔

(۲)جس خبر کے بارے میں مکمل تحقیق نہ ہو بلکہ بین بین کامعاملہ ہو ،توپہلے اسے تحقیق کرے، اگر صحیح ودرست ہو تب بھی اگر اس کے آگے بھیجنے سے کوئی فائدہ ہوتو آگے بڑھائے ،ورنہ اسے اپنے پاس ہی روک لے ۔

(۳)ایسی خبریں جوکوئی معتبر شخص ارسال کرے ،اور یہ بھی معلوم ہو کہ وہ غلط خبریں نہیں بھیج سکتے ہیں ،پھر بھی یہ دیکھا جائے کہ اس کو آگے بڑھانے سے کسی کو فائدہ ہے تو اسے آگے بڑھائے ،ورنہ اپنے پاس ہی روک لے ۔

(۴)قرآن وحدیث ،اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ،یا اقوال سلف صالحین ،جب تک مکمل تحقیق نہ ہو جائے کہ یہ صحیح ودرست ہےتب تک اسے ہرگز ہرگز آگے نہ بڑھایا جائے۔

(۵)جس خبر میں شک ہوجائے اسے آگے فارورڈ نہ کیا جائے ۔

۲۔ کسی کے مراسلہ میں کتربیونت کرنا:

جوبھی کسی کو کوئی مراسلہ لکھتا ہے اس کے پیچھے کوئی مقصد ہوتاہے، اب اگر کوئی درمیان مینکترو بیونت کرتا ہے، جس سے ہوسکتا ہو کہ مقصد اصلی ہی فوت ہو جائے؛بلکہ یہ بھی خدشہ ہے کہ کسی کام کو انجام دینے کے بارے میں کہا گیاہو، اور صاحب کتروبیونت اس سے منع کردے ،جس سے آپس میں تنازع بھی ہوسکتا ہے اور تعلقات میں دراڑ بھی پیدا ہوسکتا ہے، اس لئے کسی کے مراسلہ میں کمی زیادتی کرنا از روئے شرع درست نہیں ہے، ''محمودالفتاوی ''میں ہے:''اور اگر (کتاب) شائع کرنے والے نے اصل کتاب میں ایسا تصرف کیا جس سے اصل مضمون خبط ہوجائے یامقصود مصنف کے خلاف ہوجائے یہ کتاب کے ساتھ خیانت ہے ،اوراس ترمیم شدہ چیز کو اصل مصنف کی طرف منسوب کرنا افترااورخداع ہے، اس کی اجازت نہیں، یہ شرعاً بھی ناجائز ہے اور اخلاقاً اور عرفاً بھی مذموم وشنیع ہے '' (محمودالفتاوی۳،۱۸۳، کتاب الحظروالاباحۃ)۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ کسی کو کسی کے مراسلہ میں کمی بیشی کرنے کی اجازت نہیں ہوگی ۔

۳۔ کسی شخص کی ذاتی معلومات عام کرنا:

دین اسلام خیرخواہی کادین ہے جو ایک دوسرے کی بہتری چاہتا ہے اور ہراس کام سے منع کرتا ہے کہ جس کی وجہ سے کسی کابھی نقصان ہوسکتا ہو یا اس کی عزت نفس مجروح ہوسکتی ہو ،جو امور کسی بھی شخص کی عزت نفس کو مجروح کرنے کا باعث ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ کسی کے راز کو دوسروں کے سامنے بیان کیاجائے،پس حکومت ہو یا کوئی اور، کسی کو اس کی اجازت نہیں ہوگی کہ وہ کسی کی ذاتی معلومات کو دوسروں کے سامنے افشا ء کرے ،اگر کوئی حکومت اس طرح سے کرتی ہے یاکوئی قانون بناتی ہے مثلا آدھارکارڈ ہی کا معاملہ جوسپریم کورٹ میں زیر بحث ہے اس کی مخالفت کی جانی چاہئے۔

کسی کے راز افشا کرنا سخت گناہ کی بات ہے، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

عن أبی سعید الخدری رضی اللہ عنہ یقول:قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:إن من أشر الناس عنداللہ منزلۃ یوم القیامۃ،الرجل یفضی إلی امراتہ، وتفضی إلیہ ثم ینشرھا (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۴۳۷، بیت الافکار ریاض)۔

۴۔ انٹرنیٹ پر اشتہارات پھیلانے کا حکم:

موجودہ دور میں ایڈورٹائز کی بہت اہمیت ہے اورلوگ بھی آسان طبیعت ہوگئے ہیں ،گھر بیٹھے ہی ہر چیز حاصل کرنا چاہتے ہیں تودوسری جانب ہوم ڈیلوری کا بھی سسٹم عام ہوگیاہے، اس کو عام کرنے میں اشتہارات کابہت بڑا رول ہے، انٹر نیٹ نے تو اور زیادہ ان اشتہارات کو فروغ دیا ہے،کچھ کمپنیاں ایڈورٹائز کے لئے افرادتیار کرتے ہیں جوان اشتہارات کو زیادہ سے زیادہ شیئر کرتے ہیں، لیکن اشتہارات مختلف اقسام کے ہوتے

ہیں اس لئے اس کو پھیلانے سے قبل یہ اصول دھیان میں رہنا چاہئے کہ جس اشتہار میں جائز اشیاء کی ترغیب ہو اسے آگے بڑھایا جاسکتا ہے اور جس اشتہار میں ناجائز اشیاء کی ترغیب ہو یاناجا ئز چیزوں پر مشتمل ہو اسے آگےبڑھانا ناجائز ہے؛ اس لئے اس کامکمل خیال رکھنا چاہئے،اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وتعاونوا على البر والتقوى ولاتعاونوا على الإثم والعدوان (المائدة : ۶)۔

۵۔ کارٹون بنانا:

اسلام میں بلا ضرورت تصویرکشی جائز نہیں ہے اورتصویر ہی کی طرح کارٹون بھی ہوتا ہے ،لیکن لفظ کارٹون پردہ سماعت پر آتے ہی ذہن اس جانبمتوجہ ہوجاتا ہے کہ کسی کا مذاق وتمسخر اڑایا جائے گا،جب کہ تصویر میں یہ بات نہیں پائی جاتی ،اس لئے جو حضرات ڈیجیٹل تصویر کو جائز قراردیتے ہیں وہ بھی کارٹون بنانے کو ناجائز ہی کہیں گے؛کیونکہ کارٹون میں دوسروں کا مذاق اڑایا جاتا ہے اوراس کی قباحت قرآن کریم میں واضح طورپر آیا ہے کہ کوئی کسی کا مذاق نہ اڑائے،ارشاد باری تعالی ہے :

یا أیها الذین آمنوا لایسخر قوم من قوم عسی أن یکونوا خیرامنهم ولا نساء من نساء عسی أن یکن خیرامنهن ولا تلمزوا أنفسکم ولاتنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فأولئک هم الظالمون (سورة الحجرات : ۱۱)۔

المسائل المهمة فیما ابتلت به العامة میں ہے:''ایسے کارٹون بنانا جس سے کسی کی اہانت مقصودہو، جائز نہیں ہے، اگرچہ اس میں خدوخال واضح نہ ہوں (المسائل المہمہ ۲۱۸،۴، طبع اکل کوا)۔

اس سے بھی معلو م ہوا کہ کسی کے مذاق واستہزا کی غرض سے کارٹون بنانا جائز نہیں ہے، نیز اسی طرح کارٹون میں سرکسی اور کا ہواور جسم کسی اور کا ،یا کسی کی آواز جانور کے ذریعہ پیش کی جائے، خواہ تعمیر ی وتنقیدی جذبہ ہی کیوں نہ کار فرما ہو، ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہوگی انسان ہونے کے ناطے؛ کیونکہ انسان اشرف المخلوقات ہے ،فرمان باری تعالی ہے :

لقد خلقنا الإنسان فی أحسن تقویم (سورة التین : ۵)۔

۶۔ لوگوں کی آپسی گفتگو ریکارڈکرنا:

قوت گویائی اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت ہے، کسی بھی شخص کی صلاحیت اور قابلیت کا اندازہ اس کی گفتگو سے ہوتا ہے، اگر اچھی اور عمدہ گفتگو کرتا ہوگا تواس سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ شخص باسلیقہ اور اچھی صلاحیتوں کا حامل ہے لیکن اگر گفتگو غیر معیاری ہوگی تو اس سے معلوم ہوجائے گا کہ یہ شخص آداب گفتگو سے نا آشنا ہے،اسی وجہ سے حکماء کہتے ہیں: پہلے تولو پھر بولو، مبادا کہیں کوئی ایسی بات زبان پرنہ آجائے جس سے کسی دوسرے کو تکلیف، یاخود کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے، اسی وجہ سے کوئی یہ نہیں پسند کرتا کہ کوئی کسی کی بات کو بلا وجہ چوری چھپے سنے، اب

اگر کوئی کسی کی آپسی گفتگو بغیراجازت ریکارڈ کرتا ہے ،تواس کا یہ فعل درست نہیں ہے، موبائل کمپنیاں اگر لوگوں کی آپسی گفتگو کو محفوظ کرکے حکومتوں کو فراہم کرتی ہیں تو ان کا بھی یہ عمل شرعاً جائز نہیں ہے ۔

مفتی سلمان صاحب منصور پوری دامت برکاتہم ''کتاب النوازل ''میں لکھتے ہیں :

بلااجازت موبائل میں کسی کی گفتگو ٹیپ کرنا جائز نہیں؛کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجلسوں میں کہی گئی بات امانت ہے،اور ٹیپ کرنے کی وجہ سے یہ امانت محدود نہ رہ سکے گی؛بلکہ اس کے دوسروں تک پہنچنے کا عین امکان ہے۔

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال:إذا حدث الرجل الحدیث،ثم التفت فھی أمانۃ (سنن ترمذی، رقم الحدیث : ١٩٥٩)۔

وقال محشیہ :قولہ ، ثم التفت فھی أمانۃ :یعنی إذا حدث عندک حدیثا ثم غاب صار حدیثہ أمانۃ عندک ولایجوز إضاعتھا، والخیانۃ فیھا بإفشائھا (کتاب النوازل ١٧ ، ٨٥، المرکز العلمی، مرادآباد)۔

مذکورہ بالا حدیث نبوی اورفتوی سے معلوم ہوا کہ بات بھی امانت ہے اورامانت میں خیانت کرنا جائز نہیں ہے، بغیراجازت کسی کی گفتگو کو ریکارڈ کرنے سے صرف اس وجہ سے منع کررہے ہیں کہ ممکن ہے کہ وہ دوسروں تک پہنچے ،جب کہ یہاں موبائل کمپنیاں محفوظ شدہ گفتگو کو پہنچاتی ہیں پھر یہ کیونکر جائز ہوگا ، اسلئے اس فعل سے بچنا لازم ہے۔

ھذا ما ظھر عندی واللہ اعلم بالصواب

سوالنامہ کے اجمالی جوابات:

محوراول:

(١)اسمارٹ فون رکھنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی اجازت ہے ۔

(٢)موبائل میں قرآن کی تلاوت کرنا یا ڈیجیٹل قرآن محفوظ رکھنا درست ہے ،اور فحش فلم کا دیکھنا خواہ وہ موبائل ہو جس میں قر آن ہو یاکوئی اور موبائل ہو جائز نہیں ہے۔

(٣)اگر کسی موبائل میں قرآن ہو تو پورا سیٹ قرآن کے حکم میں نہیں ہوگا؛بلکہ جس وقت اسکرین پر نقوش ظاہر ہوں وہی قرآن ہوگا ۔

(٤)اگرسامنے والا پیغامات ارسال کرنے کو ناپسندکرتا ہو تو اسے نہیں بھیجا جائے گا۔

(٥)غیرمحرم مردوزن ایک دوسرے کو پیغامات ارسال نہیں کرسکتے ہیں خواہ کوئی بھی پیغام ہو۔

(٦)ایسے پیغامات جو ویڈیوز کی شکل میں ہوں انھیں آگے بڑھانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

(٧)حفاظتی طور پر سی سی ٹی وی کیمرہ مساجدومدارس میں نصب کرسکتے ہیں ۔

(٨)بلاضرورت شدیدہ اسکیننگ مشین سے گزرنے کی اجازت نہیں ہوگی ۔

محوردوم :

(۱)انٹر نیٹ سے بغیراجازت کسی کے قفل توڑ کرچوری کرنا درست نہیں ہے ۔

(۲)چوری خودفعل شنیع ہے، پھر چوری کردہ شئ کو عام کرنا کیسے صحیح ہوگا؟ ایساکرنا جائز نہیں ۔

(۳)بیجا جاسوسی کی اسلام میں اجازت نہیں ہے ،پس زوجین کے لئے بھی جاسوسی کرنا جائز نہیں ہے ۔

(۴) حکومت امن عامہ کی غرض سے صرف ان لوگوں کی جاسوسی کرسکتی ہے جس کے بارے میں کوئی قرینہ ہو۔

(۵)مظلوم کی مددونصرت کی تاکید آئی ہے،پس دوسرے آدمی کو صورت حال سے واقف کرانا درست ہے ۔

(۶)کسی کے اکاؤنٹ سے ڈاٹا چوری کرکے فروخت کرنے کی اجازت نہیں ہے ۔

(۷)مجرموں اور دہشت گردوں کو گرفتار کرنے کے لئے خفیہ کیمروں کا استعمال کرنا درست ہے۔

(۸) کسی کے سافٹ وئیر کے قفل کو توڑ کر اس سے استفادہ کرنا یامعلومات کو فروخت کرناناجائز ہے ۔

(۹) بغیر اجازت کسی کے کمپیوٹر ہیک کرنے یااس میں وائرس چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے۔

محورسوم:

(۱)سوشل میڈیاپر ہرسنی سنائی بات آگے نہیں بھیجنا چاہئے؛بلکہ یہ دھیان میں رہنا چاہئے کہ (الف)بلاتحقیق کوئی خبر آگے نہ بڑھایاجائے۔ (ب) جس خبرکے بارے میں مکمل تحقیق نہ ہو بلکہ بین بین کا معاملہ ہواسے بھی آگے نہ بڑھایاجائے ،(ج)جس خبرمیں شک ہو اسے سینڈ نہ کریں ۔

(۲)کسی کے مراسلہ میں کتربیونت جائز نہیں ہے۔

(۳)حکومت یا کسی کوبھی کسی شخص کی نجی معلومات کو عام کرنا جائز نہیں ہے۔

(۴)جو اشتہار جائزاشیاء پرمشتمل ہواسے پھیلایا جاسکتا ہے، اس کے برخلاف جائز نہیں ہے۔

(۵)کسی کے اہانت کی غرض سے کارٹون بنانا جائز نہیں ہے۔

(۶)بغیراجازت کسی کی گفتگو کو محفوظ کرنا یااسے کسی دوسرے کو دینا جائز نہیں ہے۔

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل

مفتی محمد ریاض ارمان قاسمی•

انفارمیشن کے لغوی معنی :

انفارمیشن (Information) کے معنی آگاہی ،خبر گوش گزاری ،واقفیت ،علم، مخبری ،خبر رسانی ،جاسوسی ،قانون دعوی، جرائم خلاف سرکار (فرہنگ آصفیہ۱،۲۵۹)۔

ٹیکنالوجی کے معنی :

ٹیکنالوجی انگریزی کے لفظ(Technology) کا اردو مترادف ہے، انگریزی میں یہ لفظ یونانی زبان کے tekhnologiaسے آیا ہے جس کے معنی کسی ہنر، فن یا تکنیک (طرز) کے منظم مطالعہ کے ہیں ۔

ٹیکنالوجی کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے کہ کسی میکانیکی علم یا کسی فن کا توضیعی مطالعہ یا شرح ٹیکنالوجی کہلاتا ہے، ٹیکنالوجی علم سائنس اور انجینئر دونوں کو احاطہ کرتی ہے اور بطور خاص ان اوزاروں ،مادوں اجسام اور آلیات (مشینوں)پر بحث کرتی ہے جو انسان کی ترقی میں کردرا رکھتے ہیں (زمرہ ٹیکنالوجی ویکیپیڈیا)۔

محور اول:

۱۔ اسمارٹ فون استعمال کرنے کاحکم:

مختلف سہولتوں کے حامل موبائل (جن کو اسمارٹ فون کہا جاتا ہے) کے رکھنے اور اس سے فائدہ اٹھانے میں فی نفسہ کوئی حرج نہیں؛ البتہ اس کا غلط مقصدکے لیے استعمال غلط ہے، مستحسن کاموں کے لیے رکھنا اور ان میں استعمال غلط نہیں ہے، الاشباہ والنظائر میں قاعدہ منقول ہے:'' الأمور بمقاصدها''(الاشباہ ۱،۱۱۳) معاملات اور امور اپنے مقصد کے تحت ہیں چوں کہ اسمارٹ فون کا استعمال جہاں اپنے اندر برائی لیے ہوئے ہے وہیں بھلائی بھی رکھتا ہے، لہذ ا فی نفسہ ایسے موبائل پر حرمت کا حکم نہیں لگے گا، اس کے استعمال اور اس کے برتنے کا اعتبار ہوگا، اگر اچھے مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے تو جائز ہوگا؛ کیونکہ اشیاء میں اصل حلت ہے، اور اگر مقصد درست نہ ہو تو ناجائز ہوگا ۔

فتاوی قاسمیہ میں ہے :

موبائل اور کمپیوٹر کا گھر میں رکھنا، ان کی بیع وشراء اور ان کی مرمت کا پیشہ

• قاضی شریعت دار القضاء، ہریانہ (آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ)۔

اختیار کرنا بلا شبہ جائز ہے؛کیوں کہ ان دونوں کی وضع گناہ کے کاموں کے لئے نہیں ہوئی ہے؛بلکہ موبائل ذرائع ابلاغ ومواصلاتی نظام کی ترقی کے لئے اور کمپیوٹر مختلف تعلیمی ودفتری سرگرمیوں کی انجام دہی کے لئے ایجاد کیا گیا ہے؛البتہ جو شخص ان پر ناجائز چیزیں دیکھے گا،اس کا گناہ اسی کے سر ہوگا (فتاوی قاسمیہ ۲۴؍۶۹۸)۔

اسی طرح کتاب النوازل میں ہے :

کیمرے والے موبائل سے چوں کہ ایسے مناظر کی تصویر کشی بھی کی جاسکتی ہے جہاں کوئی جاندار نہ ہو ،اس لئے کیمرے والے موبائل کو خریدنا مطلقاً ناجائز نہیں کہا جائے گا؛بلکہ اس کا ناجائز استعمال ہی ناجائز ہوگا،یعنی موبائل سے جاندار کی تصویر کھینچنا ہی منع ہوگا (کتاب النوازل۱۷؍۹۹،کیمرے والا موبائل خریدنا)۔

فتاوی دارالعلوم میں ہے :

کیمرے والے موبائل سے اگر جاندار کی تصویر نہ لی جائے نہ ہی ویڈیو گرافی کی جائے اور دیکھی جائے تو فی نفسہ اس کے استعمال میں مضائقہ نہیں ہے (جواب نمبر: ۶۹۱۳۹، تاریخ اجراء: ۳؍ستمبر ۲۰۱۶)۔

البتہ موبائل رکھنے والے طلباء مدارس یا ایسے لوگ ہوں جن کو ملازمت یا تعلیمی اوقات میں موبائل نہ رکھنے پر پابند کیا گیا ہو اور انہوں نے اس بات پر معاہدہ بھی کیا ہو تو ان کے لیے ایسے موبائل ان اوقات میں رکھنا درست نہ ہوگا ‘‘داخلہ فارم پر کرتے وقت مدرسہ کے جملہ اصول وضوابط کی پاسداری کا عہد کر لینے کے بعد اس کا پورا کرنا واجب ہو جاتاہے، ‘‘أوفوا بالعهد إن العهد كان مسئولا’’ (سورۃ الاسراء : ۳۴)، بشرطیکہ وہ خلاف شرع نہ ہو، لہذا کسی ادارہ میں اگر طالب علم کے لئے مدرسہ کے احاطہ یا تعلیمی اوقات میں اساتذہ یا انتظامیہ کی طرف سے موبائل فون کے استعمال پر پابندی ہو تو ان اوقات میں اس کا استعمال بغیر اجازت بلا شبہ گناہ کی بات ہے اس لیے بلا اجازت استعمال کرنے سے احتراز لازم ہے (المسائل المہمہ۳؍۲۷۲ ،کتاب الحظر والاباحۃ)۔

۲۔ ملٹی اپلیکیشن موبائل میں قرآن اور دینی کتاب پڑھنا:

ملٹی اپلیکیشن موبائل میں تلاوت کے لئے قرآن مجید یا دوسری دینی کتابوں کو محفوظ کرنا یا آن لائن پڑھنا دیکھنا جائز ہوگا؛ البتہ اگر قرآن مجید کو موبائل میں کھولا جارہا ہے اور پڑھا جارہا ہے تو اس وقت باوضو ہونا ضروری ہے، ہاں اگر موبائل یا قرآن والا پروگرام بند ہے تو کوئی حرج نہیں ہے، موبائل میں قرآن وحدیث اور ادعیہ ماثورہ وغیرہ محفوظ کرنے میں کوئی حرج نہیں؛ البتہ اگر انہیں کھول کر چلا یا جارہا ہو ،تو اس حالت میں بیت الخلا اور استنجا خانہ وغیرہ میں اس موبائل کو لے جانا بے ادبی شمار ہوگا ،لیکن موبائل اگر بند ہو یا وہ پروگرام بند ہو ،جس میں آیات وغیرہ محفوظ ہیں ،تو بند ہونے کی حالت میں موبائل کو استنجا خانہ وغیرہ میں لے جانا جائز ہے۔

فلو نقش اسمہ تعالی، أو اسم نبیہ ﷺ استحب أن یجعل الفص فی کمہ إذا دخل الخلاء وأن یجعلہ فی یمینہ إذا استنجی (الدر المختار مع رد المحتار،کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی اللبس ۹،۵۱۹)۔

البتہ اسی موبائل میں یا کسی اور موبائل میں فحش فلم دیکھنا یا محفوظ کرنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے، شامی میں ہے: واستماع ضرب الدف والمزمار وغیرذلک حرام ،وإن سمع بغتۃ یکون معذورا،ویجب أن یجتھد أن لایسمع (الدرالمختارمع الشامی ۹،۵۶۶، کتاب الحظروالاباحۃ)۔

مفتی سلمان منصور پوری صاحب دامت برکاتہم ''کتاب النوازل ''میں لکھتے ہیں:

موبائل میں قرآن و حدیث اور ادعیہ ماثورہ وغیرہ محفوظ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ فلم دیکھناناجائز اور حرام ہے خواہ موبائل پر دیکھے یا کسی اور جگہ (کتاب النوازل۱۷، ۸۸)۔

۳۔ تلاوت کرنے کے وقت پورا سیٹ قرآن مجید ہوگا:

موبائل میں قرآن مجید کی تلاوت کی جائے تو موبائل کا پورا سیٹ قرآن مجید کے حکم میں ہوگا اور اس کو بلا وضو ہاتھ میں لینا جائز نہ ہوگا:''مذکورہ موبائل میں جس وقت قرآن کے حروف اسکرین پر نظر آرہے ہوں ،تو اس کو بلا وضو چھونا منع ہے؛ البتہ چھوئے بغیر زبانی تلاوت کی جاسکتی ہے--لیکن جب قرآن کا فنکشن بند کر دیا جائے تو اسے بے وضو چھونا اوربیت الخلاء وغیرہ میں لے جانا سب جائز ہے؛ کیوں کہ قرآن بند ہونے کی وجہ سے اس میں کوئی بے ادبی نہیں پائی جاتی ہے۔

قال اللہ تعالی: ''لا یمسہ إلا المطھرون'' (الواقعۃ : ۷۹)۔

''یمنع دخول مسجد إلی قولہ ومسہ ای القرآن ولو فی لوح أو درھم أو حائط'' (شامی۱،۴۸۸)۔

ویمنع مسہ الا بغلافہ المنفصل أی کالجراب والخریطۃ دون المتصل کالمجلد المشرز وھو الصحیح وعلیہ الفتوی لأن الجلد تبع لہ (شامی ۱،۴۸۸ بحوالہ جلدکتاب النوازل ۱۷،۹۵تا ۹۶)۔

ایک دوسرے سوال کے جواب میں آپ رقمطراز ہیں :

ڈیجیٹل قرآن کریم جس وقت کھول کر چلا یا جارہا ہواور اس کی اسکرین پر قرآنی آیا ت نمایاں ہوں ،تو اس کا حکم مطبوعہ قرآن پاک کے مانند ہے ،لہذا اس حالت میں اس کو بلا وضو ہاتھ لگانا اور اسکرین پر انگلی پھیر کر اوراق پلٹنا جائز نہ ہو گا؛ البتہ کسی مخصوص قلم یا اسی مقصد سے بنائی گئی تیلی وغیرہ کے اشارہ سے اوراق پلٹتے ہوئے موبائل کو چھوئے بغیر اس میں قرآن پڑھا جائے تو اس کی گنجائش ہوگی ،نیز جب اس آلہ کو اس طرح بند کر دیا جائے کہ قرآنی حروف اسکرین پر نظر نہ آئیں؛ بلکہ صرف آواز آتی رہے تو اس کا حکم ٹیپ ریکارڈ کی طرح ہوگا اور اسے بلا وضو چھونے اور اس سے قرآن سننے کی اجازت ہو گی۔

مسہ أی القرآن ولو فی لوح أو درهم أو حائط (شامی ۱،۴۸۸)۔

ویمنع مسہ إلا بغلافہ المنفصل أی کالجراب والخریطۃ دون المتصل کالجلد المشرز وهو الصحیح وعلیہ الفتوی،لأن الجلد تبع لہ (الدر المختارمع ردالمحتار ۱،۴۸۸)۔

بخلاف المصحف فلا یجوز مس الجلد وموضع البیاض منہ ۔۔والمنع أقرب إلی التعظیم کما فی البحر أی والصحیح المنع (أیضا)(بحوالہ کتاب النوازل ۱۵،۵۱)۔

۴۔ معلوماتی پیغام کودوسروں کے پاس ان کی اجازت کے بغیر بھیجنا:

معلوماتی مستند پیغام ،مستند روایت یا کوئی دینی مسئلہ دعوت واصلاح کی نیت سے کسی کے پاس بھیجنا منع نہیں ہے لیکن جس کو بھیجا جا رہا ہے اس کے احوال کی رعایت کے ساتھ بھیجنا لازم ہے،ایک ہی بات کو بار بار بھیجنا یا ایسے وقت میں بھیجنا یا اتنی تعداد میں بھیجنا کہ جس کے پاس بھیجا جارہا ہے وہ اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے اسی طرح وہ اس سے اکتا جائے یا پھر وہ خود ان چیزوں کا جانکار اور ماہر ہوتو احتیاط کرنا بہتر ہے۔ مستند علما ء کی باتیں اور بیانات آڈیو کی شکل میں ایک دوسرے کو حدود شرعیہ میں رکھ کر بہ نیت تبلیغ بھیجنا جائز ہے ،لیکن قرآن کریم کی آیتیں میسج کی شکل میں ایک دوسرے کو بھیجنے کی صورت میں کسی قدر بے ادبی کا پہلو پایا جاتا ہے؛کیوں کہ آج کل واٹس ایپ وغیرہ سے جائز ناجائز ہر طرح کی چیزیں بہ شکل میسج بھیجی جاتی ہیں ،بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اوپر جاندار کی تصویر ،بلکہ نیم برہنہ عورتوں کی تصویریں ہوتی ہیں اور اس سے متصل آیت کریمہ پر مشتمل میسج ہوتا ہے ،ظاہر ہے کہ یہ آیت کریمہ کی بے ادبی ہے ،جب کہ قرآن کریم کا احترام لازم و ضروری ہے (فتاوی دارالعلوم، جواب نمبر: ۱۴۸۳۲۰، تاریخ اجراء: ۱۳،فروری ۲۰۱۷)۔

کتاب النوازل میں ہے:

شرعی حدود میں رہ کر (تصاویر اور فواحش سے بچتے ہوئے) دین کی ترویج واشاعت اور اصلاح و دعوت کے لئے جدید ذرائع کا استعمال جائز ہے ،لیکن اس میں بہت سی نزاکتیں بھی پائی جاتی ہیں؛کیوں کہ آج کل بالخصوص انٹرنیٹ فواحش ومنکرات کے کھلے دروازے کی حیثیت رکھتا ہے ،کہیں ایسا نہ ہو کہ انٹر نیٹ کا غیر محتاط استعمال ہدایت کے بجائے گمراہی ومعاصی کے غار میں نہ ڈھکیل دے،اس لیے نفسانی اور شیطانی شرور سے ہمہ وقت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے :

‘‘عن عبد الله بن عمرو رضی الله عنہ أن النبی ﷺ قال:بلغوا عنی ولو آیۃ (صحیح البخاری)۔

عن عبد الرحمن بن أبی بکرۃ عن أبیہ رضی الله عنہ قال رسول الله ﷺ فی حدیث طویل:لیبلغ الشاهد الغائب (صحیح البخاری) ۔

عن النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ قال :قال النبی ﷺ:الحلال بین والحرام بین، وبینھما أمور مشتبھۃ فمن ترک ما شبہ علیہ من الإثم کان لما استبان لہ الترک ومن اجترأ علی ما یشک فیہ من الإثم أوشک أن یواقع ما استبان والمعاصی حمی اللہ ،من یرفع حول الحمی یوشک أن یواقعہ (صحیح البخاری)۔

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال:سمعت النبی ﷺ یقول :إن أشد الناس عذابا عند اللہ یوم القیامۃ المصورون (صحیح البخاری ،بحوالہ کتاب النوازل ۱۶،۴۷۲)۔

۵۔ معلوماتی پیغام غیر محرم مرد و عورت کو ارسال کرنا:

حدودشرعیہ میں رہتے ہوئے معلوماتی پیغام عورت کو ارسال کرنا جب درست ہو گا جب کہ یہ آپسی رابطہ اور دل لگی کا ذریعہ نہ بنے،عورتیں مردوں سے نرم نرم باتیں کر کے فتنہ میں مبتلا نہ ہوجائیں، اس لیے کہ شرعی طریقہ یہ ہے کہ بیوی کو اگر کسی مسئلہ کے معلوم کرنے کی ضرورت ہو تو شوہر معلوم کر کے بتائے، ہاں اگر کوئی معلوم کرنے والا نہ ہو تو پردہ کی رعایت کے ساتھ عورتیں مسئلہ معلوم کرسکتی ہیں؛ لیکن معلوماتی پیغام کے بعد جو رابطہ کی شکل پیدا ہوتی ہے اگر اس کا ندیشہ ہو تو جائز نہ ہوگا، اور عورتوں پر لازم ہے کہ وہ اس طرح کے پیغام بھیجنے والے سے محتاط رہیں، فرمان باری ہے:''فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض'' (الاحزاب : ۳۲) تو نر م نرم باتیں اور بات میں لچک اختیار نہ کرو کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی طمع کر بیٹھے ۔

البتہ یہ بھی ملحوظ رہے کہ غیرمحرم مرد و عورت کاآپس میں بلا ضرورت بات کرنا جائز نہیں ہے؛ چوں کہ ایک دوسرے کو میسج کرنا بھی گفتگو کی مانند ہے، حضرت مولانا مفتی سلمان صاحب منصورپوری دامت برکاتہم لکھتے ہیں :میسیج پر گفتگو بھی آمنے سامنے گفتگو کی مانند ہے ،اس لئے جس طرح اجنبی لڑکی سے بالمشا فہ گفتگو منع ہے، اسی طرح میسیج کے ذریعہ بھی گفتگو جائز نہیں (کتاب النوازل ۱۷ ، ۱۰۷)۔

اس سے معلوم ہوا کہ میسیج کرنا گفتگو کرنا ہے ،پس دینی و معلوماتی پیغامات غیر محرم مردوزن کا آپس مینارسال کرنا، گویا کہ گفتگو کی مانند ہے اور گفتگو بلا ضرورت منع ہے ،اس لئے غیرمحرم مردوزن کا آپس مینمیسیج ارسال کرناخواہ اخلاقی باتونپر ہی مشتمل کیوں نہ ہو جائز نہیں ہوگا، ردالمحتار میں ہے:

ولایکلم الأجنبیۃ إلاعجوزا (الدرالمختار علی الشامی ۹، ۵۳۰، کتاب الحظروالاباحۃ)۔

غیرمحرم مرد وزن کو جو بلا ضرورت آپس مینبات کرنے ،یا ایک دوسرے کو دیکھنے سے منع کیا گیا ہے ا س کی وجہ فتنہ کا اندیشہ ہے ،اور یہاں بھی ایک دوسرے کاآپس میں میسیج کرنے سے فتنہ کا اندیشہ اور خوف ہے، اس لئے دینی یا اخلاقی باتوں پربھی مشتمل میسیج کیوں نہ ہو غیر محرم مردوزن کاآپس میں بھیجنا جائز نہیں ہوگا ،شامی

میں ہے: وتمنع المرأة الشابة من كشف الو جہ بين الرجا ل :لأنہ عورة ، بل لخوف الفتنة ،أی الفجور بها...أو الشهوة، والمعنى تمنع من الكشف لخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة، لأنہ مع الكشف قد يقع النظر إليها بشهوة (شامی ٧٩،٢، باب شروط الصلاة،مطلب فی ستر العورة)۔

لہذااگر فتنہ کا خوف نہ ہو اور کوئی غیر اخلاقی بات نہ ہو تو دینی معلومات کو مردکا عورت کو یا عورت کا مرد کو بھیجنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے البتہ اگر کسی کو خوف فتنہ ہو تو احتیاط لازم ہے۔

۶.تصویر والے پیغام کو ارسال کرنا :

جانداروں کی تصویر والے میسج کا بھیجنا ناجائز ہے:''قلت :وقدمنا ثمة معزيا للنهر إن ما قامت المعصية بعينہ يكره بيعہ تحريما،وإلا فتنزيها (الدر المختار مع رد المحتار،كتاب الحظر، باب الاستبراء ٥٦١،٩، بحوالہ كتاب النوازل ١٠٧،١٦)۔

کسی شخص کے کہنے پر یا از خود کسی کے موبائل پر ،جانداروںکی تصویر والے میسج بھیجنا ‘اسی طرح ایک موبائل سے دوسرے موبائل پر،جانداروں کی تصویر والے میسج بھیجنا ''ومن الناس من يشترى لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم'' اور ''إن أشد الناس عذابا عند الله المصورون''کی وجہ سے ناجائز اور سخت گناہ ہے (المسائل المہمہ جلد اول، مسائل الجوالۃ والانترنیت ١٧٦،١)۔

انٹرنیٹ پر تصویر بھیجنا جائز نہیں، اگر کوئی بھیجے گاتو گنہگار ہوگا:''عن عبد الله بن عمر ؓ أخبره أن رسول الله ﷺ قال:إن الذين يصنعون هذه الصور يعذبون يوم القيامة ،يقال لهم أحيوا ما خلقتم (صحيح البخارى، كتاب اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة)۔

مذکورہ بالا احادیث وفتاوی کی عبارات کی وجہ سے ایسے پیغامات جو تصویر والے ہونان کا بھیجنا جائز نہ ہوگا اور وہ بھی تصویر کشی کے حکم میں ہوگا۔

۷. مساجد ومدارس میں CCTVکیمرہ نصب کرنا:

اسلام میں تصویر کشی حرام و ناجائز اور لعنت کا کام ہے ،احادیث میں اس پر سخت وعید یں وارد ہوئی ہیں اور اکابر علماء دیوبند کے فتاوی اور تصریحات کی روشنی میں ڈیجیٹل تصاویر ،عام تصاویر کے حکم میں ہیں یعنی نصوص شرعیہ دونوں ہی قسم کی تصاویر کو شامل ہیں اور سی سی ٹی وی کیمرہ نصب کرنے میں تصویر کشی پائی جاتی ہے؛ بلکہ اس کے ذریعہ کیمرے کی کارکردگی کی حد تک گذرنے والے اور آنے جانے والوں کی تصاویر اور ان کی ہر نقل وحرکت باقاعدہ محفوظ و ریکارڈ ہوتی ہے، گویا سی سی ٹی وی نصب کرنے کا مطلب ہے روزانہ کیمرے کے ذریعے ہزاروں انسانوں کی تصاویر کشی کرنا اور کسی حرام کے مباح ہونے کے لیے شریعت نے جس ضرورت و مجبوری کا اعتبار کیا ہے وہ سی سی ٹی وی کیمرہ نصب کرنے میں نہیں پائی جاتی ،اس لیے مدرسہ وغیرہ میں سی سی ٹی وی کیمرہ لگانا جائز نہیں ہے، ''فالضرورة بلوغہ حدا إن

لم يتناول الممنوع هلک أو قارب وهذا يبيح تناول الحرام،والحاجة كالجائع الذى لو لم يجد ما يأكله لم يهلک غير أنه يكون فى جهد أو مشقة،وهذا لا يبيح الحرام ويبيح الفطر فى الصوم" (غمزعيون البصائر شرح الاشباه والنظائر لابن نجيم١٫٢٧٧، بحوالہ فتاوی دار العلوم١١٦٤٫ن ١٤٣٩ھ) ۔

اسی طرح دارالعلوم کے انٹرنیٹ کے ایک فتوی میں ہے: ''چوں کہ سی سی ٹی وی کیمرے میں تصویر سازی پائی جاتی ہے، اس لیے بلاضرورت شدیدہ مدرسہ یا مسجد میں سی سی ٹی وی کیمرہ لگانا جائز نہیں ،البتہ سخت مجبوری کی صورت میں لگانے کی گنجائش ہے (فتاوی دارالعلوم دیوبند،جواب نمبر: ٦٩١٣٩،تاریخ اجراء: ٣٫ستمبر٢٠١٦)۔

اسی طرح مفتی جعفر ملی رحمانی رقم طراز ہیں :

سی سی ٹی وی کیمرے میں گرچہ انسانوں کی تصویریں آتی ہیں ،مگر اس کا استعمال صرف تصویروں کے لیے ہی نہیں ہوتا ہے؛بلکہ حفاظتی نقطۂ نظر سے بعض ناگزیر حالات میں اہم مقامات پر اس کا نصب کرنا ضروری قرار پاتا ہے ،اور اسی ضرورت کے پیش نظر اس کے نصب کرنے کی گنجائش بھی ہوتی ہے:''الضرورات تبيح المحظورات" (الاشباه والنظائر لابن نجيم ص٫٣٠٧،بحوالہ المسائل المهمة٩٫٢٤٢)۔

مفتی سلمان منصور پوری مدظلہ العالی رقم طراز ہیں :

کیمرے کی اسکرین کے ذریعہ ملازمین کی نگرانی جائز اور درست ہے ،مگر بلا ضرورت اس کا پرنٹ آوٹ نہ کرایا جائے ''مستفاد :

إن المرئى فى المرآة مثاله بالانعكاس لا هو" (الدر المختار مع الشامى٤٫١١٠بحوالہ كتاب النوازل ١٦٫٤٧٠)۔

ان فتاوی جات کی روشنی میں بندہ کے نزدیک ضرورت کے وقت سی سی ٹی وی کیمرہ کا نصب کرنا جائز ہوگا، عام حالات میں اس کی اجازت نہ ہوگی۔

٨. اسکیننگ مشین کے سامنے سے گذرنا:

بلاضرورت ایک انسان کا دوسرے کے ستر کو دیکھنا حرام ہے ،البتہ جہاں کہیں اشد ضرورت پڑ جا ئے تو دیکھنے کی گنجائش ہے، علاج وغیر ہ ،مثلا اعضاء مخصوصہ پر کوئی زخم ہوجائے تو ڈاکٹرکو غض بصر کے ساتھ دیکھنے کی اجازت ہے۔ہندیہ میں ہے:

امرأة أصابتها قرحة فى موضع لا يحل للرجل أن ينظر إليه لايحل أن ينظر اليها لكن تعلم امرأة تداويهافإن لم يجدوا امرأة تداويها ولا امر أة تتعلم ذلک إذا علمت وخيف عليها البلاء أو الو جع أو الهلا ک فإنه يستر منها كل شئ إلا موضع تلک القرحة، ثم يداويها الرجل و يغضّ بصره ما استطاع إلا عن ذلک الموضع (فتاوی ہندیہ ٥ ٫٣٣٠،كتاب الكراهية الباب الثامن فيمايحل للرجل النظر)۔

اسکیننگ مشین کے سامنے سے گزرنے سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کرنا

لازم ہے، جہاں گزرنے کو لازم ہی قرار دیا جائے ،اور وہاں جانا بھی ہو تو اس کو قبول کرنے کی گنجائش ہے ۔

عن سعید الخدری عن أبیہ :أن رسول اللہ ﷺ قال :لاینظر الرجل إلی عورۃ الرجل، ولا المرأۃ إلی عورۃ المرأۃ (صحیح مسلم، رقم الحدیث : ۳۳۸، کتاب الحیض)۔

الضرورات تبیح المحظورات(الاصول والقواعدللفقہ الاسلامی ، ۱۹۱،القاعدۃ۱۸۵)۔

فقہ کے مذکورہ بالا قاعدہ کے تحت تحفظکے نقطہ نظر سے اسکیننگ مشین کے استعمال کی گنجائش معلوم ہوتی ہے اور مسلمانوں کے لیے درست ہوگا کہ وہ سفر کرنے کی غرض سے ایسی مشینوں سے گزرنے کو قبول کریں؛ کیوں کہ جب واجب الستر اعضاء کو ڈاکٹر کے سامنے کھولنا ناگزیر ہو تو ایسی مجبوری کے وقت میں بقدر ضرورت حصے کو کھولنے کی گنجائش ہوتی ہے، اور اس صورت میں توپورے جان کی حفاظت مقصود ہوتی ہے او ر اپنی ہی جان نہیں بلکہ دوسروں کی جان کی حفاظت اس میں شامل ہے اور امن عامہ کو بر قرار رکھنا ہے،جب کہ بیماری کی صورت میں صرف ایک اعضاء کی حفاظت مقصود ہوتی ہے اور اگر جان کی حفاظت مان لی جائے تو صرف ایک آدمی کے جان کی حفاظت ہوتی ہے؛ البتہ یہ بات ملحوظ رہے کہ عورتوں کی لائن میں معائنہ کرنے والی عورتیں ہوں اور مردوں کی لائن میں معائنہ کرنے والے مرد ہوں اور ضرورت کی حد تک ستر پر نگاہ رکھیں۔

''لأن نظر الجنس إلی الجنس أخف (شامی ۵۳۳،۹،کتاب الحظر والاباحۃ)۔

محور دوم:

۱۔ انٹرنیٹ کی محفوظ معلومات کی چوری کا حکم :

اگر کوئی شخص یا ادارہ یا کمپنی یاحکومت اپنے رازدارانہ معاملات، کوڈ ورڈ Code Word/Password) (کے ذریعہ انٹر نیٹ یا کمپیوٹرپر فائلوں میں محفوظ کر لے، تو کسی دوسرے شخص کا جاسوسی کرکے کوڈ ورڈ(Codeword)کو حاصل کرنا، اور فائلوں میں محفوظ رازدارانہ معلومات سے فائدہ اٹھانا شرعاً ناجائز ہے، اور اس سے بچنا واجب ہے، قرآن کریم میں ہے:''ولا تجسسوا'' اور تم جاسوسی نہ کرو (سورۃ الحجرات : ۱۲)۔

حدیث میں ہے:''ولا تحسسوا ولا تجسسوا'' کہ تم دوسروں کی ٹوہ اور جاسوسی میں نہ رہو (صحیح مسلم: کتاب البر والصلۃ والادب،باب تحریم التحاسد ۳۱۶،۲)۔

فقہ النوازل میں ہے:''ما لا یتم الواجب إلا بہ فھو واجب'' (۲۲۵،۳،بحوالہ المسائل المھمۃ۱۸۱،۱) ۔

نیز شریعت میں چوری قابل سزا جرم ہے ،اسی طرح اسلام میں چوری کرنا گناہ کبیرہ ہے،ارشادباری تعالی ہے: ''والسارق والسارقۃ فاقطعوا أیدیھما جزاء بما کسبا نکالاً من

اللہ''(المائد ۃ: ۳۸)۔

اور ایسی چوری جس سے عزت وآبرو کو ٹھیس لگے یا معاشی نقصان ہو یا چور کو چوری سے فائدہ ہوتو یہ ساری صورتیں حلال نہیں ہیں، اس لیے کہ ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا مال، جان، عزت وآبرو سب حرام ہے جیسا کہ حدیث میں ہے:'' کل المسلم علی المسلم حرام عرضہ،ومالہ ودمہ''(ابو داود ۲،۳۱۷، کتاب البر والصلۃ والادب،باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ)۔

فقہ کا قاعدہ ہے :لایجوز لأحد أن یتصرف فی ملک غیرہ بلاإذنہ (الاصول والقواعد:رقم۲۸۱)۔

۲۔چوری کی ہوئی معلومات کو بغیر اجازت ارسال کرنا:

چوری کی ہوئی معلومات کو بغیر اجازت کے ارسال کرنا بھی درست نہیں ہوگا ؛کیوں کہ جس نے معلومات اکٹھا کی ہیں وہ اس کی ملکیت میں ہے اور کسی کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف درست نہیں ہے، اس لیے کہ فقہ کا قاعدہ ہے :لایجوز لأحد أن یتصرف فی ملک غیرہ بلا إذنہ (الاصول والقواعد،رقم۲۸۱)۔

۳۔میاں بیوی کا ایک دوسرے کی معلومات بغیر اطلاع کے حاصل کرنا:

اسلام میں بے جا جاسوسی کرنے سے منع کیا گیا ہے، اللہ کے رسول کا فرمان ہے کہ تم دوسروں کی ٹوہ اورجاسوسی میں نہ رہو۔

عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال:قال رسول اللہ ﷺ :لا تحاسدوا، ولا تباغضوا، ولا تجسسوا، ولاتحسسوا، ولاتناجشوا، وکونوا عباد اللہ إخوانا (صحیح مسلم، باب تحریم الظن والتجسس، رقم الحدیث: ۲۵۶۳)۔

رشتہ ازدواج بہت ہی پاکیزہ رشتہ ہے ، اس لیے زوجین کوآپس مینہرایسے فعل سے گریز کرنا چاہئے کہ جس سے تنازع کا معاملہ پیش آئے ، آپس مینایک دوسرے پر اعتماد ر کھنا چاہئے لہذامیاں بیوی کی معلومات ایک دوسرے کی اطلاع کے بغیر حاصل کرنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے؛ کیوں کہ اس سے ایک دوسرے کی پردہ دری ہوتی ہے اور ا سکی اجازت شریعت میںنہیں ہے اور ٹوہ لگانے سے منع کیا گیا نیز ایک مسلمان کی عزت کی حفاظت دوسرے مسلمان پر لازم وضروری ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:''کل المسلم علی المسلم حرام عرضہ،ومالہ ودمہ'' (ابوداؤد۲،۳۱۷، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ)۔

۴۔ حکومت کا امن عامہ کے لیے شخصی معلومات حاصل کرنا:

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمانوں کی غیبت نہ کرو ،اور ان کے عیوب کی جستجو نہ کرو؛ کیوں کہ جو شخص مسلمانوں کے عیوب کی تلاش کرتا ہے ،اللہ تعالی اس

کے عیوب تلاش کرتا ہے اور جس کے عیب کی تلاش اللہ تعالیٰ کرے اس کو اس کے گھر کے اندر بھی رسوا کر دیتا ہے ،لہذا کسی دوسرے کی راز کی باتوں اور اس کے عیوب کی تلاش وجستجو سخت گناہ ہے، اور کسی کے لیے بھی جائز نہیں کہ وہ کسی کی ٹوہ میں لگے، نہ ابتداءً نہ انتقاماً؛ البتہ اگر کسی سے مضرت و نقصان پہنچنے کا احتمال ہو، اور اپنی یا دوسرے کسی مسلمان کی حفاظت کی غرض سے اس کی خفیہ تدبیروں یا ارادوں کا تجسس کیا جائے ،تو شرعا اس کی اجازت ہے۔

''یأیها الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن إن بعض الظن إثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا'' (سورۃ الحجرات : ۱۲)۔

عن نافع عن ابن عمر قال :صعد رسول اللہ ﷺ المنبر فنادی بصوت رفیع فقال :''یا معشر من أسلم بلسانہ ولم یفض الإیمان إلی قلبہ لا تؤذوا المسلمین ولا تُعیّروهم ولا تتبعوا عوراتهم فإنہ من تتبّع عورۃ أخیہ المسلم تتبّع اللہ عورتہ، ومن تتبّع اللہ عورتہ یفضحہ ولو فی جوف رحلہ،قال:ونظر ابن عمر یوما إلی البیت أو إلی الکعبۃ فقال:ما أعظمکِ وأعظم حرمتکِ والمؤمن أعظم حرمۃ عند اللہ منک (ترمذی: ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی تعظیم المومن ۲،۲۳)۔

عن أبی هریرۃ عن النبی ﷺ قال :إیا کم والظن فإن الظن أکذب الحدیث، ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا وکونو عباد اللہ إخوانا (صحیح البخاری ۲،۸۹۶ کتاب الادب، باب ما ینهی عن التحاسد والتدابر، بحوالہ المسائل المهمۃ ۸،۲۵۶)۔

مذکورہ بالا آیت واحادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی شخص کی ٹوہ اور جاسوسی درست نہیں ہے اور نہ کسی کی پردہ دری جائز ہے؛ البتہ اگر کسی سے مضرت و نقصان پہنچنے کا احتمال ہو ،اور اپنی یا دوسرے کسی مسلمان کی حفاظت کی غرض سے اس کی خفیہ تدبیروں یا ارادوں کا تجسس کیا جائے توامن عامہ کے لئے شخصی معلومات کے حاصل کرنے کی گنجائش ہے؛ تاکہ جرائم پیشہ اور دہشت گرد عناصر پر نظر رکھی جاسکے۔

۵.مجرم کی خفیہ معلومات سے لوگوں کو واقف کرانا:

مجرم کی خفیہ معلومات سے لوگوں کو واقف کرانا درست ہے، اس لیے کہ ایسا نہ کیا گیا تو ناحق لوگوں کا نقصان ہوگا اور جرم بڑھ جائے گا جیسا کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا :فلاں فلاں آدمی کے بارے میں میرا گمان یہ ہے کہ وہ ہمارے دین سے بالکل جاہل ہیں:

''عن عائشۃ قالت:قال النبی ﷺ:ما أظن فلانا وفلانا یعرفان من دیننا شیئا، قال لیث: کانا رجلین من المنافقین (صحیح بخاری،کتاب الادب، باب ما یجوز من الظن، حدیث نمبر: ۶۰۲۷)۔

راوی لیث بن سعد فرماتے ہیں کہ یہ دونوں منافق تھے، نبی ﷺ نے لوگوں کو ان کے شر سے بچانے کے لیے ان کی حالت کو اس انداز میں بیان کیا ہے۔

عن عائشۃ ؓ أن رجلا استأذن علی النبی ﷺ فقال:ائذنوا لہ فبئس أخو العشیرۃ، فلما جلس تطلق النبی ﷺفی وجھہ وانبسط إلیہ فلما انطلق الرجل قالت عائشۃ :یا رسول اللہ! قلت لہ کذا وکذا ثم تطلقت فی وجھہ وانبسطت إلیہ فقال رسول اللہ ﷺ:متی عھدتنی فحاشا؟ إن شرالناس منزلۃ یوم القیامۃ من ترکہ الناس اتقاء شرہ وفی روایۃ اتقاء فحشہ (متفق علیہ)۔

فاطمہ بنت قیسؓ سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آئی، میں نے کہا :اے اللہ کے نبی ﷺ مجھ کو معاویہ ؓ اور ابو جھم ؓ نے پیغام نکاح دیا ہے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: معاویہ ؓتو کنگال آدمی ہے اور ابو جھم ؓ اپنے کندھے سے اپنی لاٹھی نیچے نہیں رکھتا ہے (یعنی عورتوں کو بہت مارتا ہے)۔

''عن فاطمۃ بنت قیس ؓ قالت :فلما حللت ذکرت لہ أن معاویۃ بن أبی سفیان وأبا جھم خطبانی فقال:أما أبو الجھم فلا یضع عصاہ عن عاتقہ وأما معاویۃ فصعلوک لا مال لہ، انکحی أسامۃ بن زید فکرھتہ ثم قال: انکحی أسامۃ فنکحتہ فجعل اللہ فیہ خیرا واغتبطت (مشکوۃ شریف، باب العدت)۔

ایک مسلمان کو دوسروں کی خوبیوں ہی پر نظر رکھنی چاہئے ،کسی کی برائی دریافت کرنا یا دوسروں کے سامنے برائی ظاہر کرنا شریعت میں ناجائز ہے؛ البتہ مسلمانوں کو کسی کے دنیوی یا دینی شر سے بچانے کے لیے اس کے احوال بتانا نا جائز نہیں ہے۔یہ غیبت میں داخل نہیں ہے حکیم الامت حضرت تھانوی ؒ فرماتے ہیں: ''مسلمانوں کو کسی کے شر دنیوی یا دینی سے بچانے کے لئے کسی کا حال بتلادے یا کسی معاملے کے متعلق اس سے مشورہ لینے کے وقت اس کا حال ظاہر کر دے ،تو یہ غیبت حرام میں داخل نہیں ''(بیان القرآن: الحجرات، فتاوی دارالعلوم دیوبند، جواب نمبر: ۶۱۴۳۱، تاریخ اجراء: ۹؍دسمبر ۲۰۱۵)۔

ان تما م حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ مجرم کی خفیہ معلومات سے ان لوگوں کو واقف کرانا درست ہے جن کو اس سے تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو ۔

۶۔ فیس بک کی معلومات اجازت کے بغیر دوسروں کو مہیا کرانا:

کسی کی کوئی چیز بھی اسلام میں اس کی اجازت کے بغیر دوسروں کو نہ تو مہیا کی جاسکتی ہے اور نہ خود اس کا استعمال کیا جاسکتا ہے، اسی طرح انٹر نیٹ پر محفوظ معلوماتی شئ کی چوری کبیرہ گناہ ہے، کسی بھی فرد کے سامان میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں ہے ،اگرکوئی ایسا کرتا ہے تو گویا کہ وہ چوری کرتا ہے اور یہ فعل حرام ہے، اورپھر وہ چوری کردہ سامان دوسرے کے ہاتھ فروخت کرکے روپیہ کمانا بھی ناجائز ہی ہوگا، لہذا اس صورت حال سے اپنے آپ کو بچانا ضروری ولازم ہے ۔

والسارق والسارقۃ فاقطعوا أیدیھما جزاء بما کسبا نکالا من اللہ (سورۃ المائدۃ : ۳۸)۔

لایجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیربغیر إذنہ (الاصول والقواعد للفقہ الاسلامی،

رقم: ٢٨١)۔

۷۔ مجرم کے جرائم پر نظر رکھنے کے لیے خفیہ کیمرہ کا استعمال:

ضرورت شدیدہ کے وقت جان ومال کی حفاظت کے لیے اور جرائم کو روکنے کے لیے ایسے کیمرے کے استعمال کی اجازت ہوگی، اور ضرورت کہتے ہی ہیں ایسی چیز کے استعمال کو کہ اگر اس کا استعمال نہ کیا گیا تو نفس کو ہلاکت پیش آسکتی ہو، لہذا اس کا استعمال درست ہوگا۔

مفتی سلمان منصور پوری مدظلہ العالی رقم طراز ہیں :

کیمرے کی اسکرین کے ذریعہ ملازمین کی نگرانی جائز اور درست ہے ،مگر بلا ضرورت اس کا پرنٹ آوٹ نہ کرایا جائے۔

''مستفاد :إن المرئیۃ فی المرآۃ مثالہ بالانعکاس لا ھو'' (الدر المختار مع الشامی ۴،۱۱۰، بحوالہ کتاب النوازل ۱۶،۴۷۰)۔

۸۔ سافٹ ویئر کا کوڈ توڑ کراس سے استفادہ کرنا یا بیچنا:

سافٹ ویئر بنانے والے یا پیسہ خرچ کرکے بنوانے والے کی ملکیت ہوتی ہے، لہذا اس کی اجازت کے بغیر اس سے استفادہ درست نہ ہوگا اور نہ ہی دوسروں کو مہیا کرانا جائز ہوگا، اسی طرح خرید وفروخت بھی جائز نہ ہوگا؛ کیوں کہ یہ چوری ہے اور چوری اسلام میں گناہ کبیرہ ہے :

والسارق والسارقۃ فاقطعوا أیدیھما جزاء بما کسبا نکالا من اللہ (سورۃ المائدۃ : ٣٨)۔

لایجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیربغیرإذنہ (الاصول والقواعد للفقہ الاسلامی، رقم : ٢٨١)۔

اور اس شخص سے خرید نے والے شخص کا اس سافٹ وئیر کو فروخت کرنے میں بھی ایک ہی حکم ہوگا، اس لیے کہ چوری کے مال کی خرید شریعت مینجائز نہینہے :

فکل عین قائمۃ یغلب علی ظنہ أنھم أخذوھا من الغیر بالظلم وباعوھا فی السوق فإنہ لاینبغی أن یشتری ذلک وإن تداولتھا الأیدی (الفتاوی الھندیۃ ۵، ٣٦٤کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس والعشرون فی البیع)۔

۹۔ دوسرے کے کمپیوٹر میں وائرس چھوڑنے کاحکم :

دوسرے کے کمپیوٹر میں وائرس چھوڑ کر خراب کرنے کی ہرگز اجازت نہ ہوگی؛ کیوں اس میں مالی خسارہ ہے اور دوسرے کے مال کو ضائع کرنااسلامی نقطہ نظر سے ناجائز اور حرام ہے، ہاں اگر میدان جنگ میں ہوں اور دشمن کو نقصان پہنچانا ہو تو اس کی اجازت ہوگی ورنہ نہیں ۔

لایجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیربغیرإذنہ (الاصول والقواعد للفقہ الاسلامی، رقم : ٢٨١)۔

محور سوم:

۱۔ خبر کے ارسال کے متعلق اصول :

یا أیها الذین آمنوا إذا ضربتم فی سبیل الله فتبینوا ولا تقولوا لمن ألقی إلیکم السلام لست مومنا (سورة النساء)۔

یا أیها الذین آمنوا إن جاءکم فاسق بنبإ فتبینوا أن تصیبوا قوما بجهالة فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین (سورة الحجرات: ۶)۔

إذا جاءهم أمر من الأمن أو الخوف أذاعوا به ولو ردوه إلی الرسول وإلی أولی الأمر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم (سورة النساء : ۸۳)۔

ولا تقف ما لیس لک به علم إن السمع والبصر والفؤاد کل أولئک کان عنه مسئولا (سورة بنی اسرائیل: ۳۶)۔

ومن الناس من یشتری لهو الحدیث لیضلّ عن سبیل الله بغیر علم ویتخذها هزوا أولئک لهم عذاب مهین (سورة لقمان)۔

کفی بالمرء کذبا أن یحدث بکل ماسمع (صحیح مسلم)۔

ان قرآنی آیات اور حدیث شریف سے خبر کے ارسال کے متعلق درج ذیل اصول سمجھ میں آتے ہیں:

(۱) بے تحقیق باتوں کی اشاعت نہ ہو ۔

(۲)حدود شرعیہ میں رہ کر کسی بھی خبر کو پھیلایا جائے ۔

(۳)اگر خبر کا تعلق گناہ کے کام سے ہوتو اس کی پردہ پوشی کرنا اس کے پھیلانے سے بہتر ہے ۔

(۴)ایک اصول یہ ہے کہ خبر کے ارسال سے پہلے دیکھ لے کہ اس کا پھیلانا جائز ہے یا نہیں، اگر خود سمجھ میں نہ آئے تو کسی سے دریافت کر لے۔

(۵) حجت شرعیہ کے قیام کے بغیر کسی شخص پر جھوٹا الزام یا عیب جوئی کی خبر پھیلا نا درست نہ ہوگا ۔

(۶)جو واقعہ کسی مضرت یا مذمت و عیب جوئی پر مشتمل نہ ہو اس کی اشاعت درست ہے۔

(۷)خبر کے ارسال کے متعلق اصول یہ ہے کہ آدمی تحقیق کر لے کہ وہ خبر درست بھی ہے یا نہیں، اسی طرح اس خبر کے افشاء سے کسی کا جانی، مالی، اسی طرح عزت کا نقصان تو نہیں۔

۲۔ دوسرے کے پیغام میں بغیر اجازت اضافہ کرنے کا حکم:

لا تحسبن الذین یفرحون بما أتوا ویحبون أن یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنهم بمفازة من العذاب ولهم عذاب ألیم(سورة آل عمران: ۱۸۸)۔

المتشبع بما لم یعط کلابس ثوبی زور(صحیح بخاری: ۵۲۱۹،صحیح مسلم: ۲۱۳۰)۔
من ادعی دعوی کاذبۃ لیتکثر بھا لم یزدہ اللہ إلا قلۃ (صحیح مسلم: ۱۱۰)۔
من أراد أن ینقل مقالۃ عن طائفۃ فلیسم القائل والناقل وإلا فکل أحد یقدر علی الکذب (منھاج السنۃ النبویہ ۲،۵۱)۔

ان تما م قرآنی آیات اور حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر اجازت کے کسی پیغام میں اضافہ کرنا یہ شرعاً درست عمل نہیں ہے، کسی کے پیغام میں اضافہ کر کے آگے بڑھانے کی ا جازت نہ ہوگی؛ کیوں کہ اس عمل کی وجہ سے دوسرے کی محنت رائگاں چلی جائے گی اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی کام کے کیے اس کا کریڈٹ لینے سے منع کیا ہے، اسی طرح کسی نے کوئی کام خود نہ کیا ہو اور اس کی اپنی طرف جھوٹی نسبت کر لے تو وہ دوجھوٹ کا کپڑا پہننے والے کے مانند ہے لہذا دوسرے کے پیغام میں اضافہ کرنا درست نہ ہوگا؛ البتہ اگر کوئی اس بات کی اجازت دے دے تو پھر اضافہ کی گنجائش ہوگی ۔

۳۔ حکومت کا نجی معلومات کو عام کرنے کاحکم:

وإذ أسرّ النبی إلی بعض أزواجہ حدیثا فلما نبأت بہ وأظھرہ اللہ علیہ عرف بعضہ وأعرض عن بعض فلما نبأھا بہ قالت من أنبأک ھذا قال نبأنی العلیم الخبیر (التحریم : ۳)۔
من ستر مسلما سترہ اللہ یوم القیامۃ (صحیح مسلم : ۲۶۹۹)۔
إذا حدث الرجل الحدیث ثم التفت فھی أمانۃ (ترمذی شریف: ۱۹۵۹)۔

حکومتیں لوگوں کی عزت وآبرو کی حفاظت کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہیں نہ کہ بے عزتی کے لیے، لہذ احکومت کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ کسی کی نجی معلومات کو عام کرے یا عام کرنے کا حکم دے، یہ لوگوں کے پرایویسی سے چھیڑ چھاڑ ہے، اورکسی کے راز کا افشا کرنا سخت گناہ کی بات ہے، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

عن أبی سعید الخدری رضی اللہ عنہ یقول:قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:إن من أشر الناس عنداللہ منزلۃ یوم القیامۃ،الرجل یفضی إلی امرأتہ، وتفضی إلیہ ثم ینشرھا (صحیح مسلم : ۱۴۳۷)۔

۴۔ ترغیبی اشتہارات کو پھیلانے کا حکم :

ترغیبی اشتہارات کو پھیلانا آدمی کے اپنے منشاء کے مطابق اس کا اختیاری عمل ہے؛ البتہ اس کی اشاعت میں اس کا خیال ہونا چاہئے کہ کوئی خلاف شرع کام نہ ہو، اس اشتہار سے دھوکہ نہ دیا گیا ہواور کسی کا کوئی نقصان نہ ہو، المسائل المہمہ میں ہے کہ:

آج کا دور اعلان وتشہیر اور ایڈور ٹائز کا دورہے، ہر شعبہ میں تشہیر پر خوب توجہ دی جارہی ہے،خواہ وہ سیاست ہو یا تجارت، زراعت ہو یا صنعت وحرفت انسانی خدمات کے ادارے ہوں یا تعلیمی شعبے، اعلان و تشہیر میں ضابطہ یہ ہے کہ :

(۱) وہ مقاصد شرع کے خلاف نہ ہو ورنہ وہ حرام ہے۔

(۲)جس چیز کا اعلان کیا جارہا ہے وہ خلاف حقیقت نہ ہو اورنہ غرر ہو جس سے اسلام نے منع کیا ہے (حضور ﷺ نے بیع غرر اور دھوکہ دہی سے منع فرمایا ہے)۔

(۳) اعلان و تشہیر میں ممنوعات شرعیہ کا ارتکاب لازم نہ آتا ہو مثلا کوئی دواساز کمپنی اپنی دوا کی تشہیر کے لیے کسی خاتون کی خدمات حاصل کرے اور وہ اپنے جسم کے اس حصے کو اخباروں اور ٹی وی پر ظاہر کرے ،جہاں اس دوا کے مفید اثرات مرتب ہوئے ہوں ۔

(۴) یہ اعلان و تشہیر کسی حرام و ناجائز کام میں وقوع کا سبب و ذریعہ نہ بنے جیسے فلموں کی، اور خرید وفروخت کی ان صورتوں کی تشہیر شرعاً ناجائز وحرام ہے (المسائل المهمة ۱،۱۳۰تا۱۳۱)۔

۵۔ تعمیری تنقید کے لیے ڈیجیٹل کارٹون بنانے کاحکم:

تربیتی مقصد سے بچوں کے لیے ایسے کارٹون بنانا جس میں خدو خال واضح نہ ہوں اور بچوں کے لئے نفسیاتی، اخلاقی اور لسانی نقطۂ نظر سے مفید ہوں تو جائز ہے:''ولو كانت صغيرة بحيث لا تبدو للناظر إلا بتأمل لا يكره (المسائل المهمة۴،۲۱۷)۔

اسی طرح ایسے کارٹون بنا نا جن میں خدو خال واضح ہوں ،وہ تصویر میں شما ر ہو کر ناجائز ہیں، نیز ایسے کارٹون بنانا جس سے کسی کی اہانت مقصود ہو جائز نہینہے اگر چہ خد وخال واضح نہ ہو:

''تصوير صورة الحيوان حرام شديد وهو من أكبر الكبائر،لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور فى الحديث وسواء صنعه بما يمتهن أو بغيره، فصنعه حرام بكل حال لأن فيه مضاهاة لخلق الله، وسواءكان فى ثوب أو بساط أو درهم أو دينار أو فلس أو إناء أو حائط أو غيرها (المسائل المهمة۴،۲۱۸)۔

اسی طرح عریانیت پر مشتمل کارٹون بنا نا جو عریانیت یا برائی کی ترغیب دے رہے ہوں جائز نہیں ہیں (المسائل المهمة۴،۲۱۹)۔

چوں کہ ایسے کارٹون میں طنز ہے اور معزز ترین عہدے داروں کی توہین اور مذاق اڑاناہے اور کسی انسان کے جسم کے ساتھ کسی جانور کا سر لگانے میں توہین ہے، اسی طرح کسی انسان کی آواز کو کسی جانور کے مشابہ بنا دینے میں بھی اللہ کے مخلوق کی توہین ہے، لہذ ا مذکورہ عمل تعمیری تنقید کی نیت سے بھی درست نہ ہوگا :

يأيها الذين آمنوا لايسخر قوم من قوم عسى أن يكونوا خيرامنهم، ولا نساء من نساء عسى أن يكن خيرا منهن، ولا تلمزوا أنفسكم ولا تنابزوا بالألقاب،بئس الاسم الفسوق بعد الإيمان، ومن لم يتب فأولئک هم الظالمون(سورة الحجرات : ۱۱)۔

۶۔ موبائل کمپنی کالوگوں کی آپسی گفتگو کو حکومت کو فراہم کرنا:

موبائل کمپنیوں کا لوگوں کی آپسی گفتگو کو ٹیپ کرکے حکومت کو فراہم کرنا عام

حالات میں درست نہیں ہے؛ کیوں کہ مجلس میں کہی گئی بات امانت ہوتی ہے اور ٹیپ کرنے کی صورت میں یہ امانت محدود نہ رہے گی؛ بلکہ اس کے دوسرے تک پہنچنے کا عین امکان ہے :

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال:إذا حدث الرجل الحدیث، ثم التفت فھی أمانۃ (ترمذی شریف، رقم الحدیث : ۱۹۵۹)۔

وقال محشیہ :قولہ ،ثم التفت فھی أمانۃ :یعنی إذا حدث عندک حدیثا ثم غاب صار حدیثہ أمانۃ عندک، والخیانۃ فیھا بإفشا ئھا (کتاب النوازل ۱۷ ، ۸۵)۔

البتہ اگر کسی کی گفتگو سے کسی کو مضرت و نقصان پہنچنے کا احتمال ہو، اور اپنی یا دوسرے کسی مسلمان کی حفاظت کی غرض سے اس کی خفیہ گفتگو کو ٹیپ کیا جائے؛ تاکہ جرائم پیشہ اور دہشت گرد عناصر پر نظر رکھی جاسکے اورامن عامہ کا حصول ممکن ہوسکے تو موبائل کمپنیوں کے لیے ان مقاصد کے تحت لوگوں کی گفتگو کو ٹیپ کرکے حکومت کو فراہم کرنا درست ہوگا (دلائل کے لئے دیکھئے: محور دوم، جواب نمبر ۵ کے تحت آئی عبارتیں)۔

خلاصہ :

محور اول:

(۱)مختلف سہولتوں کے حامل موبائل کا رکھنااور اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے؛ البتہ اگر غلط مقصد میں استعمال کیاجائے تو یہ استعمال درست نہ ہوگا ۔

(۲)اسی طرح ملٹی اپلیکیشن موبائل میں تلاوت کے لیے قرآن مجید یا دوسری دینی کتابوں کو محفوظ کرنا یا آن لائن دیکھنا پڑھنا جائز ہے؛ البتہ ان موبائل میں فحش مناظر کا دیکھنا ناجائز ہوگا ۔

(۳)موبائل میں قرآن مجید کی تلاوت کے وقت جب کہ قرآن کے حروف اسکرین پر نظر آرہے ہوں تو پوراسیٹ ہی قرآن مجید کے حکم میں ہوگا، اس کو بلا وضو ہاتھ میں لینا درست نہیں ہوگا؛ البتہ جب قرآن شریف والا پروگرام بند ہوتو پھر قرآن کے حکم میں نہیں ہوگا۔

(۴)لوگوں کے حالات کی رعایت رکھتے ہوئے دینی معلوماتی پیغامات چاہے وہ تحریر ی شکل میں ہوں یا آواز کی شکل میں، دوسروں کے پاس بھیج سکتے ہیں ۔

(۵)اس طرح کے پیغامات کو اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہوتو عورتوں کو بھیج سکتے ہیں اور عورتیں مردوں کو بھیج سکتی ہیں؛ البتہ ایک دوسرے کو صرف پیغام ہی ارسال کر سکتے ہیں آپس میں گفتگو نہیں کرسکتے ہیں؛ اس لیے کہ شریعت نے جنس مخالف کے ساتھ بغیر ضرورت کے گفتگو کرنے سے منع کیا ہے ۔

(۶)جاندار کی تصویر والے پیغامات تصویر کشی کے حکم میں ہیں؛ لہذا اس کا آگے بھیجنا درست نہیں ہے ۔

(۷)سی سی ٹی وی کیمرہ کا مدارس اور مساجد میں بغیر ضرورت شدیدہ کے نصب کرنا جائز نہیں ہے ۔

(۸)اسکیننگ مشین کا ضرورت کے وقت استعمال درست ہوگا؛ البتہ عام حالت میں اس کے سامنے سے گذرنے میناحتیاط ضروری ہے ، ضرورت ومجبوری کے وقت گذرنے کی گنجائش ہے ۔

محور دوم:

(۱)انٹرنیٹ پر محفوظ معلومات کا قفل توڑ کر چوری کرنا جائز نہیں ہے، چاہے محفوظ کی ہوئی چیز کا تعلق عزت وآبرو، معاش سے ہو یا علمی ومطالعتی یادداشت سے ہو، اس لئے کہ چوری اسلام میں گناہ کبیرہ ہے ۔

(۲)چوری کیے ہوئے مواد کا بغیر اجازت آگے بڑھانا بھی درست نہیں ہوگا ۔

(۳)میاں بیوی کا ایک دوسرے کی جاسوسی کرنا شرعاً منع ہوگا؛ کیوں کہ شریعت میں جاسوسی کی مذمت آئی ہے، اس کی وجہ سے دوسرے کی پردہ دری ہوگی اور اللہ تعالیٰ کا حکم دوسروں کے عیوب پر پردہ ڈالنے کا ہے ۔

(۴)امن عامہ کے لیے محکمہ پولس کا شخصی معلومات کو حاصل کرنا جائز ہوگا جیسا کہ حضرت عمرؓ رات کو رعایاکی خبر گیری کے لیے جاتے تھے ،اوربڑھیا کا دودھ میں پانی ملانے والا واقعہ مشہور ہے۔

(۵)اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کی خفیہ معلومات تک پہنچ جائے اور اس کو لگے کہ یہ کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتاہو تومتعلقہ شخص کوصورت حال سے واقف کرانا درست ہوگا ۔

(۶)فیس بک اکاؤنٹ سے تجارتی مقاصد کے لیے معلومات کا ڈاٹا جمع کرکے متعلق شخص کی اجازت کے بغیر کمپنیوں کو مہیا کرنا اور اس کی اجرت لینا درست نہیں ہوگا۔

(۷)تنظیموں کا مجرموں کے جرائم پر شہادت فراہم کرنے کے لئے خفیہ کیمروں کا استعمال مظلوموں کی مدد کے لیے درست ہوگا اور اس طرح کی کارروائی جائز ہوگی۔

(۸)سافٹ ویئربنانے والے یا بنوانے والے کی اجازت کے بغیر قفل توڑ کر اس سے استفادہ کرنا یا دوسروں کو بیچنا جائز نہیں ہوگا اور اس سے خرید کرنے والے شخص کا بھی حکم ایک ہی ہوگا ۔

(۹)دوسرے کے کمپیوٹر کو ہیک کرنے کے لیے اس پر وائرس چھوڑنا ناجائز ہے؛ کیوں کہ اس میں مالی نقصان ہے اور دوسرے کا مال اس کی اجازت کے بغیر حرام ہے ۔

محور سوم:

(۱)خبر کے ارسال کرنے کے لیے اصول یہ ہے کہ جس خبر کو ارسال کیا جارہاہے اس کی تحقیق کر لی جائے کہ صحیح ہے یا غلط، اسی طرح اس سے کسی کی عزت و آبرو کو ٹھیس تو نہیں پہنچے گا، کسی کا جانی مالی نقصان تو نہیں ہوگا ،اسی طرح دینی اعتبار سے اس کا ارسال درست بھی ہے یا نہیں، یہ ساری چیزیں ملحوظ رہنی چاہئیں۔

(۲)فنی مہارت کے ذریعہ کسی کے مراسلہ میں اس کی اجازت کے بغیر کمی بیشی کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔

(۳)کسی حکومت کو عام حالات میں اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ کسی کی ذاتی معلومات کو دوسرے کے سامنے ظاہر کرے؛ البتہ اگر اس شخص سے کسی کو نقصان پہنچنے والا ہو تو امن عامہ کے لیے حکومت ایسا کرسکتی ہے ۔

(۴)انٹرنیٹ پر تجارتی اشتہارات کو شرعی حدود میں رہتے ہوئے پھیلانے کی گنجائش ہے اور دوسروں کو بھیجنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے ۔

(۵)ڈیجیٹل تصویر کی شکل میں کارٹون بنانا شرعاً جائز نہیں ہوگا، اس لیے کہ اس میں خلق اللہ کی توہین اور طنز ہے جس کی اجازت شریعت نہیں دیتی ہے، اسی طرح جانور کے جسم کا حصہ لگانا اور جانور کی آواز پیش کرنا بھی تعمیری تنقید کے لیے جائز نہیں ہے۔

(۶)امن عامہ کے لیے یا لوگوں کو نقصان سے بچانے کے لیے کمپنیوں کا حکومت کو فون ریکارڈ کر کے فراہم کرنا درست ہوگا، عام حالات اور عام مقاصد کے لیے درست نہیں ہوگا، فقط

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی -مسائل واحکام

مفتی محمد اشرف قاسمی گونڈوی•

محور اول:

جواب۱۔ اصول یہ ہے کہ کوئی چیز اپنی ذات میں معصیت اور خیر دونوں کا ذریعہ ہو تو اس کی خرید وفروخت ،لین دین اوراستعمال جائز ہے ، مثلا انگور جس سے شراب اور سرکہ دونوں بنایا جاسکتا ہے ، اس لیے اس کی خرید وفروخت جائز ہے، استعمال کرنے والے پر منحصر ہے کہ وہ اس سے شراب بنائے گا تو ناجائز کام کا مرتکب ہوگا، اور اگر سرکہ بناتا ہے تو جائز کام کرنے والا ہوگا۔

وإجارة بيت ليتخذ فيه بيت نار أو بيعة أوكنيسة أو يباع فيه خمر بالسواد، وهذا قول الإمام، وقالا: يكره كل ذلک لقوله تعالى:وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان [الما ئدة:٢] وبقولهما قالت الثلاثة:ولہ أن الإجارة على منفعة البيت، ولهذا تجب الأجرة بمجرد التسليم ولا معصية فيه وإنما المعصية بفعل المستأجر، وهو مختار فيه، فقطع نسبة ذلک إلى المؤجر۔۔۔ الخ (حاشية على كنز الدقائق، ص : ۴۲۷، رقم الحا شية: ۶)۔

إنما تحصل المعصية بفعل فاعل مختار (ردالمحتار على الدر المختار ۵۶،۹، كتا ب الحظر والاباحة)۔

مفتی محمد شفیع صاحبؒ تحریر فرما تے ہیں:

ـ''۔۔۔ ولكن الإعا نة حقيقة هى ما قامت المعصية بعين فعل المعين ولا يتحقق إلا بنية الإعانة أو التصريح بها، أو تعيينها فى استعمال هذا الشىء بحيث لايحتمل غير المعصية وما لم تقم المعصية بعينہ لم تكن من الإعانة حقيْقة بل من التسبب۔الخ (تفصيل الكلام فى مسئلة الاعانة على الحرام، شريک اشاعت جوا هرا لفقہ ۴۴۷،۲)۔

موبائل بہت بڑی ضرورت ہے، اس کے ساتھ ہی انفا رمیشن اور اطلا عات وابلاغ کا بہت سستا اور انتہا ئی مفید آ لہ ہے، اسی کے ہمرشتہ معصیت کا ذریعہ بھی ہے ۔ دونوں چیز یں استعمال کرنے والے پر منحصر ہیں ۔ اگر واقعی ضروریا ت اور شریعت کے دائرے میں تفریحات کے لیے کوئی اپنے پاس رکھتا ہے تو اس کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے، لیکن کوئی غلط مقاصد سے موبائل کو خریدتا اور رکھتا ہے تو اس کے غلط ارادہ اور نیت کی وجہ سے ناجائز ہے ۔ عام حالا ت میں فی نفسہ موبائل کا استعمال جائز ہے ۔

• دار الافتاء، موتی بازار، شہر مہدپور، ضلع اجین (ایم پی)۔

موبائل میں لہو ولعب:

موبائل جہاں بے شما رفوائد اور خیر ومحاسن کی تحصیل کا قوی ذریعہ اور سبب ہے وہیںبہ طور آلۂ لعب وتلھی بھی ہے۔ مزامیر ، شعر وشاعری اور تفریحا ت ومسلیات وغیرہ میں انہما ک کے تعلق سے کتب فقہ میں تفصیل سے مسائل بیان ہو ئے ہیں ، ذیل میں کچھ اقتبا سات پیش ہیں ۔پھر غور کریں کہ موبائل میں ہما ری مصروفیت کس نوعیت کی ہے ، حضرت شاہ ولی اللہ محد ث دہلوی ؒ لکھتے ہیں:

أو الإكثار من المسليا ت بحيث يفضى إلى إهمال المعاش والمعاد كا لمزامير والشطرنج وصيد واقتناء الحمام ونحوها (حجۃ اللہ ا لبالغہ ۴۹،۲)۔

ومنها الاشتغال بالمسليات وهى مايسلى النفس عن همٍّ آخرتہ ودنياہ ويضيع الأوقات كالمعازف والشطرنج واللعب بالحمام واللعب بتحريش البهائم ونحوها فإن الإنسان إذا اشتغل بهذه الأشياء لها عن طعامہ وشرابہ وحاجتہ، وربما كان حاقناً ولا يقوم للبول فإن جرى الرسم بالاشتغال بها صارالناس كلاً (بوجه) على المدينۃ ولم يتو جهوا إلى إصلاح نفوسهم (حجۃ اللہ البا لغہ ۱۹۲،۲، نیز دیکھئے: احکام القرآن للتھانوی ۱۹۹،۳تا۳۰۱)۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم موبا ئل کس طرح استعمال کر تے ہیں، اسی لحا ظ سے استحباب وجواز اور عدم جواز کا حکم ہوگا۔

اس میں تلھی وتلا عب اتنی شدت کے سا تھ ہوتی ہے کہ گذشتہ دورکے مزامیر، شطرنج، شعر وشاعری، شکار اور کبوتر بازی وغیرہ میں بھی انسان شاید کبھی بھی اتنا محو نہیں ہوسکتا ہے، چوں کہ نفساتی طور پر اس میں ایسی تکنیک پا ئی جا تی کہ بچہ، بوڑھا، جوان، عورت، مرد، عالم ،جا ہل ہر کوئی تھو ڑی سی غفلت کے نتیجے میں دنیا وما فیھا سے منقطع ہوکر چھوٹی سی مشین میں اپنے دماغ کو با ندھ لیتا ہے۔ او ر پھر جسما نی لحاظ سے لوگوں کے درمیان ہو تے ہوئے بھی ایک الگ دنیا میں ہو تا ہے۔ نماز وغیرہ فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی، شوہر بیوی کی ایک دوسرے سے دوری، والدین حتی کہ ماؤ نکی گود میں موجوداپنے شیر خوار بچوں سے غفلت، حا دثات ِغرق وحرق، ایکسیڈینٹ کے موقعوں پر مصیبت زدہ کی مدد کے بجائے موبائل کے ذریعہ ویڈیو رکا رڈنگ، صرف دما غی محویت کو ہی نہیں ظاہر کرتا ہے بلکہ دل میں شقاوت وقساوت کا پتادیتا ہے۔ کاروبار سے بے توجہی بھی ایک معمول بن چکا ہے۔ آ ج موبائل کی وجہ سے عام انسانی گروہ شہر و زمین پر بوجھ کی شکل اختیار کرگیا ہے جسے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کلا علی المدینۃ فرما یا۔ موبا ئل میں یاکسی بھی مباح چیز میناس طرح محویت شریعت میں نا پسندیدہ بلکہ ناجا ئز اور حرام ہے۔ جب کہ قصد صالح کے ساتھ موبا ئل کااستعمال جائز اور بعض حالا ت میں مستحب بلکہ بسااوقات ضروری ہوتا ہے، خصوصاً اسلام کے پیغام کو دوسروں تک پہونچا نے کے لیے موبائل کا استعمال ثواب کا ذریعہ ہے ۔

جواب۲۔ شاطی نہر اور آئینہ میں غلط تصاویر بھی آتی ہیں اور دیکھنے والے ناسمجھ اس کو دیکھ کر ناجائز طور پر تلذذ حاصل کرتے ہیں، اسی کے ساتھ جائز تصاویر بھی دیکھی جا تی ہیں۔ غلط عکس کو اس میں دیکھنے سے بچنا ضروری ہے، اور صحیح تصاویر کو دیکھنا جائز ہے لیکن شاطی نہر یاآ ئینہ پر آ نے والی تصویر حقیقی رؤیت کے حکم میں نہیں ہے۔

إن المرئی فی المرآة مثالہ لا ھو(ردالمحتار۴ ،۱۱،زکریا)۔

لو نظر فی مرآة ورأی فیھا فرج امرأة فنظر عن شھوة لاتحرم علیہ أمھا وبنتھا؛ لأنہ لم یر فرجھا وإنما رأی عکس فرجھا (الفتاوی الھندیہ۱ ،۲۷۳ کتاب النکاح باب المحرمات، دارالکتب العلمیۃ بیروت)۔

لو کانت المرأة علی شط حوض أو علی قنطرة فنظر الرجل فی الماء فرأی فرجھا فنظر عن شھوة لا تثبت الحرمۃ، کذا فی فتا وی قاضی خان (الفتاوی الھندیہ۱،۲۷۳ کتاب النکاح باب المحرما ت دارالکتب العلمیۃ بیروت)۔

قرآنی آیات کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اس کو بغیر وضو نہیں چھوا جا سکتا ہے، اور نہ ہی بیت الخلاء وغیرہ میں اس کی تحریر لے کر داخل ہوا جا سکتا ہے، لیکن اس کو غلاف منفصل سے چھونا جائز ہے، اسی طرح ڈھک کر بیت الخلاء میں لیجانا بھی جائز ہے، آیات قرآنیہ پر مشتمل تعویذ کے بارے میں حکم ہے :

قولہ:رقیۃ الخ، والظاھر أن المراد بھا مایسمونہ الآ ن بالھیکل والحما ئل المشتمل علی الآیا ت القرآنیۃ، فإذا کان غلافہ منفصلا عنہ کالمشمع ونحوہ جاز دخول الخلاء بہ ومسہ وحملہ للجنب، ویستفاد منہ أن ما کُتب من الآیات بنیۃ الدعاء والثناء، لا یخرج عن کونہ قرآنا (رد المحتا ر مع الدر ۱،۳۲۱ و۳۲۲، زکریا)۔

--- ودخل الخلا ء وفی جیبہ درھم علیہ اسم اللہ تعالی أو آ یۃ من القرآن لا بأ س بہ ولو علی خا تمہ اسم اللہ تعالی یجعل الفص باطن الکف (الفتا وی البزازیۃعلی ھامش الھندیۃ ۴،۷۳، دارالکتاب دیوبند)۔

انگوٹھی میں قر آ نی آیات تحریر ہوں، یا تعویذ میں، تو غلا ف مینان کو بلا وضو چھونا جائز ہے۔ نگینہ میں آ یا ت قرآنیہ مکتوب ہوں تو نگینہ کو باطن کف کر کے بیت الخلاء میں جا سکتے ہیں۔ نگینہ کی طرح موبا ئل کی اسکرین بھی ہے، اسکرین پر جو چیزیں نظر آ تی ہیں خواہ میمو ری اور ریم کا مواد ہو یا آ ن لائن، وہ سب آ ئینہ اور شاطی النہر پر نظر آ نے والی تصا ویر کے حکم میں ہیں، اس لیے مو بائل میں اگر چہ فحش منا ظر بھی آ تے ہیں پھر بھی اس میں دینی کتب ، قر آ ن مجید محفوظ کرکے دیکھنا اور پڑھنا جائز ہے۔

ایک اشکال یہ با قی رہتا ہے کہ میموری یا ریم میں جہاں غلط تصاویر جمع ہوں

وہیں دینی مواد کو جمع کرنا منا سب ہے یا نہیں؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ غلط مواد حا صل کرنا اور جمع رکھنا جائز نہیں ہے۔ نیز ریم یا ایپ یا سا ئٹ پر اگر غلط پروگرام آجاتے ہیں تو اس سے بھی میموری یا ریم، نیز سائٹوں پر آ نے والے غلط پروگرامس سے جواز پر کو ئی اثر نہیں پڑے گا۔ جیسا کہ لوح پر کتا بت کے بارے میں حکم یہ ہے کہ وہ صحیفہ کے حکم میں نہیں ہو تا ہے؛ بلکہ صرف جزو مکتوب کو بلا وضومس کی مما نعت ہے۔

قولہ علی الأرض الصحیفۃ الخ قید بہ لأن نحو لوح لایعطی حکم الصحیفۃ لأنہ لا یحرم إلا مس المکتوب (رد المحتا ر مع الدر ۱،۳۱۷، زکریا)۔

میموری درحقیقت ‘‘ لوح ’’ ہے، اور اس میں مکتو ب عبارت برا ہ راست دِکھتی ہی نہیں ہے، اس لیے جب صرف میموری میں ہو تو اس وقت وہ مکتوب کے حکم میں نہیں ہوگی، جیسا کہ حروف مسکورہ کا حکم بھی اس وقت لوح کا ہوگا۔ حروف مکسورہ کے سلسلے میں در مختا ر میں بیان ہو اکہ :

وتکرہ إذابۃ درھم علیہ آ یۃ إلا إذا کسرہ۔۔ وفی ردا لمحتار قولہ إلا إذا کسرہ الخ فحینئذ لایکرہ مسہ لتفرق الحروف أو لأن الباقی دون آ یۃ(رد المحتا ر مع الدر ۱،۳۲۱،زکریا)۔

جواب۳۔ مو بائل پورا سیٹ قر آ ن کے حکم میں نہیں ہوگا؛ بلکہ اس کے بلکہ اس کے اجزاء (Parts) الگ الگ حکم رکھتے ہیں ، ساتھ ہی بعض خاص خا ص اجزاء الگ الگ ہو تے ہو ئے اپنی ایک ذا ت مینکئی کئی اجزا ء کی حیثیت سے مختلف حکم رکھتے ہیں ۔جیسے کی ریم اور میموری، مختلف سافٹ وئیرس کو لوڈ کرکے محفوظ رکھنے اور دکھانے والے حصے۔ اس تفصیل کے بعد مو بائل کی الگ الگ نوعیتوں کے مطابق الگ الگ حکم بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

البتہ استحباب کے درجے میں نوعیتوں کے مطا بق احکام میں فرق ہو سکتا ہے ۔ مثلا قرآن مجید جب اسکرین پر ہو تو اگر ‘‘ہا رڈ کی بورڈ والا موبائل ’’ (Hard keybord) ہوتو بلا وضو مو بائل ہا تھ میں لینے اور اسکرین وغیرہ کو مس کرنے میں کو ئی حرج نہیں ہے جیسا کہ فص خاتم میں لکھی آیات قرآ نیہ کو بلاوضو مس کرنا جائز ہے۔ اور اگر(Tuch mobile)ٹچ موبائل ہے تو چوں کہ اسکرین کوانگلی کے ذریعہ چھونے سے با لکل ہارڈ کاپی (Hard Copy) کی طرح اوراق کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔ او پر کا غلا ف (ٹچ)‘‘ غلا ف منفصل ’’ہونے کے با جود لمس کی تما زت (بہ ظا ہر براہ راست)نیچے مکتو ب تحریروں اور اوراق پر اثر ڈا لتی ہے جس سے سطحی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ‘‘ غلا ف ِمتصل ’’ہے، اس لیے ایسے موقع پر با وضو ہو کر ہی اسکرین پر قر آ ن کو چھو ا جائے تو بہتر ہے ۔ اسکرین کے شیشہ کوبغیر وضو کے چھونے کے سلسلے میں ‘‘تعویذ وحمائل ’’ اور ‘‘فص خا تم ’’پر مکتوب آ یا ت قر آ نی کو بیت الخلاء میں

باطن کف کرنے والی بزازیہ اور شامی کی عبارات ہما را مستدل ہیں جو کہ سوال نمبر دو کے جوا ب کے تحت نقل کر چکا ہوں۔

جواب۴۔ یا أیھا الذین اٰمنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستأنسوا وتسلموا علی أھلھا ذلکم خیرلکم لعلکم تذکرون، فإن لم تجدوا فیھا أحدا فلا تدخلوھا حتی یؤذن لکم وإن قیل لکم ارجعوا فارجعوا ھو أزکی لکم (النور: ۲۷۔۲۸)۔

استیناس کا مطلب ہے کہ مخا طب کو ما نوس کیا جائے یعنی انداز ایسا ہو کہ اس کو وحشت نہ ہو، بلکہ آ پ کی طرف اس کے دل ودماغ میں جھکاؤ پیدا ہو۔

یا أیھا الذین اٰمنوا لیستأْذنکم الذین ملکت أیما نکم والذین لم یبلغوا الحلم منکم ثلث مراتٍ من قبل صلوۃ الفجر وحین تضعون ثیابکم من الظھیرۃ ومن بعد صلوۃ العشاء ثلث عورٰت لکم (النور: ۵۸)۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرما یا: إذا استأذن أحدکم ثلاثا فلم یؤذن لہ فلیرجع(ابن کثیر بحوا لہ بخاری، معارف القرآن۶،۳۹۲)۔

یہ آیات واحادیث ملاقات اور مہمانی کے آداب کو بتلاتی ہیں۔ موبائل میں بھی ملاقات کے انہیں آداب کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے، اس لیے اگر گروپ پر بھیجا جارہا ہے تو گروپ ایڈمن نے جن کو جس قسم کے مضامین ارسال کرنے کی اجازت دی ہے وہ لوگ اسی قسم کے مضامین گروپ پر ارسال کرسکتے ہیں۔ اگر کسی اپنے عزیز یا بے تکلف رفیق کو بھیج رہے ہیں تو اس میں اجا زت لینا ضروری نہیں ہے، البتہ اگر کسی اجنبی کو بھیجا جا رہا ہے تو اس سے اجا زت لینا چاہئے ۔ اجا زت کے لیے زبانی یا تحریری طور پر با قاعدہ اجا زت کے الفا ظ ضروری نہیں ہیں؛ بلکہ کسی طرح اگر وہ رابطے میں آ گیا اور مرسل کی تین پوسٹ دیکھنے کے بعدکسی طرح ناگواری یا عدمِ رضا کا اظہا ر نہیں کیا تو یہ اس کی طرف سے اجا زت ہے ۔ جیسا کہ اجاز ت کے لیے تین مرتبہ آواز لگا نے کا تذکرہ ہے ۔ جو لوگ دوسروں کی پوسٹ نا پسند کرتے ہیں وہ یا توDND کرلیتے ہیں یا پھر منع کر دیتے ہیں ۔ جو منع کر دیں انہیں میسج بھیجنا جا ئز نہیں ہے ۔

جواب۵۔ إن اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض وقلن قولا معروفا، وإذا سئلتموھن متاعا فسئلوھن من وراء حجاب ذلکم أطھر لقلوبکم وقلوبھن، یا أیھا النبی قل لأزواجک وبنٰتک ونساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن ذٰلک أدنی أن یعرفن فلا یؤذین (الاحزاب: ۳۲، ۵۳، ۵۹)۔

آیا ت ذیل میں ازواج مطھرات رضی اللہ عنہا سے بات کرنے ، کچھ ما نگنے اور اپنی پاک دامنی کی حفا ظت اور صالح سوچ کے اظہار کا ضا بطہ اور قانون بیان کرتے ہوئے ‘‘آواز میں لچک سے مما نعت ’’، ‘‘ورا ء حجاب ’’،‘‘ جلباب ’’ کا حکم دیا گیا۔ اس طرح

اہتمام کے ساتھ فتنہ سے حفا ظت کا یقین ہو نے کی صورت میں محرم غیر محرم ہر قسم کے مرد وعورت کے پاس دینی واخلا قی مواد بھیجنا جائز ہے ۔

جواب۶۔ عن اللیث قال:دخلت علی سالم بن عبد اللہ وھومتکیء علی وسادۃ فیھا تماثیل طیر ووحش فقلتُ:ألیس یکرہ ھذا؟ قال:لا! إنما یکرہ ما نصب نصبا (مسند احمد مع فتح ربانی۱۷،۲۷۷)۔

طبقات ابن سعد، جزوتابعین، ص۱۳۶ میں ہے کہ حضرت عروہؒ کے بٹن میں آ دمیوں کے چہرہ کی تصا ویر تھیں۔

اسد الغابہ میں حضرت انس بن مالکؓ کے حالات میں ہے کہ ان کی انگو ٹھی کے نگینہ پر ایک شیر غراں کی تصویر بنی تھی۔

حضرت ابو ہریرہؓکی انگوٹھی میں نگینہ تھا، اس میں دو مکھیوں کی تصویریں بنی تھی۔

حضرت عمرؓ کے زما نہ میں ایک انگو ٹھی دستیا ب ہوئی جس کے متعلق یہ معلوم ہوا تھا کہ یہ دانیال نبی کی انگو ٹھی ہے۔ اور اس کے مُرَقَّع تھا کہ دو شیر دائیں بائیں کھڑے تھے بیچ میں لڑکا تھا۔ حضرت عمرؓ نے یہ انگو ٹھی حضرت ابو مو سی اشعریؓ کوعنا یت فرمائی (منقول از ‘‘معارف’’ اعظم گڈھ، ‘‘التصویر لأحکام التصویر’’ شریک اشاعت جواھر الفقہ۳،۱۶۷تا۲۵۵)۔

ذی روح کی چھوٹی تصویریں جائز ہیں:

فی الدر المختار: أوکانت صغیرۃ لا تتبین تفاصیل أعضائھا للناظر قائما وھی علی الأرض ذکرہ الحلبی، قال الشامی:ھذا أضبط لما فی القھستانی۔۔(إلی قولہ) لکن فی الخزانۃ:إن کانت الصورۃ مقدار طیر یکرہ وإن کان أصغر فلا یکرہ (شامی، مکروھات الصلوۃ۱،۴۰۷)۔

أبو ھریرۃ رفعہ فی التما ثیل رخص فیما کان یؤطأ وکرہ ماکان منصوبا بالأوسط بضعف (جمع الفوائد ۱،۱۲۷)۔

ان دلا ئل کی روشنی میں:

(الف)چھوٹی تصا ویر کے جواز اور بڑی تصا ویر کے عدم جواز سے معلوم ہوا کہ زمین پر پڑی ہوئی جس جاندا ر تصویرکو کھڑے ہو کر دیکھنے کی صورت میں اس کے اعضاء صا ف طور پر نہ معلوم ہو تے ہیں،اس میں غور کیا جائے کہ یہ تصویر کتنے میگا پکسل(Mega pixel) کیمرے سے بنتی ہے۔ اسی مقدار میگا پکسل کیمرے سے ان تما م چیزوں اور پروگراموں کی ویڈیو بنانا جائز ہے جن کو عام حالا ت میں دیکھنااور دِکھانا جائز ہے۔ مقررہ میگا پیکسل(Mega pexel) کیمرے سے ویڈیوز کی رکارڈنگ کے بعد اسکرین (Screen)پرکتنی بھی بڑی نظر آئیں مجسم ذا ت کو آ ئینے اور پا نی میں دیکھنے کے حکم میں ہو کر عدم جواز سے باہر ہونگے۔ مقررہ میگا پکسل سے بڑے کیمرے سے

ویڈیو رکارڈنگ عام حالا ت میں نا جا ئز ہوگا؛ کیوں کہ یہ بڑی تصویر سازی کے حکم ہوگا، جب کہ مخصوص اور متعین سائز مینذی روح کی تصویر سازی جائز ہے، تو ان کوویڈیوز میں لانا بھی جائز ہوگا۔ جو چیز جائز ہے اسے آ گے سینڈ کرنے میں بھی کو ئی قبا حت نہیں ہے۔

(ب) نیزویڈیوز میں رکا رڈنگ کی صورت میں میموری میں جب وہ محفوظ ہوتے ہیں تو ان کی سائز جائز صغیر مقدار میں بھی نہیں باقی بچتی ہے کہ بلا واسطہ اس کو دیکھا جاسکے، اس لیے اس کی ریکارڈنگ کسی بھی سائز کے میگا پکسل میں ہو جائز ہونا چاہئے۔ اور وہاں سے اسکرین پر دیکھنا،دِیکھانا بھی جائز ہونا چاہئے؛ کیوں کہ یہ سب آئینہ اور شاطی نہر یا خورد بین ودور بین میں دِکھنے کے مانند ہیں، جیسے کہ خورد بین ودور بین سے قائماغیر واضح تفاصیل الا عضاء والی تصویر کو دیکھا جائے تو وہ واضح دِکھا ئی پڑیں گے، اس کے باوجود بھی ناجائز نہیں ہے۔ اسی طرح ویڈیو ریکارڈنگ والے کا حکم جواز کا ہونا چاہئے، اور اس کو آ گے سینڈ کرنے پر تصویر سازی کی معصیت سے محفوظ ہونا چاہئے۔

جواب۷۔ سوال نمبر۶ کے جواب میں بیان کر دہ دلا ئل اور دونوں شقوں کا حکم اس پر جا ری ہوگا؛ البتہ یہاں بطور استشہا د ‘‘ماہنا مہ دارالعلوم دیوبند سے ایک اقتباس نقل کرنا منا سب خیال کرتا ہوں:

‘‘ہمارے بڑے بڑے پروگراموں، اجتماعات، کا نفرنسوں کی کوریج بھی یہی مسلم دشمن میڈیا اپنی عینک سے اپنے مفادات کے مطابق کرتا ہے، جس کے نتیجے میں یہ کانفرنس اور اجتماعات اپنے پنڈا ل کے باہر تک نہیں پہونچ پاتیں۔ ایک کا نفرنس کے بجٹ سے ایک لوکل چینل یامقامی اخبار چلایا جا سکتا ہے، یہی میڈیا دراصل غیرمسلموں کے ذہنوں میں اسلام کی صحیح تعلیمات،اسلام کی تاریخ، انسانی ترقی میں اسلام کے رول کو واضح کرکے اسلام کے خلا ف پھیلائی جارہی بدگمانی اور نفرت کو دورکرسکتا ہے’’ (ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، ماہ اپریل ۲۰۱۰ء، صفحہ ۳۵، تحریر:ایم۔ اجمل فاروقی صاحب)۔

اگر لوکل چینل چلا نا ناجا ئز ہے تو ما درعلمی دارالعلوم دیوبند سے کسی صورت میں اس ترغیب دینے والی تحریر کی اشاعت نہیں ہو نی چاہئے۔ اور اگر ایسا مضمون شائع ہوگیاتو اس مضمون کی تردید ضرورہونی چاہئے۔ چینل میں وہی سب کچھ ہو تا ہے، CCTVکیمروں سے ہوتا ہے ۔ اس کی افا دیت اور ضرورت کے پیش نظر CCTV کی تنصیب میں کوئی قباحت نہیں ہے ۔ خا ص طور پر اس کا میگا پکسل اتنی چوٹی سائز میں ہو کہ اگر کا غذ پر کوئی ان فوٹوز کواُتا رنا چاہئے تو تیا ر شکل میں اتنی چھوٹی سائز میں دستیاب ہوکہ کھڑے ہو کر دیکھنے کی صورت میں اچھی طرح سمجھ میں نہ آ سکیں ۔

جواب ۸۔ سمعتُ علیا رضی اللہ عنہ یقول:بعثنی رسول اللہ ﷺ أنا والزبیر والمقداد

بن الأسود قال:انطلقوا حتی تأ توا روضۃ خاخٍ فَإِنَّ بها ظعینۃ ومعها کتاب فخذوہ منها، فانطلقنا تعادی بنا خیلُنا حتی اِنتَھینا إلی الروضۃ فإذا نحن بالظعینۃ، فقلنا:اخرجی الکتاب فقالت:ما معی من کتاب، فقلنا:لتُخْرِجَنَّ الکتابَ أو لنُلْقِیَنَّ الثیابَ فاخرجتْہٗ من عقا صھا فأتینا بہ إلی رسول اللہ ﷺ فإذا فیہ من حا طب بن أبی بلتعہ إلی أُناسٍ من المشرکین من أھل مکۃ۔۔۔(بخا ری، حدیث نمبر: ۴۲۷۴، ۳۰۰۷، ۳۹۸۳)۔

کانت بنو اسرائیل یغتسلون عراۃ ینظر بعضھم إلی بعض وکان موسی علیہ السلام یغتسل وحدہٗ، فقالوا:واللہ مایمنع موسیٰ ؑ أن یغتسل معنا إلا أنہ آدَرُ، فذھب مرَّۃً یغتسل فوضع ثوبَہٗ علی حجرٍ ففرَّ الحجرُ بثوبہ، فخرج موسی ؑ فی اِثرہٖ، یقول:ثوبی یا حجر! حتیٰ نظر بنو اسرائیل إلی موسیٰ ؑ، فقالوا:واللہ ما بموسیٰ من بأ سٍ (بخاری، رقم الحدیث: ۲۷۸) ۔

پہلی روایت حدیث میں خاتون کوبر ہنہ کرکے تفیش کی دھمکی موجود ہے جس میں اطلا ع اور خبر بھی ہے اور ساتھ ہی ارادہ اور عزم بھی، جس سے معلوم ہوا کہ خاص حالات اور خاص مواقع میں ملزموں کی تفتیش کے لیے عریاں کرنا جا ئز ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں نقص اور کو تاہی کی نفی کے لیے بر ہنہ کیے جا نے کی روا یت ملتی ہے ۔

آج کے اس دور میں بہت چھوٹی مقدار میں جسم کے کسی حصے میں مضرت رساں اور بڑی تباہ کن اشیاء چھپا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لا نے لیجا نے کی سہولیا ت پائی جاتی ہیں اورمجرما نہ ذہنیت والے افراد ایسا کرتے ہیں، اس لیے لوگونکے تحفظ کے پیش نظر خاص حالا ت میں خا ص مواقع پر اسکیننگ مشین کی تنصیب کی گنجا ئش ہے۔

البتہ اس سلسلے میں احتیاطی پہلو اختیا ر کرنا ضروری ہے، جس طرح طبیب کے لیے مخصوص اصول وضوابط ہیں اسی طرح ناظرکو بھی کچھ اخلاقی اصول وضوابط کا پا بند کیا جائے۔

ویجوز للطبیب أن ینظر إلی موضع المرض منھا للضرورۃ، وتستر ما سواہ ویغضّ بصرہ ما ا ستطاع، کنظر القابلۃ والختان، وإن علمت امرأۃ مداواتھا، لأن نظر الجنس إلی الجنس أخف وإن لم تعلم ینبغی أن یعلم الطبیب مداواتھا۔

والنظر إلی العورۃ حرام إلا عند الضرورۃ من ذلک الختان ونظر القابلۃ (مختارات النوازل۳؍۲۱)۔

جسم کی عریا ں تصاویر جہاں تک ہو سکے بے ضرورت محفوظ(Save)نہ کیا جائے، ان کو آ گے سینڈ نہ کیا جائے، ان کی پرنٹ نہ نکا لی جائے، نظر رکھنے والے شادی شدہ ہوں، عورتوں کو عورتیں اور مردوں کو مرد حضرا ت دیکھیں، اور یہ ناظرین ۲۴؍ سال سے زائد عمر کے ہوں؛ کیوں کہ طبی لحاظ سے ان کے اندر غلط طریقے سے تغیّظ وتہیّج نہیں ہوتا ہے؛ بلکہ اس معاملے میں بھی عام طور پر سنجیدہ ہو تے ہیں، خاص

تربیت کی جائے، جسمانی عیوب پو شی کا بھی جذبہ ان کے اندر ہونا چاہئے۔

محور دوم :

جواب ۱۔ فإذا طعمتم فانتشروا ولا مستأنسین لحدیث (سورہ الا حزا ب: ۵۳)۔

یا أیھا الذین اٰمنوا لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا اَمٰنٰتِکم وأنتم تعلمون (سورہ الانفال: ۲۷)۔

اس آیت میں حضرت ابولبا بہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہدایت اور تو بہ کا فرمان ہے جنہوں نے بنو قریظہ کے سامنے ان کی گریہ وزاری اور اپنے اہل وعیال کی محبت میں اشارۃً گلے پر ہاتھ پھیر کر ان کا انجام بتلا یا تھا۔ جس کی مما نعت کی گئی ہے (معارف القرآن ۴، ۲۵۱)۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بد گما نی سے بچو، اس لیے کہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے، اور کسی کے عیو ب کی جستجو نہ کرو اور نہ اس کی ٹوہ میں لگے رہو (بخا ری، حدیث نمبر: ۱۰۰۴)۔

ترمذی میں ہے: جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان کے عیب کی پر دہ پو شی کرے گا اللہ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پو شی کرے گا (ترمذی، حدیث نمبر: ۱۹۹۳)۔

ان آیات اورروایا ت میناستیناس، خیانت، سرقہ اور تجسس کی مما نعت وارد ہے۔ کوئی کسی کا قفل توڑ تا ہے تو اس میں بھی چوری ، خیا نت ، آ بروریزی ، دل آ زاری کی شکل پائی جاتی ہے، اس لیے جن معلو ما ت سے اس کو نقصان ہو وہ چوری و خیا نت کے حکم میں ہیں ، جن معلو مات سے اس کو نقصان نہ ہو اس میں بھی استیناس، تجسس وغیرہ کا حکم ہو گا ۔ اور جن معلوما ت سے کسی ظلم کا علم ہو اس میں قفل توڑتے وقت ظالما نہ عزائم کی جانکا ری اور اس کو اپنے غلط ارادوں کی تکمیل سے کسی طرح روکنے کا ارادہ رہا ہو تو وہ سر قہ وغیرہ کاجرم نہیں ہو گا؛ بلکہ مستحسن عمل قرار پا ئے گا۔

جواب۲۔ کوئی کسی کی معلو مات چوری کرلے تو اس کو آ گے بڑ ھانا جائز نہیں ہے، حتی کہ دینی مضا مین بھی؛ کیونکہ ممکن ہے کہ ان مضامین میں کوئی ایسی بات ہو جس میں کچھ حسا سیت پائی جاتی ہو اور جواب داری بنتی ہو۔ اگر اس کا نام ہٹا کر آ گے فارورڈ کیا جائے تو یہ خیا نت ہوگی؛ کیونکہ کسی نہ کسی حلقے میں اچھے مضامین سے مضمون نگار کا رتبہ بلند ہوتا ہے، یہاں اس کانام ہٹا کر ارسال کرنے سے اُ س کی حیثیت عرفی میں اضا فہ کی نعمت سے وہ محروم ہو تا ہے جب کہ وہی مضمون سارق مرسِل کی مدحت کا ذریعہ بنتا ہے جس پر اس کی کو ئی محنت صرف نہیں ہوئی ۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

لا تحسبن الذین یفرحون بمآ اَتوا وّیُحِبُونَ اَن یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنھم بمفازۃ من العذاب (سورہ آل عمران: ۱۸۸)۔

قال رسول اللہ ﷺ:المُتَشَبِّعُ بما لم یُعْطَ کلابس ثوبی الزور (بخاری، رقم الحدیث:

۵۲۱۹، مسلم، رقم الحدیث: ۲۱۳۰)۔

وقال النبی ﷺ: من اِ دَّعَی دعوی کا ذبۃً لیتکثر بھا لم یزد ہ اللہُ إلا قلۃً (مسلم، رقم الحدیث: ۱۱۰)۔

قال ابن تیمیۃ:من أراد أن ینقل مقالۃ عن طائفۃ فَلِیُسمّ القائلَ والناقلَ وإلا فکل أحدٍ یقدر علی الکذب (منھاج السنۃ النبویہ۲، ۵۱)۔

جواب ۳۔ وعاشروھن بالمعروف فإن کرھتموھن فعسیٰ أن تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا (سورہ النساء: ۱۹)۔

وأَن تعفوا أقرب للتقوی ولا تنسوُا الفضل بینکم (سورہ البقرہ: ۲۳۷)۔

ولولا إذسمعتموہ ظن المؤمنین والمؤمنٰت بأنفسھم خیراً (سورہ النور: ۱۲)۔

ولا تقف مالیس لک بہ علم إن السمع والبصر والفؤاد کل أولئک کان عنہ مسؤولا (سورہ بنی اسرائیل: ۳۶)۔

یا أیھا الذین اٰمنوا اجتنبو اکثیرا من الظن إن بعض الظن إثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضُکم بعضا (سورہ الحجرات: ۱۲)۔

قال رسول اللہ ﷺ: إذا طال علیکم الغیبۃ فلا یطرق أھلہ لیلا، وعنہ عن النبی ﷺ قال: إذا دخلت لیلا فلا تدخل أھلہ حتی تستحد المغیبۃ وتمتشط الشعثۃ (رواہ البخاری، مشکوۃ: ۱۰۱۱)۔

عن زید بن وھب قال :أُتِیَ ابنُ مسعود، فقیل:ھذا فلان تقطر لحیتُہٗ خمراً فقال عبد اللہ:إنا قد نُھینا عن التجسس ولکن أن یظھر لنا شیئٌ نأخذْ بہ(ابوداود، رقم الحدیث: ۴۸۹۰)۔

عن جابر بن عبد اللہ قال: کان رسول اللہ ﷺ یکرہ أن یأ تی الرجلُ أھلہ طروقا (ابوداود: ۲۷۷۶)۔

ان آیات وروایات سے معلوم ہوا کہ عام حالا ت میں کسی ددسرے کے عیوب کا تجسس جائز نہیں ہے؛ بلکہ پر دہ پوشی کا حکم ہے، اور بیوی کے عیو ب پر نظر نہ پڑسکے اس لیے شوہر کو حکم دیا گیا کہ سفر سے وا پسی پراچانک گھر میں نہ آ ئے ، اس سے معلوم ہو اکہ شوہر بیوی ایک دوسرے کے عیوب جوئی نہ کریں ۔ اگر عیوب جوئی کریں گے تو گنہہ گار ہوں گے۔

اگر کوئی نا خو ش گوار بات دیکھا ئی پڑے تو شوہر بیوی کو سمجھا ئے۔

والّٰتی تخافون نشوزھن فعظوھن (سورہ النساء : ۳۴)۔

اور اس کو اپنی آنکھ سے دیکھی گئی کوتا ہی بتلا ئے کہ :

یقول لھا بلسا نہ قد رأ یتُکِ منکِ کذا وکذا فانتھی (تفسیر قرطبی ۵ ،۳۷ مصری)۔

اصلا ح نہ ہو تو اس سے بستر الگ کر ے، پھر بھی اصلا ح نہ ہو تو ہلکی ضربی تأ دیب کرے، پھر بھی اصلا ح نہ ہو تو حکمین (حاکم، پنچایت، کھیپ،ثالث) کو معا ملے بتا

ئے مسئلے کو حل کرائے (النساء : ۳۴) ۔

جواب ۴۔ وتفقد الطير فقال مالی لا أری الهدهد أم كان من الغائبين (سوره النمل: ۲۰)۔

عام رعایا خصوصاً کمزوروں اوران کی ضررویا ت کا خیال رکھنا حکومت کی ذمہ داری ہے ۔

‘‘آ یت مذکورہ سے ثابت ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی رعا یا کے ہر طبقہ پر نظر رکھتے تھے۔ اپنی رعیت کے کمزوروں پر نظر رکھنے کا زیا دہ اہتمام فرمایا۔ صحا بۂ کرام میں فاروق اعظمؓ نے اپنے زمانہ ٔخلا فت میں اس سنتِ انبیاء کو پوری طرح جاری کیا، راتوں کو مدینہ منورہ کی گلیوں میں پھرتے تھے کہ سب لوگوں کے حالات سے با خبر رہیں، جس شخص کو کسی مصیبت وتکلیف میں گرفتا ر پاتے اس کی امداد فرما تے تھے ’’ (معارف القر آن۶،۵۷۰)۔

حضرت حا طبؓ بن ابی بلتعہ وا لی روا یت نقل کرچکا ہوں۔ دینی وملی مفادات کے لیے، نیز غزوات کے موقعوں پر رسول اللہ ﷺ نے مختلف افراد کو ما مور فرمایا کہ معاندین اور شر پسندوں کی حرکتوں اور ان کے پلان سے متعلق خبریں جمع کرکے رسول اللہ ﷺ تک پہنچا ئی جائیں۔ جن سے معلوم ہو ا کہ ملک اور قوم کے تحفظ اور مجموعی مفادا ت کے لیے حکو مت شخصی معلوما ت کو جمع کر سکتی ہے ۔

جواب۵۔ تہمت، غیبت، تجسس، تباغض، سوء ظن کی مما نعت کی بڑی وجہ یہی ہے کہ جس کے ساتھ یہ معا ملہ کیا جا رہا ہے اس کو نقصان نہ پہونچے، یہا ں وہ خو د دوسروں کو نقصا ن پہو نچا نے کی تیاری کررہا ہے، اس لیے دوسرے فریق کو اس کے ارادوں سے واقف کرا دینا جائز بلکہ بعض حالا ت میں ضروری ہو گا۔

قال اللہ تعالی :لا يحب الله الجهر با لسوء من القول إلا من ظلم (قرآن)۔

عن أنسؓ قال رسول الله ﷺ:انصر أخاک ظالما أو مظلوما! قالوا:يا رسول الله! هذا ننصره مظلوما فكيف ننصرهٗ ظالما؟ قال:تأخذ فوق يديه (بخاری، كتا ب المظالم، رقم الحديث: ۲۴۴۳،۲۴۴۴)۔

جواب ۶۔ بغیر ‘‘ اکا ؤنٹ آنر ’’ کی اطلاع کے اس کا ڈا ٹا کسی کمپنی کو دے کر روپیہ حاصل کرنا جا ئز نہیں ہے ۔ یہ استیناس، تجسس، غیبت، سرقہ کے حکم میں ہوگا، جن کے دلا ئل اوپر بیان ہو ئے۔

جواب ۷۔ اس نظام اور انتظام سے وہ مجرمین جو پوری طرح اپنے کو محفوظ سمجھ کرجرائم کو انتہا ئی جرأ ت کے ساتھ انجام دیتے ہیں ، ان کے خلا ف شواہد کی فراہمی میں کافی مدد ملتی ہے، اس لیے جو تنظمیں حکو مت سے اجا زت یا فتہ ہیں انہیں خفیہ کیمروں کے ذریعہ مظلوموں کی مدد کے لیے ایسی کا رروا ئی کرنا شرعا جا ئز بلکہ پسندیدہ ہے۔

ویڈیو ریکارڈنگ کے جواز، حکومت کی طرف سے تجسس کے دلائل، ماقبل میں بیان کرچکا ہوں ۔

جواب ۸۔ سرقہ اور مال مسرو قہ کے احکام جاری ہو ں گے ۔ چوری کرنے والے اور قصداً چوری کا ساما ن خریدنے والے دونوں گنہ گارہونگے۔

البتہ ایسا سافٹ وئیر جس سے ملکی اور ملی مفادا ت وابستہ ہوں حکومت ان کا منا سب معاوضہ دے کرخرید کرے، ایسے سافٹ وئیر ایجاد کرنے وا لوں کی حو صلہ افزا ئی کرے ۔ اگر کوئی انجینئر حکومت کی اپیل پر مناسب قیمت سے سافٹ وئیر نہ بنا ئے، بلکہ زر کشی کے لیے اپنی مرضی سے سافٹ وئیر بناکر گراں فروشی کرے یا بنائے ہوئے سافٹ وئیر سے ملی مفادات کے لیے منا سب قیمت سے تعاون نہ کرے تو اس کا قفل توڑ کر اس سے استفادہ کی گنجائش ہے۔

جواب ۹۔ اپنے مخا لف ملک کاڈاٹا چوری کرنے اور اس کے سسٹم کو خراب کرنے کے لیے وائرس ڈالنے کا کام عام طور پر حکومتونکی سر پرستی میں ہو تاہے۔ جس طرح ایک دوسرے کے مفادات کی رعایت کے معا ہدہ کے باوجود '' دشمن ملک ہمارے ملک پر حملہ کی پو زیشن میں نہ رہے ''دفاعی حکمت عملی کے تحت ایسا ہو تا ہے کہ مخا لف ملک میںآ پسی اختلا ف کی تخم ریزی اور اس کی آ بیا ری کی جاتی ہے ۔اسی سلسلے کا ایک حصہ دوسرے ملک کے کمپوٹر سسٹم پر وائرس چھوڑ نا بھی ہے ۔

مصالحت اور معا ہدہ کے بعد بھی ایک دوسرے کے خلا ف اس طرح تخریبی کا رروائیاں کرنا شرعی لحا ظ سے غلط ہے، لیکن یہ تخریبی کارروائیاں کن خا ص حالا ت اور مجبو ریوں کے تحت انجام دی جا رہی ہیں ، اس سلسلے میں دفاعی ماہرین ہی بہتر طور سمجھتے ہیں، اس لیے اس سلسلے میں جواز اور عدم جوا ز پر کوئی حتمی رائے قائم کرنے سے قبل دفاعی ماہرین کی آ راء حاصل کرنا ضروری ہے۔

عام حالات میں اجازت کے بغیر کسی کے کمپوٹر میں کوئی وائرس داخل کرنا بھی درست نہیں ہے؛ کیوں کہ ممکن ہے کہ ایک چیز کو صاحب کمپوٹر اپنے لیے بہتر سمجھتا ہو اور دوسرا اس کو فضول ۔

دوسروں کے کمپیوٹر کو ہیک کرکے وائرس ڈالنے کی اجا زت کی صورت میں بہت سے خائن قسم کے پیشہ ور ماہرین مفید وائرس کے ساتھ ہی اپنا کا روبار چلانے کے لیے مضر وائرس بھی چھوڑ سکتے ہیں، اس لیے بھی یہ غلط ہے ۔

محور سوم:

جواب ۱۔ یاأیها الذین اٰمنوا إن جاءکم فاسق بنبأٍ فتبینوا أن تصیبوا قوما بجهالة فتصبحوا علی ما فعلتم نٰدمین (سوره الحجرات: ۶)۔

کفی بالمرء کذبا أن یحدث بکل ما سمع (مسلم۱،۱۱)۔

وفی مختارات النوازل: ۹۴۔ کل شھا دۃ اخبار، ولیس اخبار بشھا دۃ، لأن فی الشھادۃ عدد، ولفظ الیمین (تفصیل کے لئے دیکھئے: مختارات النوازل ۴،۶۷۔۶۸، طبع ایفا)۔

جو خبریں کسی قوم کے خلا ف ہوں اور بڑے اختلا ف کا باعث ہوں وہ اگرفاسق لوگوں کی طرف سے موصول ہوں تو تحقیق اور شرعی شہادت کے بغیر ان کو قبول کرکے آ گے فارورڈ کرنا گناہ ہے؛ کیوں کہ فاسقوں کی خبروں کو(بغیر تحقیق شرعی کے) قبول کرنے سے اللہ نے منع فرما یا (مستفاد از معارف القرآن۹،۱۰۵، حجرات: ۶) ۔

قرآن کی آیت اور فقہی تصریحا ت کی روشنی میں :

۱۔ خلاف واقعہ باتوں کو آ گے فاروڈ کرنا جائز نہیں ہے، کذب کا گناہ ہوگا۔

۲۔جو خبریں تہمت اور الزام پر مبنی ہو ں ان کو سینڈ کرناجا ئز نہیں؛ بلکہ ان کو چھپانا باعث ثواب ہے۔

من ستر عورۃ فکأنما أحیا موؤدۃ فی قبرہ، رواہ أبوداؤد والنسائی وابن حبان والحاکم (الترغیب والترھیب۴،۱۰۳)۔

۳۔اسلام اور دین کے نام پر بے شمار سا ئٹیں اور گروپس ہیں لیکن انہیں چلانے والے، آپریٹ کرنے والے مسلمان نہیں ہیں، ان کے ناموں سے دھو کہ ہو تا ہے ، اور پھر ان کے ذریعہ تیا ر مواد کو آگے سینڈ کرکے ہم ان کی تشہیر اور اشاعت کا ذریعہ بنتے ہیں، اس طرح انجانے میں تعاون علی الإ ثم کے مرتکب ہوتے ہیں۔

اس لیے اُن علماء کے دینی پیغاما ت کوآ گے سینڈ کرنا جائز ہے ،جن کے مسلمان ہونے کے بارے میں مُرسِل کو معلوم ہو ، یا ایسے '' گروپ '' اور '' سائٹس ''سے حا صل کیا گیا ہو جو علماء اسلام کی نگرا نی میں کام کرتے ہوں ۔

۴۔دینی معاملے کی خبریں تحقیق کے بعد آ گے سینڈ کرنا جائز ہیں ۔

خاص طور پر دعوتی مواد کو، اس کے مصدر ومأ خذ اور محرر(لکھنے والے کی ایمان داری اور حب ِاسلام) کے بارے میں تحقیق کے بعد آگے سینڈ کرنا با عث ثواب ہے۔

۵۔ جو خبریں کسی مجموعی قوم سے متعلق ہوں ان کے بارے میں اصحاب حل وعقد تک پہو نچا نا اور اصحا ب حل وعقد کی طرف سے ان کے عمومی اشاعت کی ہدایت ملنے کے بعد عام کرنا جائز ہوگا ۔

۶۔ کسی معاملے کے تعلق سے شرعی شھا دت کے ساتھ جب ظالما نہ کو ششوں اور عزائم کا علم ہو جا ئے ، اور اصحابِ حل وعقد ارباب تک ان ظالما نہ عزائم واعما ل کی خبر پہو نچانا دشوار ہو ،یا اربا ب حل وعقد کسی وجہ سے کوئی منا سب اقدام اور کارروا ئی نہ کریں، یا نہ کرسکیں،تو پھرعوامی تعاون حاصل کرنے کے لیے اپنے طور پر بھی اس کو عام کرنا جائز ہے ۔

جواب ۲۔ دوسروں کے مراسلا ت میں حک وفک کرنا خیا نت ہے، اس لیے مراسلہ نگا ر کی اجا زت کے بغیر مراسلہ میں کمی زیا دتی نا جائز ہے۔

جواب۳۔ بوقت ضرورت حکومت کو یہ حق حا صل ہے کہ معا وضہ دے کر کسی کی نجی مفید معلوما ت کو افادۂ عام کی غرض سے لوگوں میں عام کردے، نیز خصوصاً عدالتی اور تعزیری کار روائیوں کو بھی عام کرنے کا حق حا صل ہے ۔

أن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ أمر بشاهد الزور أن يسخم وجهہ ويلقى فى عنقہ عمامتہ ويطاف بہ فى القبائل ويقال:إن هذا شاهد زور فلا تقبلوا لہ شها دتَہ (مصنف عبد الرزاق۸؍۲۵۲، باب عقوبۃ شاهد الزور)۔

جواب۴۔ یقینی طور پر جب کسی اشتہا رکے بارے میں معلوم ہوجائے کہ اس میں ناجا ئز کام کی ترغیب ہے تو اس کو آ گے فار ورڈ کرنا گنا ہ ہے۔ اس اشتہا ر پر ملنے والا معا وضہ حرام ہو گا۔جن اشتہارا ت کے بارے میں یقینی طور پر حرام کی ترغیب کے بارے میں نہ معلوم ہو سکے ان کی اشاعت پر اجرت جائز ہے ۔ نیز جو چیزیں بذا ت خو د معصیت کے لیے مختص نہیں ہیں بلکہ عامل و مشتری اپنے عمل کے ذریعہ اسے معصیت میں استعمال کرسکتا ہو ان کی اشاعت پر حاصل شدہ اجرت جائز ہے اور حلال ہے ۔ دلا ئل شروع میں محور اول میں بیان کر چکا ہوں ۔

جواب ۵۔ کا رٹون میں ذی روح کی تصویر سازی کی قباحت بھی کم ہوجاتی ہے۔ کارٹونک فلمیں نفسیاتی لحاظ سے (خاص طور پر بچوں کی تعلیم کے لیے) کافی مفید ہوتی ہیں۔

عمر کے لحا ظ سے مضا مین اور مناظر کی طرف انسانوں کا ذہنی ارتکاز (concentration) ایک منٹ میں ۶،۷؍ بار سے لے کر ۱۴،۱۵؍ بار ٹو ٹتا ہے۔ کو ئی اگر کسی چیز کو دیکھتا ہے تواس کی طرف اس کے دماغ سے ایک روشنی نکلتی ہے، یہ روشنی ۷، ۱۵؍ سیکنڈ تک نکلتی رہتی ہے۔ جب تک یہ روشنی دما غ سے آ نکھ کے راستے نکلتی رہتی ہے ناظر کی توجہ منظر (Scenes) پر جڑی رہتی ہے، اور جیسے ہی ۷سے ۱۵؍ سیکنڈ کا وقفہ پورا ہو تا ہے اس وقت دما غ سے روشنی نکلنی بند ہوجاتی ہے اور نا ظر کی توجہ منظر(scenes)سے بھٹک جاتی ہے۔ آ نکھ کے سامنے سابقہ منظر کے علاوہ کوئی دوسرا منظر پیش کردیا جائے تو پھر دماغ سے روشنی نکلنی شروع ہو جاتی ہے ۔ایک ہی مضمون پر ذہنی ارتکاز کومسلسل باقی رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ منظر یااس کی زمین کوایک منٹ میں اتنی ہی بار ذہنی ارتکاز ٹوٹنے سے قبل ہی بدلے جائیں۔ مثلا منظر (Scenes) سے بچے کا ذہنی ارتکاز ((Concentration ۷؍ سکنڈمیں ٹو ٹتا ہے تو ضروری ہے کہ ۷ویں سیکنڈسے پہلے ہی ۶ویں سیکنڈ میں منظر (Scenes)یا اس کی زمین(Base & Background) میں کوئی تبدیلی کردی جائے، اس طرح صرف ایک منٹ نہیں بلکہ کئی کئی گھنٹوں تک بچے اورناظرین کی توجہ کو

کسی ایک ہی مضمون پر ٹکا یا جاسکتا ہے۔ یہ کام ڈیجیٹل تصا ویر یا اسمارٹ کلاسز (Smart classes) سے بخو بی حا صل ہوجاتی ہے ۔فلموں کے بارے میں لوگوں کو معلوم ہوتا ہے کہ پوری کی پو ری کہا نی فرضی ہے ،اس کا جھوٹ معلوم ہونے کے با وجود ناظر پوری توجہ کے ساتھ کامل تین گھنٹے تک مسلسل اس کو دیکھتے رہتے ہیں ۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ذہنی ارتکاز (concentration)کے لیے نفسیات کی ان فنی نکات کا ملحوظ رکھا جاتا ہے، اس لیے تعلیم اور تبلیغ کے لیے کا رٹو نک فلموں کو فروغ دینا چاہئے ۔

کارٹون کی شکل میں انسان کی توہین ہوتی ہے، کا رٹون کسی متعین شخص کا بنانامناسب نہیں، نیز سر کاٹ کر دوسرے کا سر لگا نا ،گدھے کی آواز کو اس کی آ واز میں ملادینا یہ بھی جائز نہیں ہے ۔ نیز کسی انسان کا کا رٹون بنا یا جائے تو اس میں اگر لمز، تنابز، بئس الاسم، فسق وغیر ہ باتیں پائی جاتی ہیں توایسی کا رٹون سازی نا جائز اور معصیت ہے۔

یا أیھاالذین اٰمنوا لا یسخر قوم من قوم عسیٰ أن یکونوا خیرا منھم ولا نساء من نساءٍ عسیٰ أن یکنَّ خیرا منھن، ولا تلمزوا أنفسکم ولا تنابزوا بالألقاب، بئس الاسم الفسوق بعد الإیمان (سورہ الحجرات: ۱۱)۔

جواب۶۔ مو بائل کمپنیاں حکو مت سے معا ھدہ کے تحت لوگونکی گفتگو کو محفوظ کرتی ہیں، اس لیے ان کا یہ عمل شرعا جا ئز بلکہ ضروری ہے؛ البتہ محفوظ کی گئی لوگوں کی گفتگو کو حکومت کے علا وہ کسی اور کو فراہم کرنا جائز نہیں ہے ۔ دلا ئل تجسس، استیناس، غیبت، تہمت، ذہنی وجسمانی نقصان پہونچانے پر مما نعت والی روا یا ت ہیں ۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

* * *

سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ سے متعلق اہم مسائل

ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی•

نئی صدی میں قدم رکھتے ہی انفارمیشن ٹکنالوجی نے حیرت انگیز ترقی کی ہے، ٹیلی فون، کمپیوٹر اور انٹرنیٹ جو کبھی مالدار طبقہ کی دست رس میں تھے، اب ہر ہاتھ میں نظر آنے لگے، صحافت اور میڈیا پر پہلے حکمراں اور سرمایہ دار طبقہ کی اجارہ داری تھی، اب اسمارٹ فون کی دستیابی اور آسانی کے ساتھ اس کا انٹرنیٹ سے کنکشن، واٹس اپ، فیس بک، یو ٹیوب اور ٹیوٹر وغیرہ جیسے سوشل میڈیا تک ہر شخص کی رسائی نے ہر خاص و عام کو ایڈیٹر، نیوز رائٹر، پبلیشر اور فوٹو گرافر بنا دیا ہے، اور اب اخبار، ریڈیو اور نیوز چینلس سے پہلے کسی حادثہ کی خبر منٹوں میں جنگل کی آگ کی طرح سوشل میڈیا کے ذریعہ پھیل جاتی ہے، ان سہولیات سے شرپسند عناصر بھی فائدہ اٹھاکر بڑے پیمانہ پر فتنہ و فساد، نفرت، پروپیگنڈہ اور تفرقہ بازی کے شعلے بھڑکانے میں مسلسل لگے ہوئے ہیں، بہ حیثیت مسلمان ہم جدید ذرائع ابلاغ کا مثبت استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ اسلام کے اصولوں سے انحراف نہیں کرسکتے ہیں، اس لئے علماء و محققین اسلام کی ذمہ داری ہے کہ ان ذرائع ابلاغ کی جائز حدود متعین کرکے امت کی رہ نمائی کا عظیم فریضہ انجام دیں۔

محور اول:

(۱) اسمارٹ فون رکھنے کا حکم:

مختلف سہولتوں کے حامل موبائل جس کو اسمارٹ فون کہا جاتا ہے، یہ در اصل رابطہ اور وسیع و متنوع معلومات کی تحصیل و ترسیل کا آلہ ہے، اور خدا ناترسیدہ افراد ناجائز اور فحش کاموں کے لئے بھی اس کا استعمال کرتے ہیں، اس لئے جائز کاموں کے لئے اس کا استعمال جائز ہوگا؛ کیونکہ براہ راست اسمارٹ فون سے گناہ کاتعلق نہیں ہے، جب تک کہ فحش چیزیں اس میں ڈاؤن نہ کی جائیں یا بھیجی نہ جائیں، علامہ شامی نے بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

وعلم من ہذا أنہ لایکرہ بیع مالم تقم المعصیۃ بل کبیع الجاریۃ المغنیۃ، والکبش النطوح، والحمامۃ الطیارۃ، والعصیر، و الخشب ممن یتخذ منہ المعازف (رد المحتار:

• اسسٹنٹ پروفیسر وصدر شعبۂ اردو، گورنمنٹ ڈگری کالج سدّی پیٹ، تلنگانہ۔

۶، ۳۹۱، المکتبۃ الشاملہ)۔

(اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کے ساتھ معصیت قائم نہ ہو اس کی خرید و فروخت مکروہ نہیں ہے، جیسے: گانے والی باندی، لڑاکا مینڈھا، تیز اڑنے والی کبوتری، پھلوں کا رس اور ایسی لکڑی جس سے بانسری بنائی جاتی ہے)۔

محل استدلال خاص طور پر یہ ہے کہ جب گانے والی باندی کا خریدنا اس لئے جائز ہے کہ اس سے گانے کے علاوہ دوسرا کام بھی لیا جاسکتا ہے؛ البتہ جب اس سے خاص طور پر صرف گانے بجانے کا کام لیا جائے تو یہ جائز نہیں ہوگا۔ اسی طرح اسمارٹ فون سے جائز اور مستحسن کاموں کو چھوڑ کر صرف غلط اور فحش کاموں کے لئے استعمال کیا جائے تو یہ جائز نہیں ہوگا۔

و ینہی عن الفحشاء و المنکر والبغي (النحل: ۹۰)۔

(اور اللہ تعالیٰ بے حیائی کے کاموں، ناشائستہ حرکتوں اور ظلم و زیادتی سے منع فرماتا ہے)۔

(۲) اسمارٹ فون میں قرآن مجید اور دینی کتب محفوظ کرنا:

اسمارٹ فون کی حیثیت موبائل فون کے ساتھ موبائل کمپیوٹر کی سی ہے، جس میں غیر مرئی طور پر الگ الگ خانوں میں بغیر اختلاط ہر جائز و ناجائز معلومات، کتب اور مناظر جمع کیے جاسکتے ہیں، ایسے موبائل میں تلاوت کے لئے قرآن مجید اور دوسری دینی کتب کو محفوظ کرنا اور آن لائن دیکھنا اور پڑھنا جائز ہوگا، جیسا کہ لوح محفوظ میں قرآن مجید کے بشمول ہر طرح کی معلومات محفوظ ہیں:

۱- ‘‘إنہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون’’ (الواقعہ: ۷۸-۷۷)۔

(یہ باعزت قرآن ہے، جو محفوظ کتاب میں (درج) ہے)۔

۲- ‘‘بل ہو قرآن مجید فی لوح محفوظ’’ (الطارق: ۲۲-۲۱)۔

(بلکہ وہ ایک باعظمت قرآن ہے جو لوح محفوظ میں (لکھا ہوا) ہے)۔

۳- ‘‘إنا نحن نحیی الموتی ونکتب ما قدموا وآثارہم، و کل شئ أحصیناہ فی إمام مبین’’ (یٰس: ۱۲)۔

(بے شک ہم مردوں کو زندہ کریں گے اور جو اعمال وہ بھیج چکے اور جو نشان پیچھے چھوڑ گئے (سب کو) ہم لکھتے ہیں، اور ہر چیز کو ہم نے روشن کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں لکھ رکھا ہے)۔

علامہ قرطبی تیسری آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والإمام:الکتاب المقتدی بہ الذی ہو حجۃ، و قال مجاہد و قتادۃ و ابن زید:أراد اللوح المحفوظ، وقالت فرقۃ: أراد صحائف الأعمال (تفسیر القرطبی: ۱۳، ۱۵)۔

(امام سے مراد وہ کتاب ہے جو لائق اقتداء اور حجت ہے، مجاہد، قتادہ اور ابن زید

نے اس سے لوح محفوظ مراد لیا ہے، اور ایک جماعت نے اس سے لوگوں کے نامۂ اعمال مراد لیا ہے)۔

قاضی بیضاوی اس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ونکتب ما قدموا ما أسلفوا من الأعمال الصالحۃ و الطالحۃ، و آثارہم الحسنۃ کعلم علموہ و جبین وقفوہ والسیئۃ کإشاعۃ باطل و تاسیس ظلم، و کل شئ أحصیناہ فی إمام مبین یعنی اللوح المحفوظ (تفسیر البیضاوی: ۲۶۴،۴)۔

(اور جو اچھے برے اعمال کا ذخیرہ وہ بھیجیں گے اور نیک آثار جیسے: علم اور سجدے کے نشانات، اور برے آثار جیسے: باطل کی اشاعت اور ظلم کی بنیاد، ہم انہیں لکھ لیتے ہیں، اور ہم نے ہر چیز کو کتاب مبین یعنی لوح محفوظ میں جمع کردیا ہے)۔

اور حافظ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے:

''و کل شئ أحصیناہ فی إمام مبین'' أی جمیع الکائنات مکتوب فی کتاب مسطور مضبوط فی لوح محفوظ و الإمام المبین ہاہنا ہو أم الکتاب، قالہ مجاہد و قتادۃ و عبد الرحمن بن زید بن اسلم (تفسیر ابن کثیر: ۵۶۸،۶)۔

(ہر چیز کو ہم نے امام مبین میں محصور کردیا ہے، یعنی کائنات کی تمام چیزیں لوح محفوظ میں لکھی ہوئی محفوظ ہیں، امام مبین سے یہاں مراد ام الکتاب ہے، مجاہد، قتادہ اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم اسی کے قائل ہیں)۔

(۳) موبائل میں تلاوت قرآن کا حکم:

اگر موبائل میں قرآن مجید کی تلاوت کی جائے تو موبائل کا پورا سیٹ قرآن مجید کے حکم میں نہیں ہوگا؛ البتہ قرآن کا جو حصہ نظر آئے وہ کاغذ پر لکھی آیات کے حکم میں ہوگا، اور اس کو بلا وضو چھونا اور اس پر ہاتھ رکھنا جائز نہیں ہوگا، جیسا کہ جوہرہ میں ہے:

لا یجوز لہ مس شئ مکتوب فیہ شئ من القرآن من لوح، أو درہم أو غیر ذلک إذا کان آیۃ تامۃ (الجوہرۃ النیرۃ: ۳۱،۱)۔

(تختی یا درہم وغیرہ پر جو کچھ آیت قرآنی لکھی ہو اس کو چھونا جائز نہیں ہوگا، جب کہ مکمل ایک آیت ہو)۔

(۴) مفید پیامات کی ترسیل:

موبائل اور واٹس اپ پر بہت سے دینی یا مفید معلوماتی پیغامات آتے رہتے ہیں، جو تحریر اور آواز کی شکل میں ہوتے ہیں، ان کو دوسروں کے پاس بھیجنا درست ہوگا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''لا خیر فی کثیر من نجواہم إلا من أمر بصدقۃ أو معروف أو إصلاح بین الناس، ومن یفعل ذلک ابتغاء مرضات اللہ فسوف نؤتیہ أجرا عظیما'' (النساء: ۱۱۴)۔

(ان لوگوں کی بہت سی سرگوشیوں میں بھلائی نہیں، ہاں مگر جو کوئی خیرات دینے

یا کسی کو نیک کام کرنے یا لوگوں کے درمیان صلح صفائی کرانے کی ترغیب دیتا ہے، اور جو ایسے کام اللہ کی خوش نودی کے لئے کرے گا، ہم اس کو بڑا ثواب دینگے)۔

البتہ جو لوگ میسج بھیجنا پسند نہیں کرتے ہوں، اور مصروفیات کے باعث ان کو تکلیف ہوتی ہو تو ان کو میسج فارورڈ کرنا مناسب نہیں ہے:

''والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا وإثما مبینا'' (الاحزاب: ۵۸)۔

(اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ناحق ستاتے ہیں، بے شک وہ بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں)۔

(۵) غیر محرم مرد و عورت کو پیغامات کی ترسیل:

غیر محرم مردوں اور عورتوں کو دینی، اصلاحی اور مفید معلوماتی پیغامات بھیجنا جائز ہوگا؛ جب کہ ان میں کوئی غیراخلاقی بات شامل نہ ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''و المؤمنون والمؤمنات بعضہم أولیاء بعض، یأمرون بالمعروف و ینہون عن المنکر'' (التوبہ: ۷۱)۔

(اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں کہ اچھے کام کرنے کو کہتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں)۔

(۶) تصویر والے پیامات کا حکم:

بعض پیامات تصویروں کی شکل میں ہوتے ہیں، یا ان میں تصویریں بھی شامل ہوتی ہیں، تو اگر عریانیت اور پُرکشش تصویر نہ ہو اور اجنبی مرد و عورت کے جن حصوں کا دیکھنا جائز ہے اتنا ہی حصہ نظر آتا ہو تو اسے شیئر کرنا اور آگے بڑھانا جائز ہوگا، اور ''الأمور بمقاصدہا'' کے تحت ایسی تصویر کو گوارا کیا جاسکتا ہے۔ فی کلام الشیخ دلالۃ علی أنہ لا یباح لہ النظر إلی قدمہا، وروی الحسن عن أبی حنیفۃ أنہ یباح ذلک، لأن المرأۃ تضطر إلی المشی فیبدو قدمہا فصار کالکف، و لأن الوجہ یشتہی والقدم لا یشتہی، فإذا جاز النظر إلی وجہہا فقدمہا أولی (الجوہرۃ النیرۃ۲،۲۸۳)۔

لیکن اگر تصویر سے شہوت بھڑکنے کا اندیشہ ہو تو جائز نہیں ہوگا، جیسا کہ فقہ کا قاعدہ ہے: درء المفاسد أولیٰ من جلب المنافع (الاشباہ والنظائر لابن نجیم۱،۷۸)، نقصان کو دور کرنا نفع حاصل کرنے سے زیادہ اہم ہے۔

(۷) CCTV کیمرہ نصب کرنے کا حکم:

آج کل سرکاری و خانگی اداروں، عوامی مقامات، یہاں تک کہ چھوٹی بڑی دوکانوں میں CCTV کیمرے نصب کیے گئے ہیں؛ تاکہ عملہ اور سامان کی نگرانی اور چوروں اور شرپسندوں سے حفاظت ہوسکے، اور حادثات کی صورت میں اصل قصوروار کو کیفر کردار تک پہنچایا جاسکے، اور بے قصور افراد کو محض شبہ کی بنیاد پر ماخوذ ہونے

سے نجات حاصل ہو، اس لئے آج کل مساجد میں ائمہ، مؤذنین اور مصلیان کی نگرانی اور امکانی حادثات سے بچاؤ کی خاطر CCTV کیمرے لگائے جارہے ہیں، حیدرآباد کی مکہ مسجد میں ۲۰۰۷ء میں بم دھماکے کے بعد کیمرے نصب کئے گئے؛ تاکہ اس طرح کے واقعات کا اعادہ نہ ہو۔ CCTV کا مقصد تصویر سازی نہیں؛ بلکہ تصویری دستاویز کا ریکارڈ محفوظ کرنا ہے؛ تاکہ کسی حادثہ یا نا انصافی کے وقت بہ طور ثبوت پیش کیا جاسکے، جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کے مقاصد، عدل و انصاف کے قیام اور شہادت حق کی نیت سے CCTV کیمرہ لگانے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ قرآن مجید کی کئی آیات سے اس سلسلہ میں روشنی حاصل کی جاسکتی ہے۔

۱- ‘‘یا أیہا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ’’ (النساء: ۱۳۵)

(اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو، اللہ کے لئے سچی گواہی دو)۔

۲- ‘‘ومن أحیاہا فکأنما أحیا الناس جمیعا’’ (المائدہ: ۳۲)۔

(اور جس نے ایک شخص کو مرنے سے بچایا، اس نے گویا سب آدمیوں کو بچا لیا)۔

۳- ‘‘لا تَظلمون و لا تُظلمون’’ (البقرہ: ۲۷۹)۔

(نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر کوئی ظلم ہے)۔

(۸) اسکیننگ مشین کا استعمال:

مغربی ممالک کے ایئر پورٹوں پر ایسی اسکیننگ مشین استعمال کی جارہی ہے کہ جو شخص اس مشین کے سامنے سے گزرے تو اس کا پورا جسم مشین کے اسکرین کے سامنے بیٹھے ہوئے شخص کو بے لباس نظر آتا ہے، شاید مغرب کی نقالی اور دہشت گردی کے واقعات میں اضافہ ہونے کی وجہ سے اپنے ملک میں بھی اس کا استعمال شروع ہوجائے، ظاہر ہے عمومی طور پر اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے۔

البتہ کوئی خطرناک ملزم ہو، اور اس کے بارے میں شبہ ہو کہ اس کے پاس دھماکہ خیز اشیاء ہے جس کا استعمال کرکے وہ خود کو اور دوسروں کو نقصان پہنچا سکتا ہے، یا اس کے پاس کوئی اہم راز ہو تو اس کو اسکیننگ مشین کے سامنے سے گزارا جاسکتا ہے، جیسا کہ فتح کے موقع پر حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کا خفیہ خط لے جانے والی عورت سے صحابہؓ نے کہا تھا:

لتخرجن الکتاب أو لنجردنک، و فی الطریق الأخری أو لنلقین الثیاب (بخاری، حدیث نمبر: ۱۱۳۴)۔

(خط نکال دے ورنہ تجھے برہنہ کردیں گے، اور ایک روایت میں ہے کہ کپڑے اتار دیں گے)۔

فقہاء نے ضرورت کے تحت ستر دیکھنے کی اجازت دی ہے:

‘‘وقولہ: إلا لحاجۃ’’ ہو أن یرید الشہادۃ علیہا فیجوز لہ النظر إلی وجہہا و إن خاف

الشہوۃ، لأنہ مضطر فی إقامۃ الشہادۃ، أصلہ شہود الزنا الذین لابدلہم من نظرہم إلی العورۃ إذا أرادوا إقامۃ الشہادۃ'' (الجوہرۃ النیرۃ۲،۲۸۴)۔

(ضرورت کی بنا پر ستر دیکھنا جائز ہے کہ جب عورت کے خلاف گواہی دینے کا ارادہ ہو، تو اس کا چہرہ دیکھنا جائز ہوگا، اگرچہ شہوت کا اندیشہ ہو؛ کیونکہ گواہی دینے کی وجہ سے وہ مجبور ہے، اس کی اصل زنا کے گواہ ہیں، جن کے لئے ستر کا دیکھنا ضروری ہے، جبکہ گواہی دینے کا ارادہ ہو)۔

اور فتاوی عالم گیری میں ہے:

ویجوز النظر إلی الفرج للخاتن و للقابلۃ و للطبیب عند المعالجۃ، و یغض بصرہ ما استطاع کذا فی السراجیۃ (الفتاوی الہندیہ ۵،۳۳۰)۔

(ختنہ کرنے والے اور دایہ اور معالج کے لئے شرم گاہ دیکھنا جائز ہوگا؛ لیکن جہاں تک ہوسکے نگاہ پست رکھے، جیسا کہ فتاوی سراجیہ مینہے)۔

محور دوم:

(۱) انٹرنیٹ سے معلومات کی چوری:

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں اپنی چیزوں کے اخفا کا مزاج رکھا ہے، کچھ لوگ اپنی رازدارانہ باتوں کو فائل بناکر کمپیوٹر میں محفوظ کردیتے ہیں اور بغیر پاس ورڈ (Password) کے اسے حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے، لیکن آئی ٹی کے کچھ ماہرین کے اندر یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ پیشہ ورانہ مہارت کے ذریعہ وہ معلومات حاصل کرلیتے ہیں، ان کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے؛ بلکہ حرام ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

کل المسلم علی المسلم حرام دمہ وعرضہ ومالہ (مسلم: ۲۵۶۴، ترمذی: ۱۹۲۷، ابوداؤد: ۴۸۸۲)۔

(ہر مسلمان پر دوسرے مسلم کا خون، عزت اور مال حرام ہے)۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''ولا تجسسوا'' (الحجرات: ۱۲)

(اور ایک دوسرے کے تجسس میں نہ رہا کرو)۔

اور فرمان نبوی ؐ ہے:

''و لا تحسسوا ولا تجسسوا'' (مسلم: ۲،۳۱۶، کتاب البر، باب تحریم الظن و التجسس)۔

علامہ نوویؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

قال بعض العلماء: التحسس بالحاء الاستماع لحدیث القوم و بالجیم البحث عن العورات و قیل: بالجیم التفتیش عن بواطن الأمور ---- و قیل:ہما بمعنی، و ہو طلب معرفۃ الأخبار الغائبۃ

والأحوال (شرح النووی علی صحیح مسلم ۳۱۶،۲)۔

(بعض علماء نے کہا: تحسس حاء کے ساتھ قوم کی بات سننے کے معنی میں ہے، اور تجسس جیم کے ساتھ رازوں کو کریدنے کے معنی میں ہے، اور کہا گیا ہے کہ جیم کے ساتھ تجسس باطنی چیزوں کی تفتیش کے معنی میں ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دونوں ایک ہی معنی میں ہیں اور وہ ہے پوشیدہ خبروں اور پوشیدہ احوال کو جاننے کی خواہش)۔

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں:

التحسس:البحث عن الشئ، و التجسس:الاستماع إلی حدیث القوم و ہم لہ کارہون، أو یتسمع علی أبوابہم (تفسیر ابن کثیر ۲۱۵،۴)۔

تحسس کے معنی کسی چیز کو کریدنا اور تجسس کے معنی لوگوں کی بات سننا جس کووہ ناپسند کرتے ہوں، یا ان کے دروازے پر کان لگاکر سننے کی کوشش کرنا ہے۔

اور صاحب التسہیل لعلوم التنزیل لکھتے ہیں:

‘‘ولا تجسسوا’’ أی لا تبحثوا عن مخبآت الناس، و قرأ الحسن:تحسسوا بالحاء وا لتجسس بالجیم فی الشر وبالحاء فی الخیر، وقیل:التجسس ما کان من وراء، والتحسس بالحاء الدخول والاستعلام (التسہیل لعلوم التنزیل: ۲۹۷،۲)۔

(‘‘اور تجسس میں نہ رہو ’’ یعنی لوگوں کی پوشیدہ چیزوں کو نہ کریدو، حسن نے حاء کے ساتھ تحسس پڑھا ہے، تجسس جیم کے ساتھ برے معنی میں اور حاء کے ساتھ اچھے معنی میں استعمال ہوتا ہے، اور کہا گیا ہے کہ تجسس وہ ہے جو پیچھے سے ہو اور تحسس حاء کے ساتھ داخل ہونے اور دریافت کرنے کے معنی میں ہے)۔

ایک حدیث میں ہے:

إنک إن اتبعت عورات المسلمین أفسدتہم، أو کدت أن تفسدہم، حدیث صحیح رواہ ابوداؤد (۴۸۸۸) بإسناد صحیح، (ریاض الصالحین للنووی: ۶۰۳)۔

(اگر تم مسلمانوں کی پوشیدہ باتوں کے پیچھے پڑوگے تو انہیں بگاڑ دوگے، یا بگاڑ کے قریب کردوگے)۔

اب اگر معلومات چوری کرنے کی وجہ سے معاشی نقصان ہوا تو چوری کرنے والے کو اس کا تاوان ادا کرنا واجب ہوگا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم (البقرہ: ۱۹۴)۔

(تو اگر کوئی تم پر زیادتی کرے تو جیسی زیادتی تم پر کرے ویسی ہی زیادتی تم بھی اس پر کرو)۔

اور اگر عزت و آبرو کو ٹھیس پہنچی ہو تو معافی مانگنا ضروری ہوگا ورنہ تعزیر کی گنجائش ہوگی، اور اگر اصل شخص کو کوئی نقصان نہ پہنچا ہو تو معافی مانگنا اور شکریہ ادا کرنا مستحب ہوگا۔

۲- مسروقہ معلومات کو آگے بڑھانا:

اگر کسی نے انٹرنیٹ سے دوسرے کی خفیہ معلومات چوری کرلی تو اس نے ایک گناہ کا ارتکاب کیا، اور پھر اس نے ان معلومات کو اصل شخص کی اجازت کے بغیر آگے بڑھا دیا تو اس نے دوہرا گناہ کیا، اور اپنے سرقہ میں دوسرے کو بھی شریک کرلیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ولیحملن أثقالہم وأثقالا مع أثقالہم (العنکبوت: ۱۳)۔

(اور یہ لوگ اپنے (گناہوں کا) بوجھ بھی اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور لوگوں کے بوجھ بھی اٹھائیں گے)۔

۳- شوہر بیوی کا ایک دوسرے کی جاسوسی کرنا:

شوہر بیوی کا ایک دوسرے سے قریبی تعلق ہوتا ہے، اور دونوں کے مفادات ایک دوسرے سے مربوط ہوتے ہیں، لیکن اس کے باوجود دونوں کے معاملات، مسائل اور ترجیحات ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں، دونوں کے دوست احباب اور تعلقات کا دائرہ الگ الگ ہوتا ہے، اس لئے دونوں کے عمومی مفادات سے ہٹ کر دوسرے معاملات میں بغیر اطلاع ایک دوسرے کے رازوں کو جاننا اور اس کی جاسوسی کرنا جائز نہیں ہوگا اور یہ خیانت میں شمار ہوگا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یعلم خائنۃ الأعین وما تخفی الصدور (المومن: ۱۹)

(وہ (اللہ) آنکھوں کی چوری کوجانتا ہے اور جو (باتیں) سینوں میں پوشیدہ ہیں ان کو بھی)۔

اور آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا:

خذی ما یکفیک و ولدک بالمعروف (مسند الحمیدی۱؍۲۷۹، حدیث نمبر: ۲۴۴)۔

(تم ابو سفیانؓ کے مال میں سے اتنا لے سکتی ہو جو معروف طریقہ پر تم کو اور تمہاری اولاد کے لئے کافی ہوجائے)۔

اس سے معلوم ہوا کہ غیر معروف طریقہ پر میاں بیوی کا ایک دوسرے کا مال لینا یا خفیہ معلومات حاصل کرنا جائز نہیں ہوگا۔

۴- حکومت اور محکمۂ پولیس کا خفیہ معلومات حاصل کرنا:

حکومت اور محکمۂ پولیس بعض دفعہ امن عامہ کے لئے شخصی معلومات حاصل کرتے ہیں؛ تاکہ جرائم پیشہ عناصر پر نظر رکھی جائے، اس مقصد کے لئے دوسرے کی خفیہ معلومات حاصل کرنا جائز نہیں ہوگا؛ کیونکہ یہ شخصی آزادی کے خلاف ہے جیسا کہ قرآن و حدیث میں ‘‘لاتجسسوا ’’ کا واضح حکم دیا گیا ہے، اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی عدالت کا واقعہ ہے:

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ أنہ أتی برجل فقیل لہ:ہذا فلان تقطر لحیتہ خمرا، فقال:إنا

قد نہینا عن التجسس،و لکن إن یظہر لنا شئ نأخذ بہ (حدیث حسن صحیح، رواہ ابو داؤد، حدیث نمبر: ۴۸۹۰، باسناد علی شرط البخاری و مسلم، ریاض الصالحین: ۶۰۳)۔

(سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک شخص کو لایا گیا اور ان سے کہا کہ یہ فلاں شخص ہے، اس کی داڑھی سے شراب کے قطرے ٹپکتے ہیں، انہوں نے فرمایا: ہمیں تجسس سے منع کیا گیا ہے، اگر ہم پر کچھ ظاہر ہو تو اس پر گرفت کریں گے)۔

اور ''لاتجسسوا '' کی وضاحت کرتے ہوئے صاحب زاد المسیر لکھتے ہیں:

فالمعنی لا یبحث أحدکم عن عیب أخیہ لیطلع علیہ إذ سترہ اللہ، قیل لابن مسعود:ہذا الولید بن عقبۃ تقطر لحیتہ خمرا، فقال: إنا نہینا عن التجسس، فإن یظہر لنا شئ نأخذہ (زاد المسیر ۱۵۲،۴)۔

مطلب یہ ہے کہ کوئی اپنے بھائی کے عیب سے باخبر ہونے کے لئے اس کو نہ کریدے، جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو چھپا دیا ہے، ابن مسعودؓ سے کہا گیا: یہ ولید بن عقبہ ہے، اس کی داڑھی سے شراب کے قطرے ٹپکتے ہیں، آپؓ نے فرمایا: ہمیں تجسس سے روکا گیا ہے، اگر ہم پر کچھ ظاہر ہوگا تو اس کی پکڑ کریں گے۔

البتہ حکومت کو اختیار ہوگا کہ وہ متعینہ طور پر زیر تفتیش ملزم کی حقیقت جاننے کے لئے اس کی خفیہ معلومات حاصل کرے۔

۵- دہشت گرد عناصر کا افشائے راز:

اگر کوئی شخص دوسرے کی خفیہ معلومات تک پہنچ جائے اور ان معلومات سے یہ واضح ہو جائے کہ وہ کسی کو نقصان پہنچانے یا تباہی مچانے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس شخص کے لئے صیانتی نقطۂ نظر سے محکمۂ پولیس اور محکمہ انٹلی جنس کو ایسی معلومات کی اطلاع دینا مناسب ہوگا۔

ومن أحیاہا فکأنما أحیا الناس جمیعا (المائدہ: ۳۲)۔

(اور جس نے ایک جان کومرنے سے بچایا اس نے گویا سب کو بچا لیا)۔

اور فقہی قاعدہ ہے:

درء المفاسد أولی من جلب المنافع (الاشباہ والنظائر لابن نجیم: ۷۸،۱)۔

(نقصان کو دور کرنا نفع حاصل کرنے سے زیادہ اہم ہے)۔

۶- فیس بک سے ڈاٹا جمع کرنے کی ملازمت:

بہت سے لوگ فیس بک میں اپنا اکاؤنٹ کھولتے ہیں اور اس میں ان کی بہت سی نجی معلومات موجود ہوتی ہیں، بعض کمپنیاں تجارت یا دوسرے مقاصد کے تحت ماہرین سے کہتی ہیں کہ وہ ان معلومات کا ڈاٹا جمع کرکے ان کو مہیا کریں، کسی مسلمان کمپنی کے لئے اس طرح کا ڈاٹا جمع کروانا اور کسی مسلمان کے اس طرح کا ڈاٹا جمع کرکے

کمپنی کو مہیا کرنا اور اس کی اجرت حاصل کرنا جائز نہیں ہوگا، ابھی حال ہی میں گوگل کمپنی نے ہزاروں لوگوں کے راز افشا کئے ہیں جس پر میڈیا میں ہر طرف سے تنقید کی جارہی ہے، فتاوی ہندیہ میں ہے:

السارق أو الغاصب استأجر ليحمل المسروق و المغصوب لم يجز، لأن نقل مال الغير معصية، كذا في محيط السرخسي (الفتاوى الهندية ۴، ۴۵۵)۔

(چور یا غاصب مال مسروقہ یا مغصوبہ کو اٹھانے کے لئے کسی کو اجرت پر رکھے تو یہ جائز نہیں ہے؛ کیونکہ دوسرے کا مال منتقل کرنا گناہ ہے، جیسا کہ امام سرخسیؒ کی کتاب محیط میں ہے)۔

۷- مجرموں کے خلاف شہادت فراہم کرنے کے لئے خفیہ کیمروں کا استعمال:

بعض تنظیمیں مجرم سیاست دانوں اور دوسرے خطرناک مجرموں کے جرائم پر شہادت و ثبوت فراہم کرنے کی غرض سے خفیہ کیمروں کا استعمال کرتی ہیں، جیسا کہ ہندوستان میں تہلکہ ڈاٹ کام کئی خطرناک مجرمین کے جرم کو منظر عام پر لاچکی ہے، اور اس سے مظلوموں کو مدد بھی ملی ہے، اس طرح کی کارروائی شرعاً جائز ہوگی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يا أيها الذين آمنوا كونوا قوامين بالقسط شهداء لله و لو على أنفسكم أو الوالدين والأقربين، إن يكن غنيا أو فقيرا فاللّٰه أولى بهما (النساء: ۱۳۵)۔

(اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو، اللہ کے لئے سچی گواہی دو خواہ (یہ گواہی) تمہاری ذات یا تمہارے ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، اگر کوئی مالدار ہے یا محتاج ہے تو اللہ سب سے بڑھ کر ان کا خیر خواہ ہے)۔

۸- دوسرے کے سافٹ ویئر چرانا:

سافٹ ویئر کے ماہرین انجنیئر مخصوص مقاصد کے لئے سافٹ ویئر تیار کرتے ہیں، اس کی تیاری میں کافی صرفہ آتا ہے، اور کافی صلاحیتیں اور محنتیں لگتی ہیں، اس لئے قانونی طور پر اس کو ان کی ملکیت مانا جاتا ہے اور اس کا قفل توڑ کر اس سے استفادہ کو قانونا جرم مانا گیا ہے، اس لئے کسی شخص کا اپنی مہارت کے ذریعہ اس کا قفل توڑنا اور اس سے استفادہ کرکے گاہکوں کو بیچنا جائز نہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"یا أیها الذین آمنوا لا تأکلوا أموالکم بینکم بالباطل إلا أن تکون تجارة عن تراض منکم" (النساء: ۲۹)۔

(اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر نہ کھایا کرو، ہاں اگر آپس کی رضامندی سے خرید و فروخت ہو تو مضائقہ نہیں)۔

اسی طرح جان بوجھ کر مسروقہ سافٹ ویئر کا خریدنا اور پھر اس کو دوسرے گاہکوں سے بیچنا بھی جائز نہیں ہوگا۔

۹- کمپیوٹر ہیک کرنا اور وائرس چھوڑنا:

بعض اوقات کسی شخص کے کمپیوٹر میں یا اس کے خاص پروگرام میں وائرس داخل کردیا جاتا ہے، یہ وائرس اسے نقصان پہنچاتے اور برباد کردیتے ہیں، اس کا استعمال خراب اور غیر اخلاقی مواد کو ضائع کرنے کے لئے بھی کیا جاسکتا ہے، اسی طرح دوسرے کے کمپیوٹر کو ہیک کرنا اور اس پر وائرس چھوڑنا جائز نہیں ہوگا، یہ دوسروں کے نجی معاملات میں دخل اندازی کرنا، دوسرے کے سامان کو برباد کرنا اور دوسروں کی زبردستی اصلاح کی کوشش ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول برحق سے مخاطب ہوکر فرمایا:

فذکر إنما أنت مذکر لست علیہم بمصیطر (الغاشیۃ: ۲۲-۲۱)

(تو (اے پیغمبرؐ!) تم لوگوں کو نصیحت کرتے رہو، کیونکہ تم نصیحت کرنے والے ہو، تم ان پر داروغہ کی طرح مسلط نہیں ہو)۔

نیز اس آیت سے بھی رہنمائی ملتی ہے:

''والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا وإثما مبینا'' (الاحزاب: ۵۸)۔

(اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ناحق ستاتے ہیں، بے شک وہ بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں)۔

محور سوم:

(۱) خبروں کی تصدیق کے اصول:

سوشل میڈیا اور الیکٹرانک ذرائع ابلاغ سے بہت سی خبریں ایک دوسرے کو پہنچائی جاتی ہیں، ان میں بعض خبریں درست ہوتی ہیں، بعض قابل تحقیق اور بعض خلاف واقعہ ہوتی ہیں، عام طور پر لوگ ان خبروں کو ایک دوسرے کے پاس بھیجتے چلے جاتے ہیں اور اس طرح وہ خبر عام ہوجاتی ہے، اس لئے یہ بات قابل غور ہے کہ کن خبروں کو آگے بڑھانا جائز ہے اور کن خبروں کو آگے بھیجنا درست نہیں ہے؟

اس سلسلہ میں ہمیں قرآن و حدیث اور علماء محدثین کے اصولوں کو مدنظر رکھنا چاہئے اورمروجہ عالمی معیار کے مطابق میڈیا کے تین اہم اصولوں کو بھی پیش نظر رکھنا چاہئے، وہ یہ ہیں:

(۱) شفافیت (Transparency) یعنی خبر کے منبع یا ذریعہ کا حوالہ یا سند دینا

(۲) تصدیق (Verification)

(۳) احتساب یا مواخذہ (Accountability)

(۱) شفافیت:

شفافیت سے مراد یہ ہے کہ خبر کو حاصل کرنے کا طریقہ قاری پر واضح کردیا

جائے؛ تاکہ قاری خود یہ فیصلہ کرسکے کہ خبر قابل اعتماد ہے یا نہیں، مثلاً یہ خبر بی بی سی، یا فلاں ہندوستانی، امریکی یا اسرائیلی اخبار کی ہے۔

اس اصول کے مطابق انسان کو ہر حال میں سچ بات اور حقیقت حال بیان کرنا چاہئے، ذاتی یا قومی اغراض و مقاصد کی خاطر سچ کا خون نہیں کرنا چاہئے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

۱- ''یا أیہا الذین آمنوا اتقوا اللہ و قولوا قولا سدیدا'' (الأحزاب: ۷۰)۔

(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو)۔

۲- ''یا أیہا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للّٰہ، ولو علی أنفسکم أو الوالدین و الأقربین، إن یکن غنیا أو فقیرا فاللّٰہ أولی بہما ..... و إن تلووا أو تعرضوا فإن اللہ کان بما تعملون خبیرا'' (النساء: ۱۳۵)۔

(اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو، اللہ کے لئے سچی گواہی دو، خواہ (یہ گواہی) تمہاری ذات یا تمہارے ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، اگر کوئی مالدار ہے یا محتاج ، تو اللہ سب سے بڑھ کر ان کا خیر خواہ ہے، ..... اور اگر دبی زبان سے گواہی دوگے یا گواہی سے بچنا چاہوگے تو یاد رکھو کہ تم جو کچھ کرتے ہو، اللہ اس کی خبر رکھنے والا ہے)۔

۳- ''یا أیہا الذین آمنوا کونوا قوامین للہ شہداء بالقسط، ولا یجرمنکم شنآن قوم علی أن لا تعدلوا، اعدلوا ہو أقرب للتقوی، و اتقوا اللہ، إن اللہ خبیر بما تعملون'' (المائدہ: ۸)۔

(اے ایمان والو! اللہ (کی خوشنودی) کے لئے (احکام کی) پوری پابندی کرنے والو (اور) انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ، اور (دیکھو) لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ (معاملات میں) انصاف نہ کرو، (ہر حال میں) انصاف کرو کہ انصاف پرہیز گاری سے بہت قریب ہے، اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے)۔

کولمبیا جرنلزم اسکول کے پروفیسر جم کیری کے مطابق صحافت اور میڈیا کی بنیاد در اصل ''سچ کا سفاک احترام '' ہے۔

(۲) تصدیق:

تصدیق کے بغیر سچ کی جانچ پڑتال ممکن نہیں ہے، تصدیق در اصل صحافت کا اصل کام ہے، حقیقت میں تصدیق ہی صحافت کو ادب کی دوسری اصناف جیسے: افسانہ طرازی، داستان گوئی اور شاعرانہ تخیل و نیز پروپیگنڈا اور افواہوں سے ممتاز کرتی ہے، سوشل میڈیا پر بھی خبر کی ترسیل کا ضابطۂ اخلاق یہی ہونا چاہئے۔ اس اصول کے بارے میں قرآن و حدیث میں کئی جگہ رہنمائی ملتی ہے:

(۱) ''یا أیہا الذین آمنوا إن جاءکم فاسق بنبأٍ فتبینوا أن تصیبوا قوما بجہالۃ فتصبحوا علی

ما فعلتم نادمین’’(الحجرات: ۶)۔

(اے ایمان والو! اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کرلیا کرو، (ایسا نہ ہو) کہ کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچا دو، پھر تم کو اپنے کئے پر شرمندہ ہونا پڑے)۔

(۲) ‘‘فاسئلوا أہل الذکر إن کنتم لا تعلمون’’ (الانبیاء: ۷)۔

(اگر تم کو (یہ بات) معلوم نہ ہو تو اہل نصیحت سے دریافت کرلو)۔

(۳) ‘‘و إذا جاءہم أمر من الأمن أو الخوف أذاعوا بہ، و لو ردوہ إلی الرسول و إلی أولی الأمر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم’’ (النساء: ۸۳)۔

(اور جب ان کے پاس امن یا خوف کی کوئی خبر آتی ہے تو یہ فوراً اسے مشہور کردیتے ہیں، اور اگر یہ لوگ اس خبر کو اللہ کے رسول کے سامنے اور نیز اپنے حاکموں کے سامنے پیش کرتے تو ان میں سے جو حضرات بات کی تہہ تک پہنچنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، اس خبر کی اصلیت معلوم کرلیتے)۔

(۴) ‘‘کفی بالمرء کذبا أن یحدث بکل ما سمع’’ (مسلم: ۵، ابوداؤد: ۴۹۹۲)۔

(آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بیان کردے)۔

(۵) ‘‘وما یتبع أکثرہم إلا ظنا، إن الظن لا یغنی من الحق شیئاً، إن اللہ علیم بما یفعلون’’ (یونس: ۳۶)۔

(اور ان ہی سے اکثر لوگ گمان کی باتوں پر چلتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ سچائی کے مقابلہ میں گمان کچھ کام نہیں دے سکتا، یہ جو کچھ کر رہے ہیں، بے شک اللہ اس سے بخوبی واقف ہے)۔

(۶) ‘‘ہا أنتم ہؤلاء حاججتم فیما لکم بہ علم، فلم تحاجّون فیما لیس لکم بہ علم، واللہ یعلم وأنتم لا تعلمون’’ (آل عمران: ۶۶)۔

(دیکھ) تم وہ لوگ ہو کہ تم نے ان باتوں میں جھگڑا کیا جن کے لئے تمہارے پاس کچھ نہ کچھ علم موجود تھا، مگر تم ایسی بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کے بارے میں تم کو کچھ بھی علم نہیں، اور اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے)۔

تصدیق کیسے کی جائے؟

خبر یا پوسٹ کی نوعیت اور موضوع کے حوالہ سے اس کے طریقے مختلف ہوسکتے ہیں، مثلاً اگر کوئی حادثہ سے متعلق خبر ہے تو خبر پوسٹ کرنے والا عینی شاہد ہے تو اس کا نام و پتہ اور شخصیت سے واقفیت کے بعد فارورڈ کیا جائے، اگر کوئی دینی، علمی اور فقہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے تو دیکھیں معتبر کتابوں کا حوالہ ہے یا نہیں؟ بغیر حوالہ کے ہو تو اسے آگے نہ بڑھایا جائے؛ بلکہ اہل علم سے تصدیق کرلی جائے، یا تصدیق کے لئے پہلے اہل علم کے پاس بھیجا جائے، وہ اگر تصدیق کردیں یا فارورڈ کی

اجازت دیں تو خبر کو آگے بڑھایا جائے۔ اگر خبر میں کوئی تاریخی واقعہ نقل کیا گیا ہو تو دیکھیں کہ وہ واقعہ کس کتاب سے لیا گیا ہے، اگر حوالہ درج نہیں ہے تو ایمان افروز اور پسندیدہ ہونے کے باوجود آگے نہ بڑھایا جائے، اگر تاریخ کی کتاب یا تاریخ داں کا حوالہ دیا گیا ہو تو گوگل یا کسی مستند ویب سائٹ پر دیکھ لیا جائے کہ اس نام کی کوئی کتاب یا تاریخ داں موجود تھا یا نہیں؟ اگر موجود تھا تو دیکھیں کہ اس کا تعلق اسی دور سے تھا جس کا خبر میں ذکر کیا گیا ہے، جیسا کہ حدیث کے راوی کے بارے میں محدثین جرح کرتے ہیں۔

(۳) احتساب و تنقید:

زندگی کے ہر شعبہ میں احتساب و تنقید کا نظام موجود ہے، اس کے بغیر شعبہ کا نظام خیر و خوبی سے نہیں چل سکتا، سوشل میڈیا میں بھی اس کا پایا جانا ضروری ہے؛ تاکہ غلط خبر پھیلانے والوں سے مؤاخذہ کیا جاسکے، جرمنی میں مہاجرین کے خلاف نفرت پھیلانے پر فیس بک کے خلاف مقدمہ اور سوشل میڈیا پر نفرت پھیلانے والوں کے خلاف قانون سازی ہوچکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جھوٹی خبریں پھیلانے والوں کو دنیا و آخرت میں سزا کا اعلان کیا ہے:

(۱) ‘‘لئن لم ینتہ المنافقون والذین فی قلوبہم مرض والمرجفون فی المدینۃ لنغرینک بہم ثم لا یجاورونک فیہا إلا قلیلا’’ (الاحزاب: ۶۰)۔

(اگر منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے، اور جو مدینہ میں بری بری خبریں اڑایا کرتے ہیں، (اپنی حرکتوں سے) باز نہ آئیں گے تو ہم تم کو ان پر مسلط کردیں گے، پھر یہ لوگ تمہارے پاس مدینہ میں بہت کم رہنے پائینگے)۔

(۲) ‘‘ولا تقف ما لیس لک بہ علم، إن السمع و البصر و الفؤاد کل أولئک کان عنہ مسئولا’’ (بنی اسرائیل: ۳۶)۔

(اور جس بات کا تم کو علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑو، (یاد رکھو!) کان، آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں ضرور (تم سے) باز پرس ہوگی)۔

(۳) ‘‘لیحملوا أوزارہم کاملۃ یوم القیامۃ، و من أوزار الذین یضلونہم بغیر علم، ألا ساء ما یزرون’’ (النحل: ۲۵)۔

قیامت کے دن وہ لوگ (اپنے گناہوں کا) پورا پورا بوجھ اٹھائیں گے، اور ان لوگوں کے بوجھ کا بھی حصہ، جن کو یہ لوگ بلا تحقیق گمراہ کرتے ہیں، سن لو! کیا ہی برا بوجھ ہے جس کو یہ اٹھائیں گے)۔

اس طرح اہل علم اور ماہرین کی ذمہ داری ہے کہ وہ سوشل میڈیا پر پھیلی خبروں پر اپنی بے باکانہ رائے دیں، اور جھوٹی خبروں پر تنقید کریں۔

سوال کا جواب:

اس اعتبار سے جو خبر درست اور مصدقہ ہو یا حوالہ کے ساتھ درج ہو، اس کو آگے بڑھانا جائز ہے، اور جو خبر قابل تحقیق و تصدیق ہو تو بغیر تحقیق و تصدیق اس کو آگے بڑھانا جائز نہیں؛ کیونکہ خبروں کو آگے بڑھانا واجب نہیں، جبکہ تحقیق و تصدیق واجب ہے (إن جاء کم فاسق بنبإ فتبینوا) اور خلاف واقعہ خبروں کو آگے بڑھانا ناجائز، جھوٹ اور گناہ میں تعاون ہے: ‘‘و لا تعاونوا علی الإثم و العدوان’’ (المائدہ: ٢)۔

(٢) مراسلہ میں تبدیلی:

انٹرنیٹ کے ذریعہ ایک دوسرے کو خطوط، ہدایات اور پیغامات روانہ کئے جاتے ہیں، فنی مہارت کے ذریعہ دوسرے کے خطوط کے متن (Text) میں تبدیلی اور کمی بیشی کرنا جائز نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(١) ‘‘و لا تلبسوا الحق بالباطل و تکتموا الحق و أنتم تعلمون’’ (البقرہ: ١٤٢)۔

(اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور حق بات کو مت چھپاؤ، حالانکہ تم جانتے ہو (کہ حقیقت حال کیا ہے)۔

(٢) ‘‘وإن منہم لفریقاً یلوون ألسنتہم بالکتاب لتحسبوہ من الکتاب و ما ہو من الکتاب’’ (آل عمران: ٧٨)

(اور اہل کتاب میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو کتاب (تورات) کو زبان مروڑ کر پڑھتے ہیں؛ تاکہ تم سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھتے ہیں کتاب (تورات) میں سے ہے، حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں ہے۔

(٣) حکومت کا کسی کی نجی معلومات کو عام کرنا:

حکومت کا کام عوام کے مفاد کا تحفظ ہے، نہ کہ اس کے مفاد کو خطرہ میں ڈالنا، انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ اپنی نجی معلومات کو ہر کس و ناکس کے سامنے ظاہر کرنا نہیں چاہتا ہے، اپنا پتہ، فون نمبر، اکاؤنٹ نمبر، تعلیمی لیاقت، جائے پیدائش اور آمدنی وغیرہ ہر ایک کو بتانا نہیں چاہتا، لیکن آدھار نمبر کے ذریعہ ان تمام چیزوں کا آسانی سے افشا ہوجاتا ہے، اور اس کی وجہ سے جان و مال اور عزت و آبرو کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے، آدھار نمبر اور انگشت نشان کی تلبیس کے ذریعہ بینک سے رقم نکالی جاسکتی ہے، آدھار کارڈ کی تفصیلات حکومت کے پاس امانت ہے، اور اس کا افشا اور اس کی حفاظت نہ کرنا ابھی حال ہی میں موبائل کمپنی نے اپنے گاہک کے فون نمبر کے ساتھ اس کا آدھار نمبر بھی ظاہر کیا ہے، جس پر میڈیا میں تنقید کی جارہی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

‘‘إن اللہ یأمرکم أن تؤدوا الأمانات إلی أہلہا، وإذا حکمتم بین الناس أن تحکموا بالعدل’’ (النساء: ٥٨)۔

(بلاشبہ اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کرو، اور

جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو)۔

(۴) اشتہارات کی تشہیر:

انٹرنیٹ پر بہت سے تجارتی اشتہارات ڈالے جاتے ہیں یا متعین اشخاص کو بھیجے جاتے ہیں اور ان سے خواہش کی جاتی ہے کہ وہ مختلف گروپ یا افراد کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچائیں، اگر وہ اشتہار جائز اور حلال اشیاء سے متعلق ہوناور ان میں بے حیائی کی کوئی چیز نہ ہو تو انہیں دوسروں تک بھیجنا جائز ہوگا، ورنہ نہیں:

''تعاونوا علی البر والتقوی، ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان، واتقوا اللہ إن اللہ شدید العقاب'' (المائدہ: ۲)۔

(نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرو، اور گناہ و سرکشی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو، اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے)۔

(۵) ڈیجیٹل کارٹون کا حکم:

نیٹ پر ڈیجیٹل تصویر کی شکل میں کارٹون بھی بنائے جاتے ہیں، جو حضرات ڈیجیٹل عکس بندی کو جائز تصور کرتے ہیں، ان کے نزدیک ڈیجیٹل کارٹون بنانا بھی جائز ہونا چاہئے؛ کیونکہ یہ عکس بندی سے کم تر درجہ کی چیز ہے، ان کارٹونوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص کا سرکسی اور شخص یا جانور کے جسم میں لگا دیا جاتا ہے، یا ایک شخص کی آواز کسی جانور کے ذریعہ پیش کی جاتی ہے، ایسا لگتا ہے کہ جسے گدھا بول رہا ہے، تعمیری تنقید اور اصلاح کے جذبہ کے تحت اس طرح کے کارٹون بنانے کی اجازت دی جاسکتی ہے؛ کیونکہ جانوروں کی شکل میں بے حیائی کا اندیشہ نہیں رہتا ہے اور نہ ہی اس میں تعظیم کا شبہ رہتا ہے، علامہ شامی نے لکھا ہے:

الذی یظہر من کلامہم أن العلۃ إما التعظیم أو التشبیہ... و التعظیم أعم (رد المحتار ۲؍۴۱۹، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ و ما یکرہ فیہا)

(ان فقہاء کے کلام سے جو چیز ظاہر ہوتی ہے وہ یہ کہ تصویر کی حرمت کی علت یا توتعظیم ہے یا تشبیہ ..... اور تعظیم زیادہ عام ہے)۔

اسی طرح حکومت کے غلط کاموں پر صالح تنقید کرنا عوام الناس کے حق میں بہتر ہے، اور جیسا کہ ظالم حکمراں کے سامنے انصاف کی بات کو افضل جہاد قرار دیا گیا ہے:''أفضل الجہاد کلمۃ عدل عند سلطان جائر'' (ابوداؤد: ۴۳۴۴)۔ اسی طرح حکومت کی ظالمانہ پالیسیوں اور اقدام کے خلاف عوامی غیض و غضب کے اظہار کے لئے جانوروں کی زبان اور جانوروں کے کردار میں اظہار کرنے کو تنقیدی نقطۂ نظر سے جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔

(۶) موبائل کمپنیوں کا لوگوں کی گفتگو حکومت کو فراہم کرنا:

بعض موبائل کمپنیاں لوگوں کی آپسی گفتگو کومحفوظ کرکے حکومت کو فراہم کرتی ہیں، عمومی طور پر یہ ناجائز ہے اور عوام کی شخصی آزادی پر ڈاکہ ڈالنے کے مترادف ہے، علامہ نووی ؒنے ریاض الصالحین میں ‘‘باب النہی عن نقل الحدیث وکلام الناس إلی ولاۃ الأمور إذا لم تدع إلیہ حاجۃ کخوف مفسدۃ و نحوہا’’ کے تحت یہ حدیث ذکر کی ہے:

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا یبلغنی أحد من أصحابی عن أحد شیئاً، فإنی أحب أن أخرج إلیکم و أنا سلیم الصدر’’ (رواہ ابوداؤد: ۴۸۶۰، والترمذی: ۳۸۹۳)۔

(سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے ساتھیوں میں سے کوئی کسی کی بات مجھ تک نہ پہنچائے؛ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے پاس اس حال میں آؤں کہ میرا دل صاف ہو)۔

خلاصۂ جوابات:

محور اول:

(۱) جائز کاموں کے لئے اسمارٹ فون سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔

(۲) اسمارٹ فون میں قرآن مجید اور دینی کتابوں کو محفوظ کرنا یا آن لائن دیکھنا اور پڑھنا جائز ہوگا۔

(۳) موبائل میں قرآن مجید کی تلاوت کی جائے تو موبائل کا پورا سیٹ قرآن مجید کے حکم میں نہیں ہوگا؛ بلکہ اسکرین جو آیات نظر آئیں وہ کاغذ پر لکھی آیات کے حکم میں ہونگی اور اسکرین پر بلاوضو انگلی رکھنا اور صفحہ بدلنا جائز نہیں ہوگا۔

(۴) موبائل اور واٹس اپ پر آئے دینی اور مفید معلومات کو دوسروں کے پاس بھیجنا جائز ہوگا۔

(۵) اگر پیغامات میں غیر اخلاقی اور فحش بات یا تصویر نہ ہو تو غیر محرم مرد و عورت کو بھیجنا جائز ہوگا۔

(۶) پیغامات میں اگر عریاں اور بھڑکیلی تصویر نہ ہو جس کا دیکھنا جائز نہ ہو تو ان کو آگے بڑھانا جائز ہوگا۔

(۷) جان و مال کا تحفظ اور بے جا الزامات و شبہات سے بچنے کے لئے مساجد و مدارس میں سی سی کیمرے لگانا جائز ہوگا۔

(۸) عام حالات میں بے لباس نظر آنے والی اسکیننگ مشین کا استعمال جائز نہیں ہوگا؛ البتہ خطرناک ملزم کے لئے استعمال کی گنجائش ہوگی۔

محور دوم:

(۱) انٹرنیٹ سے دوسرے کی معلومات چوری کرنا جائز نہیں ہوگا، اور مالی نقصان

کا تاوان واجب ہوگا، اور عزت و آبرو کو ٹھیس پہنچنے پر معافی مانگنا ضروری ہوگا، ورنہ تعزیر کی گنجائش ہوگی، اگر اصل شخص کا کوئی نقصان نہ ہوا ہو تو معافی مانگنا اور شکریہ ادا کرنا بہتر ہوگا۔

(۲) مسروقہ معلومات کو اصل مالک کی اجازت کے بغیر آگے بڑھانا درست نہیں ہوگا۔

(۳) شوہر و بیوی کا ایک دوسرے کی جاسوسی کرنا جائز نہیں ہوگا۔

(۴) حکومت اور محکمۂ پولیس کا امن عامہ کے لئے عام لوگوں کی خفیہ معلومات حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

(۵) خفیہ معلومات حاصل کرنے والے کو اگر معلوم ہوجائے کہ فلاں شخص کسی کو نقصان یا ہلاک کرنا چاہتا ہے تو محکمہ پولیس کے ذمہ دار کو اطلاع کرنا درست ہوگا۔

(۶) فیس بک سے لوگوں کی اجازت کے بغیر شخصی معلومات کا ڈاٹا جمع کرکے کمپنیوں کو مہیا کرنا اور اس کی اجرت حاصل کرنا جائز نہیں ہوگا۔

(۷) خطرناک مجرمین اور رشوت خوروں کے خلاف ثبوت فراہم کرنے کے لئے خفیہ کیمرہ کا استعمال جائز ہوگا۔

(۸) ماہرین کا تیار کردہ قیمتی لاگت کا سافٹ ویئر کا قفل توڑ کر استفادہ کرنا اور گاہکوں کو بیچنا جائز نہیں ہوگا، اور جان بوجھ کر ایسا سافٹ ویئر خرید کر دوسرے کو فروخت کرنے کا حکم بھی یہی ہوگا۔

(۹) دوسرے کے کمپیوٹر کو ہیک کرنا اور اس پر وائرس چھوڑنا جائز نہیں ہوگا۔

محور سوم:

(۱) میڈیا کے تین اہم اصول ہیں: (۱) شفافیت (۲) تصدیق (۳) احتساب و تنقید۔ مستند خبروں کو آگے بڑھانا جائز ہوگا، قابل تحقیق خبروں کو بلا تحقیق و تصدیق آگے بڑھانا جائز نہیں ہوگا، اور خلاف واقعہ خبروں کو آگے بڑھانا ناجائز، جھوٹ اور گناہ میں تعاون ہوگا۔

(۲) دوسروں کے پیغامات اور خطوط میں تبدیلی اور الٹ پھیر جائز نہیں ہوگا۔

(۳) حکومت کا عوام کی نجی معلومات کو عام کرنا جائز نہیں ہوگا۔

(۴) جائز اور حلال اشیاء سے متعلق اشتہارات کو دوسرے لوگوں تک پہنچانا جائز ہوگا، جب کہ ان میں بے حیائی کی کوئی چیز نہ ہو۔

(۵) اصلاح اور تعمیری تنقید کے لئے ڈیجیٹل کارٹون بنانے کی گنجائش ہوگی۔

(۶) موبائل کمپنیوں کا لوگوں کی آپسی گفتگو کو محفوظ کرکے حکومت کو فراہم کرنا جائز نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل

مولانا ندیم احمد انصاری•

محورِ اول:

(١)اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک حد تک طاقت و قدرت عنایت فرمانے کے بعد یہ کہہ کر چھوڑ دیا: اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا۔ ہم نے اسے راستہ دکھایا، اب وہ یا تو شکر گزار ہو یا ناشکرا بن جائے (سورہ الانسان: ٣)۔ اس سے یہ حکم نکالا جا سکتا ہے کہ مختلف سہولتوں کے حامل موبائل (جن کو اسمارٹ فون کہا جاتا ہے) کا رکھنا اور اس سے جائز فائدہ اٹھانا جائز اور غلط استعمال کرنا ناجائز ہے ۔فقہ کا مشہور قاعدہ ہے :الأمور بمقاصدها۔ امور اپنے مقاصد کے تابع ہوتے ہیں (الاشباہ والنظائر ١١٣،١)، اور اعلام الموقعین میں ہے : وسیلۃ المقصود تابعۃ للمقصود وکلاہما مقصود۔ (١٥٧،٣) اس اصول کے پیشِ نظر موبائلوں کا جائز امور میں استعمال جائز ہے۔

(٢)ملٹی اپلیکیشن موبائل میں قرآن مجید اور دینی کتب وغیرہ رکھنے کی جو گنجائش ہے ، یہ ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے ، جس سے فایدہ اٹھانا جائز ہے، نیز ایسے موبائل میں تلاوت کے لیے قرآن مجید یا دوسری دینی کتابوں کو محفوظ کرنا یا آن لائن دیکھنا یا پڑھنا سب جائز ہے ۔ دراصل اس سے حمل و نقل کی مشقت برداشت کیے بغیر کسی بھی وقت حفظ و تلاوتِ قرآن یا مطالعۂ کتب کی نعمت بہ سہولت و آسانی میسر آتی ہے۔ مانا کہ اگر کوئی چاہے تو اسی موبائل میں فحش مناظر بھی دیکھ سکتا ہے؛ لیکن اس کے باعث قرآن مجید یا دوسری دینی کتابوں کو محفوظ کرنے یا آن لائن دیکھنے یا پڑھنے میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔ یہ نیک امور تو بہر حال کارِ ثواب ہی رہیں گے۔ اگر گناہ کے اندیشے سے ان نیک کاموں کی اجازت نہ دی گئی تو جو کچھ وقت ان نیک کاموں میں لگتا، وہ بھی فحاشی اور لہو و لعب کی نذر ہو جائے گا۔اس لیے موبائل کا جو غلط استعمال کیا جائے گا اس کا گناہ ہوگا، جو نیک کام کیا جائے گا اس کا ثواب ملے گا۔جو لوگ قرآن مجید حفظ کرتے اور قرآنی علوم حاصل کرتے ہیں، ایسا نہیں کہ ان کے سینوں میں کبھی کوئی وسوسہ نہیں آتا یا ان سے کبھی کوئی گناہ سرزد ہی نہیں ہوتا، لیکن اس اندیشے کے پیشِ نظرکوئی عقل مند یہ نہیں کہہ سکتا کہ انھیں ان علوم سے ہی دور رہنا چاہیے؛ البتہ ہر وقت اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا یہ ارشاد دل میں بسا ہونا ضروری ہے: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا

• ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا۔

يَّرَهٗ۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۔ پس جس نے ذرہ برابر کوئی اچھائی کی ہوگی وہ اسے دیکھے گا، اور جس نے ذرہ برابر کوئی برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھے گا (الزلزال: ۸-۷)، نیز اس فقہی اصول کو بھی ذہن میں رہنا چاہیے:ما أبیح للضرورۃ یقدر بقدرھا۔ جو چیز ضرورت کی بنا پر جائز قرار دی گئی ہو، وہ بہ قدرِ ضرورت ہی جائز ہے (الاشباہ والنظائر لابن نجیم، ۹۵،۲)۔

(۳)اگر موبائل میں قرآن مجید کی تلاوت کی جائے تو پورا سیٹ قرآن مجید کے حکم میں نہیں ہونا چاہیے اور اس کو بلا وضو ہاتھ میں لینے کی اجازت دی جانی چاہیے ۔ اس سلسلے میں موبائل کی مختلف نوعیتوں سے بھی تقریباً کوئی اثرنہیں پڑے گا۔ اس مسئلے کو سمجھنے میں اکثر اس امر کو فراموش کیا جا رہا ہے کہ موبائل فون میں قرآن مجید اس طرح موجود نہیں ہوتا، جس طرح عام کتابت شدہ قرآن ہوا کرتا ہے۔ بادی النظر میں تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اس کے لیے وضو ضروری قرار دیا جائے اور موبائل کے ڈھانچے کو ایسا غلاف تصور نہ کیا جائے جسے بے وضو چھونے کی گنجائش ہوتی ہے، اس کی نظیر یہ مسئلہ ہے کہ قرآن کے وہ غلاف جو عموماً قرآن مجید کے ساتھ جڑے ہوئے آتے ہیناور جنھیں بہ آسانی قرآن مجید سے الگ بھی نہیں کیا جاسکتا، انھیں چھونے کے لیے بھی وضو کو لازم و ضروری قرار دیا گیا ہے ۔لیکن محقق یہ ہے کہ موبائل پر جو آیات نظر آتی ہیں وہ اصلاً ایسے نقوش ہیں جنھیں چھُوا ہی نہیں جا سکتا، نیز وہ اصلاً ایک سافٹ ویئر ہے ، جس کے متعلق ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ نقوش بھی موبائل کے شیشے پر نہیں بلکہ ‘ریم ’ (Ram)پر بنتے ہیں اور شیشے کے اُس پار سے نظر آتے ہیں، لہٰذا اس صورت میں موبائل کے ڈھانچے کو ایسا غلاف تصور کیا جانا چاہیے ،جس کو بے وضو چھونے کی گنجائش ہوتی ہے ، یعنی غلافِ منفصل، اور غلافِ منفصل کو فقہاے کرامؒ نے بلا وضو چھونے کی اجازت دی ہے ۔اس کی مثال یہ ہے کہ قرآن مجید کی کوئی آیت کسی ورق پر تحریر کی گئی ہو اور اسے شیشے کے کسی بکس میں بندکر دیا جائے ،تو ظاہر ہے کہ اس شیشے پر بلا وضو ہاتھ لگانا درست ہوگا، بس یہی حکم موبائل کی اسکرین پر ظاہر قرآن مجید کا ہونا چاہیے ۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے :

حرمۃ مسّ المصحف لا یجوز لہما و للجنب و المحدث مسّ المصحف إلا بغلاف متجاف عنہ کالخریطۃ والجلد الغیر المشرز لا بما ہو متصل بہ، ہو الصحیح، ہکذا فی الہدایۃ، وعلیہ الفتویٰ کذا فی الجوہرۃ النیرۃ۔ اگر قرآن مجید ایسے غلاف میں ہو، جو اس سے جدا ہو، جیسے کوئی تھیلی یا ایسی جلد ، جو اس میں سِلی ہوئی نہ ہو تو اسے بلا وضو چھونا جائز ہے، اگر وہ غلاف قرآن مجید سے جڑا ہوا ہو تو اسے بلا وضو چھونا جائز نہیں، اسی پر فتویٰ ہے (ہندیہ ۳۹،۱، دار صادر، بیروت)۔

(۴) مشاہدہ ہے کہ موبائل فون کے باعث ہمارے سماج میں جھوٹ اوربے سند باتوناور افواہوں کو بہت فروغ دیا جا رہا ہے یعنی ایک طرف جہاں اس کے ذریعے بہت سے دینی ودنیوی مقاصد حاصل کیے جا رہے ہیں، وہیں دوسری طرف بعض بے سرو پا باتیں بھی رواج پا رہی ہیں۔ اس کو آلہ بنا کر بعض ایسی باتیں جن کا دین و شریعت سے کوئی تعلق نہیں،انھیں دین کے سانچے میں ڈھال کر اس طرح پیش کیا جارہا ہے جس سے ایک نیا دین لوگوں کے ذہنوں میں جڑ پکڑنے لگا ہے اور اس بات کو کارِ ثواب سمجھ کر لوگ اس اہتمام سے آگے پہنچاتے ہیں کہ اگر واقعی دین کی صحیح اور محقَّق باتوں کو اس درجہ فروغ دیا جاتا تو ایک صالح معاشرہ وجود میں آ چکا ہوتا۔آج کل موبائل کے ذریعے ایس ایم ایس یا انٹرنیٹ کی سہولیات سے استفادہ کرتے ہوئے ای میل یاواٹس ایپ وغیرہ کی مدد سے بعض لوگ مذہبیات سے متعلق کوئی پیغام بھیج کراسے بہت سی شرطوں سے مشروط کر دیتے ہیں۔بعض دفعہ وہ بات تو اصلاً درست ہوتی ہے لیکن اس میں لگائی گئی شرطیں لغو اور غلو پر مبنی ہوتی ہیں۔ مثلاً اتنے لوگوں کو یہ میسیج فارورڈکریں تو یہ خوش خبری ملے گی اور ایسا نہیں کیا تو یوں ہو جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ایک طریقہ یہ ایجاد کیاگیاہے کہ ماں جیسے کسی جذباتی رشتے سے متعلق کوئی جذباتی میسیج لکھا جاتا ہے اوراس کے آخر میں لکھتے ہینکہ اگر آپ بھی اپنی ماں سے محبت کرتے ہیں تو ضرور اس میسیج کو کم از کم اتنے لوگوں کو بھیجیں، وغیرہ و غیرہ۔بعض دفعہ ایسے میسیج آگے بھیج دیے جاتے ہیں جو خود بھیجنے والے کو بھی سمجھ میں نہیں آتے اور اس کے لکھنے والے کے علم و معلومات کے متعلق بھی پتہ نہیں ہوتا کہ اس نے جو بات کہی ہے وہ صحیح علم کی روشنی میں کہی ہے یا یوں ہی اللّ ٹَپ سنی سنائی بات کو آگے بھیج دیا ہے؛جب کہ رسولِ رحمت حضرت محمد ﷺ نے جن اخلاقِ حسنہ پر بہت زیادہ زور دیا ہے بلکہ جنھیں ایمان کا لازمہ قرار دیا ہے ، ان میں راست گوئی اور صدق وامانت داری بھی ہے ،یعنی سچ بولنا بذاتِ خود ایک عبادت ہے ۔ سچائی کا دامن کسی دنیوی معاملے میں بھی ہاتھ سے چھوٹنا نہیں چاہیے ، پھر دین کے معاملے میں ایسی باتوں کی کیسے اجازت دی جا سکتی ہے جن سے اصل دین کی شکل مسخ ہو کر رہ جائے ۔اللہ کے رسول ﷺنے اس کی سخت ممانعت فرمائی ہے ۔ہاں دین کی مستند باتیں آگے پہنچانے کے ساتھ صرف اتنا کہہ دیاجا ئے کہ ‘‘اسے دوسروں تک بھی پہنچانے کا اہتمام کریں ” وغیرہ وغیرہ، تو اس کی گنجائش ہے ۔یعنی دین کے فروغ کے لیے ان آلات کو تو استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن دین کی کسی بات کے ساتھ کوئی ایسی بات ہرگز شامل نہ کی جائے جو جھوٹ پر مبنی ہو۔اگر ان باتوں کا خیال نہ رکھا گیا تو وہی کام جسے نیکی کی نیت اور ثواب کی امید پر کیا جا رہا تھا،آخرت میں عذاب و مواخذے کا سبب بن جائے گا۔خلاصہ یہ کہ موبائل پر

بعض اوقات دینی یا معلوماتی اعتبار سے جو مفید پیغامات آتے ہیں، جو تحریر اور آواز کی صورت میں ہوتے ہیں، ان کو دوسروں کے پاس بھیجنا؛ جب کہ بعض حضرات اپنے موبائل پر بھیجنے کو پسند نہیں کرتے، تین شرطوں کے ساتھ جائز ہوگا۔

*پہلی شرط یہ کہ پیغام میں کوئی بات جھوٹ یا بلا تحقیق نہ ہو۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت نبی کریمﷺ نے فرمایا: اِنَّ الصِّدْقَ یَھْدِی اِلَی الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ یَھْدِی اِلَی الْجَنَّۃِ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَصْدُقُ حَتَّی یَکُونَ صِدِّیقًا، وَاِنَّ الْکَذِبَ یَھْدِی اِلَی الْفُجُورِ وَاِنَّ الْفُجُورَ یَھْدِی اِلَی النَّارِ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَکْذِبُ حَتَّی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ کَذَّابًا۔سچائی نیکی کی طرف ہدایت کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف ہدایت کرتی ہے اور آدمی سچ بولتا رہتا ہے ، یہاں تک کہ وہ صدیق ہوجاتا ہے ۔ اور جھوٹ بدکاری کی طرف اور بدکاری دوزخ کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کاذبین میں لکھا جاتا ہے (بخاری: ۶۰۹۴)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا:لَا تَکْذِبُوا عَلَیَّ، فَاِنَّہُ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ فَلْیَلِجْ النَّارَ۔ میرے اوپر جھوٹ نہ بولنا، کیوں کہ جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے (بخاری: ۱۰۶)۔

حضرت سفیان بن اسید الحضرمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: کَبُرَتْ خِیَانَۃً أَنْ تُحَدِّثَ أَخَاہَ حَدِیثًا ھُوَ لَکَ بِہِ مُصَدِّقٌ، وَأَنْتَ لَہُ بِہِ کَاذِبٌ۔بہت بڑی خیانت ہے یہ بات کہ تم اپنے بھائی سے ایسی گفتگو کرو کہ وہ تمھاری اس گفتگو کو سچ خیال کرے اور تم فی الواقع اس سے جھوٹ بول رہے ہوں (ابوداؤد: ۴۹۷۱)۔

حضرت بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں،رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وَیْلٌ لِلَّذِی یُحَدِّثُ بِالْحَدِیثِ لِیُضْحِکَ بِہِ الْقَوْمَ فَیَکْذِبُ، وَیْلٌ لَہُ وَیْلٌ لَہُ۔ قَالَ: وَفِی الْبَابِ عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ، قَالَ: ھَذَا حَدِیثٌ حَسَنٌ۔ خرابی ہے اس شخص کے لیے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹی بات کرے، اس کے لیے خرابی ہے، اس کے لیے خرابی ہے (ترمذی: ۲۳۱۵)۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ، حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کَفَی بِالْمَرْءِ اِثْمًا أَنْ یُحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ،قال أبو داؤد:وَلَمْ یَذْکُرْ حَفْصٌ أَبَا ھُرَیْرَۃَ، قَالَ أبو داود:وَلَمْ یُسْنِدْہُ اِلَّا ھَذَا الشَّیْخُ یَعْنِی عَلِیَّ بْنَ حَفْصٍ الْمَدَائِنِیَّ۔ آدمی کے گنہ گار ہونے کے لیے کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات کو بیان کردے (ابوداؤد: ۴۹۹۲)۔

* دوسرے یہ کہ جسے پیغام بھیجا جا رہا ہے ، اس کی طرف سے کوئی ممانعت یا اسے تکلیف پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو۔

حضرت ابوصرمہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ ضَارَّ ضَارَّ اللہُ بِہِ،

وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللهُ عَلَيْهِ۔جو کسی کو ضرر یا تکلیف پہنچائے گا، اللہ تعالیٰ بھی اسے ضرور تکلیف پہنچائیں گے اور جو کوئی کسی کو مشقت میں ڈالتا ہے ، اللہ تعالیٰ بھی اس کو مشقت میں مبتلا کرتا ہے (ترمذی: ١٩٤٠)۔

* تیسرے یہ کہ پیغام میں کوئی بات غیر شرعی نہ ہو، اس لیے کہ جب بھی انسان کوئی کام کرے یا تو وہ خیر پر مبنی ہو، یا کم از کم برائی سے دور ہو۔

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ، حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ، قَالُوا:فَإِنْ لَمْ يَجِدْ ؟ قَالَ: فَيَعْمَلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ، قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَوْ لَمْ يَفْعَلْ ؟ قَالَ: فَيُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ، قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: فَيَأْمُرُ بِالْخَيْرِ أَوْ قَالَ: بِالْمَعْرُوفِ، قَالَ: فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ ؟ قَالَ: فَيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ۔ہر مسلمان کے لیے صدقہ لازم ہے، لوگوں نے پوچھا: اگر اس کے پاس کچھ نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے ہاتھ سے کام کرے ، اس سے اپنی ذات کو نفع پہنچائے اور صدقہ کرے ۔ لوگوں نے پوچھا: اگر اس کی صلاحیت نہ رکھتا ہو یا یہ کہا کہ ایسا نہ کیا تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی ضرورت مند مظلوم کی مدد کرے ۔ لوگوں نے پوچھا: اگر یہ بھی نہ کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھی باتوں کا حکم دے (خیر یا معروف کا لفظ فرمایا)۔ کسی نے پوچھا: اگر یہ بھی نہ کیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: برائی سے رکا رہے کہ یہی اس کا صدقہ ہے (بخاری: ٦٠٢٢)۔

(٥) ذاتی طور پر اس طرح کے پیغامات بھی غیر محرم عورت یا غیر محرم مرد کو بھیجنے سے احتراز کرنا چاہیے ، جب کہ اس میں کوئی غیر اخلاقی بات شامل نہ ہو، اس لیے کہ اس سے آگے بلا وجہ گفتگو کا موقع آن پڑے گا، جس سے اجتناب ضروری ہے ۔حکم دیا گیا ہے کہ غیر محرم مرد غیر محرم عورت کو سلام بھی نہ کرے ، اس لیے کہ اس میں خوفِ فتنہ ہے ، البتہ عورت بوڑھے مرد کو اور مرد بوڑھی عورت کو سلام کرسکتے ہیں اور جواب بھی دے سکتے ہیں۔عن یحی بن أبی کثیر قال: بلغنی أنہ یکرہ أن یسلم الرجل علی النساء، والنساء علی الرجل (شعب الایمان بیہقی: ٨٨٩٦)، کان قتادۃ یقول:أما امرأۃ من القواعد فلا بأس أن یسلم علیہا وأما الثانیۃ فلا (ایضاً: ٨٨٩٧) ، و فی الشامیۃ:إذا سلمت المرأۃ الأجنبیۃ علی رجل إن کانت عجوزا ردّ الرجل علیہا السلام بلسانہ بصوت تسمع، وإن کانت شابۃ ردّ علیہا فی نفسہ، وکذا الرجل إذا سلم علی امرأۃ أجنبیۃ فالجواب فیہ علی العکس (شامی ٩، ٥٣٠ زکریا)۔

(٦) ڈجیٹل تصویر کے معاملے میں ہمارے زمانے کے علمائے ربانیین کے مابین اختلاف ہے ، اس اختلاف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایسے پیغامات جو تصویروں کی شکل میں ہوں، اگر مفید و کارآمد ہوں تو آگے بڑھانے کی گنجائش ہوگی، ورنہ نہیں۔خیال رہے یہ اس تصویر کا حکم ہے جسے ڈجیٹل کیمرے سے شوٹ کرکے اس کا پرنٹ نکالے بغیر موبائل

وغیرہ کے ذریعے محفوظ کیا گیا ہو،لیکن چوں کہ ایک جانب حرمت ہے اور ایک جانب حلت، اس لیے اصل یہی ہے کہ بلاضرورت اس سے بھی اجتناب کیا جائے۔ تجربہ یہ ہے کہ تصویر اجتماعی ضرورت کے لیے معاون ثابت ہوتی ہے ، لہٰذا مسلمانوں کے سماجی و سیاسی پروگراموں میں تصویر وغیرہ کی ضرورت پاسپورٹ اورشناختی کارڈ اور اسکولوں میں داخلہ فارم کے لیے تصویر کی ضرورت سے کم درجے کی ضرورت نہیں ہے؛ کیوں کہ یہاں پر اصل مقصد تصویر نہیں، بلکہ مسلمانوں کی باتوں کو باوزن بنانا ہے ، اسی طرح اور بھی دیگر مقامات ہیں جہاں تصویر کشی وغیرہ کی وجہ سے امت کا اجتماعی دینی، ملی و سماجی فائدہ ہو، وہاں بھی اس کی گنجائش ہوگی (مستفاد از ایضاح المسالک: ۱۳۴)۔

قال العثمانی:إذا كان التلفزيون، أو الفيديو خاليًا من هذه المنكرات بأسرها؛ هل يحرم بالنظر إلى كونه تصويرًا؟ فان لهذا العبد الضعيف-عفا الله عنه -فيه وقفة، وذلک لأن الصّورة المحرمة ماكانت منقوشة، أومنحوتةً بحيث يصبح لها صفة الاستقراء على شيء، وهي الصور التى كان الكفار يستعملونها للعبادة، أماالصورة التى ليس لها ثبات واستقرار، وليست منقوشة على شيء بصفةٍ دائمةٍ، فإنها بالظل أشبه منها بالصورة (تكملہ فتح الملہم، كتاب اللباس والزينة، التلفزيون ۱۶۴،۴، مكتبہ اشرفيہ، ديوبند)۔

(۷)فی زمانہ یہ بات مشاہدے میں آچکی ہے کہ مساجد و مدارس کی نقل و حرکت پر نظر رکھنا خود اس کے ذمّے داران کے لیے لازم و ضروری ہے، تاکہ تخریب کاروں اور فسادیوں کو کوئی موقع نہ ملے، جس کے لیے انسان موزوں نہیں۔ اس لیے حادثات اور فسادات نیز نقصانات سے حفاظت کے لیے سوال میں مذکور مصلحتوں کے تحت مساجد اور مدارس میں کیمرے نصب کرنے کی گنجائش ہے۔الضرورات تبيح المحظورات۔ ضرورتیں ناجائز کو جائز کر دیتی ہیں (شرح القواعد الفقہیۃ للاحمد بن محمد الزرقا ص۱۸۵، الاشباہ والنظائر ۹۴،۲)، لیکن خیال رہے یہ جواز شرعی ضرورت کی حد تک ہی ہونا چاہیے۔ما أبيح للضرورة يقدر بقدرها جو چیز ضرورت کی بنا پر جائز قرار دی گئی ہو، وہ بہ قدرِ ضرورت ہی جائز ہے (الاشباہ والنظائر لابن نجیم۹۵،۲)۔

(۸)جب تحفظ دیگر ذرائع سے ممکن ہو، تب تومسلمانوں کے لیے سوال میں مذکور مشینوں کا استعمال جائز نہ ہوگا، اس لیے کہ سترِ عورت کا چھپانا واجب ہے اور تحفظ کے لیے دیگر ذرائع موجود ہیں۔ما أبيح للضرورة يقدر بقدرها جو چیز ضرورت کی بنا پر جائز قرار دی گئی ہو، وہ بہ قدرِ ضرورت ہی جائز ہے (الاشباہ والنظائر لابن نجیم۹۵،۲)، اس لیے مسلمانوں کے لیے یہ درست نہینکہ وہ سفر کرنے کی غرض سے ایسی مشینوں سے گزرنے کو قبول کر لیں۔

بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں: قُلْتُ:يَا رَسُولَ

اللہِ! عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِی مِنْهَا وَمَا نَذَرُ ؟ قَالَ:احْفَظْ عَوْرَتَکَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِکَ أَوْ مَا مَلَکَتْ یَمِینُکَ، قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ! اِذَا کَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِی بَعْضٍ، قَالَ: اِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا یَرَیَنَّهَا أَحَدٌ فَلَا یَرَیَنَّهَا، قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ! اِذَا کَانَ أَحَدُنَا خَالِیًا، قَالَ:اللّٰہُ أَحَقُّ أَنْ یُسْتَحْیَا مِنْهُ مِنَ النَّاسِ۔میں نے رسول اللہﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسولﷺ! ہم اپنی شرمگاہ کو کس پر ظاہر کریں اور کس سے چھپائیں ؟ فرمایا کہ شرمگاہ کی حفاظت کرو سوائے اپنی بیوی اور باندی کے ۔ وہ کہتے ہیں، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر برادری کے لوگ ملے جلے رہتے ہوں تو ؟ فرمایا: اگر تم اس بات پر قادر ہو کہ تمہارا ستر کوئی نہ دیکھے تو چاہیے کہ تمہارا ستر کوئی نہ دیکھے ۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر ہم میں سے کوئی تنہائی میں ہو تو ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ زیادہ حق دار ہیں اس بات کے کہ ان سے حیا کی جائے ، بہ نسبت اور لوگوں کے (ابوداؤد: ۴۰۱۷)۔

محورِ دوم:

(۱)چوری صرف مال ہی کی نہیں ہوتی، جن اشیاء کو انسان دوسروں سے محفوظ رکھنا چاہتا ہے ، اس کی رضامندی کے بغیر ان اشیاء تک رسائی حاصل کرنا بھی چوری کے زمرے میں آتا ہے ۔ اس لیے جو لوگ اپنی مہارت سے قفل توڑ کر معلومات کی چوری کرتے ہیں، ایسا کرنا جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہاں تو قفل میں چھپائی ہوئی معلومات کا سوال ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق جو بات کسی نے ہم سے خود کہی ہو، کہنے والے کی اجازت و رضامندی کے بغیر وہ بات بھی ہمیں کسی سے کہنے کی اجازت نہیں ہے ۔حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ بِالْحَدِیثِ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِیَ أَمَانَةٌ۔جب آدمی کوئی بات تم سے کرے، پھر وہ دوسری طرف متوجہ ہوجائے، تو وہ بات امانت ہے (ابوداؤد: ۴۸۶۸)۔

البتہ معلومات کی چوری کے احکامات الگ الگ ہوں گے ، یعنی ایسی معلومات جن سے اس شخص کی عزت و آبرو کو ٹھیس لگ سکتی ہو یا معاشی پہلو سے نقصان پہنچ سکتا ہو، اس چوری کی قباحت شدید تر ہوگی، اور ایسی معلومات جن سے چوری کرنے والے کو تو فائدہ ہو، لیکن اصل شخص کو کوئی نقصان نہ ہو، جیسے علمی و مطالعاتی یادداشتیں وغیرہ، وہ بھی چوری بہر حال کہلائے گی۔یہ بھی ملحوظ رہے کہ بعض دفعہ یہ علمی و مطالعاتی یادداشتوں وغیرہ کی چوری بہت سنگین ہوتی ہے کہ اصل مالک سے زیادہ چور اسے اپنے کام میں لاکر مالک کی محنت کو ضائع کرنے کا سبب بنتا ہے، اسے بھی کسی طرح جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

(۲)اگر کسی شخص نے دوسرے کی معلومات چوری کر ہی لی تو اس شخص کی اجازت کے بغیر اس کو آگے بڑھانا کسی طرح درست قرار نہیں دیا جا سکتا۔ مالِ حرام کو

تو حتی الامکان اصل مالک تک پہنچانا ضروری ہے۔ والأصل أن المستحق بجہۃ إذا وصل إلی المستحق بجہۃ أخریٰ، اعتبر واصلا بجہۃ مستحقۃ إن وصل إلیہ من المستحق علیہ وإلا فلا (الدر المختار ۹۲،۵ بیروت)۔

(۳)جیسا کہ سوال میں کہا گیا؛شوہر و بیوی بھی انٹرنیٹ کے ذریعے ایک دوسرے کی جاسوسی کر سکتے ہیں، ان دونوں کا چوں کہ ایک دوسرے سے قریب ترین تعلق ہے اور ان کے باہمی مفادات بھی دوسرے سے مربوط ہیں، اس میں کوئی اختلاف کی بات نہیں، لیکن ان کے لیے بھی ایک دوسرے کی معلومات کو اطلاع کے بغیر شخصی طور پر حاصل کرنا درست نہ ہوگا، خاص کر ان معاملات میں جب کہ دونوں میں سے ایک دوسرے سے کوئی بات پوشیدہ رکھنا چاہتا ہو، اس لیے کہ بعض اوقات اسی میں پارٹنر کے لیے عافیت ہوتی ہے اور اس کے خلاف کرنے میں بعض دفعہ رشتے ٹوٹنے تک کی نوبت آجاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے تو رات کے وقت میں بغیر اطلاع کے ، سفر سے اچانک واپس آکر اپنی بیوی کے پاس داخل ہونے سے بھی منع فرمایا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺنے فرمایا:إِذَا أَطَالَ أَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقْ أَهْلَهُ لَيْلًا۔ جب تم کو گھر چھوڑے ایک مدت گذر گئی ہو تو اچانک رات کو گھر میں نہ آیا کرو (بخاری: ۵۲۴۴) اور ترمذی شریف میں ہے : عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: نَهَاهُمْ أَنْ يَطْرُقُوا النِّسَاء لَيْلًا، قَالَ: فَطَرَقَ رَجُلَانِ بَعْدَ نَهْيِ النَّبِيِّ ﷺ، فَوَجَدَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کو سفر سے واپسی پر عورتوں کے پاس جانے سے منع فرمایا، لیکن دو آدمیوں نے اس پر عمل نہیں کیا اور داخل ہوگئے تو دونوں نے اپنی اپنی بیوی کے پاس ایک ایک آدمی کو پایا (ترمذی: ۲۱۷۲)۔

(۴)حکومت اور محکمۂ پولس بعض دفعہ امنِ عامہ کے لیے شخصی معلومات حاصل کرتی ہے؛ تاکہ جرائم پیشہ اور دہشت گرد عناصر پر نظر رکھی جا سکے ، یہ بات بھارت میں آدھار کارڈ کے نام پرایک عرصے سے کہی جا رہی ہے ، لیکن کیا اس سے قبل یا آج بھی اس کے بغیر ملک کی حفاظت نہیں کی جاتی تھی؟ اگر کی جا سکتی تھی اور کی جاتی تھی، تو اس مقصد کے لیے دوسروں کی خفیہ معلومات تک رسائل حاصل کرنا درست قرار نہیں دیا جا سکتا، اگر واقعی ضرورت در پیش ہو تو بہ قدرِ ضرورت گنجائش ہوگی۔

دلائل حسبِ ذیل ہیں:اسلام میں نہ کسی کو تکلیف پہنچانا ہے اور نہ خود تکلیف اٹھانا ہے۔ لا ضرر ولا ضرار فی الإسلام (ابن ماجہ: ۲۳۴۰) یحتمل الضرر الخاص لأجل دفع الضرر العام۔ ضررِ عام کو دور کرنے کے لیے ضررِ خاص کو گوارا کر لیا جائے گا (شرح القواعد الفقہیۃ للاحمد بن محمد الزرقا، ص: ۱۹۷)ما أبیح للضرورۃ یقدر بقدرھا جو

چیز ضرورت کی بنا پر جائز قرار دی گئی ہو، وہ بہ قدرِ ضرورت ہی جائز ہے (الاشباہ والنظائر لابن نجیم۲؍۹۵)۔

(۵)جب کوئی شخص دوسرے کی خفیہ معلومات تک پہنچ جائے اور ان معلومات سے یہ بات واضح ہو کہ وہ کسی اور کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہے ، تو اس شخص کے لیے اس دوسرے آدمی کو صورتِ حال سے واقف کرانا درست ہوگا۔جیسا کہ عفان بن مسلم فرماتے ہیں کہ ہم اسماعیل بن علیہ کی مجلس میں تھے کہ ایک شخص نے کسی شخص سے حدیث بیان کی، تو میں نے کہا کہ وہ غیر معتبر شخص ہے ۔ وہ شخص کہنے لگا کہ تم نے اس کی غیبت کی، اسماعیل نے کہا؛ اس نے غیبت نہیں کی بلکہ حکم بیان کیا کہ وہ فنِ حدیث میں معتبر نہیں ہے۔ كُنَّا عِنْدَ اِسْمٰعِيلَ بْنِ عُلَيَّةَ فَحَدَّثَ رَجُلٌ عَنْ رَجُلٍ فَقُلْتُ:اِنَّ هَذَا لَيْسَ بِثَبْتٍ قَالَ:فَقَالَ الرَّجُلُ:اغْتَبْتَهُ قَالَ اِسْمٰعِيلُ:مَا اغْتَابَهُ وَلٰكِنَّهُ حَكَمَ أَنَّهُ لَيْسَ بِثَبْتٍ (مسلم)، اور حضرت معاذ بن انس جہنی سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ حَمَى مُؤْمِنًا مِنْ مُنَافِقٍ أُرَاهُ، قَالَ: بَعَثَ اللهُ مَلَكًا يَحْمِي لَحْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ، وَمَنْ رَمَى مُسْلِمًا بِشَيْئٍ يُرِيدُ شَيْنَهُ بِهِ حَبَسَهُ اللهُ عَلَى جِسْرِ جَهَنَّمَ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ۔جس نے کسی مومن کو منافق کے شر سے بچایا، اس کی حمایت کی، تو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت ایک فرشتہ بھیجینگے جو اس کے گوشت کو جہنم کی آگ سے بچائے گا، اور جس نے کسی مسلمان پر تہمت لگائی، جس سے اس کا مقصد اس مسلمان کی برائی ہو، تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم کے پل پر روک دینگے، یہاں تک کہ وہ اس تہمت کے گناہ سے پاک ہو کر نکل جائے (ابوداؤد: ۴۸۸۳)۔

(۶) صورتِ مسئولہ میں چوں کہ یہ اندیشہ ہے کہ وہ تجارتی کمپنیاں اس معلومات کا غلط استعمال کریں، اس لیے ایسا کرنا جائز نہ ہوگا۔ الضرر لا یزال بالضرر۔کسی دوسرے کو ضَرر پہنچا کر خود کا ضَرر دور نہیں کیا جائے گا (الاشباہ والنظائر لابن نجیم۲؍۹۶)، اور اگر کمپنیاں معلومات کا غلط استعمال نہ بھی کریں تو بھی بلا اجازت کسی کی ملکیت میں دخل دینے کا گناہ بہرحال ہوگا، نیز کیا ایسا کرنے والا اسے گوارا کرتا ہے کہ اس کی نجی معلومات تک کوئی دوسرا شخص اس کی اجازت کے بغیر رسائی حاصل کرے ؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:لا یؤمن أحدکم حتی یحب لأخیہ ما یحب لنفسہ۔تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا ، جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے اس چیز کو پسند نہ کرے ، جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے (بخاری: ۱۳، مسلم: ۴۵)، اور ارشادِ خداوندی ہے :ولا تجسّسوا۔اور تم جاسوسی نہ کرو (الحجرات: ۱۲)عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:بدگمانی سے بچتے رہو؛ کیونکہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے ، اور نہ کسی کے عیوب کی ٹوہ لگواؤ اور نہ خود کسی

کی ٹوہ میں لگو (ابوداؤد: ۴۹۱۷)۔

سوال میں خفیہ معلومات کے متعلق پوچھا گیا ہے،جب کہ شریعت نے اس بات کو بھی قائل کی اجازت کے بغیر آگے پہنچانے کی اجازت نہیں دی، جو خود ہم سے کی گئی ہو۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ بِالْحَدِيثِ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِيَ أَمَانَةٌ۔حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی کوئی بات تم سے کرے، پھر وہ دوسری طرف متوجہ ہوجائے، تو وہ بات امانت ہے (ابوداؤد: ۴۸۶۸) ''وقال محشیہ:قولہ ثم التفت فہی أمانۃ:یعنی إذا حدث أحد عندک حدیثًا، ثم غاب صار حدیثہ أمانۃ عندک، ولا یجوز إضاعتہا، والخیانۃ فیہا بإفشائہا (ترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ما جاء أن المجالس بالأمانۃ ۲،۱۷)۔

(۷) مظلوموں کی مدد کی حد تک اس کار روائی کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، جیسے کہ تجسّس کو بنصِ قرآن عام حالات میں حرام قرار دیا گیا، لیکن بوقتِ ضرورت وہ اسلامی جنگ میں جائز اور سیرت کے واقعات سے ثابت شدہ امر ہے ۔ نیز قواعدِ فقہیہ میں ہے:الضرورات تبیح المحظورات۔ ضرورتیں ناجائز کو جائز کر دیتی ہیں (شرح القواعد الفقہیہ،۱۸۵، الاشباہ والنظائر۲،۹۴)، یحتمل الضرر الخاص لأجل دفع الضرر العام۔ضررِ عام کو دور کرنے کے لیے ضررِ خاص کو گوارا کر لیا جائے گا (شرح القواعد الفقہیۃ، ص،۱۹۷)، الحاجۃ تنزل منزلۃ الضرورۃ عامۃ کانت أو خاصۃ۔حاجت عمومی ہو یا انفرادی، کبھی ضرورت کا درجہ حاصل کر لیتی ہے (شرح القواعد الفقہیہ، ص،۲۰۹)۔

(۸)اس طرح قفل توڑ دینا، پھر اس سے استفادہ کرنا یا گاہکوں کو بیچنا درست نہیں، اس لیے کہ ایسا کرنے سے اصل مالک کو ضرر پہنچتا ہے اور یہ قانون کی بھی خلاف ورزی ہے ۔ اس کا حکم چور کا اور اس سے خرید کرنے والے شخص کا حکم چور کے مددگار جیسا ہوگا۔ قال النبی ﷺ:من اشتری سرقۃ وہو یعلم أنہا سرقۃ، فقد شرک فی عارہا وإثمہا (شعب الایمان: ۵۵۰۰، دارالکتب العلمیہ، بیروت)۔

(۹)دوسرے کے کمپیوٹر کو ہیک کرنا یا اس پر وائرس چھوڑناجائز نہیں، اس سے اس کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔ اگر غیر اخلاقی مواد کو ضائع کرنے کے لیے ایسا کیا جائے، تو اس کے لیے بھی طریقۂ کار اختیار کرنا درست معلوم نہیں ہوتا، اس لیے کہ شریعت نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ضابطے مقرر کیے ہیں؛ البتہ اگر حکومت بڑے مفاسد سے نمٹنے کے لیے یہ راستہ اختیار کرے توبقدرِ ضرورت گنجائش ہوگی۔الضرر الأشد یزال بالضرر الأخف۔کم تر نقصان کو گوارا کرکے بڑے نقصان سے بچا جائے گا (شرح القواعد الفقہیہ،۱۹۹)۔

محورِ سوم:

(۱)اس سلسلے میں درجِ ذیل امور کا لحاظ رکھا جانا ضروری ہے ، جس کے دلائل محور اول کے سوال نمبر ۴ کے جواب میں آگئے ہیں:

*جو خبر آگے بھیجنی مقصود ہو، اولاً اس کی صداقت کی تحقیق کر لی جائے ۔
* جس خبر سے قوم و ملت یا جسے خبر بھیجی جا رہی ہوکم از کم اس کا کوئی فائدہ ہو، وہی خبر آگے بھیجی جائے ۔
* اشتعال انگیز یا ایسی خبر جو کسی فتنے کا سبب بنے، ہرگز آگے نہ بھیجی جائے۔
* خبروں کو آگے بھیجتے وقت صرف خبر بھیجی جائے ، اس پر زرد صحافت کی پیروی میں بلا وجہ مرچ مصالحہ لگا کر تبصرے سے گریز کیا جائے ۔

(۲) سوال وضاحت طلب ہے۔

(۳)جی ہاں! سپریم کورٹ میں اس مقدمے کے پہنچنے کا باعث یہی ہے کہ ماہرین کے نزدیک کسی کی نجی معلومات دوسروں تک پہنچانا خطرے سے خالی نہیں، اس لیے شرعاً بھی اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ درء المفاسد أولی من جلب المصالح۔مفاسد کا دور کرنا مصالح حاصل کرنے پر مقدَّم ہے (شرح القواعد الفقہیہ، ص۲۰۵)۔

(۴) جن اشتہارات میں ایسی اشیاء کی ترغیب ہو جن کا استعمال جائز ہو، انھیں دوسروں تک پہنچانا جائز اور جن اشتہارات میں ایسی اشیاء کی ترغیب ہو، جن کا استعمال ناجائز ہو، ان کو دوسروں تک پہنچانا ناجائز ہوگا، جب کہ اور کوئی شرعی ممانعت نہ پائی جائے۔ فقہ کا مشہور قاعدہ ہے :الأمور بمقاصدھا۔ امور اپنے مقاصد کے تابع ہوتے ہیں (الاشباہ والنظائر ۱۱۳،۱)، اور اعلام المؤقعین میں ہے : وسیلۃ المقصود تابعۃ للمقصود وکلاہما مقصود (۱۵۷،۳)۔

(۵)سوال میں ‘تعمیری تنقید’ کی جو اصطلاح استعمال کی گئی ہے، اسے ‘ضرورت’ قرار دیا جانا محلِ نظر ہے ، اس لیے اس طرح کے کارٹونوں سے پرہیز لازمی ہوگا۔

(۶)یہ عمل بلا اجازت و بلا ضرورت ہونے کی صورت میں شرعاً ناجائز ہوگا، لیکن جیسا کہ محورِ دوم کے سوال نمبر۹ کے جواب میں لکھا گیا- اگر حکومت بڑے مفاسد سے نمٹنے کے لیے یہ راستہ اختیار کرے تو گنجائش ہوگی۔الضرر الأشد یزال بالضرر الأخف۔کم تر نقصان کو گوارا کرکے بڑے نقصان سے بچا جائے گا (شرح القواعد الفقہیہ، ص۱۹۹)۔

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل

مولانا محمد زبیر ندوی•

محور اول:

سوال نمبر (۱) کا جواب:

اس کائنات میں جتنی چیزیں ہیں ان میں بیشتر کا حال یہ ہے کہ ان میں دونوں پہلو پائے جاتے ہیں کہ ان میں نفع اور نقصان دونوں کا پہلو پایا جاتا ہے، اس لئے شرعی نقطۂ نظر سے وہ مباحات کے دائرہ میں آتی ہیں، مباح کے کرنے اور نہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے، نیز اگر کوئی اچھی درست نیت سے کرتا ہے تو ثواب کا بھی مستحق ہوتا ہے، جیسا کہ حدیث رسول ہے:

''إنما الأعمال بالنیات وإنما لکل امرئ ما نوی'' (صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۱)۔

موبائل فون بھی اپنی اصل کے اعتبار سے مباح کے دائرے میں ہے، اس لئے اگر اسے صحیح اور درست مقصد کے لئے خریدا اور استعمال کیا جائے تو شرعاً بالکل درست ہے، کوئی مضائقہ نہیں ہے؛ کیونکہ فقہاء کرام کا اصول ہے: ''الأمور بمقاصدہا'' (الاشباہ والنظائر،۱۰۲)، البتہ اگر کوئی غلط مقصد اور غلط ارادے سے استعمال کرے تو اس کا استعمال درست نہیں ہوگا اور آدمی گنہگار ہوگا۔

سوال نمبر (۲) کا جواب:

قرآن مجید محفوظ کرنے اور پڑھنے کے لئے شریعت نے کوئی متعین طریقہ نہیں بتایا ہے؛ بلکہ وقت اور زمانے کے لحاظ سےجو سہولت بھی ہو اختیار کی جاسکتی ہے، صحابہ کرام کے زمانے میں کاغذ دستیاب نہیں تھا تو لوگ کپڑوں، ہڈیوں، کھالوں اور دیگر چیزوں پر قرآن محفوظ کرتے تھے اور اسی میں تلاوت کرتے تھے، بعد میں کاغذ دستیاب ہوا تو لوگوں نے اسے اختیار کیا، اس لئے شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے کہ موبائل میں قرآن مجید لوڈ کرلیا جائے یا دیگر دینی کتابیں رکھ لی جائیں اور ان سے استفادہ کیا جائے۔

اور چونکہ میموری اور فون میں اسپیس اور فولڈر الگ الگ ہوتے ہیں اس لئے اگر اس میں کوئی غلط چیز چلے، گانے، فلم وغیرہ ہوں تو اس سے کچھ فرق نہیں پڑے گا ،ہاں رکھنے والا رکھنے اور دیکھنے کی وجہ سے ضرور گنہگار ہوگا؛ کیونکہ یہ چیزینگندی اور خبیث ہیں اور دین اسلام میں منع ہیں۔

• جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور، سنجر پور، اعظم گڈھ، یوپی۔

‘‘ویحرّم علیہم الخبائث ویضع عنہم إصرہم’’ (الاعراف: ۷۴)۔

سوال نمبر (۳) کا جواب:

موبائل پر قرآن مجید دیکھنا اور پڑھنا اور ڈاؤنلوڈ کرنا سب جائز ہے، البتہ اگر قرآن مجید موبائل میں موجود ہو تو موبائل قرآن کے حکم میں ہوگا یا نہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ پورا قرآن مجید موبائل کے حکم میں نہیں ہوگا؛ بلکہ سیٹ کی حیثیت رحل کی ہوگی اور جس طرح رحل کو بغیر وضو یا جنابت کی حالت میں لے سکتے ہیں اور استعمال کرسکتے ہیں اسی طرح موبائل کے سیٹ کو بھی استعمال کرسکتے ہیں۔

البتہ جب قرآن مجید کھلا ہو اور اسکرین پر شو کررہا ہو تو اس اسکرین کی حیثیت قرآن مجید کی ہوگی، اور اس اسکرین کو بغیر وضو چھونا درست نہیں ہوگا، جیسا کہ فقہاء کرام کے بیان کردہ مسائل سے معلوم ہوتا ہے، فتاوی ہندیہ میں ہے:

‘‘لا یجوز لہما (الجنب والمحدث) مسّ المصحف إلا بغلاف جاف، والجلد الغیر المشرز، لا ہو متصل بہ’’ (الفتاوی الہندیہ ۱،۳۹)۔

‘‘والمنع أقرب إلی التعظیم، کما فی البحر’’ (رد المحتار ۱،۴۸۸ کتاب الطہارۃ)۔

سوال نمبر (۴) کا جواب:

دینی اور اخلاقی مواد پر مبنی مضامین، تحریریں یا صوتی پیغامات ایک دوسرے کو بھیجنا، بہتر اور باعث ثواب ہے اور یہ بھی اس حدیث ‘‘بلغوا عنی ولو آیۃ’’ کی تشریح میں شامل ہے، اس لئے ایسے میسج بھیجنے میں حرج نہیں، لیکن دنیا کے ہر شخص کا مزاج ومذاق جدا اور مشغولیات الگ الگ ہوتی ہیں، اس لئے اگر کسی طبیعت پر بار محسوس ہوتا ہو یا اس کی دینی وعلمی یا فکری مشغولیات میں مداخلت ہوتی ہو تو پھر ایسے شخص کو میسج بھیج کر پریشان کرنا یا اس کے کاموں میں حارج ہونا درست نہیں ہے؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

‘‘المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ’’ (صحیح البخاری، حدیث نمبر: ۱۰)۔

اس لئے اگر کسی شخص کو ایسے میسج یا پیغامات سے ناگواری یا مداخلت ہوتی ہو تو بھیجنا درست نہیں ہوگا۔

سوال نمبر (۵) کا جواب:

بنیادی طور پر دینی واخلاقی میسج غیر محرم مرد وعورت کو بھیجنا جائز ہے؛ کیونکہ دین کے پیغام اور اچھی بات کی اشاعت کے لئے کسی خاص جنس کو مخصوص نہیں کیا گیا ہے، بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں ہر انسان شامل ہے، لیکن چونکہ یہ چیز آہستہ آہستہ غلط تعلقات اور ناجائز رشتے کا ذریعہ بن سکتی ہے اس لئے اس سے بچنا ضروری ہے، بطور خاص جب جانبین جوان ہوں تو اور بھی اس کا اندیشہ ہے، چنانچہ فقہاء کرام نے اسی فتنے کے اندیشے کی وجہ سے نوجوان عورت کی طرف

دیکھنے ، اس سے بات کرنے بلکہ سلام کا جواب دینے سے بھی منع فرمایا، درمختار میں منقول ہے:

''امتنع نظره إلى وجهها فحل النظر مقيد بعدم الشهوة وإلا فحرام، وهذا فى زمانهم، أما فى زماننا فمنع من الشابة، قهستانى وغيره'' (الدر المختار ۲۴۳٫۲ كتاب الحظر)۔

''ولا يكلم الأجنبية إلا عجوزاً عطست أو سلمت'' (الدر المختار مع رد المحتار ۵۳۰٫۹ كتاب الحظر، زكريا)۔

سوال نمبر (۶) کا جواب:

جو پیغامات تصویروں کی شکل میں ہوں وہ اگر کہیں سے بنے بنائے آتے ہوں یا خود موبائل میں موجود ہوں اور آدمی صرف اسے فارورڈ کرے تو وہ تصویر کشی کے زمرے میں نہیں آتے؛ بلکہ اس کا گناہ صانع اول پر ہوگا جس نے اسے بنایا ہے یا ڈالا ہے؛ البتہ ان میسجز کو آگے بھیجنے اور فارورڈ کرنے کا شرعی حکم کیا ہوگا تو اس کی دوصورتیں ہوسکتی ہیں:

ایک صورت یہ ہے کہ وہ پیغام کسی ناجائز بات پر مبنی نہ ہو، دوسرے یہ کہ وہ تصویر بذات خود حرام نہ ہو جیسے عورت کی تصویر یا فحش بات پرمبنی تصویر وغیرہ، تو اس کو فارورڈ کرنا درست ہے، اور اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کسی تصویر کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ منتقل کردینا، اور اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ وہ تصویر غیر محرم کی ہو یا فحش وناجائز باتوں پر مبنی تصویر ہو تو اس کو شیئر کرنا اور آگے بڑھانا جائز نہیں، اور وہ فقہاء کرام کے اس بیان کے زمرے میں آئے گا۔

''أن ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريماً وإلا فتنزيهاً'' (الدر المختار مع الرد ۵۶۰٫۹ كتاب الحظر، زكريا)۔

سوال نمبر (۷) کا جواب:

سی سی ٹی وی کیمرہ موجودہ زمانہ کی بعض صورتوں میں نہایت اہم ضرورت بن گئی ہے، اور جیسا کہ سوالنامے میں مذکور ہے کہ چوری اور دیگر مجرمانہ واقعات کو روکنے میں اس سے مدد ملتی ہے، اور بے جا الزامات وشبہات سے بھی بچنا آسان ہوجاتا ہے، اس لئے مصلحتاً اور ضرورۃً اس کے لگانے کی شرعاً گنجائش ہوگی، اور اس کو تجسس کے درجہ میں بھی نہیں رکھا جائے گا؛ کیونکہ اس سے ایک اہم ضرورت وابستہ ہے، چنانچہ فتح الباری کی ایک عبارت سے اس کی تائید ہوتی ہے:

''ويستثنى من النهى عن التجسس ما لو تعين طريقاً إلى إنقاذ نفس من الهلاک مثلاً كأن يخبر ثقة بأن فلاناً خلا بشخص يقتله ظلماً أو بامرأة ليزنى بها، فيتشرع فى هذه الصورة التجسس والبحث عن ذلک حذراً من فوات استدراکه'' (فتح الباری شرح البخاری ۵۶۱٫۱۰ كتاب الادب)۔

نیز فقہاء کرام کا اصول ہے:

‘‘یتحمل الضرر الخاص لدفع ضرر عام، الضرر الأشد یزال بالضرر الأخف’’ (شرح المجلہ۱؍۴۱)۔

سوال نمبر (۸) کا جواب:

انسان کا جسم خدا تعالی کی طرف سے ایک امانت ہے جس میں خیانت قطعاً جائز نہیں ہے، انسان کے جسم کے وہ اعضاء جن کاشرعاً چھپانا فرض ہے بغیر کسی شدید مجبوری کے ظاہر کرنا جائز نہیں، اور پھر ہر شخص کو شک کی نظر سے دیکھنا بھی شرعاً جائز نہیں ہے، حدیث پاک میں ہے:

‘‘إیاکم والظن فإن الظن أکذب الحدیث’’ (صحیح البخاری، حدیث: ۵۱۴۳ کتاب النکاح)۔

اسی طرح بلا وجہ جاسوسی کرنا اور دوسرے کے ٹوہ میں رہنا بھی جائز نہیں ہے، حدیث مبارکہ میں رسول ﷺ کا فرمان ہے:

‘‘ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تنافسوا ولا تحاسدوا’’ (صحیح مسلم، حدیث: ۲۵۶۳ کتاب البر والصلہ)۔

اس لئے صرف شک کی بنیاد پر علی العموم ہر شخص کی جاسوسی کرنا اور اس کے جسم کو اسکین کرکے دیکھنا قطعاًدرست نہیں ہوگا، ہاں اگر کوئی شخص برائیوں میں مشہور ہو اور اس کی ذات سے قوی خطرہ ہو تو استثنائی صورت میں درست ہوگا، عام حالات میں لگانا اور مسلمانوں کے لئے اس کا قبول کرنا درست نہیں ہوگا۔

محور دوم:

سوال نمبر (۱) کا جواب:

انسان جو چیزیں چھپا کر اور لاک کرکے رکھتا ہے اس کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کی دسترس سے محفوظ رہے، اب اگر کوئی شخص اس کی رضامندی کے بغیر اس کی کوئی چیز چراتا ہے تو وہ بھی گناہگار ہوگا؛ کیونکہ وہ اس حدیث کے زمرے میں آئے گا۔

‘‘لا یحل مال امرئ مسلم إلا بطیب نفس منہ’’ (مسند احمد بن حنبل، حدیث نمبر: ۲۰۶۹۹۵)۔

اسی طرح یہ دوسرے کی امانت میں خیانت بھی ہے، جس کی ممانعت قرآن مجید میں صاف لفظوں میں موجود ہے۔

‘‘لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا أماناتکم’’ (انفال: ۲۷)۔

اس ممانعت میں ہر طرح کی چیزیں شامل ہیں، ہاں اگر ایسی معلومات ہیں جن سے لوگوں کافائدہ ہو اور وہ اس پر ناراض بھی نہ ہوں تو پھر اس صورت میں دوسروں کے لئے لینا درست ہوگا؛ کیونکہ اس صورت میں مذکورہ موانع اور وجوہات موجود نہیں ہیں۔

سوال نمبر (۲) کا جواب:

پہلی بات کسی کی معلومات چوری کرنا ہی درست نہیں، لیکن اگر کسی نے یہ گناہ کرہی لیا تو مزید اسے آگے بڑھانا درست نہیں ہوگا؛ کیونکہ چوری کی ہوئی چیز پر اس کی ملکیت نہیں ہوتی، اس لئے اولاً تو اس آدمی کو چاہئے کہ اس سے معافی تلافی کرے، اور اگر اس کے استعمال کی چیز ہے تو اس سے اجازت لے، بغیر اجازت اپنے استعمال میں لانا یا آگے بڑھانا درست نہیں ہے، اور یہ بھی اس حدیث کے دائرے میں آئے گا۔

''لا یحل مال امرئ مسلم إلا بطیب نفس منہ'' (مسند احمد بن حنبل، حدیث نمبر: ۲۰۶۹۹۵)۔

نیز فقہاء کرام نے فرمایا:

''الحرمۃ تتعدی مع العلم بہا'' (الاشباہ والنظائر لابن نجیم،۳۳۵)۔

اسی طرح بذل المجہود میں ہے:

''من اکتسب مالا بغیر حق یجب علیہ ردہ علی مالکہ'' (بذل المجہود ۱،۲۵۹ کتاب الطہارۃ)۔

سوال نمبر (۳) کا جواب:

شوہر وبیوی کا رشتہ نہایت پاکیزہ اور مقدس رشتہ ہے اور انسانی زندگی میں ایک دوسرے کے لئے قریب ترین رشتہ ہوتا ہے، دونوں کی زندگی سکے کے دورخ کی طرح ہے جس میں سے ایک بھی خراب ہوجائے تو سکے کا وجود اور اہمیت ختم ہوجاتی ہے، اور چونکہ دوسرے کے ٹوہ میں پڑنے یا جاسوسی کرنے اور ایک دوسرے کی معلومات کو چوری کرنے سے رشتہ میں دراڑ پیدا ہونے اور ایک دوسرے پر بجائے اعتماد کے شک وشبہ پیدا ہوجانے کا قوی ترین احتمال رہتا ہے اس لئے عام حالات میں قطعاً ایسا نہیں کرنا چاہئے، اس پہلوئے انس ومحبت کو مدنظر رکھتے ہوئے ارشاد ہے:''ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تحاسدوا وکونوا عباد اللہ إخواناً'' (صحیح مسلم، حدیث : ۲۵۶۳ ، البروالصلۃ)۔

البتہ اگر شوہر یا بیوی کا اخلاق وکردار واقعی مشکوک ہو اور ان کے چال چلن سے غلط راستے کا پورا اندازہ ہوتو تحقیق وتنبیہ اور اصلاح کی غرض سے ایسی معلومات چپکے سے حاصل کرنے میں مضائقہ نہیں ہے؛ تاکہ ثبوت کی روشنی میں افہام وتفہیم کا کام انجام پاسکے ، یہ بات قرآنی آیت: ''إن جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا'' میں شامل ہے۔

سوال نمبر (۴) کا جواب:

ملکی اور قانونی اعتبار سے حکومت اور پولس محکمہ کی اہم ترین ذمہ داریوں میں سے امن عامہ کو برقرار رکھنا بھی ہے اور اس لئے انہیں ان تمام عناصر سے پنجہ آزمائی کرنا ہوتا ہے جو ملک یا عوام کے لئے تخریب وفساد کا سبب بن سکتے ہیں، اس قسم کی ضرورت کے لئے اگر حکومت یا پولیس محکمہ کو ضرورت ہو کہ شخصی معلومات حاصل کرے تو یقینا یہ درست ہوگا؛ کیونکہ ملک اور عوام الناس کے امن کے لئے ناپاک اور مضر عناصر کو ختم کرنا یا ان پر روک لگانا ضروری ہوگا، چنانچہ فقہاء کرام کے

اصول وقواعد سے اس کے جواز کی بات معلوم ہوتی ہے، فقہاء کے اصول ہیں:

''الضرر یزال'' (شرح المجلہ۱،۳۶)۔

''یتحمل الضرر الخاص لدفع ضررعام'' (شرح المجلہ۱،۴۰)۔

''الضرر یدفع بقدر الإمکان'' (شرح المجلہ۱،۱۴۱)۔

''إذا تعارضت مفسدتان ارتکبت أخفہما، یختار أہون الشرین، در ء المفاسد أولی من جلب المنافع'' (شرح المجلہ۱،۴۱، دار عالم الکتب الریاض)۔

سوال نمبر (۵) کا جواب:

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی خفیہ معلومات تک پہنچ جائے اور اس کی معلومات سے یہ بات واضح ہوجائے کہ وہ کسی کو نقصان پہنچانے کا اندیشہ رکھتا ہے تو اس کےلئے بالکل درست ہے کہ وہ اس بات کو اسے جاکر بتا دے؛ تاکہ وہ اس کے شر سے بچنے کی تدبیر کرے، قرآن مجید میں بھی اس کی اجازت کی آیات موجود ہیں، حضرت موسیٰؑ سے ایک شخص نے آکر فرعون کی خفیہ معلومات بتا دی تھیں اور اس کی معلومات کی بنا پر حضرت موسی علیہ السلام مصر سے نکل گئے تھے۔

''وجاء رجل من أقصی المدینۃ یسعی قال یا موسی إن الملأ یأتمرون بک لیقتلوک فاخرج إنی لک من الناصحین'' (القصص: ۲۰)۔

اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعے میں مذکور ہے کہ ہدہد پرندے نے ملکہ سبا کی خفیہ معلومات حضرت سلیمان علیہ السلام کو لاکر دی تھیں اور پھر حضرت سلیمانؑ نے اس پر کارروائی کی تھی۔

''فقال أحطت بما لم تحط بہ وجئتک من سبأ بنبأ یقین..... فصدہم عن السبیل فہم لا یہتدون'' (سورۃ النمل: ۲۲-۲۴)۔

سوال نمبر (۶) کا جواب:

جو لوگ اپنے فیس بک اکاؤنٹ پر اپنی ایسی معلومات چھپا کر رکھتے ہیں جنہیں وہ دوسروں کو دینا نہیں چاہتے ہیں، ان معلومات اور ڈاٹا کو ماہرین کے ذریعہ حاصل کرنا اور پھر اس کی تجارت کرنا قطعاً جائز نہیں ہے؛ بلکہ یہ چوری اور خیانت ہے، اور کسی کے سامان کو بغیر اس کی مرضی کے لے لینے کے مترادف ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لا یحل مال امرئ مسلم إلا بطیب نفس منہ'' (مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۰۶۹۹۵)۔

اسی طرح ارشاد خداوندی ہے:

''لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا أماناتکم'' (سورہ انفال: ۲۷)۔

نیز فقہاء کرام نے فرمایا کہ حرام کا علم ہوتے ہوئے اسے آگے منتقل کرنا یا بیچنا خریدنا اور تجارت کرنا درست اور جائز نہیں ہوگا۔

''الحرمۃ تتعدی مع العلم بہا'' (الاشباہ والنظائر لابن نجیم،۲۳۵)۔

سوال نمبر (۷) کا جواب:

مجرمین کے جرائم پر شہادت حاصل کرنے اور ان کے جرم کی تحقیق کے لئے خفیہ کیمرے لگانا اور اس کے ذریعہ جرم اور مجرم کی تحقیق وشناخت کرنا درست ہے؛ کیونکہ اس سے جرائم میں تخفیف ، مجرمین کو ڈر اور مظلومین کو ظلم سے نجات ملتی ہے، اور یہ تجسس وتفتیش کے اس دائرے میں نہیں آئے گا جس کی ممانعت احادیث مبارکہ میں منقول ہے، علامہ ابن حجر عسقلانی شرح بخاری میں رقمطراز ہیں:

''ویستثنی من النہی عن التجسس ما لو تعین طریقاً إلی إنقاذ نفس من الہلاک مثلاً کأن یخبر ثقۃ بأن فلاناً خلا بشخص لیقتلہ ظلماً أو بامرأۃ لیزنی بہا، فیشرع فی ہذہ الصورۃ التجسس والبحث عن ذلک حذراً من فوات استدراکہ'' (فتح الباری۱۰؍۵۶۱، کتاب الادب)۔

اسی طرح فقہاء کرام کے بیان کردہ اصولوں سے بھی اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

''یتحمل الضرر الخاص لدفع ضرر عام، الضرر الأشد یزال بالضرر الأخف، یختار أہون الشرین'' (شرح المجلہ۱؍۴۱)۔

سوال نمبر (۸) کا جواب:

جو شخص جو چیز بناتا ہے اور اس میں پیسہ ومحنت صرف کرتا ہے تو وہ اس کا او راس کی منفعت کا مالک ومختار ہوتا ہے، کسی دوسرے شخص کا اس مال کو لینا اور اس سے چھپا کر اپنے قبضے اور استعمال میں لانا درست نہیں ہے۔

صورت مسئولہ میں فنی ماہرین مخصوص مقاصد کے لئے جو سافٹ ویئر تیار کرتے ہیں اور اس میں لاگت لگاتے اور پیسے خرچ کرتے ہیں تو وہ سافٹ ویئر کے مالک ہیں، اگر کوئی شخص اپنی ذہانت سے اسے ان کی رضامندی کے بغیر حاصل کرلیتا ہے تو وہ چوری اور خیانت ہے، شرعاً اس کی اجازت نہیں ہے، اور جیسا کہ سوالنامے میں ذکر ہے کہ قانوناً بھی اس کو جرم مانا جاتا ہے اس لئے قانون کی پاسداری بھی ضروری ہے، فقہاء کرام نے بتصریح تمام لکھا ہے کہ جائز چیزوں میں امیر وحاکم کی بات ماننا واجب ہے، علامہ شامیؒ رقمطراز ہیں:

''طاعۃ الأمیر فیما لیس بمعصیۃ واجبۃ'' (رد المحتار۳؍۵۳ کتاب الصلاۃ، باب العیدین)۔

سوال نمبر (۹) کا جواب:

اس مسئلے کا تعلق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے ہے، اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر انسان کے حالات اور ماحول کے اعتبار سے الگ الگ ہوتا ہے، اس لئے صورت مسئولہ میں اگر واقعی کسی شخص کے موبائل میں اس قسم کا غیر اخلاقی مواد موجود ہے اور آدمی اس کو ختم کرنے پر اس طور پر قادر ہے کہ اس کو کچھ نقصان نہیں ہوگا مثلاً بیوی، اولاد، بھائی یا کسی ایسے شخص کے کمپیوٹر میں ہے جو اس کی سرپرستی میں ہے یا اس سے کسی قسم کا اندیشہ نہیں ہے تو اس کے لئے ضروری ہوگا کہ

وہ اس کو ہیک کرکے یا وائرس چھوڑ کر ختم کردے، شرعاً اس کا یہ عمل درست اور باعث ثواب ہوگا، جیسا کہ روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام نے شراب کے مٹکوں کو توڑ پھوڑ کر ختم کردیا تھا، اور طنبور وصلیب وغیرہ کو توڑ ڈالا تھا (دیکھئے: صحیح البخاری، باب هل تكسر الدنان التی فیها الخمر؟ أو تخرق الزقاق، فإن كسر صنماً أو صلیباً أو طنبوراً أو ما لا ینتفع بخشبه، وأُتی شریح فی طنبور كُسر، فلم یقض فیه بشئ)۔

اسی طرح علامہ ابن قیم لکھتے ہیں:

''ومن التعزیرات بالعقوبات المالیة أمره ﷺ بكسر دنان الخمر وشق ظروفها'' (الطرق الحكمیه،٣٠٨)۔

محور سوم:

سوال نمبر (١) کا جواب:

سوشل میڈیا اور الکٹرانک ذرائع ابلاغ دور حاضر میں اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے لئے نہایت اہم اور موثر وسیلہ ہیں، اس کے ذریعہ سے منٹوں اور سکنڈوں میں باتیں عام ہوجاتی ہیں اس لئے اس میں سچائی اور حقیقت پر مبنی خبریں بھیجنا لازم ہے، بنا تحقیق کے خبروں کو عام کرنا قطعاً جائز نہیں ہے؛ کیونکہ اس سے مختلف قسم کے مفاسد پیدا ہوتے ہیں، قرآن مجید میں بھی خبروں کو تحقیق کے بعد ہی عام کرنے کی تاکید کی گئی ہے، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

''إن جاءكم فاسق بنبإ فتبینوا أن تصیبوا قوماً بجهالة'' (سورہ حجرات: ۶)۔

اسی حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات بیان کردے۔

''كفی بالمرء كذباً أن یحدّث بكل ما سمع'' (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۵)۔

چنانچہ آیات مبارکہ اور حدیث رسول سے معلوم ہوا کہ خبروں کی تحقیق وتفتیش کی جائے پھر اسے آگے بڑھایا جائے۔

سوال نمبر (٢) کا جواب:

ایک شخص کا دوسرے شخص کے مراسلہ میں اضافہ اور کمی کی دوصورتیں ہوسکتی ہیں: ایک صورت ایسی ہے کہ اس میں کمی یا بیشی اس طور پر کی جائے کہ وہ فتنہ وفساد کا سبب بن جائے یا مرسل کی بات کی ضد ہوجائے یا اس قسم کی بات تو نہ ہومگر جس کا پیغام ہو وہ اس کے لئے تیار نہ ہو، بلکہ ناراضگی اور دل شکنی کی بات ہو تو ان صورتوں میں کمی بیشی کرنا علمی خیانت ہوگی اور قطعاً جائز نہ ہوگی، قرآن مجید میں کہا گیا ہے:

''لا تخونوا الله والرسول وتخونوا أماناتكم'' (انفال: ٢٧)۔

دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ اس طرح اس میں کمی بیشی کی جائے کہ وہ نزاع اور فساد کا ذریعہ نہ بنے اور جس نے لکھا ہے کہ اس کو بھی کوئی ناراضگی اور ناگواری نہ ہو تو یہ صورت درست ہوگی، بلکہ بعض دفعہ اس کی ضرورت ہوتی ہے کہ اس تحریر میں اضافہ یا کمی کی جائے تو اس مینشرعاً کوئی مضائقہ نہیں ہوگا؛ بلکہ ممکن ہے کہ یہ تعاون علی البر کے قبیل کی چیز ہو جو کہ ایک مستحسن بات ہے۔

''وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان'' (سورہ مائدہ: ٢)۔

سوال نمبر (٣) کا جواب:

حکومت اگر کسی ایسے آدمی کی ذاتی معلومات کو عام کرتی ہے جس سے ملک اور رعایا کو خطرہ ہے یا کسی بھی شخص کو جانی یا مالی نقصان اس کی ذات سے پہنچنے کا اندیشہ ہے تو ایسے شخص کی ذاتی معلومات کو عام کرنے کی اجازت ہوگی؛ کیونکہ یہاں مقصد لوگوں کی حفاظت اور بڑے مفسدہ کو ختم کرنا ہے، اس سلسلہ میں فقہاء کرام کے اصول وقواعد سے استدلال کیا جاسکتا ہے، فقہاء فرماتے ہیں:

''الأمور بمقاصدہا'' (الاشباہ والنظائر،١٠٢)۔

''الضرر الأشد یزال بالضرر الأخف، الضرر یدفع بقدر الإمکان''۔

''إذا تعارض مفسدتان روعی أعظمہما ضرراً بارتکاب أخفہما'' (شرح المجلہ،١ ٤١)۔

لیکن اگر ایسا شخص ہے جس سے ملک کی سالمیت کو کوئی خطرہ نہیں ہے؛ بلکہ عام قسم کا شخص ہے تو اس کی نجی معلومات کو عام کرنا درست نہیں ہے؛ کیونکہ اس طرح اس کی شخصیت کو مشکوک کرنا اور پوشیدہ باتوں کو منظر عام پر لانا پایا جاتا ہے، جو کہ بلا ضرورت درست نہیں، ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی بعض خاص باتیں پوشیدہ رہیں لیکن حکومت بالکل سامنے لے آتی ہے جو قطعاً درست نہیں ہے، حدیث مبارکہ میں ہے:

''ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تدابروا ولا تباغضوا'' (صحیح مسلم، حدیث: ٢٥٦٣)۔

سوال نمبر (٤) کا جواب:

انٹرنیٹ پر جو تجارتی اشتہارات ڈالے جاتے ہیں اور انہیں افراد یا گروپ تک پہنچانے کو کہا جاتا ہے، اگر وہ ایسی چیزوں کا اشتہار ہے جو جائز ہیں تو اس کی تشہیر بھی جائز ہے؛ چنانچہ اس سلسلہ میں فقہاء کرام کا بیان کردہ ایک قاعدہ کافی ہے، وہ فرماتے ہیں:

''کل ما أدی إلی ما لا یجوز، لا یجوز'' (الدر المختار مع رد المحتار،٩ ٥١٩ زکریا)۔

نیز فقہاء کرام فرماتے ہیں:

''الأصل فی الأشیاء الإباحۃ'' ۔

''ما حرم أخذہ حرم إعطاءہ'' (الاشباہ والنظائر،٣٩١)۔

''ما حرم فعلہ حرم طلبہ'' (الاشباہ والنظائر،۳۹۲)۔

مذکورہ بالا قواعد سے واضح ہوتا ہے کہ جو اشیاء جائز ہیں ان کی تشہیر بھی جائز ہے، اور جو جائز نہیں ہیں ان کی تشہیر کرنا اور گروپ واشخاص تک پہنچانا بھی درست نہیں ہے۔

سوال نمبر (۵) کا جواب:

کارٹون خواہ دستی ومشینی ہوں خواہ ڈیجیٹل ہوں، ہر طرح کے ممنوع اور ناجائز ہیں؛ کیونکہ مستند تحقیق کے مطابق یہ بھی تصویر کے حکم ہیں، البتہ وہ حضرات جن کی تحقیق میں ڈیجیٹل فوٹو یا ویڈیو تصویر کے حکم میں نہیں ہے ان کے نزدیک بھی اس قسم کی کارٹون سازی جو طنز اور کسی کی بے حرمتی پر مبنی ہو جائز نہیں ہوگی، اس صورت میں اس کے عدم جواز کی علت تصویر سازی نہیں ہوگی؛ بلکہ کسی مسلمان کی ہتک عزت یا کسی انسان کی کرامت وشرافت سے کھلواڑ ہوگا، انسان ایک مکرم مخلوق ہے خدا نے بہترین سانچے میں اسے ڈھالا ہے اس لئے یہ توہین درست نہیں ہے، خدا کا فرمان ہے:

''ولقد کرمنا بنی آدم وحملناہم فی البر والبحر'' (الاسراء: ۷۰)۔

''لقد خلقنا الإنسان فی أحسن تقویم'' (التین: ۴)۔

رسول اللہ ﷺ نے انسان کی عزت کو محترم قرار دیا ہے، فرمایا:

''ما من امرئ یخذل امرءاً مسلماً فی موضع تنتہک فیہ حرمتہ وینتقص فیہ من عرضہ إلا خذلہ اللہ'' (سنن ابی داؤد، حدیث: ۴۸۸۴)۔

اسی طرح فرمایا:''بحسب امرئ من الشرّ أن یحقر أخاہ المسلم، کل المسلم علی المسلم حرام، دمہ ومالہ وعرضہ'' (مسلم، حدیث: ۲۵۶۴)۔

سوال نمبر (۶) کا جواب:

انسان اپنی گفتگو میں ہر قسم کی باتیں کرتا ہے، بعض وہ باتیں ہوتی ہیں جو کسی کے لئے نقصان کا باعث نہیں ہوتی ہیں لیکن انسان اس کو چھپانا چاہتا ہے، اس لئے موبائل کمپنیوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ ہر قسم کی گفتگو اور ہر شخص کی بات کو ریکارڈ کریں اور اسے حکومت تک پہنچائیں، اگر بلا ضرورت اس طرح کیا جاتا ہے تو تجسس کے دائرے میں آئے گا جس سے رسول اللہ ﷺ نے ان الفاظ میں منع فرمایا :

''ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تنافسوا ولا تحاسدوا'' (صحیح مسلم، حدیث: ۲۵۶۳ کتاب البر)۔

لیکن اگر ایسے مخصوص اشخاص کی باتیں ریکارڈ کی جاتی ہیں جو اپنے غلط کاموں کے لئے مشہور ہیں یا ان کے وجود سے ملکی سالمیت کو خطرہ ہو تو ضرورت کے پیش نظر ان کی آواز ریکارڈ کرنا اور حکومت تک پہنچانا جائز ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

''ویستثنی من النہی عن التجسّس ما لو تعین طریقا إلی إنقاذ ..... من الہلاک'' (فتح الباری۱۰،۵۶۱ کتاب الادب)۔

تیسرا فقہی قاعدہ ہے: ''یتحمل الضرر الخاص لدفع ضرر عام'' (شرح المجلہ۱،۴۰)۔

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط چند مسائل

مولانا محمد قمر الزماں ندوی•

تمہید:

''اسلام '' ایک مکمل دین اور کامل دستور العمل ہے، زندگی کے تمام شعبوں میں انسانوں کی کامل و مکمل رہنمائی کرتا ہے، اور یہ آخری شریعت ہے، جس میں قیامت تک پیش آنے والے تمام مسائل و مشکلات کا شرعی حل موجود ہے، اس حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے:

''الیوم أکملت لکم دینکم و أتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الإسلام دینا''۔

آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کردیا اور تمہارے اوپر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔

لیکن اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ اسلامی شریعت کے بنیادی سرچشموں (قرآن وحدیث) میں موجود احکام و تعلیمات کثیر ہونے کے باوجود محدود ہیں، دنیا کے تمام ممالک میں اور قیامت تک ہر زمانے میں پیش آنے والے تمام مسائل و مشکلات کا حل قرآن و حدیث میں صراحتاً مذکور نہیں ہے، زندگی کا کارواں رواں دواں ہے، ہر زمانے میں بہت سے نئے مسائل سامنے آتے ہیں، جو امت مسلمہ کے علماء اور فقہاء سے جواب کے طالب ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اسلام کو آخری دین بنایا، اس لئے کتاب و سنت میں ایسے اصول و کلیات بیان فرمادیئے جو قیامت تک پیش آنے والے حوادث و مسائل میں ''امت مسلمہ '' کی کامل رہنمائی کرسکتے ہیں، کتاب و سنت میں جو اسلامی شریعت کا بیش قیمت سرمایہ موجود ہے اس کی روشنی میں امت مسلمہ کے فقہاء و مجتہدین نے ہر دور کے نت نئے مسائل کا حل تلاش کیا ہے، ان کے بارے میں احکام شریعت سے پردہ اٹھایا، اور اسلامی شریعت کی برتری اور جاودانی کا روشن ثبوت مہیا کیا۔

''بیسویں صدی '' کے اختتام سے اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) نے نئے مسائل کے حل کے لئے جو بیڑا اٹھایا ہے اور جس ذمہ داری کو اپنے کندھے پر لیا ہے، یقیناً وہ قابل ستائش اور لائق تحسین ہے۔ سردست اکیڈمی کی جانب سے مختلف موضوعات پر جو سوالات موصول ہوئے ہیں ان میں ''انفارمیشن ٹکنالوجی '' سے متعلق سوالات کے جوابات قرآن وحدیث اور قدیم و جدید کتب فقہ کے حوالہ سے دیئے جارہے ہیں۔

• مدرسہ نور الاسلام موتی کلاں کنڈہ، پرتاپ گڑھ۔

محور اول:

(۱) موبائل سے فائدہ اٹھانے کا شرعی حکم:

مذہب اسلام اور دین متین نیز احکام الٰہی کی اشاعت و تبلیغ اور سماجی و اخلاقی رابطہ کے لئے موبائل کا استعمال اور اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہی نہیں؛ بلکہ ایک مستحسن قدم ہے، اس کے ذریعہ سے انسان دین متین اور شریعت حقہ کی بھرپور خدمت کرسکتا ہے اور الحمد للہ لوگ اس سے دینی اور شرعی لحاظ سے بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

''و علم آدم الأسماء کلہا ثم عرضہم علی الملائکۃ'' یہ آیت اس بات کی طرف مشیر اور غماز ہے کہ ہر دور اور ہر عہد میں اس زمانہ کے اعتبار سے عقل انسانی آلات و اسباب تیار کرتی رہے گی؛ کیونکہ قدرت نے ہر انسان کو اس کے زمانہ کے اعتبار سے آلات و اسباب بنانے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا مسلک عطا فرمایا ہے۔ اسمارٹ فون (ملٹی میڈیا موبائل) سے آج کے زمانہ میں جہاں سماجی رابطہ کا فائدہ اٹھایا جارہا ہے وہیں دوسری بہت سی ضروریات اس سے پوری ہورہی ہیں، اور وہیں دین و شریعت کی زبردست خدمت اس کے ذریعہ انجام دی جارہی ہے، اگرچہ زیادہ تر لوگ اس کو منفی اور فحش و منکر کاموں میں زیادہ استعمال کر رہے ہیں۔

اسمارٹ سیل فون کے استعمال کے جواز پر اس فقہی قاعدہ کلیہ سے بھی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے کہ اشیاء میں اصل مباح اور جائز ہونا ہے ''الأصل فی الأشیاء الإباحۃ'' (الاشباہ للسیوطی: ۱۲۳)۔ کسی شئی کے ناجائز اور حرام ہونے پر جب تک کوئی دلیل نہ آجائے اس کو مباح ہی سمجھا جائے گا۔ جدید اسباب و وسائل اور نوپید مسائل میں خصوصیت کے ساتھ اس قاعدہ سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، موجودہ دور کے لئے اسباب و وسائل اور نئی ایجادات و اختراعات کے احکام پر خصوصیت کے ساتھ اس قاعدہ کو منطبق کیا جاسکتا ہے۔

دعوتی مقصد اور اسلام کی نشر و اشاعت اور اس کی حفاظت و بقا کے لئے موبائل فون سے آج کے زمانہ میں بہت کچھ مدد لی جاسکتی ہے اور الحمد للہ لوگ اس سے دینی اور دعوتی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ قرآن مجید میں باطل سے مقابلہ کے لئے فرمایا گیا: ''وأعدّوا لہم ما استطعتم من قوۃ'' اس آیت کے مطابق اسلام کی دعوت و تبلیغ ، اس کی بقا کے لئے ہر ممکن جدوجہد امت مسلمہ کا فریضہ ہے اور اس فریضہ کی انجام دہی کے لئے جدید و قدیم ہر ممکن جائز ذریعہ و وسیلہ کا استعمال کرنا درست ہے؛ بلکہ ضرورت و حالات کے مطابق مفید و مؤثر وسیلہ کا استعمال کرنا ضروری ہے۔

''موبائل'' پر آج کے زمانہ کا ایک اہم ذریعۂ ابلاغ ہے، دوسروں تک اپنی بات پہنچانے کے لئے اس کی حیثیت ایک ذریعہ اور وسیلہ کی ہے اور ذرائع کا حکم متعین کرتے وقت یہ دیکھنا ہوگا کہ ان ذرائع کا استعمال کن مقاصد کے لئے ہورہا ہے۔ اور ''الأمور بمقاصدہا'' کے اصول کے مطابق ذرائع و وسائل کا استعمال جائز مقاصد کے لئے

شرعاً جائز اور ناجائز مقاصد کے لئے ناجائز ہے، پھر ان کا شرعی حکم اس طرح متعین کیا جاسکتا ہے کہ ان مقاصد کا اصول فرض و واجب ہے یا مستحب یا مباح ہے۔ اور ان وسائل کا استعمال مکمل طور پر ان مقاصد کے لئے جس حد تک ضروری ہو اسی کے بقدر ان وسائل کا استعمال فرض یا مستحب یا جائز ہوگا۔ اگر ان اصولوں کو سامنے رکھا جائے تو جدید آلات و وسائل میں سے موبائل کا استعمال بھی ایک شرعی، دینی، دعوتی اور سماجی و اجتماعی فلاح کے ذریعہ اور وسیلہ کی حیثیت سے جائز بلکہ ضروری ہے۔ بس یہ ضروری ہے کہ اس کے استعمال میں اور عرض و پیشکش کے طریقہ میں منکرات و فواحش اور محرمات شرعیہ سے بچا جائے اور اس کو جائز اور ضروری کاموں میں استعمال کیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۲) ملٹی میڈیا موبائل سیٹ میں قرآن و حدیث وغیرہ رکھنے کا حکم:

ملٹی میڈیا موبائل سیٹ میں قرآن مجید، احادیث نبویہ اور ان کی شروحات، دینی کتابیں حمد ونعت (بغیر میوزک کے) لوڈ کرنا یا آن لائن دیکھنا اور پڑھنا از روئے شرع جائز اور درست ہے؛ بلکہ ایک مومن کو تو چاہئے کہ خاص طور پر سفر کی حالت میں تلاوت اور دینی کتب کے مطالعہ کے لئے اس کو ضرور استعمال کرے اور اس سے فائدہ اٹھائے۔

جدید آلات و اختراعات سے فائدہ اٹھانا، اس کے ذریعہ ضروریات زندگی کی تکمیل اور اسلام کی اشاعت و تبلیغ یہ آج کے دور میں مطلوب ہے۔ یہ آلات بے جان ہوتے ہیں، اب اگر کوئی خیر کے کاموں کے لئے استعمال کرے گا تو وہ اجر و ثواب کا بھی حقدار ہوگا، اور اگر گناہ کے کاموں میں استعمال کرے گا تو گناہ کا حقدار اور سزاوار ہوگا۔ صرف اس بنیاد پر اس موبائل کے استعمال کو ناجائز کہنا درست نہیں ہوگا کہ اس کے ذریعہ فحش اور منکرات کی ترویج و اشاعت زیادہ ہورہی ہے۔ بعض غلے انسان کی بنیادی ضرورت ہیں مثلاً گیہوں اور چاول وغیرہ، اگر ان اشیاء سے نشے کی چیزیں تیار کی جائیں جیسے کہ گیہوں سے شراب اور نشے کی چیزیں بھی تیار کی جاتی ہیں تو محض اس بنیا دپر گیہوں کا کھانا حرام نہیں قرار دیا جائے گا۔

ان دلائل کو اس کے جواز کے لئے پیش کیا جاسکتا ہے:

(۱) ''الأمور بمقاصدہا''۔

(۲) ''إنما الأعمال بالنیات''۔

(۳) ''الأصل فی الأشیاء الإباحۃ''۔

(۳) اگر موبائل میں قرآن مجید کی تلاوت ہو تو کیا موبائل کا حکم قرآن کے حکم میں ہوگا؟

اگر قرآن مجید میں موبائل لوڈ ہے تو پورے موبائل کو قرآن کا درجہ نہیں دیا جائے گا، اس کو تو بے وضو اور بے غسل چھونا، جیب میں رکھنا جائز ہوگا۔ اگر ایسے موبائل کو کسی کے پاس رکھ کر یا کسی محفوظ جگہ چھوڑ کر بیت الخلاء جانا ممکن نہ ہو تو اس

کو لے کر بیت الخلاء کے اندر جانا بھی جائز ہوگا، لیکن اگر کسی کے پاس رکھنا ممکن ہو تو پھر اس کو لے کر بیت الخلا یا استنجا خانہ جانا بہتر نہیں ہے، یہ ادب کے خلاف ہوگا۔

لیکن جس وقت موبائل کی اسکرین پر قرآن مجید کی آیتیں لکھ کر آرہی ہوں تو اس (اسکرین) کا بے وضو چھونا اور ہاتھ لگانا جائز نہیں ہوگا۔ اور جس کو غسل کی ضرورت ہو تو اس کا اس اسکرین پر ہاتھ رکھنا اور لگانا گناہ کی بات ہوگی۔ اس لئے کہ اسکرین پر آئے اور اگے حروف جب تک مٹ نہ جائیں قرآن کے حکم میں ہیں۔ جس وقت یہ بند پروگرام کی صورت میں فون میموری یا کارڈ میموری میں ہوگا اس وقت اس کا حکم قرآن مجید جیسا نہ ہوگا؛ اس لئے بیت الخلا میں لے جاتے وقت اس پر قرآن کا حکم نہیں لگایا جائے گا، اور اگر یہ متن قرآن موبائل کی اسکرین پر نظر آتا ہو تو پھر اس کا وہاں لے جانا درست نہیں ہوگا۔ رہا یہ سوال کہ اگر موبائل کی اسکرین پر قرآن مجید ہو تو کیا موبائل ہاتھ میں لینے یا اسکرین پر لگانے کے لئے وضو ہونا شرط ہے یا موبائل کے غلاف کو یعنی ڈھانچے کو ایسا تصور کیا جائے گا جسے بے وضو چھونے کی گنجائش ہوتی ہے؟

بادی النظر میں تو یہ خیال آتا ہے کہ اس کے لئے وضو ضروری قرار دیا جائے گا اور موبائل کے ڈھانچے کو ایسا غلاف تصور نہیں کیا جائے گا جسے بے وضو چھونے کی گنجائش ہو۔

اس کی نظیر یہ مسئلہ ہے کہ قرآن کے وہ غلاف جو عموماً قرآن مجید کے ساتھ جڑے ہوئے آتے ہیں اور جنہیں بآسانی قرآن مجید سے الگ بھی نہیں کیا جاسکتا، انہیں چھونے کے لئے بھی وضو لازم ہے ''لا یمسہ إلا المطہرون'' کا حکم اس پر لگایا جائے گا۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ موبائل پر اس طرح جو آیات لکھی نظر آتی ہیں وہ اصلاً ایسے نقوش ہیں جنہیں چھوا ہی نہیں جاسکتا؛ کیونکہ وہ سافٹ ویئر کی مدد سے رونما ہوتے ہیں جن کے متعلق ماہرین کا یہ دعوی ہے کہ یہ نقوش موبائل کے شیشے پر نہیں بنتے بلکہ ریم (Ram) پر بنتے ہیں اور شیشے کے اس پار سے نظر آتے ہیں۔ لہٰذا صورت مسئلہ میں موبائل کے ڈھانچے کو ایسا غلاف تصور کیا جائے گا، جسے بے وضو چھونے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، یعنی غلاف منفصل اور اس طرح کے غلاف کو فقہاء کرام اور اہل افتاء نے بلا وضو چھونے کی اجازت دی ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے:

''(ومنہا) حرمۃ مسّ المصحف لایجوز لہما و للجنب و المحدث مسّ المصحف إلا بغلاف متجاف عنہ کالخریطۃ و الجلد الغیر المشرز لابما ہو متصل بہ ہو الصحیح ہکذا فی الہدایۃ و علیہ الفتوی کذا فی الجوہرۃ النّیرۃ'' (الفتاوی الہندیہ۱،۳۹، دار إحیاء التراث)۔

غرض اس صورت میں موبائل کی اسکرین کی مثال قرآن مجید یا اس آیت کی سی ہوگی جسے ورق پر تحریر کیا گیا ہو اور اس ورق کو شیشے کے کسی بکس میں بند کردیا جائے، ظاہر ہے اس صورت میں کوئی اس شیشے کے ہاتھ لگانے کے لئے وضو کو واجب

نہیں قرار دیتا۔ اسی طرح موبائل کے شیشے پر یعنی اسکرین پر بھی بلا وضو ہاتھ لگانا درست ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۴) گروپ یا پرسنل میں دینی مواد پوسٹ کرنے کا حکم:

ملٹی میڈیا موبائل پر جو دینی، علمی اور شرعی معلومات اور مفید پیغامات ہوتے ہیں چاہے تحریر کی شکل میں ہوں یا تقریر کی شکل میں۔ انہیں گروپ میں یا پرسنل میں شیئر کرنا دعوتی اور دینی مقصد سے درست ہے؛ بلکہ یہ دین کا کام اور خدمت ہی متصور ہوگا۔ شرط یہ ہے کہ جذبہ دینی اور ارادہ نیک ہو کسی کو خواہ مخواہ بوجھل کرنا اور اکتانا مقصد نہ ہو۔ موبائل میں جو گروپ بنائے جاتے ہیں اس گروپ کے ایڈمن حضرات اس کے کچھ حدود و شرائط طے کرتے ہیں، ان حدود و شرائط کی رعایت کرنا گروپ کے تمام ارکان کے لئے ضروری ہے، اس کی خلاف ورزی کرنا اخلاقی اور شرعی ہر دو اعتبار سے غلط ہے جتنے پوسٹ کی اجازت ہے اس قدر پوسٹ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، بس شرط یہ ہے کہ وہ مواد واقعۃً دینی اور شرعی ہو۔ ''بلّغوا عنی ولو آیۃ'' اور ''و لتکن منکم أمۃ یدعون إلی الخیر'' الخ اور ''کنتم خیر أمۃ أخرجت'' الخ سے اس کا جواز فراہم ہوتا ہے۔ ''أدع إلی سبیل ربک بالحکمۃ'' کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔

البتہ پرسنل میں صرف انہیں کو بھیجنا درست ہوگا جس کو ایسے پوسٹ سے خوشی ہوتی ہو اور اس طرح کے دینی اور شرعی معلومات ومواد کے منتظر رہتے ہوں۔ اگر کوئی شخص یہ نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا اس کو کوئی مواد اور معلومات پوسٹ کرے یا دینی اور شرعی امور و مسائل ارسال کرے اور پھر وہ ان مواد کو اپنے لئے بوجھ محسوس کرے (خواہ وہ مواد دینی اور شرعی ہی کیوں نہ ہو) وہ شخص موبائل کو ضرورت کی حد تک صرف استعمال کرنا چاہتا ہو اور اتنے سارے مواد کو ڈلیٹ کرنا وہ بوجھ سمجھتا ہو تو ایسے لوگوں کو پیغام یا معلومات و مواد ارسال کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ اسلام نے تو یہ قاعدہ کلیہ بیان کردیا ہے: ''لا إکراہ فی الدین''، ''ولا یَظلمون ولا یُظلمون''، ''لا ضرر ولا ضرار''۔

(۵) کیا موبائل کے ذریعہ دینی پیغام غیر محرم کو بھیجا جاسکتا ہے؟

علمی، دینی اور شرعی مواد و معلومات بوقت ضرورت اصلاح و صلاح کی غرض سے حسن نیت کے ساتھ غیر محرم کو بھی دعوتی مقصد کے تحت بھیج سکتے ہیں، اسی طرح عورتیں بھی اس طرح کی چیزوں کو بوقت ضرورت اور دعوتی مقصد کے تحت مردوں کو پوسٹ کرسکتی ہیں۔ لیکن اس طرح کے پوسٹ کو شیئر کرنے میں فتنہ کا اندیشہ ہو تو اگرچہ وہ پوسٹ اور مواد دینی اور شرعی ہی کیوں نہ ہو اس کو بھیجنا از روئے شرع جائز اور درست نہینہوگا؛ بلکہ ایسی صورت میں بھیجنے والا (چاہے مرد ہو یا عورت) گنہگار ہوگا۔

اسلام کی پاکیزہ تعلیم یہ ہے کہ اجنبی مرد اور عورت ایک دوسرے سے الگ تھلگ

رہیں۔ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، تنہائی میں نہ ملیں، فون سے بات کرنا اور میسج بھیجنا بھی ایک طرح سے تنہائی میں بات کرنا ہے۔

قرآن مجید کی اس آیت ''یا نساء النبی ..... وقلن قولا معروفا'' سے پتہ چلتا ہے کہ معروف طریقہ سے بات کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

وقت ضرورت خواتین کو بھی دینی پیغامات بھیجنے کا جواز اس واقعہ سے بھی نکالا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے عید کا خطبہ دیا، محسوس ہوا کہ آپؐ کی آواز خواتین تک نہیں پہنچی ہے جو کہ کچھ فاصلے پر اکٹھا تھیں۔ آپؐ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو وعظ و تلقین فرمائی، اس موقع پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی آپؐ کے ساتھ تھے (مسلم، کتاب صلاۃ العیدین: ۸۸۵)۔

فتح مکہ کے اگلے دن آپ ﷺ نے حضرت عمر بن خطابؓ کو ذمہ داری دی کہ وہ اس جگہ جائیں جہاں خواتین اکٹھا ہیں اور ان سے بیعت لیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ خدمت انجام دی۔

(۶) ویڈیو پیغامات دوسروں کو بھیجنے کا شرعی حکم:

ملٹی میڈیا موبائل میں جو پیغامات تصویروں کی شکل میں ہوتے ہیں کیا ان کو دوسروں کو پوسٹ کرنا از روئے شرع جائز ہوگا؟ کیا یہ تصویر کشی کے دائرے میں آئے گا؟

جمہور علماء تو اس کو تصویر کشی کے ہی دائرے میں مانتے ہیں، وہ اس کو ضرورت اور حاجت کا درجہ نہیں دیتے، جیسے پاسپورٹ، راشن کارڈ یا دیگر دفتری ضرورت کے لئے علماء نے اس کی اجازت دی ہے کہ یہاں ایک مجبوری ہے اور ''الضرورات تبیح المحظورات'' اور ''المشقۃ تجلب التیسیر'' کے تحت اس کی گنجائش نکالی ہے؛ لیکن تصویروں والے پیغامات (ویڈیو کلک) بھیجنا یہ کوئی مجبوری نہیں ہے کہ اس کے لئے جواز فراہم کیا جائے اور تصویر والے پیغامات بھیجنے کی اجازت دی جائے۔

جو لوگ عدم جواز کے قائل ہیں وہ صورت مسئلہ کو تصویر کشی پر محمول کرتے ہیں اور ان کے دلائل وہی ہیں جو حدیث میں وارد ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:''إن أشد الناس عذابا یوم القیامۃ المصورون'' (بخاری: ۵۹۵۴)۔

عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قال:سمعت محمداً ﷺ یقول:من صوّر صورۃ فی الدنیا کلّف یوم القیامۃ أن ینفخ الروح و لیس بنافخ (صحیح بخاری، باب من صور صورۃ الخ)۔

قال أبو زرعۃ: دخلت مع أبی ہریرۃ فی دار مروان فرأی فیہا التصاویر فقال:سمعت رسول اللہ ﷺ یقول:قال اللہ عز و جل:ومن أظلم ممن ذہب یخلق خلقا کخلقی فلیخلقوا ذرۃ و لیخلقوا حبۃً أو لیخلقوا شعیرۃ (صحیح بخاری، باب نقض الصور)۔

عن أبی طلحۃ رضی اللہ عنہ یقول: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: لا تدخل الملائکۃ

بیتا فیہ کلب و لا صورۃ (صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ)۔

عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال:قال رسول اللہ ﷺ:لا تدخل الملائکۃ بیت فیہ تماثیل أو تصاویر (صحیح مسلم)۔

عن أبی جحیفۃ رضی اللہ عنہ قال:إن النبی ﷺ:نہی عن ثمن الدم وثمن الکلب وکسب البغی ولمن آکل الربا و موکلہ والواشمۃ و المستوشمۃ والمصور (صحیح بخاری، کتاب اللباس)۔

عن عمر رضی اللہ عنہ أنہ قال للنصاری:إنا لا ندخل کنائسکم من أجل التماثیل التی فیہا الصور۔

عن أبی مسعود رضی اللہ عنہ أنہ رأی صورۃ فی البیت فرجع (بخاری، کتاب النکاح)۔

مندرجہ بالا احادیث اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم علی الاطلاق اس پر دلالت کر رہے ہیں کہ تصاویر ممنوع ہیں اور اس بارے میں کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ تصاویر جسم والی ہوں یا وہ تصاویر کپڑوں پر ہوں یا کاغذ وغیرہ پر بنائی گئی ہوں۔ خود اپنے پاس رکھیں یا دوسروں کو میسج کریں۔

لیکن خاکسار کی رائے میں جس طرح فقہاء نے دنیاوی ضرورت اور سیاسی مجبوری کے تحت راشن کارڈ، پاسپورٹ ودیگر آئی ڈی کے لئے تصویر کی اجازت دی ہے تو دینی ضرورت کے پیش نظر بھی درس قرآن، درس حدیث اور امت کو صحیح چیزوں سے واقف کرانے کے لئے ویڈیو کلپ کی کچھ شرائط کے ساتھ اجازت دینی چاہئے؛ کیونکہ معاش اور دنیا کے لئے جب اس کی اجازت ہے تو دین کی اشاعت و تبلیغ، احکام و مسائل سے واقفیت اور غلط فہمیوں کے ازالے اور امت کی ذہن سازی کے لئے اس کی اجازت ہونی چاہئے۔ اس لئے بھی کہ دوسروں کو جو تصویری کلپ بھیجا جائے گا وہاں تصویر بھیجنا مقصد نہیں ہوگا؛ بلکہ مقصد دین کی بات پہنچانا ہے اس لئے نیت کے بدلنے سے بھی حکم بدل جائے گا ''الأمور بمقاصدہا''، ''إنما الأعمال بالنیات''۔

(۷) مساجد و مدارس میں سی سی ٹی وی کیمرے لگانے کا شرعی حکم:

کیا چوری اور دوسری مجرمانہ حرکتوں اور بے جا الزامات و شبہات سے بچنے کے لئے مصلحتاً مساجد اور مدارس میں سی سی ٹی وی کیمرے لگائیں جاسکتے ہیں؟ اس سلسلہ میں علماء کرام کی رائیں الگ الگ ہیں، ان کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے، بعض جواز کے قائل ہیں لیکن زیادہ تر عدم جواز کے قائل ہیں۔ دار العلوم دیوبند اور اس مکتبۂ فکر کے عام علماء اس کو تصویر پر ہی محمول کرتے ہیں اور تصویر کی عام حالت میں جو عدم جواز کا فتوی ہے اسی پر قیاس کرتے ہوئے اور انہیں دلائل کی بنیاد پر اس کے استعمال کی اجازت نہیں دیتے۔ اور جو لوگ اس کو صرف عکس مانتے ہیں ان کے نزدیک تصویر اور سی سی ٹی وی کیمرے کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بعض لوگ

ڈیجیٹل تصویر کے بارے میں تھوڑی تفصیل کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے مطابق ڈیجیٹل کیمرہ سے لی گئی تصویر برقی شعاؤں کے ذریعہ ابھرنے والا نقش ہے۔ یہ تصویر کے حکم میں نہیں ہے لہٰذا جائز ہے؛ البتہ اس کی پرنٹ نکالی جائے تو اب یہ تصویر ہی کہلائے گی۔ اس سے کسی کو انکار نہیں کہ حفاظتی تدابیر میں کیمرہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ انسانی نگرانی سے زیادہ بہتر طور پر سی سی ٹی وی کیمرہ نگرانی کرلیتا ہے۔ محکمۂ پولیس کے بیان کے مطابق جن علاقوں اور جگہوں میں کیمرے نصب کئے گئے ہیں ان علاقوں میں چوری، ڈکیتی نیز دیگر مجرمانہ وارداتوں میں واضح طور پر کمی آئی ہے، اور اگر واردات ہو بھی جاتی ہے تو مجرموں تک پہنچنا آسان ہوجاتا ہے۔ عدالتیں بھی کیمرے میں محفوظ فوٹیج کو ثبوت مانتی ہیں۔ بڑے شہروں میں محکمۂ پولیس حساس جگہوں پر کیمرہ نصب کرنے کا مشورہ دیتی ہے اور کبھی حکم کرتی ہے، خاص طور پر مذہبی مقامات پر۔ اس سے ان مقامات اور وہاں کے سامان اور اشیاء کی حفاظت ہوتی ہے اور واردات ہونے پر مجرمانہ حرکت کرنے والے کو پکڑنا آسان ہوجاتا ہے۔ اس لئے ''الضرورات تبیح المحظورات'' اور ''الضرر یزال'' کے قاعدہ کے تحت مجرمانہ حرکت اور واردات سے حفاظت کی خاطر ان کیمروں کے لگانے میں میرے حساب سے کوئی حرج نہیں ہے؛ بلکہ بہتر ہے کہ اس کا استعمال ہو۔

(۸) اسکیننگ مشین سے گزرنے کا شرعی حکم:

اس کا جواب یہ ہے کہ عام اور نارمل حالت میں تو اس کی قطعاً گنجائش نہیں دی جاسکتی؛ کیونکہ یہ کھلی ہوئی بے حیائی اور بے شرمی کی بات ہے کہ بلا ضرورت ایک انسان دوسرے کے ستر کو دیکھے، یہ مغرب کی بے حیائی اور حواس باختگی ہے کہ وہ اس طرح کی مشین ایجاد کرکے بے حیائی اور بے شرمی کو فروغ دے رہے ہیں اور بلا ضرورت عام اور شریف آدمی کو اس سے گزرنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ یہ لوگ در حقیقت اس قرآنی آیت کے مصداق ہیں: ''إن الذین یحبون أن تشیع الفاحشۃ فی الدین آمنوا الخ''۔

مذہب اسلام اس طرح کی بے حیائی اور بے شرمی کی قطعاً اجازت نہیں دے سکتا۔ اسلام نے انسان کے پردہ، تخلیہ اور تحفظ کے حق کو تسلیم کیا ہے؛ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جب کسی گھر میں داخل ہو تو پہلے اجازت حاصل کرو ''لاتدخلوا بیوتاً.....'' (النور: ۲۷)۔

آپ ﷺ نے کسی دوسرے کے گھر میں بلا اجازت جھانکنے سے سختی سے منع فرمایا: حضرت ابو ہریرہؓ حدیث کے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''من اطلع فی بیت قوم بغیر إذنہم فقد حلّ لہم أن یفقؤوا عینہ'' (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۵۶۴۲)۔

ایک بار ایک صاحب نے آپ ﷺ کے گھر کی طرف جھانکا، آپ ﷺ اس وقت

ایک کنگھے سے سر مبارک کھجا رہے تھے، جب آپ کی نظر پڑی تو فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو تو میں اس کو تمہاری آنکھوں میں چھوڑ دیتا، ''لو أعلم أنک تنظرنی لطعنت بہ فی عینک'' (صحیح مسلم، باب تحریم النظر فی غیر بیتہ، حدیث: ۵۶۳۸)۔

ہر انسان فطرتاً حیا دار ہوتا ہے، سلیم الفطرت انسان بہت سی چیزوں میں راز داری چاہتا ہے۔ ان میں میاں بیوی کا تعلق بھی ہے۔ حدیث میں زوجین کو حکم دیا گیا ہے کہ ایک دوسرے کے راز کو اور مخصوص کیفیت کو دوسروں سے چھپائیں، جو شخص اس راز کو ظاہر کرے گا وہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بدترین شخص ہوگا۔ ''إن من أشر الناس عند اللہ منزلۃ یوم القیامۃ الرجل یفضی إلی امرأتہ و تفضی إلیہ ثم ینشر سرہا'' (صحیح مسلم، کتاب النکاح: ۳۵۴۲)۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''لاتباشر المرأۃ المرأۃ فتنعتہا لزوجہا کأنہ ینظر إلیہا'' (صحیح البخاری، کتاب النکاح: ۵۲۴۰)۔

ان تفصیلات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ شریعت نے انسان کو دوسرے کے سامنے بے لباس ہونے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ اور کسی کو اس کی اجازت نہیں ہے کہ وہ دوسرے کو بے لباس کردے۔ کوئی سلیم الفطرت انسان دوسرے کے سامنے خود بے لباس ہونا پسند نہیں کرتا؛ بلکہ اپنے کو اس سے بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔

اس لئے ان آلات کا بغیر کسی شدید مجبوری اور ہنگامی اور وقتی حالات کے استعمال کرنا ناجائز اور حرام ہوگا۔ اور اس سے بچنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنا (انفرادی اور اجتماعی طور پر) ایمان والوں کی ذمہ داری ہوگی، اگر ایسے ملکوں کا سفر صرف سیر و تفریح کے لئے ہو جہاں کے ہوائی اڈوں پر ان آلات کا استعمال ہوتا ہو تو یہ سفر ہی ناجائز ہوگا۔ لیکن جن کے ساتھ مجبوری ہے وہ اسی ملک کے باشندہ ہے یا وہیں ان کا ذریعہ معاش ہے تو ایسے لوگوں کے لئے ''الضرورات تبیح المحظورات'' اور ''الحرج مدفوع شرعاً'' کے ضابطے کے تحت ان آلات کے سامنے سے گزرنا جائز ہوگا؛ کیونکہ یہ مجبوری کی حالت ہے اور مجبوری آسانی پیدا کردیتی ہے ''المشقۃ تجلب التیسیر''۔

اسی طرح اگر کسی ملک میں حفاظتی اقدامات کے تحت اس مشین کا استعمال ناگزیر ہی ہوجائے تو اس کا استعمال کرنا جائز ہوگا، لیکن اس کی صورت یہ ہوگی کہ پہلے جانچ کے ذمہ داروں کو چوکس کیا جائے، جو افراد پہلے سے شک کے دائرہ میں ہوں اور ان پر شبہ کے لئے مناسب وجوہ موجود ہوں ان کی خصوصی جانچ کی جاسکتی ہے، اور ان کی بھی اسکیننگ اس طرح کی جائے کہ انسانی اعضاء اور چھپائی ہوئی چیزیں اس طرح نظر آئیں جس طرح ایکسرے کی تصویر میں آتی ہے۔ اسی طرح اگر مستور اعضاء کو بے لباس حالت میں دیکھنا ناگزیر ہوجائے تو مرد مشتبہ مرد مسافروں اور عورت ایسی مشتبہ مسافر

عورتوں کو اسکرین پر دیکھیں کہ مرد کا مرد کو اور عورت کا عورت کو دیکھنا مخالف جنس کے دیکھنے سے کم تر ہے۔

شبہ پر واضح دلیل کی صورت میں اس مشین کے جواز کی دلیل فتح مکہ کے اس واقعہ کو بنا سکتے ہیں جس میں حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے باندی کو ایک راز کی تحریر دے کر مکہ کی طرف بھیجا تھا، رسول اللہ ﷺ کو اس کی وحی کے ذریعہ اطلاع دی گئی، آپ ﷺ نے وہ تحریر واپس لینے کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس باندی کو خاخ کے مقام پر پکڑا اور جب اس نے آنا کانی کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر وہ خط حوالہ نہیں کرے گی تو اسے بے لباس کردیا جائے گا۔ ''لتخرجن الکتاب أو لنلقین الثیاب'' (مسند احمد: ۴۰۰)۔

ان مجبوریوں کے علاوہ عام حالت میں ایسے آلات کا استعمال ناجائز ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محور دوم:

(۱) کسی شخص کے محفوظ مواد و معلومات تک رسائی:

انٹرنیٹ پر کسی شخص کے محفوظ مواد کو اس کا قفل توڑ کر رسائی حاصل کرنا جبکہ اس شخص نے اس کو پوشیدہ اور محفوظ رکھا ہو درست نہیں ہے۔ اپنی صلاحیت و مہارت اور اخاذ دماغ سے کسی کے مخفی اور پوشیدہ معلومات کو چرانا از روئے شرع درست نہیں ہے، یہ بھی سرقہ اور چوری کے ضمن میں آئے گا۔

البتہ اس سلسلہ میں مختلف قسم کی معلومات کی چوری کے احکام الگ الگ ہونگے۔ اگر معلومات ایسی ہوں جن سے اس شخص کی عزت و آبرو کو ٹھیس لگتی ہو یا معاشی پہلو سے اس کا نقصان ہو رہا ہو تو یہ جرم بڑا اور غلطی بڑی تسلیم ہوگی؛ لیکن اگر اصل کا کوئی ضرر اور نقصان نہ ہو جیسے علمی و مطالعاتی یاد داشتیں اور مواد ہوں تو اس کو بوقت ضرورت اچھی نیت اور نیک مقصد کے لئے لیا جاسکتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ اس علمی مواد اور تحریر کو انہیں کے نام اور پتہ سے شائع کیا جائے۔

علمی مواد، دینی کتابیں اور تصنیفات و تالیفات کو کیا ان کے مصنفین اور مولفین کی اجازت کے بغیر شائع کرسکتے ہیں؟ اس سلسلے میں علماء کرام کے دو طبقے ہیں: ایک طبقہ تو اس کی اجازت قطعاً نہیں دیتا اور اس کو غیر کی ملکیت میں تصرف قرار دیتا ہے جو درست نہیں۔

لیکن دوسرا طبقہ اس کی اجازت دیتا ہے کہ یہ کتابیں دینی مقصد کے لئے لکھی گئی ہیں اور اشاعت دین ہی اس کا مقصد ہے تو پھر دین کی اشاعت کے لئے کوئی بھی اس کو شائع کرسکتا ہے اور لوگوں میں اس کو تقسیم کرسکتا ہے۔

دلائل:

(۱) من غشّ فلیس منا۔

(۲) دع ما یریبک إلی مالا یریبک۔

(۳) إن اللہ یأمر بالعدل ..... و ینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی۔

(۴) عن عبادۃ قال:بایعت رسول اللہ ﷺ فی رہط فقال:أبایعکم علی أن لا تشرکوا باللّٰہ ولا تسرقوا..... (بخاری)۔

(۴) ولا یسرق حین یسرق وہو مؤمن الخ۔

(۲) دوسروں کی معلومات چوری کرکے پوسٹ کرنے کا حکم:

سرقہ اور چوری چاہے کسی فرد کی کی جائے یا حکومت اور قومی خزانے کے مال سے کی جائے، کسی کی تحریر کو چرایا جائے یا کسی کی تقریر اور اقتباس کو، بہرحال چوری چوری ہے۔ یہ سنگین جرم ہے، خیانت ہے اور گناہ کبیرہ میں سے ہے۔ ایک مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کی تحریر و تقریر، اقتباس اور علمی و مطالعاتی یاد داشتوں کو چرائے، اگرچہ اصل شخص جس کی تحریر ہے اس کا کوئی نقصان نہ ہو۔

ایک سچے مسلمان کے شایان شان نہیں کہ وہ کسی کے مطالعتی یاد داشتوں، تحریروں اور اقتباسوں کو چرائے اور اس کو اپنے نام سے شائع کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''من غشّ فلیس منا''۔ جو کسی کو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے (الجامع الصغیر، حدیث نمبر: ۶۴۰۶)۔

اگر صاحب تحریر نے اس کی اجازت دے رکھی تھی کہ میری تحریروں کی اشاعت کی عام اجازت ہے، کسی طرح کی پیشگی اجازت کی شرط نہیں ہے تو ایسے شخص کے لئے جس نے کسی کی معلومات یا علمی یاد داشتوں اور تحریروں کو چرا لیا ہو وضاحت کرکے صاحب تحریر کے نام سے اس کو شائع کرسکتا ہے، دوسروں کو پوسٹ اور شیئر کرسکتا ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ لیکن اگر اس نے اس کی اجازت نہ دی ہو اور اس کی طرف سے اس کی مناہی ہو تو پھر اس کو شائع کرنا اور دوسروں کو شیئر کرنا درست نہیں ہوگا؛ کیونکہ وہ اس کی ملکیت ہے اور دوسرے کی ملکیت میں کسی کو تصرف کا حق نہیں ہے۔

لیکن بعض علماء اس کے جواز کے قائل ہیں کہ دینی مواد و مضامین اور کتابیں اگر کسی نے اشاعت دین اور فروغ اسلام کے لئے لکھی ہیں تو اس کی اجازت کے بغیر بھی اس کے نام اور پتے کے ساتھ بغیر مرضی معلوم کیے بھی شائع کرسکتے ہیں؛ کیونکہ یہ دین کا ہی کام ہے۔

(۳) کیا میاں بیوی انٹرنیٹ کے ذریعہ ایک دوسرے کی جاسوسی کرسکتے ہیں؟

عام حالت میں میاں بیوی کے لئے ایک دوسرے کی جاسوسی کرنا خواہ وہ انٹرنیٹ

سے ہو یا کسی اور طریقہ سے درست اور جائز نہیں ہے۔ یہ اس پاکیزہ رشتہ کی روح کے خلاف ہے۔ ایک دوسرے سے بدظن رہنا، شک کا اظہار کرنا اور خواہ مخواہ ایک دوسرے کی ٹوہ میں رہنا خلاف شریعت اور نازیبا حرکت ہے۔ شریعت مطہرہ نے اس طرف رہنمائی کردی ہے کہ ہر جوڑے کو شادی سے پہلے ہی اپنے ہم سفر اور لائف پارٹنر کے بارے میں اچھی طرح معلومات حاصل کرلینی چاہئے؛ تاکہ شادی کے بعد اس طرح کے حالات و واقعات نہ آئیں کہ ایک کو دوسرے کے اخلاق و کردار اور کیریکٹر پر شک و شبہ ہو اور دوسرے کے بارے میں خفیہ معلومات حاصل کرنے یا جاسوسی کی ضرورت پڑے۔

زوجین کے درمیان قریبی تعلق کی بنیاد باہمی اعتماد پر ہے۔ اگر کسی کا دوسرے پر سے اعتماد اٹھ جائے تو یہ تعلق دیرپا نہیں رہ سکتا اور خوش گواری باقی نہیں رہ سکتی۔ عورت اور مرد کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا گیا ہے، لباس زینت کا ذریعہ ہے اور جسم کے عیب کو بھی چھپاتا ہے، ''ہن لباس لکم و أنتم لباس لہن''۔

اس لئے ایک دوسرے کی جاسوسی کرنا، ایک دوسرے کی خواہ مخواہ خفیہ معلومات حاصل کرنا از روئے شرع درست نہیں ہے، لیکن اگر بدقسمتی سے زوجین میں سے کسی کے کردار اور اخلاق میں کوئی کمی ہے اور فریقین میں سے کوئی اپنے شریک سفر کی غلطیوں اور خامیوں کو اس لئے جاننا چاہتا ہے اور اس کی کوشش اس لئے کرتا ہے تاکہ ان کی اصلاح کرسکے یا کراسکے، اور ان کو صحیح راستے پر لانا مقصد ہو تو ''الأمور بمقاصدہا''، ''إنما الأعمال بالنیات'' کی بنیاد پر اس کی اجازت اور گنجائش ہے۔

لیکن عام اور نارمل حالت میں بغیر کسی شرعی اور دینی حاجت کے کسی بھی طریقہ سے چاہے انٹرنیٹ کے ذریعہ ہو یا کسی اور طریقے اور واسطے سے فریقین کے لئے ایک دوسرے کی جاسوسی سخت گناہ اور حرام ہے، یہ ایک بدترین جرم ہے اور بڑا گناہ بھی۔ گھر اور خاندان کے بگاڑ کے اسباب میں یہ سرفہرست ہے۔ یہ صریح جاسوسی ہے اور جاسوسی کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص دوسرے کسی کے راز معلوم کرنے اور اس کی جاسوسی کرنے کے لئے اس کی ٹوہ میں لگا رہتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی ٹوہ میں لگ جاتا ہے، یہاں تک کہ اسے رسوا کرکے چھوڑتا ہے (مسند احمد)۔

قرآن مجید میں سورہ حجرات آیت نمبر (۱۲) میں اللہ تعالیٰ نے جاسوسی کرنے سے منع فرمایا ہے، ارشاد ہے: ''ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضاً'' (حجرات: ۱۲)۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر رسول کریم ﷺ نے شدید وعید والا خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے جاسوسی کے بارے میں فرمایا:''اے لوگو! جو زبانی ایمان لائے ہو اور دلوں میں ابھی تک ایمان داخل نہیں ہوا ہے،

سنو! ایمان والوں کو مت ستاؤ اور ان کے راز معلوم کرنے کے لئے ان کا پیچھا مت کرو، جس کسی نے اپنے مسلمان بھائی کی جاسوسی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قائم کیا گیا پردہ چاک کیا، اور جو کوئی کسی مسلمان کی جاسوسی کرکے اسے ذلیل و رسوا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ضرور ذلیل و رسوا کرے گا خواہ اپنے گھر ہی میں کیوں نہ بیٹھا ہو (ابوداؤد، کتاب الأدب، باب فی الغیبۃ)۔

(۴) ملکی امن وامان کے لئے محکمۂ پولیس کا شخصی معلومات حاصل کرنا:

ملکی امن و امان کے لئے اور اس لئے کہ امن و شانتی بگڑنے نہ پائے اور نظم و نسق خراب نہ ہونے پائے، دہشت گرد عناصر پر گرفت مضبوط رہے، اس پر گہری نظر رہے، محکمہ پولیس اور حکومت کے خفیہ ایجنسی کا شخصی (مشتبہ افراد کی شخصی معلوم) معلومات حاصل کرنا تدبیر منزل کے تحت جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے؛ اس لئے کہ شریعت میں دفع مضرت کے پہلو کو جلب منفعت پر مقدم رکھا گیا ہے اور اس کو ترجیح حاصل ہے۔ شریعت کا اصول ہے:''دفع المضرۃ أولی من جلب المنافع''، ''الضرر یزال''، ''لا ضرر ولا ضرار''، ''لایَظلمون ولا یُظلمون''۔ ان قواعد اور اصول کے پیش نظر حکومت کی اجازت سے محکمۂ پولیس کا مشتبہ افراد کی شخصی معلومات حاصل کرنا درست ہے۔ آنحضرت ﷺ سے بھی صحابہ کرامؓ میں سے بعض سے یہ کام امت کی نفع اور مضرت کے دفاع کے لئے لینا ثابت ہے۔ دشمنوں کے حملہ اور ان کے ناپاک عزائم سے واقف ہونے کے لئے آپ نے جاسوسی اور خفیہ معلومات (انٹلیجنس بیورو) کا شعبہ قائم فرمایا، اور بعض دشمنوں کی شخصی معلومات بھی حاصل کیں۔ مغازی اور سیر کی کتابوں میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔

اس سے اگرچہ کسی فرد کی پرائیویسی متاثر ہوتی ہے (جس کی عام حالت میں اجازت نہ حکومت کو ہے اور نہ افراد اور ادارے کو)، لیکن چونکہ مشتبہ افراد اور مشکوک لوگوں سے ملک کے امن عامہ کو خطرہ لاحق رہتا ہے اس لئے ایسے وقت میں حکومت وقت کا (خواہ وہ اسلامی حکومت ہو یا غیر اسلامی) فرض ہے کہ وہ ایسے عناصر پر نکیل کسے اور ان کی حرکتوں پر نظر رکھے اور ان لوگوں کی شخصی معلومات حاصل کرے اور اس کے لئے جو بھی جدید اسباب و آلات ہیں، مثلاً سی سی کیمرے، فون اور موبائل کال ٹیپ کرنے والی مشینیں، ان کا استعمال کرے۔

لیکن حکومت اور اس محکمہ کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ خواہ مخواہ بغیر کسی پختہ ثبوت اور معلومات کے کسی بے ضرر اور بے گناہ و غیر مشتبہ افراد کی خفیہ اور نجی معلومات فراہم کرنے کے پیچھے نہ پڑے، صحیح معلومات اور پختہ ثبوت پر ہی ایسے افراد کی خفیہ اور شخصی معلومات کی اجازت ہوسکتی ہے۔ ذات پات، مذہب اور سیاست کے نام پر کسی کی شخصی معلومات اور راز کو حاصل کرنا، اس پر خواہ مخواہ شک کی نظر

رکھنا شریعت کی رو سے جائز نہیں ہے اور عقل سلیم بھی اس کو گوارہ نہیں کرے گا۔

(۵) دوسرے کی خفیہ معلومات دفع مضرت کے لئے کسی اور کو بتانا:

اگر کوئی دوسرے کی خفیہ معلومات تک پہنچ جائے، اگرچہ کہ اس کی اس طریقہ سے وہاں تک رسائی درست نہیں تھی لیکن ان خفیہ معلومات تک رسائی کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ وہ شخص جس کی خفیہ معلومات تک رسائی ہوئی ہے وہ کسی کو نقصان اور ضرر پہنچانا چاہتا تو اس شخص کے لئے اس دوسرے آدمی کو صورت حال سے واقف کرادینا درست ہی نہیں بلکہ بعض صورتوں میں ضروری اور واجب ہوگا؛ کیونکہ دین سراپا خیر خواہی کا نام ہے:''الدین النصیحۃ قلنا:لمن یا رسول اللہ؟ قال:للّٰہ و لرسولہ و لکتابہ و لأئمۃ الناس وعامتہم''۔

شریعت میں خاص طور پر اس کا لحاظ کیا گیا ہے کہ نہ کسی کا نقصان ہو اور نہ کوئی کسی کا نقصان کرے۔ ''لاضرر ولا ضرار'' اور قرآن مجید نے اسی اصول کو یوں بیان کیا ہے:''لایَظلمون ولا یُظلمون'' اور اس آیت کو ایک اصولی حیثیت حاصل ہے کہ ''من قتل نفساً بغیر نفس أو فساد فی الأرض فکأنما قتل الناس جمیعاً ومن أحیاہا فکأنما أحیا الناس جمیعاً''۔

ان آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ نیز شریعت کے قاعدہ کی روشنی میں اس شخص کے لئے اس کی اجازت ہوگی کہ وہ اس کے منصوبے اور عزائم سے سامنے والے کو باخبر کردے، ملکی مفاد امن عامہ کے لئے بھی یہ بہتر ہے۔ اس سلسلہ میں اگر حکومت وقت سے معاونت کی ضرورت پڑے تو اس سے بھی دریغ نہ کرے؛ لیکن ان تمام چیزوں میں خیر خواہی اور کسی کو نقصان سے بچانا ہی مقصد ہو اس کے پیچھے کوئی ذاتی غرض اور مفاد نہ ہو کسی کی ہتک اور بے عزتی مقصد نہ ہو، ان شرائط کا لحاظ ضروری ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۶) دوسروں کے فیس بک اکاؤنٹ کی معلومات کا ڈاٹا بغیر اجازت معلوم کرنا:

کمپنیوں کا دوسرے کے فیس بک اکاؤنٹ کی معلومات کا ڈاٹا ان کی اجازت کے بغیر اس میدان کے کھلاڑی سے اکٹھا کرانا سراسر جرم اور حرام ہے، اور جو شخص ایسا کرکے کمپنیوں سے اجرت اور مزدوری لیتے ہیں وہ ناجائز اور حرام ہے۔ جس شخص کے فیس بک اکاؤنٹ سے معلومات حاصل کی گئی ہیں ان کو اس شخص اور کمپنی کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرکے کیفر کردار تک پہنچانے کا پورا حق ہے؛ بلکہ اس کو ایسا ضرور کرنا چاہئے؛ تاکہ دوسروں کے لئے عبرت اور نصیحت ہو اور حکومت کو بھی ایسی کمپنیوں اور ایسے عناصر کے خلاف سختی سے نپٹنا چاہئے اور سخت سے سخت سزا کا مستحق بنانا چاہئے؛ کیونکہ یہ عمل دھوکہ ہے اور فرد اور حکومت دونوں کے ساتھ خیانت اور فراڈ ہے۔ اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(۱) یا أیہا اللذین آمنوا لا تأکلوا أموالکم بینکم بالباطل الخ۔

(۲) من غشّ فلیس منا۔
(۳) لا ضرر و لا ضرار۔
(۴) لا یَظلمون ولا یُظلمون۔
(۵) إن اللہ لا یحب الخائنین۔
(۶) ولا تکن للخائنین خصیماً۔
(۷) تعاونوا علی البر و التقوی ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان۔
(۸) و ینہی عن الفحشاء و المنکر و البغی۔
(۹) التجار یحشرون یوم القیامۃ فجاراً إلا من اتقی و برّ و صدق۔
(۱۰) من أخذ شیئاً من الأرض بغیر حقہ خسف بہ یوم القیامۃ إلی سبع أرضین (بخاری، کتاب بدء الخلق)۔

(۱۱) قال رسول اللہ ﷺ:یطبع المؤمن علی الخلال کلہا إلا الخیانۃ والکذب (مسند احمد، البیہقی فی شعب الایمان)۔

(۷) مظلوموں کی مدد کے لئے مجرموں کے خلاف شہادت فراہم کرانا:

جو تنظیمیں مجرموں کے خلاف جرائم پر شہادت فراہم کرنے کے لئے کیمروں کا استعمال کرتی ہیں اور مجرموں کے جرم کو منظر عام پر لاتی ہیں جس سے کہ مظلوموں کو مدد اور انصاف مل جاتا ہے۔ اس طرح کی کارروائی شرعاً جائز ہے؛ بلکہ ایسی کمپنیوں کو حکومت وقت کو انعام اور ایوارڈ سے نوازنا چاہئے اور ان کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہئے۔ لیکن اس طرح کی تنظیموں کو حکومت کا پورا اعتماد اور سپورٹ ہونا چاہئے اور اس کے لئے جن ذرائع اور وسائل کی ضرورت ہو اس کو فراہم کرانا چاہئے؛ تاکہ پوری پلاننگ اور منصوبہ بندی کے ساتھ مجرمین کے جرم کو سامنے لایا جاسکے اور پھر ان مجرموں کے خلاف وہ قانونی چارہ جوئی ہو کہ دوسروں کے لئے عبرت ہو اور اس طرح کے واقعات و واردات مستقبل میں نہ ہونے پائیں۔ اس کے دلائل اور ثبوت میں ہم ان آیات، احادیث اور فقہی اصول کو پیش کرسکتے ہیں:

(۱) إن اللہ یأمرکم بالعدل الخ۔
(۲) إن اللہ یأمرکم أن تؤدوا الأمانات إلی أہلہا الخ۔
(۳) أنصر أخاک ظالماً أو مظلوماً الخ۔
(۴) حلف الفضول کا وہ واقعہ جس میں اس یمنی تاجر کو اس کا حق دلایا گیا۔
(۵) مخبری کے وہ شرعی احکام اور اصول وضوابط جو اس سلسلہ میں بیان کئے گئے ہیں۔
(۶) ولا تکتموا الشہادۃ و من یکتمہا فإنہ الخ۔
(۷) الدین النصیحۃ....، قلنا:لمن یا رسول اللہ؟ قال:للہ، ولرسولہ ولکتابہ ولأئمۃ المسلمین وعامتہم۔

(۸) دوسروں کے سافٹ ویئر میں چھیڑ خوانی اور اس کے قفل کو توڑنا:

فنی ماہرین مخصوص مقاصد کے لئے جو سافٹ ویئر تیار کرتے ہیں اور جس کو بنانے میں کافی صرفہ آتا ہے اور جس کو تیار کرنے میں کافی ذہانتیں خرچ ہوتی ہیں، قانونی طور پر اس کو ان کی ملکیت مانا جائے گا، اس کا قفل بغیر ان سافٹ ویئر تیار کرنے والے کی اجازت کے کھولنا اور اس سے استفادہ کرنا جائز نہیں، ملکیت غیر میں اس شخص کی اجازت کے بغیر تصرف قانونی اور اخلاقی ہر دو اعتبار سے ناجائز اور غلط ہے۔ ان میں سافٹ ویئر تیار کرنے والے کو کافی نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور مالی خسارہ جھیلنا پڑتا ہے۔ اسی طرح گاہکوں کو اس کو بیچنا بھی درست نہیں ہوگا۔ اگر سافٹ ویئر خریدنے والے کو یہ معلوم ہو کہ جو شخص اس سے یہ فروخت کر رہا ہے وہ اس کو دھوکہ سے حاصل کرکے اور دھوکہ دے کر بیچ رہا ہے تو اس دوسرے شخص کا جرم بھی جان کر خریدنے کی صورت میں پہلے ہی کی طرح ہوگا۔ اور اس شخص کا خریدنا بھی ناجائز اور غلط ہوگا، لیکن بھول اور نادانی و ناسمجھی میں خرید لیا اور بعد میں اس کو اس کی حقیقت معلوم ہوئی تو اس آخری شخص کا یہ خریدنا ناجائز نہ ہوگا، اور اس کا استعمال اور دوسروں کو فروخت کرنا اس کے لئے جائز ہوگا۔

(۱) ‘‘رفع عن أمتی الخطأ والنسیان’’۔

(۲) لکل غادر لواء یوم القیامۃ یعرف بہ (بخاری شریف)۔

(۳) من اقتطع أرضا ظالما لقی اللہ و ہو غضبان (مسلم شریف)۔

(۹) کمپیوٹر کو ہیک کرنے اور اس پر وائرس چھوڑنے کا حکم:

دوسرے کے کمپیوٹر کو ہیک کرنا یا اس پر وائرس چھوڑنا از روئے شروع درست نہیں ہوگا؛ کیونکہ اس سے دوسرے کا نقصان ہورہا ہے۔ شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی کہ اپنے فائدے کے لئے دوسرے کا نقصان کیا جائے۔ لیکن اگر اس سے دوسرے کے کمپیوٹر کا نقصان نہ ہورہا ہو یا معمولی نقصان ہو اور سامنے والے کو اس پر اعتماد نہ ہو تو پھر اس کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ خاص طور پر جب کہ اس سے مقصد غیر اخلاقی مواد کو ضائع کرنا ہو۔

اس سلسلہ میں اس فقہی قاعدہ سے بھی استفادہ کرکے اجازت اور جواز کے پہلو کو نکالا جاسکتا ہے۔ فقہی قاعدہ ‘‘یتحمل الضرر الخاص لدفع ضرر عام’’ (المجلۃ بحوالہ اسلامی فقہ۲،۳۰۵) یعنی انفرادی نقصان کو عام لوگوں کو تکلیف سے بچانے کے لئے برداشت کرنا ہوگا۔

محور سوم:

(۱) بلا تحقیق خبروں کو پھیلانے کا حکم:

سوشل میڈیا اور الیکٹرانک ذرائع ابلاغ پر صرف انہیں خبروں کو عام کرنے اور شیئر کرنے کی شریعت میں اجازت ہے جو مصدق اور قابل تحقیق ہوں، خلاف واقعہ اور بلا

تحقیق خبروں کو دوسروں تک ارسال کرنا جس سے کہ ماحول پراگندہ ہو، حالات بگڑ جائیں از روئے شرع درست نہیں ہے۔ یہ فاسقوں کا شیوہ ہے تحقیق کے بغیر خبر نہ پھیلائی جائے، یہ حکم سورۂ حجرات میں موجود ہے، ارشاد خداوندی ہے:

''یا أیہا الذین آمنوا إن جاءکم فاسق بنبإ فتبینوا أن تصیبوا قوماً بجہالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین'' (اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اچھی طرح تحقیق کرلو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کچھ لوگوں کو نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کئے پر پچھتاؤ)۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''کفی بالمرء کذبا أن یحدّث بکل ما سمع'' ۔ اور ایک جگہ آپ ﷺ نے ''زعموا'' کو ''مطیۃ الکذب'' فرمایا، اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ صحافت اور ذرائع ابلاغ میں فحاشی اور جھوٹی افواہیں نہ پھیلائی جائیں۔ ''إن اللہ یأمر بالعدل والإحسان و إیتاء ذی القربی و ینہی عن الفحشاء و المنکر و البغی'' (سورۂ نمل)۔

دوسروں پر زبانی یا تحریری کسی بھی شکل میں جھوٹ گڑھ کر دوسروں تک شیئر نہ کیا جائے اور نہ کسی پر جھوٹ باندھا جائے: ''إنما یفتری الکذب الذین لایؤمنون بآیت اللہ و أولئک ہم الکذبون'' (سورہ نحل: ۱۰۵)۔

اسلام نے صحافت اور ذرائع ابلاغ کے اصول و ضوابط میں اس کا بھی خیال اور لحاظ رکھا ہے کہ کسی کی دل آزاری تحریری صحافت کے ذریعہ نہ ہو، اسی طرح نشری خبروں میں بھی کسی طرح جھوٹ اور فراڈ کا سہارا نہ لیا جائے۔

مذہب اسلام صحافت کو دیانت، صداقت اور امانت کی کسوٹی پر باندھ کر رکھنا چاہتا ہے؛ تاکہ سماج اور معاشرہ افواہوں اور جھوٹی خبروں سے پاک صاف رہے۔ اس سے تخریب کا کام نہ لیا جائے؛ بلکہ تعمیری کاموں کے لئے ہی اس کا استعمال ہو۔

اسلام ظلم کے خلاف آواز اٹھانے والی صحافت اور ذرائع ابلاغ کو (سورۂ شعراء آیت نمبر ۲۲۴ کے تحت) پسند کرتا ہے اور اس مقصد کے لئے اس کے استعمال کو جائز ہی نہیں بلکہ واجب قرار دیتا ہے۔ نیز ظلم کے خلاف احتجاج کا حق اسلام صحافت اور صحافیوں کو دیتا ہے:''لایحب اللہ الجہر بالسوء من القول إلا من ظلم و کان اللہ سمیعاً علیماً''۔

غرض اسلام صحافت و میڈیا کو بڑی طاقت تصور کرتا ہے؛ اس لئے اس کے اصول و ضوابط کو بھی اسلام نے طے کردیا ہے جس کی تفصیلات سورہ حجرات، سورۂ نحل، سورۂ شعراء اور سورۂ نمل کی بعض آیتوں کی تفسیر میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

(۲) مراسلہ یا کسی کی تحریر میں کمی بیشی کا حکم:

مراسلہ چاہے کسی فرد کو لکھا جائے یا کسی اخبار میں بھیجا جائے بغیر مراسلہ لکھنے کی اجازت کے اس میں کمی بیشی کرنا اور پھر اس کو دوسروں کو بھیجنا یا اخبار

میں شائع کرنا درست نہیں ہے۔ ہاں اگر صاحب مراسلہ نے پیشگی اس کی اجازت دے رکھی ہو تو پھر ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن یہ ملحوظ رہے کہ کمی بیشی کرنے میں عبارت اور جملہ کا وہ مفہوم نہیں بدلنا چاہئے جو صاحب مراسلہ لکھنا چاہتے ہیں، یا جس فکر کو پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں اختصار اور تلخیص کی صرف اجازت سمجھی جائے گی نہ کہ فکر اور مفہوم کے بدلنے کی۔

لیکن اگر کوئی شخص کسی کی تحریر میں ایسا کوئی تصرف اور تبدیلی کرتا ہے کہ اصل مفہوم ہی بدل جائے یا وہ حکومت کی نظر میں ماخوذ و معتوب ہوجائے یا اس پر فرد جرم عائد ہوجائے تو ایسی شکل اور صورت میں اس مدیر اور ایڈیٹر کے خلاف قانونی چارہ جوئی ہوگی اور اصل مقدمہ اسی پر قائم ہوگا جس نے یہ شرارت کی کہ اس کی تحریر اور مراسلہ کو بدل دیا۔

(۳) حکومت کا نجی اور شخصی معلومات دوسروں کو فراہم کرنا:

شریعت کے حدود میں خود مختاری، پرائیویسی انسان کا حق ہے، فرد یا حکومت کو اس کی اجازت نہیں ہے کہ عام حالت میں کسی شخص کی نجی معلومات کو دوسروں تک پہنچائے یا لوگوں میں عام کرے۔ یہ حکومت کا اور فرد کا کسی کی ذاتی اور نجی معلومات میں دخل اندازی کرنا ہوگا جو از روئے شرع درست نہیں ہے۔ ابو داؤد کی روایت ہے:

‘‘إن الأمیر إذا ابتغی الریبۃ فی الناس أفسدہم’’ (ابوداؤد)۔

شریعت نے تجسس سے خود کو بھی روکا ہے اور حکام اور محکوم کو بھی۔ حضرت امیر معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:‘‘إنک ان اتبعت عورات الناس أفسدتہم أو کدت أن تفسدہم’’ (ابوداؤد)۔

‘‘من اطلع فی بیت قوم بغیر إذنہم فقد حل لہم أن یقفؤوا عینہ’’ (متفق علیہ)۔

‘‘من استمع إلی حدیث قوم و ہم لہ کارہون صبّ فی أذنہ الآنک یوم القیامۃ’’ (بخاری)۔

ان احادیث کے علاوہ سورۂ حجرات کی آیت ‘‘ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضاً’’ کی رو سے حکومت کو عام حالت میں کسی کی نجی اور شخصی معلومات دوسروں کو فراہم کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر حکومت وقت کے سامنے کوئی شدید ضرورت اور مصلحت ہو اور ایسا کرنے میں دفع مضرت ہو، ملک و ملت کا مفاد ہو، حکومت کا اور عام لوگوں کا اس میں فائدہ ہو تو پھر اس کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ مشہور فقہی قاعدہ ہے:

دفع المضرۃ أولی من جلب المنافع۔ اسی طرح شریعت میں ‘‘لا ضرر و لا ضرار’’ کا اصول موجود ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۴) انٹرنیٹ پر تجارتی اشتہارات پھیلانے کا حکم:

جن اشیاء کا استعمال جائز اورحلال ہے یا جو چیزیں مباح ہیں ان اشیاء کی تشہیر کرنا، لوگوں تک اس کا پہنچانا، اس کی ترغیب دینا، اس سامان کی اہمیت اور ویلو کو بتانا

از روئے شرع جائز ہے، ایسے اشتہارات کو پھیلانے اور دوسروں تک بھیجنے میں کوئی حرج نہیں ہے، یہ حلال روزی ہی کے زمرہ میں آئے گا اور کسب معاش کا صحیح اور جائز طریقہ ہی کہلائے گا۔ اور حلال روزی حاصل کرنے کے لئے حلال ذرائع کا استعمال جائز اور درست ہے۔ شریعت نے انسان کو مکلف بنایا ہے کہ وہ اپنے لئے کسب معاش کی جائز صورت اور شکل ڈھونڈ ے اور اختیار کرے۔

''لیس علیکم جناح أن تبتغوا فضلاً من ربکم'' (البقرہ: ۱۹۸)۔

''و آخرون یضربون فی الأرض یبتغون من فضل اللہ'' (المزمل: ۲۰)۔

اس سے معلوم ہوا کہ انٹرنیٹ پر جو تجارتی اشتہارات دیئے جاتے ہیں یا متعین اشخاص کو بھیجے جاتے ہیں، اگر وہ اشتہارات حرام اور ناجائز اشیاء کی تشہیر کے نہیں ہیں تو حصول معاش کے لئے ان اشتہارات کو پھیلانے میں اور دوسروں تک بھیجنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

البتہ حرام اور ناجائز اشیاء جیسے شراب اور اس کی دیگر اقسام الکحل ملی ہوئی اشیاء وغیرہ جن کی حرمت بالکل واضح ہے، ان اشیاء کی تشہیر کرنا اور اس کے لئے اشتہارات کو پھیلانا، عوام میں اس کی افادیت بتانا، اس کے لئے خریدار تیار کرنا، یہ سب گناہ کے عمل ہیں، اس سے اجتناب اور بچنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ حکم شریعت تو یہ ہے کہ ''تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان''۔ اسلام اس سے منع کرتا ہے؛ کیونکہ یہ گناہ کے کاموں میں اعانت ہے، اسلام کا اصول یہ ہے کہ گناہ کے کام میں کسی کی اعانت نہ کی جائے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے سود کے کاتبوں اور گواہوں پر بھی لعنت فرمائی جس طرح سود خوری پر لعنت فرمائی۔ اس لئے اس طرح کے اشتہاری بزنس کی اجازت اسلام میں نہیں ہے۔ لیکن اگر ایک مسلمان مجبور ہے اور اس کے علاوہ کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے تو کراہت کے ساتھ بقدر ضرورت ایسی ملازمت اختیار کی جاسکتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۵) کارٹون بنانے کا شرعی حکم:

جو لوگ ڈیجیٹل عکس بندی کو جائز تصور کرتے ہیں ان کے نزدیک بھی اس طرح کے کارٹون بنانا جس سے طنز مقصود ہو، اور اگرچہ حکومت نے چند اشخاص کو مستثنی کرکے اس کی اجازت دی ہو از روئے شرع یہ درست نہیں ہوگا؛ کیونکہ اس میں تمسخر، استہزاء اور طنز ہے جس کی شریعت میں اجازت نہیں ہے۔ قرآن مجید نے تمسخر اور استہزاء سے منع فرمایا ہے۔ سورۂ حجرات مینہے:''لا یسخر قوم من قوم عسی أن یکونوا خیراً منہم، ولا نساء من نساء.....'' (الحجرات)۔

حدیث شریف میں ''من ضَحِکَ ضُحِکَ'' کا لفظ بھی آیا ہے۔ آپ ﷺ کے بارے میں

آتا ہے کہ آپ لعان اور طعان نہیں تھے۔ تعمیری تنقید کے لئے بھی اس کی اجازت نہیں ہونی چاہئے کہ اس سے بھی کسی کی دل شکنی ہوتی ہے۔ اسلام مذہب کسی کی دل شکنی کی اجازت نہیں دیتا۔

دلائل:

(۱) ما أحبّ أنی حکیت أحداً و أن لی کذا و کذا (ترمذی۴،۶۶۰)۔

(۲) المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ والمہاجر من ہجر ما نہی اللہ عنہ (بخاری ومسلم)۔

(۳) من حسن إسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ۔

(۴) قال رسول اللہ ﷺ:إن من أربی الربا الاستطالۃ عن عرض المسلم بغیر حق (ابوداؤد۴،۲۶۹)۔

(۵) قال رسول اللہ ﷺ:إن العبد لیقول الکلمۃ لا یقولہا إلا لیضحک بہا أہل المجلس یہوی بہا أبعد ما بین السماء و الأرض الخ (البیہقی: شعب الایمان)۔

عن بہز بن حکیم عن أبیہ عن جدہ قال:قال رسول اللہ ﷺ:ویل لمن یحدث فیکذب لیضحک بہ القوم ویل لہ ویل لہ (احمد، ترمذی ابوداؤد)۔

(۶) موبائل کمپنیوں کا لوگوں کی گفتگو حکومت کو فراہم کرنے کا شرعی حکم:

موبائل کمپنیوں کا لوگوں کی گفتگو حکومت کو فراہم کرنا، یہ عام حالت میں فرد کی آزادی اور پرائیویسی پر ڈاکہ ڈالنے کے مترادف ہے۔ شریعت اسلامی خواہ مخواہ کسی کی پرائیویسی پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلام اپنے ماننے والے کو بلکہ پوری انسانیت کو تجسس اور بدگمانی سے روکتا ہے؛ تاکہ معاشرہ ظاہر اور باطن ہر دو اعتبار سے پاک رہے۔ دوسروں کی کمیوناور خامیوں سے واقف ہونے کی کوشش کرنا اور پھر اس کو فرد یا سماج یا حکومت کے سامنے ظاہر کرنا عقل و نقل دونوں اعتبار سے غلط ہے۔

حدیث کی کتابوں ابوداؤد، نسائی، حاکم اور ابن حبان میں ایک واقعہ مروی ہے کہ ابو ہیثم کہتے ہیں کہ میں نے عقبہ بن عامر سے کہا: ہمارے پڑوسی شراب پیتے ہیں، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ پولیس کو بلاکر انہیں گرفتار کراؤں۔ انہوں نے کہا: ایسا نہ کرو؛ بلکہ انہیں نصیحت اور تنبیہ کرو۔ ابو ہیثم کہتے ہیں: میں نے انہیں منع کیا لیکن وہ باز نہیں آتے، اس لئے میں انہیں پولیس کے حوالہ کرنا چاہتا ہوں۔ عقبہ نے کہا: ایسا نہ کرو؛ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ‘‘من ستر عورۃ فکأنما إستحیا موؤدۃ فی قبرہا’’ جس نے کسی کی عیب پوشی کی اس نے گویا زندہ درگور کی ہوئی لڑکی کو زندگی بخشی۔ ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

یا معشر من أسلم بلسانہ و لم یفض الإیمان إلی قلبہ لا تؤذوا المسلمین ولا تتبعوا عوراتہم فإنہ من یتبع عورۃ أخیہ المسلم یتبع اللہ عورتہ و من یتبع اللہ عورتہ یفضحہ ولو من

جوف رحلہ (ترمذی وابن ماجہ)۔

اے لوگو! جو زبان سے اسلام لائے ہو اور ابھی جن کے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا، مسلمانوں کو اذیت نہ دو اور ان کے عیوب کے پیچھے نہ پڑو۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب کے درپے ہوگا اللہ اس کے عیب کے درپے ہوگا، اور اللہ کسی کے عیب کے درپے ہو تو اسے رسوا کرکے رہے گا، اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر ہو۔

الغرض شریعت نے لوگوں، اور حکومت کو اور کمپنیوں کو بغیر شرعی عذر کے ان کی مرضی کے بغیر اور ان سے چھپاکر ان کی باتیں سننے کو حرام قرار دیا ہے۔

من استمع إلی حدیث قوم وہم لہ کارہون صبّ فی أذنہ الآنک یوم القیامۃ (بخاری شریف)۔

جس نے لوگوں کی باتیں کان لگاکر سنیں درانحالیکہ وہ اسے ناپسند کرتے ہوں، اس کے کانوں میں قیامت کے دن سیسہ انڈیل دیا جائے گا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺنے فرمایا:

''إنک إن اتبعت عورات الناس أفسدتہم أو کدت أن تفسدہم'' (ابوداؤد، ابن حبان)۔

(اگر تم لوگوں کی پوشیدہ باتوں کے پیچھے پڑوگے تو ان میں بگاڑ پیدا کروگے)۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

إن الأمیر إذا ابتغی الریبۃ فی الناس أفسدہم (ابوداؤد)۔

(امیر جب لوگوں میں شک و شبہ کی باتیں تلاش کرنے لگتا ہے تو ان کے اندر بگاڑ پیدا کردیتا ہے)۔

ان واضح ہدایات سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ موبائل کمپنیوں کا لوگوں کی باتوں کو محفوظ کرکے خواہ مخواہ اور عام حالت میں بلا کسی شرعی ضرورت اور مصلحت کے درست نہیں ہے۔ اسی طرح حکومت کو بھی اس کی اجازت نہیں ہے کہ بغیرضرورت کے دوسروں کی جاسوسی اور تجسس کرائے اور اس محکمہ کے لوگوں کو بلاضرورت لوگوں کی باتوں کو جاننے کا مکلف بنائے۔

البتہ اگر حکومت کی نظر میں کچھ لوگ مشکوک ہوں، ان کے رابطے فاسد عناصر سے ہوں جو ملک و ملت کی سلامتی اور امن کے لئے خطرہ ہوں تو ایسے لوگوں کی باتوں کو نوٹ کرنا اور کرانا حکومت کے لئے جائز ہوگا۔ اسی طرح اگر یہ کمپنیاں ملک کی سلامتی کے لئے اور امن و سلامتی کی بقا کے لئے یہ کام کرتی ہیں تو ''الأمور بمقاصدہا'' کے تحت اس طرح کی گفتگو نقل کرنا اور حکومت کو فراہم کرنا جائز ہوگا؛ بلکہ بعض موقع پر یہ کرنا واجب اور ضروری ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل اور ان کے شرعی احکام

مفتی محمد احسن عبد الحق ندوی•

موبائل عہد قریب کی ایک سائنسی ایجاد ہے، درحقیقت یہ ایک بہت بڑا آلہ ہے جس سے کنکشن اور تار جڑجانے کے بعد بیک وقت فون، ریڈیو، ٹی وی،کیمرہ، نیٹ اور پرنٹ پریس وغیرہ کا کام لیا جاتا ہے، دنیا کے بدلتے حالات دیکھنے اور سننے کا سب سے بڑا اور مؤثر ذریعہ موبائل ہے۔

موجودہ سماج میں بے حیائی، بے شرمی اور فسق وفجور پھیلانے میں ٹی وی، فلم، ریڈیو، اخبارات وغیرہ کا جوکردار رہا ہے وہی کردار آج موبائل کا بھی ہے، انسانی معاشرہ میں بے حیائی اور برائی پھیلانے میں موبائل کا بہت بڑا ہاتھ ہے، آج سماج کا ہرطبقہ اس عظیم فتنہ سے دوچار ہے۔

دور حاضر مینموبائل کے فوائد سے انکار نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اس ترقی یافتہ دور میں پیغام رسانی کا یہ ایک اہم ذریعہ ہے، اس کے وجود میں آنے سے پیغام رسانی کے بہت سارے قدیم ذرائع اب تقریباً ختم ہوتے جارہے ہیں، کبھی پیغام رسانی کا اہم ذریعہ محکمہ ڈاک تھا، مگر اب اس کی افادیت بھی کم ہوتی چلی گئی، اس دور ترقی میں اب صرف ملٹی میڈیا موبائل کی دھوم ہے، ہر شخص ملٹی میڈیا موبائل سیٹ کا گرویدہ بن چکا ہے۔

بلاشبہ ملٹی میڈیا موبائل کے فوائد ہیں لیکن ساتھ ہی انسانی سماج پر اس کے بہت برے اثرات پڑرہے ہیں، جو سماج کے زندہ دل اور حساس طبقہ کے لیے لمحۂ فکریہ ہے، نوجوان نسلوں(لڑکوں اور لڑکیوں)کے ہاتھوں میں موبائل اور انٹرنیٹ آجانے سے اس کا استعمال غلط ہورہا ہے، نئی نسل ان چیزوں کی دیوانی اور رسیا ہو چکی ہے، اور ان کے غلط استعمال سے فواحش کی کثرت وعریانیت اور عشق ومحبت کے افسانوں سے معاشرہ روز بروز دلدل مینپھنستا جارہا ہے، جس سے انسانیت، عفت وپاکدامنی ، حیاء وشرم یک دم سے چرمراکر رہ گئی ہے۔

آج کل سوشل میڈیا کے ذریعہ ایک دوسرے کو باہم جوڑنے کے نت نئے طریقے ایجاد کئے جارہے ہیں، الکٹرانک تعلقات کو بہتر بنانے کے لیے مختلف قسم کے پروگرام انٹرنیٹ پر لانچ کئے جاتے ہیں، لہٰذا واٹساپ، فیس بک، ٹویٹر، اسکایپ وغیرہ کے استعمال کرنے والوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوتا جارہا ہے، اسی طرح ویڈیو کلپ سیریل

• شجاع گنج، فیض آباد، یوپی۔

اور فلموں کو دیکھنے کے لیے یوٹیوب کا استعمال عروج پر ہے۔

ہندوستان میں خاص طور پر ان پروگراموں کو استعمال کرنے والے بھاری تعداد میں موجود ہیں، ایک سروے کے مطابق ہندوستان فیس بک کے استعمال میں امریکہ کے بعد دوسرے نمبر پر آتا ہے۔

آپ (ﷺ) نے فرمایا:

میں اپنی امت میں ایک ایسی جماعت کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن تہامہ پہاڑ کے برابر خالص نیکیاں لے کر آئے گی، لیکن اللہ ان کی ان تمام نیکیوں کو ذرہ کی طرح بکھیر کر ختم کر دے گا۔

حضرت ثوبانؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول(ﷺ)! ہمیں ان لوگوں کے بارے میں بتائیے اور ان کے اوصاف بیان کیجئے تاکہ ہم ان میں سے نہ ہو جائیں،آپ(ﷺ)نے جواب میں فرمایا:

أما إنہم إخوانکم ومن جلدتکم، ویأخذون من اللیل کما تأخذون، ولٰکنہم أقوام، إذا خلوا بمحارم اللہ انتہکوہا (ابن ماجہ: ۴۲۴۵)۔

(وہ تمہارے بھائی اور تمہیں میں سے ہوں گے، راتوں کو اسی طرح عبادت کریں گے جیسے تم کرتے ہو، لیکن یہ وہ لوگ ہوں گے کہ جب تنہائیوں میں رہیں گے تو اللہ کی حدود کا خیال نہیں کریں گے۔)

میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انٹرنیٹ کا استعمال ناجائز ہے، بلکہ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان پروگراموں کو لوگوں کے درمیان اسلامی اقدار، اسلامی اخلاق اور اسلامی تعلیمات کو فروغ دینے کے لیے زیادہ سے زیادہ استعمال کریں اور انہیں ہر قسم کے شرور و فتن سے آگاہ کریں، ٹھیک اسی طرح دنیاوی ضرورتوں اور کاموں میں ان سے فائدہ اٹھائیں، مثلاً ٹکٹ بکنگ، بینک اکاؤنٹ، خرید و فروخت اور ان جیسی تمام ضروریات جن میں انٹرنیٹ کا استعمال مفید اور سود مند ہے، نیز تعلیم، درس و تدریس، کتابوں کے پڑھنے اور ان کو ڈاؤنلوڈ کرنے میں بھی اس کا استعمال مفید ہے، ہمیں انٹرنیٹ اور موبائل کے ایسے غلط استعمال سے پرہیز کرنا ہے جس کا انجام دنیوی اور اخروی ہلاکت ہے۔

لہٰذا دل پر قابو رکھو اور اس حدیث سے عبرت لو، جس میں آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

الحلال بیّن والحرام بیّن، وبینہما مشبہات لا یعلمہا کثیر من الناس، فمن اتقی المشبہات استبرأ لدینہ وعرضہ، ومن وقع فی الشبہات کراع یرعی حول الحمی، یوشک أن یواقعہ، ألا وإن لکل ملک حمی، ألا إن حمی اللہ فی أرضہ محارمہ، ألا وإن فی الجسد مضغۃ، إذا صلحت

صلح الجسد کلہ، وإذا فسدت فسد الجسد کلہ، ألا وہی القلب (بخاری: ۵۲)۔

(حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی، مگر اس کے درمیان کچھ ایسی چیزیں ہیں جن کے احکام مشتبہ ہیں، جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے، جو ان مشتبہ چیزوں سے بچ گیا، اس نے اپنے دین اور عزت کی حفاظت کرلی، اور جو ان میں پڑ گیا وہ ایسا ہی ہے جیسے کسی کی چراگاہ کے قریب کوئی اپنے جانور چرائے، عین ممکن ہے کہ وہ دوسرے کی چراگاہ میں اسے ڈال دے، سنو! ہر بادشاہ کے پاس اپنی اپنی چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی چراگاہ زمین میں اس کے محارم ہیں، سنو! انسان کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے، اگر وہ درست رہا تو بدن کے سارے اعضاء درست رہیں گے، اور اگر وہ خراب ہو گیا تو بدن کے سارے اعضاء خراب ہو جائیں گے، اور وہ ٹکڑا دل ہے) ۔

محور اول:

جواب: ۱ - موجودہ وقت میں کپڑوں، کھانے پینے کی چیزوں اور دیگر اشیاء ضروریہ کی طرح ‘‘موبائل ’’ بھی زندگی کی ضرورت بن گیا ہے، اور ایسی ضرورت کہ انسان اس کے بنا خود کو اکیلا، معاشرے سے کٹا ہوا اور ناتمام تصور کرتا ہے، بعض حالات میں یہ تصور صحیح بھی ہے، مگر یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو اسے برتنا جانتے ہیں اور اس کا مناسب طریقۂ استعمال جانتے ہیں، لیکن المیہ یہ ہے کہ زیادہ تر موبائل ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں ہے جو اس کا استعمال بھی نہیں جانتے، انہیں پتا ہی نہیں کے منافع اور مضرات کیا کیا ہے؟ کب اس کا استعمال مفید ہے اور کب مضر؟ نتیجتاً اس کی خرابیوں کے شکار ہوکر اپنا دین، ایمان، عزت، آبرو اور اللہ کی دی ہوئی عقلوں کو گھن لگا لیتے ہیں، بالخصوص بچے اس مرض کے زیادہ شکار ہیں ۔

دور جدید نئی ایجادات اور سائنسی ترقی کا دور ہے، سائنس نے زندگی کو بہت سہل اور پر تعیش بنا دیا ہے، ہر ایجاد اپنے اندر علم وتحقیق کا ایک گوہر چھپائے ہوئے ہے، مگر ہر ایجاد کے ساتھ ایک بحث ہمیشہ ہوتی ہے کہ اس کے نقصانات زیادہ ہیں یا فوائد؟ کچھ ایسا ہی معاملہ موبائل فون کے ساتھ بھی ہے، موبائل فون نے جتنی تیزی کے ساتھ ترقی کی ہے اور جس طرح یہ بچے بچے کے استعمال میں آیا ہے، ایسا ریکارڈ کسی ایجاد کا نہیں، موبائل فون کا استعمال اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ بعض لوگ اس کے بغیر چند لمحے بھی نہیں گذار سکتے اور موبائل کے بغیر خود کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔

موبائل فون میں اگر یہ موازنہ کیا جائے کہ اس کے فوائد زیادہ ہیں یا نقصانات، تو آدمی یہ کہنے پر مجبور ہوجائے گا کہ اس کے فوائد سے کہیں زیادہ نقصانات ہیں، روپئے پیسے کی ناقدری، فضول خرچیوں کی کثرت، ایکسیڈنٹ کے آئے دن واقعات، اغوا اور زنا کاری کی بڑھتی ہوئی واردات، عشق ومحبت کے لیے ہری جھنڈی، رنگین اور سنگین

تصویریں اور ان کی ارسال وترسیل، فحش اور گندے پیغامات، جھوٹ کی نئی نئی شکلیں اور اس کی کثرت، دھوکہ، فریب، ساز ونغمات، رنگین وسادہ فلمیں، فلمی ستاروں کی شرمناک تصویریں، گانوں اور مزامیر کی بھرمار، موبائل گھنٹیوں کے پس پردہ ہرکس وناکس کے کانوں تک گانوں کی رسائی، اور ان جیسی بہت سی واہیات وخرافات سے مالا مال موبائل فون نے بڑی برق رفتاری کے ساتھ کامیابی حاصل کی ہے۔

کیمرہ ایک آلہ ہے ، جس سے بہت سی غیر جاندار چیزوں کی تصویر لینے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے ، اس لیے کیمرہ والا فون استعمال کرنا جائز ہے ، اور رہی بات کیمرہ سے انسان کی تصویرکشی کی ، تو اس سلسلہ میں کئی اہل علم کی رائے ہے کہ اگر تصویر صرف کیمرہ یا موبائل کی میموری تک ہی محدود ہو ، اس کا باقاعدہ پیپر پرنٹ نہ لیا جائے تو اس پر حرام تصویر سازی کا حکم جاری نہیں ہوتا؛ بلکہ اس کی حقیقت میموری میں منتشر الکٹرانک ذرات کی ہے، جسے مشین کے ذریعہ اسکرین پر یکجا کردیا جاتا ہے،لہٰذا تصاویر کو موبائل میں رکھنے کی گنجائش ہے۔

تکملۃ فتح الملہم میں عصر حاضر کی معروف محقق وفقیہ حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب کا رجحان اسی جانب ہے (تکملہ فتح الملہم۴، ۱۶۴)۔

بعض اہل علم اس پر بھی تصویر سازی کی حرمت کے احکام جاری کرتے ہیں، اور اسے بھی حرام کہتے ہیں، اس لیے اس سے احتراز یقیناً بہتر ہے۔

کیمرے والے موبائل سے گفتگو کرنا ناجائز نہیں ہے بلکہ اس کا غلط استعمال ناجائز ہے، اس لیے کہ معاملات و امور میں اعتبار مقاصد کا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ کاارشاد ہے:

إنما الأعمال بالنيات (بخاری: ۱)۔

فقہی ضابطہ مشہور ہے :

الأمور بمقاصدہا (الاشباہ والنظائر ۱، ۵۳)۔

کسی چیز کے خیر وشر کے فیصلے کے لیے اس کے نفع و نقصان کا موازنہ کرنا بہت ضروری ہے، نفع و نقصان میں جس کی شرح غالب ہو اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا، صرف کسی چیز کے فائدے کی بنیاد پر یکطرفہ طور پر اس کے خیر ہونے کا یا شر ہونے کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا، ورنہ دنیا کی شاید ہی کوئی چیز ایسی ہو جس میں کچھ نہ کچھ فائدہ موجود نہ ہو، قرآن مجید نے احکام خمر ومیسر کے ذیل میں اس اصول کی طرف اشارہ کیا ہے:

{يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا إِثْمٌ كَبِيْرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا} (البقرۃ: ۲۱۹)۔

جواب: ۲ - قرآن کریم یا دینی چیزیں جو موبائل میں لوڈ کی جاتی ہیں وہ اس کی

میموری میں الکٹرانک ذرات کی شکل میں موجود ہوتے ہیں اور غیر مرئی ہوتے ہیں، جب انہیں کھولا جاتا ہے تو اس وقت سسٹم ان ذرات کو مرئی شکل دے کر اسکرین پر لاتا ہے، اس اعتبار سے قرآن کریم یا دیگر دینی کتابوں کو موبائل میں رکھنا جائز ہے، اور اس موبائل کے ساتھ بیت الخلاء میں جانا بھی درست ہے، بشرطیکہ قرآن کریم کے صفحات اسکرین پر موجود نہ ہوں، البتہ ایسا موبائل بیت الخلاء میں لے جانے سے ممکنہ حد تک پرہیز کرنا بہتر ہے؛ تاکہ بے ادبی کا شائبہ نہ ہو۔

اس لیے کہ فقہاء نے نیک مقاصد کے لیے لہو کے خالص آلات تک استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔

چنانچہ صاحب '' الدرالمختار '' لکھتے ہیں:

ومن ذٰلک ضرب النوبۃ للتفاخر، فلو للتنبیہ فلا بأس بہ۔

(محرمات ہی میں سے تفاخر کے طور پر نوبت(ڈھول) بجانا بھی ہے، اور اگر متنبہ کرنے کے لیے ہو تو کوئی حرج نہیں ہوگا)۔

اور علامہ شامی لکھتے ہیں:

وہٰذا یفید ان آلۃ اللہو لیست محرمۃ لعینہا بل تقصد اللہو منہا إما من سامعہا أو من المشتغل بہا وبہ تشعر الاضافۃ، ألا تری أن ضرب تلک الآلۃ بعینہا حل تارۃً وحرم أخری باختلاف النیۃ بسماعہا والأمور بمقاصدہا (الدر المختار مع رد المحتار ۵، ۲۴۷) ۔

(یہ تفصیل اس بات کا فائدہ دے رہی ہے کہ آلہ لہو حرام لعینہ نہیں ہے بلکہ اس سے لہو کے قصد سے (حرام ہے) یا اس کے سامع کے جانب سے یا اس سے اشتغال رکھنے والے کی جانب سے، اور اضافت اسی کا احساس دلا رہی ہے، دیکھتے نہیں کہ خود اسی آلہ کا بجانا اس کے سماع کی نیت کے مختلف ہونے کی وجہ سے کبھی حلال ہے اور کبھی حرام، اور امور کا مدار ان کے مقاصد پر ہوتا ہے)۔

علامہ ابن نجیم نے '' الاشباہ والنظائر '' میں قاعدہ '' الأمور بمقاصدہا'' کے تحت بہت سی فروعات کا ذکر کیا ہے، جن کا حکم نیت سے بدل جاتا ہے، یعنی نیت اچھی ہو تو وہ جائز ہوتی ہیں اور خراب ہو تو ناجائز، مثلاً لکھتے ہیں:

وذکر قاضی خاں فی فتاواہ أن یبیع العصیر ممن یتخذہ خمراً إن قصد بہ التجارۃ فلا یحرم وإن قصد بہ لأجل التخمر حرم (الاشباہ مع شرح الحموی۱، ۹۷)۔

(قاضی خاں نے اپنے فتاوی میں بیان کیا ہے کہ ایسے شخص کے ہاتھ شیرہ بیچنا جو اسے شراب بنالے گا ، اگر تجارت کی نیت ہو تو حرام نہیں ہوگا، اور اگر شراب بنانے کے لیے بیچا تو حرام ہوگا)۔

مندرجہ بالا تفصیلات سے یہ واضح ہو گیا کہ ملٹی اپلیکیشن موبائل میں قرآن مجید رکھنا جائز ہے، اور اسی طرح موبائل میں تلاوت کے لیے قرآن مجید یا دوسری دینی

کتابوں کو محفوظ کرنا یا آن لائن دیکھنا یا پڑھنا جائز ہے۔

جواب: ۳ - جس موبائل میں قرآن کریم محفوظ ہو اس کی تین صورتیں ہیں:

(۱) اگر اسکرین پر قرآن کریم دکھائی دے رہا ہے تو ان حروف پر (اسکرین پر) بلا وضو ہاتھ رکھنا درست نہیں ہے۔

(۲) اگر قرآن کریم والا پروگرام بند ہو تو ایسے موبائل کو بلا وضو چھونا منع نہیں ہے۔

(۳) اگر قرآن کریم بٹن کے ذریعہ لکھا جارہا ہے جیسا کہ کمپیوٹر میں ہوتا ہے، تو اس موبائل کے بٹن سے قرآن کریم بلا وضو لکھنا جائز نہیں ہے۔

جس موبائل میں قرآن کریم ہو اس کو بغیر وضو یا حالت جنابت میں چھونا جائز ہے، اگرچہ اس میں قرآن کریم ہے مگر قرآن کریم کا وجود اس میں غیر مرئی اور الکٹرانک منتشر غیر مرئی ذرات میں ہے، جو کہ قرآن کریم کے حکم میں نہیں ہے، البتہ اگر قرآن کریم کے صفحات اسکرین پر موجود ہوں تو حالت جنابت میں یا بغیر وضو اس اسکرین کو چھونا جائز نہیں ہے؛ کیونکہ قرآنی آیات چاہے کاغذ پر لکھی ہوں یا شیشہ پر یا کسی اور چیز پر ان کو بلا وضو چھونا درست نہیں ہے۔

چنانچہ فقہاء لکھتے ہیں:

لا یجوز لہ مس شئ مکتوب فیہ شئ من القرآن من لوح أو درہم أو غیر ذلک إذا کان آیۃ تامۃ (شامی ۱،۴۸۸)۔

(بے وضو یا ناپاک انسان کے لیے کسی ایسی چیز کا چھونا جائز نہیں ہے جس میں قرآن کی کوئی آیت لکھی ہو، چاہے کسی تختی پر ہو یا کسی درہم پر یا اس کے علاوہ کسی اور چیز پر، بشرطیکہ پوری آیت ہو)۔

جواب: ۴ - SMSجسے ابتداء میں گونگے اور بہرے لوگوں کے لیے بطور رابطہ متعارف کرایا گیا تھا، آج ہر ایک کے لیے رابطہ کا ایک نہایت طاقتور ذریعہ بن گیا ہے، اب یہ پیغام رسانی کا جدید اور آسان ذریعہ ہونے کے ساتھ ساتھ تجارت، کاروبار یہاں تک کہ بینک کاری کے لیے بھی استعمال ہورہا ہے، لوگ گھر بیٹھے ایک چھوٹے سے SMS کے ذریعہ اپنے اکاؤنٹ کی تفصیلات معلوم کرسکتے ہیں، بل جمع کرواسکتے ہیں، اور اپنی رقوم نکلوا اور جمع کروا سکتے ہیں، کاروباری حضرات اس سے صرف ایک میسیج بھیج کر اپنی اشیاء کی خرید وفروخت کرسکتے ہیں، SMS کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ کم پیسوں میں دوستوں کے ساتھ رابطہ رہتا ہے۔

ہمارا ملک اس وقت ایسے دور سے گزررہا ہے جہاں ہر پل بے یقینی کی کیفیت ہے، جب تک بچے اسکول، کالج سے واپس نہ آجائیں، والدین خوف میں رہتے ہیں اور انہیں سکون نہیں ملتا، ایسے ماحول میں موبائل فون رابطہ کا ذریعہ بن کر والدین کے اطمینان کا باعث بنتا ہے، دیر ہوجائے یا کوئی مسئلہ ہوجائے تو ایک کال یا SMSکے ذریعہ گھر

والوں کو فوری مطلع کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ آج کل SMSمیں اقوال زریں اور خوبصورت اور دل کو چھو لینے والی باتیں ایک دوسرے کو بھیجنے کا رجحان عام ہورہا ہے، اسی طرح مختلف معلومات سے بھرپور میسیج بھی سامنے آتے ہیں، جس سے ہماری معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔

اگر کوئی اچھا میسیج ہے اور اس میسیج کی تحقیق بھی ہے کہ یہ صحیح ہے تو اس میسیج کو دوسروں کو بھیجنے میں کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ وہ میسیج بھیجنے کو برا نہ مانتا ہو، اور اگر کسی کو برا لگتا ہو تو بھیجنا درست نہیں ہوگا۔

جواب: ۵ - کچھ نوجوان لڑکے لڑکیاں فون کا غلط استعمال کرکے آپس میں عشق بازیاں کرتے ہیں اور فحش رسائل اور گندی تصویریں ایک دوسرے کو میسج کرتے ہیں، جبکہ یہ تمام چیزیں ناجائز اور حرام ہیں، ہرچیز کے دو پہلو ہوتے ہیں، لہٰذا بذات خود یہ ایجادات ہمارے لیے حرام نہیں ہینبلکہ ان کا غلط استعمال حرام ہے۔

موبائل پر کسی اجنبیہ سے میسیج کے ذریعہ گفتگو کرنا ایسا ہی ہے جیسے آمنے سامنے گفتگو کرنا، اس لیے یہ ناجائز ہے۔

ولا یکلم الأجنبیۃ إلاعجوزا (ردالمحتار۹، ۵۰۳)۔

عام حالات میں عورتوں کی آواز سننا اور ان سے بات کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس میں شہوت اور فتنہ نہ ہو، لیکن اگر شہوت اور فتنہ ہو تو حرام ہے۔

فقہاء نے لکھا ہے:

سامع صوت المرأۃ إذا کان یتلذذ بہ أو خاف علی نفسہ فتنۃ حرم علیہ استماعہ وإلا فلا (الموسوعۃ الفقہیۃ۲۵،۲۴۶)۔

(عورت کی آواز سننے والا اگر اس سے لذت لے رہا ہو یا اس کو اپنے بارے میں فتنہ کا خوف ہو تو اس کے لیے اس کی آواز سننا حرام ہے ورنہ نہیں)۔

اس لیے فون پر کسی اجنبیہ عورت سے کوئی ضروری بات کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

لیکن غیر اخلاقی پیغامات غیر محرم عورت یا غیر محرم مرد کو بھیجنا درست نہیں ہے، اس کی واضح مثالیں معاشرے میں موجود ہیں، کہ پہلے اچھے اچھے میسیج ارسال کئے گئے اور بعد میں نتیجہ کچھ کا کچھ نکلا۔

جواب: ۶ - کیمرہ ایک آلہ ہے ، جس سے بہت سی غیر جاندار چیزوں کی تصویر لینے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے ، اس لیے کیمرہ والا فون استعمال کرنا جائز ہے ، اور رہی بات کیمرہ سے انسان کی تصویرکشی کی ، تو اس سلسلہ میں کئی اہل علم کی رائے ہے کہ اگر تصویر صرف کیمرہ یا موبائل کی میموری تک ہی محدود ہو ، اس کا باقاعدہ پیپر پرنٹ نہ لیا جائے تو اس پر حرام تصویر سازی کا حکم جاری نہیں ہوتا، بلکہ اس کی

حقیقت میموری میں منتشر الکٹرانک ذرات کی ہے، جسے مشین کے ذریعہ اسکرین پر یکجا کردیا جاتا ہے،لہٰذا تصاویر کو موبائل میں رکھنے کی گنجائش ہے، تکملہ فتح الملہم میں عصر حاضر کے معروف محقق وفقیہ حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب کا رجحان اسی جانب ہے (تکملہ فتح الملہم ۴، ۱۶۴)۔

بعض اہل علم اس پر بھی تصویر سازی کی حرمت کے احکام جاری کرتے ہیں، اور اسے بھی حرام کہتے ہیں، اس لیے اس سے احتراز یقیناً بہتر ہے، تصویر والے میسیج کو ایک دوسرے کو بھیجنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ یہ تصویر کشی کے دائرہ میں آتا ہے، اور تصویر کشی حرام ہے۔

جواب : ۷ - موجودہ دور میں جدید ذرائع ابلاغ اور الیکٹرانک میڈیا کو اسلام کی نشر و اشاعت کا ذریعہ بنانے میں لوگ ہچکچارہے ہیں اور پس و پیش کا شکار ہیں، اس کی سب سے اہم وجہ اس میں تصویر اور فوٹو کا اکثراستعمال ہے، جبکہ اسلام میں تصویر کی سختی سے ممانعت ہے۔

CCTVکیمرہ ایک ایسا کیمرہ ہے جو انسان کی نقل و حرکت کو محفوظ کرلیتا ہے اور جب تک اس کو ڈلیٹ نہ کیا جائے تب تک وہ کیمرے میں محفوظ رہتا ہے۔

''الحیلۃ الناجزۃ ''جیسی کتاب اور مختلف اکیڈمیوں کے فیصلے پر نظر رکھنے والے اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ بہت سارے مسائل میں مختلف وجوہات سے ہمارے علماء نے فقہ مالکی یا فقہ شافعی کی طرف رجوع کیا ہے، تو کیوں نہ اس مسئلہ میں فقہ مالکی کی طرف رجوع کیا جائے، فقہ مالکی میں ذی روح کی وہی تصاویر ممنوع ہیں جو جسم والی یا سائے دار ہوں، مسطح تصویر حرام نہیں ہے (الموسوعۃ الفقہیۃ ۱۲، ۱۰۱)۔

اس قول کو کئی علماء عرب نے بھی اختیار کیا ہے (فقہ السنۃ۲، ۵۸، الحلال والحرام فی الاسلام للقرضاوی: ۱۱۴)۔

CCTVکیمرے سے چوری وغیرہ بہت سارے مجرمانہ واقعات کو روکنے میں مدد ملتی ہے، اس مصلحت کے تحت مدارس و مساجد میں CCTV کیمرہ لگانا جائز کیا بلکہ ایک واجبی اقدام ہوگا؛ اس لیے کہ لوگ مدارس و مساجد کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، دوسرے ان مقدس مقامات پر چوری وغیرہ کے واقعات بھی آئے دن ہوتے رہتے ہیں، اس کے علاوہ کہیں کہیں مساجد میں قرآن کریم جلادیا جاتا ہے تو کہیں چٹائیاں اور کہیں ایسا بھی ہوا ہے کہ شراب کی بوتلیں بھی مساجد میں ملی ہیں، قریب ہی اس طرح کا واقعہ ہمارے یہاں ایک مسجد میں پیش آچکا ہے کہ مسجد کی چٹائیاں جلا دی گئی اور قرآن کریم پر غلاظت ڈال دی گئی، اس لیے موجودہ حالات کے تناظر میں مدارس و مساجد میں CCTVکیمرہ لگانا جائز بلکہ واجب کے درجہ میں ہے۔

جواب: ۸ - موجودہ دور میں کوئی بھی واقف کار شخص الیکٹرانک میڈیا کے رول

کا انکار نہیں کرسکتا، اس کی ترقیات نے دنیا کو ایک گاؤں بنا دیا ہے، اس کی بدولت دنیا کے کسی بھی گوشہ کی خبر کو منٹوں میں دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا جاسکتا ہے۔

اسکیننگ مشین پر انسان کا جسم برہنہ ہو کر آتا ہے، بوقت ضرورت کراہت کے ساتھ جائز ہونا چاہیے، اصول ''الضرورات تبیح المحظورات'' کے تحت، اسی طرح اگر سفر جائز مقاصد کے لیے ہو تو پھر ایسی مشین سے گذرنا جائز ہونا چاہیے۔

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے :

الحیاء شعبۃ من الإیمان (مسلم: ۱۵۲)۔

انسانی اخلاق میں حیا کا مقام نہایت بلند ہے، اور یہ انسان کی وہ صفت ہے اور ایک ایسا مادہ ہے کہ جب انسان خلافِ فطرت اعمال اور برائیوں کے قریب ہوتا ہے تو اس میں ایک طرح کی جھجھک اور شرم پیدا ہوتی ہے جو اس کے اور برے عمل کے درمیان ایک حجاب بن جاتی ہے، اور انسان بہت سے گناہوں اور معاصی سے محفوظ ہوجاتا ہے؛ اسی لیے حیا کا ایمان سے گہرا تعلق ہے ۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا تھا کہ نبیوں کی جو باتیں محفوظ ہیں، ان میں یہ بات بھی ہے کہ :

إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ (اگر تم میں حیا کا مادہ نہیں تو جوچاہو کرو)۔

اور اسکیننگ مشین پر اس طرح کا برہنہ پن حیا کے منافی ہے۔

محور دوم:

جواب: ۱ - بات دراصل یہ ہے کہ چوری کی قانونی تعریف خواہ کچھ ہو، لیکن گناہ و ثواب کے نقطۂ نظر سے کسی دوسرے کی چیز اس کی مرضی کے بغیر استعمال کرنا چوری ہی میں داخل ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے مختلف انداز سے یہ حقیقت بیان فرمائی ہے، ارشاد ہے :

حرمۃ مال المسلم کحرمۃ دمہ (مجمع الزوائد۴، ۱۷۲)۔

(مسلمان کے مال کی حرمت بھی ایسی ہی ہے جیسے اس کے خون کی حرمت)۔

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

لا یحل مال امرئ مسلم إلا بطیب نفس منہ (مجمع الزوائد۴، ۱۷۲)۔

(کسی مسلمان کا مال اس کی خوش دلی کے بغیر حلال نہیں)۔

ان احادیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بات بھی واضح فرمادی کہ دوسرے کی کوئی چیز لینے یا استعمال کرنے کے لیے اس کا خوشی سے راضی ہونا ضروری ہے۔

آئی ٹی کے ماہرین قفل توڑ کر معلومات کی جو چوری کرلیتے ہیں یہ درست نہیں ہے، ایسی معلومات کی چوری جس سے اس شخص کی عزت و آبرو کو ٹھیس لگتی ہے، یا

معاشی پہلو سے نقصان پہنچتا ہے، یا ایسی معلومات جن سے چوری کرنے والے کو تو فائدہ ہے لیکن اصل شخص کا کوئی نقصان نہیں ہوتا جیسے علمی ومطالعاتی یادداشتیں وغیرہ، سب کے احکامات یکساں ہوں گے ، اس لیے کہ چوری صرف یہی نہیں ہے کہ کوئی شخص کسی کے گھر میں چھپ کر داخل ہو اور اس کا سامان چرائے، یا طاقت کا باقاعدہ استعمال کر کے اس کا مال چھینے؛ حالانکہ کسی کی مرضی کے خلاف اس کی ملکیت کا استعمال، کسی بھی صورت میں ہو، وہ چوری اور گناہ میں داخل ہے۔

بک اسٹالوں میں کتابیں وغیرہ اس لیے رکھی جاتی ہیں تاکہ ان میں سے جو پسند ہوں، لوگ انہیں خرید سکیں، پسند کے تعین کے لیے ان کتابوں کی معمولی ورق گردانی کی عام طور سے اجازت ہوتی ہے، لیکن اگر بک اسٹال پر کھڑے ہو کر کتابوں کا باقاعدہ مطالعہ شروع کردیا جائے جبکہ خریدنے کی نیت نہ ہو، تو یہ بھی غاصبانہ استعمال ہے، جس کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔

جواب: ۲ - چوری اسلام میں بہت ہی سخت گناہ کا کام ہے اور شریعت میں اس کے متعلق سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، آدمی کسی بھی ملک میں رہتا ہو اور کوئی بھی حالت ہو، مسلمان کے لئے حرام کاموں سے بچنا واجب ہے، قرآن وحدیث سے چوری کی حرمت ثابت ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے حرام ہونے پر پوری امت کا اتفاق بھی ہے، اس حرام کو حلال کرنے کی شکلیں اختیار کرنا مسلمان کا کام نہیں ہے ۔

امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ :

ایک مسلمان جہاں کہیں بھی ہو احکام اسلام کا پابند ہو (فتاویٰ قاضی : ۲۲۲)۔

اس لیے چوری کی ہوئی چیز کو اس کی اجازت کے بغیر دوسروں تک پہنچانا جائز نہیں ہے، حرام کو حلال سے تبدیل کرنا قرآن مجید کی رو سے جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:{وَلاَ تَتَبَدَّلُواْ الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ} (النساء: ۲) (خبیث کو طیب سے نہ بدلو)۔

جواب: ۳ - دین اسلام نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے، اس سے بہترین مثال ہمیں نہیں مل سکتی؛ کیونکہ اس خصوصیت پر غور کیا جائے تو لباس نہ صرف آپ کو موسم کی گرمی (دکھ غم) سے بچاتا ہے بلکہ آپ کی زینت اور حسن وجمال میں اضافے کے ساتھ ساتھ آپ کی شخصیت اور مالی حیثیت کو بھی نمایاں کررہا ہوتا ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ آپ کی ستر پوشی کررہا ہے۔

ستر پوشی سے کیا مراد ہے؟ اس سے مراد ایک دوسرے کی خامیوں، کوتاہیوں اور غلطیوں کی پردہ پوشی کرناہے، کیا ایک دوسرے کی خامیاں سب کے سامنے بیان کرنے سے مسائل حل ہوجائیں گے؟ زندگی پرسکون ہوجائے گی؟ میاں بیوی دونوں ہی اس نکتے پر غور کریں کہ انسان خطا کا پتلا ہے، خوبیوں اور خامیوں کا مجموعہ ہے، اگر دونوں کو ایک دوسرے سے شکایت ہے یا کسی کی شخصیت میں کوئی کمی یا خامی ہے تو اللہ تعالیٰ

اس کو یقینا کوئی دوسری خوبی ضرور عنایت کی ہوگی، جو اس کی شخصیت کا خاصہ ہوگی، اس طرح سے سب کے سامنے ایک دوسرے کا مذاق اڑانے سے پہلے دونوں ہی کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ میاں بیوی دراصل ایک ہی اکائی ہیں، ایک کی اچھائی، دوسرے کی بھی اچھائی، اور ایک کی توہین دوسرے کی بھی توہین ہے۔

اگر آپ اپنے شریک سفر کی خامیاندوسروں کے سامنے بتائیں گے تو سننے والا نہ تو آپ کے مسائل حل کرے گا اور نہ ہی کوئی فائدہ پہونچا سکتا ہے، لیکن اتنا ضرور ہوگا کہ آپ کا شریک سفر دوسروں کی نظروں سے گرجائے گا، یہ بات نہ آپ کو صرف اپنے خاندان کو نقصان پہونچائے گی؛ بلکہ اس کا خمیازہ آپ کو آئندہ نسلوں تک بھگتنا پڑے گا، دونوں کو کھلے دل یہ سوچنا چاہیے کہ اگر ان کا شریک سفر ان کے ساتھ نہ ہوتا تو زندگی کتنی پھیکی، بے رنگ اور تنہا گذر رہی ہوتی۔

دونوں کا ایک دوسرے سے قریب ترین تعلق ہونے کی بنیاد پر انٹرنیٹ پر ایک دوسرے کی جاسوسی کرنا درست تو ہے لیکن بہتر نہیں ہے، اس لیے کہ ایک دوسرے کی جاسوسی میں برائی کے سوا اچھائی کا کوئی امکان نہیں ہے۔

جواب: ۴ - { يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيْراً مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضاً أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيْهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوهُ } (الحجرات: ۱۱)۔

آدمی جب کسی سے بدگمان ہوتا ہے تو اس کی ٹوہ میں پڑتا ہے، اس کی نقل و حرکت پر اس کی نگاہ ہوتی ہے، اس کے پیچھے وہ اپنے جاسوس لگا دیتا ہے، اور پھر اس کی اچھائیاں بھی اس کو برائیوں کی شکل میں نظر آنے لگتی ہیں، جاسوس تجسس ہی سے بنا ہے، بڑے پیمانے پر جب یہ کام ہوتا ہے تو جاسوسی کا پورا نظام شروع ہو جاتا ہے، کسی فرد یا جماعت کے لیے درست نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے عیوب تلاش کرے، عیوب ہر ایک کے اندر ہوتے ہیں، کسی کے اندر معمولی اور کسی کے اندر زیادہ، اسلامی حکم یہ ہے کہ آدمی عیوب سے چشم پوشی کرے اور بھلائیوں سے فائدہ اٹھائے، ہاں ان لوگوں کے لیے جو خدا کے باغی ہیں اور اسلام کے دشمن ہیں ان کے مکائد سے مطلع ہونے کے لیے جاسوسی کرنا یا کروانا جائز ہے؛ تاکہ ان کی کمزوریوں سے واقف ہو کر ان پر قابو پایا جا سکے، اور دنیا کو ان کے شر سے بچایا جاسکے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے امت کے افراد کو خطاب کر کے فرمایا ہے:

إياكم والظن فإن الظن أكذب الحديث ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تنافسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله إخوانا (مسلم: ۶۷۰۱)۔

(بدگمانی سے بچو؛ اس لیے کہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے، نہ تجسس میں پڑو، نہ ٹوہ میں لگو، اور نہ منافست کرو، نہ ایک دوسرے سے حسد کرو، نہ بغض کرو اور نہ منھ موڑو، اور اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی ہو کر رہو)۔

دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن الأمیر إذا ابتغی الریبۃ فی الناس أفسدہم (ابوداؤد: ۴۸۹۱)۔

(امیر جب لوگوں میں شبہ کی باتیں تلاش کرے گا تو ان کو بگاڑ کر چھوڑے گا)۔

حدیثوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو برائیاں کھلی ہوئی ہوں ان پر نکیر کی جائے اور کھل کر ان سے روکا جائے، لیکن جن برائیوں کا لوگوں کو علم نہیں ان کو کرید کرید کر عام نہ کیا جائے، اس لیے کہ اس کا ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ وہ برائیاں پھیلنے لگتی ہیں اور سماج میں بگاڑ پیدا ہونے لگتا ہے۔

اسی لیے حدیث میں آتا ہے کہ:

کل أمتی معافی إلا المجاہرین (بخاری: ۶۰۶۹، مسلم: ۷۶۷۶)۔

(میری کل امت کو معاف کیا جائے گا سوائے ان لوگوں کے جو گناہوں کا چرچا کرتے ہیں)۔

جب حدیث میں اپنے گناہوں کو چھپانے کا حکم ہے تو دوسروں کے معائب کو اچھالنے کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے۔

حکومت اور محکمہ پولس امن عامہ کے لیے جو شخصی معلومات حاصل کرتی ہیں، اگر ان کا مقصد جرائم پیشہ اور دہشت گرد عناصر پر نظر رکھنا ہی ہے تو دوسروں کی خفیہ معلومات تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے ، اور اگر یہ مقصد کارفرما نہیں ہے تو نہیں۔

جواب: ۶ - کل قیامت کے دن اللہ کے سامنے جانا ہے، اسے ہر عمل کا حساب دینا ہے، ذرہ برابر کی گئی نیکی یا برائی کل سامنے لائی جائے گی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{فَمَن یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْراً یَرَہُ * وَمَن یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرّاً یَرَہُ} (زلزال: ۷-۸)۔

'' بس جس نے ذرہ برابر بھی بھلائی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا * اور جس نے ذرہ برابر بھی برائی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا ''۔

آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

(حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی، مگر اس کے درمیان کچھ ایسی چیزیں ہیں جن کے احکام مشتبہ ہیں، جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے، جو ان مشتبہ چیزوں سے بچ گیا، اس نے اپنے دین اور عزت کی حفاظت کرلی اور جو ان میں پڑ گیا وہ ایسا ہی ہے جیسے کسی کی چراگاہ کے قریب کوئی اپنے جانور چرائے، عین ممکن ہے کہ وہ دوسرے کی چراگاہ میں اسے ڈال دے، سنو! ہر بادشاہ کے پاس اپنی اپنی چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی چراگاہ زمین میں اس کے محارم ہیں، سنو! انسان کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے اگر وہ درست رہا تو بدن کے سارے اعضاء درست رہیں گے اور اگر وہ خراب ہو گیا تو بدن کے سارے اعضاء

خراب ہو جائیں گے اور وہ ٹکڑا دل ہے)۔

الحلال بیّن والحرام بیّن، وبینہما مشبہات لا یعلمہا کثیر من الناس، فمن اتقی المشبہات استبرأ لدینہ وعرضہ، ومن وقع فی الشبہات کراع یرعی حول الحمی، یوشک أن یواقعہ، ألا وإن لکل ملک حمی، ألا إن حمی اللہ فی أرضہ محارمہ، ألا وإن فی الجسد مضغۃ إذا صلحت صلح الجسد کلہ، وإذا فسدت فسد الجسد کلہ، ألا وہی القلب(بخاری: ۵۲)۔

ماہرین کے لیے جائز نہیں کہ وہ دوسروں کا اکاؤنٹ کھول کر اس کا ڈاٹا جمع کرکے کمپنیوں کو فراہم کریں، اس لیے کہ یہ چوری ہے،اور چوری کے تعلق سے قرآن مجید میں بڑی سخت وعید آئی ہے، اور پھر ماہرین کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ اس سے اس پر اجرت حاصل کریں۔

جواب: ۷ - کسی چیز کے خیر وشر کے فیصلے کے لیے اس کے نفع و نقصان کا موازنہ کرنا بہت ضروری ہے، نفع و نقصان میں جس کی شرح غالب ہو اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا، صرف کسی چیز کے فائدے کی بنیاد پر یکطرفہ طور پر اس کے خیر ہونے کا یا شر ہونے کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا، ورنہ دنیا کی شاید ہی کوئی چیز ایسی ہو جس میں کچھ نہ کچھ فائدہ موجود نہ ہو، قرآن مجید نے احکام خمر ومیسر کے ذیل میں اس اصول کی طرف اشارہ کیا ہے:

{یَسْأَلُونَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْہِمَا إِثْمٌ کَبِیْرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُہُمَا أَکْبَرُ مِن نَّفْعِہِمَا} (البقرۃ: ۲۱۹)۔

مجرموں کے جرائم پر شہادت فراہم کرنے کے لیے خفیہ کیمروں کا استعمال اور اس طرح کی کارروائی کرنا شرعاً جائز ہے۔

جواب: ۸ - کمپیوٹر وغیرہ کے فنی ماہرین مخصوص مقاصد کے لیے جو سافٹ ویئر تیار کرتے ہیں اس کی تیاری کے مرحلہ میں کافی صرفہ آتا ہے، اور صلاحیتیں اور محنتیں بھی خرچ ہوتی ہیں، اس لیے قانونی طور پر اس کو ان کی ملکیت مانا جاتا ہے، اس لیے اس کی اجازت کے بغیر اس کا قفل توڑ کر اس سے استفادہ کرنا یا گاہکوں کو بیچنا جائز نہیں ہے، یہ چوری کے حکم میں ہے اور اس کا اور اس سے خرید کرنے والے شخص کا اس سافٹ ویئر کو فروخت کرنے کا ایک ہی حکم ہوگا۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب ‘‘ کتاب الفتاوی ’’ مینلکھتے ہیں:

کمپیوٹر کے جو پروگرام بنائے جاتے ہیں ان میں کافی صرفہ ہوتا ہے اور صلاحیتیں بھی خرچ ہوتی ہیں، قانون کی نظر میں وہ اس کی ملکیت سمجھی جاتی ہیں، اس لیے اس کی اجازت کے بغیر ان کی نقل کرنا اور فروخت کرنا جائز نہیں ہے، یہ چوری کے حکم میں ہے (کتاب الفتاوی۱۰، ۳۰۷)۔

جواب: ۹ - کمپیوٹر ایک ایسا آلہ ہے جس کو اچھے اور برے دونوں طرح کے

مقاصد کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے، لہذا اچھے مقاصد مثلاً قرآن کی تلاوت، حدیث، تفسیر، فقہ اور مختلف زبانوں میں مضامین وغیرہ کے لیے کمپیوٹر کا استعمال درست ہے، اور ناجائز مقاصد مثلاً فلم، گانا اور فحش تصاویر وغیرہ دیکھنا جائز نہیں ہے، کمپیوٹر جائز امور کے لیے جائز اور ناجائز امور کے لیے ناجائز ہے، ''الأمور بمقاصدہا ''کے تحت کسی کے کمپیوٹر کو ہیک کرنا، یا وائیرس چھوڑنا جائز نہیں ہے۔

محور سوم:

جواب: ١- ٹیلی فون اور موبائل کی ایجاد نے ابلاغ کے میدان میں بے حد سہولتیں کردی ہیں، اور انٹرنیٹ نے اس سہولت کو اوج کمال تک پہونچا دیا ، انٹرنیٹ کی ایک کڑی ویب سائٹ ہے جو فیس بک کے نام سے شروع ہوئی تھی، جس میں صرف تصویریں شائع ہوتی تھیں۔

جو چیز آپ کے پاس بھیجی گئی ہے وہ کس طرح کی ہے، اگر وہ بے حیائی پر مبنی تصویر یا ویڈیو یا پیغام ہے تو اس پر پسندیدگی حرام ہے، اس لیے کہ کفر پر راضی ہونا بھی کفر اور حرام پر راضی ہونا اور اس کو پسندیدہ قرار دینا حرام اور سخت گناہ ہے، یہ جس قدر پھیلتا جائے گا اور جس شخص نے اس میں حصہ لیا ہے اس پر گناہ کا بوجھ بڑھتا جائے گا، قرآن میں بے حیائی کی باتوں کے پھیلانے والوں کے لیے دردناک عذاب کی خبر سنائی گئی ہے:

{إِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِيْ الَّذِيْنَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ فِيْ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ} (سورة النور: ١٩) ۔

اس کے برخلاف ایسے پیغام جس میں دینی گفتگو، انسانی فلاح کی بات، معلومات میں اضافہ ہو، تعلیم وتعلم میں تعاون ہو تو اس پر پسندیدگی کا اظہار، اس کو پھیلانے کی کوشش اس پر تبصرہ ایک بہتر عمل ہوگا، اور یہ نیکی کے کام میں تعاون میں شامل ہوگا، ایسے کاموں میں تعاون کا قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے:

{وَتَعَاوَنُواْ عَلَى الْبرِّ وَالتَّقْوَى وَلاَ تَعَاوَنُواْ عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ} (سورة المائدہ: ٢)۔

(نیکی اور تقوی میں آپس میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرواور گناہ اور سرکشی میں ایک دوسرے کی مدد مت کرنا)۔

جو خبر صحیح اور معتبر ہو اس کو آگے بڑھانا صحیح اور درست ہے اور جو صحیح اور معتبر نہیں ہے اس کو آگے بڑھانا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ گناہ کے کاموں میں مدد سے منع کیا گیا ہے۔

جواب: ٢ - کتابوں پر لکھا ہوتا ہے کہ حق طبع محفوظ ہیں، گویا کہ دوسری اکیڈمی والوں کو کتاب طبع کرنے کا حق نہیں ہے، جب تک صاحب کتاب اجازت نہ دے دے، اسی طرح اگر کسی نے کوئی مراسلہ یا مضمون لکھا ہے، تو مضمون لکھنے والے کی اجازت

کے بغیر اس مراسلہ میں کمی یا بیشی کرنے کا اختیار کسی دوسرے کو نہیں ہے، اگر اس نے مراسلہ میں کمی بیشی کی تو گویا کہ اس نے اس کی امانت میں خیانت کیا۔

خیانت کے تعلق سے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ (بخاری: ٣٣، مسلم: ٢١١)۔

(منافق کی تین نشانیاں ہیں ؛جب بات کرے توجھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تواس کی خلاف ورزی کرے، اور جب امین بنا یا جائے تو خیانت کرے) ۔

جواب: ٣ - حکومت کو اس بات کا حق نہیں کہ وہ دوسرے شخص کی نجی معلومات کو دوسروں تک پہنچائے اور نہ ہی لوگوں میں عام کرے،حکومت کو جو بات معلوم ہوئی ہے اس کو اپنے پاس محفوظ رکھے، اس لیے کہ یہ امانت داری کے خلاف ہے۔

کیونکہ آپ (ﷺ) نے فرمایا:

''جب کوئی کسی سے بات کہے (جس کو مخفی رکھنا وہ پسند کرتا ہے) تو وہ بات اس کے پاس امانت ہے ''۔

إذا حدث الرجل الحديث ثم التفت فهی أمانة (ترمذی ١٧،٢)۔

اور معلومات کو عام کرنے سے یہ امانت محفوظ نہ رہے گی، اس لیے بلا وجہ اور بلا ضرورت کسی کی نجی معلومات کو دوسروں کو فراہم کرنا درست نہیں ہے۔

البتہ اگر کسی اچھے مقصد سے کسی کی نجی معلومات کو عام کیا جائے اور اس میں اس بات کا اندازہ ہو کہ علم ہونے پر تواس کو اس سے ناگواری نہیں ہوگی، اور اس کو کوئی ضرر نہ پہونچے گا تو پھر اس صورت میں اس کی نجی معلومات کو افشاء کرنے کی گنجائش ہے۔

جواب: ۴ - میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انٹرنیٹ کا استعمال ناجائز ہے، بلکہ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان پروگراموں کو لوگوں کے درمیان اسلامی اقدار، اسلامی اخلاق اور اسلامی تعلیمات کو فروغ دینے کے لیے زیادہ سے زیادہ استعمال کریں اور انہیں ہر قسم کے شرور و فتن سے آگاہ کریں، ٹھیک اسی طرح دنیاوی ضرورتوں اور کاموں میں ان سے فائدہ اٹھائیں، مثلاً ٹکٹ بکنگ، بینک اکاؤنٹ، خرید و فروخت اور ان جیسی تمام ضروریات جن میں انٹرنیٹ کا استعمال مفید اور سودمند ہے، نیز تعلیم، درس و تدریس، کتابوں کے پڑھنے اور ان کو ڈاؤنلوڈ کرنے میں بھی اس کا استعمال مفید ہے، ہمیں انٹرنیٹ اور موبائل کے ایسے غلط استعمال سے پرہیز کرنا ہے جس کا انجام دنیوی اور اخروی ہلاکت ہے۔

اس سلسلہ میں حدیث نبوی ہے:

‘‘ جس نے اچھا طریقہ اختیار کیا اور اس کے بعد لوگوں نے اس پر عمل کیا، تو اس شخص کو اس کا ثواب اور اس پر عمل کرنے والے کا ثواب دونوں ملے گا، اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا، اور جس نے برا طریقہ اختیار کیا اور بعد میں لوگوں نے اس پر عمل کیا تو اسے اس کا گناہ اور اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ دونوں ملے گا، نیز ان کے گناہ سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا ’’۔

من سنّ فی الإسلام سنۃ حسنۃ فلہ أجرہا، وأجر من عمل بہا بعدہ، من غیر أن ینقص من أجورہم شئ، ومن سن فی الإسلام سنۃ سیئۃ، کان علیہ وزرہا ووزر من عمل بہا من بعدہ، من غیر أن ینقص من أوزارہم شئ (مسلم: ٣٢٥١)۔

تجارتی اشتہارات جو ایک دوسرے کو میسیج کئے جاتے ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ اس کو گروپ میں سینڈ کریں، یہ سینڈ کرنا اس وقت جائز ہوگا جب کہ اس میں کسی طرح کا کوئی جھوٹ کا شائبہ نہ ہو، اور اگر اس میسیج میں جھوٹ کا امکان بھی ہو تو دوسروں کو بھیجنا جائز نہیں ہوگا۔

جواب: ۵ - تصویر کے بارے مینشریعت کے احکامات تو یہی ہیں کہ بلا ضرورت شرعی تصویر کھینچنا اور کھنچوانا دونوں کبیرہ گناہ بلکہ حرام ہیں، اللہ تعالیٰ کے نزدیک تصویر کشی کرنے والا عذاب کا مستحق ہے۔

إن أشد الناس عذاباً عنداللہ یوم القیامۃ المصورون (بخاری : ٥٩٥٤)۔

‘‘قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والے کو دیا جائے گا ’’۔

اسی طرح دوسرے موقع پر اللہ کے رسولﷺ نے فرمایا:

لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب ولا تصاویر (بخاری: ٥٩٤٩)۔

‘‘اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے، جس گھر میں کتا یا تصویر ہو’’۔

احادیث شریفہ کی بنیاد پر فقہاء امت نے فرمایا کہ:

کسی بھی جاندار کی تصویر کھینچنا کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے، خواہ ہاتھ کے ذریعہ ہو یا قلم سے ہو یا فوٹو سے، پریس پر چھاپ کر ہو یا سانچہ اور مشین وغیرہ میں ڈھال کر (کتاب الفتاویٰ۶؍۱۶۷)۔

عکس بندی اور اس سے استفادہ کی گنجائش ہے خواہ اس میں ضمناً ذی روح کا عکس آگیا ہو، اسی طرح ایسا کارٹون جس کے خدو خال واضح ہوں تصویر میں شمار ہو کر جائز ہونگے، ایسے کارٹون جن میں کسی کا طنز یا اہانت مقصود ہو جائز نہیں ہیں، چاہے خدوخال واضح ہوں اور چاہے واضح نہ ہوں۔

شریعت میں کسی بات کے جائز ہونے کے لیے دو باتیں ضروری ہیں:

(۱) اس کام کا مقصد درست ہو اور خلاف شرع نہ ہو۔

(۲) اس مقصد کے لیے جو ذریعہ اختیار کیا جائے وہ بھی جائز ہو۔

جواب: ۶ - موبائل فون پر ہونے والی گفتگو کو مخاطب کی اجازت کے بغیر ریکارڈ کرنا درست نہیں ہے، یہ امانت داری کے خلاف ہے؛ کیونکہ آپ (ﷺ) نے فرمایا:

''جب کوئی کسی سے بات کہے (جس کو مخفی رکھنا وہ پسند کرتا ہے) تو وہ بات اس کے پاس امانت ہے ''۔

إذا حدث الرجل الحديث ثم التفت فهي أمانة (ترمذی ۱۷،۲)۔

اور گفتگو کو ریکارڈ کرنے سے یہ امانت محفوظ نہ رہے گی؛ بلکہ دوسروں تک اس کا پہونچانا ممکن ہوجائے گا، اس لیے بلا وجہ اور بلا ضرورت کسی کی گفتگو کو ریکارڈ کرنا درست نہیں ہے۔

البتہ اگر کسی اچھے مقصد سے کسی کی بات کو ریکارڈ کیا جائے اور اس میں اس بات کا اندازہ ہو کہ بولنے والے کو اگر اس کا علم بھی ہو تواس کو اس سے ناگواری نہیں ہوگی، اور اس کو کوئی ضرر نہ پہونچے گا تو پھر اس صورت میں اس کو ریکارڈ کرنے کی گنجائش ہے۔ موبائل کمپنیوں کا یہ عمل شرعاً جائز نہیں ہوگا۔

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل

مفتی امتیاز احمد واعظ قاسمی•

محوراول:

جواب نمبر ١-: اسمارٹ فون استعمال کرنا:

جہاں تک اسمارٹ فون رکھنے اور اس سے فائدہ اٹھا نے کی بات ہے، توچونکہ اسے جائز اور اچھےکاموں کے لئے بھی استعمال کیا جا تا ہے، اور آلہ لہو اپنی ذات کے اعتبار سے حرام نہیں ہوتا؛ بلکہ ناجائز چیزوں میں استعمال کی وجہ سے نا جا ئز ہو تا ہے، اگراسےجا ئز اور اچھےکاموں میں استعمال کیا جا ئے تو اس آلہ کا رکھنا اور فائدہ اٹھانا جا ئز ہوتاہے، جیسا کہ شامی میں ہے: أَقُولُ:وَهَذَا يُفِيدُ أَنَّ آلَةَ اللَّهْوِ لَيْسَتْ مُحَرَّمَةً لِعَيْنِهَا، بَلْ لِقَصْدِ اللَّهْوِ مِنْهَا إمَّا مِنْ سَامِعِهَا أَوْ مِنْ الْمُشْتَغِلِ بِهَا وَبِهِ تُشْعِرُ الْإِضَافَةُ أَلَا تَرَى أَنَّ ضَرْبَ تِلْكَ الْآلَةِ بِعَيْنِهَا حَلَّ تَارَةً وَحَرُمَ أُخْرَى بِاخْتِلَافِ النِّيَّةِ بِسمَاعِهَا وَالْأُمُورُ بِمَقَاصِدِهَا (شامی ٥٠٥،٩ بیروت)۔

اس لئے اسمارٹ فون اگرجا ئز اور مستحسن کاموں کے لئے رکھا اور استعمال کیاجائےتو ‘‘الأمور بمقاصدها’’ (الاشباہ والنظائر،٢٣ بیروت) کے تحت اس کا رکھنا اور استعمال کر نا جا ئزہوگا۔

جواب نمبر ٢-: ایک ہی موبائل میں فحش مناظر اور تلاوت:

ملٹی اپلیکیشن کے ایک ہی موبائل میں فحش مناظر دیکھنے اور قرآن مجید یا دینی کتابوں کے پڑھنے کےسلسلے میں عرض یہ ہے کہ اسکرین پر جب ایک چیز ظاہر ہو تی ہے تودوسری چیز وہاں چھپ جاتی ہے اور جب پوشیدہ اورپردہ میں ہو کر اچھی اور بری چیز جمع ہوتوجا ئز ہے ،جیسے کپڑے یا جنتر میں وہ بند تعویذ جس میں قرآن کریم کی آیت یا اسمائے الٰہی لکھے ہوئے ہوں توایسے تعویذ کوبیت الخلاء میں پہن کر جا نا اورجنبی اور حائضہ کا پہننا بھی جائز ہے۔ چنانچہ شا می میں ہے : وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَشُدَّ الْجُنُبُ وَالْحَائِضُ التَّعَاوِيذَ عَلَى الْعَضُدِ إذَا كَانَتْ مَلْفُوفَةً (شامی ٥٢٣،٩)۔

قال فی نور الایضاح :ویکرہ الدخول للخلاء ومعہ شیئ مکتوب فیہ اسم اللہ أو قرآن الخ قال الطحاوی علی حاشیتہ:ثم محل الکراہۃ إن لم یکن مستوراً فإن کا ن فی جیبہ فإنہ حینئذ لا بأس بہ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح،٥٤) نیزجس گھر میں قرآن مجید پردے میں رکھا ہوا ہو، اسی گھر میں بیوی کے ساتھ بے پردہ ہونا اورہمبستری کرنا جائز ہے، جیسا کہ

• استاذ جامعہ ربانی منورا شریف، سمستی پور، بہار۔

ہندیہ میں ہے: يَجُوزُ قُرْبَانُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتٍ فِيهِ مُصْحَفٌ مَسْتُور (الفتاوی الہندیہ۵،۳۹۸، بیروت)، لہٰذاجس اسکرین پر فحش مناظر دیکھا جا سکتا ہو اسی اسکرین پر قرآن کریم یا دوسری دینی کتابوں کا پڑھنا جائز ہو گا، اور مزید یہ کہ جب قرآن مجید کے حروف تختی یا کاغذ وغیرہ کسی چیز پر لکھے ہوئے ہوں، پھر ان حروف کو مٹادیاجا ئے تو ان چیزوں کا دوسرے کا موں میں استعمال کرنا جا ئز ہے؛ جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے : وَلَوْ مَحَا لَوْحًا كُتِبَ فِيهِ الْقُرْآنُ وَاسْتَعْمَلَهُ فِي أَمْرِ الدُّنْيَا يَجُوزُ (حوالہ بالا)۔

جواب نمبر ۳-: تلاوت کے وقت موبائل سیٹ کا حکم:

جب موبائل میں قرآن کی تلاوت کی جا ئے تو اس پورے سیٹ کو بلا وضو ہاتھ میں لینے کے سلسلے میں عرض یہ ہے کہ پہلے ہم اس سیٹ میں غور کریں کہ اس پر قرآن کی تعریف صادق آتی ہے یا نہیں، چنانچہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃاللہ علیہ ‘‘الفقہ الاکبر ’’ میں قرآن کی تعریف ذکر کرتے ہو ئے تحریر فرما تے ہیں: ‘‘القرآن کلام اللہ تعالیٰ فی المصاحف مکتوب وفی القلوب محفوظ وعلیٰ الالسن مقروء وعلی النبی علیہ السلام منزل’’ (الفقہ الاکبر،۲۹، ادارہ نشر واشاعت مدرسہ نصرت العلوم، فاروق گنج، گوجر نوالہ)، اور فخر الاسلام علامہ بزدوی رحمۃ اللہ علیہ ‘‘اصول البزدوی ’’ میں قرآن کی تعریف ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ‘‘القرآن المنزل علیٰ رسول اللہ المکتوب فی المصاحف المنقول عن النبی علیہ السلام نقلاً متواتراً بلا شبہۃ’’ (اصول البزدوی ،ص: ۵، میر محمد کتب خانہ مرکز علم وادب آرام باغ کراچی)، دونوں تعریف کے اعتبار سے ‘‘"مکتوب فی المصاحف ’’کی قید موبائل سیٹ میں صادق نہیں آتی، اورعرف عام میں بھی اس موبا ئل کو جس میں اسکرین پر قرآن ظاہرہو اس کو موبا ئل ہی کہا جا تا ہے قرآن نہیں کہا جاتا، اور عرف کے ذریعہ کسی قسم کی تعیین ایسا ہے جیسے نص کے ذریعہ اس کا تعین کیا گیا ہو، جیسا کہ ‘‘القواعد الفقہیہ ’’ میں صراحت ہے:"‘‘التعیین بالعرف کالتعیین بالنص’’ اور ‘‘الثابت بالعرف کالثابت بالنص’’ (قواعد الفقہ ، قاعدہ نمبر: ۸۸، ۱۰۱، دار الکتاب دیوبند)، اور جب عرف میں ایسے موبائل کوقرآن نہیں کہاجاتاہے تواس موبائل کوچھونے اورہاتھ لگانے میں بھی قرآن والا حکم اس پر جاری نہیں ہو گا۔ جیساکہ قرآن مجید کے علاوہ ان چیزوں کوجس میں قرآن کریم آیتیں لکھی ہوئی ہوں اور ظاہر ہوں اور اس کوقرآن نہ کہا جا تا ہو جیسے تختی،درہم اور دیوار وغیرہ ،ان چیزوں کو لکھے ہوئے جگہ کے علاوہ میں بلا وضو ہاتھ لگانااور چھونا جائز اور درست ہے؛ جیسا کہ شامی میں ہے:(قَوْلُهُ وَمَسُّهُ) أَيْ الْقُرْآنِ وَلَوْ فِي لَوْحٍ أَوْ دِرْهَمٍ أَوْ حَائِطٍ، لَكِنْ لَا يُمْنَعُ إلَّا مِنْ مَسِّ الْمَكْتُوبِ، بِخِلَافِ الْمُصْحَفِ فَلَا يَجُوزُ مَسُّ الْجِلْدِ وَمَوْضِعِ الْبَيَاضِ مِنْهُ، لہٰذا ان سب باتوں کے پیش نظر موبائل کےاسکرین پر قرآن ظاہر ہو نے کی صورت میں اس موبائل کو اسکرین کے علاوہ ہاتھ لگانا اور چھونا جائز ہوگا۔

جواب نمبر۴-: میسج پسند نہ کر نے والےکودینی میسج بھیجنا:

موبائل میسج کے ذریعہ تحریر یا آواز کی شکل میں دینی یا مفید معلوماتی پیغامات ایسے شخص کے موبائل پر بھیجنا جس کو اس سے ناگواری نہیں ہو تو حدیث شریف ''کل معروف صدقۃ '' کے تحت جا ئز اور درست ہوگا،اور ایسے شخص کے موبائل پر بھیجنا جو اپنے موبا ئل پر میسج آنے کو ناپسند کرتا ہو، تو اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ دینی یا معلوماتی پیغامات دوسرے کے موبائل پر بھیجنا ایک جائز اور مستحسن کام ہے اور کسی کو تکلیف دینا یہ حرام ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے: ''المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ''، نیز بلند آواز سے ذکرو اذکار اور قرآن کی تلاوت ثواب کی چیز ہے لیکن اگر اس سے کسی نماز پڑھنے والے یا سو نے والے کو تکلیف ہوتی ہو تو پھر درست نہیں، جیسا کہ شامی میں ہے: أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ سَلَفًا وَخَلَفًا عَلَى اسْتِحْبَابِ ذِكْرِ الْجَمَاعَةِ فِي الْمَسَاجِدِ وَغَيْرِهَا إلَّا أَنْ يُشَوِّشَ جَهْرُهُمْ عَلَى نَائِمٍ أَوْ مُصَلٍّ أَوْ قَارِئٍ إلَخْ (شامی ۲۳۴،۲ بیروت)، لہٰذا دینی یا معلوماتی پیغامات ایسے شخص کے موبائل پر بھیجنا جس سے اس کو تکلیف ہوتی ہو تو یہ درست نہیں ہے۔

جواب نمبر ۵-: دینی میسج غیر محرم کو بھیجنا:

صورت مسئولہ میں موبائل میسج کے ذریعہ غیر محرم عورت یا مرد کے موبائل پر دینی یا معلوماتی پیغامات بھیجنا جبکہ اس میں کوئی غیر اخلاقی بات شامل نہ ہو تو اس سلسلے عرض یہ ہے کہ شریعت میں جو چیزیں مطلوب ہیں اور ثواب کی ہیں اگر اس سے بھی فتنہ کا اندیشہ ہو جیسے سلام کرنا،سلام کا جواب دینا اور چھینکنےپر یرحمک اللہ کے ذریعہ جواب دینا وغیرہ، شریعت اس سے بھی روکتی اور منع کرتی ہے جیسا کہ شامی ہے: وَإِذَا سَلَّمَتْ الْمَرْأَةُ الْأَجْنَبِيَّةُ عَلَى رَجُلٍ إنْ كَانَتْ عَجُوزًا رَدَّ الرَّجُلُ - عَلَيْهَا السَّلَامُ - بِلِسَانِهِ بِصَوْتٍ تَسْمَعُ، وَإِنْ كَانَتْ شَابَّةً رَدَّ عَلَيْهَا فِي نَفْسِهِ، وَكَذَا الرَّجُلُ إذَا سَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ أَجْنَبِيَّةٍ فَالْجَوَابُ فِيهِ عَلَى الْعَكْسِ اهـ. وَفِي الذَّخِيرَةِ: وَإِذَا عَطَسَ فَشَمَّتَتْهُ الْمَرْأَةُ فَإِنْ عَجُوزًا رَدَّ عَلَيْهَا وَإِلَّا رَدَّ فِي نَفْسِهِ اهـ وَكَذَا لَوْ عَطَسَتْ هِيَ (شامی ۵۳۰،۹ بیروت)، لہٰذا بلا ضرورت غیر محرم کے موبائل پر دینی یا معلوماتی پیغامات بھیجنا فتنہ کے اندیشہ کی وجہ سے درست نہیں ہو گا؛ لیکن شریعت میں ضرورت کے وقت غیر محرم سے بقدر ضرورت بات کرنے کی اجازت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ (الاحزاب: ۵۳)، اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو ہدایت دی کہ جب ازواج مطہرات سے کچھ سوال کریں تو پردہ کے پیچھے سے سوال کریں اور اسی حکم میں عام عورتیں بھی داخل ہیں، نیز علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں: وَيَجُوزُ الْكَلَامُ الْمُبَاحُ مَعَ امْرَأَةٍ أَجْنَبِيَّةٍ اهـ وَفِي الْمُجْتَبَى رَامِزًا، وَفِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِأَنْ يَتَكَلَّمَ مَعَ النِّسَاءِ بِمَا لَا يُحْتَاجُ إلَيْهِ (حوالہ بالا)، مزید دوسری جگہ بھی تحریر فرماتے ہیں: فَإِذَا نُجِيزُ الْكَلَامَ مَعَ النِّسَاءِ لِلْأَجَانِبِ وَمُحَاوَرَتِهِنَّ عِنْدَ

الْحَاجَةِ إِلَى ذَلِكَ (شامی ۷۹،۲)، لہٰذا ضرورت کے وقت بقدر ضرورت غیر محرم کے موبائل پر دینی اور معلوماتی پیغامات بھیجنا جا ئز اور درست ہوگا۔

جواب نمبر ۶-: تصویر والے پیغامات بھیجنا:

وہ پیغامات جو تصویر کی شکل میں ہوتے ہیں ان کو دوسرے کے پاس بھیجنے کے سلسلے میں عرض یہ ہے کہ جب شریعت کسی چیز کو نا جا ئز قرار دیتی ہے تو اس کے تمام لوازمات کوبھی ناجائز قرار دیتی ہے جیسے زنا کو حرام قرار دیتی ہے تو اس کے جو لوازمات ہیں جیسےغیر محرم کو دیکھنا،چھونااور بات کرنا یعنی جو چیز بھی اسباب زنا تک پہنچانے والی ہو سب ناجائز اور حرام ہے، اسی طرح شریعت سود اور شراب نوشی کو حرام قرار دیتی ہے تو جو اس کے اسباب اور لوازمات ہیں ان سب کو بھی مورد لعنت ٹھہرا کرحرام قرار دیا ہے، چنانچہ سود کے متعلق حدیث پاک میں ہے: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أكل الربواوموكلہ و شاہدہ وکاتبہ (ترمذی۲۲۹،۱)، اور شراب کے متعلق حدیث پاک ہے: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الخمر عشرة عاصرها ومعتصرها وشاربها وحاملها والمحمولة إليہ وساقيها وبائعها وأكل ثمنها والمشترى لها والمشتراةلہ (ترمذی۲۴۲،۱)، اور تصویر کشی کرنے والے کے متعلق رسول اللہ ﷺنے سخت سزا کی وعیدسناتے ہوئے ارشاد فرمایا: '' إن أشد الناس عذاباً يوم القيامة المصورون''، اور بے حیائی کی چیزوں کو پھیلانے والے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے درد ناک عذاب کی دھمکی دیتے ہو ئے ارشاد فرمایا: إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (سورہ النور: ۱۹) (یاد رکھو کہ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بےحیائی پھیلے، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے)۔ لہٰذا جس طر ح تصویرکشی حرام اور ممنوع ہے اسی طرح دوسرے کے موبائل پر تصویروں کو بھیجنا اور پھیلانابھی اس کے لوازمات میں داخل ہوکر ناجائزہوگا۔

جواب نمبر۷-: مساجد ومدارس میںCCTVکیمرہ لگانا:

بے جا الزامات اور شبہات سے بچانے نیز چوری اور دوسرےمجرمانہ واقعات کو روکنے میں مدد حاصل کر نے کے لئے CCTV کیمرہ کو مساجد اور مدارس وغیرہ میں نصب کرنے کے سلسلے میں عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : خذوا حذركم (سورہ نساء: ۷۱) یعنی اپنے بچاؤ کا سامان کرو؛ نیز دشمن کے حالات معلوم کرنے کے لئے جاسوسی کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے: ويباح فی الحرب بين المسلمين وغيرہم بعث الجواسيس لتعرف أخبار جيش الكفار من عدد وعتاد وأين يقيمون وما إلى ذلک (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۶۲،۱۰)۔

اور شریعت کے مقاصد پنجگانہ: حفظ دین، حفظ نفس، حفظ نسل، حفظ مال، اور حفظ

عقل، ان کی حفاظت شریعت میں مطلوب ہے اور آپ ﷺ نے ان چیزوں میں ضرورت کی بنا پر ایسی چیزوں کی اجازت دی ہے جو فی نفسہ ناجائز ہے، جیسے پیشاب پینا حرام ہے، مردوں کے لئے سونا اور ریشم حرام ہے، لیکن آپﷺ نے اہل عرینہ کو اونٹ کے پیشاب پینے کی اجازت دی، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کو خارش کی وجہ سے ریشمی کپڑاپہننے کی اجازت دی، حضرت عرفجہ بن اسعد کو سونے کی نا ک لگا نے کی اجازت دی، نیز اسلام دشمن طاقتیں مدارس ومساجد کو بدنام کرنے کی ناپاک کوششیں بارہا کرتی رہتی ہیں اور ممکن ہے کہ دشمن غلط چیزوں کو مدارس ومساجد میں لاکر رکھ دیں پھر بدنام کریں؛ لہٰذا الضرورات تبیح المحظورات (الاشباہ والنظائر،۷۳، بیروت) کے تحت دینی، ملی،مالی اورنسلی حفاظت جو ایک ضرورت ہے اس کے پیش نظر دشمنوں کی نقل وحرکت پر نظر رکھنے اور بے جا الزامات سے بچنے کے لئےCCTV کیمرہ کو مساجد ومدارس وغیرہ میں نصب کرنے کی اجازت ہونی چاہئے۔

جواب نمبر ۸-: اسکیننگ مشین سےگزرنے کا حکم:

تحفظ کے لئے اسکیننگ مشین استعمال کر نے اور سفر کی غرض سے ایسے مشینوں سے گزرنے کے سلسلے میں عرض یہ ہے کہ بلا ضرورت شدیدہ دوسرے کا ستر دیکھنا اور دوسرے کو دکھانا چاہے کپڑے کے اوپر ہی سے کیوں نہ ہو، ناجائز اور حرام ہے جیسا کہ شامی میں ہے: لَا يَحِلُّ النَّظَرُ إلَى عَوْرَةِ غَيْرِهِ فَوْقَ ثَوْبٍ مُلْتَزِقٍ بِهَا يَصِفُ حَجْمَهَا فَيُحْمَلُ مَا مَرَّ عَلَى مَا إذَا لَمْ يَصِفْ حَجْمَهَا فَلْيُتَأَمَّلْ (شامی ۵۲۶،۹)، مزید الموسوعۃ الفقہیہ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں: اتَّفَقُوا عَلَى أَنَّهُ يَحْرُمُ عَلَى الرَّجُل أَنْ يَنْظُرَ مِنَ الرَّجُل إِلَى عَوْرَتِهِ بِغَيْرِ عُذْرٍ شَرْعِيٍّ، وَلَوْ بِغَيْرِ شَهْوَةٍ، وَيَحِل لَهُ النَّظَرُ إِلَى مَا سِوَاهَا، لِمَا رَوَاهُ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَال:لاَ يَنْظُرُ الرَّجُل إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُل وَلاَ الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ، وَلاَ يُفْضِي الرَّجُل إِلَى الرَّجُل فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلاَ تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ (الموسوعۃ الفقہیہ ۳۵۴،۴۰)، نیز قانونی مجبوری اور ضرورت کی بنا پر بعض ناجائز چیزوں کو بھی کر نے کی گنجا ئش ہو تی ہے؛ جیسے ضرورت کی بنا پر طبیب کا ستر دیکھنا اور قانونی طور پر پوسٹ مارٹم کرنا وغیرہ؛ لہٰذا اگر ایسی صورت ہو کہ سفر کے بغیر چارہ نہ ہو اور قانونی طور پر ہر حال میں اسکیننگ مشین پر ہو تے ہوئے گزرنا ضروری ہو تو برا سمجھتے ہو ئے اس کی گنجا ئش ہوگی۔ وَقَالَ فِي الْجَوْهَرَةِ: إذَا كَانَ الْمَرَضُ فِي سَائِرِ بَدَنِهَا غَيْرَ الْفَرْجِ يَجُوزُ النَّظَرُ إلَيْهِ عِنْدَ الدَّوَاءِ، لِأَنَّهُ مَوْضِعُ ضَرُورَةٍ، وَإِنْ كَانَ فِي مَوْضِعِ الْفَرْجِ، فَيَنْبَغِي أَنْ يُعَلِّمَ امْرَأَةً تُدَاوِيهَا فَإِنْ لَمْ تُوجَدْ وَخَافُوا عَلَيْهَا أَنْ تَهْلِكَ أَوْ يُصِيبَهَا وَجَعٌ لَا تَحْتَمِلُهُ يَسْتُرُوا مِنْهَا كُلَّ شَيْءٍ إلَّا مَوْضِعَ الْعِلَّةِ ثُمَّ يُدَاوِيهَا الرَّجُلُ وَيَغُضُّ بَصَرَهُ مَا اسْتَطَاعَ إلَّا عَنْ مَوْضِعِ الْجُرْحِ اهـ (شامی ۵۳۳،۹)۔

محور دوم:

جواب نمبر ١-: انٹر نیٹ پرمحفوظ کی ہوئی معلومات چوری کرنا:

صورت مسئولہ میں انٹرنیٹ پر محفوظ کی ہوئی معلوماتی چیزوں کو قفل توڑکر چوری کر نے کے سلسلے میں عرض یہ ہے کہ جس نے محنت کرکے اپنا وقت لگاکرکو ئی چیز حاصل کی تو وہ چیز اس کی ہے جیسا کہ ابو داود شریف میں حضرت اسمر بن مضرس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: أتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فبایعتہ فقال:من سبق إلیٰ ماء لم یسبقہ إلیہ مسلم فھو لہ (سنن ابی داؤد٢،٨١)، (یعنی جس شخص نے کسی چیز کی طرف سبقت کی جس کی طرف کسی مسلمان نے سبقت نہیں کی تو وہ چیز اسی کی ہے)، جب وقت اور محنت صرف کرنے والے کی وہ معلوماتی چیز ملکیت ہے تو دوسرے کے لئے قفل توڑکر چوری کرنا جائز نہیں، جیساکہ قواعد الفقہ میں ہے : لا یجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیر بغیر إذنہ (قواعد الفقہ،١١٠)، اور شامی کی عبارت ہے: لَا یَجُوزُ التَّصَرُّفُ فِي مَالِ غَیْرِہِ بِلَا إذْنِہِ (الدر المختار مع الشامی٢،٢٩١)۔ اور ایسی معلوما ت کا چوری کرنا بھی جا ئز نہیں جس سے اس شخص کی عزت وآبرو کو ٹھیس لگ سکتی ہو ، یا معاشی اعتبار سے نقصان پہنچ سکتا ہو،جیسا کہ حدیث شریف میں ہے : کل المسلم علی المسلم حرام عرضہ ومالہ ودمہ (ترمذی٢،١٤)، نیز علمی اور مطالعاتی یاد داشتیں وغیرہ بھی چوری کرنا جا ئز نہیں جس سے چوری کر نے والے کو تو فائدہ ہو لیکن اصل شخص کو کوئی نقصان نہ ہو؛ کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ دوسرے کی معمولی چیز ایک لکڑی بھی جس سے مالک کو کوئی خاص نقصان نہ ہو مالک کی رضا مندی کے بغیر لینا حلا نہیں، لا یحل لامرئ أن یأخذ عصاً أخیہ بغیر طیب نفس منہ (ابن حبان١٣،٣١٦)۔

جواب نمبر ٢-: معلومات چوری کرکے دوسرے کو بھیجنا:

انٹرنیٹ پر محفوظ کی گئی معلومات کو چوری کرکے دوسرے کے پاس بھیجنے کےسلسلے میں عرض یہ ہے کہ جس طرح چوری کرنا ناجائز اسی طرح اس میں تصرف کرنا بھی ناجائز ہے جیساکہ قواعد الفقہ میں ہے : لا یجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیر بغیر إذنہ (قواعد الفقہ،١١٠)، اور شامی کی عبارت ہے: لَا یَجُوزُ التَّصَرُّفُ فِي مَالِ غَیْرِہِ بِلَا إذْنِہِ (الدر المختار مع الشامی٩،٢٩١)، لہٰذا چوری کی گئی معلومات کو دوسرے کے پاس بھیجنا بھی نا جائز ہو گا ۔

جواب ٣ -: شوہر وبیوی کو آپس میں انٹرنیٹ کے ذریعہ جاسوسی کرنا:

شوہر وبیوی کے درمیان قریب ترین تعلق اور باہمی مفادات مربوط ہونے کی وجہ سے انٹر نیٹ کے ذریعہ ایک دوسرے کی معلومات کو اطلاع کے بغیر جاسوسی کرنے کے سلسلے میں عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَا تَجَسَّسُوا (اور بھید نہ ٹٹولو)، اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا : إیاکم

والظن فإن الظن أكذب الحديث، یعنی گمان سے بچو؛ کیونکہ گمان جھوٹی بات ہے۔ یہاں ظن سے مراد باتفاق کسی مسلمان کے ساتھ بلا کسی قوی دلیل کے بدگمانی کرنا ہے، قرآن کریم کا ارشاد ہے : لولا إذ سمعتموه ظن المؤمنون والمؤمنات بأنفسهم خيرا، اس میں حسن ظن بالمومنین کی تاکید آئی ہےاور کسی مسلمان کا جو عیب ظاہر نہ ہو اس کی جستجو اور تلاش کرنا جائز نہیں۔ ایک حدیث میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ارشاد ہے:لاتغتابوا المسلمين ولا تتبعوا عوراتهم فإن من اتبع عوراتهم يتبع الله عورته و من يتبع الله عورته يفضحه فی بيته (مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کے عیوب کی جستجو نہ کرو؛ کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے عیوب کی تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیب کی تلاش کرتا ہے اور جس کے عیب کی تلاش اللہ تعالیٰ کرے اس کو اس کے گھر کے اندر بھی رسوا کردیتا ہے)۔

نیزتجسس کی تین قسمیں ہیں: وجوب، اباحت اور حرام۔ پہلی قسم واجب ہے، جو چوروں اور ڈاکوؤں کے رہنے کے جگہ کی جاسوسی کرنا ہے؛ تاکہ ثبوت کے بعد انھیں قتل یا جلا وطن کر دیا جا ئے ،دوسری قسم اباحت ہے، جو مسلمانوں اور غیرمسلموں کے درمیان جنگ کے وقت کفار کے لشکر کی حالت معلوم کر نے کے لئے جاسوس کو بھیجنا ہے ، اور تیسری قسم حرام ہے جو مسلمانوں کے خلاف تفتیش وجستجو کرنا ہے، اوریہ بات ظاہر ہے کہ شوہر وبیوی میں سے ایک دوسرے کا تجسس پہلی دونوں قسم وجوب اور اباحت میں داخل نہیں ہے لہٰذا یقیناً تیسری قسم حرام میں داخل ہو کر ایک دوسرے کا انٹر نیٹ کے ذریعہ تجسس کرنا ناجائز اور حرام ہوگا (دیکھئے: الموسوعۃ الفقہیہ۱۰،۱۶۲)۔

جواب نمبر ۴-: حکومت کا جرائم پر نظر رکھنے کے لئےشخصی معلومات حاصل کرنا:

حکومت اور محکمہ پولس کا جرائم پیشہ اور دہشت گرد عناصر پر نظر رکھنے اور امن عامہ قائم کر نےکے لئے دوسروں کی خفیہ اورشخصی معلومات حاصل کرے تو اس سلسلے عرض یہ ہے کہ چوروں ،ڈاکوؤں اور ایسے لوگوں کی جو امن وامان ختم کرکے فساد پھیلانے کی کوشش کر تے ہوں تو شریعت قیام امن کے لئےجاسوسی اور شخصی معلومات حاصل کرنے کی اجازت دیتی ہے جیسا کہ الموسوعۃ الفقہیہ کی عبارت سے واضح ہے : وَقَدْ يَكُونُ التَّجَسُّسُ وَاجِبًا، فَقَدْ نُقِل عَنِ ابْنِ الْمَاجِشُونِ أَنَّهُ قَال:اللُّصُوصُ وَقُطَّاعُ الطَّرِيقِ أَرَى أَنْ يُطْلَبُوا فِي مَظَانِّهِمْ وَيُعَانَ عَلَيْهِمْ حَتَّى يُقْتَلُوا أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الأَْرْضِ بِالْهَرَبِ. وَطَلَبُهُمْ لاَ يَكُونُ إِلاَّ بِالتَّجَسُّسِ عَلَيْهِمْ وَتَتَبُّعِ أَخْبَارِهِمْ (حوالہ سابق)۔

جواب نمبر ۵-: نقصان پہنچانے والے کی اطلاع دینا:

کوئی شخص دوسرے کی خفیہ معلومات حاصل کرکے اس کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس دوسرے شخص کو نقصان سے بچانے کے لئے مدد کے طور پر صورت حال سے واقف کرانے کے سلسلے میں عرض یہ ہے کسی کو نقصان سے بچانے کے لئے اس کی مدد کرنا ضروری ہے جیسا کہ فقہ کی عبارت سے واضح ہے : يَجِبُ إِعَانَةُ

الْمُسْلِمِينَ بِدَفْعِ الضَّرَرِ الْعَامِّ أَوِ الْخَاصِّ عَنْهُمْ، لِقَوْل اللَّهِ تَعَالَى:وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلاَ تَعَاوَنُوا عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ. وَلِقَوْل رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لاَ يَظْلِمُهُ وَلاَ يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ (الموسوعۃ الفقہیہ ۵،۱۹۶)، لہٰذا نقصان سے بچانے کے لئے اس دوسرے آدمی کو صورت حال سے واقف کرانا درست ہوگا۔

جواب نمبر ۶-: بغیراجازت معلوماتی ڈاٹا جمع کر کے کمپنیوں کومہیا کرنا:

متعلق شخص کی اجازت کے بغیر معلوماتی ڈاٹا جمع کر کے کمپنیوں مہیا کرنے اور ان سے ان کی اجرت حاصل کرنے کے سلسلے میں عرض یہ ہے کہ کسی کی ملکیت کی چیز میں سے اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں ہے جیساکہ قواعد الفقہ میں ہے : لا یجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیر بغیر إذنہ (قواعد الفقہ،۱۱۰)، اور شامی کی عبارت ہے: لَا يَجُوزُ التَّصَرُّفُ فِي مَالِ غَيْرِهِ بِلَا إذْنِهِ (الدر المختار مع الشامی ۹،۲۹۱)، نیز اللہ تعالیٰ نے گناہ اور ظلم میں مدد کرنے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے: وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ: ۲)، اور آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نہ کرو گناہ پر اور ظلم پر نیزصحیح بخاری ومسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)نے فرمایا : انصر أخاک ظالماً أومظلوماً (یعنی اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم)۔ صحابہ کرام نے حیرت سے پوچھا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مظلوم بھائی کی امداد تو ہم سمجھ گئے مگر ظالم کی امداد کا کیا مطلب ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ اس کو ظلم سے روکو، یہی اس کی امداد ہے، لہٰذا متعلق شخص کی اجازت کے بغیر معلوماتی ڈاٹا جمع کرکے کمپنیوں کو مہیا کرنا جائز نہیں ہوگا، اور جب مہیا کرنا جائز نہیں تو اس کے ذریعہ حاصل ہو نے والی اجرت بھی جائز نہیں ہوگی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (البقرہ: ۱۸۸)، اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں ناحق۔

جواب نمبر ۷-: جرائم پر شہادت کے لئے خفیہ کیمروں کا استعمال کرنا:

مجرموں کےجرائم پر شہادت فراہم کر نے کے لئے خفیہ کیمروں کے استعمال کے سلسلے میں عرض یہ ہے کہ مجرم کے جرائم پر گرفت کےلئے اس کی جاسوسی کرنا ایک ضرورت ہے جیسا کہ الموسوعۃ الفقہیہ کی عبارت سے واضح ہے: وَقَدْ يَكُونُ التَّجَسُّسُ وَاجِبًا، فَقَدْ نُقِل عَنِ ابْنِ الْمَاجِشُونِ أَنَّهُ قَال:اللُّصُوصُ وَقُطَّاعُ الطَّرِيقِ أَرَى أَنْ يُطْلَبُوا فِي مَظَانِّهِمْ وَيُعَانَ عَلَيْهِمْ حَتَّى يُقْتَلُوا أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الأَْرْضِ بِالْهَرَبِ. وَطَلَبُهُمْ لاَ يَكُونُ إِلاَّ بِالتَّجَسُّسِ عَلَيْهِمْ وَتَتَبُّعِ أَخْبَارِهِمْ (الموسوعۃ لفقہیہ ۱۰،۱۶۲)، اور اس پر شہادت فراہم کرنابھی ایک ضرورت ہے لہٰذا شہادت فراہم کرنے کے طور پر ‘‘الضرورات تبیح المحظورات’’ (الاشباہ والنظائر،۷۳) کے تحت مجرموں کے لئے خفیہ کیمروں کا استعمال شرعاً جائز ہوگا۔

جواب نمبر ٨ -: سافٹ ویئر کو چوری کرکے استفادہ کرنا یا بیچنا:

جب فنی ماہرین مخصوص مقاصد کے لئے سافٹ ویئر تیار کرتے ہیں جس کی تیاری میں وہ اپنا مال، اپنی صلاحتیں اور محنتیں صرف کرتے ہیں جس کی بنا پر انھیں قانونی ملکیت بھی حاصل ہوتی ہے تو دوسرے کے لئے اس سافٹ ویئر کا قفل توڑنا اور چوری کرکے استعمال کرنا یا بیچنا جائز نہیں، جیساکہ قواعد الفقہ میں ہے : لا یجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیر بغیر إذنہ (قواعد الفقہ،١١٠)، اور شامی کی عبارت ہے: لَا يَجُوزُ التَّصَرُّفُ فِي مَالِ غَيْرِهِ بِلَا إذْنِهِ (الدر المختار مع الشامی ١٩١،٩)، نیز قفل توڑ کر چوری کرنے اور اس سے خریدکر بیچنے والے،دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہونگے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے :من اشتریٰ سرقۃ وہو یعلم أنہا سرقہ فقد شرک فی عارہا وإثمہا (شعب الایمان٦،٣٨٩)۔

جواب نمبر ٩-: کمپیوٹر ہیک کرنایاوائرس ڈالنا:

دوسرے کے کمپیوٹر کو ہیک کرنےیا اس میں وائرس چھوڑنے کے سلسلے میں عرض یہ ہے کہ دوسرے کے ما ل کو نقصان پہنچانا یا اس میں تصرف کرنا جا ئز نہیں ہے جیساکہ قواعد الفقہ میں ہے : لا یجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیر بغیر إذنہ۔ اور شامی کی عبارت ہے: لَا يَجُوزُ التَّصَرُّفُ فِي مَالِ غَيْرِهِ بِلَا إذْنِهِ (الدر المختار مع الشامی ٢٩١،٩)، نیزکسی کےمال کو ضائع کرنا اور نقصان پہونچانا ناجائز اور حرام ہے ،جیسا کہ حدیث شریف میں ہے : کل المسلم علی المسلم حرام عرضہ ومالہ و دمہ (ترمذی١٤،٢)، لہٰذا دوسرے کے موبا ئل کو ہیک کرنا یا اس میں وائرس چھوڑنا ناجائز اور حرام ہوگا۔

محورسوم:

جواب نمبر ١ -: سوشل میڈیا اور الکٹرانک ذرائع ابلاغ کی خبریں دوسروں کوبھیجنا:

سوشل میڈیا اور الکٹرانک ذرائع ابلاغ سے شائع ہو نے والی خبریں جن میں بعض صحیح، بعض قابل تحقیق اوربعض خلاف واقعہ ہوتی ہیں ان خبروں کو دوسرے کے پاس بھیجنے کے سلسلے میں عرض یہ ہے کہ خبر کوئی بھی ہو اسے بلا تحقیق دوسرے کے پاس بھیجنے سے بسااوقات وہ افواہ ہوتی ہے جس سے معاشرہ میں بڑانقصان ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ (سورہ النساء: ٨٣) (اور جب ان کو کوئی بھی خبر پہنچتی ہے، چاہے وہ امن کی ہو یا خوف پیدا کرنے والی، تو یہ لوگ اسے (تحقیق کے بغیر) پھیلانا شروع کردیتے ہیں)۔ بعض لوگ مدینہ منورہ میں بلاتحقیق افواہیں پھیلادیا کرتے تھے جس سے معاشرہ میں بڑا نقصان ہوتا تھا، یہ آیت ایسی بےتحقیق افواہوں پر یقین کرلینے اور اسے دوسروں تک پہنچانے کی ممانعت کررہی ہے (آسان ترجمہ قرآن)۔ جس طرح اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کے خبر کو جو صحیح اور غلط ہر

طرح کی خبروں کوبیان کرتے ہیں تحقیق کرنے کا حکم دیا ہے؛ تاکہ نقصان سے بچاجاسکے، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ (سورہ الحجرات: ۶)۔ اسی طرح سوشل میڈیا اور الکٹرانک ذرائع ابلاغ کی جانب سے بھی بسا اوقات قابل تحقیق اور غلط خبریں شائع کی جا تی ہیں، لہٰذا نقصان سے بچنے کے لئے ان کو بھی دوسروں کے پاس بھیجنے سے پہلے اس کی تحقیق ضروری ہے ۔ نیز آدمی کے جھوٹا ہو نے کے لئے یہ کا فی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی باتوں کو دوسرے کو بتائے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کفیٰ بالمرء کذبا أن یحدّث بکل ما سمع۔

جواب نمبر۲-: دوسرے کے مراسلہ میں کمی بیشی کرنا:

دوسرے کے مراسلہ کو اس کی اجازت کے بغیر کمی بیشی کرکے پیش کرنے میں ایک تو یہ کہ دوسرےکی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کر نا ہے جو نا جائز اور حرام ہےجیساکہ القواعد الفقہ میں ہے : لا یجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیر بغیر إذنہ (قواعد الفقہ،۱۱۰)، دوسرے یہ کہ اگر کچھ اضافہ کر کے پیش کرے تو دوسرے کی طرف ایسی چیز کی نسبت کر نا ہے جو اس نے نہ کہی ہو تو یہ صراحتاً جھوٹ ہے جو حرام اور نا جائز ہے ۔

جواب نمبر ۳-: دوسرے کی نجی معلومات کو عام کرنا:

حکومت کا کسی شخص کی نجی معلومات کو دوسرے تک پہنچانے یا لوگوں میں عام کرنے کے سلسلے میں عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے کے گھر میں جو اس کے لئے نجی طور پر رہنے کی جگہ ہے بغیر اجازت کے داخل ہو نے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا (سورہ النور: ۲۷)، نیز اصول فقہ کا قاعدہ ہے جیسا کہ قواعد الفقہ میں ہے : لا یجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیر بغیر إذنہ۔ لہٰذا حکومت کے لئے کسی شخص کی نجی معلومات کو دوسرے تک پہنچانے یا لوگوں میں عام کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

جواب نمبر۴۔ ناجائز چیزوں کے اشتہارات پھیلانا:

ناجائز چیزوں کے اشتہارات پھیلانے کے سلسلے میں عرض یہ ہے کہ گناہ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنے سےاللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (سورہ المائدہ: ۲)، نیز برائی اور بے حیائی کو پھیلانے والے کو اللہ تعالیٰ نے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب کی دھمکی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا : إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (سورہ النور: ۱۹)، مزید اللہ تعالیٰ ظاہر اور پوشیدہ ہر طرح کی برائی کے اظہار سےمنع کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا

بَطَنَ (سورہ الانعام: ١٥١)۔ ان دلائل کے پیش نظر ناجائز چیزوں کے اشتہارات پھیلانا اور دوسروں تک بھیجنا ناجائز اور حرام ہوگا۔

جواب نمبر ٥: تعمیری تنقید کے جذبہ سے ڈیجیٹل کارٹون بنانا:

کسی کا استہزاء اور مذاق اڑانا زبا ن، ہاتھ یا کارٹون وغیرہ کے ذریعہ یعنی کوئی بھی طریقہ ہو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہے: لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ (سورہ الحجرات: ١١)، نیز استہزاء اور مذاق اڑانے سے بے عزتی ہوتی ہے جو ناجائز اور حرام ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے : کل المسلم علی المسلم حرام عرضہ ومالہ ودمہ (ترمذی: ١٤٫٢)۔

جواب نمبر٦-: لوگوں کی آپسی گفتگو حکومت کو فراہم کرنا :

موبائل کمپنیوں کا لوگوں کی آپسی گفتگو حکومت کو فراہم کر نےکےسلسلے میں عرض یہ ہے کہ لوگوں کی آپسی گفتگو ایک راز اور ذاتی چیز ہے جس سے دوسرے کو مطلع کرنا گناہ ہے، جس کے سلسلے میں ایک دوسرے کی مدد کرنے سےاللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (النور: ٢٧)، نیز اصول فقہ کا قاعدہ ہے: لا یجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیر بغیر إذنہ ، لیکن حکومت اگر ملکی مصلحت اور حفاظت کے طور پر ایسا کر تی ہے جیسےمجرم کے جرائم پر گرفت کےلئے جس طرح حفاظت کے طور پر جاسوسی کرنا ایک ضرورت ہے جیسا کہ الموسوعۃ الفقہیہ کی عبارت سے واضح ہے: وَقَدْ يَكُونُ التَّجَسُّسُ وَاجِبًا، فَقَدْ نُقِل عَنِ ابْنِ الْمَاجِشُونِ أَنَّهُ قَال:اللُّصُوصُ وَقُطَّاعُ الطَّرِيقِ أَرَى أَنْ يُطْلَبُوا فِي مَظَانِّهِمْ وَيُعَانَ عَلَيْهِمْ حَتَّى يُقْتَلُوا أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الأَْرْضِ بِالْهَرَبِ وَطَلَبُهُمْ لاَ يَكُونُ إِلاَّ بِالتَّجَسُّسِ عَلَيْهِمْ وَتَتَبُّعِ أَخْبَارِهِمْ (الموسوعۃ الفقہیہ١٠٫١٦٤)، لہٰذا جرائم پر شہادت فراہم کرنے کے طور پرموبائل کمپنیاں لوگوں کی آپسی گفتگو حکومت کو فراہم کرے تو ''الضرورات تبیح المحظورات'' (الاشباہ والنظائر٫٧٣) کے تحت شرعاً جائز ہوگا۔ و اللہ اعلم و با للہ التوفیق

* * *

تیسرا باب

مختصرتحریریں

انفارمیشن ٹکنالوجی (ذرائع ابلاغ) سے مربوط مسائل

ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی•

محور اول:

(١) اسمارٹ فون کا جائز استعمال جائز اور ناجائز مقاصد کے لئے استعمال ناجائز ہوگا۔

(٢) چونکہ فحش مناظر کے ایپلی کیشن (پروگرام) الگ ہیں اور قرآن کے الگ، اس لئے قرآن مجید یا دوسری دینی کتابوں کو محفوظ کرنا یا آن لائن دیکھنا پڑھنا جائز ہونا چاہئے۔

(٣) موبائل کا پورا سیٹ قرآن مجید کے حکم میں نہیں ہے؛ کیونکہ موبائل کے اندر بہت سے ایپلی کیشن ہوتے ہیں اور ہر ایپلی کیشن الگ الگ پروگرام ہیں اس لئے اسے بلاوضو لینا درست ہونا چاہئے۔

بعض موبائل فون ملٹی میڈیا ہوتا ہے صرف (ٹچ) انگلیوں کے اشارہ سے چلتا ہے تو اس میں تو کھولنے کے لئے وضو کی ضرورت نہیں، ہاں اس کے بعد جب قرآن کا ایپلی کیشن کھل جائے تو اسکرین پر ہاتھ رکھنے کے لئے وضو کی ضرورت ہے۔ وہ موبائل جس میں میموری کارڈ لگتا ہے اگر اس میموری میں قرآن موجود ہو تو وہ بٹن سے کھلے گا اور اس میں وضو کی ضرورت نہیں بغیر وضو اس کا استعمال درست ہے؛ کیونکہ اس کا سارا استعمال (Key) کے ذریعہ ہوتا ہے۔ بعض ملٹی میڈیا بھی ہوتا ہے اور Keypad بھی تو ایسے موبائلوں میں بٹن کے ذریعہ سارا استعمال بغیر وضو کے جائز ہونا چاہئے اور جہاں تک تعلق ہے ٹچ کا تو پھر وہی حکم ہوگا جو مذکور ہوا۔

(٤) پیغامات بھیجنے کی تین صورتیں ہیں:

Teligram، Whatsapp، IMO ۔

ٹیلیگرام، وہاٹس ایپ، ایمو۔ جنہیں دینی و معلوماتی باتوں کا شوق ہو انہیں میسج کرنا جائز ہی نہیں مستحسن ہونا چاہئے کہ یہ تو اشاعت دین کا ایک طریقہ ہے جس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ ہوگا، انشاء اللہ کتمان علم کی وعید ''من کتم علمہ ألجم بلجام النار یوم القیامۃ'' سے بچ جائے گا، نیز ''ادع إلی سبیل ربک بالحکمۃ و الموعظۃ الحسنۃ'' کی بشارت ووعد کا بھی مستحق ہوگا۔

(٥) بالکل درست نہیں؛ کیونکہ اس سے اور بھی مفاسد پیدا ہوسکتے ہیں، فی زمانہ اسے آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے۔

• سابق شیخ الحدیث وپرنسپل جامعہ دار العلوم مئو ناتھ بھنجن، یوپی۔

(۶) اگر ان تصویروں سے مثبت پیغام جاتا ہو تو اسے آگے بڑھانا جائز ہونا چاہئے اور وہ تصویر کشی کے حکم میں نہ ہوگا، جب تک اس کو کاغذ یا فوٹو پیپر پر مستقر نہ کرلیا جائے۔

(۷) فی زمانہ بے حد ضروری ہے، شکوک و شبہات سے بچا جاسکتا ہے، إذا ابتلی ببلیتین فلیختر أیہما أہون، نیز الضرر الأشد یزال بالضرر الأخف (شرح القواعد الفقہیۃ: ۴۹۶، لمصطفی احمد الزرقا)۔

(۸) شریعت مطہرہ میں عورت کی عورت اور مرد کی عورت اور اس کی بے حجابی کا ذکر تفصیلاً مرقوم ہے، میرے خیال میں اس عمل کو دل سے غلیظ اور گناہ سمجھتے ہوئے اجازت دی جاسکتی ہے ''إلا من أکرہ و قلبہ مطمئن بالإیمان''۔

محور دوم:

(۱) چوری بہرحال چوری ہے، حدیث میں ''المجالس بالامانۃ'' موجود ہے، باتیں امانت ہوتی ہیں، بغیر قائل کی رضا وخوشی کے اوروں تک پہونچانا درست نہیں ہونا چاہئے۔ پہلی دو صورتیں جن میں عزت و ناموس پر آنچ آسکتی ہو یا معاشی پہلو سے نقصان پہونچ سکتا ہے اسے اوروں تک پہونچانا حرام ہے، اور تیسری صورت جائز مع الکراہت معلوم ہوتی ہے۔

(۲) اگر کتاب و سنت یا فقہی معلومات ہو تو اسے دعوتی و اصلاحی پہلو سے پہونچانے کی شاید گنجائش ہوسکتی ہے۔

(۳) زوجین کا رشتہ انتہائی اعتماد اور پاکیزہ رشتہ ہے، بلا وجہ ایک دوسرے کے تجسس میں لگے رہنا درست نہیں، جب غیروں کی جاسوسی بلاوجہ درست نہیں تو زوجین کی آپسی جاسوسی کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے۔ لیکن اگر قرائن قویہ سے معلوم ہوجائے کہ اخلاقی اعتبار سے ٹھیک نہیں اور کردار مشکوک ہے تو بغرض اصلاح اور افہام و تفہیم کے مقصد سے اجازت دی جاسکتی ہے۔

(۴) ہاں یہ درست ہے بشرطیکہ پولیس کا محکمہ صائب الرائے اور امین ہو اور معتبر لوگوں سے معلومات فراہم کرے، اور صرف ایک آدمی کی بات پر بھروسہ نہ کرے؛ بلکہ چند در چند لوگوں سے رابطہ کرکے صحیح معلومات حاصل کرے۔

(۵) کسی کو مستقبل میں پہونچنے والے خطرات سے آگاہ کرنا (جبکہ یہ معلومات یقینی ہوں) مطلع کرنا ضروری ہے، یہ شرعی اور اخلاقی دونوں اعتبار سے لازمی ہے۔

(۶) احقر کے نزدیک ڈاٹا جمع کرکے کمپنیوں کو بلا اجازت بیچنا اور اجرت حاصل کرنا درست نہیں، یہ مصنفین ومؤلفین کے حقوق محفوظہ کے مانند ہے۔ شیخ عبد الحمید محمود طہمان لکھتے ہیں: و یؤید ہذا الحکم فی رأیی ما مرّ معناہ أنہ یجوز بیع الحقوق المجردہ..... ولا شک أن الابتکار والکتاب المؤلف یعدان من الاعیان المادیۃ التی تتعلق فیہا

الحقوق (الفقہ الحنفی فی ثوبہ الجدید۵،۴۰)۔

(۷) مشہور حدیث ہے:''أنصر أخاک ظالما أو مظلوماً'' مظلوموں کی مدد کرنے کا نصوص میں حکم ہے اور اس کی بڑی تاکید ہے، لہٰذایہ عمل شرعاً جائز ہونا چاہئے۔

(۸) احقر کے نزدیک یہ چوری ہے اور بیع ما لیس عندک میں شامل ہے، جس کی تخریج ابن ماجہ کے علاوہ صحاح کی ساری کتابوں میں ہے، نیز ابن خزیمہ اور حاکم نے اس کی تصحیح بھی فرمائی ہے (اعلاء السنن: ۱۴،۲۰۸، دار الکتب العلمیۃ)۔ اس سبب سے یہ بیع باطل ہے۔ سوال میں مذکور دونوں صورتوں کا حکم یکساں ہے، حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:''جب یقین ہے کہ یہ سامان چوری کے ہیں تو آپ کو اس کا خریدنا، فروخت کرنا، تجارت کرنا کچھ بھی جائز نہیں، اور جو اس سے نفع ہوگا وہ بھی جائز و صحیح نہ ہوگا۔ خواہ آپ چوروں سے نہ خریدتے ہوں، چوروں سے خریدنے والوں سے خریدتے ہوں یا ان سے خریدنے والوں سے خریدتے ہوں، کسی حالت میں جائز نہیں '' (منتخبات نظام الفتاوی: ۳،۳۰، ایفا پبلیکیشنز نئی دہلی)۔

فتاوی تاتارخانیہ میں ہے:''الفاسد ما یفید الملک عند القبض والباطل ما لایفید الملک عند القبض'' (۸،۴۰۳، الفقہ الحنفی فی ثوبہ الجدید: ۴،۵۷، فتاوی رحیمیہ ۹،۲۲۱)۔

ڈاکٹر عبد العزیز بن ابراہیم لکھتے ہیں: ''إن الحق المالی للمؤلف حق ثابت شرعاً وذلک لأنہ أصبح مالاً یتداولہ الناس بینہم ویتعارضون عنہ ولا یوجد مانع شرعی یمنع من صحۃ العمل بہذا العرف'' (کتاب مذکور،۱۱۵)۔ مزید لکھتے ہیں کہ گو کہ عام سرقہ کی تعریف اس پر چسپاں نہیں ہوتی۔ سرقہ میں تو چیز مسروق منہ سے سارق تک پہنچ جاتی ہے اور یہاں ایسا نہیں، ہاں اگر سافٹ ویئر کو بالکل ضائع بھی کردیا جائے اور مسروق منہ کے یہاں کچھ نہ رہ جائے تو اس کے احکام الگ ہونگے۔ یہ سرقۂ الیکٹرانیہ ہے نہ کہ سرقۂ عادیہ۔

(۹) خراب اور غیر اخلاقی مواد کو ضائع کرنے کی غرض سے دوسرے کے پروگرام میں وائرس چھوڑنے کی اجازت ہونی چاہئے۔ دکتور وہبہ ؒ لکھتے ہیں: ''ولا ضمان أیضاً بتحریق کتب الفسق والضلال ولاشتمالہا علی الکذب ولالحاقہا ضررا کبیرا بعقیدۃ الأمۃ ووحدتہا فیجب إتلافہا وإعدامہا'' (الفقہ الاسلامی و أدلتہ ۹،۷۰۱، تھانوی دیوبند)۔ امت کی وحدت اور اس کے عقیدے کو نقصان پہونچانے والی کتابیں جو فسق و فجور اور کذب و فساد پر مشتمل ہوں ان کے جلا دینے پر کوئی ضمان نہیں۔

ڈاکٹر عبد العزیز بن ابراہیم کی تحریر سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے:''المقصود إن ہذہ الکتب المشتملۃ علی الکذب والبدعۃ یجب إتلافہا وإعدامہا وہی أولی بذلک من إتلاف آلات اللہو والمعازف وآنیۃ الخمر فإن ضررہا أعظم من ضرر ہذہ ولا ضمان فیہا الخ'' (الاعتداء الالیکترونی دراسۃ فقہیہ،۲۵، دار الکنوز اشبیلیا)۔ گو کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے آلات لہو ومعازف کو باوجود حرام ہونے کے توڑنے کا حکم نہیں دیا ہے، حنابلہ بھی یہی کہتے ہیں

کہ کپڑے پر اگر تصویر بنی ہوتو کپڑے کا پھاڑنا درست نہیں، اس لئےکہ اس کا استعمال اہانت کے طور پر کیا جاسکتا ہے۔ ‘‘قال ابن عقیل فی الفنون: سئل ہل یجوز تخریق الثیاب التی علیہا الصور، قال:لا یجوز؛ لأنہا یمکن أن تکون مفارش بخلاف غیرہا’’۔

میرے خیال میں اگر اس پروگرام کو اس کی قباحت وشناعت بیان کرتے ہوئے بیان کیا جاسکتا ہو تو وائرس کا چھوڑنا درست نہیں بصورت دیگر ایسے غیر اخلاقی مواد کو ضائع کیا جاسکتا ہے۔

محور سوم:

(١) اولاً کلام اللہ کی دو آیات پیش ہیں: ‘‘ولاتقف ما لیس لک بہ علم إن السمع والبصر و الفؤاد کل أولائک کان عنہ مسئولا’’ (الاسراء: ٣٦) اور نہ پیچھے پڑو اس بات کے جس کا تمھیں علم نہیں۔ بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب کی اس سے پوچھ ہوگی۔ ‘‘إن الذین یحبون أن تشبع الفاحشۃ فی الذین آمنوا لہم عذاب ألیم فی الدنیا والآخرۃ واللہ یعلم و أنتم لا تعلمون’’ (النور: ١٩)۔ جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بدکاری کا چرچا ہو ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے، الخ۔

مسلم بن الحجاج نیشاپوری نے اپنی صحیح میں اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے: ‘‘کفی بالمرء کذبا أن یحدّث بکل ما سمع’’ (حدیث: ٧)۔ آدمی کے جھوٹے ہونے کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے اسے نقل کردے۔

مولانا نذر الحفیظ ندوی لکھتے ہیں: ‘‘ذرائع ابلاغ کتنے ہی طاقتور اور مؤثر ہوں اگر وہ پیغام و مقاصد سے بے بہرہ ہوں تو دوسروں پر اثر انداز ہونے کی امید چھوڑ دینا چاہئے۔ عرب شاعر زہیر بن ابی سلمی نے اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے: انسان اپنے اخلاق و صفات کو کتنا ہی چھپانے کی کوشش کرے وہ لوگوں تک پہونچ جاتے ہیں۔ عربوں کا محاورہ ہے:تمہاری شخصیت کے اندر جو بھی خصوصیت ہے وہ تمہاری گفتگو سے ظاہر ہوجائے گی ’’ (مغربی میڈیا اور اس کے اثرات، ٣٥٩-٣٥٨)۔

مولانا ندوی مزید رقم فرماتے ہیں: ‘‘حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنی بے نظیر کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے کہ ‘‘اقتصادیات کو اخلاق کے تابع نہیں ہونا چاہئے، لیکن دور جدید میں مادی ذہن نے نشہ آور اشیاء، شبینہ کلبوں، رقص گاہوں اور سنیما کے فروغ کے لئے میڈیا میں بڑے بڑے اشتہارات کا سہارا لیا ہے، لیکن اسلامی میڈیا نے اس کے اشتہارات کی اپنے یہاں اشاعت کو اسلامی اخلاق اور اصول ومبادی کے منافی قرار دیا ہے’’ (مغربی میڈیا اور اس کے اثرات: ٣٦٣)۔

ان تمہیدی امور کے بعد عرض ہے کہ میڈیا (خواہ وہ پرنٹ میڈیا ہو یا الیکٹرانک میڈیا) صرف افواہوں کی بنیاد پر خبر نشر نہ کرے، الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے:‘‘أما الفاسق إذا أخبر بخبر فلا یقبل خبرہ فی الدیانات فإن کان إخبارہ فی الظہارات والمعاملات ونحوہا لم

یقبل خبرہ أیضا إلا أن وقع فی القلب صدقۃ'' (۲،۲۵۴)۔ بنابریں مخبر خبر سنتے ہی میڈیا کے حوالہ نہ کردے جب تک کہ اس کی اچھی طرح تصدیق نہ کرے اور خود میڈیا تحقیق کے بعد ہی نشر کرے۔ قرآن میں ہے:''فتبینوا أن تصیبوا قوماً بجہالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین'' (الحجرات: ۶)۔ اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو تحقیق کرلو، کہیں جا نہ پڑو کسی قوم پر نادانی سے پھر آئندہ اپنے کہے پر پچھتانے لگو۔

۱۔ جنس و جرائم کے واقعات کی مبالغہ آمیز خبروں، عریاں و فحش مضامین و تصویروں سے اجتناب کرنا چاہئے۔

۲۔ مخالفت برائے مخالفت نہ ہو بلکہ مخالفت برائے اصلاح ہو۔

۳۔ مخبر پر جب یہ واضح ہوجائے کہ اس تلک پہونچنے والی خبر کذب و افتراء اور جھوٹ پر مبنی ہے تو اسے یکسر نظر انداز کردے۔

۴۔ اصلاح کی نیت سے کسی شخص یا گروہ کی برائی کی خبر ایسے لوگوں کو دینا جائز ہے جن سے یہ امید ہو کہ وہ ان برائیوں کو دور کرسکیں گے۔

مذکورہ چاروں باتیں عبید السلام زمنی کی کتاب ''اسلامی صحافت '' سے لی گئی ہیں۔ احقر کا خیال ہے کہ لوگوں کو کسی شخص کے شر سے خبردار کرنا؛ تاکہ لوگ اس کے شر سے بچ سکیں ضروری ہے، مگر وہ اسے اس انداز سے پیش کرے جس سے ماحول میں سنجیدگی ووقار ہو اور ایسا اسلوب اختیار کیا جائے جس سے اس میں جرأت نہ پیدا ہوجائے۔ حافظ ابن حجر العسقلانی تحریر فرماتے ہیں:''ممن کرہ التحدیث ببعض دون بعض، أحمدؒ فی الأحادیث التی ظاہرہا الخروج علی السلطان، ومالک فی إحادیث الصفات، وأبو یوسف فی الغرائب ..... و إن المراد ما یقع من الفتن'' (فتح الباری۱،۳۰۰، المکتبۃ الاشرفیہ، دیوبند)۔ معلوم ہوا کہ ان خبروں کو پہونچانا درست نہیں جن سے خروج علی السلطان اور جرأت علی المعاصی وغیرہ لازم آئے، نیز وہ خبریں صفات باری تعالیٰ اور غرائب سے متعلق نہ ہوں جو عام فہم سے بالاتر ہو اور لوگ فتنہ میں پڑ جائیں۔

مولانا ندوی لکھتے ہیں: ''اسلامی میڈیا کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ نوجوانوں کی رہنمائی اس طرح کریں کہ وہ آئندہ چل کر معاشرہ کی صحیح رہنمائی کرسکیں اور اس پر بار بننے کے بجائے اس کے لئے نافع بن سکیں '' (مغربی میڈیا اور اس کے اثرات،۳۵۳)۔ ملک و ملت کے لئے تشویشناک حالات اگر پیدا ہوجائیں تو اس کو اس طرح مشتہر کیا جائے کہ ملت کا شیرازہ منتشر نہ ہو اور ملک کی سالمیت برقرار رہے۔ خبر چاہے کتنی ہی صحیح اور درست ہو مگر میڈیا اس کو نشر کرتی ہے، تو انتشار کا اندیشہ ہے تو ایسی خبر وہ ہرگز نشر نہ کرے۔

(۲) اگر حشو و زوائد کے بعد بھی مرسل کا مفہوم بطور اتم موجود ہو اور کسی طرح کا نقص مفہوم میں نہ پایا جاتا ہو تو الفاظ کی کمی و زیادتی کی جاسکتی ہے:''عن زید

بن ثابتؓ قال:قال لی النبی صلی اللہ علیہ وسلم: إنی أکتب إلی قوم فأخاف أن یزیدوا علیّ أو ینقصوا فتعلم السریانیۃ فتعلمہا فی سبعۃ عشر یوما'' (الاصابہ فی معرفۃ الصحابۃ ۵۶۱،۱، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب: ۵۲۸،۲، اسد الغابۃ: ۲۲۲،۲)۔

ڈاکٹر عبد العزیز لکھتے ہیں:''إذا قام تغییر للمعلومات أدی إلی إفساد المعلومات کلہا وإذا کانت المعلومات محترمۃ ولشخص معصوم الدم والمال فإن الاعتداء علیہا محرم ویثبت لصاحبہا الضمان وعلی القاضی أن یقرر المتلف بما یراہ مناسبا لہ وإذا أتلف المعتدی المعلومات إتلافاً جزئیاً فما الحکم فیہ؟ اختلف العلماء فی ہذہ المسألۃ، القول الأول یدفع ما بین قیمتہا صحیحاً ومعیباً ..... وہو الذی ضربہ الإمام الشافعی وہو مذہب الحنابلۃ واختارہ ابن حزم، القول الثانی إن کان یسیراً فإنہ یجب علیہ قیمۃ ما انقصت الجنایۃ من السلعۃ وإن کان کثیراً فإنہ یجب علیہ القیمۃ وہذا القول ہو مذہب الحنفیۃ''۔

ڈاکٹر صاحب معلومات کی تغییر اور خبر کے ترمیم کے ساتھ پیش کرنے کو اعیان سے مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایسا کرنا حرام ہے۔ اگر بات کو کلی یا جزوی طور پر بدل دیا ہے تو اسی اعتبار سے مجرم ہوگا۔ اور اسی اعتبار سے اس پر ضمان لازم ہوگا، اور بخاری کی ۵۲۲۵ نمبر کی روایت پیش کی ہے، لکھتے ہیں:''الترجیح واللہ أعلم ہو قول الحنفیۃ والمالکیۃ یفرق بین الیسیر والفاحش وذلک لوجاہۃ ما استدلوا بہ ویمکن أن یستدل لقولہم أیضاً بفعل النبیﷺ وہو أن النبیﷺ کان عند بعض نسائہ فأرسلت إحدی أمہات المؤمنین بصحفۃ فیہا طعام فضربت التی النبیُ ﷺ فی بیتہا ید الخادم فسقطت الصحفۃ فانفلقت فجمع النبیﷺ فِلق الصحفۃ ثم جعل یجمع فیہا الطعام الذی کان فی الصحفۃ ویقول:غارت أمکم، ثم حبس الخادم حتی أُتی بصحفۃ من عند التی ہو فی بیتہا فدفع الصحفۃ الصحیحۃ إلی التی کُسرت صحفتہا وأمسک المکسورۃ فی بیت التی کسرت'' (البخاری: ۵۲۲۵) جب پیالہ ٹوٹ گیا تو آپﷺ نے اس کے عوض میں دوسرا صحیح پیالہ واپس فرمایا (دیکھئے: الاعتداء الالیکترونی ، دراسۃ فقہیہ،۱۹۰۔۱۹۴، دار الکنوز اشبیلیا)۔

(۳) اگر یہ نجی معلومات اوروں کے لئے مفید ہوں ضرر رساں نہ ہوں تو حکومت انہیں عام کرسکتی ہے۔

(۴) جو اشیاء حلال اور جائز ہیں ان کا انٹرنیٹ پر اشتہار گروپ و افراد کے ذریعہ پھیلانا درست ہونا چاہئے۔

(۵) یہ ساری چیزیں تغییر خلق اللہ میں شامل ہیں جو حرام ہیں، نیز غیبت بھی ہے (کما تکون الغیبۃ باللسان) صریحاً تکون أیضا بالفعل و بالتعریض و بالکتابۃ و بالحرکۃ و بالرمز (بغمز العین و الإشارۃ بالید) (الدر المختار علی الرد: ۵۸۷،۹،زکریا)۔ لیکن اگر تعمیری تنقید یقین اور ظن غالب کے درجہ میں ہو تو اس کا خیال رکھ کر کہ کس صورت

میں کم سے کم قباحت لازم آئے گی اجازت دینی چاہئے؛ کیونکہ ‘‘الضرورۃ تتقدر بقدر الضرورۃ’’، نیز عمومی مفاد شخصی مفاد سے بالا وبرتر ہے۔ ‘‘یتحمل الضرر الخاص لدفع الضرر العام’’ (شرح القواعد الفقہیۃ لمصطفی احمد الزرقاء ۴۹۸، دار القلم، دمشق)۔ بصورت دیگر اضطراراً اس کی گنجائش ملنی چاہئے۔

(۶) اس حقیر کے نزدیک موبائل کمپنیاں تاجر کے ساتھ ساتھ حکماً امین بھی ہیں، انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے، یہ ایک طرح کی خیانت ہے، لیکن ہاں ملک کی سالمیت اور ملت کے لئے کوئی گفتگو نقصان دہ ہو اور معاشرہ کے لئے ضرر رساں ہو تو بغیر کمی اور زیادتی کے من و عن پہونچانے کی اجازت ملنی چاہئے۔

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی اور ملٹی میڈیا موبائل سے مربوط مسائل کا شرعی حکم

مفتی شبیر احمد قاسمی•

نحمده ونصلي على رسوله الكريم أما بعد!

محور اول:

١۔ ملٹی میڈیا موبائل کا استعمال:

الجواب وباللہ التوفیق: ملٹی میڈیا موبائل اچھے اور برے دونوں کاموں میں استعمال ہوتا ہے؛ لہٰذا اس کے استعمال کے جواز اور عدم جواز کا مدار مقاصد اور نیتوں پر ہوگا، جو لوگ اچھے اور جائز مقاصد کے لئے ملٹی میڈیا موبائل استعال کرتے ہیں، ان کے لئے جائز ہوگا اور جو لوگ برے مقاصد کے لئے ملٹی میڈیا موبائل استعمال کرتے ہیں، ان کے لئے ناجائز ہوگا اور اس مسئلہ کا مدار فقہی اصول ''الأمور بمقاصدہا'' پر رہے گا۔

الأمور بمقاصدہا (الاشباہ والنظائر١ر ١٠٢، زکریا)۔

٢۔ موبائل میں فحش مواد اور قرآن کریم محفوظ کرنا:

الجواب وباللہ التوفیق: ملٹی میڈیا موبائل میں اگر فحش پروگرام محفوظ ہے اور اسی میموری میں قرآن مقدس بھی محفوظ ہے تو ادب اور احترام کے خلاف ہے؛ لیکن چونکہ پروگرام خلط ملط نہیں ہوتا ہے اور جہاں قرآن کریم محفوظ ہے فحش پروگرام کی ترتیب بالکل الگ ہوتی ہے؛ اس لئے ترتیب الگ ہونے کی وجہ سے اس کو ناجائز نہیں کہا جاسکتا؛ اس لئے ایسے موبائل میں قرآن کریم کا محفوظ ہوجانا مسئلہ کی رو سے جواز کے دائرہ میں آتا ہے۔ اور آج کے زمانہ میں جتنے موبائلوں میں قرآن مقدس محفوظ ہے، ان میں اسّی نوے فیصد موبائل کا یہی حال ہے۔

قال تعالیٰ: ولا تقربوا الفواحش ما ظہر منہا ومابطن (سورۃ الأنعام: ١٥٢)۔

المستفاد:أما الصورة التي ليس لها ثبات واستقرار وليست منقوشة على شيء بصفة دائمة فإنها بالظل أشبه منها بالصورة (تکملہ فتح الملہم ٤/ ١٦٤)۔

٣۔ اسکرین پر قرآن کریم نظر آئے تو کیا حکم ہے؟

الجواب وباللہ التوفیق: موبائل پر جب قرآن کریم کے حروف نمایاں نظر آجائیں تو موبائل کی دو حیثیت ہے:

(١) موبائل پر ایسا کَوَر چڑھا ہوا ہے جو موبائل کے ساتھ فٹ نہیں ہے؛ بلکہ جب چاہے وہ کور الگ ہوسکتا ہے، تو وہ جزدان کے حکم میں ہے؛ اس لئے اس کور کے اوپر سے قرآن

• استاذ الحدیث والافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد، یوپی۔

کریم کے حروف نمایاں ہونے کی صورت میں بغیر وضو کے پکڑنا جائز اور درست ہے۔

(۲) دوسری شکل یہ ہے کہ موبائل پر کوئی کور چڑھا ہوا نہ ہو، کور سے بالکل خالی ہو یا ایسا اسکرین گارڈ چڑھا ہوا ہو جو اس سے الگ نہیں ہوسکتا تو ایسی صورت میں جب موبائل کی اسکرین پر قرآن کے حروف نمایاں نظر آنے لگیں تو ان کا حکم قرآن کریم کے کاغذ کے صفحات کے حکم میں ہوگا، تو جب تک حروف نمایاں نظر آنے لگینگے اس وقت تک موبائل کو بغیر وضو کے پکڑنا جائز نہ ہوگا، اور روپئے کے سکہ پر قیاس کرکے کنارے کے حصے کو پکڑنے کو درست کہنا ہماری سمجھ میں نہیں آتا؛ اس لئے کہ ایسی صورت میں قرآن کریم جو کاغذ پر چھپا ہوا ہے تو اس کا کنارہ بھی بغیر وضو کے پکڑنا درست ہوجائے گا، تو گویا کہ پورا قرآن کریم بغیر وضو کے پکڑنا درست کہا جاسکتا ہے؛ اس لئے یہی کہنا زیادہ راجح معلوم ہوتا ہے کہ بغیر کور کے موبائل پر جب قرآن کے حروف نمایاں نظر آجائے تو وہ اس قرآن کے حکم میں ہوجائے گا جو بین الدفتین ہے۔

(ومسہ) ولو مکتوباً بالفارسیۃ في الأصح إلا بغلافہ المنفصل أي کالجراب والخریطۃ دون المتصل کالجلد المشرز ہو الصحیح وعلیہ الفتوی؛ لأن الجلد تبع لہ (رد المحتار علی الدر المختار ۱،۴۸۸، زکریا)۔

ویحرم مسہا أي الآیۃ لقولہ تعالی:''لایمسہ إلا المطہرون'' سواء کتب علی قرطاس أو درہم أو حائط إلا بغلاف متجاف عن القرآن (حاشیۃ الطحطاوي علی مراقي الفلاح، أشرفیہ، ص: ۱۴۳)۔

۴۔ موبائل کے ذریعہ سے دوسروں تک پیغام پہنچانا:

الجواب وباللہ التوفیق: واٹس ایپ وغیرہ میں تحریری یا صوتی پیغامات جو آتے ہیں وہ دو قسم کے ہوتے ہیں:

(۱) غیر مصدقہ اور غیر مفید پیغامات، اسی طرح بہت سے پیغامات گھڑے ہوئے ہوتے ہیں اور بہت سے پیغامات میں من گھڑت حدیثیں اور من گھڑت مسائل بھی پیش کئے جاتے ہیں، ایسے پیغامات کو آگے بڑھانا دینی، اخلاقی اور شرعی نقصانات کا باعث ہے؛ اس لئے ایسے پیغامات کو آگے بڑھانے سے احتراز لازم ہے۔

(۲) تحقیقی اور واقعی پیغامات جس میں کسی کے ہتک حرمت کا اندیشہ نہ ہو یا دینی یا دنیوی مفاد وابستہ ہو یا کسی کو صحیح بات کی خبر دینا مقصد ہو تو اس طرح کے پیغامات کو آگے بڑھانے میں کوئی حرج اور مضائقہ نہیں ہے۔

یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآئَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًا بِجَہَالَۃٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِیْنَ (سورۃ حجرات : ۶)۔

فلیبلغ الشاہد الغائب (بخاري شریف، نسخہ ہندیہ ۱، ۲۱)۔

۵۔ غیر محرم مرد یا عورت کو پیغامات بھیجنا:

الجواب وباللہ التوفیق: تصویری پیغامات میں جو پہلی قسم کے غیر ضروری پیغامات کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ نامحرم کے سامنے پیش کرنا بھی ناجائز ہے؛ لیکن قانونی اور ملی

ضرورت والی تصویری پیغامات محرم اور غیر محرم کسی کے پاس بھی پہنچانے کو ممنوع نہیں کہا جاسکتا۔

الضرورات تبیح المحظورات (الأشباہ والنظائر، زکریا: ٢٥١)۔

۶۔ تصویری شکل کے پیغامات کا حکم:

الجواب وباللہ التوفیق: تصویری پیغامات دو طرح کے ہوتے ہیں:

(١) ذہنی نشاط پیدا کرنے کے لئے اور مخاطب کو خوش کرنے کے لئے اور اپنی خوبیاں دکھانے کے لئے وغیرہ، اس طرح کے بلا ضرورت تصویری پیغامات جاری کرنا شرعاً جائز نہیں۔

(٢) ملی ضرورت یا قانونی ضرورت کے لئے تصویری پیغامات جاری کئے جائیں تو بلاشبہ جائز اور درست ہے؛ بلکہ بعض دفعہ مستحسن ہوتا ہے؛ اس لئے کہ ملی اور قانونی ضرورت تصویری پیغامات کے بغیر پوری ہوتی ہی نہیں ہے؛ اس لئے ''الأمور بمقاصدہا'' کے تحت جائز اور درست ہوجائے گا، جیسا کہ آج کے زمانہ میں کوئی بھی سرکاری کام تصویری پیپر کے بغیر پورا نہیں ہوتا ہے، حتی کہ غیر سرکاری ادارہ میں داخلہ کے لئے اور ادارہ سے جوڑنے کے لئے بھی تصویرکشی کی ضرورت پیش آتی ہے، اسی طرح قوم وملت کی حفاظتی ضروریات کے لئے کانفرنس وغیرہ کے تصویری پیغامات حکومت اور عوام کے سامنے جاری کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے؛ اس لئے بلا شبہ جائز ہوگا۔

أما اتخاذ الصورة الشمسية للضرورة أو الحاجة كحاجتها في جواز السفر، وفي التاشيرة، وفي البطاقات الشخصية، أو في مواضع يحتاج فيها إلى معرفة هوية المرء، فينبغي أن يكون مرخصا فيه (تکملہ فتح الملہم، باب تحریم صورۃ الحیوان، الصورۃ عند الحاجۃ، أشرفي ۴،۱۶۴)۔

الأمور بمقاصدہا (الأشباہ والنظائر، زکریا ۱، ۱۰۲)۔

۷۔ مساجد اور مدارس میں کیمرہ لگانا:

الجواب وباللہ التوفیق: ضرورت کے پیش نظر سی سی ٹی وی (CCTV) کیمرہ لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اور آج کے زمانہ میں سی سی ٹی وی کیمرہ کاروبار وتجارت میں، فیکٹریوں میں، کمپنیوں میں کثرت کے ساتھ استعمال ہورہا ہے اور مساجد ومدارس میں لگانے میں غلط لوگوں کی آمد ورفت پر نگرانی مقصد ہے، یہ ایسا ہے جیسا کہ گیٹ پر غلط لوگوں کی آمد ورفت پر نگرانی کے لئے دربان رکھا جاتا ہے اور یہ کیمرہ بھی دربان کا کام دیتا ہے۔

الأمور بمقاصدہا (الأشباہ والنظائر، زکریا ۱،۱۰۲)۔

ذہب الحنفية والمالكية إلى أنه يجوز للأمير والقاضي اتخاذ حاجب ... وقال ابن عرفة: يسوغ للقاضي اتخاذ من يقوم بين يديه لصرف أمره ونهيه، وكف أذى الناس، وكف بعضهم عن بعض (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ ۱۶،۲۴۵-۲۴۴، لفظ: حاجب)۔

٨۔ ایئرپورٹ میں اسکیننگ مشین کے سامنے سے گذرنے کا حکم:

الجواب وباللہ التوفیق: ایئرپورٹ وغیرہ میں ایسی مشینیں لگانے کا اصل مقصد یہ نہیں ہے کہ کسی کے اعضائے مستورہ پر واقفیت ہو اور اس کو دیکھا جائے؛ بلکہ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ کسی بھی طرح کی ایسی اشیاء اس کے جسم میں چھپی ہوئی ہو جس کے ساتھ جہاز میں سفر کرنا ممنوع ہے، انہی اشیاء پر واقفیت مقصود ہوتی ہے؛ اس لئے مسافروں کو خود ایسے اشیاء سے احتیاط برتنی چاہئے، بہر حال ایسی مشینوں کے پاس سے ضرورت اور مجبوری میں گذرنا جائز اور درست ہے، جیسا کہ علاج کی ضرورت کے لئے ڈاکٹروں کے واسطے اعضائے مستورہ دیکھنے کی اجازت ہوتی ہے؛ اس لئے کہ وہاں پر اعضائے مستورہ دیکھنا مقصد نہیں ہے؛ بلکہ مقام مرض کو دیکھنا مقصد ہوتا ہے، اسی طرح یہاں بھی اشیاء ممنوعہ دیکھنا مقصد ہے، اعضائے مستورہ دیکھنا مقصد نہیں ہے۔

الأمور بمقاصدہا (الأشباہ والنظائر، زکریا ١،١٠٢)۔

الضرورات تبیح المحظورات (شرح المجلۃ: رستم باز، اتحاد ١، ٢٩، رقم: ٢١)۔

ینظر الطبیب إلی موضع مرضہا بقدر الضرورۃ... کذا نظر قابلۃ وختان (شامي، زکریا٩،٥٣٣)۔

وإباحۃ النظر للطبیب حتی العورۃ والسوأتین (الأشباہ، زکریا ١، ٢٢٧)۔

محور دوم:

١۔ بغیر اجازت دوسروں کی محفوظ چیزوں کو حاصل کرنا:

الجواب وباللہ التوفیق: موبائل کی میموری میں محفوظ مواد، صاحب موبائل کی اجازت کے بغیر دوسروں کے لئے دیکھنا جائز نہیں ہے، خاص طور پر جب صاحب موبائل نے محفوظ چیزوں کو خفیہ رکھنے کا ارادہ رکھا ہو اور دوسروں کی ان چیزوں پر واقفیت اس کے لئے ذہنی طور پر ناگواری کا سبب ہو۔

عن أبي ہریرۃؓ عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم:لا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا، ولا تباغضوا، وکونوا عباد اللہ إخوانا (بخاري ٢، ٨٩٦، رقم: ٥٨٢٩، ف: ٦٠٦٤، مسلم شریف ١، ٣١٦، نسخہ ہندیہ)۔

والمراد لا تبحثوا عن عیوب الناس ولا تتبعوہا (تکملہ فتح الملہم ٥، ٣٥٩)۔

والتجسس:الاستماع إلی حدیث القوم وہم لہ کارہون أو یستمع علی أبوابہم (تفسیر ابن کثیر، زکریا ٥،٦٥٦)۔

حقیقۃ النمیمۃ إفشاء السر وہتک الستر عما یکرہ کشفہ، بل کان رآہ الإنسان من أحوال الناس مما یکرہ (الفقہ علی المذاہب الأربعۃ، دارالباز ٥/ ٣٩٦)۔

٢۔ کوڈ توڑ کر معلومات فراہم کرنا:

الجواب وباللہ التوفیق: انٹرنیٹ میں ذاتی کوڈ کے اندر بہت ساری قیمتی چیزیں محفوظ کی جاتی ہیں، صاحب موبائل کی اجازت کے بغیر اس کے کوڈ کو توڑ کر خفیہ چیزوں کو

حاصل کرنا ایک قسم کی چوری کے درجہ میں ہے، جو دوسروں کے لئے قطعاً جائز نہیں ہے، خاص طور پر تاجروں کی تجارتی چیزیں کوڈ توڑ کرکے دوسروں کے لئے حاصل کرنا بین الاقوامی مارکیٹ میں بہت بڑا جرم اور چوری سمجھا جاتا ہے اور اس کی وجہ سے صاحب موبائل کا بہت بڑا مالی نقصان ہونے کا خطرہ بھی ہوتا ہے؛ اس لئے کسی کے کوڈ توڑ کر اس کی ذاتی معلومات حاصل کرنا جائز نہیں ہے، نیز سوشل میڈیا میں عام کرنا ناجائز ہونے کے ساتھ ساتھ مزید خطرناک عمل ہے، اس سے فریقین کے درمیان انتشار اور دشمنی پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔

فالتجسس على المسلمين في الأصل حرام منهي عنه؛ لقوله تعالى:"ولاتجسسوا" لأن فيه تتبع عورات المسلمين ومعايبهم والاستكشاف عما ستروه، وقد قال صلى الله عليه وسلم:يا معشر المسلمين! من آمن بلسانه ولم يدخل الإيمان إلى قلبه لا تتبعوا عورات المسلمين، فإن من تتبع عورات المسلمين تتبع الله عورته، حتى يفضحه، ولو في جوف بيته (الموسوعة الفقهية الكويتيه ١٠، ١٦٢)۔

إفشاء السر منهي عنه، لما فيه من الإيذاء والتهاون بحق المعارف والأصدقاء ... وإفشاء السر حرام إذا كان فيه إضرار، ولؤم إن لم يكن فيه إضرار (الموسوعة الفقهية الكويتيه ٣٦، ١٤٠)۔

حقيقة النميمة إفشاء السر وهتك الستر عما يكره كشفه، بل كان ما رآه الإنسان من أحوال الناس مما يكره، فينبغي أن يسكت عنه (الفقه على المذاهب الأربعة، دارالباز ٥، ٣٩٦)۔

٣۔ شوہر بیوی کا ایک دوسرے کے راز معلوم کرنا:

الجواب وبالله التوفيق: شوہر وبیوی کے درمیان کے تعلقات انتہائی قریبی اور نازک ہیں، ان کی خفیہ امور دو طرح کے ہوسکتے ہیں:

(١) معاملات اور لین دین سے متعلق امور، جو امور معاملات اور لین دین سے متعلق ہیں اور ان کے بارے میں ہر ایک اپنے اپنے راز خفیہ رکھنا چاہتے ہیں تو اس میں ایک کو دوسرے کے بارے میں جستجو اور کھوج کھرید کرنے کا حق نہیں ہے، اس سے آپسی تعلق خراب ہوسکتے ہیں۔

(٢) نفسیاتی امور سے متعلق خفیہ چیزیں مثلاً بیوی کسی اجنبی مرد کے ساتھ نفسیاتی اور ناجائز تعلق قائم کرتی ہے اور اسے خفیہ رکھتی ہے جو شرعاً عورت کے لئے کسی طرح جائز نہیں ہے، ایسی خفیہ چیزوں کے متعلق شوہر کا بیوی کی خفیہ چیزوں کی معلومات حاصل کرنا ناجائز نہ ہوگا؛ بلکہ ان چیزوں کے بارے میں شوہر کا بیوی پر پابندی لگانا شرعاً جائز ہے، اسی طرح شوہر کا کسی اجنبی عورت سے ناجائز تعلق قائم کرنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے، اس سلسلے کی خفیہ امور اگر عورت حاصل کرلیتی ہے، پھر اس کے اوپر روک تھام کا ارادہ رکھتی ہے، تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

لا ينبغي للرجل أن يعلم امرأته قدر ماله، ولا يفشي إليها سراً يخاف إذاعته؛ لأنها تفشيه (الفقه الاسلامي وأدلته، الہدی دیوبند ٧، ٣٣١)۔

وليكن الزوج غيورا من غير إفراط لئلا ترمى بالشر من أجله (الفقه الاسلامي، الهدى ديوبند ٧، ٣٣٠)۔

أما حقكم على نسائكم ... فلا يأذن في بيوتكم لمن تكرهون (الفقه الاسلامي وأدلته، الهدى ديوبند ٧،٣١٨)۔

۴۔ محکمہ پولیس کی چھان بین کا مسئلہ:

الجواب وباللہ التوفیق: محکمہ پولیس کے لئے کسی بھی مشتبہ شخص کی یا ایسے شخص کی جس کے خلاف ایف آئی آر درج کرائی گئی ہے، تحقیق وتفتیش اور چھان بین کرتے ہوئے فون ریکارڈس اور انٹرنیٹ روابط حاصل کرنا ممنوع نہیں ہے؛ لیکن بے قصور اور غیر مجرم شخص کو پھانسنے کے لئے یہ تجسس جائز نہیں ہے۔

يباح التجسس إذا دفع إلى الحاكم أن في بيت فلان خمرا، فإن شهد على ذلك شهود كشف عن حال صاحب البيت، فإن كان مشهودا بما شهد عليه أخذ ... وقد يكون التجسس واجبا فقد نقل عن ابن الماجشون أنه قال:اللصوص وقطاع الطريق أرى أن يطلبوا في مظانهم ويعان عليهم، وتتبع أخبارهم۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية ١٠/ ١٦٢)۔

عن ابن المنكدر قال:سمعت جابرا يقول:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الأحزاب:من يأتينا بخبر القوم؟ فقال الزبير:أنا، ثم قال:من يأتينا بخبر القوم؟ فقال الزبير:أنا، ثم قال:من يأتينا بخبر القوم؟ فقال الزبير: أنا، قال: إن لكل نبي حواريا وإن حواري الزبير (بخاري، نسخہ ہندیہ ٢، ٥٩٠)۔

۵۔ دوسروں کی خفیہ چیزوں کو حاصل کرکے نقصان پہنچانے کا حکم:

الجواب وباللہ التوفیق: یہ خفیہ اطلاع دینا دو حیثیت سے ہوسکتا ہے:

(١)متعلقہ شخص کو نقصان اور ظلم سے بچنے کے لئے خفیہ طور پر اطلاع کردی جائے تو یہ جائز ہونے کے ساتھ ساتھ باعث اجر بھی ہوگا۔

(٢) متعلقہ شخص کو ظلم اور نقصان سے بچانا مقصد نہیں ہے؛ بلکہ فریق مخالف سے ذاتی دشمنی کی وجہ سے متعلقہ شخص کو آگاہ کیا جارہا ہے تو ایسی صورت میں اس کا یہ عمل شرعاً درست نہیں ہے۔

فإن دعت حاجة إليها فلا منع منها وذلك كما إذا أخبره بأن إنسانا يريد الفتك به أو بأهله أو بماله أو أخبر الإمام أو من له ولاية بأن إنسانا يفعل أو يسعى بما فيه مفسدة ويجب على صاحب الولاية الكشف عن ذلك وإزالته فكل هذا أو ما أشبه ليس بحرام، وقد يكون بعضه واجبا وبعضه مستحبا على حسب المواطن (نووي على الصحيح المسلم، كتاب الايمان، باب تحريم غلظ النميمة ١، ٧١)، الأمور بمقاصدها (الأشباه والنظائر، زكريا ١، ١٠٢)۔

۶۔ خفیہ چیزوں کو حاصل کرکے کمپنی تک پہنچانا:

الجواب وباللہ التوفیق: فیس بک وغیرہ میں ذاتی خفیہ چیزیں اسی طرح مالیاتی چیزیں

جو محفوظ کرلی جاتی ہیں، ان کو دوسروں کے لئے خفیہ طور پر حاصل کرنا یا کسی کمپنی وغیرہ کے ایجنٹ بن کر کمپنی کو فراہم کرنا ہرگز جائز نہیں ہے، یہ بھی سرقہ کا ایک نیا طریقہ ہے۔

وإفشاء السر منهي عنه لما فيه من الإيذاء، والتهاون بحق أصحاب السر من الجيران والأصدقاء وغيرهم، فقد قال النبي صلى الله عليه وسلم:إذا حدث الرجل الحديث ثم التفت فهي أمانة (أبوداؤد شريف، أول كتاب الأدب، باب في نقل الحديث ٢،٦٦٨، نسخہ ہندیہ، بیروت رقم: ٤٨٦٨، الموسوعة الفقهية الكويتية، إفشاء السر ١،٢٩٣)۔

عن حذيفة أنه بلغه أن رجلا ينمّ الحديث فقال حذيفة: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لا يدخل الجنة نمام (مسلم شریف، نسخہ ہندیہ ١، ٧٠)۔

فحقيقة النميمة إفشاء السر وهتک الستر عما يكره كشفه ولو رآه يخفى مالا لنفسه فذكره فهو نميمة (نووي على الصحيح المسلم، نسخہ ہندیہ ١، ٧٠)۔

٧۔ جرائم پر شہادت فراہم کرنا:

الجواب وباللہ التوفیق: واقعی اور حقیقی مجرموں کو گرفت میں لانے کے لئے خفیہ کیمروں کا استعمال جائز اور درست ہوگا؛ لیکن محض شکوک وشبہات کی بناء پر خفیہ کیمروں کے ذریعہ سے لوگوں کو گرفت میں لانا شرعاً جائز نہ ہوگا۔

ولا تجسسوا ولا يغتب بعضكم بعضا (سورة الحجرات)۔

فالتجسس على المسلمين في الأصل حرام منهي عنه؛ لقوله تعالىٰ:''ولا تجسسوا'' لأنه فيه تتبع عورات المسلمين ومعايبهم والاستكشاف عما ستروه (الموسوعة الفقهية الكويتيه ١٠،١٦٢)۔

٩۔ دوسروں کے کمپیوٹر وغیرہ میں وائرس داخل کرنا:

الجواب وباللہ التوفیق: کسی بھی طرح کا مالی نقصان پہنچانا شرعاً جائزنہیں ہے اور کسی کے کمپیوٹر یا الیکٹرانک آلہ میں وائرس پہنچانا اس کو مالی نقصان پہنچانا ہے؛ اس لئے یہ عمل ناجائز اور حرام ہوگا۔

عن ابن عباسؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا ضرر ولا ضرار (ابن ماجة، نسخہ ہندیہ، ص: ١٦٩)۔

عن عبد الله بن السائب بن يزيد عن أبيه عن جده أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لا يأخذن أحدكم متاع أخيه لاعبًا ولا جادًّا (أبوداؤد، نسخہ ہندیہ٢، ٦٨٣)۔

لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي (شامي، زكريا ٦،١٠٦)۔

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی سے متعلق مسائل

مفتی محمد ظفر عالم ندوی•

الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصلاۃ والسلام علی سیّد المرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین، أمّا بعد!

محور اوّل:

انفارمیشن ٹکنالوجی سے متعلق سوال نامہ کے جوابات درج ذیل ہیں:

جواب١۔ اسمارٹ فون جدید آلات، اور موجودہ زمانہ کے اختراعات میں سے ہے، جس سے ترسیل وابلاغ کا اہم کام لیا جاتا ہے، اس کی بڑھتی ضرورت نے ہرانسان کو اپنے پنجہ میں جکڑلیا ہے۔

جہاں تک اس سے مستحسن کاموں کے علاوہ غلط مقاصد کے لیے استعمال کی بات ہے تو اس سلسلہ میں اس اصول کو سامنے رکھا جاسکتا ہے کہ یہ ''ما لا تقوم بہ المعصیۃ'' کی قبیل سے ہے، یعنی وہ چیز جس میں فی نفسہ معصیت نہ ہو بلکہ معصیت خارجی اسباب سے پیدا ہوتی ہو تو اس خارجی معصیت کا ارتکاب کئے بغیر اس چیز کا استعمال جائز ہے، اس اصول کے پیشِ نظر اچھے مقاصد کے لیے اسمارٹ فون کے استعمال کا جواز ثابت ہوتا ہے، حضرت مولانا قاضی مجاہدالاسلام قاسمیؒ کی جدید ذرائع سے استفادہ سے متعلق ایک تحریر بہت ہی پُرمغز اور چشم کشا ہے، جسے میں ذیل میں درج کررہا ہوں:

''اس حقیر کے نزدیک ویڈیو کی حقیقت ذریعۂ ابلاغ اور ایک آلہ کی ہے، جس کے ذریعہ ہم اپنی بات دور دور تک پہنچا سکتے ہیں، اور ریڈیو کا آج جو بے جا استعمال ہورہا ہے، یہ ایک ذریعۂ ابلاغ کا غلط استعمال ہے، جہاں تک نفس ریڈیو کے ذریعہ اپنی بات دور تک پہنچانے کا سوال ہے اس میں کوئی عیب نہیں، اس لیے فقہاء کی زبان میں کہا جاسکتا ہے کہ ریڈیو ''ما لا تقوم بہ المعصیۃ'' کی قبیل سے ہے، یعنی اصل شئ میں کوئی معصیت نہیں ہے، معصیت باہر سے آتی ہے، اور وہ اشیاء جن کی ذات میں معصیت نہ ہو بلکہ معصیت خارج سے آتی ہو ان کا استعمال اس خارجی معصیت کا ارتکاب کیے بغیر جائز ہے '' (بحوالہ: انٹرنیٹ اور جدید ذرائع ابلاغ، ص: ٦٩-٦٨)۔

اگر یہ آلات غلط مقاصد کے لیے استعمال کیے جائیں تو اس سلسلے میں ''الأمور بمقاصدھا'' اور ''سدذریعہ '' کے اصول کی روشنی میں ان کا استعمال غلط اور ممنوع ہوگا۔

• استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ۔

جواب ۲۔ ملٹی اپلی کیشن موبائل ان آلات میں سے ہے جن میں فی نفسہ کوئی قباحت نہیں، بلکہ ان کی حلت وحرمت کا انحصار اس کے استعمال کرنے والے کے عمل پر ہے، لیکن اس کے ذریعہ جس میں قرآن محفوظ ہو فحش مناظر دیکھنا قرآن کے ساتھ تلاعب اور بے حرمتی کا سبب ہے۔

اس مسئلہ میں حضرت مفتی شفیع صاحبؒ نے ان الفاظ میں صراحت فرمائی ہے:

''گرامو فون اپنی ذات سے آلات طرب ومزامیر اور ملاہی محرمہ میں داخل نہیں، اس لیے کوئی مباح کلام فقط اس آلہ کی وجہ سے بغیر کسی عارضی کراہت یا ممانعت کے ناجائز نہ ہوگا، البتہ جب کہ بلاضرورت محض تفریحاً سنا جاتا ہے، تو یہ ایک قسم کا لہوولعب ہے'' (بحوالہ: جواہر الفقہ ۵،۱۳۱)۔

حضرت مفتی صاحبؒ کے کلام سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ گراموفون یا اس قسم کا کوئی آلہ فی نفسہ قبیح اور ممنوع نہیں؛ بلکہ ممنوع اس کے غلط استعمال کی وجہ سے ہوا کرتا ہے، مباح عمل کے لیے اس کا استعمال مباح ہے۔

الغرض قرآن شریف کا ایسے موبائل میں جن میں فحش مناظر بھی دیکھے جاتے ہوں کا اصلی حکم (خارجی عوارض سے قطع نظر) یہ ہے کہ یہ جائز ہے مگر خلافِ اولیٰ ہے۔

جواب ۳۔ موبائل دراصل اس مجموعہ کا نام ہے، جس میں مختلف پروگرام اور مختلف سافٹ ویئر ہوتے ہیں، اور اپنا کام کرتے ہیں، اس کے ذریعہ بیک وقت کئی طرح کے کام لیے جاسکتے ہیں۔

لہٰذا اگر موبائل میں قرآن شریف کی تلاوت کی جائے تو اس سے موبائل کا پورا سیٹ قرآن مجید کے حکم میں نہیں ہوگا، البتہ جب قرآن شریف اسکرین پر کھلا ہوا ہو تو بلاوضو اسکرین کو چھونا کراہت سے خالی نہیں، لیکن موبائل کے نچلے حصّہ کو پکڑنے میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن یاد رہے کہ اگرچہ اس کو ہاتھ نہیں لگایا جاسکتا لیکن قرآن شریف کی تلاوت میں اس کے آداب کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ فتاویٰ شامی میں عبارت مذکور ہے:''ویمنع مسہ إلاّ بغلافۃ المنفصل أي کالجراب والخریطۃ دون المتصل کالمجلد المشرز ھو الصحیح، وعلیہ الفتویٰ، لأن الجلد تبع لہ'' (شامی ۱،۴۸۸، زکریا)۔

جواب ۴۔ تحریر اور آواز کی شکل میں جو میسیج آتے ہیں، اگر وہ غیرشرعی اور فضولیات میں سے ہوں تو ان کو بھیجنا قطعاً درست نہیں، البتہ بعض میسیج جو دینی معلومات پر مشتمل ہوں تو ان کو ''بلغوا عني ولو آیۃ'' اور ''النصح لکل مسلم'' کے تحت دوسروں کو بھیجنا جائز ہوگا۔

لیکن جو لوگ اس قسم کے میسیج کو ناپسند کرتے ہیں، حکمت دعوت کا خیال کرتے ہوئے ان کو بلااجازت نہ بھیجا جائے، ''أدعُ إلی سبیل ربّک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ''، خلاصہ یہ کہ دینی واخلاقی معلومات دعوت کے آداب یعنی حکمت وموعظت کو سامنے

رکھ کر میسیج کیے جاسکتے ہیں (سورۃ النحل، القرآن)۔

جواب ۵۔ اس طرح کے پیغامات جو اخلاقیات پر مشتمل ہوں، کوئی غیر اخلاقی کلام نہ ہو تو دینی تبلیغ کی نیت سے غیرمحرم عورت یا کوئی غیرمحرم مرد کو بھیجا جاسکتا ہے، لیکن اس سے بات کرنا یا Message ارسال کرنا اسی طرح ممنوع ہے، جس طرح کسی اجنبیہ عورت سے بالمشافہ کلام کرنا۔ ''ولا یکلم الأجنبیۃ إلاّ عجوزاً عطست أو سلمت'' (شامی ۹؍۵۳۰، زکریا)، معلوم ہوا کہ غیرمحرم عورت یا غیرمحرم مرد کو کلام کے بغیر اخلاقی پیغامات دعوتی مقصد سے بھیجے جاسکتے ہیں۔

جواب ۶۔ تصویر کشی کی شریعت میں جس قدر ممانعت ہے، اس کے پیشِ نظر تصویروں کے ساتھ آئے پیغامات دوسروں کو بھیجنا ممانعت کے دائرہ میں آئے گا، البتہ تصویریں اس قدر چھوٹی ہوں کہ دیکھنے والے کو نظر نہ آئیں تو ان پیغامات کو آگے بھیجا جاسکتا ہے، ''لو کانت الصورۃ صغیرۃ لا تبدو للناظر لا یکرہ، لأن الصغار جدا لا تعبد'' (البحر الرائق ۲؍۵۰)۔ اسی طرح وہ تصاویر جو اشتہارات کے تابع ہوتی ہیں، تبعاً بھیجی جاسکتی ہیں۔ علاّمہ ابن نجیم مصریؒ کی رائے سے معلوم ہوا کہ اگر تصویر چھوٹی ہو جو دیکھنے والے کو نظر نہ آئے تو یہ مضر نہیں؛ لہٰذا اسے میسیج کیا جاسکتا ہے۔

جواب ۷۔ C.C.T.V کیمرے کا استعمال، اپنے آپ کو محفوظ رکھنے، الزامات وشبہات سے بچانے کے لیے اور دوسرے جائز مقاصد کے لیے کیا جاسکتا ہے، اسی طرح مجرموں کو پکڑنے اور مدرسہ ومسجد کی حفاظت کے لیے استعمال کرنا جائز ہوگا۔ فقہاء نے جانوروں اور کھیتی کی حفاظت کی غرض سے کتّے رکھنے کی اجازت بیان کی ہے، اور حدیث میں بھی اس کی دلیل موجود ہے، لہٰذا اسے زیر بحث مسئلہ کے لیے نظیر بنایا جاسکتا ہے۔ اتفق العلماء علی جواز اقتناء الکلب للصید أو لحفاظۃ الزرع والمواشي، فذکر الحافظ فی الفتح:''أن الأصح عند الشافعیۃ إباحۃ اتخاذ الکلاب لحفظ الدرب'' (فتح الملھم ۱؍۵۴۱)۔

موجودہ پُرفتن دور میں جہاں جان ومال اور عزت وآبرو ہمہ وقت خطرات سے دوچار رہتے ہیں، ان حالات میں ان کیمروں کی ضرورت مزید بڑھ جاتی ہے، لہٰذا اسے ''ضرورت '' کا درجہ بھی دیا جاسکتا ہے۔

محور دوم:

جواب۱۔ نیٹ پر محفوظ معلومات اگر مقفل اور خفیہ ہوں تو آئی ٹی مہارت کے ذریعہ وہاں تک رسائی کرنا اور اس میں دست درازی کرنا جائز نہیں، ورنہ یہ چوری اور خیانت کے حکم میں داخل ہوجائے گا، جس کے بارے میں قرآنی ہدایات موجود ہیں جن کی واضح طور پر ممانعت موجود ہے۔ (سورۂ انفال:۲۷)

یٰأیّھا الذین آمنوا لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا أماناتکم وأنتم تعلمون (القرآن)۔

جواب۲۔ اگر وہ معلومات محفوظ پرسنل ہوں تو اجازت کے بغیر ان کو آگے شیئر

کرنا درست نہیں، لیکن جو معلومات برائے استفادہ لوگوں کے لیے عام ہوں تو ان سے استفادہ کرنا اور شیئر کرنا اس وقت درست ہوگا جب کہ متعلق شخص کو کسی طرح کا مالی یا غیرمالی نقصان نہ ہو؛ کیوں کہ یہ معلومات ان کے حقوق میں ہیں، اور حق ایجاد، اور حق اسبقیت کو معاصر فقہاء نے تسلیم کیا ہے، اس لیے صاحبِ حق کی اجازت ہی سے اس کو آگے بڑھانا یا شیئر کرنا درست ہوگا، اس بارے میں فقہ اکیڈمی مکۃ المکرمہ کے فیصلہ کی یہ عبارت لائق درج ہے:

''تالیف اور ایجاد میں صاحب تالیف اور صاحب ایجاد کے حق کو معتبر مانا جائے گا، یہ حق شرعاً اس کی ملکیت ہے، اس کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کے لیے اس پر دست درازی نہیں ہے، البتہ اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کتاب یا مقالہ میں کسی منکر کی دعوت اور کسی بدعت کی اشاعت نہ کی گئی ہے، ورنہ اس کو ضائع کردینا واجب ہے، اور اس کو شائع کرنا جائز نہیں '' (مکہ فقہ اکیڈمی کے فیصلے: ٢٤٢)۔

جواب٣۔ شوہر وبیوی اگر نیٹ استعمال کرتے ہوں، اور غلط مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہوں تو اس کے ذریعہ ایک دوسرے کے معاملات سے واقف ہوسکتے ہیں، بشرطیکہ باہمی مودّت اور تعلق میں کوئی فرق نہ پڑے، لیکن بغیر شرعی عذر اس طرح کرنا درست نہیں؛ البتہ ضرر سے بچنے اور دونوں کے مفادات باقی رکھنے کی خاطر اس کی اجازت ہوگی۔ فقہاء نے بغرض تحفظ جاسوسی کی اجازت دی ہے، علاّمہ رازی نے ''ولا تجسّسوا'' کی تفسیر میں بعض شکلوں میں اس کی اجازت بیان فرمائی ہے۔ ''فقال عبد الله: إنا قد نهينا عن التجسس، ولكن إن يظهر لنا شيء نأخذ به'' (أحكام القرآن للجصاص الرازي ٣/٥٤٠)۔

جواب ۴۔ امن عامہ، جرائم پیشہ اور دہشت گرد عناصر پر کنٹرول پانے کے لیے خفیہ معلومات حاصل کرسکتے ہیں، اس مسئلہ میں غزوہ احزاب (غزوہ خندق) کے اس واقعہ سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعیم بن مسعود الغطفانی کو ''الحرب خدعة'' (بخاري، كتاب الجهاد والسير، رقم الحديث: ٣٠٢٨) کے اصول کے تحت بنوقریظہ اور غطفان کی جاسوسی کے لیے بھیجا تھا۔ اس قسم کی روایتوں سے اس کی اجازت سمجھ میں آتی ہے۔

جواب ۵۔ ایسے شخص کو جو خفیہ معلومات تک رسائی حاصل کرے اور اس کے ذریعہ دوسروں کو نقصان پہنچانا چاہتا ہو تو دوسروں کی حفاظت اور خیرخواہی کی خاطر ان کو واقف کرانا اور اطلاع دینا درست ہے۔

امام بخاریؒ نے اہل فساد کے شر سے بچانے کے لیے دوسروں کو ان کے فساد اور عیوب بتانے کے جواز کو بیان کیا ہے اور ایک مستقبل باب باندھا ہے، فقہاء نے بھی اس مسئلہ میں جواز کی رائے دی ہے:''ما يجوز من اغتياب أهل الفساد والريب'' (بخاری، کتاب الأدب، حدیث: ۴۸)۔

''الرجل إذا كان يصوم ويصلي ويضر الناس باليد واللسان فذكره بما فيه ليزجره فلا إثم عليه'' (كذا في فتاوىٰ قاضي خان، فتاوىٰ هندية، ٣٦٢)۔

جواب ۶۔ دیگر لوگوں کی وہ معلومات جو رازدارانہ ہوں یا لوگ ان کو دوسروں کے سامنے لانا پسند نہ کرتے ہوں، ان معلومات کو متعلق شخص کی اجازت کے بغیر حاصل کرنا خواہ تجارتی مقاصد ہوں یا کوئی اور، شرعاً جائز نہیں ہے، ہاں اگر متعلق شخص اجازت دے دے تو بالعوض ان معلومات کو فراہم کرکے کمپنیوں کو حوالہ کرنا درست ہے، غرض کہ اس عمل کا جواز متعلق شخص کی اجازت پر موقوف ہے، اس مسئلہ کی نظیریں حق ایجاد، حق اسبقیت، اور ٹریڈ مارک ہیں، جن کو مولانا اشرف علی تھانویؒ نے نزول عن الوظائف پر قیاس فرمایا ہے، اس مسئلہ کی پوری تفصیل مولانا مفتی تقی عثمانی نے اپنے مقالہ میں پوری شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے (فقہی مقالات ۱، ۲۱۹ تا ۲۲۷)۔

جواب ۷۔ اگر ان خفیہ کیمروں کا استعمال امن عامہ، ملک کی حفاظت اور مجرمین کو پکڑنے اور منظرعام پر لانے کے لیے استعمال کیا جائے تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں، بلکہ یہ تمام کارروائیاں مصالح مرسلہ کے تحت درست ہوں گی۔

درج ذیل قواعد شرعیہ سے اس کے جواز کے پہلو پر استفادہ کیا جاسکتا ہے:

(۱) درء ا لمفاسد أولىٰ من جلب المصالح (الأشباه لابن نجيم ۱، ۲۲۴)۔

(۲) يتحمل الضرر الخاص لدفع الضرر العام (الأشباه لابن نجيم ۱، ۲۲۹)۔

علاّمہ ابن حجر صاحب فتح الباری کی درج ذیل عبارت سے بھی اس کا جواب معلوم ہوتا ہے:

وإن الإمام يسوس رعيته بما فيه إصلاحه ولو كان مفضولاً ما لم يكن محرماً (فتح الباري ۱، ۱۹۹)۔

جواب ۸۔ بعض معاصر فقہاء نے سافٹ ویئر، ٹریڈمارک، اور حق ایجاد کو بہت سی شرطوں کے ساتھ مبیع تسلیم کیا ہے، اور شرعاً اس پر موجد کا حق تملیک مانا ہے۔

جس کی وجہ سے مالک کی اجازت کے بغیر ان کی خریدوفروخت کرنا جائز نہیں، اور اس کا بیچنا یا کسی طرح سے استفادہ کرنا حرام ہے، لہٰذا دوسرے خریدنے والے شخص کا بھی خریدوفروخت کرنا درست نہیں ہوگا۔

''ويجب ردّ العين لقوله عليه السّلام، لا يحل لأحدكم أن يأخذ مال أخيه لاعباً ولا جادا، وإن أخذ فليرده عليه'' (شامی ۹، ۲۶۶)۔

''صرح الفقهاء بأن من اكتسب مالا بغير حق فإما أن يكون كسبه بعقد فاسد كالبيوع الفاسدة والاستيجار على المعاصي..... ففي جميع الأحوال المال الحاصل له حرام عليه، ولكن إن أخذه من غير عقد ولم يملكه يجب عليه أن يرده على مالكه'' (بذل المجهود ۱، ۳۵۹)۔

ما حرّم أخذه حرّم إعطاءه (الأشباه لابن نجيم)۔

جواب ۹۔ کمپیوٹر ہیک کرنا یا اس میں وائرس داخل کرنا خیانت اور اتلاف مال کے قبیل سے ہے، جس کی شریعت نے سخت ممانعت فرمائی ہے، حدیث شریف میں آتا ہے:

‘‘من أخذ أموال الناس يريد أداء ها أدى الله عنہ، ومن أخذ يريد إتلافها أتلفہ الله ’’۔

اور یوں بھی دیکھا جائے تو مال کی حفاظت ضروریات خمسہ میں سے ہے۔

قال الإمام الشاطبيؒ في الموافقات: ‘‘واتفقت الأمۃ على أن الشريعۃ وضعت للمحافظۃ على الضروريات الخمس وهي: الدين، والنفس، والنسل، والمال، والعقل’’۔

الخيانۃ حرام لقولہ عليہ السّلام:‘‘آيۃ المنافق ثلاث:إذا حدث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا ائتمن خان’’ (أخرجہ البخاري ١،٨٩)۔

محور سوم:

جواب ١۔ جو خبریں منفی رجحان رکھتی ہیں، یا جن میں فسق کا اندیشہ ہو یا جن کو آگے بڑھانے سے باہمی تنازع کا امکان ہو ان کو آگے بڑھانا درست نہیں ہے، اس بارے میں قرآنی ہدایات جو سورۂ حجرات میں موجود ہیں ان سے رہنمائی ملتی ہے:‘‘يٰأيّها الذين آمنوا إن جاءكم فاسق بنبإ فتبيّنوا أن تصيبوا قوماً بجهالۃ فتصبحوا على ما فعلتم نادمين’’ یہ آیت بتاتی ہے کہ کوئی بھی ایسی خبر جو بری ہو اس کے بارے میں یقین کرنے سے قبل تحقیق کرلینی چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے مطابق عمل کرلیا پھر بعد میں اپنے کیے پر پچھتانا اور شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ ظاہر بات ہے کہ کسی خبر کی تصدیق ہونے کے بعد ہی اس کو آگے بڑھانا چاہیے۔

حافظ ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں یہ صراحت فرمائی ہے کہ علماء کے ایک گروہ نے مجہول الحال کی خبر قبول کرنے سے منع کیا ہے۔ ‘‘ومن هنا امتنع طوائف من العلماء من قبول روايۃ مجهول الحال لاحتمال فسقہ في نفس الأمر’’ (تفسیر ابن ٤،٢٦٤)۔

حدیث میں ہے: عن أبي هريرۃ رضي الله عنہ قال:قال رسول الله صلى الله عليہ وسلم: ‘‘إيّاكم والظن، فإنّ الظن أكذب الحديث، لا تجسسوا ولا تحسسوا ’’ (أبوداؤد، كتاب الأدب: ٤٩١٧)۔

جواب ٢۔ کسی کے کلام میں ایسا حذف واضافہ جس سے کلام کا مقصود ختم ہوجائے یا مفہوم بدل جائے یا روح کلام میں تبدیلی پیدا ہوجائے کسی دوسرے کے لیے شرعاً اس کی اجازت نہیں ہوگی، اور یہ جھوٹ وافتراء اور غش کے عمومی احکام میں داخل ہوگا۔ لیکن اگر کلام کے مفہوم اور روح میں کوئی تبدیلی نہ ہو تو صاحبِ کلام کی اجازت سے حذف واضافہ درست ہوگا اور یہ نقل صحیح میں شمار ہوگا۔

جواب ٣۔ کسی شخص کی نجی معلومات کو دوسروں تک پہنچانا یا لوگوں میں عام کرنا درست نہیں؛ البتہ حکومت اگر ملکی مصالح کے پیشِ نظر ایسا کرنا چاہتی ہو تو اسلامی نقطۂ نظر سے شخصی تحفظ کے ساتھ ساتھ کسی شخص کی نجی معلومات کسی خاص تفتیش کی خاطر تفتیشی ادارہ کے حوالہ کرسکتی ہے، جس میں یہ لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ اس شخص کی نجی معلومات عام لوگوں تک نہ پہنچے، اور بلاوجہ اس کو کوئی قانونی یا اخلاقی ضرر نہ ہو۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ‘‘ يٰأيّها الذين آمنوا اجتنبوا كثيراً من الظن، اِنّ بعض الظن اِثم ولا تجسّسوا ولا يغتب بعضكم بعضاً’’ (الحجرات)۔

جواب۴۔ جن چیزوں کی خریدوفروخت اور ترسیل شرعاً جائز ہے، ان کے اشتہارات بغرض تجارت درست ہیں لیکن جو چیزیں شرعاً ممنوع ہیں، ان کے اشتہارات بھی ممنوع ہوں گے، البتہ بعض ممنوع اشتہارات جائز ہیں جو اصل اشیاء کے تابع ہیں، ان کے اشتہارات کی گنجائش ہے؛ کیوں کہ اصلاً وہ مقصود نہیں، بلکہ مقصود جائز اشیاء ہیں، جیسے کوئی استعمال کا سامان ہو اور ان کے ڈبوں یا بکس پر کوئی چھوٹی تصویریں ہوں جو شئ کے تابع ہیں، اس کی ترسیل میں کوئی حرج نہیں۔

مفتی کفایت اللہ صاحب نے اس قسم کے سوال کے جواب میں جو فتویٰ دیا ہے، اس سے اس کے اشتہار کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، موصوف فرماتے ہیں:

''تصویروں کا خریدنا بیچنا ناجائز ہے، خواہ وہ چھوٹی ہوں یا بڑی، اور بچوں کی کھیلنے کی ہوں یا کسی اور غرض کے لیے، البتہ ایسی اشیاء جن میں تصویر کا بیچنا خریدنا مقصود نہ ہو جیسے دیا سلائی کے بکس کہ ان پر تصویر بنی ہوتی ہے، مگر تصویر کی بیع وشراء مقصود نہیں ہوتی، تو ایسی چیزوں کا خریدنا بیچنا جائز ہوسکتا ہے'' (کفایت المفتی۹،۲۳۵)۔

اس تحریر سے اگرچہ خریدوفروخت کے احکام میں وضاحت ملتی ہے، تاہم ان سے یہ رہنمائی بھی ملتی ہے کہ ان کے اشتہارات کی بھی گنجائش ہے۔

جواب ۵۔ کارٹون کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ کارٹون دو طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) محض خاکہ جس میں تصویر نہ ہو بلکہ ایک خاکہ کی تصویر ہوتی ہے، یہ درست ہے لیکن احتیاط اولیٰ ہے۔

(۲) دوسرا وہ کارٹون جو مروّج ہے، جس میں چہرہ وغیرہ پورا ڈھانچہ ہوتا ہے، یہ درست نہیں، یہ تصویر کے حکم میں ہے، جو شرعاً جائز نہیں۔

اور مزید جو لوگ کارٹون کے ذریعہ دوسرے لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں، اس کا گناہ مستزاد ہوگا، خواہ وہ تعمیری تنقید کے جذبہ سے ہو؛ کیوں کہ شرع اسلامی میں کسی کا مذاق اڑانا جائز نہیں ہے۔ قرآن کریم میں اس کی صراحۃً ممانعت آئی ہے:

یٰأیُّھا الذین اٰمنوا لا یسخر قوم من قوم عسیٰ أن یکونوا خیراً منھم (حجرات)۔

جواب ۶۔ جو کمپنیاں لوگوں کی آپسی گفتگو محفوظ کرکے حکومتوں کو فراہم کرتی ہیں، ان کا یہ عمل شرعاً جائز نہیں؛ البتہ ملکی مصالح کے پیشِ نظر نجی معلومات کو تفتیشی ادارہ کے حوالہ کیا جاسکتا ہے، اس میں یہ لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ اس نجی معلومات کے حوالہ کرنے سے کسی طرح کا کوئی نقصان نہ ہو۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم: ''لا ضرر ولا ضرار'' (مسند أحمد: ۲۲۷۸)۔

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل

مولانا حافظ کلیم اللہ عمری مدنی•

محور اول:

جواب(١)۔دنیا کی ترقی اور نئی ایجادات میں سے ایک یہ فون /اسمارٹ فون/ انڈرائیڈ فون بھی ہے ، جس نے عوامی رابطوں کو آسان بنادیا ہے ، یقینا فون ایجاد کرنے والا گراہم بیل قابل مبارکباد ہے ، جس نے انسانی زندگی کو ایک بہترین تحفہ عنایت کردیا ،اس نے یہ سوچا بھی نہ ہوگا کہ یہ فون مستقبل میں لوگوں کے جیب میں ہوگا، آئندہ اسمارٹ کی شکل میں ساری انسانی ضرورتیں پوری کرنے کا ذریعہ بنے گا ، خواہ اسلامی معلومات حاصل کرنے کا معاملہ ہو،یا نیٹ بینکنگ ہو، یا ای ٹکٹ بنانا ہو، یا دیگر ساری ضروریات گھر بیٹھے پورا کرنے کا معاملہ ہو، جسے آج دنیا والے اسمارٹ فون کے نام سے جانتے ہیں ، جو ہر کس وناکس ، شہر ی ہو یا دیہاتی ، بینا ہو یا نابینا، امیر ہو یا غریب سب کی ضرورت بن چکا ہے ، اسمارٹ فون یقینا اللہ تعالی کی ایک نعمت ہے ، اس نعمت کا صحیح استعمال یقینا مباح ہے ، اگر اس کو صرف ضرورت کے تحت استعمال کیا جائے تو ہمارے لئے اچھا ثابت ہوگا اور وقت کا ضیاع بھی نہ ہوگا، اس فون سے انسانی دنیا میں رابطہ آسان ہوگیا ہے ، اوریہ فون رابطہ کا بہترین ذریعہ ہے، جہاں یہ فون دو دھاری تلوار ہے ، اسی جگہ فاصلوں کو سمیٹنے والا، رابطوں او رصلہ رحمی کا بہترین آلہ ہے ، اسمارٹ فون فی نفسہ بری چیز نہیں ہے بلکہ ایک نعمت الہی ہے ،اس فون کا استعمال اس کو برا یا اچھابناتاہے، اگر اسے اسلامی تعلیمات سے مستفید ہونے یا دعوت الی اللہ یا اصلاح امت یا اصلاح معاشرہ کے لئے استعمال کریں گے تو موجودہ دور کا مؤثر ومفید ہتھیار ہے ، دور جدید ٹیکنالوجی اورکمیونی کیشن کا دور ہے ، اسے صحیح استعمال کرنا امت کی ذمہ داری ہے ، لیکن جہاں لوگ یا نئی نسلیں غلط مقاصد کے لئے استعمال کرتی ہیں اس کا حکم بھی بدل جائے گایعنی ایک مباح چیز حرام کے درجہ تک بھی پہنچ سکتی ہے ، واللہ المستعان ۔

جواب(٢)۔ صورت مسؤولہ میں موبائل کی حیثیت ایک آئینہ کی ہے ، جس میں عکس ہی ظاہر ہوتا ہے ، یا جو کچھ قرآن کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے وہ ایک تصویر ِقرآن ہے ، حقیقی قرآن نہیں ہے ، اس لئے ایسے موبائل میں قرآن مجید رکھنے کی بھی گنجائش ہوگی، نیز اس میں قرآن مجید یا دیگر دینی کتابوں کو محفوظ کرنے یا اس سے مستفید ہونے کی

• استاذ ومفتی جامعہ دار السلام، عمرآباد۔

صورت میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

جواب(٣)۔موبائل فون میں قرآن کی آیتیں جب اسکرین پر ہونتو بلا وضو تلاوت کے سلسلہ میں اہل علم کے تین اقوال منقول ہیں:

١)موبائل فون، ٹیب یا کمپیوٹر وغیرہ کی اسکرین پر اگر قرآن کے نقوش نہ ہوں تو بالاتفاق غیر متوضی (بلاوضو) یا جنبی ہاتھ لگاسکتا ہے ، لیکن اسکرین پر قرآن کے نقوش ظاہر ہوں تو جنبی یا غیر متوضی کا اس موبائل یا اسکرین کو چھونا جائز نہیں ہے ، اس وقت اس کا حکم مصحف کا ہے ، ارشا د باری تعالی ہے: لا یمسہ إلا المطہرون (الواقعۃ) جیساکہ اس طرح کا فتوی ''الفتاوی المہمۃ فی ما ابتلت العامۃ'' نامی کتاب میں مذکور ہے۔

٢) موبائل یا میموری کارڈ میں قرآن موجود ہو اور اسکرین پر کھولانہ گیا ہوتو اس وقت چونکہ قرآن کریم حروف ونقوش کی صورت میں موجود نہیں ہے ،لہذا اس کو چھونے کے لئے باوضو ہونا ضروری نہیں ہے۔

٣)اسکرین پر نظر آنے والی آیتیناور دیگر پارٹس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک کاغذ پر قرآن کی آیتیں کتابت کرکے اس کو فریم میں داخل کردیا گیا ہو، اور (ریم)RAM کے ذریعہ نقوش بن کر شیشہ سے نظر آتے ہیں ، اس کی حیثیت غلاف منفصل کی ہے ، جسے چھونا جائز ہے ، جیسے صندوق میں موجود قرآن کو جنبی یا غیر متوضی شخص کا چھونا یا اٹھانا جائز ہوگا، اس کی بلا وضو تلاوت بھی جائز ہے۔

راقم الحروف کے نزدیک تیسرا قول جواز کا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے؛ کیونکہ موبائل کا حکم مصحف کی طرح نہیں ہے ، اسکرین پر قرآن مجید کاضرورت کے وقت عند الطلب نظر آنا اور غائب ہوجانا مصحف کے حکم میں شامل نہیں ہوسکتا ، جیسا کہ الشیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ نے فرمایا کہ موبائل اور مصحف کے مابین شکل اور استعمال میں فرق کے اختلاف کی وجہ سے دونوں کا حکم ایک نہیں ہے ، جب کہ مصحف سے تلاوت کے لئے حدث اصغر سے پاک صاف ہوناواجب ہے ، یہی رائے ڈاکٹر خالد المصلح کی ہے ، یعنی موبائل کے اسکرین پر آیات قرآنی لکھی ہوئی نہیں ہے؛ بلکہ نئے ٹکنالوجی کی مدد سے آیات اسکرین پر ظاہر ہوتی ہیں ، جس میں رسم مصحف اور شکل مصحف قرآنی نظر نہیں آتا، اس لئے موبائل فون پر قرآن کریم کے لئے مخصوص احکام مرتب نہیں ہوں گے، خواہ اسے چھونے سے متعلق ہو،یا بیت الخلاء میں لے جانے سے متعلق ہو،یا اس کی کما حقہ تعظیم یا اس کی حفاظت کا مسئلہ ہو، چونکہ اس کا حکم مصحف کا نہیں ہے۔نیز یہ رائے فضیلۃ الشیخ محمد العریفی کی بھی ہے ، آپ نے فرمایا کہ موبائل یا آئی پیڈ سے بلا وضو تلاوت کرنا جائز ہے؛ کیونکہ یہ آلے عام مشین کی طرح ہیں، نہ کہ اس کا حکم مصحف شریف کا حکم ہے ، موبائل کے اسکرین پر قرآن مجید کے سوا اور بھی کئی چیزیں ، کتابیں یا دیگر کئی پروگرام دیکھنے اور سننے سے متعلق بھی اس مشین میں ظاہر

ہوتی ہیناور چھپ جاتی ہیں۔ ((ASSABEEL.COM))

خلاصہ کلام یہ ہے کہ موبائل یا آئی پیڈوغیرہ قرآن مجید کے حکم میں شامل نہیں ہیں، موبائل پر ظاہر ہونے والے حروف قرآن مجید کی طرح ثابت اورمستحکم نہیں ہوتے، موبائل اور آئی پیڈ میں قرآن کے علاوہ اور بھی کئی پروگرامس ہوتے ہیں اسلئے اسے بلا وضو چھونے یا پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (مزید معلومات کے لئے دیکھئے: الاسلام سؤال وجواب ویب سائٹ)۔

جیساکہ بعض اہل علم وفقہ کے فتاوی سے صورت مسئلہ واضح ہے ، موبائل میں قرآن کریم ہومگر اسکرین پر اس کی آیتیں نظر نہ آرہی ہوں تو موبائل کو بلاوضو چھوسکتے ہیں، اور اگر اسکرین پر قرآن کی آیتیں نظر آرہی ہوں توایسی صورت میں اسکرین پر بلا وضو ہاتھ لگانا نا جائز ہے؛ البتہ موبائل کے دوسرے حصوں پر ہاتھ لگانے کی گنجائش ہے، لیکن احتیاط بہتر ہے (فتاوی دار العلوم دیوبند، نمبر: ۱۴۳۸)۔

نیز بغیر وضو موبائل کو ہاتھ میں لے کر تلاوت کرسکتے ہیں؛ البتہ اسکرین جس پر قرآنی آیات ظاہرہوں ان کو ہاتھ نہ لگایاجائے (فتاوی دارالعلوم دیوبند،فتوی نمبر: ۱۴۳۷)۔

موبائل اور اس قسم کے دیگر آلات کا ڈھانچہ اسکرین سے علیحدہ ہے ، لہذا جب اسکرین پر قرآن مجید ہوتو موبائل یا دیگر آلہ کو ہاتھ میں لینے کے لئے باوضو ہونا ضروری نہیں (نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے،ص ۱۴۷)۔

جواب(۴)صورت مسؤولہ میں بہتر صورت یہی ہے کہ موبائل پر خواہ مفید پیغام ہی کیوں نہ آئے ہوں انہیں ایسے حضرات کو نہ بھیجا جائے جو مسیج بھیجنے کو نا پسند کرتے ہوں۔

جواب (۵)صورت مسؤولہ میں مفید معلومات پر مشتمل پیغامات جو اخلاقیات، دینیات یا اسلامیات وغیرہ سے متعلق ہوں ،انہیں عام کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جواب(۶)صورت مسؤولہ میں مفید ویڈیوکو خیر کی نشرواشاعت کی نیت سے دوسروں کو بھیجنا جائز ہوگا، بعض حالات میں آڈیو کے بالمقابل ویڈیو زیادہ مفید اور مؤثرہوتے ہیں، لہذا مفید معلومات پر مشتمل ویڈیوکوآگے بڑھانا جائز ہوگا اور یہ عمل تصویر کشی کے دائرہ میں داخل نہ ہوگا۔

جواب(۷)۔ صورت مسؤولہ میں مذکورہ مصلحتوں اور حفاظتی نقطہ نظر سے مساجد ومدارس وغیرہ میں CCTV کیمرہ نصب کرنا یقینا جائز اور مستحسن امر ہے ، اس آلہ سے مجرم او رمجرمانہ کارروائیوں پرنظر ہوتی ہے ، جرائم روکنے میں مدد ملتی ہے ، دورجدید کے اس طرح کے آلات سے استفادہ ضرورکرنا چاہئے، ہاں البتہ حمامات اور بیت الخلاء میں اس کی تنصیب قطعا نہ ہو ، ان جگہونمیں نصب کرنے سے لوگوں کی حرمت پامال ہوگی،صرف دفع مضرت کی خاطر ان کیمروں کی تنصیب کی اجازت ہوگی ۔

جواب(۸)۔ صورت مسؤولہ میں ارباب اقتدار کو اس طرح کے عمل سے روکنے کی

پوری کوشش کی جائے،اور یہ عمل سراسر انسانیت سوز بھی ہے ، شرم وحیا کے خلاف بھی ہے ، بلکہ ایک معزز شہری کی توہین بھی ہے ، لہذا ایسے اسکیننگ مشین سے سب کو گزرنے پر مجبور کرنا شرعاً اور اخلاقاً صحیح نہیں ہے؛ البتہ مشکوک اور مجرموں کو بھی الگ کمروں میں جانچ پڑتا ل کی نیت سے انہیں تلاشی لینا یا مشین پر گزارنا محض حفاظتی اقدامات کی خاطر جائز ہوگا، اوریہ الضرورات تبیح المحظورات اور جلب مصلحت اور دفع مضرت کے باب میں شامل ہوگا۔

محور دوم:

جواب(١)۔ صورت مسؤولہ میں معلومات کی چوری بھی چوری ہی شمار ہوگی ، خواہ اس چوری سے عزت وآبرو کو ٹھیس لگے، یا معاشی نقصان سے گزرنا پڑے، یا علمی ومطالعتی یادداشتیں ہی کیوں نہ ہوں، سب کا حکم چوری ہے، جو شرعاً حرام ہے، اسی لئے تصانیف وتالیفات کے میدان میں یہ جملہ لکھا جاتا ہے کہ جملہ حقوق محفوظ ہیں ، لہذا کسی کی اجازت کے بغیر نقل معلومات شرعاً چوری کے حکم میں ہی ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: إنما الطاعۃ فی المعروف (البخاری) یعنی بھلے کاموں میں اطاعت واجب ہے۔

جواب(٢)۔ صورت مسؤولہ میں چوری شدہ معلومات کو متعلق شخص کی اجازت کے بغیر آگے بڑھانا درست نہیں ہوگا یعنی یہ خیانت متصور ہوگا۔

جواب(٣)۔صورت مسؤولہ میں زوجین کا ایک دوسرے کی اطلاع کے بغیر معلومات جاننے کی کوشش کرنابھی یقینا جاسوسی کے حکم میں شامل ہوگا،یقینا یہ عمل ایک دوسرے کے اعتماد کو ٹھیس پہنچانے کے برابر ہے، اس کی وجہ سے مستقبل میں زوجین کے تعلقات میں خرابیاں پیدا ہوسکتی ہیں ، لہذا یہ عمل بھی مجرمانہ ہی شمار ہوگا۔

جواب(٤)۔ صورت مسؤولہ میں ارباب اقتدار کے لئے یہ جائز ہے کہ امن عامہ کو بر قرار رکھنے کے لئے اور جرائم پیشہ افراد تک پہنچنے کے لئے ان کی خفیہ معلومات تک رسائی کی کوشش کی جاسکتی ہے ، اور یہ عمل صرف حکومت اور اس کے مخصوص محکمات کے لئے ضرورۃً جائز ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: إنما الطاعۃ فی المعروف (البخاری) یعنی بھلے کاموں میں اطاعت واجب ہے۔

جواب(٥) ۔صورت مسؤولہ میں مذکورہ شخص کا عمل یقینا غلط ہے ، اگر اس کی معلومات صحیح ہوں تو دوسروں کو نقصانات سے بچانے کی خاطرخاموشی کے بجائے آگاہ کرنا صحیح ہوگا، اسلامی تعلیم یہ ہے کہ نہ خود تکلیف اٹھاؤ اور نہ ہی دوسروں کو تکلیف پہنچاؤ: لا ضرر ولا ضرار (سنن ابن ماجہ : ٣٤٠)۔

جواب(٦)۔صورت مسؤولہ میں بغیر اجازت کے دوسروں کی معلومات کا ڈاٹا جمع

کرنا اور دوسروں کو فراہم کرنا اور اس سے اجرت حاصل کرنا یقینا یہ عمل بھی چوری میں شمار ہوگا،اور ناجائز ہوگا۔

جواب(۷)۔ صورت مسئولہ میں مذکورہ کارروائی حکومت کی اجازت اور علم کے ساتھ جائز ہوگی ورنہ چوری اور خیانت میں شمار ہوگی؛ بلکہ یہ جاسوسی کے ضمن میں شامل ہوگی، جاسوسی حاکمِ وقت کی اجازت کے بغیر درست نہ ہوگی۔

جواب(۸)۔ صورت مسؤولہ میں سافٹ ویئر بھی ایک ملکیت ہے، مالک کی اجازت کے بغیر تصرف ، استعمال یا اس سے استفادہ ایک مجرمانہ فعل ہے جو شرعاً ناجائز ہوگا، ہر معزز شہری کا فرض ہے کہ وہ حکومت کے اصول وآداب اور احکام جو شریعت کے موافق ہوں اس کی پاسداری کرے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ إنما الطاعۃ فی المعروف (البخاری) یعنی بھلے کاموں میں اطاعت واجب ہے۔

جواب(۹)۔ صورت مسؤولہ میں کسی کی ملکیت کو یا کمپیوٹر کو نقصان پہنچانے کی غرض سے وائرس داخل کرنا بھی ایک مجرمانہ فعل ہے ، اس وائرس کے ذریعہ جدید ٹکنالوجی کو نقصان پہنچتا ہے، اسلامی تعلیم یہ ہے کہ نہ خود تکلیف اٹھاؤ اور نہ ہی دوسروں کو تکلیف پہنچاؤ: لا ضرر ولا ضرار (سنن ابن ماجہ : ۳۴۰)۔

محور سوم:

جواب(۱)۔ اسلام کی نظر میں بلا تحقیق کسی خبر کو عام کرنا منع ہے ، لہذا ہر خبر کی صحیح جانچ پڑتا ل ہوپھر اسے عام کیا جائے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے جھوٹے ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ ہرسنی سنائی ہوئی بات کو بیان کرتا چلاجائے (مسلم)۔

مصدق خبروں کی نشر واشاعت بھی ایک امانت ہے ، اس امانت کی اہمیت کو جاننے اور اس پر عمل کی سخت ضرورت ہے۔

خبر قبول کرنے یا دوسروں کو پہنچانے سے قبل خبر بھیجنے والے کی شخصیت کا پتہ لگایا جائے، یعنی وہ قابل اعتبار ہو۔

جھوٹی خبروں کی ترویج بھی کبیرہ گناہ ہے، اور یہ منافقوں کی علامت ہے ۔

جھوٹی خبر دینے والے کی شہادت کبھی قبول نہ کی جائے گی۔

صحیح خبروں کی نشر واشاعت بھی ایک کار خیر ہے، اس پر بھی اجر وثواب موقوف ہے۔

صحیح خبر عام کرنے والے ‘‘الدال علی الخیر کفاعلہ’’ اور ‘‘من دل علی خیر فلہ مثل أجرفاعلہ’’ (الادب المفرد) کے مصداق ہونگے۔

غلط خبروں کی تشہیر پر گناہ ہوگا، جتنے لوگ اسے اور آگے بھیجینگے سب کا گناہ

پہلے شخص پر ہوگا۔

میڈیا بھی ایک نعمت ہے ، اس کے بارے میں بھی اللہ کے پاس باز پرس ہوگی ، صحیح خدمات پر اجر اور غلط پروپگنڈہ پر وبال ہوگا۔

جواب(۲)۔ اسلام کی نظروں میں امانت کا وسیع مفہوم ہے ، اسی میں سے مراسلہ بھی ہے ، اس میں کمی بیشی بھی خیانت متصور ہوگی۔لہذا کسی بھی صورت میں دوسروں کی مراسلت میں حذف و اضافہ کی کوئی گنجائش نہ ہوگی۔

جواب(۳)۔ کسی بھی شخص کی نجی معلومات جمع کرنا اور دوسروں تک پہنچانا ، یقینا یہ بھی خیانت ہے ، خواہ یہ عمل کسی شخص کے ذریعہ ہو یا حکومت کی جانب سے، یہ سب انتہائی خیانت کے درجہ میں شمار ہوگا، کسی بھی صورت میں اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی ۔

جواب(۴)۔ جائز تجارتی اشیاء کے اشتہارات او رنشر واشاعت میں شریک ہونا جائز ہے؛البتہ ناجائز اشیاء کی تشہیر اور اشاعت میں شامل ہونا جائز نہ ہوگا؛ بلکہ گناہونمیں شریک ہونے کے مترادف ہوگا، ارشاد باری تعالی ہے: وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَان (المائدہ) ترجمہ:نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کیا کرو۔

جواب(۵)۔ مسؤولہ صورت میں تصویر کشی یا کسی کا کارٹون بنانا، یاایک شخص کا سر کسی اور شخص یا جانور کے جسم میں لگا نا یا ایک شخص کی آواز کسی جانور کے ذریعہ پیش کرناایسا لگے کہ جیسے گدھابول رہا ہے، تعمیری تنقید کے جذبہ کے تحت بھی اس طرح کے کارٹون بنانا بھی جائز نہ ہوگا؛ بلکہ ذی روح کی تصویر کشی کے باب میں داخل ہوگا جو کہ ناجائز اور حرام ہے۔

جواب(۶)۔ صورت مسؤولہ میں موبائل کمپنی کا کسی کے گفتگو کو رکارڈ کرنااور حکومتوں یا کسی اور ایجنسی کو فراہم کرنا یقینا نا جائز ہوگا، یہ خیانت او رچوری کے حکم میں شامل ہوگا جو کبیرہ گناہ کی فہرست میں شامل ہوگا۔

* * *

سوشل میڈیا اور اسمارٹ فون کے چند شرعی مسائل

ڈاکٹر محمد فہیم اختر ندوی•

محور اول:

اسمارٹ فون کا استعمال:

١ـٹکنالوجی کا سفر آگے کی سمت بڑھتا جارہا ہے ۔ اس پہیہ کو اب پیچھے کی طرف نہیں لوٹایا جاسکتا ، اور نہ ہی اس کی حیرتناک تیز رفتاری پر بندش لگائی جاسکتی ہے ۔ یہ نظام کائنات ہے جس کے رازوں سے انسان خدا کی دی ہوئی عقل و خرد کے ہاتھوں سے پردہ اٹھاتا جارہا ہے ۔ اس لئے سوال یہ نہیں ہے کہ اسمارٹ فون کا استعمال کیا جاسکتا ہے یا نہیں ؟ کیونکہ جس طرح مواصلات اور روابط کے وسائل نے تیز گامی کے ساتھ اسمارٹ فون تک کا سفر کیا ہے، یہ سفر ابھی بہت آگے جانے والا ہے ، اور اسمارٹ فون سے آگے کی اشیاء مواصلات انسان کے دسترس میں آنی شروع ہوگئی ہیں ،جہاں صرف انگلیوں کے اشاروں اور جسم سے نکلنے والی شعاعوں کے ذریعہ مواصلات انجام پارہے ہیں۔ اس لئے سوال یہ ہے کہ اسمارٹ فون کا استعمال کن افراد کے لئے اور کن اغراض کے لئے درست ہوسکتا ہے ۔ ایسے کئی سوالات اسی سوالنامہ کے اگلے حصہ میں آئے بھی ہیں۔

اسمارٹ فون کے حوالے سے اس کے منفی اثرات کا زیادہ بڑا تعلق نوخیز اور ابھرتی نسل سے ہے ’جب ذہن و عمل کو تجربات کی سان پر صیقل ہونے کا موقع دستیاب نہیں ہوا ہوتا ہے ۔ گذشتہ بہت مختصر عرصہ میں جس طرح اسمارٹ فون کے ذریعہ نوجوان اور نوخیز لڑکوں اور لڑکیوں کے نہ صرف بگڑنے ، آسان ہدف بن جانے بلکہ ایمان سے ہاتھ دھوبیٹھنے کے روح فرسا واقعات سامنے آئے ہیں، ان کے بعد اب یہ بات شرعی اعتبار سے بھی ضروری ہوتی جارہی ہے کہ اسمارٹ فون سے انہیں دور رکھا جائے، اور نیٹ کے استعمال کی ضرورت جہاں ہو وہاں باحکمت نگرانی رکھی جائے۔

٢۔ ایسے موبائیل میں قرآن مجید اور شرعی و مذہبی کتابوں کے علاوہ اب ایسے ایپ اور پروگرا م رکھنے کی سہولیات بھی موجود ہیں جن سے آیت و حدیث کی تلاش، شرعی مصادر کی تخریج و تحقیق اور فقہی و قانونی مسائل کے حل بہ آسانی دریافت ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایسے قرآن مجید کے پروگرام آگئے ہیں جن سے متعلقہ آیت کی تشریح وتفسیر ،

• صدر شعبہ اسلامک اسٹڈیز، مانو، حیدرآباد۔

لغوی تحقیق ، تلاوت اور دیگر علوم صرف انگلیوں کی حرکت سے دستیاب ہوجاتے ہیں' یہ ساری سہولیات اب موبائیل پر موجود ہیں، اور ان سے علمی استفادہ کیا جارہا ہے۔ موبائیل کے ذریعہ ان سے استفادہ ' علم کی تسہیل و ترویج کے ضمن میں آئے گا ۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اسی موبائیل سے کوئی چاہے تو فحش مناظر بھی دیکھ سکتا ہے ، تو اولاً تو ایسے موبائیل میں ان غلط مناظر اور پروگراموں کو محفوظ کرنا ہی غلط ہوگا۔ لیکن ان سے ہٹ کر اسی موبائیل کے ذریعہ اگر کوئی فحش مناظر دیکھتا ہے، تو وہ دیکھنااسی طرح غلط ہوگا جس طرح جن نگاہوں سے قرآن و حدیث کی عبارتوں کو دیکھنے اور پڑھنے والا شخص انہی نگاہوں سے غلط مناظر دیکھنے لگ جائے۔

۳۔موبائیل میں قرآن مجید کا متن کمپیوٹر لنگویج میں محفوظ ہوتا ہے ، جسے موبائیل کے کسی بھی حصہ میں محسوس طریقہ پر رکھا ہوا نہیں دیکھا جاسکتا ہے ، جب اسے موبائیل کے اسکرین پر کھولا جائے تب ہی وہ متن قرآن کی شکل میں سامنے موجود ہوتا ہے، جس طرح فون کی آواز دوسرے فون کے ذریعہ ہی سنی جاسکتی ہے ، درمیان کی مسافت میں وہ قابل سماعت نہیں ہوتی ہے۔ پس جس وقت قرآن موبائیل کے اسکرین پر کھلا ہوگا وہ قرآن کا نظر آنے والا متن کہلائے گا ' جس طرح مطبوعہ قرآن ہوتا ہے ۔ اور اس وقت اسے وضو کے ساتھ ہی چھوا جائے گا، البتہ اس وقت بھی صرف وہ اسکرین قرآن کے حکم میں ہوگا جہاں قرآن کھلا ہوا ہے ، موبائیل کا پورا سیٹ اس حکم میں نہیں آئے گا؛ کیونکہ یہ بدیہی ہے کہ وہ پورا سیٹ قرآن نہیں ہے ۔

۴۔موبائیل پر مسیج بھیجنے کی کئی نوعیتیں ہیں۔ پہلی نوعیت یہ ہے کہ ضرورت ہے ضرورت کوئی تفریح ، خبر ، یا تحریر دوسروں کو بھیجی جائے۔ اس کی اجازت نہیں ہونی چاہئے کہ یہ دوسروں کو خلل پہنچانا ہے ۔ دوسری نوعیت یہ ہے کہ غیر محقق خبر یا اطلاع بھیجی جائے، اس کی بھی اجازت نہیں ہوگی کہ اس سے عموماً غلط اطلاعات پھیلتی ہیں، اور انتشار واختلاف کو ہوا ملتی ہے۔ قرآن نے غیر تحقیق شدہ خبر کو پھیلانے سے منع کیا ہے ۔ تیسری نوعیت ان پیغامات کی ہے جو مذہبی اور دینی نوعیت رکھتی ہیں، کوئی حدیث ، کسی کا ملفوظ ، کوئی مذہبی ہدایت ، کسی مذہبی عمل کی تلقین وغیرہ ' تو ایسے پیغامات کی بابت یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ عام طور پر یہ پیغامات غلط ہوتے ہیں، دینی جذبہ کے تحت لوگ انھیں بھیجتے رہتے ہیں، لیکن وہ دین کی بات نہیں ہوتی ہے ۔ یہ صورت حال انتہائی سنگین ہے، یہ بدعات کی اشاعت سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ دین کی حفاظت، تحقیق اور سند کے ذریعہ ہی کی گئی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن المبارک نے فرمایا تھا :'' الاسناد من الدین،و لولا الاسناد لقال من شاء ما شاء'' (مقدمہ صحیح مسلم)۔ پس اس پر سخت بندش لگنی چاہیے، اور واضح طور پر کہا جانا چاہیے کے خرافات واباطیل کو دین کے نام پر عام کرناگنہ گار بننا ہے۔ اگر پیغامات کی نوعیت محقق دینی بات کی ہو ، کسی

کی تحریر حوالہ کے ساتھ ہو ، کوئی مستند خبر ہو تب اسے دوسروں کو بھیجا جاسکتا ہے ۔
ارسال کردہ پیغامات کی یہ شکلیں اس وقت ہیں ' جب فرد کی جانب سے فرد کو پیغام ارسال کیا جائے ۔ آج کل ارسال پیغامات کے لئے گروپ تشکیل دئے جاتے ہیں ، اور ایک پیغام پورے گروپ کے افراد کو جاتا ہے ، تو ایسی صورت میں بھی سابقہ احکام نافذ ہوں گے، اور اس صورت میں یہ بھی ضروری ہوگا کہ گروپ کے مقاصد اور ہدایات کی پابندی کی جائے۔
۵۔تعلیمی مقاصد یا دعوتی اور تنظیمی روابط کے تحت متعلقہ اطلاعات کے پیغامات اگر وابستہ خواتین کو ارسال کئے جاتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اس کی گنجائش ہوگی۔
۶۔ موجودہ وقت میں جو تصاویر پریس اور ابلاغ کے دیگر ذرائع میں استعمال کئے جاتے ہیں، انھیں پیغامات کی شکل میں بھی ارسال کیا جاسکتا ہے۔ فحش تصاویر کی ممانعت ہوگی ۔
۷۔موجودہ وقت میں جس طرح مصنوعی طور پر الزام سازیاں کی جارہی ہیں ، اور اسلام سے وابستہ امور کو بدنام کرنے کی خطرناک سازشیں رچی جارہی ہیں، ایسے حالات میں ضروری ہے کہ مساجد اور دینی اداروں کے اندر بھی CCTV کیمرے لگائے جائیں ، اس سے یہ بات ممکن ہوسکے گی کہ غیروں اور دشمنوں کی جانب سے اگر سازش رچی جارہی ہو تو اس کا سراغ لگایا جاسکے اور حقیقت تک رسائی پائی جاسکے۔ اسی احساس ضرورت کے تحت اب مساجد اور مدارس کے اندر اس کا استعمال شروع بھی کیا جا چکا ہے۔
۸۔اسکیننگ مشینوں کے سامنے سے گذرنے والے شخص کا جسم بے لباس طور پر اس طرح نظر نہیں آئے گا ' جس طرح کھلی آنکھوں سے نظر آتا ہے ، بلکہ اس کی نوعیت وہ ہوگی جو علاج کے وقت اکسرے اور اسکیننگ کی اعلی مشینوں کے ذریعہ ہوتی ہے ۔پس حفاظتی نقطہ نظر سے ایسی مشینوں کا استعمال بوقت ضرورت کیا جاسکتا ہے ، اور جہاں ایسی مشینوں کا لزوم ہو ، وہاں مسلمانوں کے لئے ان سے گذرنا قبول کیا جاسکتا ہے؛ کیونکہ یہ نہ تو بے لباس ہونا ہے اور نہ اختیار ی عمل ہے۔

محور دوم:

۱۔ معلومات جس نوع کی بھی ہوں ' اگر صاحب معلومات نے انھیں محفوظ کرنے کے ساتھ ساتھ مقفل کررکھا ہے ' تو یہ اس بات کی واضح علامت ہے کہ وہ اپنی معلومات تک دوسروں کی رسائی نہیں چاہتا ۔ ایسی معلومات کا قفل توڑکر ان سے استفادہ کرنا جائز نہیں ہوگا ، خواہ یہ ذاتی نوعیت کی شخصی معلومات ہوں ، یا معاشی فوائد کی معلومات ہو ں یا علمی اور مطالعاتی معلومات ۔ اگر صاحب معلومات نے خود ہی اپنی معلومات کو انٹرنیٹ یا اس سے وابستہ کسی میڈیا پر غیر مقفل فراہم کرکے لوگوں کے لئے اس کی رسائی ممکن

بنائی ہے ' تو پھر ایسی معلومات حاصل کرنا چوری کے ضمن میں نہیں آئے گا۔

۲۔ اگر معلومات کا حصول سرقہ کے ضمن میں آرہا ہے ' تو اسے دوسروں کو فراہم کرنا مزید غلطی کا ارتکاب ہوگا۔ اور یہ معلومات جس درجہ کی حساسیت رکھتی ہوں گی ، اور ان سے جس درجہ کا نقصان وابستہ ہوگا ' ان کو آگے منتقل کرنا اسی درجہ میں جرم کی نوعیت اختیار کرے گا۔

۳۔ شوہر وبیوی کا رشتہ قانونی بندشوں سے زیادہ باہمی اعتماد کی ڈگر پر استوار ہوتا ہے ، اور پائیداری بھی اسی ذریعہ سے آتی ہے ۔ انٹرنیٹ سے وابستہ سوشل میڈیا کے ذریعہ ایک دوسرے کا تجسس کرنا اور جاسوسی کے طریقے اختیار کرنا' رشتہ کو ناپائیدار بنانے والا عمل ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے تو عام حالات میں تجسس کرنے سے منع فرمایا ہے : '' ولا تجسسوا'' (حجرات)۔ اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ تجسس اور غلطیوں کی ٹوہ میں لگے رہنا انسان کو بنانے والا نہیں بلکہ بگاڑنے والا عمل ہوتا ہے :''إنک إن اتبعت عورات الناس أفسدتهم'' (ابو داؤد، حدیث نمبر: ۴۸۸۸)۔ یہ ہدایات تو عام انسانی روابط کے لئے ہیں۔ میاں بیوی کا رشتہ تو بڑا قریبی ہوتا ہے ، اس لئے وہاں ان باتوں کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اسی درجہ میں یہ بات بھی ضروری ہوگی کہ شوہر اور بیوی ا س سلسلہ میں ایک دوسرے سے رازداری نہ برتیں ، اپنے سوشل میڈیا کے اکاؤنٹ کو دوسرے سے مقفل اور مخفی نہ رکھیں کہ یہ رویہ شبہات کو جنم دینے والا ہوتا ہے۔

۴۔ حکومت اور محکمہ پولیس کے لئے خفیہ معلومات کا حصول بعض حالات میں ناگزیر ہوتا ہے،لیکن اس کی حدیں بھی ملحوظ رہنی ضروری ہیں؛ تاکہ زندگی کی پرائیویسی اور نجی زندگی جو بنیادی انسانی حق ہے وہ متاثر نہ ہو۔ اسلام نے بھی اس حق کو تحفظ فراہم کیا ہے۔

۵۔ ایسے امور کی اجازت سیکوریٹی اور تحفظ عامہ کے مقاصد کے تحت ہی دی جاسکتی ہے، عام حالات میں اور انفرادی اشخاص کے لئے نہیں، کہ یہ ذاتی زندگی میں دخل اندازی ہے۔

۶۔ فیس بک وغیرہ کی شخصی معلومات،متعلقہ شخص کی واضح اجازت کے بغیر دوسروں کو منتقل کرنا ، دوسروں کے ہاتھ فروخت کرنا یا تجارتی مقاصد کے لئے استعمال کرنا درست نہیں ہوگا۔ یہ قانونا بھی جرم ہے ۔ اور حالیہ دنوں میں فیس بک سے ایسی معلومات کی چوری ہوجانے پر کمپنی کو کئی ملکوں نے باز پرس کے دائرہ میں کھڑا کیا ہے ، اور کمپنی نے اپنی کوتاہی کو تسلیم کرکے غلطی کی اصلا ح کی ہے۔

۷۔ مجرموں کی نشاندہی اور ان کی شناخت کے لئے خفیہ کیمروں کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ شرعاً اس میں قباحت نہیں ہے، کہ بسااوقات اسی راہ سے مظلوموں کی داد رسی ہوپا تی ہے ۔

٨۔ سافٹ ویئر اپنے مالکان کی ملکیت ہوتے ہیں ، اور وہ ان کے غیر قانونی استعمال پر قانونی کارروائی کرتے ہیں۔ ان کے اصولوں میں اس بابت صراحت بھی درج ہوتی ہے۔ لہذا ایسے سافٹ ویئر کا قفل توڑ کر عام کرنا درست نہیں ہوگا ' کہ اس سے مالکان کا نقصان ہوتا ہے۔ اور ایسی توڑی ہوئی چیز وں کو بیچنا بھی درست نہیں ہوگا کہ یہ بیچنے والے کی اپنی ملکیت نہیں ہے۔

٩۔ منفی مقاصد اور ضرر پہنچانے کی نیت سے وائرس بنانا اور اسے کہیں چھوڑنا درست نہیں ہوگا۔ البتہ نیک مقاصد مثلاً فحش مواد کو ختم کرنے کے لئے یا اسی طرح سائبر جنگ میں اس کے استعمال کی بابت احکام الگ ہوں گے۔

محور سوم:

١۔ بلا تحقیق خبروں کو آگے منتقل کرنا انتہائی خطرناک ثابت ہورہا ہے ۔ حالیہ دنوں میں اس کے نتیجہ میں، لوگوں کو اپنی جانوں سے ہاتھ دھونا پڑا ہے، اور بڑے بڑے فسادات واقع ہوئے ہیں۔ اب حکومت خود بھی غیر محقق بات کو آگے بڑھانے پر روک لگانے کی تدبیریں اختیار کررہی ہے ، اور ایسے اقدامات کوجرم کے دائرہ میں لارہی ہے ۔ خود واٹس ایپ کمپنی نے اس بابت اصول و ضوابط تبدیل کئے ہیں ؛تاکہ اس کے نقصان پر بندھ باندھا جاسکے۔ اسلام کی ہدایت اس سلسلہ میں بہت واضح ہے کہ ہر سنی سنائی بات آگے نہیں پھیلائی جائے۔ حدیث شریف میں ہے : '' کفی بالمرء کذبا أن یحدّث بکل ما سمع'' (مسلم، حدیث نمبر: ٥)۔ قرآن کی ہدایت ہے کہ: ''إن جاءکم فاسق بنبإ فتبینوا'' (حجرات)۔ اور ہدایت ہے:''إذ تلقونہ بألسنتکم وتقولون بأفواھکم ما لیس لکم بہ علم وتحسبونہ ھینا وھو عند اللہ عظیم'' (نور: ١٥)۔ اور حکم ہے کہ: '' ولا تقف ما لیس لک بہ علم'' (اسراء: ٣٦)۔

٢۔ یہ بات ممکن ہے کہ دوسرے کے مراسلہ میں رد و بدل کردیا جائے، اسی لئے یہ تو بالکل واضح ہے کہ دوسرے کی تحریر یا مراسلہ میں ردو بدل کرکے اسی صاحب مراسلہ کی طرف منسوب کرنا جرم ہے ۔ اسی طرح یہ بھی جرم ہے کہ دوسرے کی تحریر یا مراسلے کو اس کے نام کے بغیر اپنی طرف سے ارسال کیا جائے ' جس سے وصول کنندہ کو محسوس ہو کہ بھیجنے والا شخص ہی صاحب تحریر ہے۔

٣۔ نجی معلومات کا تحفظ انسان کا بنیادی حق ہے ، اس کو عام کرنا اس کے حق کی خلاف ورزی ہے ۔ اور ان معلومات کا استحصال بھی ہوتا ہے ' اس لئے ا س کی اجازت نہیں ہوگی۔ آدھار کارڈ کے مسئلہ پر خود سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا ہے کہ اسے ہرجگہ ضروری نہیں بنایا جاسکتا ہے ، اور اسی لئے متعدد جگہوں پر اس کے لزوم کو ختم کردیا گیا ہے۔

۴۔ یہ ایک نوع کی تجارتی شرکت ہے ، اور اس پر تجارت کے شرعی احکام نافذ

العمل ہوں گے۔

۵۔ تعمیری مقاصد کے تحت کارٹون بنانے کی اجازت ہوگی؛ کیونکہ بسا اوقات ایک کارٹون کے ذریعہ بڑی سے بڑی بات بآسانی کہہ دی جاتی ہے، اور ناظرین اسے ہلکے پھلکے انداز میں لے کر اصل پیغام تک پہنچ جاتے ہیں۔ کارٹون کو تنقید کے جدید اسلوب کے طور پر اختیار کیا جاتا ہے، اور اسے غیر قانونی تصور نہیں کیا جاتا ہے۔ شرعی نقطہ نظر سے یہ بات ضروری ہوگی کہ کارٹون کے ذریعہ کسی انسان کی تحقیر نہ کی جائے، اور نہ ہی اس کی جانب غلط بات منسوب کی جائے۔ ہلکے تفریحی انداز میں اپنی بات رکھنے کی حد تک کارٹون بنانے میں کوئی قباحت نہیں ہوگی۔

۶۔ یہ موبائیل کمپنیوں کا غیر قانونی عمل قرار پائے گا ۔ شرعاً بھی یہ درست نہیں کہلائے گا۔

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی سے متعلق مسائل اور ان کا شرعی حکم

مفتی ریاست علی قاسمی رامپوری•

الحمد للہ علی إحسانہٖ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ وأصحابہ أما بعد!

عصر حاضر کے صنعتی انقلاب کے دور میں انفارمیشن ٹکنالوجی (ذرائع ابلاغ) حیات انسانی کا جزء لاینفک اور لازمی عنصر بن چکا ہے اور اُن سے مکمل طور سے لاتعلق اور علیحدہ رہنا حددرجہ دشوار اور مشکل ہے ، موجودہ ترقیاتی دور میں انفارمیشن ٹکنالوجی کے مثبت اور منفی دونوں ہی پہلو غور طلب ہیں، اس ٹکنالوجی کے استعمال کرنے کی صورت میں اس کے فوائد و نقصانات دونوں ہی سے عوام و خواص کو سابقہ اور واسطہ پڑتا ہے مگر اس کے نقصانات فوائد کے مقابلہ میں کسی قدر زیادہ ہیں، اس سلسلہ میں پیش آمدہ مسائل کا شرعی حل تلاش کرنے کے لیے فقہ اکیڈمی کے مؤقر ذمہ داران نے موجودہ سیمینار میں بحث و تمحیص کے لیے ایک تفصیلی سوالنامہ ارباب افتاء اور اہل علم کی خدمت میں ارسال کیا ہے، اسی سوالنامہ کی روشنی میں شرعی احکام درج ذیل سطور میں زیب قرطاس کیے جارہے ہیں۔

محور اول:

١۔ اسمارٹ فون کی خریدو فروخت اور اس کے استعمال کا حکم:

اسمارٹ موبائل فون ایک آلہ ہے اس کا جائز و ناجائز، حلال و حرام، ضروری و غیر ضروری تمام ہی امور میں استعمال ہوتا ہے، لہٰذا ایک آلہ کے طور پر اسمارٹ فون کی خرید و فروخت کرنا شرعاً درست اور جائز ہے؛ کیونکہ موبائل کی ایجاد اور وضع گناہ کے کاموں کے لیے نہیں ہوئی ہے بلکہ موبائل کی ایجاد ذرائع ابلاغ اور مواصلاتی نظام کی ترقی کے لیے ہوئی ہے، اس لیے موبائل کی خرید و فروخت کو قطعاً ناجائز نہیں کہا جاسکتا؛ البتہ جائز اور شرعی کاموں کے لیے موبائل کا استعمال جائز اور درست ہوگا اور ناجائز اور غیر شرعی کاموں کے لیے موبائل کا استعمال ناجائز اور حرام ہوگا، لہٰذا موبائل کے ذریعہ بلاضرورت شرعیہ تصویر کشی، فلم اور فحش مناظر دیکھنا ناجائز، حرام اور گناہ کبیرہ ہوگا (مستفاد از فتاویٰ قاسمیہ۲۴/۶۹۸، کتاب النوازل ۱۷/۹۹) ۔

فقہ کا مشہور اصول اور ضابطہ ہے: ''الأمور بمقاصدہا''(الاشباہ: ۵۳،مطبوعہ دارالعلوم)۔

• استاذ حدیث ومفتی جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد، امروہہ۔

۲۔ ملٹی اپلیکیشن موبائل میں قرآن کریم محفوظ کرنے کا حکم:

اسمارٹ موبائل یا ملٹی اپلیکیشن موبائل میں قرآن کریم، کتب حدیث اور دوسری دینی کتابیں محفوظ کرنا تاکہ بوقت ضرورت قرآن کریم دیکھ کر پڑھنا آسان ہوجائے یا کتب حدیث و تفسیر اور دینی کتابوں سے استفادہ کیا جاسکے شرعاً جائز اور درست ہے اور اس میں کوئی مانع شرعی نہیں ہے، اسی طرح آن لائن قرآن کریم پڑھنا اور دینی کتابوں کا مطالعہ کرنا بھی شرعاً درست ہے البتہ چونکہ موبائل میں بھرا ہوا قرآن موبائل کھولے اور چلائے بغیر نظر نہیںآتا بلکہ ڈیجیٹل چپ میں محفوظ رہتا ہے، اس لیے قرآن کریم کھلنے کی حالت میں اس کو بیت الخلاء میں لے جانا اور غلط مناظر دیکھنا اور فحش گانے سننا ناجائز اور ممنوع ہوگا، اور دوسری دینی کتابوں میں بھی اس بات کو ملحوظ رکھا جائے گا کہ ان کتابوں کے کھلا ہوا ہونے کی حالت میں بیت الخلاء وغیرہ لے جانا ممنوع ہوگا تاکہ حتی الامکان قرآن کریم اور دینی کتابوں کی بے حرمتی اور بے ادبی کے ارتکاب سے بچا جاسکے، لیکن اگر موبائل بند ہے یا وہ پروگرام بند ہے جس میں آیات قرآنیہ وغیرہ محفوظ ہیں تو بند ہونے کی حالت میں موبائل کو استنجاء خانہ وغیرہ میں لے جانے کی گنجائش ہے اور اس میں بے حرمتی کا ارتکاب لازم نہیں آئے گا (مستفاد از کتاب النوازل ۹۶،۱۷)؛ البتہ موبائل میں عریاں تصاویر دیکھنا، فحش مناظر دیکھنا اور قبیح گانے سننا بہرحال حرام اور ناجائز ہے۔ ''الأدب ہوالطریقۃ الحسنۃ فی المعاشرۃ وغیرہا''(بذل المجہود ۲۰۵،۱۳ بیروت)۔ وفی ردالمحتار: فلونقش اسمہٗ تعالٰی أواسم نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم استحب أن یجعل الفص فی کمہ إذا دخل الخلاء وأن یجعلہ فی یمینہ إذا استنجی(۵۱۹،۹ زکریا)۔

۳۔ موبائل پر قرآن کریم نظر آنے کی صورت میں بلا وضو ہاتھ لگانا:

موبائل فون میں جس وقت قرآن کریم کھول کر چلایا جارہا ہو اور موبائل کی اسکرین پر آیات قرآنیہ واضح طور سے نظر آرہی ہوں تو اس وقت اس کا حکم مطبوعہ قرآن کریم کا ہوگا اور اس وقت اس کو بلا وضو ہاتھ لگانا ناجائز ہوگا اور اسکرین پر انگلی پھیر کر اوراق پلٹنا بھی جائز نہ ہوگا؛ البتہ کسی مخصوص قلم یا اس مقصد سے بنائی گئی کسی دوسری چیز سے اشارہ سے اوراق پلٹے جائیں اور موبائل کو نہ چھوا جائے اور اس طرح قرآن کریم کی تلاوت کی جائے تو اس کی گنجائش ہے، نیز جب موبائل کو اس طرح بند کر دیا جائے کہ قرآنی حروف اسکرین پر بالکل نظر نہ آئیں تو اس کا حکم ٹیپ ریکارڈ کی طرح ہوگا اور اس کو بلا وضو چھونا درست ہوگا۔

وفی الدر المختار ومسہ أی القرآن ولوفی لوح أو درہم أو حائط (۴۸۸،۱زکریا) بخلاف المصحف فلا یجوز مس الجلد و موضع البیاض منہ (ایضا)۔

۴۔ موبائل کے ذریعہ دینی اور معلوماتی پیغامات کی ترسیل کا حکم:

موبائل پر واٹس ایپ، یو ٹیوب وغیرہ کے ذریعہ دینی معلومات اور مفید امور پر

مشتمل تحریری اور صوتی دونوں شکلوں میں پیغامات کی ترسیل کی شرعاً اجازت ہے؛ کیونکہ جس طرح ان پیغامات کو پڑھنا اور سننا ممنوع نہیں ہے اسی طرح دوسروں تک پہنچانے میں بھی شرعاً کوئی قباحت اور ممانعت نہیں ہے، بشرطیکہ نیت صحیح ہو یعنی دینی اور ضروری مفید معلومات پہنچانا اور جانکاری دینا ہی مقصود ہو؛ البتہ ناجائز، غیر شرعی اور لغو معلومات اور فحش تصاویر کو ارسال کرنا ناجائز اور حرام ہوگا (مستفاد از کتاب النوازل ١١٨،١٧)۔

مشہور فقہی اصول ہے: الأمور بمقاصدہا (الاشباہ: ٩٩)۔

۵۔ غیر محرم مرد وعورت کی جانب موبائل سے پیغامات کی ترسیل:

غیر محرم مرد کا غیر محرم عورت سے کلام اور گفتگو کرنا اور غیر محرم عورت کا غیر محرم مرد سے کلام اور گفتگو کرنا بلاضرورت شرعیہ حرام اور ناجائز ہے، اسی طرح غیر محرم مرد یا غیر محرم عورت کی جانب ایک دوسرے کا موبائل کے ذریعہ پیغامات بھیجنا یا موبائل سے گفتگو کرنا بھی حرام اور ناجائز ہے؛ البتہ اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو دینی مقاصد اور دینی امور کی تبلیغ کی خاطر صرف تحریری اور صوتی پیغامات ارسال کرنے کی گنجائش ہے، وفی الدرالمختار علی ردالمحتار:ولا یکلم الأجنبیۃ إلا عجوزا عطست أو سلمت فیشمتہا (٥٣٠،٩ زکریا)۔

۶۔ تصاویر پر مشتمل پیغامات کی ترسیل کا حکم:

اسلام میں جاندار اور انسان کی تصویر سازی بلاضرورت شدیدہ ناجائز اور حرام ہے، ارشاد نبوی ہے: إن أشد الناس عذابا عند اللہ یوم القیامۃ المصورون (بخاری شریف ٨٨٠،٢ کتاب اللباس، بیروت)؛ البتہ شرعی یا قانونی ضرورت اور مجبوری ہو مثلاً پاسپورٹ کی ضرورت ہے یا ملکی قانون کے تحت ووٹر آئی۔ڈی۔، آدھار کارڈ، بینک میں کھاتا کھلوانے کی ضرورت ہو یا قومی اور ملی ضرورت کے پروگرام ہوں جن کا مقصد ارباب اقتدار تک اپنے مطالبات پہنچانا ہوں تو ایسے مواقع پر بقدر ضرورت تصویر کشی کی اجازت ہوگی؛ البتہ دینی و اصلاحی جلسے یا مدارس اسلامیہ کے سالانہ اجلاس تو وہ ضرورت شدیدہ اور ضرورت شرعیہ میں داخل نہیں ہیں، لہٰذا دینی و اصلاحی اجلاس اور مدارس کے جلسوں میں تصویر کشی اور ویڈیو گرافی سے اجتناب کرنا چاہے اور اشاعت دین اور تبلیغ دین کا مقصد آڈیو پیغامات سے پورا کرنا چاہیے۔ لہٰذا تصویر پر مشتمل پیغامات ارسال کرنا شرعاً ناجائز اور حرام ہوگا اور حتی الوسع تصویر پر مشتمل پیغامات ارسال کرنے سے گریز کرنا چاہیے اگر واقعۃً کوئی شدید ضرورت ہو تو اہل علم سے استفسار کے بعد شرعی رہنمائی حاصل کرکے عمل کرنا چاہیے۔

الضرورات تبیح المحظورات، وما أبیح للضرورۃ یتقدر بقدرہا (الاشباہ: ٣٠٨،٣٠٧، مکتبہ فقیہ الامت)۔

۷۔ سی سی ٹی وی کیمرہ کا حکم:

سی سی ٹی وی کیمرہ دراصل ایک ایسا آلہ ہے جو اپنے دائرہ میں آنے والی تمام حرکات و سکنات اور نقل و حرکت کو محفوظ کر لیتا ہے، اس آلہ کے استعمال کرنے سے چوری اور دووسرے مجرمانہ واقعات کو روکنے میں مدد ملتی ہے، نیز خود اپنی ذات کو بے جا الزامات واتہامات اور شبہات سے بچاناآسان ہوجاتا ہے، لہٰذا مذکورہ مصلحت کے تحت مساجد اور مدارس اور عوامی مقامات پر اس طرح کا کیمرہ نصب کرنے کے سلسلہ میں شرعی حکم کی تفصیل یہ ہے کہ کیمرہ بھی ویڈیو اور تصویر کشی کے دائرہ میں آتا ہے اور اپنی اصل کے اعتبار سے اس کا استعمال حرام اور ناجائز ہوگا، اس لیے بلاضرورت شدیدہ اس کا استعمال شرعاً ممنوع اور ناجائز ہوگا، لہٰذا اگر کسی جگہ شرعی ضرورت درپیش ہو اور وہ ضرورت اس کیمرہ کے استعمال سے پوری ہورہی ہو مثلاً بیجا الزامات اور اتہامات سے حفاظت ہورہی ہو اور مجرمانہ واقعات میں مجرم کو آسانی سے گرفت میں لیا جاسکتا ہو تو ضرورت کی حد تک اس کیمرہ کو نصب کرنے کی گنجائش اور اجازت ہوگی؛ البتہ ضرورت سے زیادہ آگے بڑھانے سے احتراز کرنا ضروری ہوگا۔

الضرورات تبیح المحظورات، وما أبیح للضرورة یتقدر بقدرہا۔

۸۔ اسکیننگ مشین کا مسئلہ:

اسکیننگ مشین کے سامنے سے گزرنے والے شخص کا پورا جسم اعضاء ستر کے ساتھ مشین پر بیٹھنے والے شخص کو مکمل طور سے برہنہ نظر آتا ہے، بعض مغربی ممالک میں ایئرپورٹوں پر اس کا استعمال شروع ہوچکا ہے تو سوال یہ ہے کہ کیا تحفظ کی خاطر اس طرح مشینوں کا استعمال کرنا اور مسلمانوں کے لیے ان مشینوں کے سامنے سے گزرنا درست ہوگا؟ تو اس سلسلہ میں یہ بات جان لینی چاہیے کہ اسلام میں ستر عورت کا مسئلہ انتہائی نازک اور اہمیت کا حامل ہے۔ اور اسلامی شریعت میں ستر عورت فرض کے درجہ میں ہے اور اس کے بالمقابل بلاضرورت کشف عورت حرام اور ناجائز ہے تو ضرورت شدیدہ مثلاً آپریشن وغیرہ کی ضرورت کے وقت کشف عورت کی اجازت ہوگی اور ضرورت خفیفہ کے وقت بلاکشف عورت دوسرے متبادل طریقوں کو اختیار کیا جائے گا اور کشف عورت سے احتراز کیا جائے گا۔ اس تفصیل کے بعد اصل سوال کا شرعی حکم یہ ہے کہ جن ممالک میں حکومت کی جانب سے ایسی اسکیننگ مشین لگی ہوئی ہوجہاں پورا جسم برہنہ طور پر صاف نظر آتا ہو تو ان کو بند کرانے کے لیے حکومت سے احتجاج کرنا چاہیے اور اس کے عوض دوسری ایسی جانچ مشین لگوانے کا مطالبہ کرنا چاہیے جن میں بلاکشف عورت جانچ مکمل ہوجائے، اور اگر احتجاج مؤثر اور کارگر نہ ہو سکے تو شدید ضرورت کے موقع پر ہی سفر کرنا چاہیے اور بلاضرورت سفر سے گریز کرنا چاہیے، اور اس میں اس بات کا لحاظ رہے کہ عورت کی جانچ عورت کرے اور مرد کی

جانچ مرد کرے؛ کیونکہ جنس کا اپنے ہم جنس کی جانب دیکھنا آسان ہوتا ہے، وفی الدر المختار علی رد المحتار ینظر الطبیب إلی موضع مرضہا بقدر الضرورۃ إذ الضرورات تتقدر بقدرہا وکذا نظرقابلۃ وختان و ینبغی أن یعلم امرأۃ تداویہا لأن نظرالجنس إلی الجنس أخف (۵۳۳،۹زکریا)۔

وفی ردالمحتار:قال فی الجوہرۃ إذا کان المرض فی سائر بدنہا غیرالفرج یجوز النظر إلیہ عند الدواء لأنہ موضع ضرورۃ وإن کان فی موضع الفرج فینبغی أن یعلم امرأۃ تداویہا الخ(۵۳۳،۴ زکریا)۔

محور دوم:

۱، ۲۔ انٹرنیٹ پر محفوظ خفیہ معلومات کو چوری کرنے کا حکم:

رب ذوالجلال نے فطرت انسانی میں اپنی معلومات اور اشیاء کو مخفی رکھنے کا مزاج بھی ودیعت کررکھا ہے، دور حاضر میں ایسی چیزیں انٹرنیٹ پر محفوظ رکھی جاتی ہیں، لہٰذا کسی بھی انسان کے لیے ان مقفل معلومات کو اس انسان کی اجازت کے بغیر (جس کی یہ مخفی معلومات ہیں) خفیہ طریقہ سے حاصل کرنا شرعاً چوری کے زمرہ میں آئے گا اور یہ شرعاً ناجائز ہوگا، پھر اگر وہ معلومات اس نوع کی ہیں جن کی چوری میں اس شخص کی عزت و آبرو کو ٹھیس لگتی ہو یا معاشی اعتبار سے نقصان کا اندیشہ ہو یا اس کی دل شکنی کا باعث ہو تو ان معلومات کو بلااجازت حاصل کرنا ناجائز ہونے کے ساتھ مزید قباحت و شناعت کا باعث ہوگا، اور اگر وہ معلومات ایسی ہیں جن کو حاصل کرنے کی مالک کی طرف سے اجازت ہو یا ان معلومات کو چوری کرنا اس کی دل شکنی کا باعث نہ ہو اور اس سلسلہ میں اس شخص کی جانب سے چشم پوشی سے کام لینے کی عادت ہو تو ان معلومات کو حاصل کرنے کی گنجائش ہوگی؛ مگر بہتر یہی ہوگا کہ بلااجازت دوسرے کی مخفی معلومات تک رسائی سے احتراز کیا جائے (مستفاد از کتاب الفتاویٰ ۳۰۷،۱)۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:إذا حدث الرجل الحدیث ثم التفت فہی أمانۃ (مشکوٰۃ ۴۳۲،۲) قولہ أمانۃ أی حکمہ حکم الأمانۃ فلا یجوز إضاعتہا باشاعتہا (حاشیہ مشکوۃ ۴۳۰،۲)۔

کل المسلم علی المسلم حرام دمہ و مالہ وعرضہ (مشکوٰۃ ۴۲۲،۲)۔

کسی شخص کی خفیہ معلومات چوری کرنا اور بلااجازت ان کو حاصل کرنا جس طرح حرام اور ناجائز ہے اسی طرح ان کو دوسروں کی جانب ریفر کرنا اور آگے بڑھانا بھی بدرجہ اولیٰ حرام اور ناجائز ہوگا؛ کیونکہ اس میں بھی ہتک عزت اور دل شکنی کا شدید اندیشہ ہے۔

۳۔ انٹرنیٹ کے ذریعہ شوہر اور بیوی کا ایک دوسرے کی جاسوسی کرنا:

شریعت اسلامی نے بدگمانی اور ایک دوسرے کا تجسس کرنے سے منع فرمایا ہے؛

کیونکہ بدگمانی اور تجسس کرنے سے بے شمارمفاسد اور خرابیاں جنم لیتی ہیں، اس لیے خواہ مخواہ بیوی کے لیے شوہر کی جاسوسی کرنا اور شوہر کے لیے بیوی کی جاسوسی کرنا شرعاً ناجائز ہے؛ البتہ اگر ضرورت ہو مثلاً شوہر کو یہ یقین یا ظن غالب ہو کہ بیوی کے کسی غیر مرد سے غلط تعلقات ہیں تو محض اصلاح کی نیت سے ان معلومات کو حاصل کرنے کی گنجائش ہوگی، محض ظن کی بنیاد پر جاسوسی کرنا درست نہ ہوگا۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:إیاکم والظن فإن الظن أکذب الحدیث ولا تجسسوا ولا تناجشوا ولا تحاسدوا (مشکوۃ ۴۲۷،۲)۔

۴۔ حکومت اور محکمۂ پولیس کا شخصی معلومات حاصل کرنا :

بعض دفعہ محکمۂ پولیس اور حکومت کے اہلکار امن عامہ کی خاطر شخصی معلومات حاصل کرتے ہیں؛ تاکہ جرائم پیشہ اور دہشت گرد عناصر پر نظر رکھی جاسکے تو مذکورہ مقاصد کے لیے محکمۂ پولیس اور سرکاری اہلکاروں کے لیے شخصی معلومات حاصل کرنا اور اس کی مدد سے جرائم پیشہ عناصر پر شکنجہ کسنا شرعاًدرست اور جائز ہوگا۔

۵۔ بلااجازت معلومات تک رسائی کی صورت میں مالک کو اطلاع کرنا:

اگرکوئی شخص کسی دوسرے شخص کی خفیہ معلومات تک رسائی حاصل کر لے اور وہ ان معلومات کو حاصل کرکے کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہے تو ایسی صورت میں اس خفیہ معلومات کے مالک کو اس شخص کے عزم و ارادہ سے مطلع کرنا اور واقف کرانا شرعاً ضروری ہوگا؛ تاکہ اس ظالم کے ظلم سے اس کی جان و مال محفوظ ہوجائے اور ظالم بھی ظلم سے باز آجائے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:المجالس بالأمانۃ إلا ثلاثۃ مجالس:سفک دم حرام أو فرج حرام أو اقتطاع مال بغیر حق الخ (مشکوہ ۳۳۰،۲) بأن یقول أحد فی مجلس أرید قتل فلان، فإذا سمع ذلک آخرمنہ یجب أن یخبر ہولاء (حاشیہ مشکوٰۃ شریف ۴۳۰،۲)۔

۶۔ کسی شخص کے فیس بک کا ڈاٹا دوسرے کی جانب منتقل کرنا:

بعض لوگوں نے فیس بک اکاؤنٹ کھول رکھا ہے اور اس میں ان کی بہت قیمتی معلومات کاروبار اور تجارت سے متعلق موجود ہیں تو بہت سی تجارتی کمپنیاں تجارتی مقاصد کے لیے ماہرین سے ان معلومات کا ڈاٹا جمع کراتی ہیں کہ وہ ان معلومات کو جمع کرکے ان تجارتی کمپنیوں کو دیں؛ تاکہ وہ کمپنیاں ان معلومات سے استفادہ کرکے اپنی تجارت کو فروغ دے سکیں تو ایسی صورت میں ان ماہرین کے لیے متعلق شخص کی اجازت کے بغیر اس کی معلومات کا ڈاٹا جمع کرکے کمپنیوں کو فراہم کرنا اور اس عمل پر اجرت حاصل کرنا شرعاً درست نہ ہوگا اور یہ بھی از روئے شرع چوری کے زمرہ میں آئے گا۔

۷۔ جرائم پر شہادت فراہم کرنے کے لئے کیمرہ کا استعمال:

جرائم پیشہ عناصر کے جرائم پر شہادت فراہم کرنے کے لئے خفیہ کیمروں کا

استعمال کرنا مناسب حد تک درست ہے، ورنہ جرائم پر قابو پانے اور مجرمین پر شکنجہ کسنے کی اصل ذمہ داری حکومتوں کی ہے، اگر حکومت کسی تنظیم کو یہ ذمہ داری تفویض کر دے تو قانونی دائرے میں رہ کر اس کام کو کرنے کی گنجائش ہوگی۔

الضرورة تتقدر بقدرہا (الاشباہ والنظائر)۔

۸۔ سافٹ ویئر کا قفل توڑ کر استفادہ کرنا:

بعض فنی ماہرین اپنے خاص مقاصد کے لیے سافٹ ویئر تیار کرتے ہیں اور اس کی تیاری میں صلاحیتیں اور محنتیں بھی صرف ہوتی ہیں اور کافی صرفہ بھی آتا ہے، اس لیے قانونی طور سے وہ ماہرین ہی اس سافٹ ویئر کے مالک ہوتے ہیں، لہٰذا کسی دوسرے شخص کے لیے اپنی ذاتی صلاحیت سے اس سافٹ ویئر کا قفل توڑنا اور اس سے استفادہ کرنا یا گراہکوں کو فروخت کرنا اور کسی بھی طرح کا تصرف کرنا شرعاً ناجائز ہوگا اور یہ چوری کے حکم میں ہوگا، اور اس قفل توڑنے والے شخص سے اگر کوئی شخص عمداً خریدتا ہے تو گنہ گار ہوگا اور اگر انجانے میں خریدا ہے تو گنہگار نہ ہوگا، نیز اس سافٹ ویئر سے حاصل ہونے والی رقم اصل مالک تک پہنچانا ضروری ہوگا تب ہی ذمہ داری سے براءت ہو سکتی ہے (مستفاد از کتاب الفتاویٰ ۳۰۷،۳۰۸/۱)۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ألا لایحل مال امرئ إلابطیب نفس منہ(مشکوٰۃ ۲۵۵/۱)۔ واللہ أعلم بالصواب

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی (ذرائع ابلاغ) سے مربوط مسائل

مولانا عبد المنان•

سترہویں صدی کے صنعتی انقلاب کے بعد یوں تو زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق ٹکنالوجی نے حیرت انگیز ترقی کی ہے، لیکن جن شعبوں میں ترقی کی رفتار تیز تر رہی ہے ان میں غالباً سرفہرست ذریعہ ابلاغ (انفارمیشن ٹکنالوجی) ہے، خاص کر گزشتہ پچیس سالوں کے دوران اس میدان میں ایسے وسائل معرض وجود میں آئے اور عام لوگوں کے ہاتھوں تک پہنچے ہیں، جن کا تصور کرنا بھی دشوار تھا، اس ترقی کے مثبت پہلو بھی ہیں اور منفی بھی، اس کے فوائد بھی بہت ہیں اور نقصانات اس سے بھی زیادہ ہیں۔ مگر اب یہ زندگی کا ایسا لازمی جزو بن چکے ہیں کہ ان سے مکمل طور پر بے تعلق رہنا بھی بے حد دشوار ہے، اس پس منظر میں کچھ سوالات کے جوابات ذیل میں مذکور ہیں:

محور اول:

(١) مختلف سہولتوں کے حامل موبائل (جس کو اسمارٹ موبائل فون کہا جاتا ہے)، اس کو رکھنا اور اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے؛ اگرچہ اس کو غلط کاموں کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ غلط کاموں کے لئے استعمال کرنا غلط ہے، اچھے کاموں کے لئے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، الأمور بمقاصدہا (الاشباہ والنظائر: ١٠٢)۔

(٢)ملٹی ایپلی کیشن موبائل میں قرآن مجید یا دوسری دینی کتابوں کو محفوظ کرنا جائز ہوگا؛ اگرچہ اس میں فحش مناظر کو بھی دیکھا جاسکتا ہے، لیکن فحش مناظر اس میں نہ دیکھے، عبادت اور دین کو لہو ولعب سے اختلاط کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ (فتاوی محمودیہ، ڈابھیل ٥٠٨،١٠، قدیم ٤١٧،٩، امداد الفتاوی٢٥٤،٤)، لا تتخذوا دینکم ہزواً ولعباً (مائدہ)۔ الملاہی کلہا حرام حتی الغنی بضرب القضیب (در مختار)، استماع الملاہی معصیۃ والجلوس علیہا فسق و التلذذ بہا کفر (در مختار، کتاب الحظر و الاباحۃ، تاتارخانیہ ١٨٩،١٨)۔

(٣)اگر موبائل میں قرآن مجید کی تلاوت کی جائے تو موبائل کا پورا سیٹ قرآن مجید کے حکم میں نہیں ہوگا؛ لہٰذا بلا وضو چھونا جائز ہوگا، مگر وضو کرلینا افضل ہے؛ چونکہ جو موبائل اسکرین سے چلتا ہے ایسے موبائل کے اوپر شیشہ کا ایک اسکرین ہوتا ہے جس میں قرآن یا دینی کتاب محفوظ ہوتی ہے۔ لہٰذا موبائل سیٹ کا کور حائل کا درجہ رکھتا ہے۔

• مفتی دار الحدیث پرمائی ویٹی، نوگاؤں، آسام۔

اس وجہ سے انگلی سے آیت کو چھونا غیر ممکن ہے، اسی وجہ سے اوپر کا شیشہ ٹوٹ جانے سے تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

(۴) موبائل پر بعض اوقات دینی یا معلوماتی اعتبار سے مفید پیغامات آتے ہیں اور یہ تحریر اور آواز کی شکل میں ہوتے ہیں، ان کو دوسروں کے پاس بھیجنا درست ہوگا، لیکن جو لوگ موبائل میں میسج بھیجنا پسند نہیں کرتے ان کے پاس نہ بھیجا جائے۔

(۵)اسی طرح کے پیغامات غیر محرم عورت یا غیر محرم مرد کے پاس بھیجنا درست ہوگا؛ جبکہ اس میں غیر اختلافی یا خلاف شرع کوئی بات نہ ہو، نیز مرسل الیہ اس کو برا نہ سمجھتا ہو۔

(۶) جب موبائل میں بعض پروگرام تصویروں کی شکل میں آتے ہیں تو اگر اس میں دینی پروگرام ہو یا دنیاوی لیکن ضروری خبر ہو تو آگے بڑھانا اس وقت جائز ہوگا جبکہ تصویر منسلک نہ ہو۔ اگر مع تصویر ہے تو آگے بڑھانا درست نہیں ہوگا۔

(۷) CCTV کیمرہ جو ایسا ایک کیمرہ ہے جو اس کے دائرہ میں آنے والی تمام نقل و حرکت کو محفوظ کرلیتا ہے۔ اس سے چوری اور دوسرے مجرمانہ واقعات کو روکنے کے لئے مدد ملتی ہے، اس کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو الزامات اور شبہات سے بچانا بھی آسان ہوجاتا ہے۔ اس مصلحت کے تحت مساجد و مدارس وغیرہ میں ایسے کیمرے نصب کرنا جائز ہوگا۔ خصوصاً اس وقت ہندوستان کے جو حالات ہیں کہ کرتا ہےکوئی سزا بھگتے ہےکوئی، اس میں جو تصویریں محفوظ ہوتی ہیں اس میں اپنا کوئی قصد و ارادہ کا دخل نہیں ہے۔ الأمور بمقاصدہا۔ لہٰذا ضرورۃً اس کا استعمال جائز ہوگا، فیکٹری وغیرہ میں ملازمین کی نگرانی اور چور وغیرہ پر نظر رکھنے کے لئے مالکان جو کیمرہ لگاتے ہیں تو اس میں کوئی قباحت نہیں (فقہی مقالات ۱۳۳٫۴، آپ کے مسائل اور ان کا حل (جدید) ۴۳۵٫۸، الأمور بمقاصدھا، الاشباہ: ۱۰۲)۔

(۸) موجودہ زمانہ میں یہ بات ممکن ہوگئی ہے کہ اسکیننگ مشین کے سامنے سے کوئی گزرے تو اس کا جسم بے لباس نظر آئے گا۔ مغربی ممالک میں ایئر پورٹوں پر اس طرح کی اسکیننگ مشین استعمال کی جارہی ہے۔ یہ بات بعید نہیں کہ آیندہ ہمارے ملک میں بھی اس طرح کی مشینیں استعمال کی جائیں اور ایئر پورٹ کے علاوہ دوسرے مقامات پر بھی حفاظتی اقدامات کے مقصد سے ان کا استعمال ہو۔ یہ طریقہ تحفظ کے نقطۂ نظر سے بھی جائز نہیں ہوگا؛ چونکہ کسی کے سامنے بے آبرو ہونا جائز نہیں ہے۔ ایئر پورٹ میں ایسی مشینوں سے گزرنا مسلمان قبول نہ کرے؛ بلکہ سب مل کر احتجاج کریں، اس وقت ہمارے ہندوستان میں ایئر پورٹ میں جو حفاظتی چیکنگ ہوتی ہے وہی کافی ہے۔

محور دوم:

(١)انٹرنیٹ میں محفوظ مخفی مقفل معلومات کو چوری کرنا ممنوع ہوگا، اگر اس میں اس کی عزت و آبرو کو ٹھیس پہونچتی ہو یا معاشی پہلو سے نقصان پہنچ سکتا ہو، لیکن اگر ایسی کوئی معلومات ہو جن سے چوری کرنے والے کو فائدہ ہو لیکن اصل شخص کو نقصان نہ ہو جیسے علمی و مطالعاتی یاد داشتیں وغیرہ، پھر بھی دوسرے کی محفوظ چیز کو بلا اجازت چوری کرنا ممنوع ہوگا۔

(٢) اگر کسی شخص نے دوسرے کی معلومات چوری کر ہی لی تو اس شخص کی اجازت کے بغیر اس کو آگے بڑھانا درست نہیں ہوگا۔

(٣) شوہر و بیوی بھی انٹرنیٹ کے ذریعہ ایک دوسرے کی جاسوسی کرسکتے ہیں، ان دونوں کا چونکہ ایک دوسرے سے قریب ترین تعلق ہے اور ان کے باہمی مفادات بھی ایک دوسرے سے مربوط ہیں اس لئے ہر ایک دوسرے کو اطلاع دیئے بغیر معلومات حاصل کرسکتا ہے، لیکن اگر اس معلومات سے فتنہ کا اندیشہ ہے تو اس کو ہر گز ظاہر نہ کرے؛ بلکہ مفاہمت سے معاملہ کو حل کرنے کی کوشش کرے۔

(٤) حکومت اور محکمہ پولیس بعض دفعہ امن عامہ کے لئے شخصی معلومات حاصل کرتی ہیں؛ تاکہ جرائم پیشہ اور دہشت گرد عناصر پر نظر رکھی جاسکے، اس مقصد کے لئے دوسروں کی خفیہ معلومات تک رسائی حاصل کرنا درست ہوگا؛ جبکہ محض دہشت گردی اور جرائم پیشہ اشخاص کی تشخیص مقصد ہو۔

(٥) اگر کوئی شخص دوسرے کی خفیہ معلومات تک پہنچ جائے اور ان معلومات سے یہ بات واضح ہو کہ وہ کسی اور کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس شخص کے لئے اس دوسرے آدمی کو صورت حال سے واقف کرانا درست ہوگا، لیکن تفصیلی صورت جو خفیہ طور پر حاصل کیا اگر باعث فتنہ ہو تو نہ بتائے؛ بلکہ احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا مشورہ دینا بہتر ہے۔

(٦)بہت سے لوگوں نے اپنا فیس بک اکاؤنٹ کھول رکھا ہے اور اس میں ان کی بہت سے معلومات بھی موجود ہیں۔ بعض کمپنیاں تجارتی مقاصد کے تحت ماہرین سے کہتی ہیں کہ وہ ان معلومات کا ڈاٹا جمع کرکے ان کو مہیا کریں۔ ایسی حالت میں متعلق شخص کی اجازت کے بغیر ایسی معلومات کا ڈاٹا جمع کرکے کمپنیوں کو مہیا کرنا مناسب نہیں ہوگا، پھر اس پر اجرت لینا بھی کراہت سے خالی نہیں ہوگا، لیکن متعلق شخص کا اگر اس میں کسی قسم کا نقصان یا ہتک عزت کا اندیشہ نہ ہو تو ڈاٹا جمع کرنا بھی درست ہوگا اور اس پر اجرت لینا بھی بلا کراہت جائز ہوگا۔

(٧)جو تنظیمیں مجرموں کے جرائم پر شہادت فراہم کرنے کے لئے خفیہ کیمروں کا استعمال کرتی ہیں جیسا کہ ہندوستان میں ‘‘تہلکہ ڈاٹ کام ’’ کئی خوفناک مجرمین کے جرم

کو منظر عام پر لاچکی ہے اور اس سے مظلوموں کو مدد بھی ملتی ہے۔ اس طرح کی کارروائی شرعاً ناجائز نہیں ہوگی؛ چونکہ اس میں مظلوم کی بھی جان کی خلاصی ممکن ہوتی ہے۔ کبھی بے گناہ ہونے کا ثبوت فراہم ہوتا ہے، یہ امور شرعاً مطلوب بھی ہیں جیسے بخاری شریف میں مذکور ہے کہ حضرت عاصمؓ کو امیر بنا کر دس آدمی کی ایک جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی خفیہ معلومات حاصل کرنے کے لئے بھیجا تھا پھر سب شہید ہوئے۔

(۸)فنی ماہرین مخصوص مقاصد کے لئے سافٹ ویئر تیار کرتے ہیں، چونکہ اس کی تیاری کے مرحلہ میں کافی صرفہ آتا ہے اور صلاحیتیں اور محنتیں خرچ ہوتی ہیں، اس لئے قانونی طور پر اس کو ان کی ملکیت مانا جاتا ہے اور اس کا قفل توڑ کر اسے استفادہ کرنا قانوناً جرم مانا جاتا ہے، تو کسی شخص کا اپنی صلاحیت کے ذریعہ اس کا قفل توڑ دینا پھر اس سے استفادہ کرنا یا گاہکوں کو بیچنا جائز نہیں ہوگا، چونکہ یہ فعل اس کے حق پر ڈاکہ ڈالنا ہے، اور جان بوجھ کر دوسرے آدمی کے لئے اس کو خرید و فروخت کرنا درست نہیں ہوگا۔

(۹)بعض اوقات کسی شخص کے کمپیوٹر میں یا اس کے خاص پروگرام میں وائرس داخل ہوتا ہے، یہ وائرس اسے نقصان پہنچاتے اور برباد کردیتے ہیں، اس کا استعمال خراب اور غیر اخلاقی مواد کو ضائع کرنے کے لئے بھی کیا جاتا ہے۔ اسی طرح دوسرے کے کمپیوٹر کو ہیک کرنا یا اس پر وائرس چھوڑنا اس کو بیجا نقصان پہونچانا ہے جو شرعاً ناجائز ہے، یہ الگ بات ہے کہ صرف غیر اخلاقی اور خلاف شرع مواد کو ضائع کردے تو کوئی حرج نہیں ہے؛ جبکہ کمپیوٹر کا نقصان نہ ہو۔

محور سوم:

(۱) سوشل میڈیا اور الیکٹرانک ذرائع ابلاغ سے بہت سی خبریں ایک دوسرے کو پہنچائی جاتی ہیں، ایسی خبروں کو پہنچانے کے سلسلہ میں اصول یہ ہے کہ جو خبر شائع کرنے میں کسی کو کسی قسم کا نقصان نہ ہوتا ہو یا کوئی غیر اخلاقی خبر نہ ہو یا فتنہ فساد کا اندیشہ نہ ہو تو ایسی خبر کو آگے بڑھانا گناہ کی بات نہیں، اگرچہ بہتر بھی نہیں۔ اگر ایسی خبر کو عام کرنے میں لوگوں کو علمی یا معلوماتی فائدہ ہو یا احتیاطی تدابیر اختیار کرکے محفوظ ہونے کا مواد فراہم ہوتا ہو تو آگے بڑھانا بہتر ہے۔

سوشل میڈیا کی خبر اگر فتنہ بھڑکانے والا یا فرقہ وارانہ فساد کو شہ دینے والا ہو یا کسی کی عزت و آبرو پر حملہ کرنے والا ہو یا کسی کی معیشت کو نقصان پہنچانے والا ہو یا قومی ہم آہنگی کے خلاف ہو تو ایسی خبروں کو آگے بڑھانا درست نہیں ہوگا۔

(۲) فنی مہارت کے ذریعہ یہ بات ممکن ہوگئی ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص

کو جو مراسلہ لکھتا ہے اس میں اضافہ یا کمی کردی جائے۔ ایسا کرنا ہرگز جائز نہیں ہوگا، یہ خیانت کے ساتھ ساتھ بڑے فتنہ کا سرچشمہ بن جاتا ہے۔

(۳) کسی شخص کی نجی معلومات دوسروں تک پہنچانےیا عام کردینے سے اگر اس کو بے جا نقصان ہوتا ہو تو جائز نہیں ہوگا۔

(۴) انٹرنیٹ پر بہت سے تجارتی اشتہارات ڈالے جاتے ہیں یا متعین اشخاص کو بھیجے جاتے ہیں اور ان سے خواہش کی جاتی ہے کہ وہ مختلف گروپ یا افراد کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پیغام کو پہنچائیں۔ ان اشتہارات میں ایسی اشیاء کی ترغیب بھی ہوسکتی ہے جن کا استعمال جائز ہو اور ایسی اشیاء کا بھی جن کا استعمال جائز نہ ہو۔ پہلی صورت کی اشاعت تو جائز ہے؛ لیکن دوسری صورت میں ناجائز چیزوں کے اشتہارات یا ترغیب و پیغام پہونچانا جائز نہیں ہوگا۔ کما قال اللہ تعالیٰ: إن الذین یحبون أن تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا لہم عذاب ألیم فی الدنیا و الآخرۃ۔

(۵) انٹرنیٹ پر ڈیجیٹل تصویر کی شکل میں کارٹون بھی بنائے جاتے ہیں یہ جائز نہیں ہے۔

(۶) موبائل کمپنیاں لوگوں کی آپسی گفتگو کو محفوظ کرکے حکومتوں کو فراہم کرتی ہیں، یہ عمل شرعاً جائز نہیں ہے۔

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی

مولانا نذر توحید المظاہری•

انفارمیشن ٹکنالوجی نے اس صدی میں انقلاب برپا کردیا ہے۔ ماضی قریب میں جو امور تصور سے بالا تر تھے آج ممکن الوقوع ہیں۔ ماضی قریب میں جن کو سن کر ایک پاگل کی بڑ سمجھا جاتا تھا اور محیر العقول تھے آج ممکن الوجود ہیں۔ اس تناظر میں انفارمیشن ٹکنالوجی سے بہت سے مسائل قابل حل ہیں اور اسلام ایک ابدی دین ہے۔ جب بھی کوئی مسئلہ پیش آئے گا تو اس وقت کے علماء کی ذمہ داری ہے کہ قرآن وحدیث سے اخذ شدہ مسائل کو نظیر بناکر ان جدید مسائل کا استنباط واستخراج کریں۔ انہیں مسائل میں سے انفارمیشن ٹکنالوجی سے متعلق مسائل ہیں۔ قابل مبارک باد ہیں فقہ اکیڈمی انڈیا کے ذمہ داران کہ اس طرف توجہ فرما کر علماء کو غور کرنے کا موقع فراہم کیا۔

محور اول:

١۔ مختلف سہولتوں کے حامل موبائل (اسمارٹ فون) جس سے جائز ومستحسن کاموں کے لئے استعمال کرنا جائز ہے اور غلط مقاصد کے لئے استعمال کرنا ناجائز ہوگا، حسنہ حسن قبیحہ قبیح۔

٢۔ ملٹی اپلیکیشن موبائل میں قرآن مجید رکھنے کی گنجائش ہوتی ہے تو ایسے موبائل میں تلاوت کے لئے قرآن مجید یا دوسری دینی کتابوں کو محفوظ کرنا یا آن لائن دیکھنا وپڑھنا جائز ہے گرچہ اس موبائل میں فحش مناظر بھی دیکھنے کی گنجائش ہوتی ہے جو کہ حرام ہے۔

٣۔ اگر موبائل میں قرآن مجید کی تلاوت کی جائے تو موبائل کا پورا سیٹ قرآن مجید کے حکم میں ہوگا، اس کو بلا وضو ہاتھ میں لینا جائز نہیں ہوگا، جب تک موبائل کے اسکرین پر قرآن مجید کے نقوش ہونگے اس وقت تک قرآن پاک کے حکم میں ہوگا۔ اور اسکرین سے جب غائب ہوجائے تو اس وقت قرآن پاک کا حکم نہ ہوگا، اس سیٹ کو بلا وضو چھونا جائز ہوگا۔ بعض موبائل پر کور لگا رہتا ہے اس وقت اس موبائل کو بلا وضو ہاتھ لگانا جائز ہوگا اسکرین کے علاوہ پر؛ چونکہ اسکرین سے غائب ہونے کی صورت میں غیر مستبین ہے۔

٤۔ موبائل پر دینی ومعلوماتی اعتبار سے مفید پیغامات آتے ہوں اور جو تحریر اور آواز کی شکل میں ہوں ان کو دوسروں کے موبائل پر بھیجنا درست ہوگا۔ اور جو لوگ اپنے موبائل پر میسج کو بھیجنا پسند نہیں کرتے ان کے موبائل پر بھیجنا درست نہیں ہے۔

• مہتمم جامعہ رشید العلوم چترا، جھارکھنڈ۔

۵۔ دینی یا معلوماتی پیغامات کو غیر محرم مردوعورت کو بھیجنا مناسب نہیں ہے۔
۶۔ جو علماء تصویر کشی کو غلط قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک وہ پیغامات جو تصویروں کے شکل میں ہوں ان کو بھیجنا درست نہیں ہوگا۔
۷۔ CCTV کیمرہ کا نصب کرنا بغرض جرائم وکرائم کے انسداد کے یا مجرم کی شناخت کے لئے مساجد ومدارس میں جائز ہوگا۔
۸۔ فی زماننا کرائم روز بروز بڑھ رہے ہیں اور نئے نئے انداز سے کرائم کئے جارہے ہیں اس سے تحفظ کی غرض سے ایسی مشینوں سے گذرنے کو قبول کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ وہ تمام چیزیں وتصویریں رازداری کے ساتھ کی جائیں؛ تاکہ اس سے انسان کی تضحیک نہ ہو، عرض مومن اہم چیز ہے۔

محور دوم:

۱۔ آئی ٹی ماہرین کے ذریعہ انٹرنیٹ کا قفل توڑ کر چوری کرنا درست نہ ہوگا۔
ب: ایسی معلومات جن سے اس شخص کی عزت وآبرو کو ٹھیس لگتی ہو ان کا قفل توڑ کر چوری کرنا حرام ہوگا۔
ج: معاشی پہلو سے نقصان پہنچ سکتا ہو تو قفل توڑ کر چوری کرنا بھی حرام ہوگا۔
د: ایسی معلومات جن سے چوری کرنے والے کو تو فائدہ ہو لیکن اصل شخص کو کوئی نقصان نہ ہو جیسے علمی ومطالعاتی یادداشتیں وغیرہ کو بھی قفل توڑ کر چوری کرنا بالکل نامناسب ہوگا۔
۲۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کی معلومات چوری کرہی لی تو اصل مالک کی اجازت کے بغیر اس کو بڑھانا حرام ہوگا۔
۳۔ میاں بیوی کا رشتہ بہت پاکیزہ اور رازدارانہ ہے۔ ایک دوسرے پر مکمل اعتماد ہونا چاہئے۔ ایک دوسرے کی جاسوسی کرنا درست نہ ہوگا خواہ مخواہ بدظنی پیدا ہوگی اور بدظنی شریعت مطہرہ کی نظر میں درست نہیں ہے۔
۴۔ حکومت اور محکمہ پولیس قیام امن عامہ کے لئے جرائم پیشہ اور دہشت گرد عناصر پر نظر رکھنے کے لئے دوسروں کی خفیہ معلومات تک رسائی حاصل کرنے کے لئے نیٹ وغیرہ سے معلومات کریں تو کوئی مضائقہ نہیں۔
۵۔ جو فیس بک اکاؤنٹ کھول رکھا ہو اور اس میں بہت سی معلومات بھی موجود ہوں، اور بعض کمپنیوں کا تجارتی مقاصد کے تحت ماہرین سے کہنا کہ ان معلومات کا ڈاٹا جمع کرکے ان کو مہیا کریں۔ متعلق شخص کی اجازت کے بغیر ایسی معلومات کا ڈاٹا جمع کرکے کمپنیوں کو مہیا کرنا اور ان سے اس کی اجرت حاصل کرنا جائز نہیں۔
۶۔ بعض تنظیمیں مجرموں کے جرائم پر شہادت فراہم کرنے کے لئے خفیہ کیمروں کا استعمال کرتی ہیں، ان سے مظلوموں کو مدد بھی ملتی ہے تو اس طرح کی کارروائی شرعاً جائز ہے۔

۷۔ فنی ماہرین مخصوص مقاصد کے لئے سافٹ ویئر تیار کرتے ہیں۔ اس کی تیاری کے مرحلہ میں کافی صرفہ آتا ہے اور صلاحیتیں اور محنتیں خرچ ہوتی ہیں اس لئے قانونی طور پر اس کو ان کی ملکیت مانا جاتا ہے۔ اس کا قفل توڑ کر اس سے استفادہ کرنا جب قانوناً جرم ہے تو اس کے قفل توڑ کر اس سے استفادہ کرنا یا گاہکوں کو بیچنا جائز نہیں ہے۔

جب خریدنے والے کو معلوم ہے کہ یہ سافٹ ویئر چوری کا ہے تو اس کو خریدنا بھی جائز نہیں ہوگا۔

۸۔ دوسرے کے کمپیوٹر کو ہیک کرنا اور وائرس چھوڑنا جائز نہیں ہوگا۔

محور سوم:

۱۔ سوشل میڈیا اور الیکٹرانک ذرائع ابلاغ سے دوسروں کو صحیح ودرست خبریں بھیجنا درست ہوگا۔

ب: بعض قابل تحقیق اور بعض خلاف واقعہ خبروں کو دوسروں کے پاس بھیجنا درست نہیں ہوگا۔ فرمان نبوی ﷺ ہے: ‘‘کفی بالمرء کذباً أن یحدث بکل ما سمع’’ (الحدیث)۔

لہٰذاکسی خبر کو بعد تحقیق جب صحیح ثابت ہو بھیجنا چاہئے، ورنہ بلا تحقیق اور خلاف واقعہ خبروں کو شائع کرنا اور عام کرنا جھوٹ ہے جو حرام ہے اور کرنے والا جھوٹا ہے۔

۲۔ ایک مراسلہ میں کمی یا اضافہ کرنا خیانت ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے: ‘‘آیۃ المنافق ثلاث : ..... إذا اؤتمن خان’’ (مشکوۃ)۔

۳۔ کسی شخص یا حکومت کو یہ حق نہیں ہے کہ شخصی معلومات لوگوں میں عام کردے، یہ خیانت ہے۔

۴۔ ایسے اشتہارات کو عام کرنا جائز ہے جن میں جائز اشیاء کا استعمال کیا ہو، اور ناجائز اشیاء پر مشتمل اشتہارات کو عام کرنا جائز نہ ہوگا۔ چونکہ یہ تعاون علی المعصیۃ ہے، ارشاد ربانی ہے: ‘‘ولا تعانوا علی الإثم والعدوان’’ (القرآن)۔

۵۔ جو حضرات ڈیجیٹل عکس بندی کو جائز تصور کرتے ہیں ان کے نزدیک اس طرح کے کارٹون بنانا جائز ہونا چاہئے۔ ان لوگوں کے نزدیک تعمیری تنقید کے جذبہ کے تحت اس طرح کے کارٹون بنانا جائز ہونا چاہئے۔

۶۔ موبائل کمپنیوں کے لئے لوگوں کی آپسی گفتگو کو محفوظ کرکے حکومتوں کو فراہم کرنا شرعاً جائز نہیں ہوگا۔ ارشاد باری تعالی ہے: ‘‘ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضاً’’ (القرآن)۔

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل

مولانا یاسر مجید ندوی•

جس طرح ایک مسلمان کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی کمائی کو پاکیزہ بنائے اور اسکو حلال ذرائع سے حاصل کرے ، اسی طرح اس کی شرعی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ اپنے اخلاق اور اپنے اعمال کو پاکیزہ رکھے اورخاص طور پر معصیت اور گناہ کو پھیلانے کا معاون ومددگار نہ بنے ؛اس سلسلہ میں قرآنِ کریم کا مضبوط اصول {وتعاونوا على البر والتقوى ولاتعاونوا على الإثم والعدوان، واتقوا الله}[المائدة : ٢]بنیادی اہمیت کا حامل ہے ،جس میں نیکی اور تقوی کے ساتھ گناہ اور دشمنی کے حقائق کو پیش کرکے خوفِ الہی کا بھی درس دیا گیا ہے اور اسلام کے پاکیزہ معاشرہ کی واضح جھلک دکھلائی گئی ہے،اسی تناظر میں ذیل کی سطور میں انفارمیشن ٹیکنالوجی سے متعلق اکیڈمی کے سوالات کے جواب لکھنے کی کوشش کی گئی ہے:

محور اول:

١۔ اسمارٹ فون ایک بے جان چیز ہے اور براء تِ اصلیہ (الأصل فی الأشیاء الإباحۃ)کے قاعدہ کے تحت اس کا رکھنا اور اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہوگا لیکن یہ چونکہ بہت سارے تفصیلی اعمال اور نتائج کی بنیاد ہے جنکے اعتبار سے ان کا الگ الگ حکم ہوگا اور اس کے حلال کو حلال ،پاکیزہ کو پاکیزہ ،حرام کو حرام ،واجب کو واجب اور خبیث کو خبیث ہی کہا جائے گا یعنی اگر خیر کیلئے اس کا استعمال کیا جارہا ہے تو رکھنا درست ہے ؛بلکہ بسا اوقات رکھنا واجب ہوگاجبکہ واجبات کی تکمیل اسی سے ممکن ہو جیسے والدین اور رشتہ داروں کی خبرگیری وغیرہ، اور برائی کے لئے ہے تو رکھنا حرام اورگناہ ہوگا: ما لایتوصل إلی الواجب إلا بہ فھو واجب (البحرالرائق ١،٣٧)۔

٢،٣۔ جس وقت قرآنِ کریم موبائل کی اسکرین پر کھلا ہوگا صرف اس وقت اس کی اسکرین کے لئے مصحف کا حکم ہوگا جبکہ موبائل اسکرین ٹچ ہو، اور جس وقت اسکو بند کیا جائے تو اب وہ مصحف کے حکم میں نہیں ہوگا اسلئے کہ کلامِ مکتوب اب اسکرین پر موجود نہیں، لہذا اب اسی موبائل کو دوسرے جائز کاموں کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے اوربلا وضو اس کی اسکرین کو چھوا بھی جاسکتا ہے،اور اسکو لے کر بیت الخلاء میں

• سری نگر، جموں وکشمیر۔

جایا بھی جاسکتا ہے؛البتہ جب قرآن کریم یاذکرِ اللہ یا ذکرِرسول ﷺ پر مشتمل کوئی تحریر اسکرین پر کھلی ہو اس وقت اسکرین کو کھلا رکھ کر موبائل کو بیت الخلاء میں لے جانا مکروہ ہوگا؛چنانچہ رسول ﷺ کے حوالہ سے منقول ہے: كان إذا دخل الخلاء وضع خاتمہ (ابن حبان: ١٤١٣)۔

موبائل اگر اسکرین ٹچ نہ ہو تو اسکے لئے مذکورہ بالا حکم نہیں ہوگا؛ بلکہ ایساموبائل حائل غیر متصل کے حکم میں ہوگا، اور اسکی اسکرین کو بلا طہارت چھوناجائز ہوگا:

وكما لا يحل لہ مس الكتابۃ لا يحل لہ مس البياض أيضا، وان لمس المصحف بغلافہ فلابأس بہ، والغلاف الجلد الذى عليہ المتصل عند بعض المشايخ ،وعن بعضهم المنفصل كالخريطۃ ونحوها ،لأن المتصل بالمصحف من المصحف (المحيط البرهانى ١،٧٧)۔

کسی موبائل سے اگر دوسرے ناجائز کام لئے جاتے ہیں یا اس میں شرعاً ممنوع پروگرام بھی موجود ہیں تب بھی اس میں قرآنِ کریم رکھنے کی گنجائش ہے ؛کیونکہ موبائل کی یادداشت دماغ کی طرح ہے اور دماغ میں ہر طرح کے خیالات پائے جاتے ہیں یا آتے رہتے ہیں لیکن برے خیالات کی بنا پر اچھے خیالات اور اچھی چیزیں یاد کرنے سے منع نہیں کیا جاسکتا بلکہ اچھے بدلاؤ کی امید ہی کی جاسکتی ہے :

{إن الحسنات يذهبن السيئات ذلک ذكرى للذاكرين} [هود: ١١٤]۔

٤،٥،٦۔ دینی یامعلوماتی اعتبار سے مفید پیغامات کو دوسروں کے پاس بھیجنا ،چاہے تحریر ہو یا آواز صدقہ میں شامل ہے، یہ خیر کو پھیلانے اور اجر حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، وہ بھی بڑی آسانی سے اور ہزاروں لوگوں تک:

(الكلمۃ الطيبۃ صدقۃ) (احمد ٨٠٩٦)۔

(من دعا إلى هدى كان لہ من الأجر مثل أجور من تبعہ لاينقص ذلک من أجورهم شيئاً) (مسلم: ٤٨٣١)۔

(نضر الله امرأ سمع منا شيئاً فبلغہ كما سمع، فرب مبلغ أوعى من سامع) (ترمذى: ٢٦٥٧، أبوداود : ٣٦٦٠)۔

لیکن اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ پیغامات صحیح حقائق پر مبنی ہوں ،ان کا مقصد باطل اور خلافِ شریعت باتوں کی ترویج نہ ہو،لوگوں کو پیغامات آگے بھیجنے پر وعدووعید کے ذریعہ یا قسم دلاکر مجبور نہ کیا جائے؛ ہاں جو لوگ یہ پسند نہیں کرتے کہ انہیں موبائل پر میسیج بھیجے جائیں، انہیں اس بات کو اسٹیٹس یا کسی اور طریقہ سے واضح کرنا چاہئے،اور دوسروں کو بھی انکی رعایت کرنی چاہئے ۔

اس طرح خیر پر مبنی پیغامات بلالحاظ جنس کے بھیجے جا سکتے ہیں ؛لیکن اگر ان پیغامات کا مقصد غیر محارم سے رابطہ اور ان کے ساتھ تعلقات قائم کرنا اور ملنا جلنا ہو

؛تب تو یہ فتنہ اور شر کا دروازہ ہے اور شیطان کا دھوکہ ہے جوانسان کے سامنے شر کو خیر کے قالب میں پیش کرتا ہے، اس سے بچنا واجب ہے ۔

موبائل یا کمپیوٹر میں موجود تصاویر یا ویڈیو کے لئے تصویر کا حکم نہیں ہوگا اس لئے کہ یہ غیر ثابت الذات اور ڈیجیٹل عکس ہیں ،جب تک کہ انہیں طبع نہ کیا جائے؛ لہذا ان کا موبائل میں رکھنا یا نشر کرنا جائز ہوگا الا یہ کہ اس میں عورتوں کی تصاویر یا ان کی عکس بندی ہو یا اختلاط ،عریانیت اور فحاشی پر مبنی مواد ہو تو پھر انکا رکھنا اور نشر کرنا ناجائز ہوگا :

{قل إنما حرم ربي الفواحش ما ظهر منها وما بطن ...}[الاعراف: ٣٣]۔

موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں ہے:

يجمع العلماء على تحريم استعمال نوع من الصور، وهوماكان صنماً يعبد من دون الله تعالى، وأما ماعدا ذلک فانہ لا يخلو شيء منہ من خلاف؛ إلا أن الذى تكاد تتفق كلمة الفقهاء على منعہ، هو ما جمع الأمورالتالية:

أ: أن يكون صورة لذى روح إن كانت الصورة مجسمة ۔

ب:أن تكون كاملة الأعضاء ،غير مقطوعة عضو من الأعضاء الظاهرة التي لاتبقى الحياة مع فقدها۔

ج: أن تكون منصوبة أو معلقة فى مكان تكريم،لا إن كانت ممتهنة۔

د۔أن لا تكون صغيرة۔

ھ۔أن لاتكون من لعب الأطفال أونحوها۔

و۔ أن لاتكون ممايسرع إليہ الفساد۔

وقد خالف فيما جمع هذه الشروط قوم لم يسموا .....إلا أنہ خلاف ضعيف(١٢،١١٦)۔

٧۔چوری اور مجرمانہ واقعات کی روک تھام اور دوسری انتظامی مصلحتوں کے تحتCCTVکیمرہ مساجد ومدارس میں نصب کرنا جائز ہوگا ؛جیسا کہ ابن ماجشون کے حوالہ سے منقول ہے کہ انہونے فرمایا:

اللصوص وقطاع الطريق أرى أن يطلبوا فى مظانهم ويعان عليهم حتى يُقتلوا أو يُنفوا من الأرض بالهرب (تبصرة الحكام لابن فرحون٢،١٨٧)۔

ایسے لوگوں کو پکڑنا جاسوس کیمرے ہی کے ذریعہ سے ممکن ہوگا،اور یہاں فی الحقیقت جاسوسی مقصود نہیں بلکہ حفظ مال اور درستگی احوال مقصود ہے ،جو کہ شریعت کی نظر میں محمود ہے؛ البتہ کیمرہ کے نصب ہونے کا اشارہ موجود ہونا چاہئے تاکہ عام لوگ پہلے سے چوکنا رہیں اور ان کی عزت وآبرو محفوظ رہے،اور انکے دوسرے عیوب کیمرے کے ذریعہ سے انکی بدنامی کا سبب نہ بنیں اور کیمرے کا نصب کرنا تجسس کی وعید سے خارج رہے:

٨۔ اس طرح کی استعمال کی جانے والی اسکیننگ مشینیں دو طرح کی ہیں: Back scatter اور AIT Scanner۔ ان میں سے اول الذکر کے خلاف انسان کا جسم بے لباس دکھانے کی وجہ سے کافی تنقید ہوئی جس کی وجہ سے اس کو بہت سارے مقامات پر ثانی الذکر سے بدلا گیا جو کہ کارٹون کی شکل میں انسان کا خاکہ پیش کرتی ہے اور جسم کے پیچ و خم نہیں دکھاتی ہے ؛البتہ مسافر کے ساتھ کسی مشکوک چیز کی نشاندہی پیلے نشان سے کرتی ہے۔

تحفظ کے نقطہ نظر سے بھی ان مشینوں کا استعمال جائزنہیں اس لئے کہ ان سے صحت پر منفی اثرات پڑنے کے علاوہ یہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے ؛چنانچہ برطانیہ اور کوریا وغیرہ ممالک میں انسانی حقوق کی تنظیموں نے اس کے خلاف بارہا آواز اٹھائی، (wiki full body scanner)اس طرز کی مشینوں کے علاوہ دوسری مشینوں (جن سے privacy متاثر نہیں ہوتی) کے استعمال پر عوامی بیداری کے ذریعہ سے سرکار کو مجبورکیاجاسکتا ہے ۔

بہرحال اگر یہ مشینیں انسان کے بدن کو بے لباس کرکے دکھاتی ہیں تو ایسے ذرائع تفتیش کو قبول کرنا جائز نہیں ہوگا سوائے اسکے کہ آخری ضرورت ہو جس کا اندازہ احوال کے اعتبار سے لگایا جاسکتاہے۔

محوردوم:

١۔ ایسا کرنا درست نہیں،بلکہ یہ چوری کے حکم میں ہوگا اور نوعیت کے اختلاف کے اعتبار سے اسکے احکام بھی الگ ہوں گے:

ا) عزت وآبرو کو ٹھیس پہچانے کے اعتبار سے تعزیر اور حد کے احکامات لاگو کئے جاسکتے ہیں۔

ب)معاشی پہلو سے نقصان اگر بلاواسطہ ہے یعنی اسکے اکاؤنٹ سے پیسے کی چوری ہو تب تو یہ واضح اور قابل حدجرم ہے، اور بالواسطہ ہو یعنی معلومات کی چوری کے ذریعہ سے معاشی نقصان ہے تو یہ بھی تعزیری جرم ہوگا۔

ج) علمی اور مطالعاتی یادداشت کی چوری کی صورت میں اگر انکے حقوق بحق ِناشر محفوظ تھے تویہ تعزیری جرم ہوگا،اس پر حدلاگو نہیں ہوگی، اور اگر انکے حقوق محفوظ نہیں تھے تو یہ تعزیرات کے دائرہ میں بھی نہیں آئے گا۔

إن دماءكم وأموالكم وأعراضكم بينكم حرام (بخاری: ٦٧)۔

الاسم التجاری،والعنوان التجاری،والعلمۃ التجاریۃ،والتألیف والاختراع والابتکار، ھی حقوق خاصۃ لأصحابھا، أصبح لھا فی العرف المعاصر قیمۃ مالیۃ معتبرۃ لتمول الناس لھا، وھذہ الحقوق یعتد بھا شرعاً فلایجوز الاعتداء علیھا (قرارمجمع الفقہ الاسلامی الدولی؛قرار: ٤٣)۔

السرقة فی اللغة :أخذ الشيء من الغير على سبيل الخفية والاستسرار،ومنہ استراق السمع، قال اللہ تعالی:{إلا من استرق السمع} [الحجر: ١٨] (العنایہ مع الھدایة٥،٣٥٤)۔

وإذا استمع الشياطين إلى شيء ليس بوحي فإنهم يقذفونہ إلى الكهنة فی أسرع من طرفة عين ،ثم تتبعهم الشهب فتقتلهم أو تخبلهم ،ذكره الحسن وابن عباس (تفسیر القرطبی ١٠،١١)۔

السرقة :هي أخذ مال الغير من حرز المثل على الخفية والاستتار،ومنہ استراق السمع ومسارقة النظر إذا كان يستخفي بذلک (الفقہ الاسلامی وأدلتہ للزحيلي٧،٣٥٩) ۔

ما يعتبر فی الموضع المسروق ...هو الحرز... كل شيء لہ مكان معروف فمكانہ حرزه وكل شيء معہ حافظ فحافظہ حرزهن غاب عنها أهلها أو حضروا (الفقہ على المذاهب الأربعة ٥،٦٧)۔

٢۔ جب چوری کرنا درست نہیں تو آگے بڑھانا کیسے درست ہوگا؛بلکہ یہ تو چوری اور پھر سینہ زوری ہوگئی، اس میں دوہرا گناہ ہے:

المتشبع بما لم يعط كلابس ثوبی زور [بخاری : ٥٢١٩]۔

٣۔ شوہر اور بیوی کے لئے بھی ایک دوسرے کی جاسوسی کرنا جائز نہیں ہوگا، اور ایساکرناانکے باہمی مفادات کے مربوط ہونے ہی کی وجہ سے ممنوع ہے:

كان النبي ﷺ يكره أن يأتي الرجل أهلہ طروقاً (بخاری : ٥٢٤٣)۔

نہی رسول اللہ ﷺ أن يطرق الرجل أهلہ ليلاًيتخونهم أو يلتمس عوراتهم (مسلم: ٧١٥)۔

لہذا جب تک میاں بیوی ایک دوسرے کے بارے میں کوئی مشکوک چیز نہ دیکھیں، تب تک ایک دوسرے کو سلامتی ہی پر سمجھیں اور ظاہر کاہی اعتبار کریں اور باطن کو اللہ کے حوالہ کریں، یہی ازدواجی زندگی کے دوام میں زیادہ کارگر ہے،باقی ایک دوسرے کو شرعی حدود پر قائم رہنے کی نصیحت کرتے رہنا چاہئے۔

٤،٥۔ امن عامہ کے لئے شخصی معلومات حاصل کرنا چونکہ لوگوں کی اپنی اجازت سے ہوتا ہے لہذا اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن عوام کی جاسوسی کرنا نہ حاکم کیلئے جائز ہے نہ محکوم کیلئے؛ البتہ جرائم پیشہ افراد پر یا ایسے عناصر پر نظررکھنا حکومت کے واجبات میں سے جن کے بارے میں مصدقہ اطلاعات ہوں کہ یہ کسی خاص فرد کو یا امن عامہ کو بگاڑنے کا کام انجام دینے والے ہیں (دیکھئے: التجسس واحکامہ فی الشریعة الاسلامیہ: محمد راکان الدعمی، ص: ١٣٠، ١٣١)۔

٦۔ نہیں ۔

٧۔ جائز ہوگا جبکہ حکومت کی طرف سے انکو اسکی اجازت ہو اور اس طرح کے مجرمین کے مجرمانہ افعال واضح ہوں یا انکے متعلق پہلے سے غالب گمان ہو کہ یہی ایسے عناصر ہیں:

وإن من التجسس الذی لا بد منہ للوقوف علی حال الرعیۃ ،ودفع الشر عنھم ،لیطمئن الناس و تنتظم الأمور وتصفوالحیاۃ ویأمن المقیم والمسافر من کل خطر وظلم ،ویعرف المظلوم والمحتاج ،ویقف المسئول علی دقائق الأمور فیما یتعلق بأحوال الرعیۃ ،فمن ذلک سھر عمربن الخطاب حیث کان یرس بنفسہ ویرتاد منازل المسلمین ویتفقد أحوالھم بیدیہ ...فالدولۃ لا تقوم بالتجسس الا بما یحقق صالح المجتمع وذلک کتتبع أھل الریب والضلالۃ ووضع العیون علیھم حفظاً للأمن والنظا م وتأميناً لراحۃ المواطنین (التجسس واحکامہ فی الشریعۃ الاسلامیہ، ص: ١٣٤،١٣٥)۔

٨۔ اس طرح حقوق بحق صانع محفوظ سافٹ ویئر کا قفل توڑنا،اس سے استفادہ کرنا یا گاہکوں کو بیچنا جائز نہیں ہوگا ، اس طرح کے آدمی سے خرید کرنے والے کو اگر معلوم ہے یا غالب گمان ہے کہ یہ سافٹ ویئر مسروقہ ہے تو اسکے لئے خریدنا اور آگے بیچنا جائزنہیں ہوگا، اور اگر علم نہیں ہے اور نہ غالبِ گمان ہے تو خریدنا اور آگے بیچنا جائزہوگا:

نص الفقہاء علی أن من شروط انعقاد البیع؛ أن یکون المبیع مملوکا للبائع أو موکلہ أو مولیہ (الموسوعۃالفقہیہ ١٥٨،٩)۔

٩۔ دوسرے کے کمپیوٹر کو ہیک کرنا یا اس پر وائرس چھوڑنا بنیادی طور پر جائز نہیں؛ اس لئے کہ یہ دوسروں پر ظلم ہے، اسی طرح دوسروں کے کمپیوٹر یا ایمیل چیک کرنا بھی جائز نہیں؛ اس لئے کہ یہ تجسس کے حکم میں ہوگا یا دوسروں کے مواد کو بلااجازت دیکھنے کے حکم میں ،الا یہ کہ کوئی پہلے سے متہم ہو۔

لا ضرر ولا ضرار (احمد: ٢٨٦٦،ابن ماجہ: ٢٣٤١)۔

لا یحل لامرئ أن یأخذ عصا أخیہ بغیر طیب نفس منہ (ابن حبان : ٥٩٧٨)۔

من نظر في کتا ب أخیہ بغیر إذنہ فإنما ینظر فی النار (ابوداود: ١٤٨٥،المستدرک للحاکم: ٧٧٠٧)۔

وما روی أنہ لا یجوزالنظرفی کتاب أحد إلا بإذنہ إنما ھو فی حق من لم یکن متھما علی المسلمین وأما من کان متھما فلا حرمۃ لہ (فتح الباری لابن حجرؒ ١١،٤٩)۔

البتہ خراب اور غیر اخلاقی موادکے لئے اگر کوئی سائٹ خاص ہے یا وہ زندقہ پھیلاتے ہیں یا اسلام کو بدنام کرنے کیلئے خاص ہے تو ایسی سائٹس کو پہلے تنبیہ کرنی چاہئے اور دعوتِ خیر دینی چاہئے، اگر پھر بھی سدھار نہیں آیا تو تغییر منکر کے شرعی اصول کے تحت ایسی سائٹس کو ہیک کرنا جائز ہوگا؛چنانچہ امام بخاریؒ نے درج ذیل باب کے تحت حدیث حاطب بن ابی بلتعہؓ ذکر کی ہے:

باب من نظر فی کتاب من یحذر علی المسلمین لیستبین أمرہ (بخاری، کتاب الاستیذان، حدیث: ٥٩٠٤)۔

من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ... (مسلم: ٤٩)۔

محور سوم:

١۔ صرف ایسے پیغامات کو آگے بڑھانا چاہئے جو :

الف۔ سچ پر مبنی ہوں۔

ب۔مستند و محقق ہوں۔

ج۔ اسلامی گفتار وکردار کے مخالف نہ ہوں۔

د۔ مفید ہوں۔

{ ولا تقف ما ليس لک بہ علم} [الاسراء : ٣٦] ۔

بئس مطية الرجل زعموا (ابوداود: ٤٩٧٢، الادب المفرد: ٧٦٢)۔

كفى بالمرأ كذباً أن يحدّث بكل ما سمع (مسلم١،١٠، ابوداود : ٤٩٩٢)۔

٢۔ دوسرے کے مراسلوں میں دخل دینا جائز نہیں الا یہ کہ جنگ کے احوال ہوں یا کوئی پہلے سے متہم ہو۔

من نظر في كتا ب أخيہ بغير إذنہ فإنما ينظر فى النار (ابوداود: ١٤٨٥،المستدرک للحاكم: ٧٧٠٧)۔

الحرب خدعة (بخاری : ٣٠٣٠،مسلم: ١٧٤٠)۔

٣۔ حکومت کیلئے کسی شخص کی ذاتی اجازت کے بغیر اسکی نجی معلومات کو عام کرنا یا دوسروں تک پہنچانا جائز نہیں، یہ انسانی بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کے ساتھ ساتھ آئینی خلاف ورزی بھی ہے۔

٢٤،اگست ٢٠١٧ء کو نو ججوں پر مشتمل سپریم کورٹ کی ایک آئینی بنچ نے right to privacy کو آئین کے تحت ایک بنیادی حق قرار دیا (The Indian Express;24/Aug,2017)۔

٤۔ جائز اشیاء پر مبنی اشتہارات کا پھیلانا اور دوسروں تک پہنچانا ،پیغامات کو نشر کرنے کے اصولوں کی رعایت کے ساتھ جائز ہوگا۔

٥۔ انکے نزدیک بھی اس طرح کے کارٹو ن جائز نہیں ہیں۔

مدار التحريم فى التصوير كونہ تصويراً لذوات الأرواح ،سواء كان نحتاً أم تلويناً في جدار أو قماش أو ورق ، أم كان نسيجا ،وسواء كان بريشة أم قلم أم بجهاز ،وسواء كان الشىء على طبيعتہ أم دخلہ الخيال فصُغِّر أو كبر أو جمل أو شوه أو جعل خطوطاً تمثل الهيكل العظمي...وذلک لعموم النصوص ولما فيہ من المضاهاة، ولكونها ذريعة إلى الشرک (فتاوى اللجنة الدائمة ١،٤٧٩)۔

البتہ اگر صرف سر کے بغیر جسم یا صرف سر کی تصویر ہو تو اسکو یہ حضرات جائز سمجھتے ہیں ،اس سلسلہ میں ابن قدامہ ؒ کی یہ عبارت نقل کی جاتی ہے:

وإن قطع منہ ما لا يبقى الحيو ان بعد ذهابہ كصدره ،أوبطنہ أو جعل لہ رأس منفصل عن بدنہ لم يدخل تحت النهي ،لأن الصورة لا تبقى بعد ذهابہ فهو كقطع الرأس (المغنى ٨،١١١)۔

الصورة الرأس،فإذا قطع الرأس فلا صورة (الاسماعیلی عن ابن عباسؓ: ٢٩١)۔
۶۔ نہیں،بلکہ یہ دھوکہ اور فریب ہے:
لا ضررولا ضرار (احمد: ٢٨۶۶، ابن ماجہ: ٢٣۴١)۔
إذا حدث الرجل الحدیث ثم التفت فهی أمانة (ترمذی: ١٩۵٩، ابوداود: ۴٨۶٨)۔

* * *

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل

مفتی صفوان احمد بن محمد عثمان قاسمی•

محور اول:

١۔ انسانوں کے اس کارگاہ ہستی میں نزول کے بعد مختلف ادوار اس کے ہم عصر رہے۔ اور حضرت انسان نے اپنی خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرکے اپنی طرز حیات اور زندگی کے طور طریقے کو ہر زمانے میں بہتر کرنے کی کوشش کی ہے اور اس سے بجا طور پر انہیں اپنی زندگی برتنے اور اسے بہتر سے بہتر کرنے میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

یوں تو تبدیلی زندگی کا ایک حصہ ہے اور تبدیلی ہی کو ثبات ہے۔ انسان کی زندگی کا ہر مابعد دور ماقبل سے کچھ نہ کچھ ممتاز رہا ہے۔ اور ہر زمانے میں کچھ نہ کچھ تبدیلیاں جنم پذیرہوتی رہیں لیکن صنعتی انقلاب اور مشینی دور کے آنے کے بعد اور اس کے بعد کے ادوار میں تبدیلیوں اور ایجادات کی جو ریل پیل ہوئی وہ جگ ظاہر ہے اور ہر شخص پر عیاں ہے۔

ہم سب پر ‘بحیثیت مسلمان ’ ضروری ہے کہ ہم ہر چیز کو شریعت کی نگاہ سے تولیں اور اسی کے مطابق اس کو برتنے یا گریز کرنے کا ارادہ بنائیں؛ چونکہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اور دنیا میں موجود ساری چیزیں حلال سمجھی جائیں گی الا یہ کہ حرمت کی حدیث موجود ہو۔ اللہ تعالی قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں: ہو الذی خلق لکم ما فی الأرض جمیعا (البقرۃ: ٢٩)، اسی طرح دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:‘‘قل من حرم زینۃ اللہ التی أخرج لعبادہ والطیبات من الرزق’’ (الاعراف: ٣٢) حدیث میں بھی اس کی طرف اشارہ ملتا ہے: ‘‘عن أبی الدرداء رضی اللہ عنہ قال:قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ما أحل اللہ فی کتابہ فہو حلال وما حرم فہو حرام وماسکت عنہ فہو عافیۃ فاقبلوا من اللہ العافیۃ فإن اللہ لم یکن نسیا’’ (بیہقی: ١٩٠٠)، اسی طرح ایک دوسری روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ‘‘عن أبی ثعلبۃ الخشنی قال:قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إن اللہ فرض فرائض فلا تضیعوہا وحد حدودا فلا تعتدوہا وحرم أشیاء فلا تنتہکوہا وسکت عن أشیاء من غیر نسیان رحمۃ لکم فلا تبحثوا عنہا’’ (المطالب العالیہ١٢،٤١٦)۔

لہذا اسی اصول کے پیش نظر موبائل(اسمارٹ فون) کو پرکھا جائے گا اگرچہ اس کا

• استاذ مدرسہ فائن ٹچ اگری پاڑہ، ممبئی۔

غلط استعمال بھی ہوتا ہے اور یہ جگ ظاہر ہے، لیکن چونکہ اس کا صحیح استعمال بھی ممکن ہے اور جس چیز کا صحیح استعمال بھی ممکن ہو اس کا استعمال جائز اور حلال ہوگا۔ مثال کے طور پر ریڈیو کہ اس کا صحیح استعمال بھی ممکن ہے اور غلط استعمال بھی ممکن ہے لیکن اس کے جواز پر اتفاق ہے۔ الغرض اسمارٹ فون کے استعمال کی بہت سی جائز شکلیں بھی ہو سکتی ہیں اور فقہ کا مسلم قاعدہ ہے:''الأمور بمقاصدہا'' (الاشباہ والنظائر: ۵۳) لہذا اس کا استعمال جائز اور حلال ہوگا ۔

۲۔ موبائل کے صحیح اور نفع بخش استعمال میں اس میں کتابیں اور مفید اپلیکیشنز وغیرہ کا رکھنا بھی ہے۔ لہذا موبائل میں اس کا رکھنا درست ہے ۔دارالعلوم دیوبند کے آن لائن فتوی سیکشن میں ایک استفتا کے جواب میں مفتیان لکھتےہیں: ''اگر تلاوت قرآن پاک، دینی بیانات اور لغت وغیرہ کے ساتھ کسی انسان یا جاندار کی تصویر یا میوزک وغیرہ نہ ہو تو انہیں موبائل کمپیوٹر یا لیپ ٹاپ وغیرہ میں رکھنا اور سننا جائز ہے '' ۔ اور آگے لکھتے ہیں: ''اور جس موبائل یا کمپیوٹر وغیرہ میں یہ دینی چیزیں رکھی جائیں اس میں گانا اور جاندار کی تصاویر وغیرہ بالکل نہ ہوں؛ تاکہ دینی چیزوں کی کسی درجہ میں بے ادبی اور بے اکرامی لازم نہ آئے '' (فتوی آئی ڈی: ۳۲۸۔۳۳۳)۔

اسی طرح ''الأمور بمقاصدہا''(الأشباہ والنظائر)کی رو سے بھی اس میں قرآن وغیرہ رکھنا درست ہے۔

۳۔ جس موبائل میں قرآن مجید موجود ہو اور وہ اسکرین پر نہ ہو تو اس کا چھونا با لاتفاق جائز ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں؛ لیکن اگر قرآن مجید کے نقوش اسکرین پر موجود ہوں تو اس میں تین قول ہیں:

الف) موبائل کمپیوٹر یا لیپ ٹاپ کی اسکرین کو چھونا اس وقت جائز نہیں، ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ اس حالت میں وہ مصحف کے مانند ہے اور اس کا چھونا جائز نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے: ''لا یمسہ إلا المطہرون'' (الواقعۃ: ۷۹) یہی دارالعلوم دیوبند کا فتوی بھی ہے۔

ب) اسکرین کا وہ حصہ جس پر نقوش قرآن مجید ظاہر ہورہے ہیں اس کا چھونا جائز نہیں ہے لیکن موبائل کمپیوٹر یا لیپ ٹاپ کے دیگر پارٹس کو بلا وضو کے چھوسکتے ہیں، ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ یہ قرآن مجید کے حکم میں نہیں ہے، اور اگر ہے بھی تو موبائل کمپیوٹر یا لیپ ٹاپ کے دیگر پارٹس(اسکرین کے علاوہ) غلاف منفصل کے حکم میں ہیں ۔

ج) دیگر پارٹس کے ساتھ اس اسکرین کو بھی چھونا جائز ہے جس پر نقوش قرآن مجید کے ظاہر ہورہے ہیں ۔ان حضرات کا کہنا ہے کہ یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے ایک کاغذ پر قرآن مجید کی آیات لکھ کر فریم کروادی جائیں؛ کیوں کہ اسکرین پر نظر آنے والے

حروف سافٹ وئیر ھیں یعنی ایسے نقوش ھیں جنہیں چھونا ممکن نہیں ہے نیز ماھرین کے مطابق یہ نقوش بھی کمپیوٹر یا لیپ ٹاپ پر نہیں؛ بلکہ ریم پر بنتے ھیں اور شیشے سے نظر آتے ہیں، لہذا اسے مصحف قرآن مجید کے غلاف منفصل پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ اور مصحف کو غلاف کے ساتھ چھونے کا جواز فقہاء کی صراحت سے ثابت ہے (الدر المختار ۱،۲۹۳، ہندیہ ۱،۳۹، حاشیۃ الطحاوی علی المراقی ، ۲۷-۲۸)لیکن بندہ کے نزدیک قول اول احوط قول ثانی اوسط اور قول ثالث اصح ہے۔

۴۔ موبائل پر جو تحریر یا آڈیو اور ویڈیو وغیرہ آتی ہیں ان کو کسی کے پرسنل نمبر پر صراحتاً یا دلالتاً اجازت کے بغیر بھیجنا صحیح نہیں ہے، اور یہ ایسا ہے جیسے کسی کے گھر دینی کتاب کا انبار بغیر اجازت بھیج دیا جائے؛ البتہ گروپ میں میسج کرنا جائز ہوگا ایڈمن کی اجازت سے، اور گروپ میں شامل لوگوں کی بھی دلالتاً اجازت ہوتی ہے۔

۵۔ پیغامات جو ویڈیوز پر مشتمل ہوں اگر وہ خالص دینی مقاصد کے لئے ہوں تو ان کا دیکھنا اور آگے بڑھانا صحیح ہے ۔چنانچہ ''نئے مسائل اور اسلامک فقہ اکیڈمی کے فیصلے '' نامی کتاب میں ہے : ایک سوال ان چینلز کے حکم شرعی کا ہے جو خالص دینی مقاصد کے لیے قائم کیے گئے ہیں اور قائم کیے جارہے ھیں اور ھر طرح کی عریانی اور فحاشی سے پاک ہیں کیا ایسے چینلز قائم کرنا اور ان سے استفادہ جائز ہوگا یا نہیں؟ تمام شرکاء اس کو جائز قرار دیتے ہیں جبکہ بعض حضرات اس کی بھی اجازت نہیں دیتے (ص: ۳۰۳)۔

۶۔ موبائل چیٹنگ آمنے سامنے کی گفتگو کی طرح ہے جس طرح ضرورت پڑنے پر بقدر ضرورت گفتگو اور بلا لوچ پیدا کئے آواز میں گنجائش ہے اسی طرح چیٹنگ کا بھی مسئلہ ہے اس لئے احتراز ضروری ہے ۔رہ گیا دینی بات پہنچانے کا مسئلہ تو اپنے گھر کی خاتون کے ذریعہ اس پیغام کو پہونچانے کی کوشش کریں؛ کیونکہ چیٹنگ سے بہت سارے مسائل پیدا ہو چکے ہیں اور بہت سی مرتبہ شیطان اسی راستہ سے انسان کو جادہ حق سے گمراہ کردیتا ہے۔

۷۔ جہاں تک CCTVکیمرے کے نصب کی بات ہے تو اگر چہ اس میں انسانوں کی تصویریں آتی ھیں مگر اس کا استعمال صرف تصویروں کے لیے ہی نہیں؛ بلکہ حفاظتی نقطہ نظر سے بھی ہوتا ہے۔ اور بعض ناگزیر حالات میں اھم مقامات پر اس کی تنصیب ضروری قرار پاتی ہے اور بعض اوقات گورنمنٹ کا حکم بھی ہوتا ہے، لھذا حفاظتی نقطہ نظر سے مساجد اور مدارس میں اس کو نصب کرنا جائز ہوگا۔ اس پر دلیل فقہ کا مشہور قاعدہ ہے: ''الضرورات تبیح المحظورات'' (الاصول والقواعد للفقہ الاسلامی ،۱۹۱)۔

۸۔ ستر عورت فرض ہے اور ضرورت اور انتہائی احتیاج کے بغیر اس کا کھولنا جائز نہیں ہے؛ البتہ جہاں مجبوری اور ضرورت ہو اور اس کے بغیر چارہ کار نہ ہو تو

باڈی اسکین مشین کا سامنا کرنا اپنی جنس کے سامنے جائز ہوگا۔ اور وہ بھی الضرورات تبیح المحظورات کے قاعدہ سے۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ خود استعمال کی اجازت نہیں ہے؛ البتہ بدرجہ مجبوری اس کی گنجائش ہوگی۔

محور دوم :

١،٢۔ کسی کی محفوظ کردہ چیز کی چوری جائز نہیں ہے، اور ہر قسم کی چوری ناجائز ہے، بالخصوص ایسی چیز چوری کرنا جو کسی کی ذاتی زندگی سے متعلق ہو یا اس سے اس کو بھاری نقصان پہنچایا جاسکے تو اس چوری کی قباحت مزید بڑھ جاتی ہے۔ دوسرے کے گھر میں داخل ہونا بغیر اجازت جائز نہیں ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ''یأیہا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستأنسوا وتسلموا علی أہلہا'' (نور: ٢٧) اور حدیث میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:''لا یحل مال امرء مسلم إلا بطیب نفس منہ'' (احمد، بیہقی، دار قطنی) پس کسی کی پرسنل چیزیں چوری کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اور اگر کسی نے چوری کرلی ہے تو اس کی اجازت کے بغیر آگے بڑھانا جائز نہیں ہے ۔

٣۔ شوہر اور بیوی گرچہ بہت قریب ہیں اور قرآن نے ایک دوسرے کا لباس کہا ہے لیکن ایک دوسرے کی جاسوسی جائز نہیں ہے، حدیث میں ہے: عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال :إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا " (رواہ البخاری: ٦٠٦٤)اور اللہ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ''یاأیہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن إن بعض الظن إثم'' (الحجرات: ١٢)۔

ہاں اگر ان دونوں کو آپس میں شک ہے تو پہلے اطلاع دے دے کہ آپ کی نگرانی ہو رہی ہے پھر ٹھیک ہے۔ اور اس کی وجہ وہ حدیث ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم میں سے ہر ایک راعی ہے اور اس سے رعیت کے متعلق پوچھ ہوگی۔ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال:أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالْأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ، وَہُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَہْلِ بَيْتِهِ، وَہُوَ مَسْئُولٌ عَنْہُمْ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِہَا وَوَلَدِهِ، وَہِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْہُمْ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَہُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ، أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ (متفق علیہ)۔

٤۔ جرائم پیشہ اور سماج دشمن عناصر سے نمٹنے کے لیے شخصی معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں مگر یہ حکومت کے نمائندوں کے لئے ہے ہرکس وناکس کو اس کی اجازت نہیں ہے، اور حکومت کے نمائندوں کے لئے اس کی اجازت دفع ضرر کے لئے ہوگی۔ قاعدہ فقہیہ ہے: ''الضرر یدفع بقدر الإمکان'' (شرح مجلۃ الأحکام: م: ٣١، ص: ٣٨،

الوجیز: ۱۹۸)۔

۵۔ اگر کوئی شخص کسی کی پرسنل اور خفیہ معلومات پر مطلع ہو جائے اور اسے معلوم ہو کہ دوسرا شخص خطرے میں ہے تو اس کو مطلع کرنا ضروری ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عن ابن عمر -رضی اللہ عنہما - أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال:المسلم أخو المسلم، لا یظلمہ ولا یسلمہ، من کان فی حاجۃ أخیہ کان اللہ فی حاجتہ، ومن فرج عن مسلم کربۃ فرج اللہ عنہ بہا کربۃ من کرب یوم القیامۃ، ومن ستر مسلماً سترہ اللہ یوم القیامۃ (متفق علیہ) اسی طرح دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں: ‘‘انصر أخاک ظالمًا أو مظلومًا، فقال رجل: یا رسول اللہ، أنصرہ إذا کان مظلومًا، أفرأیت إذا کان ظالمًا کیف أنصرہ؟ قال:تحجزہ أو تمنعہ من الظلم فإن ذلک نصرہ’’ (رواہ البخاری: ۲۳۱۲) پس ان احادیث کی وجہ سے مصیبت میں پڑنے والے شخص کو بتانا ضروری ہوگا ۔

۶۔ کسی کی پرسنل اور خفیہ معلومات بغیر اجازت کے دوسروں کو پہونچانا جائز نہیں ہے اور اس پر اجرت کی اجازت نہیں ہے ۔

۷۔ خفیہ کیمرے cctv کیمرے کی طرح ہیں ۔ عام حالات میں اس کی اجازت نہیں ہے؛ البتہ مجرموں کو پکڑنے کے لیے اسی طرح سماج دشمن عناصر سے نمٹنے کے لیے اس کی اجازت ہوگی۔

۸۔سافٹ ویئر کا قفل توڑنا اسی طرح اس کا pirated ورزن استعمال کرنا خلاف قانون ہے اور مناسب نہیں ہے۔ جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے ایک فتوی میں ہے: سوال: ۱۔پاکستان میں جو کمپیوٹر میں ڈالنے کے لیے ونڈو ملتی ہےاصل نہیں؛ بلکہ چوری شدہ ہوتی ہے،اس کا کمپیوٹر میں ڈالنا کیسا ہے؟۲۔نیز بعض ایسے سافٹ ویئر بھی ہوتے ہیں کہ جو صرف ٹرائل کے لیے کچھ دن ہوتے ہیں اس کے بعد وہ اس کو گاہک پر بیچتے ہیں، لیکن گاہک خریدے بغیر کوئی کریک ایسا ڈال لیتا ہے جس سے وہ سمجھتا ہے کہ شاید انہوں نے خرید لی لیکن حقیقت میں مائیکروسافٹ کو دھوکا دینا ہوتا ہے؟ جیسے آج کل کی تیس روپے یا سو روپے میں ونڈو والی سی ڈی۔

جواب:

۱۔پائریٹڈ ونڈوز یا سافٹ وئیر کی سی ڈیز خرید کر استعمال کرنا اگرچہ شرعاً حرام یا ناجائز تو نہیں، لیکن احتیاط کے خلاف ہے۔ ۲۔ جو سافٹ وئیر باقاعدہ ٹرائل ایگریمنٹ پر ڈاؤن لوڈ یا خریدا گیا ہو، اس کے بعد اس کے لیے کریک استعمال کر کے اس کو خریدا ہوا ظاہر کرنا معاہدے کی خلاف ورزی اور دھوکہ دہی پر مبنی ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے (فتوی نمبر: ۱۴۳۵۰۴۲۰۰۰۳۲)۔ اس سے آگے خریدنے کا حکم بھی وہی ہوگا۔

۹۔کمپیوٹر وائرس (Computer Virus) ایسا پروگرام ہے جو اپنے آپ کو ایک Computer سے دوسرے کمپیوٹر میں داخل کرتا ہے اور جس میں بھی وہ داخل ہوتا ہے

اس کے ہارڈوئیر یا سوفٹ وئیر میں چھیڑ چھاڑ کرتا ہے۔

وائرس کا کام:

وائرس کو اس طریقے سے ڈیزائن کیا جاتا ہے کہ وہ ایک کمپیوٹر سے دوسرے کمپیوٹر میں منتقل ہوتے وقت یوزر کے علم سے بچ جائیں اور پتہ بھی نہ لگے کہ وائرس داخل ہوچکا ہے۔ جب وائرس کمپیوٹر میں داخل ہو جائے تو وہ کمپیوٹر کو اپنے کنٹرول میں لے لیتا ہے، وائرس کی ان ہدایات کوجو کسی سسٹم کو خراب کرنے کا باعث بنتی ہے (Payload) کہا جاتا ہے؛ تاہم(پے لوڈ)کسی بھی فائل یا پیغام کو خراب کر دیتاہے یا پھر اس کو بدل دیتا ہے، لہذا کمپیوٹر کا نظام خراب ہوجاتا ہے۔ اور بھی ایسے پروگرام ہیں جو کمپیوٹر پروگرام کے لیے نقصان دہ ہیں لیکن ان میں یکساں طور پر یہ دونوں باتیں نہیں پائی جاتیں کہ وہ خودبخود ایک کمپیوٹر سے دوسرے کمپیوٹر میں منتقل ہوجائیں اور پھر ان کا کھوج بھی نہ لگایا جاسکے، لیکن پھر بھی ایسے پروگرامز وائرس سے مشابہت رکھتے ہیں۔ یہ کسی کھیل کی صورت میں آسکتے ہیں اور پھر اپنا کام دکھاتے ہیں، ان میں سے بعض پروگرامز ایسے ہیں جو اس وقت تک عمل پذیر نہیں ہوتے جب تک وہ ایک خاص تاریخ یا وقت کو نہ پالیں۔ اور پھر کسی مخصوص حرف کو یوزر ٹائپ نہ کرے، ایسے بھی نقصان دہ پروگرامز سامنے آتے ہیں جو اپنے آپ کو کاپی کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ ان کا حجم کمپیوٹر کی میموری پر حاوی ہوجاتا ہے اور اس طرح کمپیوٹر کا کا م سست پڑجاتا ہے۔

وائرس کی اقسام:

وائرس کی بنیادی چھ اقسام ہیں جو مختلف طریقوں سے اثر پذیر ہوتے ہیں اور صرف اپنے اند رپروگرام کیے گئے احکامات بجا لاتے ہیں؛ لہذا جو کام جس وائرس کے سپرد ہو جب تک اس کام کا وقت نہ آئے وہ کسی طرح بھی کوئی خرابی پیدا نہیں کرتے۔

تین اقسام کے بڑے پروگرام:

ایسے پروگرام کی تین بڑی اقسام ہیں جوکمپیوٹر میں خرابی کا سبب بنتے ہیں یا ڈاٹا کو متاثر کرتے ہیں:

ورم، وائرس، ٹروجن ہارس۔

ورم (Worm):

یہ پروگرام کسی کے علم میں لائے بغیر خود سے اپنے آپ کو پھیلاتا ہے اور ایکٹیو ہونے کے لیے کسی کی مدد کا محتاج نہیں ہوتا یعنی خود بخود ایکٹیو ہوجاتا ہے، یہ عام طور پر انٹر نیٹ کے ذریعے پھیلتا ہے جس میں یوزر کو کوئی ای میل کھولنے کے لیے کہا جاتا ہے جس کے ساتھ انٹر نیٹ ورم کو اٹیچ کر دیا جاتا ہے۔ اس پے لوڈ میں ایسی ہدایات ہوسکتی ہیں کہ یہ خود بخود ان لوگوں تک پہنچ جائے جن کو آپ ای میل کرتے ہیں

یا جن کے ای میل کے ایڈریس آپ نے ایڈریس بک میں لکھ رکھے ہیں۔ یہ زیادہ تر زیادہ نقصان دہ نہیں ہوتے لیکن چند ورم کافی خطرناک ہوتے ہیں۔

وائرس(Virus):

ایسا پروگرام جو بہرحال کمپیوٹر کے لیے خطرناک ہو، وائرس کہلاتا ہے۔ تکنیکی لحاظ سے وائرس ایسا پروگرام ہوتا ہے جو یوزر کی مدد سے ایکٹیو ہوتا ہے۔ یعنی آپ کو دلچسپ ناموں کے ذریعے لالچ دے کر کسی پروگرام کو چلانے پر آمادہ کرتا ہے یا ای میل کے ساتھ آنے والی اٹیچ مینٹ کو اوپن یا ڈاؤ?ن لوڈ کرنے کے لیے ہدایات دی جاتی ہیں۔ جب آپ فائل کو اوپن کریں یا وائرس کے پروگرام کو چلا دیتے ہیں۔ تو وائرس اپنا کا م کرنا شروع کردیتا ہے۔ یہ کمپیوٹر میں مخفی رہ کر اپنی کاپیز بناتا رہتا ہے۔

ٹروجن ہارس (Trojan Horse):

قدیم یونانی روایات کے ٹروجن ہارس کی طرح وائرس کی یہ قسم عام بے ضرر پروگرام یا سوفٹ وئیر کے ساتھ اپنے آپ کو اٹیچ کر لیتی ہے اور اس پروگرام کو چلانے سے یہ بھی ایکٹیو ہوکر اپنا کام شروع کردیتی ہے۔ ٹروجن ہارس عام طور پر Softwares یا CD's میں عام ہوتے ہیں جو غیر قانونی طور پر بنائی جاتی ہیں۔ کاپی شدہ سی ڈیز اس کے پھیلانے کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں۔ ان میں چائنا وائرس کو آج کل بہت شہرت حاصل ہے۔

وائرس کے مقاصد:

وائرس پروگرام بنانے والوں کے دو مقاصد ہوتے ہیں:

١۔ کسی مخصوص شخص یا ادارے کے ریکارڈ کو تباہ کیا جاسکے۔

٢۔ مخصوص وائرس کی مدد سے کسی کے کمپیوٹر سے معلومات چوری کی جاسکیں۔

الحاصل یہ ہے کہ اس کے ذریعے کسی کے کمپیوٹر وغیرہ کو ہیک کرنا اور برباد کرنا جائز نہیں ہے۔

محور سوم:

١۔ رائی کو پہاڑ بنانے اور کچھ نہیں تو اسے ایک بھیانک شکل دینے میں سوشل میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کا بہت بڑا رول ہے لہذا بغیر تحقیق کے کوئی خبر اور حساس مواد کا بھیجنا درست نہیں ہوگا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: یایھا الذین آمنوا إن جاءکم فاسق بنبإ فتبینوا أن تصیبوا قوما بجھالۃ (سورہ حجرات)،اسی طرح حدیث میں ہے: کفی بالمرء کذبا أن یحدّث بکل ما سمع (مسلم: ٤٤٨٢)۔

٢۔ فنی مہارت کا استعمال کر کے کسی دوسرے کے مراسلہ کو گھٹانا بڑھانا جائز نہیں؛ اس لئے کہ یہ کسی دوسرے کے سامان میں بغیر اس کی اجازت کے تصرف ہے جو جائز نہیں ہے۔

٣۔اپنی ضروریات اور حفاظتی نقطہ نظر سے حکومت کے لئے اس کی گنجائش ہے لیکن اس کا پبلک میں عام کرنا بلاکسی ضرورت کے درست نہیں ہے ۔

۴۔ اشتہارات کے ذریعہ اپنی چیزوں کو فروغ دینا اور اس کے لیے لوگوں کا استعمال درست ہے؛ لیکن یہ ضروری ہے کہ اشتہارات جائز اشیاء کے ہوں ورنہ ایسی مہم کا حصہ بننا جائز نہ ہوگا ۔

۵۔ کارٹون وغیرہ کا ویڈیو بنانا جائز نہیں ہے، پیچھے یہ بات آئی ہے کہ دینی اور دعوتی مصلحتوں سے ایسا کرنا جائز ہے؛ مگر یہ اس میں سے نہیں ہے ۔

۶۔ موبائل کمپنیاں لوگوں کی آپسی گفتگو اگر حکومتوں کو حفاظتی نقطہ نظر کے اعتبار سے فراہم کریں تو ان کا یہ عمل تو ٹھیک ہوگا ورنہ یہ پرائیویسی میں خلل ہو گا جس کی گنجائش نہیں ہے ۔

* * *

چوتھا باب

مناقشہ

مناقشہ:

انفارمیشن ٹکنالوجی سے مربوط مسائل

پروفیسر نسیم احمد صاحب (علی گڑھ):

میں اللہ تعالی کا شکرگزار ہوں اور اسلامک فقہ اکیڈمی کے ذمہ داروں کا کہ انہوں نے مجھے موقع دیا کہ میں یہاں آؤں اور علماء کی اس مجلس میں بیٹھوں اور کچھ چیزیں سیکھ کر جاؤں، جو چیزیں خالص شرعی اور اخلاقی رہنمائی کی ہیں اس سلسلہ میں کیا نقطۂ نظر ہمارے ائمہ اور فقہاء کا رہا ہے؟ اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان میں کیا احکام آئے ہیں؟ اس سے ہم مستفید ہوں اور مجھے فائدہ ہو۔

سوالات کافی کچھ اس سلسلہ میں آئے ہیں، کچھ بنیادی نوعیت کے سوال ہیں اور کچھ سوالات ہیں جو بار بار مختلف لوگوں نے کیے ہیں، پوائنٹ وائز میں جواب دینے کی کوشش کرونگا جیسا مجھے علم ہوگا، اور اگر کسی سوال کا علم مجھے اس وقت نہیں ہوگا تو پھر میں آپ سے معذرت خواہ ہونگا؛ کیونکہ وہ چیز مجھے اس وقت نہیں لانی ہے کسی اور موقع پر اس کا تحریری جواب فقہ اکیڈمی کے ذمہ داروں کو بھیج دونگا۔ درحقیقت یہ انفارمیشن ٹیکنالوجی جب تک صرف سائنس کی ریسرچ تک محدود تھا یعنی کمپیوٹر کا استعمال اس وقت تک کوئی مسئلہ بڑا سامنے نہیں آیا تھا لیکن جب ہم نے انفارمیشن اور معلومات کو ایک دوسرے کو کمیونیکیٹ کرنا شروع کیا تب بہت سارے سوالات کھڑے ہوئے جس کے اوپر آج یہاں گفتگو ہورہی ہے تو بنیادی طور پر یہ مسائل اس سے متعلق ہیں اور جیسا کہ جو مقالات آئے ہیں اس سے اس کے جوابات واضح ہوجاتے ہیں، کچھ ٹیکنکل سوالات ہیں اس کے سلسلہ میں، میں آپ سے بات کرونگا۔

ایک سوال یہ ہے کہ اگر کمپیوٹر کا پاس ورڈ ہم بھول جائیں تو اس کو دوبارہ آن کرنے کے لئے کیا کرنا ہوگا۔ آسان شکل کیا ہوتی ہے، تو یہ عام پرابلم ہے، کافی لوگ پاس ورڈ بھول جاتے ہیں۔ اور حفاظت کے نقطۂ نظر سے چوں کہ بار بار پاس ورڈ تبدیل کیا جاتا ہے کہ دوسرے کو اس کا پتہ نہ لگ پائے، وہ کوڈ جس سے ہم کمپیوٹر آن کرتے ہیں، آج کل کمپیوٹر سب کا ذاتی ہوتا ہے تو اس کے امکانات کافی رہتے ہیں کہ ہم بھول جائینگے، تو بہت آسان شکل اس کی دو ہے، اگر صرف کمپیوٹر کے پاس ورڈ کی بات ہورہی ہے کہ یا تو ہم پورا سسٹم فارمیٹ کردیں، آپ کے پاس جو سسٹم ہوتا ہے، مقالہ میں بھی اس کا ذکر ہے کہ سافٹ ویئر ہوتا ہے، کمپیوٹر میں بنیادی طور پر دو چیزیں ہوتی ہیں: ایک ہارڈ ویئر ہوتی ہے جس کو ہم ٹچ کرسکتے ہیں چھو سکتے ہیں، جیسے اسکرین ہے،

کی بورڈ ہے، ماؤس ہے، اس کے تار وغیرہ ہیں، یہ سب چیزیں ہارڈ ویئر کہلاتی ہیں۔ دوسرے سافٹ ویئر جو پروگرام ہوتا ہے جس کے ذریعہ کمپیوٹر تمام اپنے مختلف ریسورسیز کو مینج کرتا ہے یا ہم کیا کام کرنا چاہتے ہیں اس کے سلسلہ میں وہ ہماری مدد کرتا ہے، تو سافٹ ویئر کے سلسلہ میں سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ بنیادی طور پر دوطرح کے ہوتے ہیں: ایک کو کہتے ہیں سسٹم سافٹ ویئر جس میں آپریٹنگ سسٹم سب سے بنیادی ہے جیسے ونڈوز ہیں۔ ونڈوز کا نام آج اکثر لوگ جانتے ہیں چاہے وہ آئی پیڈ استعمال کررہے ہوں یا کمپیوٹر استعمال کررہے ہوں، آئی پیڈ موبائل جو ہے اس کا آپریٹنگ سسٹم بالکل مختلف ہوتا ہے لیکن عام طور پر زیادہ تر لوگ ونڈوز سسٹم پر کام کرتے ہیں، اگر سسٹم پر کام کررہے ہیں تو ونڈو یہ دیکھتا ہے کہ کام کرنے کے لئے اس پر اتھورائزڈ ہیں یا نہیں ہیں، پھر اکیلے جو ہم سنگل سسٹم پر کرتے ہیں اس میں تو کوئی مسئلہ نہیں ہے، اگر چار لوگ کمپیوٹر پر بیٹھ کر کام کررہے ہیں، ایک پرنٹر ہے، وہ چار لوگ اس پرنٹر کو استعمال کررہے ہیں تو وہ آپریٹنگ سسٹم یہ طے کرے گا کہ وہ پرنٹ پہلے کس کے پاس جائے گا۔ اس کے بعد کس کو پرنٹر بھیجے گا، تو بڑی آزادی سے اس میں سارے ریسورسیز کو مینج کرنے کا کام یہ سسٹم سافٹ ویئر کرتا ہے جو ایک طرح کا آپریٹنگ سسٹم ہوتا ہے۔

دوسری کیٹگری آتی ہے چوں کہ سوال اس سے متعلق ہے اس لئے میں بتارہا ہوں اپلیکیشن سافٹ ویئر کہ ہم کیا کام کرنا چاہتے ہیں جیسے ساری معلومات کسی آرگنائزیشن کی اس کو ہمیں کمپیوٹر پر اسٹور کرنا ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ڈیٹابیس ایک پروگرام ہوتا ہے ''سافٹ ویئر ڈیٹا بیس '' کہ کسی بھی آرگنائزیشن کا سارے ملازمین کا، سارے طالب علموں کا پوری انفارمیشن ایک مخصوص طریقے سے ہم کمپیوٹر میں رکھتے ہیں۔ دوسرے گراف یا گرافک سے متعلق ہوتا ہے یا کوئی گیم کا پروگرام ہے یا کسی آرگنائزیشن نے یا کسی تنظیم نے کچھ چیزیں ڈیزائن کرنے کے لئے پروگرام بنایا ہے آرکیٹکچر وغیرہ کا تو وہ سب چیزیں اپلیکیشن سافٹ ویئر میں آتی ہیں۔ تو اگر صرف وہ آپریٹنگ سسٹم ہوتا ہے اس کی مدد سے کمپیوٹر کو ہم فارمیٹ کردیں دوبارہ تو کمپیوٹر ہمارا آن ہوجائے گا۔ اگر ہمارے پاس لائسنس کاپی نہیں ہے یہ بات چو نکہ چوری کے ضمن میں آجائے گی کہ یہاں پر زیادہ تر کمپیوٹر جو ہم لوگ لیتے ہیں اس میں آپریٹنگ سسٹم نہیں خریدتے ہیں وہ بیچنے والا آپریٹنگ سسٹم کی کاپی جو ہوتی ہے وہ چوری کی کاپی ہوتی ہے جو وہ دیتا ہے۔ اس کا ہمارے پاس لائسنس نہیں ہوتا ہے۔ تو دوبارہ اگر ہم اسے استعمال کرنا چاہیں تو ہم نہیں کرسکتے، ہم اسی سپلائر ایجنٹوں کی مدد لیتے ہیں کہ وہ آکر فارمیٹ کرکے پھر سے ہمیں کمپیوٹر دیتا ہے کام کرنے کے لئے، اگر کوئی اسے پریشانی آتی ہے تو لوگ کمپیوٹر کھول کر بیٹری جو ہوتی ہے اسے نکال کر دوبارہ بیٹری لگا دیا آپ کا کام ہوگیا جو

آن آف کرنے کا پاس ورڈ ہوتا ہے۔ دوسرا پاس ورڈ جو ہم لوگ بھولتے ہیں وہ فیس بک اکاؤنٹ ہے، ٹیوٹر اکاؤنٹ ہے یا ہم ای میل کررہے ہوتے ہیں۔ تو وہ پاس ورڈ کبھی کبھی ہم بھول جاتےہیں باربار چینج کرنے کی وجہ سے، یہ پرابلم بہت سارے لوگوں کی ہے، میں اتنا بھولتا ہوں کہ میں ۸۴ء سے آج تک پاس ورڈ نہیں بدلا ہوں، اس لئے مجھے ہمیشہ ڈر لگا رہتا ہے، ایک دوبار میں نے کوشش کی لیکن میں خود بھول جاتا ہوں کہ پاس ورڈ کیا ہے؟ تو میں نے کہا بہتر یہ ہے کہ کوئی ایسی خاص چیز مجھے نہیں رکھنی ہے جس کو چوری کرنا ہے چوری کرے، میرا نام، میرے ابا کا نام، میرا موبائل نمبر، میرا ایمیل اور کیا لے جائے گا اس سے، تو کوئی اور چیز انفارمیشن وغیرہ نہیں رہتی۔ تو میں اپنا پاس ورڈ نہیں بدلتا۔ بہت سارے لوگ بدلتے ہیں اور وہ ضروری ہے بدلنا۔ بینک اکاؤنٹ کا پاس ورڈ ہوتا ہے، تو آپ جب اپ ڈیٹ کرتے ہیں اپنا اکاؤنٹ توآپ سے ای میل اور موبائل نمبر وہ مانگتا ہے تو جیسے ہی نئی او پن کرواتے ہیں اپنا اکاؤنٹ تو پوچھتا ہے: پاس ورڈ اپنا بھول گئے ہیں؟ آپ کہتے ہیں: ہاں، تو آپ کے ایمیل میں ایک کوڈ دیتا ہے جیسے آپ بینک سے آن لائن ٹرانسفر کرتے ہیں تو او ٹی پی مانگتا ہے، پاس ورڈ ایک ا وٹی پی جنریٹ کرتا ہے، آپ اس او ٹی پی کی مدد سے دوسرا پاس ورڈ تبدیل کرلیجیے۔ تو یہ ای میل، ٹوئٹر، فیس بک ان سب کے لئے ضرورت ہوتی ہے، کمپیوٹر ہارڈ ویئر کے سلسلہ میں ضرورت ہوتی ہے، یا تو فارمیٹ کرلیجئے پورا سسٹم، فارمیٹ کرنے کا نقصان یہ ہوگا کہ جو انفارمیشن جو پروگرام آپ نے اس میں لوڈ کررکھے ہیں وہ سب ضائع ہوجائینگے یا پھر بیٹری نکال کر آپ آن کریں اسٹارٹ ہوجائے گا۔

وائرس کے متعلق بھی سوال ہے، وائرس بھی ایک پروگرام ہوتا ہے، ایک سافٹ ویئر ہوتا ہے مختلف طرح کے ہوتے ہیں کچھ ایسے ہوتے ہیں جو آپ کے ای میل سے اٹیچ ہوجاتے ہیں، کہ جیسے ہی آپ نے ایمیل کھولا یا آپ نے اپنا ایمیل کسی اور کو بھیجا اس کے بھی اکاؤنٹ کو وہ ہیک کرلے گااور کچھ نہ کچھ پرابلم پیدا کردے گا۔ تو یہ کئی طرح سے نقصان پہنچاتے ہیں، کچھ ایسے ہوتےہیں کہ آپ کی فائلوں کو پوشیدہ کردینگے کہ آپ کوئی بھی فائل کھولینگے تو کوئی فائل نہیں کھلے گا یہ چیز آٹومیٹک ایکٹیویٹ ہوجاتی ہے، کسی بھی ایمیل سے اٹیچ ہوجاتی ہے تو بنیادی طور پر جو وائرس سے مطلب ہے وہی وائرس کمپیوٹر میں بھی ہے کہ یہ چپ چاپ پڑا رہے گا مناسب وقت میں مناسب ماحول میں جیسے اکتوبر نومبر کے مہینے میں نزلہ زکام والے وائرس ایکٹیو ہوجاتے ہیں، تو جیسے کمپیوٹر کے وائرس کو بھی مناسب وقت اور ماحول ملے گا تو وہ ایکٹیو ہوجائے گا ہوسکتا ہے دس بار ایک پروگرام کی ہم نے کاپی کی ہے جب تک کچھ نہیں کرنا ہے تو آدمی جو یوزر ہیں ہم لوگ ہیں اطمینان سے رہتےہیں کہ کوئی پرابلم سسٹم میں نہیں ہے لیکن جب اگلے ٹائم جیسے ہی کاپی کیا، اس نے سسٹم کو گڑبڑ کردیا ہے، ہارڈ ڈسک کو

اسکریچ کردیا ہے آپریٹنگ سسٹم اسکریچ کردیا کسی طرح کی جو بھی اسٹرکچر جو اس کو دیا گیا ہے اسے ڈیمیج کرے گا تو مختلف طرح کے، نوعیت کے یہ وائرس ہوتے ہیں جو اپنا کام کرتے ہیں، چوں کہ یہ ڈیولپ اس وجہ سے لیے گئے ہیں کہ لوگوں نے، جن کمپنیوں نے ، جن افراد نے محنت کرکے پانچ سال دس سال اپنے لاکھوں روپے خرچ کرکے کوئی چیز بنائی اب لوگوں نے اس کو چرالیا، اس کو استعمال کرنا شروع کردیا تو ان کو تو کچھ نہیں ملا تو انہوں نے اس کا توڑ نکالا کہ ان سے ایسی چیز لے کر یہ کردیا جائے کہ لوگ اس چور ی سے، جو کمپیوٹر کی چوری ہے اس سے بچیں تو یہ اس سے جڑا ہوا ہے ، تو نہ ہم چوری کریں نہ وائرس کی پرابلم آئے گی، ہم اوریجنل لائسنس سافٹ ویئر لیں اپنے سسٹم پر حفاظت کے لئے۔ آج کل جو اینٹی وائرس سافٹ ویئرس آتے ہیں بہت سارے ہیں جو بھی اچھا سافٹ ویئر ہو، مارکیٹ میں آرہا ہو، آج کل اسکائی بہت لوگ یوز کررہے ہیں، کچھ فری اینٹی وائرس سافٹ ویئر ملتے ہیں،سسٹم پر ضرور انسٹال کیجئے جو بیماری سافٹ ویئر میں آئے، اب تو سی ڈی کا استعمال بھی نہ کے برابر ہوگیا ہے، پین ڈرائیو کا استعمال زیادہ ہورہا ہے اس کو پہلے اسکین کرلیجئے کہ اس میں کوئی وائرس ہے کہ نہیں، اس کے بعد اس کا استعمال کیجئے تو آپ کا کمپیوٹر ان سب چیزوں سے محفوظ رہے گا۔

مولانا عبد اللہ خان (جمعیۃ علماء ڈربن) :

جمعیۃ علماء جوہانسبرگ جو اب جمعیۃ علماء ساؤتھ افریقہ کہلاتا ہے اس میں مشورہ ہوا اور ایک کمیٹی تشکیل پائی اور پھر الحمد للہ انہوں نے جستجو شروع کی اور اللہ کے فضل سے وہ لائسنس حکومت نے جاری کردی۔ اس طریقے سے حکومت نے اب تک ایک سو بیس، ایک سو پچاس لائسنس جاری کردی ہے، لیکن یہ لائسنس جو ہیں اس کی عجیب نوعیت تھی اس اعتبار سے کہ وہ چھوٹے چھوٹے دائرے کو کور کرتی ہیں، کیوں کہ ایک ملک میں آپ بہت سارے اس قسم کے ادارے چلاسکتے ہیں، مینوفیکچر کرسکتے ہیں بنا سکتے ہیں لیکن ریڈیو اسٹیشن جو ہیں وہ یقینا محدود ہی رہینگے؛ کیونکہ وہ ٹاور کے حساب سے سیکوینس کے حساب سے چلتا ہے، اچھا اس سے پہلے کہ میں آگے چلوں بہت سے لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ کیا اس زمانہ میں ریڈیو بھی استعمال ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں، یوروپ اور امریکہ میں تقریبا ستر فیصد لوگ ریڈیو ہی سنتے ہیں، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جب لوگ اٹھتے ہیں صبح کو ریڈیو کو آن کرتے ہیں اور جو خبریں ہوتی ہیں وہ سن لیتے ہیں، ناشتہ کررہے ہیں تو ریڈیو آن ہے وہ سن رہے ہیں، گاڑی میں بیٹھ کر آفس چلے جارہےہیں تو سن رہے ہیں، بعض لوگ جو نرسری کا کام کرتےہیں وہ بھی ریڈیو پیچھے چلائے ہوئے رہتے ہیں، اور اس طرح سے جو ہے پورے دن ان کا گزر جاتا ہے خاص طور سے رائڈ ٹائم جسے کہتےہیں صبح

کے وقت جارہے ہیں شام کے وقت واپس آرہے ہیں تو ریڈیو ہی سنتے ہیں، تو اب بھی جو ہے اور مستقبل میں بھی یہی ہوگا کہ ریڈیو جو ہے بہت فاسٹ اور مستقل کمیونیکیشن کا ذریعہ ہے جب کہ ٹیلی ویژن کے لئے ٹی وی اسکرین ٹیلیویژن والا کیمرہ اس کی ضرورت ہوتی ہے اور ایک واقعہ گزر جاتا ہے گیارہ بجے تو ریڈیو میں گیارہ بج کر ایک منٹ پر آپ اس کو داخل کرسکتےہیں جو کہ ٹیلی ویژن میں کیمرہ والے کو ڈھونڈھنا پڑتا ہے ٹھیک ہے وہ بریکنگ نیوز کے اعتبار سے وہ خبر جلدی آجاتی ہے لیکن اب اسمارٹ فون کے ذریعہ سے وہ چیز حاصل ہورہی ہےتو اس میں بہت ہی زیادہ فائدہ ہوگیا تو یہ پوری دنیا میں جہاں بھی ریڈیو اسٹیشن ہویا ٹیلی ویزن اسٹیشن ہو اور ٹیکنالوجی کے اعتبار سے آپ سوچ سکتے ہیں کہ آپ یہاں رہ کر امریکہ کا کوئی ریڈیو اسٹیشن یا افریقہ کا ریڈیو اسٹیشن یا ٹیلیویژن اسٹیشن آپ دیکھ سکتےہیں، یہ ہے انفارمیشن ٹیکنالوجی جس میں ترقی ہوئی ہے۔

بہرحال، الحمد للہ تو اس طریقے سے وہ ریڈیو قائم ہوئی تھی اور اس وقت ہمارا خیال تھا کہ ریڈیو چلانے کے لئے دوچار پانچ بندے کی ضرورت پڑے گی اس کا ماہانہ خرچہ تقریباً ہمارے اعتبار سے اسی ہزار روپے کافی رہے گا، بیس سال پہلے کی بات ہے، الحمدللہ اس میں ایک سے ایک ترقی ہوتی رہی ترقی ہوتی رہی اور اب جو ہے اس میں ستر پچہتر تقریباً باقاعدہ تنخواہ دار لوگ الحمدللہ کام کررہے ہیں اس میں مختلف ڈپارٹمنٹ ہیں، ایڈڈپارٹمنٹ، نیوز ڈپارٹمنٹ، ساؤنڈ انجینئرنگ ڈپارٹمنٹ، اور بہت سارے ڈپارٹمنٹ ہیں، پھر تو اس طریقے سے جو ہے الحمد للہ یہ کام چل رہا ہے، اس کے بعد، اس کا فائدہ یہ ہوا، اچھا تو اس سے پہلے کہ فوائد گناؤں ہم نے بھی محسوس کیا کہ اس کا دائرہ کافی محدود ہے تو ہم نے دو سال کے بعد ہی تجدید کاری کرنے کے بعد، مشورہ کرنے کے بعد اس کو سیٹلائٹ پر کردیا تو ہمارے یہاں بھی کافی آسانی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ سیٹلائٹ سے کوئی بھی جو ہے ریڈیو اسٹیشن چلانا چاہتے ہیں تو اس میں کوئی مشکل نہیں ہے، ایک تو ہم سیٹلائٹ جس میں ڈش ہوتا ہے اس کے ذریعہ آواز پکڑ سکتے ہیں یا ترسیل پکڑ سکتے ہیں، ایک ہوتا ہے کیبل ٹی وی تو کیبل ٹی وی، ظاہر ہے ملک کے اندر ہوتا ہے تو اس میں ملک کی اجازت ہوگی محکمۂ اطلاعات کی اجازت ہوگی۔ تو الحمد للہ جب اس کو سیٹلائٹ پر کردیا تو گویا کہ جنوبی افریقہ کے جنوب میں جتنے بھی ممالک ہیں جس میں ماوا بھی ہے زمبابوے بھی اور دیگر وہ تمام ممالک جو اس خطہ میں ہیں اس میں سب آگئے، اور الحمدللہ اب جو ہے بالکل صاف شفاف گویا کہ وہ ریڈیو کو سنتے ہیں۔ اس میں یہ ہوتا تھا کہ وہ ڈش خریدتے تھے اور ریکارڈر خریدتے تھے اور اسپیکر خریدتے تھے اور پھر الحمد للہ وہ گھروں میں اس کو نصب کرتے تھے اور اللہ کے فضل سے وہ سیٹلائٹ بہت کامیاب رہا بلکہ ہم بذات خود چائنا بھی گئے تھے ڈش خریدنے کے لئے ریکارڈر خریدنے کے لئے سستے دام پر اور اب تک جو ہے تقریباً سات آٹھ کنٹینر ہم چائنا سے لے کرآئے تھے۔

اس کے بعد دوسرے حضرات نے بھی اس سیٹلائٹ کو چلایا۔ اس کے بعدپھر ہم نے گویا دوہی سال کے بعد جوکہ یہ ۱۹۹۷ء میں شروع ہوا تھا تو۲۰۰۰ء تک پھر ہم نے اس کو انٹرنیٹ سےچلانا شروع کیا تواب الحمد للہ پوری دنیا میں لوگ اس کو سن سکتے ہیں۔اور اس کے بعد پھر ہم نے اس کا ایپ بھی ڈیولپ کیا، پہلے ہم نے جنوبی افریقہ میں کیا لیکن ہندوستان میں پھر اس کا ایپ ڈیولپ ہوا، اب جو ہے ایپ پرجائیں اور ریڈیو اسلام اس میں جو ہے لکھ دیں تو انشاء اللہ بلیو اور ریڈ کلر کا جو نکلے گا ، ساؤتھ افریقہ کے ہمارے ایک دوست ہیں محمد اسماعیل بطاریہ ان کا نام بھی اس میں ہے، آپ اس کو ڈاؤن لوڈ کرسکتے ہیں، پروگرام کی نوعیت یہ ہے کہ اس میں سولہ نیوز بلیٹن ہیں اور اس میں مختلف پروگرامات ہیں، قرآن، حدیث، تفسیر، سیرت پر اور حج کے موقع پر حج پر، رمضان کے موقع پر رمضان سے متعلق، ربیع الاول کے موقع پر ربیع الاول پر، اور اس میں پھر جو ہے پہلے سے پلاننگ ہوجاتی ہے اور دوتین مہینے پہلے بھی پلاننگ ہوتی ہے۔ کن کن علماء کو کن کن پہلوؤں پر بات کرنی ہے، انٹرویو لیا جاتا ہے، اور اس میں ایک بنیادی بات یہ ہے کہ ریڈیو میں جو ہے اس کو جتنا زیادہ آپ جو ہے ڈیولپ کرسکتے ہیں یعنی زیادہ سے زیادہ لوگوں کا انٹرسٹ ہو اور شوق ہو اور ذوق ہو سننے کا، یہ ایک بنیادی بات ہے، تو اس میں ابتداء میں تو بہت بیانات وغیرہ چلاتے تھے، لیکن پھر ریسرچ سے پتہ چلا کہ نہیں ریڈیو جو ہے اس زمانہ میں ڈائیلاگ ہوتا ہے مذاکرہ کی شکل میں ہوتا ہے، ٹاک کی شکل میں ہوتا ہے تو پھر الحمد للہ گویا کہ اسی نہج پر اس کو کیا، اللہ کے فضل سے جتنے بھی ہیں ریڈیو چوں کہ پچھلی حکومتوں نے ایک طرح سے اکثریت کو جو ہے پیچھے رکھا تو نئی حکومت نے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو امپاور کیا ہر لائن سے، اقتصادی لائن سے، اطلاعات کی لائن سے، بروڈ کاسٹنگ کی لائن سے، تو الحمد للہ اس سے بھی ہم نے بہت فائدہ حاصل کیا اور جتنے بھی مقابلات ایسے ہوئے تھے الحمد للہ ہم نے حصہ لیا، یہاں تک کہ تقریباً ۳۵، ۴۰ جگہ ہمیں انعامات بھی حاصل ہوئے۔ اور اس میں بعض جو ہے سب سے بہتر چلانے والا ریڈیو اسٹیشن پبلک ریڈیو اسٹیشن جسے کہتے ہیں۔ بنیادی طور پر ایک حکومتی ریڈیو اسٹیشن ہوتا ہے جو پورے ملک کو کور کرتا ہے، دوسرا تجارتی ریڈیو اسٹیشن ہوتا ہے جو کسی صوبے کو کور کرتا ہے، اور تیسرا جو ہے محلہ وار جو ہے یا شہر وار یا قصبہ وار یا اس طریقے سے جو ہے یہ تیسری قسم میں داخل ہوا۔

لیکن پھر ہم نے اس کو سیٹلائٹ پر کیا تو جو لوگ اس علاقہ میں رہتے تھے ریڈیو پر براہ راست نہیں سن سکتے تھے، وہ الحمد للہ سیٹلائٹ یا پھر ایپ کے ذریعہ سے یا انٹرنیٹ کے ذریعہ سے وہ سن لیتے ہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ ہماری عورتیں اکثر جو ہیں گھر پر ہوتی ہیں یا نصف سے زیادہ گھر پر ہوتی ہیں اب جو ہے وہ رواج بھی چل پڑا ہے

اس ملک میں بھی ہمارے ملک میں بھی یوروپ میں بھی، چونکہ بہرحال جو بھی وجوہات ہوں، بہت سی عورتیں جاب بھی کرتی ہیں وغیرہ۔ لیکن اس کا فائدہ یہ ہوا کہ ہمارے جتنے بھی پروگرام کی شکلیں ہیں، ہمارے جمعہ کے پروگرام ہوتے ہیں، سیرت کے پروگرام ہوتےہیں، جلسے، اجتماعات وغیرہ وہ سب مرد حضرات کے لئے ہوتے ہیں۔ اور ہم مرد حضرات جو ہیں عموماً اس میں کمزوری ہوتی ہے کہ ہم دین کی بات عورتوں کو نہیں پہنچاتے ہیں، نہ گھروں میں تعلیم ہوتی ہے جو ہونا چاہئے تھا۔ اور نہ ہماری عورتیں جو ہیں مستورات کے پروگرام میں حصہ لیتی ہیں، عموماً آپ سب لوگ اتفاق کرینگے، عمومی طور پر اگر دیکھا جائے تو مردوں میں زیادہ دینداری ہے بنسبت عورتوں کے، تو اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ ہماری کمزوری ہے تو اس کا فائدہ ایک یہ ہوا سیٹلائٹ کے ذریعہ سے اس کے چلانے کا اور انٹرنیٹ کے ذریعہ چلانے کا کہ عورتوں نے اس سے بہت ہی زیادہ فائدہ اٹھایا، دین کے مسائل پر گفتگو، طلاق کے مسائل، میراث کے مسائل، حلال وحرام کے مسائل، اس میں ہفتہ میں ایک مرتبہ مفتی آتا ہے، لوگ پہلے سے سوال بھیج دیتے ہیں مفتی صاحب جواب دیتے ہیں، کوئی بھی مسئلہ پر حلال وحرام کے مسائل الحمد للہ اس میں پھر اس مکتب کی شکل میں، کہ جو مکتب میں پڑھایا جاتا ہے تو اس کو باقاعدہ چلایا گیا، عربی کا پروگرام بھی تھا لیکن وہ زیادہ شوق نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں نے اس سے استفادہ نہیں کیا۔ اس میں ترمیمات اور تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اس میں پروگرامنگ کمیٹی ہوتی ہے ایک اور فائدہ یہ ہوا جو ہمارے سنی بھائی تھے ہمارے شہر میں ہی تقریباً دس فیصد ان کے علماء، ان کے اکابرین جو ہمیشہ ہم دیوبندیوں کے متعلق یہی کہتے ہیں کہ بھائی یہ لوگ عاشق رسول نہیں ہیں، اولیاء اللہ کو نہیں مانتے ہیں، صلاۃ وسلام بھی نہیں پڑھتے ہیں تو الحمد للہ ان ہی کے گھروں میں جب ریڈیو چلا تو انہوں نے کہا کہ بھائی یہ بہت زیادہ صلاۃ وسلام پڑھتے ہیں اور بھائی یہ چالیس درود جو ہے باقاعدہ روزانہ سناتے ہیں، نبیﷺ کی شان پر اس قدر یہ بولتے ہیں اور ہمیں جو ہے اس طرح سے سیکھنے کو ملا، ایک مرتبہ ایک واقعہ تھا کہ ہندوستان اور پاکستان کے ایک پیر صاحب آئے تھے ہمارے ہی شہر میں تو پیر صاحب نے جب دیکھا کہ عورت سن رہی ریڈیو اسلام کو تو پیر صاحب نے اس کو آگاہ کیا کہ بھائی اس سے خبردار رہیو یہ خطرناک چیز ہے تو پیر صاحب کو تسلی دلائی کہ پیر صاحب آپ بالکل بے فکر رہیے یہ ہمارے لوگ ہیں یہ اپنے والے لوگ ہیں تو یہ گویا الحمد للہ وہ شدت ان میں تقریباً ختم ہوچکی ہے اور جو ان کے بہت کٹر قسم کے لوگ پیر صاحب ہوتے تھے تو الحمد للہ اب ان کا آنا ہی بند ہوگیا۔ تو مختصر یہ ہے خلاصہ یہ ہے کہ الحمد للہ اس سے بہت فائدہ ہوا اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ لوگ اس کو انٹرنیٹ ہی کے ذریعہ سے شروع کرائیں، اس میں کسی حکومت کی اجازت نہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ جتنی مذہبی آزادی ہمارے ملک میں ہے اور کسی ملک

میں نہیں ہے تو بہرحال آپ لوگ جو ہیں IT آئی ٹی والوں سے رابطہ کرکے اپنے جتنے بھی پروگرامات جو ہیں اس کو آئی ٹی پر کراسکتے ہیں، جب وہ چل پڑے تو انشاء اللہ پھر اس کو جو ہے سیٹلائٹ پر کرسکتے ہیں، اگر اس ملک والے اجازت دینگے تو قریب ملک والے بھی اجازت دینگے، تو الحمد للہ اللہ کے فضل سے بہت ہی فائدہ ہوا۔ عورتیں جو ہیں انہوں نے بخاری شریف کی درس بھی سن لی، اجتماعات جو ہوتے ہیں وہ بھی ہم نشر کرتے ہیں یا ریکارڈ کرکے نشر کرتے ہیں، حرمین کے خطبے وغیرہ بھی نشر کرتے ہیں، جمعہ کے پروگرام بھی نشر کئے جاتے ہیں۔ الحمد للہ اس سے بڑا فائدہ ہوا، اللہ تعالی اپنے فضل سے قبول فرمائے اور انشاء اللہ ہمیں بھی دین اسلام کی فکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مولانا ڈاکٹر عبد اللہ جولم صاحب (کلمات صدارت):

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، أما بعد، أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ، بسم اللہ الرحمن الرحیم، کنتم خیر أمۃ أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنہون عن المنکر۔

سب سے پہلے ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں اس عظیم الشان قافلہ میں شرکت کی سعادت حاصل فرمائی، پھر ہم جناب مولانا خالد سیف اللہ رحمانی حفظہ اللہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اس حقیر کو کرسی صدارت سے نوازا ہے۔ فجزاہ اللہ أحسن الجزاء۔ اب ہم اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں، انفارمیشن ٹیکنالوجی سے متعلق جو احقر کی تیاری ہے وہ انشاء اللہ آپ کو سنا دیئے جائینگے اہم موضوع جو ہمارا خاص موضوع ہے دعوت الی اللہ کا ہے، ''کنتم خیر أمۃ أخرجت للناس'' تم بہترین امت ہو تم کو وجود میں لایا گیا ہے انسانوں کے لئے یہ انسان کون ہے؟ مسلمان؟ اگر مسلمانوں کے لئے مسلمانوں کا وجود ہوتا تو یوں کہا جاتا ''أخرجت للأمۃ'' مگر ''أخرجت للأمۃ'' نہیں کہا گیا ''أخرجت للناس'' کہا گیا، گویا ایک مسلمان کو صرف اپنی ذات کی فکر نہیں ہوگی صرف مسلمانوں کی فکر نہیں ہوگی اس کو فکر ہوگی سارے انسان کی۔ یہ کیا فکر کرینگے سارے انسانوں کے لئے، ''تأمرون بالمعروف وتنہون عن المنکر''، تم اچھی باتوں کا حکم دوگے اور بری باتوں سے روکوگے، اچھی باتوں میں سب سے اچھی بات اللہ کی طرف دعوت دینا ہے، قرآن نے کہا: ''ومن أحسن قولاً ممن دعا إلی اللہ وعمل صالحاً وقال إننی من المسلمین'' تو اس سے اچھی بات کس کی ہوسکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے، ''ادع إلی سبیل ربک''، اللہ کا بنایا ہوا راستہ دین اسلام ہے، کہا اللہ تعالی نے ''إن الدین عند اللہ الإسلام'' ۔ دین اسلام کی سب سے بنیادی بات توحید ہے، اسی کی دعوت کے لئے اللہ تعالی نے سارے نبیوں اور رسولوں کو بھیجا، کہا اللہ تعالی نے : ''ولقد بعثنا فی کل أمۃ رسولاً أن اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت''، اور اسی کا حکم اللہ تعالی نے محمد رسول اللہ ﷺ کو دیا

ہے کہا: ‘‘قل إنما أمرت أن أعبد الله ولا أشرک بہ شیئا’’، آپ کہہ دیجئے مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی ہی عبادت کروں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤں اور اسی کی طرف بلاؤں، بہترین مسلمان کا خود توحید پر قائم ہوجانا نمازی بن جانا روزے دار بن جانا کافی نہیں، اس امت کے حوالہ یہ بھی کام دیا گیا :‘‘قل ہذہ سبیلی أدعو إلی الله علی بصیرة أنا ومن اتبعنی’’ ، آپ کہہ دیجئے یہی میرا راستہ ہے کہ میں اللہ کی طرف بلاؤں پورے علم ویقین کے ساتھ کہ اللہ ایک ہے، وہی سب کا خالق ومالک ہے، عبادت اسی کی کرنی ہے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرنا ہے۔ یہ کام کون کرے، یہ کام میں کروں اور ہر وہ شخص جو میرا متبع ہے، جو میری اتباع کرے تو رسول کا متبع کون ہے سارے مسلمان، اگر کوئی مسلمان کہتا ہے کہ میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں میں رسول پر ایمان رکھتا ہوں، مگر مجھ سے اطاعت نہیں ہوسکے گی، اتباع نہیں ہوسکے گی تو پھر وہ مسلمان نہیں، اس کا سارا ایمان برباد، سارا عمل برباد، کہا اللہ تعالی نے:‘‘یاأیہا الذین آمنوا أطیعوا الله وأطیعوا الرسول ولا تبطلوا أعمالکم’’، کسی ایک کی بھی اطاعت سے اگر تم نے انکار کردیا تو تمہارا عمل برباد تمہارا ایمان برباد۔ تو رسول کا متبع کون ہے سارے مسلمان۔

سارے مسلمانوں کے اوپر فرض ہے کہ وہ اللہ کی طرف بلائے، توحید کی طرف بلائے، ہر شخص اپنی اپنی وسعت کے اعتبار سے اللہ تعالی نے جتنی صلاحیت دی ہے اس کے اعتبار سے وہ کام کرے، اگر وہ نہیں کرتا ہے تو اس سے بڑا ظالم کوئی نہیں ہے، کہا اللہ تعالی نے: ‘‘ومن أظلم ممن کتم شہادة عندہ من الله’’، اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو چھپائے اس شہادت کو جو اس کو اللہ کی طرف سے دی گئی ہے، کس کو شہادت ملی ہے اللہ کی جانب سے اور وہ اس کو چھپا رہا ہے، مسلمان۔ کہا اللہ تعالی نے: ‘‘وکذلک جعلناکم أمة وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ’’،ہم نے تم کو بہترین امت بنایا ہے تاکہ تم انسانوں پر گواہ رہو۔ تم سارے مسلمانوں کو گواہی دینی ہے کس بات کی کہ میں نے توحید کا پیغام تیرے بندوں کو پہنچا دیا۔ اگر یہ کام مسلمان نے نہیں کیاتو اس سے بڑا ظالم کوئی نہیں۔ اللہ تعالی نے کہا کہ: ‘‘إن الذین یکتمون ما أنزلنا من البینات والہدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب أولئک یلعنہم الله ویلعنہم اللاعنون’’ کہ بیشک وہ لوگ جو چھپاتے ہیں اس واضح دلیل اور ہدایت کو جس کو ہم نے اتارا سارے انسانوں کے لئے، ‘‘أولئک یلعنہم الله ویلعنہم اللاعنون’’ ، اس پر اللہ لعنت بھیجتا ہے اللہ تعالی لعنت کرتا ہے: ‘‘ویلعنہم اللاعنون’’ دوسرے لوگ بھی اس پر لعنت بھیجتے ہیں، دوسرےلوگ بھی اس کو دشمن سمجھتے ہیں، دشمن سمجھ کر ستاتے ہیں اور یہ صرف مسلمانوں کی کیفیت نہیں، ساری دنیا میں یہی ہے جس کی طرف مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے اشارہ کیا۔

تو مسلمانوں کو اگر اس ذلت سے نکالنا ہے تو اس کو سارے انسانوں کی فکر کرنی ہوگی، دوسرے کو ذلت سے نکالنے کی کوشش کریں اس سے بڑا انسانیت کے لئے کارنامہ

کیا ہوگا کہ آپ انہیں جہنم سے بچالیں۔ ان کو جہنم سے بچانے کی فکر کیجئے کوشش کیجئے، یہ کوشش ایک دوبار پہنچ جانے سے نہیں ہوگی، ذرا سوچیے کہ رسول اللہﷺ نے تیرہ سال مکہ میں گزارا، دن رات دعوت دیتے رہے وہاں کتنی آبادی تھی۔ تو اس پر بہرحال رسول اکرمﷺ کو اطمینان نہیں کہ میں نے شہادت کا حق ادا کیا یا نہیں کیا۔ ابن مسعودؓ سے آپ ﷺ نے ایک بار کہا کہ ہمیں قرآن سناؤ، آپ نے کہا: آپ خود قرآن ہیں، میں سناؤں؟ کہا سناؤ، سنایا، جب اس آیت پر پہنچے: ''فکیف إذ اجئنا من کل أمۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیداً'' ،جب یہ سنا تو کہا: بس، ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں آنکھ اٹھا کر دیکھا تو نبی اکرمﷺ زار وقطار رورہے ہیں کہ ہم نے شہادت کا حق ادا کیا یا نہیں؟ کہا: پوچھا جائے گاتو میں کیا جواب دونگا، ذرا سوچیے ہم لوگ اپنا اپنا جائزہ لیں کہ ہم اس شہادت میں کہاں تک ہیں الا ماشاء اللہ، کچھ لوگ اللہ کے فضل وکرم سے اس کام میں لگے ہوئے ہیں شاید ان ہی کی برکت سے ہم لوگ بھی باقی ہیں۔ ورنہ یہ امت جس طریقہ سے غفلت برت رہی ہے پتہ نہیں ہمارا کیا ہوگا، اور یہ جو صورت حال ہے اسی غفلت کا نتیجہ ہے، اللہ کے عذاب سے بچنا چاہتے ہو لوگوں کی دشمنی سے بچنا چاہتے ہو، تو ایک ہی صورت ہے ''إلا الذین تابوا وأصلحوا وبینوا '' کہ توبہ کرو کہ ہم سے بڑی غفلت ہوئی ہم تو سمجھ رہے تھے کہ ہم ٹھیک ہوجائیں، مسلمانوں کی اصلاح کرلیں لیکن ہمیں پتہ چلا کہ ہمارا وجود ہی اسی کام کےلئے ہے کہ ہم توحید کا پیغام گھر گھر پہنچائیں، جہاں تک ہم پہنچا سکتے ہیں پہنچائیں تو یہ تو بڑی غفلت ہوئی ہم سے، اے اللہ ایسی غفلت میں ہم نہیں رہینگے، اب تو اٹھینگے، اللہ کا پیغام پہنچائینگے، تو کیسے پہنچائینگے؟ اتنے لمبے وقفے سے جوجو چھوٹ گیا ہے جس کے نتیجہ میں ہمارا عقیدہ خراب ہوا، ہمارا عمل خراب ہوا، ہم بداخلاق ہوگئے، تو ہم کو اپنا عقیدہ درست کرنا پڑے گا، ہمیں اچھے اخلاق اپنانے ہونگے، ہمیں معاملات اچھے بنانے پڑینگے اور رسول اکرمﷺ نے جو ترتیب تکنیک اختیار کی جو کہ اللہ کے حکم سے ہے وہ ترتیب ،تکنیک اپنانی پڑے گی اور وہ یہ ہے کہ:''إنک تحمل الکلّ وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق'' ہر انسان کے متعلق ہمیں کوشش کرنی پڑے گی، اس سے قطع نظر کہ اس کا کیا مذہب ہے؟ اس سے قطع نظر اس کا دھرم کیا ہے؟ انسان ہے وہ، مصیبت میں مبتلا ہے ''إنک تحمل الکل وتکسب المعدوم'' خاص طور سے وہ لوگ جو نظر انداز کیے جاتے ہیں ان کے متعلق رسول اکرمﷺ تعلیم دے رہے ہیں جنہیں انسان ہی نہیں سمجھا جاتا ہے، مسلمانوں کا کام ہے کہ انہیں اونچا کریں، یہی انسانیت کے لئے کامیابی ہوگی، ہر کام میں حق کا ساتھ دیں، غریب ہو، مالدار ہو حق کے بارے کسی کی کوئی ترجیح نہ ہو۔

اگر ہم نے یہ اپنایا اور اسلام کا پیغام سب سے اچھا سب سے سچا دین لوگوں تک

پہنچایا تو انشاء اللہ یہ جو دشمنیاں پیدا کی گئی ہیں ساری ختم ہوجائینگی اور یہی ایک طریقہ ہے، اس آیت میں کہا اللہ تعالی نے: ‘‘واذکروا نعمۃ اللہ علیکم إذکنتم أعداء فألّف بین قلوبکم فأصبحتم بنعمتہ إخواناً’’ لوگوں نے خوب دشمنی کی خوب دشمنی کی، رسول اکرمﷺ کو خوب ستایا پھر بھی اسلام کی دعوت دیتے رہے یہاں تک کہ وہ دن آیا کہ جو دشمن تھے دوست بن گئے۔ اللہ تعالی ہم تمام لوگوں کو اس بات کی توفیق دے کہ ہم خود توحید پر قائم ہوجائیں، پورے اسلام کو پورے طور سے اپنالیں، اللہ تعالی کو راضی کرنے کے لئے اللہ کے بندوں تک اسلام کا پیغام پہنچائیں، تو حید کا پیغام پہنچائیں، اللہ تعالی ہم تمام لوگوں کو ہر وہ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس سے اللہ راضی ہو اور ہمیں جنت نصیب ہو، آمین وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین۔

نوٹ: اس نشست کا مناقشہ صحیح طریقہ پر ریکارڈ نہیں ہوسکا اس لئے اس نشست کے سوال وجواب کی تفصیل نہیں آسکی، اس کے لئے انتظامیہ معذرت خواہ ہے۔

استفسارات: تجاویز کی خواندگی کے دوران

نامعلوم:

ایک بات عرض کرنی ہے مجھے،یہ کارٹون کا جو مسئلہ ہے تو کچھ ایسی ضرورت نہیں ہے کہ اسے جائز قرار دیا جائے وہ تو کسی انسان کی تصویر کو مسخ کرکے جو ہے مذاقیں اڑائی جاتی ہیں کیا یہ تغییر خلق کے اعتبار سے نہیں ہوگا؟ اس لئے ایک تو ضرورت نہیں ہے شریعت میں کہ یہ لایا جائے اور ضروری بھی نہیں کہ ہم اس کو لائیں اس لئے اس پر غور کیا جائے کارٹون پر خاص طور سے۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب:

آپ نے دو باتیں فرمائیں: ایک تو تصویر ہے تو یہاں جو بات ہورہی ہے کارٹون کی وہ ڈیجیٹل کارٹون کی ہے، یعنی جو کاغذ پر نقش ہو اس کارٹون کی بات نہیں ہے بلکہ موبائل وغیرہ کے ذریعہ جو کارٹون بنائے جاتے ہیں اس کی بات ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اسی لئے اس میں تمسخر کی قید لگائی گئی ہے آج کل کارٹون کو تنقید کا، اظہار خیال کا ایک طریقہ سمجھا گیا ہے اس لئے قانونی طور پر بھی کچھ حدود وشرائط کے ساتھ اس کی اجازت دی گئی ہے، جیسے صدر جمہوریہ کا کارٹون نہیں بنایا جاسکتا، جیسے چیف جسٹس کاکارٹون نہیں بنایا جاسکتا؛ لیکن دوسری عوامی شخصیتوں کا کارٹون بنانے کی حکومت کی طرف سے اجازت ہے۔ اور قانوناً اگر آدمی اس سے تجاوز کرجائے جو مقررہ حدیں ہیں تو اس پر کارروائی ہوتی ہے، تو اس میں آج کل کارٹون اظہار خیال کا ایک طریقہ ہے اس میں تمسخر کا پہلو ہر جگہ موجود نہیں ہے تو جو تجویز آئی تھی اس کو اور زیادہ اس میں محتاط بنانے کی کوشش کی گئی ہے کمیٹی نے جو تجویز منظور کی تھی۔

نام معلوم نہیں:

مجھے اس میں کارٹون والے پر عرض کرنا ہے کہ یہ اسلامی مزاج کے خلاف ہے اور بہت سے فتنے کا سبب بنتا ہے، ہم یہ کہہ کرکے کہ تعمیری تنقید کی وجہ سے کارٹون بنانا جائز ہے، اسی طرح دوسری قوموں کے لوگ ہمارے محترم شخصیات کے کارٹون، اسی نقطۂ نظر سے اور یہی سب چیزیں کہہ کرکے بناتے ہیں پھر اس پر اتنے فتنے اتنے ہنگامے ہوتے ہیں، تو چونکہ اسلامی روح اور مزاج کے خلاف ہے تو اس لئے درست نہیں، پر اس بات کو ختم کردیا جائے آگے والا جملہ وہ حذف کیا جائے یہ میری رائے ہے۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب:

ٹھیک ہے آپ حضرات کو اس سے اتفاق ہے یہ بات جو انہو ننے فرمائی کہ اس سے مقدس شخصیتوں کی بے احترامی کا راستہ کھل سکتا ہے یہ بہت اہم بات کہی۔ تو اس کو حذف کردیا جائے۔

مولانا فہیم اختر ندوی:

اس سلسلہ میں، میں ایک بات کہونگا، رائے دینا چاہونگا، یہ ہمارے ذہن میں بات چل رہی ہے کارٹون میں صرف شخصیات نہیں ہوتی ہیں دوسری اشیاء کی بھی بنائی جاتی ہے دوسری شق کو بھی پیش کیا جاتا ہے اور بہت موثر چیز ہے، بہت مثبت مانی جاتی ہے، صحافت کی ایک صنف ہے، ادب کی ایک صنف ہے تو مطلقاً ہم ممنوع کرینگے تو ایک دوسرا پیغام بہت عام انداز سے چلا جائے گا۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب :

تو مطلق نہیں ہے نہ مولانا! تمسخر اور استہزاء کے طورپر۔

مولانا فہیم اختر ندوی:

یہ بات ہم نے کہہ دی اور اس کے بعد ہم منع کردے رہے ہیں اس سے کنفیوژن پیدا ہوگا، دوسری بات فیس بک کے تعلق سے جو تجویز آئی ہے فیس بک پر اکاؤنٹ میں جو خفیہ معلومات یا ذاتی معلومات محفوظ ہوتی ہیں تو اگر مناسب ہو تو فیس بک کے ساتھ اور بھی الفاظ کا اضافہ کرلیا جائے دیگر سوشل میڈیا اکاؤنٹس تاکہ انسٹاگرام ہے، اور بھی کئی چیزیں ہیں ٹوئٹر ہے تو یہ سب آجائیں ان میں تو بہتر ہوگا۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب:

اگر فیس بک کی قید ہٹاکر سوشل میڈیا پر رکھی جانے والی مخصوص معلومات ایسا کردیا جائے، نہیں اس کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ سب میں اکاؤنٹس کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔

نام معلوم نہیں:

اکاؤنٹس سب میں بنتا ہے، حضرت! دوسری بات یہ جو قفل توڑنے کی بات آئی قفل

توڑ کر اس کو بیچنا وغیرہ، اگر کاپی رائٹس آجائے تو یہ بہت سہولت ہوجائے گی عوام کے لئے بھی، کاپی رائٹس حکومت کی طرف سے بھی ناجائز ہے ہم بھی منع کرتے ہیں۔ تو یہ لفظ کہیں نہ کہیں آجائے تو اس سے سہولت ہوجائے گی۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب :

کاپی رائٹس یونہی حاصل ہوتا ہے یا آدمی اس کو محفوظ کرائے تب حاصل ہوتا ہے۔

نامعلوم:

اس کو محفوظ کرائے تب۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب :

تو یہ قید کیوں رکھتے ہیں کاپی رائٹس کی۔ ایک آدمی نے قانونی طور پر محفوظ نہیں کرایا لیکن وہ چاہتا ہے کہ اس کی چیز محفوظ رہے، اس کی طرف سے اجازت نہیں ہے استعمال کرنے کی تو اس میں وہ بھی شامل ہوجائےگا وہ صورت بھی شامل رہے گی۔ اب آگے بڑھا جائے۔

نامعلوم:

نقوش اسکرین پر ظاہر ہوں تو اس کو چھونا درست نہیں ہے یا کیا لفظ ہے؟ ..... اس میں ایک چیز کا اضافہ ضروری ہے کہ نقوش والے حصہ کو چھونا درست نہیں یا تو یہ کردیا جائے یا لفظ احتیاطاً بڑھا دیا جائے کہ احتیاطاً اسکرین کو چھونا درست نہیں ہے احتیاطاً کا لفظ بڑھا دیا جائے تو بہتر ہوگا۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب :

مولانا! اس طرح ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہوتی ہے، شاید آپ الگ رکھ رہے ہیں اسکرین کو، جو نقوش ہیں ان سے آپ الگ رکھ رہے ہیں، کیا ایسا عملی طور پر ہوتا ہے کہ نقوش اور اس کے درمیان کچھ فاصلہ ہو، اگر اسکرین اتنا لفظ معروف ہے اور آپ ان دونوں میں فرق کرنا چاہ رہے ہیں نقوش اور اس پر لگی ہوئی اسکرین تو بظاہر تو دونوں میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید کا حکم ہم بیان کرتے ہیں اس کاغذ ہی کو ہاتھ لگانا درست نہیں، چاہے اس حصہ میں الفاظ قرآنی لکھے ہوئے نہیں ہوں تو جو صورت اس میں بیان کی جارہی ہے یہ تو وہی شکل ہے کہ قرآن مجید آدمی کھولے ہوا ہو۔

نامعلوم:

حضرت اس میں قرآن مجید نہیں کھلے گا، کھلے گا تو اس کی کچھ آیتیں کھلینگی۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب:

پورا پیج کھل رہا ہے۔

نامعلوم:

پورا پیج کھل رہا ہے تو پورا قرآن تو ہوا نہیں قرآن کا ایک حصہ ہوا، تو پھر قرآن مجید کی چند آیتیں جس کاغذ پر لکھی ہوں اس کا بھی یہی حکم ہوگا۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب:

مولانا اس میں احتیاط کا پہلو بھی ہے اس کو رہنے دیجئے بہتر ہے، آگے چلا جائے۔ بہت ضروری تبدیلی اگر ہو، اس کو ضروری سمجھتے ہوں اس کو کرلیں اور کوشش کریں کہ جلد ہو۔

نامعلوم:

حکومت کو اطلاع کرنا درست نہیں ہے، یہ جو سب سے آخری لفظ تھا، اس میں حکومت یہ کہہ نہیں سکتی ہے کہ بھائی ہمارے مفاد کی اگر کوئی چیز ہو آپ اس کو پہنچائیں کوئی بھی خفیہ معلومات ہو۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب :

ابھی کورٹ نے اس پر بینڈ لگایا ہے ابھی تو کورٹ نے پرائیویسی کا مستقل فیصلہ دیا ہے، آدھار کارڈ کے ذیل میں فیصلہ دیا گیا ہے، یہ جو عوام کی خفیہ معلومات ہیں ان کا حکومت کو حاصل کرنا اس کی اجازت نہیں ہے۔

* * *